امام اعظم کے محبین اور علم حدیث کے شائقین

کیلئے ایک انمول تحفہ

رحمۃ اللہ علیہ

امامِ اعظم اور علمِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الفضلاء

تصنیف حضرت مولانا محمد ابراہیم حنفی چشتی

دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

Marfat.com

امام اعظم کے محبّین اور علمِ حدیث کے شائقین کیلئے ایک انمول تحفہ

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علمِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الفضلاء

تصنیف حضرت مولانا محمد ابراہیم حنفی چشتی

دامت برکاتہم العالیہ

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰، اردو بازار لاہور

فون: 042-7246006

شبیر برادرز اردو بازار ○ لاہور

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

مہ اختر فتح جگنو شہر خوبیاں

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علمِ حدیث

ناشر ملک شبیر حسین

سن اشاعت ستمبر 2008ء رمضان المبارک 1429ھ

کمپوزنگ ورڈ زمیکر

سرورق اے ایف ایس ایڈورٹائزرز
0345-4653373

قیمت روپے

شبیر برادرز
اردو بازار ۰ لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

Marfat.com

انتساب

بدر الاولیاء، شمس الاتقیاء، نجم الاصفیاء

پیشوائے سالکین، مقتدائے کاملین، رہبر شریعت وطریقت

واقف رموز حقیقت، شہنشاہ ولایت

حضرت العلام پیر کامل سیدنا ومولانا **خواجہ محمد فاضل** رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہ

آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف، آزاد کشمیر

Marfat.com

فہرست مضامین

انتساب ۳
تقریظ ۱۱
امام المسلمین حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نسب مبارک ۱۳
آپ کا نسب ۱۵
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مولد ۱۵
امام صاحب رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی ۱۶
تابعیت امام اعظم رضی اللہ عنہ پر استشہاد ۱۶
تابعیت امام اعظم رضی اللہ عنہ ۱۶
تعریف صحابی اور تابعی ۱۶
لفظ صاحب کی تعریف ۱۶
الثانی ۱۹
ثالث ۱۹
رابع ۱۹
خامس ۱۹
سادس ۲۰
امام صاحب رضی اللہ عنہ تابعی ہیں ۲۳
مقام اول ۲۷
مقام ثانی ۲۷
تحصیل علم کی ابتداء ۲۹
استاد سے پہلا اختلاف: ۳۲
استاد کا احترام ۳۲
امام صاحب رضی اللہ عنہ کے دیگر اساتذہ ۳۳
امام صاحب رضی اللہ عنہ اور مسندِ ارشاد ۳۴
امام حماد علماء کی نظر میں اور اُن کا حلقہ درس ۳۷
امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مذہب کی بناء ۴۱
امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وہ فضائل اور اوصاف حمیدہ جن میں
آپ دیگر ائمہ سے منفرد اور ممتاز ہیں ۴۵
وجوہ اعتماد و ترجیح ۵۰
امامراتب ۶۰
قسم سوم ۶۱
قسم چہارم ۷۲
قتادہ سے مناظرہ ۸۱
قاضی ابن لیلیٰ کے فتویٰ پر تنقید ۸۳
امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ۸۶
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی وصیت ۸۶
قضاء کے متعلق امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست ۸۷
قسم پنجم ۸۹
ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کا اظہارِ عقیدت ۹۰
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ۹۰
امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ۹۲
امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ۹۴
دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی شہادت ۹۵
خلف بن ایوب عامری رحمۃ اللہ علیہ ۹۶
سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ۹۷

Marfat.com

سفیان سعید بن مسروق ثوری ۹۹
عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۲
عبدالوہاب بن صمام رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۶
عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۶
ابوبکر بن عیاش بن سالم اسدی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۷
قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۷
عبدالملک بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۸
معمر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۰
معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۲
ابوجعفر عیسیٰ بن ابی عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۲
فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۳
اعمش سلیمان بن مہران رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۴
حکم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۶
ابوعاصم النبیل ضحاک رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۷
عبداللہ بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۹
یحییٰ بن نصر بن حاجب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۰
یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳
قلت ۱۲۴
محمد بن بشر بن فرافصہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۵
علی بن عاصم بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷
ابونعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹
ابوعبدالرحمٰن مقری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰
شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱
قلت ۱۳۱
مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۳
وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۶
نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۰
یحییٰ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۰
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۳
حسین بن حیان رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۵
محمد بن سعد بن عوفی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۶
جعفر بن محمد بن ابی عثمان رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۷
عباس بن محمد دوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۷
یٰسین بن معاذ الزیات رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰
یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۲
عمرو بن دینار مکی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۶
علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۷
عطا بن ابی رباح ۱۵۸
عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۰
عفان بن یسار باہلی رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۱
یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۲
محمد بن علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۶
سعید بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۸
توبہ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ ۱۶۹
ابن عائشہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۰
عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۱
ابراہیم بن معاویہ ضریر رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۲
مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۳
محمد بن اسحاق بن یسار رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۵
اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۶
عبید بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۷
عطا بن جبلہ فزازی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۷
داؤد بن نصیر طائی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۸
شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۹
حسن بن صالح بن صالح رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۱
امام صاحب رضی اللہ عنہ اور اصول حدیث ۱۸۲

Marfat.com

حفص بن غیاث ۱۸۶
جریر بن عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۷
محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۹
ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۰
زہیر بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۰
فضل بن موسیٰ سینائی ۱۹۱
۷۴ تا ۷۸ مجموعی شہادت ۱۹۳
عبدالرحمٰن بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۵
عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ۱۹۵
شریک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۸
اسد بن عمرو ۲۰۰
سعید بن ابی عروجہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۱
عبدالعزیز بن ابی رزمہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۴
یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۵
اسرائیل بن یونس رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۶
عبید بن سعید رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۷
علی بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۷
رقبہ بن مصلقہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۸
محمد بن طلحہ بن مصرف یامی رحمۃ اللہ علیہ ۲۰۹
قیس بن ربیع اسدی رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۰
خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۱
نوح بن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۲
زفر بن ہذیل ۲۱۳
عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۵
محمد بن شجاع رحمۃ اللہ علیہ ۲۱۷
حماد بن زید رضی اللہ عنہ ۲۱۹
ایوب بن ابی تمیمہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۲۰
محمد بن احمد حسن صواف رحمۃ اللہ علیہ ۲۲۲

چھٹی قسم ۲۲۸
یعنی تیسری فصل ۲۲۹
(۱) مکہ مکرمہ شرفہا اللہ سے اصحاب ابوحنیفہ ۲۳۲
(۲) اہل مدینہ منورہ سے ۲۳۲
(۳) اہل کوفہ سے ۲۳۲
(۴) اہل بصرہ میں سے ۲۳۵
(۵) اہل واسط سے ۲۳۵
(۶) اہل موصل سے ۲۳۶
(۷) اہل جزیرہ سے ۲۳۶
(۸) اہل رقہ سے ۲۳۶
(۹) اہل نصیبین سے ۲۳۶
(۱۰) اہل دمشق سے ۲۳۶
(۱۱) اہل رملہ سے ۲۳۶
(۱۲) اہل مصر سے ۲۳۶
(۱۳) اہل یمن سے ۲۳۶
(۱۴) اہل یمامہ سے ۲۳۷
(۱۵) اہل بحرین سے ۲۳۷
(۱۶) اہل بغداد سے ۲۳۷
(۱۷) اہل اہواز سے ۲۳۷
(۱۸) اہل کرمان سے ۲۳۷
(۱۹) اہل اصبہان سے ۲۳۷
(۲۰) اہل حلوان سے ۲۳۷
(۲۱) اہل استرآباد سے ۲۳۷
(۲۲) اہل ہمدان سے ۲۳۸
(۲۳) اہل نہاوند سے ۲۳۸
(۲۴) اہل ری سے ۲۳۸
(۲۵) اہل قومس اور رامغان سے ۲۳۸
(۲۶) اہل طبرستان سے ۲۳۸

Marfat.com

(۲۷) اہل جرجان سے ۲۳۸
(۲۸) اہل نیشاپور سے ۲۳۸
(۲۹) اہل سرخس سے ۲۳۸
(۳۰) اہل نساء سے ۲۳۹
(۳۱) اہل مرو سے ۲۳۹
(۳۲) اہل بخارا سے ۲۳۹
(۳۳) اہل سمرقند سے ۲۳۹
(۳۴) اہل کیش سے ۲۴۰
(۳۵) اہل صغانیات سے ۲۴۰
(۳۶) اہل ترمذ سے ۲۴۰
(۳۷) اہل بلخ سے ۲۴۰
(۳۸) اہل ہرات سے ۲۴۰
(۳۹) اہل سجستان سے ۲۴۰
(۴۰) اہل رم سے ۲۴۰
(۴۱) اہل خوارزم سے ۲۴۰
(۴۲) امام صاحب رضی اللہ عنہ کے وہ اصحاب جن کا نام معروف ہے
لیکن شہر غیر معروف ۲۴۱
شیوخ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ۲۴۱
الف ۲۴۶
باء ۲۴۶
تاء ۲۴۶
ثاء ۲۴۷
جیم ۲۴۷
حاء ۲۴۷
خاء ۲۴۷
دال ۲۴۸
ذال ۲۴۸
را ۲۴۸
زاء ۲۴۸
سین ۲۴۸
شین ۲۴۹
صاد ۲۴۹
طاء ۲۴۹
عین ۲۴۹
غین ۲۵۰
فاء ۲۵۰
قاف ۲۵۱
کاف ۲۵۱
لدم ۲۵۱
میم ۲۵۱
نون ۲۵۱
واؤ ۲۵۱
ھاء ۲۵۱
یاء ۲۵۱
جو کنیت سے مشہور ہیں ۲۵۱
اسمائے مبہمات ۲۵۳
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ کے تراجم (حالات) ۲۵۴
ابراہیم بن محمد منتشر رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۴
اسمایل بن عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۵
حیلہ بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۵
حارث بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۶
حسن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۶
حکم بن عتیبہ کندی رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۶
حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۷
خالد بن علقمہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۷
ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۸

Marfat.com

زبید بن حارث رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۸
زیاد بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۸
سعید بن مسروق ثوری رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۹
سلمہ بن کھیل رحمۃ اللہ علیہ ۲۵۹
سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۰
شداد بن عبدالرحمٰن ۲۶۱
شیبان بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۱
طاؤس بن کیسان ۲۶۲
طلحہ بن نافع قرشی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۲
عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۳
عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۴
عاصم بن شرجیل رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۵
عبداللہ بن ابی حبیبہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۶
عبداللہ بن دینار قرشی رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۷
عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۷
قابوس بن ابی المخارق رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۷
عبدالمالک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ ۲۶۹
عدی بن ثابت انصاری رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۰
عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۱
عطیہ بن سعد بن جنادہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۲
علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۲
علی بن اقمر رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۴
عطا بن سائب رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۵
عکرمہ قرشی بربری رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۶
علی بن حسن رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۸
عمرو بن دینار مکی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۸
قاموس بن ابی ظبیان رحمۃ اللہ علیہ ۲۷۹
قاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ۲۸۰
قتادہ بن دعامہ رحمۃ اللہ علیہ ۲۸۲
قیس بن مسلم جدلی رحمۃ اللہ علیہ ۲۸۴
محارب بن دثار رحمۃ اللہ علیہ ۲۸۵
محمد بن زبیر تمیمی حنظلی رحمۃ اللہ علیہ ۲۸۷
محمد بن سائب رحمۃ اللہ علیہ ۲۸۹
اوّلاً ۲۹۰
ثانیاً ۲۹۰
ثالثاً ۲۹۰
محمد بن علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ ۲۹۳
محمد بن قیس ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۱
محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۱
محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۳
مخول بن راشد نہدی رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۵
مسلم بن عمران رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۶
مسلم بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۷
معن بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ۳۰۹
مقیم بن بجرہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۱
منصور بن معمر رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۳
موسیٰ بن ابی عائشہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۴
ناصح بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۵
اوّلاً ۳۱۵
ثانیاً ۳۱۶
ثالثاً ۳۱۶
رابعاً ۳۱۶
نافع مولی عبداللہ بن ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۷
ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۱۸
ہشیم بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۰
ولید بن سریع کوفی رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۱

Marfat.com

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۳
ابوحیہ یحییٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۵
یحییٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۶
یزید بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۷
یزید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ۳۲۸
یونس بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۳۰
اوّلاً ۳۳۱
ثانیاً ۳۳۱
ثالثاً ۳۳۱
ابواسحاق سبیعی رحمۃ اللہ علیہ ۳۳۳
ابوبکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۳۵
ابوخباب کلبی رحمۃ اللہ علیہ ۳۳۷
عثمان بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ ۳۳۸
محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ ۳۴۰
ابوالسوار عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۴۲
محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۴۴
مسلم بن سالم نہدی رحمۃ اللہ علیہ ۳۴۶
نافذ ابومعبد رحمۃ اللہ علیہ ۳۴۷
ابراہیم بن یزید رحمۃ اللہ علیہ ۳۵۳
اسماعیل بن حماد رحمۃ اللہ علیہ ۳۵۵
اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ ۳۵۷
ایوب بن ابی تمیمہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۵۹
بیان بن بشر احمسی رحمۃ اللہ علیہ ۳۶۲
حسن بن ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ ۳۶۳
حمید بن قیس اعرج رحمۃ اللہ علیہ ۳۶۷
ذر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۶۸
سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ۳۷۰
سلمہ بن نبیط رحمۃ اللہ علیہ ۳۷۲
سلیمان بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ ۳۷۴
علی بن اقمر رحمۃ اللہ علیہ ۳۷۶
ایک شبہ اور اس کا ازالہ ۳۷۶
عاصم بن سلیمان الاحول رحمۃ اللہ علیہ ۳۸۰
سلیمان بن یسار ہلالی رحمۃ اللہ علیہ ۳۸۳
عبدالرحمٰن بن حزم رحمۃ اللہ علیہ ۳۸۶
عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج رحمۃ اللہ علیہ ۳۸۸
عبدالعزیز بن رفیع اسدی رحمۃ اللہ علیہ ۳۹۰
عطا بن یسار ہلالی رحمۃ اللہ علیہ ۳۹۳
قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ ۳۹۴
قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ ۳۹۶
محمد بن عیسیٰ بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ ۳۹۷
محمد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۰
مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۰
مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۴
منہال بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۷
یزید طوسی رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۹
ابوغسان رحمۃ اللہ علیہ ۴۰۹
سعد بن طارق بن اشیم رحمۃ اللہ علیہ ۴۱۲
ابوبردہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ۴۱۷
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور قیاس ۴۲۴
آزاد روش اور ابن حزم ۴۲۹
اوّل: قیاس موثر: ۴۳۴
دوم: قیاس مناسب: ۴۳۴
سوم: قیاس شبہ: ۴۳۴
چہارم: قیاس طرد: ۴۳۴
حدیثِ قلتین ۴۳۶
نماز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا بیان ۴۳۹

Marfat.com

فاتحہ خلف الامام ۴۴۴
اختلافِ تشہد ۴۵۲
اخفائے تاحین ۴۵۸
وجہ اوّل ۴۶۴
وجہ دوم ۴۶۴
وجہ سوم ۴۶۴
وجہ چہارم ۴۶۵
وجہ پنجم ۴۶۵
المسئلۃ الرابعہ ۴۶۵
الحاصل ۴۶۶
وجہ اوّل ۴۶۶
وجہ دوم ۴۶۶
وجہ سوم ۴۷۰
وجہ چہارم ۴۷۰
وجہ اوّل ۴۷۱
وجہ دوم ۴۷۱
وجہ سوم ۴۷۱
وجہ چہارم ۴۷۱
رفع الیدین ۴۸۴
اوّل: ۴۸۴
دوم: ۴۸۴
سوم: ۴۸۴
وجہ اوّل ۵۰۴
وجہ دوم ۵۰۴
وجہ سوم ۵۰۵
وجہ چہارم ۵۰۵
وجہ پنجم ۵۰۵
رفع یدین کے جواز وعدم جواز میں علماء کرام کا اختلاف ۵۱۱
عرضِ مترجم ۵۱۵
نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟ ۵۱۶
اوّل ۵۱۹
دوم ۵۲۰
سوم ۵۲۰
چہارم ۵۲۱
پنجم ۵۲۱
ششم ۵۲۲
اول ۵۲۲
دوم ۵۲۳
سوم ۵۲۴
اعتراضاتِ منکرین ۵۲۵
اعتراضِ اول ۵۲۵
الجواب ۵۲۵
اعتراض دوم ۵۲۶
الجواب ۵۲۶
اعتراض دوم ۵۲۸
الجواب ۵۲۹
اعتراض چہارم ۵۳۳
الاول ۵۳۵
لفظ نحر کی تشریح ۵۳۸
آٹھویں قسم ۵۳۹
خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ علماء کی نظر میں ۵۳۹
والجواب الثانی ۵۴۳
مانع اوّل ۵۴۳
مانع دوم ۵۴۳
مانع سوم ۵۴۴
مصادر ومراجع ۵۴۹

Marfat.com

تقریظ

الحمد للّٰہ رب العلمین، والصلوٰۃ والسلام علٰی سید المرسلین.

اما بعد! تمام تعریفوں کا مستحق اللہ جل جلالہٗ ہے جس کے الطافِ شاہانہ سے انسان دولت علم سے مالا مال ہو کر بلندیوں تک پہنچا۔

اس بات پر سب متفق ہیں کہ اسلامی فقہ کا آغاز وتدوین امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمائی۔ بلکہ خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے مجتہد محدث نے بھی فرمایا:

''قیامت تک جو شخص بھی دین کی سمجھ حاصل کرنا چاہے گا وہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فیضانِ علم کا محتاج ہوگا''

یہی وجہ ہے کہ اصحابِ علم وفن، امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے تصور کرتے ہیں۔ جس طرح قرآن مجید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک زندہ معجزہ اور خصوصیت ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ کو محفوظ کرنے کے لیے حدیث کا شاندار ذخیرہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ اسی طرح ائمہ مجتہدین اور بالخصوص امام اعظم رضی اللہ عنہ کا وجود بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ختمِ نبوت کا زندہ معجزہ ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ہر ہر ادا نرالی اور ہر پہلو اتنا شاندار ہے کہ عظمتیں بھی رشک کرتی ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ میں امام اعظم ہیں تو حدیث میں بھی امام اعظم' امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام علم حدیث میں اس لئے بھی ممتاز ہے کہ آپ کی بعض احادیثِ صرف ایک واسطے کیساتھ ہیں جو ائمہ حدیث میں سے کسی ایک کے پاس بھی نہیں ہے یہ انفرادی اعزاز بھی آپ کو ہی حاصل ہے کہ آپ کے شیوخ کی تعداد ''چار ہزار'' ہے۔ اور ان میں سرِ فہرست صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین ہیں۔

آپ واحد امام ہیں جنہیں تابعی ہونے کا شرف حاصل ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ سند تین واسطوں اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ سند چار واسطوں سے ہے۔ جبکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کی اعلیٰ سند صرف ایک واسطے سے ہے۔

صحاح ستہ کا مطالعہ کرنے سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ یہ کتب امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اساتذہ' تلامذہ اور مداحوں سے بھری پڑی ہے یہ کس طرح ممکن ہے کہ شاگرد کے پاس ہزاروں احادیث کا عظیم ذخیرہ موجود ہو اور استاد کے پاس صرف سترہ (17)

Marfat.com

احادیث ہوں۔ ایسی سوچ پر تو صرف ماتم ہی کیا جا سکتا ہے امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول امام اعظم کے بحرِ علم حدیث کے غواصی ہونے کی دلیل ہے کہ ''کہ لوگو تم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اہل الرائے کہتے ہو حالانکہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول رائے نہیں بلکہ حدیث کی تفسیر ہوتی ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کو مرجعہ ثابت کرنے اور اصحاب الرائے کا امام قرار دینے میں لوگوں نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا تا کہ ہم امام اعظم رضی اللہ عنہ کو منکر حدیث ٹھہرا سکیں مگر سچائی کوئی اور تھی۔ یہ بغض وعداوت اور حسد تھا جس نے آفتابِ علم وحکمت کو گہنانے کی کوشش کی المختصر یہ کہ اس موضوع پر صدیوں سے تعصب وتنگ نظری کے دبیز پردے پڑے ہیں بہت سے اہل علم، احباب فکر ودانش نے ماضی قریب میں اس موضوع پر لکھا۔ مگر جو کتاب آپ کی نگاہوں کو تسکین بخش رہی ہے اس میں محقق العصر علامہ محمد ابراہیم چشتی مدظلہ العالی کے اسلوب تحقیق کا اپنا ہی رنگ ہے اس امر کا اندازہ ورق گردانی کرنے سے ہو جائیگا بشرطیکہ پڑھنے والا انصاف پسندی اور علمی وتحقیقی ذوق کا مالک ہو۔ موصوف محترم نے ایک عمیق علمی وتحقیقی موضوع کو اس انداز سے نبھایا کہ فن تحقیق بھی فرطِ جذبات سے رقص کناں دکھائی دے رہا ہے جہاں آپ کی دیگر مستند تصانیف، محققین سے داد وصول کر رہی ہیں وہاں انتہائی عرق ریزی اور جانفشانی سے کیا ہوا بخاری شریف کا ترجمہ بھی اپنی مثال آپ ہے میری دلی دعا ہے کہ خالق لم یزل محقق اہلسنّت کو مزید الطاف بے پایاں سے نوازے اللہ کریم کی محبت سے ہماری شمع حیات روشن رہے۔ سمیع وبصیر کی بندگی کا نشان ہماری جبینوں پر ہمیشہ تابندہ رہے۔ کتاب دانش وبینش کے ورقِ اولین، نسخہ وجود کے لوح رنگین صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے حرم دل منور رہے۔

سلطانِ حسینانِ جہاں کی غلامی کا طوق زیب گلو رہے

آمین بجاہ سید المرسلین

احقر العباد

عبدالرحمٰن چشتی

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ ڈھل ککہ (کھاریاں)

Marfat.com

امام المسلمین حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا نسب مبارک

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ، هو المسك ماکررته قیضوع

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نعمان (حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ) کا تذکرہ ہمارے لیے بار بار کرو۔ کیونکہ وہ ایک مشک (کستوری) ہیں جتنی بار بھی تو اُن کا تکرار کرے گا خوشبو پھیلے گی۔

آپ کا نسب

آپ کے نسب میں علماءِ کرام کا اختلاف ہے اکثرین نے فرمایا: آپ نسباً عجمی تھے اور محققین نے اس کو صحیح کہا ہے کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نسلاً فارسی ہیں۔ خطیب بغدادی نے عمر بن حماد سے روایت کی ہے وہ نعمان بن ثابت بن زوطی بضم زا جیسے موسیٰ یا بفتح زا جیسے سلمٰی بن ماہ اور خطیب بغدادی نے اسماعیل بن حماد مذکور عمر کے بھائی سے بھی روایت کیا اسماعیل نے کہا کہ ثابت بن نعمان بن مَرْزُبَاں (یعنی فارس کے آزاد سرداروں میں سے) ہیں۔ اسماعیل بن حماد نے کہا: بخدا! ہم کبھی غلام نہیں تھے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے والد ثابت صغرسنی میں حضرت علی بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ کے پاس گئے تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اُن کے اور اُن کی اُولاد کے حق میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور اللہ عزوجل سے اُمید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حق میں یہ دعا قبول فرمائی۔ خطیب بغدادی کی اُن دونوں روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عمر اور اسماعیل بھائیوں کا اس بات میں باہم اختلاف ہے کہ ثابت کے والد نعمان ہیں یا زوطیٰ۔ کیا حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی جد مرزبان ہے یا ماہ۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اُن میں سے ہر ایک کے دو نام ہوں یا ایک نام اور لقب ہو یا زوطی کا معنی نعمان اور مرزبان کا نام ماہ ہو۔ اور اس طرح دونوں بھائیوں کا مس رق میں بھی باہم اختلاف ہے۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ جس نے غلامی کو ثابت رکھا اس نے یہ غلامی جد میں خود لی ہے۔ اور جس نے غلامی کی نفی کی اس نے باپ (یعنی ثابت) کی غلامی کی نفی کی ہے۔ اور جمہور علماء ومؤرخین نے اسماعیل بن حماد کی روایت کو اختیار کیا ہے۔ لیکن وہ روایات جن کو بعض مورخین نے بیان کیا ہے" زوطی کابل سے گرفتار ہو کر آئے تھے اور قبیلہ یتم اللہ کی ایک عورت نے اُن کو خرید لیا تھا یہ جملہ روایات واہیات، کمزور اور بے اصل ہیں۔ روایات سے اس قدر تو ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب لشکر اسلام نے فارس کے لشکر کو شکست سے دو چار کیا تو اس وقت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے والد ثابت اور امام ابن سیرین کے والد گرفتار

Marfat.com

کر لیے گئے تھے بالفرض اگر صاحب اتحاف النبلاء کے اعتراض کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کیا ہوا اس لیے کہ معیار شرافت تقویٰ ہے نہ کہ نسب اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (سورۃ الحجرات آیت 13)

بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔

نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے۔

ادمی بی المتقون من کانوا وحیث کانوا

مجھ سے نزدیک تر متقی ہیں جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔

پھر بقول علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث مبارکہ ''لو کان الدین'' کے مصداق امام اعظم ہیں اب مزید کسی دلیل کے ذکر کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غلام تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اُمت میں سے کسی آزاد کو پیش کیا جا سکتا ہے یا کفار مکہ کے سرداروں میں سے کسی کا نام لیا جا سکتا ہے۔

ابولعب فی فائق الحسن لم یکن

عدیل بلال اسود اللون کی حالات ابولعب حسین ترین ہونے کے باوجود حضرت بلال رضی اللہ عنہ سیاہ ترین پر فوقیت نہ لے سکا۔ حضرات تابعین اور ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم ایک کثیر تعداد غلام تھی۔ عطاء بن ابی رباح، ربیعۃ الرائے، نافع، طاؤس، ابن کیسان، ابن ابی کثیر، میمون بن مہران، مکحول، ضحاک بن مزاحم، حسن بن سیرین یہ سب غلام تھے۔ لہٰذا اب اس اعتراض کی حقیقت کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ''مولیٰ'' ہیں تارِ عنکبوت کے سوا کچھ نہیں۔ ہاں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض روایات میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ لفظ ''مولیٰ'' ملتا ہے لیکن اس کا تاریخی پس منظر یہ ہے۔

اہل عرب اس کا استعمال بہت سے معنی میں کرتے ہیں مثلاً مولیٰ بمعنی آقا، مولیٰ بمعنی غلام، مولیٰ بمعنی حلیف، غلام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس کے بیس کے قریب معانی ذکر کیے ہیں۔ لیکن اصطلاحاً مؤرخین نے اس کا اطلاق غیر عرب پر کیا ہے ابوزہرہ مصری ''ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ'' میں لکھتے ہیں۔

''ھو الاسم الذی اطلقہ المؤرخون علی غیر العرب''

مولیٰ ایک ایسا اسم ہے جس کا مورخین نے اطلاق عجمیوں پر کیا ہے۔

اور حضرات تابعین کے دور اقدس میں یہ لفظ فقہائے کرام کے لیے بھی مستعمل تھا۔ یہی امام زہرہ مصری ارقام فرماتے ہیں:

ھم حملۃ الفقہ فی عصر التابعین۔

تابعین کے زمانہ مبارکہ میں موالی اہل فقہ تھے۔ لہٰذا جن روایات میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی القدر کے تھ لفظ مولیٰ ملتا ہے یہ لفظ شان امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف نہیں۔

(تاریخ بغداد ج 13، ص 324، 325، 326۔ الخیرات الحسان ص 41۔ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ص 14)

Marfat.com

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مولد

اکثرین کا قول یہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سن 80 ہجری خلیفہ (عبد) الملک بن مروان کے دور میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ علامہ بدرالدین عینی نے اپنی کتاب ''تاریخ کبیر'' میں لکھا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے سن ولادت میں تین روایات ہیں سن 61 ہجری، 70 ہجری اور 80 ہجری اور اکثرین اس طرف گئے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سن 80 ہجری میں پیدا ہوئے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی

تمام کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ کا نام ''نعمان'' کنیت ابوحنیفہ اور بالاتفاق لقب امام اعظم ہے۔ علامہ ابن حجر مکی نے لکھا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی نعمان میں ایک لطیف راز ہے وہ یہ کہ نعمان کا اصل معنی خون ہے جس کے ساتھ بدن کا دارو مدار اور زندگی ہے۔ اس جگہ بعض اس طرف گئے ہیں کہ وہ روح ہے چنانچہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وہ ذات ہیں جس کے ساتھ فقہ کا قیام ہے ابن منظور نے ''لسان العرب'' میں لکھا ہے۔

والنعمان۔ الدم وللذلك قيل للشقر شقائق النعمان وشقائق النعمان نبات احمر يشبه با الدم۔

(لسان العرب باب نون ج 14 ص 214)

نعمان بمعنی خون ہے اس لیے ایک قسم کی سرخ رنگ کی نبات کو شقائق النعمان کہا جاتا ہے (اور وہ گل لالہ ہے)

یا نعمان بروزن فعلاں نعمت سے ماخوذ ہے بایں اعتبار حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مخلوقِ خدا پر اللہ عزوجل کی نعمت ہیں۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوحنیفہ یہ حنیف کی مونث ہے جس کا معنی ناسک (عابد زاہد) یا مسلم ہے کیونکہ حنف بمعنی میلان ہے اور مسلم وہ ہے جو دین حق کی طرف مائل ہو۔ اور آپ کی ابوحنیفہ کے ساتھ کنیت رکھنے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک آپ کا دوات کے ساتھ ملازمت کی وجہ سے یہ کنیت رکھنا ہے جو دوابت لغت عراق میں حنیفہ سے موسوم ہے۔ بعض کے نزدیک آپ کی ایک بیٹی تھی جس کے ساتھ آپ کی یہ کنیت منسوب ہے اور اس قول کو رد کیا گیا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے حماد کے سوا آپ کی کوئی اولاد نہ مذکر اور نہ ہی مونث معلوم ہے۔ امام صالحی فرماتے ہیں: تلاش بسیار کے باوجود میں یہ معلوم نہیں کر سکا کہ امام نعمان بن ثابت سے قبل مشہورین میں سے کسی نے ابوحنیفہ کے ساتھ کنیت رکھی ہو۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ مشہورین میں سے اوّل وہ شخص ہیں جنہوں نے ابوحنیفہ کے ساتھ کنیت رکھی۔ چنانچہ آپ کی یہ کنیت وصفی ہے جو آپ نے اختیار فرمائی۔ اور اللہ عزوجل نے اسے شرف قبولیت عطا فرمایا جس کی وجہ سے اصل اسم ''نعمان'' پر آپ کی کنیت غالب آ گئی قبولیت و پسندیدگی کا اختتام اس پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے کنیت کے ساتھ آپ کے لقب ''امام اعظم'' کو بھی شہرت دوام عطا فرمائی۔

Marfat.com

تابعیت امام اعظم رضی اللہ عنہ پر استشہاد

تابعیت امام اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے۔ امام مزی نے تہذیب الکمال باب نون میں ترجمہ سیرت نعمان بن ثابت تیمی کے ماتحت ارقام فرمایا: انه من ابناء فارس رائی انس بن مالك. یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فارسی ہیں اور آپ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔ امام ذہبی نے ''تذکرۃ الحفاظ'' اور ''مناقب ابی حنیفه وصاحبه'' میں لکھا ہے:

انه رائی انس بن مالك وهو صغير ۔ (تذکرۃ الحفاظ ج اول ص 168۔ مناقب ص 41)

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے وہ درآنحالیکہ آپ بچے تھے۔

اور اکثرین محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا اس پر اتفاق ہے کہ تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی اگرچہ اُن کے ساتھ نہیں رہے۔ ابن صلاح کی طرح امام نووی نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

تانیب الخطیب ص 59۔ میں علامہ کوثری لکھتے ہیں۔ جن حضرات گرامی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی رویت کا اقرار کیا ہے وہ یہ ہیں۔ ابن سعد، دارقطنی، ابونعیم اصفہانی، ابن عبدالبر، خطیب بغدادی، ابن جوزی اور سمعانی، عبدالغنی مقدسی، سبط ابن جوزی، فضل اللہ تورپشتی، نووی، یافعی، ذہبی، زین عراقی، ولی عراقی، ابن حذیر، بدرالدین عینی ابن حجر عسقلانی الحاوظ نے اپنے ایک فتویٰ میں جس کو امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تبییض الصحیفہ، میں نقل کیا ہے، شہاب قسطانی سیوطی، ابن مجر مکی وغیرہم۔ چنانچہ اُن محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم کی نصوص کے ہوتے ہوئے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تابعیت کا انکار تکبر و جہالت پر مبنی ہے۔

تعریف صحابی اور تابعی

تابعی کی تعریف صحابی کی تعریف سے ماخوذ ہے۔

لفظ صاحب کی تعریف

قاموس، صحاح للجوھری، لسان العرب، منجد، منتہی الادب، اور صراح وغیرہا میں صاحب کی جمع صحب، اصحاب، صحبۃ، صحاب، صِحبان، صِحابۃ، صَحابۃ ہے۔ اور اصحاب کی جمع اصاحیب ہے شرح عقائد جلالی، جلال الملۃ والدین الدوانی کے محشی

Marfat.com

علامہ محمد عبدالحلیم انصاری لکھنوی ''حل المعاقد فی شرح العقائد'' میں لکھتے ہیں ''قوله ولاصحاب''

ان فاعلا یجمع علی افعال عند العلامة التفتازانی وغیره۔الخ (حل المعاقد ص ۲۶.)

جان لو کہ علامہ تفتازانی وغیرہ کے نزدیک فاعل کی جمع بر وزن افعال آتی ہے چنانچہ اصحاب، صاحب کی جمع ہے جیسے اطہار' طاہر کی جمع ہے۔ لیکن اُن علماء کرام کے نزدیک جو فاعل کی جمع بروزن افعال جائز نہیں سمجھتے اُن کے نزدیک اصحاب یا تو صحب (حا کی سکون کے ساتھ) کی جمع ہے یا صاحب کی جمع ہے جیسا کہ رکب، راکب کی جمع ہے چنانچہ اس وقت اصحاب جمع الجمع ہے۔ یہ قول فاضل قراباغی، یوسف الکوسج کا ہے اور اس قول کے مطابق شیعہ فرقہ ناجیہ سے نہیں کیونکہ جمع الجمع کا اطلاق کم از کم نو (۹) پر ہوتا ہے اور شیعہ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کے بعد صرف تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان پر باقی رہے اور وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جبکہ ایک دوسری روایت میں تیسرے صحابی بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ لہٰذا یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متبعین میں سے نہیں۔ کیونکہ نبی محترم ﷺ کا فرمان ہے ''ما انا علیه واصحابی'' اور اصحاب کی کم از کم تعداد نو بنتی ہے اور شیعہ کے نزدیک فقط تین صحابی تھے۔ لہٰذا اس تعریف سے شیعہ اصحاب کی پیروی سے خارج ہو گئے۔

جلال الملۃ والدین جلال الدین دوانی ارقام فرماتے ہیں:

صاحب. وهو من رائی النبی صلی الله علیه وسلم مومنا به سواء کان فی حال البلوخ او قبله. طال صحبته او لا.

صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو خواہ حالت بلوغت میں دیکھا یا اس سے قبل۔ نبی کریم ﷺ کی صحبت مبارکہ میں طویل عرصہ رہا ہو یا نہ رہا ہو۔

مولانا عبدالحلیم فرماتے ہیں:

قوله. وهو من راه اعلم اولًا ان المراد بالردیة اللقاء سواء کان رائی النبی صلی الله علیه وسلم بالصبر اولا (الخ) حل المعاقد ص ۲۶

روایت سے مراد ملاقات کرنا ہے خواہ اس نے آنکھ کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ پس یہ تعریف نابینا کو بھی شامل ہے جیسے حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ ممکن ہے کہ اس طرح کہا گیا ہو کہ مراد رویت بالبصر ہو اور نبی اکرم ﷺ ''رائی'' کا فاعل ہوں اور اس کا مفعول محذوف ہو چنانچہ معنی یہ ہوئے کہ جس کو نبی اکرم ﷺ نے دیکھا ہو۔ اس طرح صحابی کی تعریف میں نابینا بھی شامل ہو جائے گا لیکن یہ تعریف تب ممکن ہے اگر اسے اصحاب نبی کریم ﷺ کے ساتھ مختص کیا جائے ورنہ نقص لازم آئے گا کیونکہ حضرت شعیب علیہ السلام نابینا تھے اور آپ نے اپنے اصحاب کو اپنی نظر سے نہیں دیکھا۔ لیکن علامہ زرقانی نے ''رائی'' کا فاعل نبی اکرم ﷺ کو قرار دینا مردود کہا ہے۔

Marfat.com

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ''الاصابہ فی تمینیر الصحابہ'' کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

الفصل الاول فی تعریف اصحابی واصح ما وقفت علیه من ذٰلك ان الصحابی من لقی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم مومناً به ومات علَی الاسلام (الخ)

اس باب میں جہاں تک میں واقف ہو سکا ہوں وہ یہ ہے کہ اصح یہی ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اس حال میں کہ وہ آپ پر ایمان رکھتا ہو۔ اور اس کی موت اسلام پر ہوتی ہو جس نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی اس میں وہ بھی داخل ہے جس کی آنحضرت ﷺ سے مجلس ہوتی ہو۔ خواہ طویل ہو یا مختصر آپ سے کوئی حدیث روایت کی ہو یا نہ کہ ہو غزوہ میں اسے سرکار دو عالم ﷺ کی رفاقت میسر ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ جس نے ایک دفعہ آپ کو دیکھ لیا اگرچہ اس کی مجلس نہ ہوئی ہو (وہ بھی صحابی کی تعریف میں شامل ہے) اور وہ بھی جس نے اپنی آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کو نہ دیکھا ہو جیسا کہ نابینا۔

مزید فرماتے ہیں: ایمان کی قید سے وہ شخص صحابی کی تعریف سے نکل گیا جس نے کفر کی حالت میں نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کی اگرچہ بعد میں ایمان لے آیا مگر آپ ﷺ سے ملاقات نہ کر سکا اور ہمارے قول ''بہ'' سے وہ شخص بھی خارج ہو گیا جو آپ سے ملا مگر ایمان دوسرے انبیاء پر رکھتا تھا جیسے اھل کتاب وغیرہ اور ''مات علی السلام'' کی شرط سے وہ شخص بھی خارج ہو گیا جس نے حالت ایمان میں آپ سے ملاقات تو کی لیکن بعد میں مرتد ہو گیا اور اس حالت میں واصل بجہنم ہوا۔ جیسے عبید اللہ بن جحش، عبد اللہ بن خطل اور ربیعہ بن امیہ بن خلف اور وہ شخص صحابہ میں شامل ہے جو مرتد ہوا اور مرنے سے قبل مشرف باسلام ہو گیا خواہ دوسری دفعہ اس کی نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہوئی یا نہ ہوئی ہو۔ اور یہی مذہب اصح ہے۔

کیونکہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اشعث بن قیس کو صحابہ میں شمار کیا ہے اور اپنی کتابوں میں اس کی احادیث کو تحریر کیا ہے حالانکہ وہ بعد از اسلام مرتد ہو گیا اور خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں دوبارہ مشرف بہ اسلام ہوا۔ محققین کے نزدیک یہی تعریف صحیح ترین ہے۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ کے اس قول۔

''ومن صحب النبی صلی اللّٰه علیه وسلما او راه من المسلمین فهو من اصحابه'' کے ماتحت علامہ بدر الدین عینی تحریر فرماتے ہیں:

ما اشار الاوّل البخاری بقوله من صحب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم (الخ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت میں ''صاحب'' کی تعریف کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ جس نے نبی کریم ﷺ کی رفاقت اختیار کی یا مسلمانوں میں سے کسی نے آپ ﷺ کو (ظاہری حالت) میں دیکھا وہ اصحاب میں سے ہے امام کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحابی وہ مسلمان ہے جو نبی اکرم ﷺ کا صاحب ہو یا آپ کو دیکھا ہو مفعول کی ضمیر نبی اکرم ﷺ کی طرف راجع ہے اور فاعل کی ضمیر مسلم کی طرف اور یہی مشہور و صحیح مذہب ہے۔

Marfat.com

الثانی

انه منطالت صحبة له وكثرت مجالسة مع طريق التبع له والاخذ عنه هكذاحكاه ابو المظفر السمعانی عن الاصولين (الخ)

صحابی وہ ہے جس کی نبی اکرم ﷺ سے طویل صحبت ہو اور آپ کی متابعت ساتھ کثرت مجالست ہو اور اس نے آپ ﷺ سے کچھ حاصل کیا ہو اس طرح ابو مظفر سمعانی نے اصولین سے حکایت کی ہے۔ انہوں نے کہا: لغت اور ظاہر کے اعتبار سے اسم صحابی اسی پر واقع ہوتا ہے۔

ثالث

ماروی عن سعيد بن المسيب انه لا يعد الصحابی الا من اقام مع رسول الله صلى الله عليه وسلم سنة اوسنتين (الخ)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کہ وہ یہ بات کہ جو ایک یا دو سال نبی اکرم ﷺ کی صحبت مبارکہ میں نہ رہا ہو یا آپ کے ہمراہ ایک یا دو غزوات میں شامل نہ ہوا ہو وہ اسے صحابی شمار نہیں کرتے۔ اس میں تنگ نظری ہے۔ علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی طرف اس بات کی نسبت کرنا صحیح نہیں کہ اس روایت کی اسناد میں محمد بن عمرو واقدی ہے جو ضعیف ہے۔

رابع

انه يشترط مع طول الصحبة الاخذ عنه (الخ)

طویل صحبت کے ساتھ آپ ﷺ سے روایت کرنا بھی شرط ہے اس کی آمدی نے ائمہ معتزلہ میں سے عمرو بن مجرانی عثمانی جاحظ سے حکایت کی ہے۔ علامہ فرماتے ہیں: اس میں ثعلب نامی ایک راوی ہے وہ ثقہ اور مامون نہیں اور یہ قول ماسوائے اس کے اور کسی سے منقول نہیں۔

خامس

انه من راه مسلمًا عاقلًا بالغًا. (الخ)

واقدی نے اہل علم سے حکایت کی کہ صحابی وہ ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہو کہ وہ صاحب اسلام ہو، عاقل اور بالغ ہو۔ علامہ عینی فرماتے اس میں بلوغت کی قید شاذ ہے۔ بعض نے اس قول کو مردود کہا ہے اس لیے کہ اس تعریف سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کا صحابیت سے خارج ہونا لازم قرار پاتا ہے۔

Marfat.com

سادس

انه من ادرك زمن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وهو مسلم وان لم یراه وهم قولی یحیی ابن عثمان المصری (الخ)

جس شخص نے مسلمان ہونے کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس کو پایا اگر چہ اس نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت نہیں (وہ بھی صحابی ہے) اور یہ یحییٰ بن عثمان مصری کا قول ہے اور اصولین میں سے جس نے اس قول کی حکایت کی وہ قراخی ہیں جنہوں نے ''شرح التنقیح'' میں یہ کہا۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اُن تمام اقول میں سے اصح قول وہ ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا اور اسی پر علماء کا اتفاق ہے۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج ۱۶ ص ۱۶۹۔۱۷۰)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

قوله. ومن صحب النبی او راه من المسلمین (الخ)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ جس نے نبی اکرم ﷺ کی صحبت مبارکہ اختیار کی یا مسلمانوں میں سے جس نے آپ کو دیکھ لیا وہ آپ کے اصحاب میں سے ہے۔

یعنی صحبت نبی کریم ﷺ کے اسم کا وہی مستحق ہے جس سے آپ کی صحبت ثابت ہو کم سے کم صحبت جس پر لغۃ اس کا اطلاق ہوتا ہے اور عرف اگر چہ اس میں صحبت کو بعض شرائط کے ساتھ خاص کر دیتا ہے (جیسے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہنا اور جدا نہ ہونا) اور جس نے نبی اکرم ﷺ کو ایک مرتبہ دیکھ لیا اس پر بھی لفظ صحابی کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ وہ قول ہے جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا اور یہی راجح ہے مزید فرماتے ہیں:

کیا دیکھنے والے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ جسے دیکھ رہا ہے وہ اس میں اور غیر میں تمیز کر سکتا ہے یا صرف دیکھنا ہی کافی ہے اس میں اختلاف ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق جن لوگوں نے تحریر کیا ہے وہ صرف دیکھنے ہی کو کافی سمجھتے ہیں۔

انہوں نے محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کی وفات حسرت صد آیات مبارکہ سے تین ماہ اور کچھ دن پہلے متولد ہوئے اور فقط نبی اکرم ﷺ کو دیکھا اور وہ صحابہ کہلاتے ہیں۔ (حالانکہ اُن میں یہ تمیز نہ تھی کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں فقط دیکھنا ہی تھا)

حافظ عسقلانی اس کے بعد فرماتے ہیں:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی کی جس تعریف کو صحیح قرار دیا ہے میں نے اسے آپ کے شیخ علی بن مدینی کے کلام میں پایا ہے ''المستخرج لابی القاسم بن مندہ'' میں، میں نے پڑھا اور اس کے سند (یعنی نسبت) احد بن سیاد حافظ مزوری سے کی گئی

Marfat.com

ہے حافظ مزوری کا کہنا ہے کہ میں نے احمد بن عتیک سے سنا وہ کہتے ہیں علی بن مدہنی نے کہا: جس کو نبی اکرم ﷺ صحبت مبارکہ حاصل ہوئی یا آپ کو دیکھ لیا اگرچہ دن میں سے ایک ساعت تو وہ اصحاب نبی کریم ﷺ سے ہے۔ (فتح الباری ج ۷۔ص ۳،۵)

علامہ عبدالباقی زرقانی شارح مواہب فرماتے ہیں:

(واما التقييد با الروية فا المراد به عند عدم المانع منها) كا العمٰى (فان كان كا بن مكتوم الاعمٰى فانه صحابى جذماً فا الاحسن) كى قال العراقى (الخ)

روایت کی قید لگانا اس وقت ہے جب نظر تو ہو مگر نہ دیکھے اور اگر نظر میں نہ ہو تو یہ قید صحیح نہیں جیسے نابینا۔ (کیونکہ نظر نہ ہونے کے باعث وہ دیکھنے سے قاصر ہے اور یہ عارضہ دیکھنے سے مانع ہے) مثل ابن مکتوم جو کہ نابینا تھے۔ پس وہ بالیقین صحابی تھے۔ حافظ عراقی کے مطابق احسن یہی ہے کہ روایت کی بجائے ملاقات کا لفظ بولا جائے تا کہ نابینا بھی اس تعریف میں شامل ہو جائے۔ مصنف (امام قسطلانی) فرماتے ہیں کہ نابینا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول ''من صحب'' سے بھی صحابی کی تعریف میں داخل ہے اور اسی طرح علماء کرام اس قول ''او راه النبى صلى الله عليه وسلم'' کے مطابق بھی صحابیت کے شرف سے بھی بہرہ مند ہوتا ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں۔ حافظ عراقی کا قول کہ جو نابینا آپ کی صحبت با اثر سے مشرف نہ ہوا اور نہ ہی آپ کی مجلس مبارکہ میں بیٹھا مگر آپ کی حیات طیبہ میں آپ کے حضور حاضر خدمت ہوا کیا صحابیت کے شرف سے نوازا گیا یا نہیں یا بمطابق قول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ''من صحب النبى صلى الله عليه وسلم'' ''وراه'' محل نظر ہے۔

کیونکہ اس میں لفظ ''راہ'' سے قبل صرف ''واؤ'' ہے جو عطف کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ اصل میں حرف ''اؤ'' ہونا چاہیے تھا کیونکہ حرفِ عطف سے صحابی کی تعریف میں وہ داخل ہوگا جو آپ کی صحبت اور رؤیت دونوں سے شرف یاب ہوا لہٰذا نابینا تعریف صحابی سے نکل جائے گا جیسا کہ امام عراقی نے کہا: (مصنف فرماتے ہیں) جہاں تک میں اصول معتبرہ اور معتمدہ پر واقف ہو سکا ہوں یہاں حرف عطف واؤ کی بدل حرف اؤ ہے جو تقسیم کے لیے آتا ہے۔ یعنی یا تو صحبت مبارکہ سے شرف ہوا ہو یا رؤیت سے بہرہ مند ہوا ہو اس طرح صحابی کی تعریف میں نابینا بھی داخل ہو سکتا ہے یہی اکثرین کی تحقیق ہے کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ تعریف اپنے شیخ علی مدہنی سے منقول ہے اور شیخ علی بن مدہنی سے ''اؤ'' ہی منقول ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

صحابی کہ تعریف میں لوگوں کا اختلاف ہے صحابی کی نسبت صاحب کی طرف ہے اور جزئی کہہ کر کلی مراد لی گیا ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کی صحبتِ مبارکہ اختیار کی اور زمانہ نبوت میں اگرچہ ایک لمحہ ہی کیوں نہ ہو۔

اور اس طرح جس نے آپ کو حیات مبا کہ میں دیکھا اگرچہ آپ کے پاس بیٹھا نہیں۔ صحبت و رؤیت دونوں میں مسلمان ہونا شرط ہے اور وہ مسلمان جو عاقل ہیں عورت ہو یا مرد، بچہ ہو یا غلام، جن ہو یا فرشتہ (جن اور فرشتے کے متعلق تحقیق انیق بندہ ناچیز کی کتاب ''خلافت صدیق اکبر'' میں ملاحظہ فرمائیں جو کہ استفادہ کے قابل ہے۔ اور فقط یہ دیکھنا ہی راجح ہے اگرچہ اس شخص نے مجلس، صحبت اور مکالمہ نہ کیا ہو یہی جمہور محدثین رحمۃ اللہ علیہم اور اصولیین کا مذہب ہے اس لیے کہ نبی کریم ﷺ عزت و شرف

Marfat.com

کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور ایسی عزت وشرف والی ہستی کا ایک لمحہ کے لیے دیدار ہی صحابیت کے لیے کافی ہے۔

زرقانی علی المواہب ج ۷ ص ۲۴ تا ۲۷

الحاصل یہ کہ حالت ایمان کے ساتھ صحبت ضروری ہے یا رؤیت امام زرقانی کی محققانہ تصریح سے پتہ چلتا ہے کہ صرف دیکھنا ہی صحابیت کے لیے کافی و وافی ہے۔ اور یہ رؤیت نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ عمدۃ القاری میں ہے جس نے نبی کریم ﷺ کو بعد از وفات دیکھا چاہے قبر انور میں وہ صحابی کی تعریف سے خارج ہے اور اس طرح اولیائے کرام جو بحالت بیداری یا خواب میں نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کی زیارت با سعادت سے مشرف ہوتے رہتے ہیں وہ بھی صحابیت کی اس تعریف سے خارج ہیں۔

قارئین کرام!

بندۂ ناچیز نے صحابیت کی تعریف میں جو طوالت بحث صفحۂ قرطاس پر رقم کی اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تابعیت میں اختلاف صحابی کی تعریف پر مبنی ہے اور تابعی کی تعریف صحابی کی تعرف سے ماخوذ ہے۔

جب صحابیت کی تعریف سے واقفیت ہو گی تو لا محالہ تابعیت کی تعریف سے آشنائی اور آگہی حاصل ہو گی۔ جو تعریف صحابیت کے لیے شرط ہے وہی تعریف تابعیت کے لیے بھی شرط ہے چنانچہ اکابر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم واصولین اور ائمہ نقد کے فضلاء نے صحابیت اور تابعیت کی تعریف میں صرف رؤیت وملاقات کو ہی اصح اور ارجح فرمایا ہے بعض حضرات نے رؤیت کے ساتھ روایت کی بھی شرط لگائی ہے لیکن یہ قید صحیح نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے صرف رؤیت کے متعلق ہی ارشاد فرمایا ہے جس کی بنا پر جمہور نے صحابی اور تابعی کی تعریف اُن الفاظ میں کی ہے:

من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنا بہ ومات علی الاسلام ولو تخللت ردۃ (نخبۃ الفکر ص 81)

صحابی وہ ہے جس نے بحالت ایمان حضور اقدس ﷺ سے ملاقات کی اور اسلام پر وفات پائی اگرچہ درمیان میں ارتداد پیش آ گیا ہو۔ اس تعریف کے اعتبار سے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح (جو مرتد ہو گئے تھے) صحابی تھے اور محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ جن کی عمر آپ ﷺ کی وفات کے وقت تین ماہ اور کچھ دن تھی جس کو حافظ عسقلانی نے لکھا ہے صحابی ہیں۔ اس تعریف میں صرف ملاقات کا اعتبار کیا ہے اگر اس کے ساتھ روایت کی قید کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد رتبہ صحابیت سے نکل جائے گی جس کو کوئی بھی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اور تابعی کی تعریف صحابی کی تعریف سے ماخوذ ہے حافظ عسقلانی فرماتے ہیں:

التابعی وھو من لقی الصحابۃ۔ نخبۃ الفکر ص 81.

تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی۔ حافظ ابن حجر مکی نے ''خیرات الحسان'' میں اس تعریف کو اکثر محدثین عظام رحمۃ اللہ علیہم کا مسلک قرار دیا ہے اس تعریف کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

Marfat.com

هذا هو المختار خلافاً لمن اشترط فی التابعی طول الملازمة وصحت السماع۔ نزهة النظر ص 84

یہی تعریف مختار ہے مگر یہ اُن کے خلاف ہے جو تابعی کے لیے طول صحبت صحت سماع کی قید لگاتے ہیں۔ شیخ ابوالحسن نے حافظ عسقلانی کی تصویب کرتے ہوئے فرمایا۔ علامہ عراقی کہتے ہیں کہ اس تعریف پر اکثر علماء کا عمل ہے اور یہی بہتر ہے کیونکہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے اپنے فرمان عالیشان میں اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

طوبیٰ لمن رای آمن بی وطوبی لمن رای من رأنی۔

اس حدیث مبارکہ میں صرف رؤیت ہی کی قید ہے میں کہتا ہوں کہ اس حدیث مبارکہ کی رو سے امام صاحب رضی اللہ عنہ تابعین کے رشتہ میں منسلک ہیں۔ اس لیے کہ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے اس کے بعد فرماتے ہیں: جس نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تابعی ہونے کا انکار کیا ہے وہ متعصب اور کم فہم ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ تابعی ہیں

حضرات علماء کرام کی نصوص محققہ کے بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تابعیت مسلم ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہیں حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

ادرك الامام ابو حنیفه جماعة من الصحابة (الخ)تنسیق النظام ص 10

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے ملاقات کی ہے کیونکہ آپ کوفہ میں 80ھ میں پیدا ہوئے اور اس وقت کوفہ میں حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ اس لیے کہ انہوں کا انتقال 80ھ کے بعد ہوا ہے جس پر اتفاق ہے اور بصرہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ موجود تھے اور اُن کا انتقال 90ھ یا اس کے بعد ہوا ہے۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں: اس اعتبار سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تابعین میں سے ہیں۔ حافظ عسقلانی نے بخاری شریف کی شرح میں ''باب الصلوٰۃ فی الثیاب'' کے ماتحت ارقام فرمایا کہ یہی جمہور کا مسلک ہے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

انه رای انس بن مالك مراراً۔ (الکاشف للذہبی ج 3 ص 181)

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کئی بار دیکھا ہے۔

حافظ مزی فرماتے ہیں:

انه رایٰ انس بن مالك رضی اللہ عنہ تہذیب الکمال ج 10 ص 309 امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے سب سے آخر وفات پانے والے حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی 110ھ میں مکہ مکرمہ میں وفات ہوئی۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا سن ولادت 80ھ ہے۔ لہٰذا 80ھ اور 110ھ میں تیس (30) سال کا عرصہ ہے اس مدت میں کتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہوں گے جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے

Marfat.com

امکانات بہت قوی ہیں۔ اس تیس (30) سالہ مدت میں مندرجہ ذیل حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ملاقات متوقع ہے۔

-1	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ	متوفی 93ھ
-2	حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ	متوفی 87ھ
-3	حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ	متوفی 88ھ
-4	حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ	متوفی 87,86,85ھ
-5	حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ	متوفی 110ھ
-6	حضرت بسر بن اوطاۃ رضی اللہ عنہ	متوفی 86ھ
-7	حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ	متوفی 88ھ یا96ھ
-8	حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ	متوفی 85ھ
-9	حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ عنہ	متوفی 87ھ
-10	حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ	متوفی 86ھ
-11	حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ	متوفی 85ھ
-12	حضرت قبیعہ ابن ذؤیب رضی اللہ عنہ	متوفی 86ھ
-13	حضرت عقبیٰ بن عبدالسلمیٰ رضی اللہ عنہ	متوفی 87یا90ھ
-14	حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ	متوفی 92ھ
-15	حضرت اُسید بن سہل رضی اللہ عنہ	متوفی 100ھ
-16	حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ	متوفی 96ھ
-17	حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ	متوفی 94ھ
-18	حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ	متوفی 91ھ
-19	حضرت عمر بن سلمہ رضی اللہ عنہ	متوفی 83ھ
-20	حضرت طارق بن شہاب بجلی کرفی رضی اللہ عنہ	متوفی 82یا83ھ
-21	حضرت عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ	متوفی 87یا89ھ
-22	حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ	متوفی 99ھ

صاحب تنسیق النظام علامہ محمد حسن سنبھلی نے لکھا ہے بعض علماء نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جن کو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے پایا

Marfat.com

ہے انہوں نے مذکورہ اسمائے گرامی شمار کہتے ہیں۔ سن وفات کے اعتبار سے مذکورہ ترتیب صاحب تنسیق النظام سے مختلف ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی وہی ہیں جو انہوں نے نقل کیے ہیں۔

علامہ ملا علی قاری شرح مسند میں فرماتے ہیں: ہمارے شیخ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اس فتویٰ پر مطلع ہو اہوں جو فتویٰ شیخ ولی عراقی کے پاس بھیجا گیا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کیا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی سے روایت کی ہے تو انہوں نے جواب دیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح نہیں۔ آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ پھر یہ سوال حافظ ابن حجر عسقلانی کے پاس پہنچا تو انہوں نے جواب دیا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو پایا ہے کیونکہ آپ کوفہ میں 80ھ میں پیدا ہوئے اور اس وقت وہاں صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ موجود تھے اور با الاتفاق وہ اس کے بعد فوت ہوتے ہیں۔ اور بصرہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھے اور اُن کی وفات 90ھ یا اس کے بعد ہوئی ہے ابن سعد نے بسند ''لا باس به'' روایت کیا کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اور اُن دونوں کے علاوہ بھی دیگر بلاد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بقید حیات موجود تھے۔ اور بعض علماء نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو روایت وارد ہوئیں اس کو جزء میں جمع کیا ہے لیکن اس کی اسناد ضعف سے خالی نہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادراک اور بعض کی رؤیت کے اعتبار سے جیسا کہ ابن سعد نے طبقات میں بیان کیا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ تابعین میں سے ہیں۔ یہ شرف بجز امام صاحب رضی اللہ عنہ کے دیگر ائمہ امصار جو آپ کے معاصرین میں سے ہیں کسی کو حاصل نہیں ہوا جیسا کہ امام اوزاعی شام میں حماد بصرہ میں، توری کوفہ میں، امام مالک مدینہ میں، مسلم بن خالد زنجی مکہ مکرمہ میں، لیث بن سعد مصر میں۔

امام کردری نے کہا: محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک جماعت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ملاقات کا انکار کیا ہے اور آپ کے اصحاب نے با لاسانید اس کو ثابت کیا ہے اور انہوں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مسندات کو جمع کیا ہے جو پچاس احادیث ہیں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیں۔ بعض نے کیسا خوب کہا۔

؎ کفیٰ النعمان فخراً ماروٰاه، من الاخبار عن غرو الصحابه

امام طحطاوی نے کہا: صاحب تبییض الصحیفہ نے کہا: ابومعشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقری شافعی نے ایک جزء تالیف کی جس میں انہوں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث کو روایت کیا۔ قال ابو حنیفة رویت (الخ) اور مذکورین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا ہے۔ (تنسیق النظام ص 10)

امام ابوالمویدمحمد بن محمود خوارزمی نے مقدمہ جامع المسانید میں لکھا ہے حضرات علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے (شاید امام خوارزمی کی اتفاق سے حنیفہ سے ارباب تحدیث مراد ہے ورنہ اختلاف ظاہر ہے) کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اگرچہ اُن کے عدد میں اختلاف ہے بعض کے وہ وہ چھ مرد اور ایک عورت ہے۔ بعض نے کہا: پانچ مرد اور ایک عورت ہے بعض نے کہا: سات مرد اور ایک عورت ہے جنہوں نے پانچ مرد اور ایک عورت کہا وہ حضرات حضرت جابر بن عبد

Marfat.com

اللہ انصاری رضی اللہ عنہما کو خارج کرتے ہیں اور جنہوں نے سات مرد اور ایک عورت کہا وہ اُن کے ساتھ معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ کو لاحق کرتے ہیں۔ اُن چھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ایک صحابیہ سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو احادیث روایت کیں وہ یہ ہیں:

(۱) حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"طلب العلم فريضة علىٰ كل مسلم"

(۲) ابو داود طیالسی ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے کہا: میں سن 80 ہجری میں پیدا ہوا اور حضرت عبد اللہ بن انیس صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن 94 ہجری میں کوفہ تشریف لائے' میں نے اُن کو کہتے ہوئے سنا حالانکہ میری عمر چودہ سال تھی۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: حبك الشيء يعمى ويصم۔

(۳) حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سن 80 ہجری میں پیدا ہوا اور میں نے اپنے باپ کے ہمراہ سن 96 ہجری میں حج کیا اس وقت میری عمر سولہ سال تھی جب میں مسجد حرام میں داخل ہوا تو میں نے ایک حلقہ عظیم دیکھا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا: یہ کس کا حلقہ ہے تو میرے والد نے کہا: یہ عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی صاحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حلقہ ہے میں آگے بڑھا تو میں نے اُن سے سنا وہ کہہ رہے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔

من تفقه في دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب۔

(۴) حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے راوی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک انصاری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری اولاد نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فاين انت عن كثرة الاستغفار وكثرة الصدقه يرزق الله بها الولد۔

حضرت جابر نے کہا: وہ شخص بکثرت صدقہ کرتا تھا اور بکثرت استغفار کرتا تھا۔ جابر نے کہا: اس شخص کے ہاں سات بچے پیدا ہوئے۔

(۵) امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوتے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا:

من بنىٰ لله مسجداً (الخ)

(۶) ابوحنیفہ نے کہا: میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے

لا تظهره شماتة لاخيك فيعافيه الله ويبتليك۔

(۷) یحییٰ بن معین نے کہا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صاحب الرائے نے عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا کو کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

اکثر جنود اللّٰہ فی الارض الجراد لا اکلہ ولا احرمہ۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما اور معقل بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت میں کلام ہے۔ (جامع المسانید ج اول ص۔ 22)

بعض علماء نے مقدمہ ہدایہ میں کہا کہ ابن حجر نے کہا کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے صرف ایک حدیث ہی روایت کی ہے۔

ابن حجر مکی نے اپنی کتاب ''الخیرات الحسان'' میں کہا کئی طرق سے آیا ہے

کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک سے تین احادیث روایت کی ہیں۔ اُن تین احادیث کا ابوالموید خوارزمی نے جامع المسانید ج اول ص 85,84,83 اور علامہ موفق مکی نے مناقب ص 28، 29، 30 اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تبییض الصحیفہ ص 27 اور علامہ صالحی نے عقود الجمان ص 54، 56 میں ذکر کیا ہے۔ اور وہ تین احادیث یہ ہیں۔

(۱) طالب العلم فریضة علیٰ کل مسلم۔

(۲) الدل علی الخیر کفا علہ۔

(۳) ان اللّٰہ یحب اغاثة اللھفان۔

حدیث اول کو ابن ماجہ نے اپنے سنن میں (باب فضل العلماء والحث علیٰ طالب العلم) کے ماتحت حضرت انس بن مالک سے تخریج کیا ہے۔ اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جمال مزی سے نقل کرتے ہوئے یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے اور مرتبہ حسن تک پہنچی ہے۔ پھر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرے نزدیک یہ حدیث مرتبہ صحیح کو پہنچی ہے۔ اور میں اس حدیث کے تقریباً پچاس طرق پر واقف ہو سکا ہوں۔ جن کو میں نے ایک جز میں جمع کیا ہے۔

اور دوسری اور تیسری حدیث کو بزار نے تخریج کیا ہے اور طبرانی نے یہ حدیث ''الدل علی الخیر کفاعلہ'' سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔ (خیرات الحسان ص 47)

علامہ بدر الدین عینی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے سماع ثابت کیا ہے اور الشیخ الحافظ قاسم حنفی نے علامہ بدر الدین کا رد کیا ہے۔ علامہ شامی نے ردالمحتار میں علامہ عینی کی طرف سے قاسم حنفی کے رد میں ارقام فرمایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ قاعدہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم جو علامہ عینی نے کہا: اس کی تائید کرتا ہے کہ راوی اتصال راوی ارسال یا انقطاع پر مقدم ہے کیونکہ راوی اتصال کے پاس زیادہ علم ہے فرماتے ہیں: اس قاعدہ کو یاد رکھو کیونکہ یہ مہم ہے اسماعل عجلونی جرامی نے اپنی کتاب ''عقد اللآلی والمرجان'' میں اسی طرح کہا ہے۔

صاحب تنسیق النظام فرماتے ہیں: اس جگہ دو مقام ہیں۔

مقام اول

امام صاحب رضی اللہ عنہ کا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رؤیت محققین کے نزدیک تابعیت کا اسی پر مدار ہے اور ارباب اصول

Marfat.com

حدیث میں سے جمہور کا یہی مختار ہے جیسا کہ نخبۃ الفکر اور اس کی شرح وغیرہما اس طرف مشیر ہیں اور یہ امر (یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ کا تابعی ہونا) بلا شک وشبہ ثابت ہے۔

مقام ثانی

امام صاحب رضی اللہ عنہ کا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت اور یہ بھی ارباب انصاف کے نزدیک بوجوہ ثابت ہے۔

(۱) سند خوارزمی سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کا سات، چھ یا پانچ مع ایک عورت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے پر علماء کا اتفاق منقول ہے۔

(۲) ابو محشر عبدالکریم شافعی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات میں ایک جز تالیف کیا۔

(۳) غایتاً اس کے متعلق جو کہا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اُن مرویات کی اسناد ضعف سے خالی نہیں جیسا کہ ابن حجر نے ذکر کیا۔ لیکن احادیث اضعاف فضائل اعمال اور مناقب رجال میں مقبولہ اور معمولہ ہیں جیسا کہ علماء نے اس کی تصریح کی ہے۔

(۴) علامہ بدرالدین عینی کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اثبات سماع۔

(۵) امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے آپ کا سماع اور روایت ثابت کی ہے۔

حتیٰ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی سندات پچاس تک ہیں۔ اور امام کردری، محمد طاہر اور محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق دھلوی نے اس کا اعتراف کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب ثقہ، متقی بلکہ حافظ الحدیث اور ائمہ مجتہدین میں سے ہیں۔ اور اُن کو اس باب میں جملہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم پر ترجیح ہے کیونکہ گھر والا ہے جانتا ہے کہ اس کے گھر میں کیا ہے اور علامہ عبدالحق نے شرح سفر السعادہ میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (تنسیق النظام ص ۱۱)

Marfat.com

تحصیل علم کی ابتداء

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ آپ نے 96ھ تک حصول علم کی طرف توجہ نہیں کی تھی اس وقت ولید حیات تھا 96ھ کے اُواخر میں ولید کا انتقال ہوا اس کے بعد سلیمان تخت نشین ہوا۔ اور اس کا 99ھ میں انتقال ہوا تو اس وقت عمر بن عبد العزیز خلیفہ منتخب ہوئے اور وہ 101ھ میں وصال فرما گئے۔ لہٰذا آپ نے 96ھ لغایۃ 101ھ کے کسی حصہ میں تحصیل علم کی ابتداء فرمائی ہوگی۔ اس لیے کہ 120ھ میں امام حماد کا انتقال ہوا اس وقت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عمر چالیس سال تھی اور آپ کو اُن کی شاگردی اختیار کیے ہوئے 18 سال ہو چکے تھے جیسا کہ حافظ مزی تہذیب الکمال اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے۔

حدثنا ابومسلم صالح بن احمد بن عبد الله العجلی. حدثنی ابی قال: قال ابوحنیفة قدمت البصرة فظنت انی لا اسئل عن شیء الا احبت فیه فسالونی عن اشیاء لم یکن عندی فیها جواب فجعلت علٰی نفسی الا افارق حماداً حتی یموت فصحبة ثمانی عشرة سنة.

(تاریخ بغداد ج 13 ص 334۔ تہذیب الکمال ج 10 ص 313) میں بصرہ میں اس خیال سے آیا کہ جس کے متعلق مجھ سے دریافت کیا جائے گا میں اس کا جواب دوں گا چنانچہ چند چیزوں کے متعلق مجھ سے سوال کیا گیا تو میرے پاس اُن کا جواب نہیں تھا چنانچہ میں نے امام حماد کی وفات تک ان کی صحبت اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا لہٰذا میں اٹھارہ (18) سال تک ان کی صحبت میں رہا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اٹھارہ سال تک امام حماد کی شاگردی کی ہے۔ اور اس کے بعد اپنے حلقہ درس کا آغاز فرمایا۔ اس طرح 102ھ کو ابتدائے تحصیل علم مان کر 120ھ یعنی اٹھارہ سال کو سنِ فراغت مان جائیگا۔ لیکن یہ 18 سال مدت تحصیل علم فقہ اور حدیث کے لیے قرار دی جائے گی کیونکہ ابتداءً آپ نے علم کلام حاصل کیا تھا۔ جیسا کہ حافظ مزی نے تہذیب الکمال میں نقل کیا۔

حدثنا الولید بن حماد عن الحسن بن زیاد عن زفر بن الهذیل قال سمعت ابا حنیفة یقول کنت انظر فی الکلام حتی بلغت فیه مبلغا یشار الی فیه بالاصابع. (تہذیب الکمال ج 10 ص 313)

Marfat.com

امام زفر نے کہا: میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے میں علم کلام میں مناظر تھا حتیٰ کہ میں اس میں اس انتہا تک پہنچ گیا کہ اس کے متعلق میری طرف صرف انگلیوں سے اشارہ ہی کیا جاتا تھا۔

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں: امام صاحب رضی اللہ عنہ تجارت میں مشغول ہو گئے۔ حتیٰ کہ امام شعبی رضی اللہ عنہ آپ کو علم کی طرف لائے۔ جب امام شعبی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ میں بیداری ونجابت کو دیکھا تو آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو مجالست علماء اور علم میں نظر کی طرف اُن کو بیدار کیا۔ (الخیرات الحسان ص 62)

حافظ ابوعبداللہ محمد بن یوسف دمشقی شافعی اپنی کتاب ''عقود الجمان فی مناقب نعمان'' میں فرماتے ہیں:

فقد روی ابومحمد الحارثی عن الامام ابوحنیفه رضی الله عنه قال مررت یومًا علی الشعبی وهو جالس فدعانی وقال (الخ) (عقو الجمان ص 160)

ابومحمد حارثی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دن میں امام شعبی کے پاس سے گذرا اور وہ بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کس کی طرف جا رہے ہو۔ میں نے جواب دیا میں بازار کی طرف جا رہا ہوں۔ امام شعبی نے کہا: بازار کی طرف آتے جاتے رہتے ہو علماء کی طرف بھی آیا جایا کرو امام فرماتے ہیں: میں نے کہا۔ میں علماء کے پاس بہت کم آتا جاتا ہوں۔ امام شعبی نے یہ گوہر نایاب دیکھ کر کہا ایسا نہ کرو تم مجالست علماء اور علم میں نظر کو لازم پکڑو، کیونکہ میں آپ میں بیداری ونجابت دیکھتا ہوں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: امام شعبی کی یہ بات سن کر میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تو میں نے بازار کی طرف آنا جانا چھوڑ دیا اور علم کو حاصل کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے مجھے اُن کی بات سے نفع عطا فرمایا۔

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں: کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ علم کلام کو اصول دین میں جملہ علوم سے ارفع اور افضل شمار کرتے تھے۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ صحابہ وتابعین باوجود اس کے کہ وہ اس پر قادر اس کو پہچانتے ہیں لیکن وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ وہ اس سے سختی سے منع فرماتے ہیں: اور وہ سوائے شرائع اور ابواب فقہ اور لوگوں کو تعلیم دینے کے اور کسی چیز میں غور وفکر نہیں کرتے۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جدل ومناظرہ کے جملہ طرق کو ناپسند کیا۔ اور آپ کے نزدیک یہ اور بھی مؤکد ہو گیا کہ وہ حضرت حماد بن ابی سلیمان اشعری کرنی کے حلقہ درس کے قریب بیٹھتے تھے۔ حافظ مزی، خطیب بغدادی اور ابن حجر مکی لکھتے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک عورت آئی اس نے مجھ سے کہا: ایک شخص جس کی عورت لونڈی ہے وہ چاہتا ہے وہ اس کو سنت کے مطابق طلاق دے۔ وہ شخص اس کو کتنی طلاقیں دے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں اس کو کیا کہوں۔ چنانچہ میں نے اس عورت کو حضرت حماد سے دریافت کرنے کا حکم دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ واپس لوٹ کر آنا اور جو انہوں نے کہا: اس کے متعلق مجھے خبر دینا۔ اس عورت نے کہا۔ میں نے حماد سے پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ اس کو اس حال میں طلاق دے کہ وہ عورت حیض و جماع سے پاک ہو جائے تو ایک طلاق دے پھر اس کو چھوڑ دے

Marfat.com

یہاں تک اس کو دو حیض آ جائیں اس کے بعد جب اس نے غسل کر لیا تو وہ عورت جس سے چاہے نکاح کرے۔ چنانچہ وہ عورت واپس میرے پاس آئی اور مجھے بتایا۔ تو میں نے دل میں کہا مجھے علم کلام میں کوئی حاجت نہیں۔ میں نے اپنے جوتے پکڑے اور حماد بن ابی سلیمان کی مجلس میں جا بیٹھا۔

علامہ حموی نے شرح الاشباہ والنظائر میں لکھا ہے۔ مناقب شمس الائمہ گردری میں ہے۔

قال الامام الاعظم خدعتی امراۃ وفقهنني امراہ وزهدتنی امراۃ ام الاولیٰ. قال کنت مجتازا فاشارت الی امراۃ الیٰ شئی مطروح فی الطریق (الخ) شرح الاشباہ النظائر ص 442.

امام عظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ایک عورت نے دھوکہ دیا اور ایک عورت نے فقیر بنا دیا اور ایک عورت نے مجھے زاہد بنا دیا۔ چنانچہ عورت اول۔ فرماتے ہیں میں چل رہا تھا تو مجھے ایک عورت نے راستہ میں پڑی ہوئی چیز کی طرف اشارہ کیا میں نے گمان کیا کہ عورت گونگی ہے اور وہ چیز اس کی ہے۔ جب میں نے وہ چیز اٹھا کر اس کو دینا چاہی تو اس عورت نے کہا: اس کو محفوظ کر لو حتیٰ کہ اس کا مالک آئے تو یہ چیز اس کے سپرد کر دو۔

دوسری عورت اس نے حیض کے متعلق کوئی مسئلہ مجھ سے دریافت کیا میں اس مسئلہ کو جانتا نہیں تھا تو اس نے کوئی بات کہی اس وجہ سے میں علم فقہ سیکھا۔

تیسری عورت۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کسی راستہ سے گزر رہا تھا تو ایک عورت نے کہا: یہی وہ شخص ہے جو عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کرتا ہے چنانچہ میں نے اس کا ارادہ کر لیا حتیٰ کہ عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کرنا میری عادت بن گئی۔

ابو حنیفہ کے مصنف مفتی عزیز الرحمٰن یہاں تساہل کا شکار ہو گئے انہوں نے لکھا ہے یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہے لیکن قدرے مشترک واقعہ ایک ہی بیان کیا گیا ہے اور وہ روایت یہ ہے۔

خدعتنی امراہ وفقهتنی امراہ وزهدتنی امراہ.

شاید کہ مفتی صاحب کے نظر سے یہ روایت نہیں گزری اور انہوں نے ''الموفق'' کا حوالہ نقل کیا ہے۔ کہ میں نے یہ روایت اس کتاب سے ماخوذ کی ہے۔

بہر حال امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کے مسئلہ دریافت کرنے کی وجہ سے فقہ کا امام بنا دیا۔ خطیب بغدادی اور حافظ مزی نے تخریج کیا کہ جب امام صاحب رضی اللہ عنہ نے علم کے ساتھ اشتغال کا ارادہ کیا تو جملہ علوم کے عواقب وغایات کو متصور فرمایا فرماتے ہیں بلکہ میں نے ان کے متعلق دریافت کیا تو مجھے کہا گیا: قرآن مقدس سیکھو میں نے کہا جب میں قران پاک یاد کروں گا تو اس کا آخر کیا ہوگا۔ الفرض امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں علم ادب نحو اور قرات کی عنایت یہی ہے کہ میں جوانوں کے پاس بیٹھوں گا تا کہ اُن کو تعلیم دوں اور شعر کی عنایت مدح، ھجو اور کذب ہے اور حدیث مبارکہ طویل عمر تک اس کی احتیاج رہتی ہے

Marfat.com

شاید کہ صاحب حدیث آخر عمر میں کذب اور سوء حفظ کے ساتھ متہم کیا جائے اور یہ اس میں قیامت تک عار وعیب بن جائے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے میں نے کہا: اگر میں فقہ سیکھ لوں تو پھر لوگوں نے کہا: تم سے دریافت کیا جائے گا لوگ تم سے فتویٰ لیں گے اور آپ کو فیصلہ کے لیے طلب کریں گے۔ امام فرماتے ہیں میں نے کہ جملہ علوم میں سے اس علم سے زیادہ کوئی علم نافع نہیں چنانچہ میں نے فقہ کو لازم پکڑ لیا اور میں نے اس کو سیکھا۔ (تاریخ بغداد ج 13 ص 332۔ تہذیب الکمال ج 10 ص 312)

حافظ ابن حجر مکی فرماتے ہیں: اس وہم وگمان کرنے سے ڈر کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو بغیر علم فقہ کے اور کسی علم کی خبر نہیں تھی۔ حاشا للہ امام صاحب رضی اللہ عنہ علوم شرعیہ میں مثلاً علم تفسیر وحدیث اور علوم ادبیہ اور مقالیں حکمیہ میں ایک سمندر تھے اور ایسے امام تھے جن کے متعلق شک نہیں کیا جا سکتا۔ اور آپ کے متعلق بعض اعداء کا اس کے خلاف قول اس کا منشا صرف حسد ہے۔ (الخیرات الحسان ص 64)

استاد سے پہلا اختلاف:

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دفعہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے استاد محترم حماد بن ابی سلیمان دونوں شریک سفر تھے پانی موجود نہیں تھا اتنے میں نماز عصر کا وقت قریب آ گیا۔ حضرت حماد بن ابی سلیمان نے تیمم کر کے نماز عصر ادا فرمائی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے نماز عصر ادا نہیں کی۔ بلکہ پانی ملنے کی امید پر نماز عصر کو آخر وقت مستحب تک مؤخر رکھا جب آگے چل کر پانی مل گیا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور نماز عصر ادا فرمائی امام صاحب رضی اللہ عنہ کا فرمانا ہے کہ ایسے شخص کو جسے آخر وقت مستحب تک پانی ملنے کی امید ہو تو اس کو نماز مؤخر کر دینا چاہیے امام حماد بن ابی سلیمان نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اس اجتہاد کی تعریف کی یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا اپنے استاد محترم سے پہلا اختلاف تھا اور پہلا وہ اجتہاد تھا جو درست اور صائب ثابت ہوا۔ (البنایہ ج اول ص 325۔ ابوحنیفہ ص 57)

استاد کا احترام

بایں ہمہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے استاد محترم کا بہت احترام فرماتے تھے خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔

حدثنا ابراهيم بن سماعه (آزاد کردہ غلام بنی حنبہ) قال سمعت ابا حنيفة رحمۃ اللہ علیہ يقول ماصليت صلوٰة منذمات حماد الا استغفرت له مع والدى وا انى لا ستغفرلمن تعلمت منه او علمة علما.

تاریخ بغداد ج 13 ص 334

ابراہیم بن سماعہ نے کہا: میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب سے میرے استاد حماد وصال فرما گئے ہیں میں نے جو بھی نماز ادا کی اپنے والدین کے ساتھ اُن کے لیے بھی مغفرت کی دعا کی۔ اور میں ہر اس شخص کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں جس سے میں نے علم سیکھا ہے یا میں نے اس کو علم سکھایا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ جب تک حیات رہے اپنے استاد کے مکان کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں سوئے۔

Marfat.com

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے دیگر اساتذہ

فقہ میں اگرچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ امام حماد بن ابی سلیمان کے ہی شاگرد ہیں لیکن آپ نے دوسروں سے بھی استفادہ کیا ہے۔ علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ بہت زیادہ ہیں۔ امام ابوحفص کبیر نے اُن میں سے آپ کے چار ہزار شیخ کا ذکر کیا ہے اور امام ابوحفص کبیر کے علاوہ دوسروں نے لکھا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے صرف تابعین میں سے چار ہزار شیخ تھے۔ تیرا کیا خیال ہے کہ اُن کے علاوہ امام کے اور کتنے شیخ ہوں گے۔ (الخیرات الحسان ص 56) چنانچہ جو اصحاب سیر اور مناقب نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں آپ کے شیوخ بکثرت ذکر کیے ہیں یہ مستور نہیں۔

ابوالموید خوارزمی نے لکھا ہے۔

صدر الائمہ ابی الموید موفق بن احمد المکی عن ابی حفص عمر ابن الامام بکر بن محمد بن علی الزرنجری عن والدہ رحمۃ اللہ انہ قال وقعت منازعۃ بین اصحاب الامام الاعظم ابی حنیفہ واصحاب الامام المعظم الشافعی رحمہ اللہ عنہ ففضل کل طائفۃ صاحبھا (الخ)

(جامع المسانید ج اول ص 30)

صدر الائمہ ابوالموید موفق بن مکی نے ابوحفص عمر بن امام بکر بن محمد بن علی زرنجری سے روایت کی انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب اور امام معظم حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور اُن میں سے ہر گروہ نے اپنے صاحب کو فضیلت دی۔ ابوعبداللہ بن ابی حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ جو کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب ائمۃ الحدیث کے امام ہیں نے کہا: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ کرام شمار کردہ کتنے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے مشائخ کو شمار کیا تو وہ اسی 80 تھے۔ انہوں نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مشائخ کرام شمار کرو تو وہ چار ہزار تھے۔

معلوم ہوا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مشائخ چار ہزار تھے اور وہ ائمہ تابعین میں سے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کتنی قدر و منزلت ہے۔ اور جنہوں سے آپ نے اکتساب فیض کیا ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے اس کے متعلق آئندہ صفحات میں ذکر آئے گا۔

Marfat.com

امام صاحب رضی اللہ عنہ اور مسندِ ارشاد

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كما مات شيخه حماد ابن ابى سليمان وكانت انتهت اليه وسياسة الكوفه والناس به اغنياء. الخ.

(الخيرات الحسان ص 67)

جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے استادِ محترم حماد بن ابی سلیمان وصال فرما گئے۔ اور ریاست کوفہ ان کی طرف منتھی تھی اور لوگ اس کے باعث بے نیاز تھے۔ تو اُن کے وصال کے بعد لوگوں کو احتیاج لاحق ہوئی کہ ان کے لیے اس مسند پر کون بیٹھے چنانچہ یہ مسند ان کے بیٹے نے سنبھالا۔ آپ کے والد محترم کے اصحاب اُن کی طرف آنے جانے لگے لیکن انہوں نے اس کے پاس وہ چیز نہ پائی جو اُن کے لیے کافی ہو کیونکہ اس پر علم نحو وغالب تھا۔ پھر اس کے بعد اس مسند پر موسیٰ بن کثیر جلوہ آور ہوئے لیکن اکابر کی ملاقات کی وجہ سے لوگوں نے اُن کو چھوڑ دیا چنانچہ وہ حج کرنے کے لیے گئے تو لوگوں کی رائے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر مجتمع ہوگئی اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے کی اطاعت کرتے ہوئے فرمایا مجھے یہ محبوب نہیں کہ علم فوت ہو جائے۔ تو لوگوں کا آپ کی طرف رجحان ہوگیا اور انہوں نے آپ کے پاس ہر باب سے علم عزیز پایا جو انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے غیر کے پاس نہ پایا چنانچہ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی محبت کو لازم کر لیا اور غیر کو چھوڑ دیا پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ایک طبقہ کے بعد دوسرا طبقہ علم حاصل کر کے نکلا حتیٰ کہ وہ دین وعلم میں ائمہ کہلائے۔ اور طبقہ ثانیہ سے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور زفر وغیرہ ہیں۔ پھر متواتر امام صاحب رضی اللہ عنہ کا معاملہ باعتبار علو ومرتبہ بڑھتا رہا اور آپ کے اصحاب کی کثرت ہوتی رہی یہاں تک کہ مسجد میں آپ کا حلقہ درس ایک عظیم تر حلقہ بن گیا۔ اور لوگ اُن کی طرف رجوع کرنے لگے امراء نے آپ کا اکرام کیا۔ خلفاء نے اُن کا ذکر کیا اور سب نے آپ کی تعریف کی۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ایسے کام کیے کہ غیر کو انہوں نے عاجز کر دیا اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے حساد بھی بکثرت ہو گئے کیونکہ یہ مخلوق خدا میں اللہ عزوجل کی سنت ہے "ولو تجد لسنة الله تبديلا"

خطیب بغدادی لکھتے ہیں۔

فصحبته عشر سنين ثم ناز عتنى نفسى الطلب للر يا سة فا حببت ان اعتزله واجلس فى حلقة

Marfat.com

نعفی۔ (تاریخ بغداد ج 13ص333.)

حاصل یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دس سال اپنے استاد حماد بن ابی سلیمان کی صحبت میں رہا پھر میں نے اُن کو چھوڑ دینے اور اپنے حلقہ درس میں بیٹھنے کو پسند کیا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک دن رات کے وقت باہر نکلا اور میرا یہ کام کرنے کا ارادہ تھا جب میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے اپنے استاد حماد کو دیکھا تو میرا دل اس پر خوش نہ ہوا کہ میں اُن کو چھوڑ دوں چنانچہ میں آ کر اُن کے ساتھ بیٹھ گیا۔ اس رات حماد بن ابی سلیمان کو بصرہ میں اپنے کسی قریبی کے فوت ہونے کی خبر پہنچی اس نے ترکہ چھوڑا اور حماد بن سلیمان کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہیں تھا چنانچہ میرے استاد نے مجھے اپنی جگہ بیٹھنے کا حکم دیا وہ ابھی باہر نکلے ہی تھے کہ میرے پاس کچھ مسائل آئے جن کو میں حماد سے نہیں سنا تھا۔ میں اُن کا جواب دیتا اور اپنے جواب کو لکھ لیتا حماد بن ابی سلیمان دو ماہ غائب رہے۔ پھر وہ تشریف لائے تو میں نے وہ مسائل آپ کے ہاں پیش کر دیئے اور وہ مسائل تقریباً تیس 30 تھے 10 میں انہوں نے مجھے موافق پایا اور میری تعریف فرمائی اور بیس 20 میں انہوں نے مخالف پایا اور تفیظ فرمائی۔ چنانچہ میں نے اپنے آپ پر قسم کھائی کہ اپنے استاد کے وصال تک میں اُن سے مفارقت نہیں کروں گا۔ اور میں نے اُن کے وصال تک اُن کو نہیں چھوڑا۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' افتاء وتدریس کے انقباض کے بعد افتاء وتدریس پر جس چیز نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو واپس آنے پر آمادہ کیا وہ یہ تھی۔ جس کو خطیب بغدادی اور حافظ مزی نے روایت کیا۔

اخبر نا محمد بن عبد الله بن سالم قال سمعت ابی یقول سمعت هشام بن مهران یقول رانی ابوحنیفه فی النوم کانه ینبش قبر رسول الله صلی الله علیه وسلم (الخ)

محمد بن عبداللہ بن سالم نے کہا: میں نے اپنے باپ عبداللہ بن سالم سے سنا وہ کہتے تھے میں نے ہشام بن مھران کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو کھود رہے ہیں تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کسی کو ابن سیرین کے پاس بھیجا کہ وہ اس کے متعلق دریافت کریں۔ محمد بن سیرین نے کہا: صاحب خواب کون سا ہے تو سائل نے کوئی جواب نہ دیا۔ محمد بن سیرین نے دوبارہ پوچھا تو اس طرح کہا پھر تیسری بار دریافت کیا اور کہا اس خواب کا صاحب' علم میں وہ کھود کرید کرے گا جس کی طرف اس سے قبل کوئی سبقت نہیں لے گیا۔

دوسری روایت اس طرح ہے۔

حدثنی شعیب بن ایوب، حدثنا ابویحیٰی الحمانی قال سمعت ابا حنیفة یقولی رایت رویا افزعتنی حتی رایت کانی انبش قبر النبی صلی الله علیه وسلم فاتیت البصرة۔ الخ.

(تاریخ بغداد ج13 ص335 تہذیب الکمال ج10 ص313)

شعیب بن ایوب نے کہا: ہم سے ابویحیٰی حمانی نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے

Marfat.com

سنا ہے کہ میں نے ایک خواب دیکھا جس نے مجھے گھبراہٹ میں ڈال دیا اور خوف زدہ کر دیا وہ خواب یہ تھا گویا کہ میں نبی اکرم ﷺ کی قبر انور کو کھود رہا ہوں چنانچہ میں بصرہ میں آیا اور ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ محمد بن سیرین سے دریافت کرے۔ اس شخص نے محمد بن سیرین سے اس خواب کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ آدمی نبی اکرم ﷺ کے اخبار کھود کرید کرے گا۔

حافظ ابن حجر مکی نے حافظ ذہبی سے اس طرح نقل کیا ہے۔

انه رائی کانه ینبش قبر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وجمع عظامه فوضع علیٰ صدره بعد ان استخرجها۔ (الخیرات الحسان ص 68)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا گویا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی قبر انور کھود رہے ہیں۔ اور آپ کی ہڈیاں مبارکہ جمع کیں اور اُن کے استخراج کے بعد اُن کو اپنے سینہ پر رکھ لیا اور اُن کو ایک دوسرے کے ساتھ جمع کرنا شروع کر دیا۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کو اس خواب نے نہایت ہی دہشت زدہ کر دیا یہاں تک لوگوں نے ان کی عیادت کی۔ چنانچہ ابن سیرین کی طرف کوئی آدمی بھیجا گیا تو ابن سیرین نے اس کے تعبیر یہ کہ کہ صاحب خواب لوگوں کے لیے نبی اکرم ﷺ کی سنن اور اُن کی تاویل کو کھول دے گا جس کی طرف اُن سے پہلے کوئی نہیں گیا۔ اس بناء پر آپ نے مسائل میں وہ وسعت حاصل کی جن مسائل نے عقل کو مبہوت کر دیا۔

اس لیے امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام دیگر ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم سے نہایت اعلیٰ اور ارفع ہے کیونکہ آپ نے فقہ میں وہ مقام حاصل کیا جو دیگر ائمہ کو حاصل نہیں ہو سکا۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ فقہ حنفی پر عمل کرنے والوں کی تعداد 80 فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ اور اکثر اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم فقہ حنفی پر ہی عمل پیرا نظر آتے ہیں۔ اس لیے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مقلدین بھی بہ نسبت دیگر ائمہ مذاہب کے زیادہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

امام حماد علماء کی نظر میں اور اُن کا حلقہ درس

یہ امر مسلم ہے جب کسی ماہر فن یا صاحب علم کی تعریف کی جاتی ہے تو بالضرور ذہن اُن کے استاد کی طرف جاتا ہے۔ کہ اس نے کسی ماہر فن سے یہ فن حاصل کیا یا اس نے کسی صاحب عصر سے تحصیل علم کیا لہٰذا ضروری ہے صاحب علم و ماہر فن کے ساتھ اُن کے اساتذہ کا بھی ذکر کیا جائے۔ اسی بنا پر میں بندہ ناچیز حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے استاد کے متعلق علماء کرام کی کچھ آراء پیش کر رہا ہوں تا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اُستاد کے متعلق بھی ہمیں کچھ مفید معلومات حاصل ہوں۔

الحافظ ابی الحجاج جمال الدین یوسف بن عبدالرحمٰن مزی متوفی 742ھ حماد بن ابی سلیمان کے ترجمہ (تذکرہ) کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:

حماد بن ابی سلیمان ابواسماعیل کوفی فقیہ۔ آزاد کردہ غلام ابوموسیٰ۔ اور بعض کے نزدیک ابراہیم بن ابی موسیٰ اشعری کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ محمد بن یحییٰ بن مندہ نے کہا: وہ اہل برخوار سے تھے اور یہ اصبہان کے نواح میں ایک قریہ ہے۔ حماد بن ابی سلیمان نے ابراہیم نخعی، انس بن مالک، حسن بصری، زید بن وہب، سعید بن جبیر، سعید بن مسیّب، ابووائل شقیق بن سلمہ، عامر شعبی، عبداللہ بن بریدہ، عبدالرحمٰن بن سعد آزاد کردہ غلام آل عمر بن خطاب، عکرمہ آزاد کردہ غلام حضرت ابوعباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور حماد بن ابی سلیمان سے اُن کے بیٹے اسماعیل بن حماد حکم بن عتیبہ، سفیان ثوری، سلیمان اعمش، شعبہ بن حجاج، مسعر بن کدام۔ ابوحنیفہ، ہشام دستوائی اُن کے علاوہ اکثر ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے آپ سے روایت کیا ہے۔

(1) عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے کہا: ہم سے ابوسعید اشج نے بیان کیا انہوں نے کہا: نعیم سے ابن ادریس نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہمیں شیبانی سے عبدالمالک بن ایاس نے خبر دی انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے دریافت کیا ہم آپ کے بعد کس سے دریافت کریں (یعنی مسائل کس سے پوچھیں) حضرت ابراہیم نخعی نے کہا: میرے بعد حماد بن ابی سلیمان سے مسائل دریافت کرو۔

(2) ابوکدینہ نے مغیرہ سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے کہا: حماد بن ابی سلیمان تو فتویٰ دینے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت ابراہیم نخعی نے کہا: اُن کو فتویٰ دینے سے کون روک سکتا ہے۔ حماد بن ابی سلیمان نے

Marfat.com

تنہا مجھ سے اتنا دریافت کیا ہے کہ تم سب نے اس کا دسواں حصہ بھی مجھ سے دریافت نہیں کیا۔

(3) ابن ادریس نے شعبہ بن حجاج سے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے حکم بن عتیبہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے حماد سے زیادہ کسی نے علم کے ساتھ احسان نہیں کیا۔

(4) علی بن مسہر نے ابواسحاق شیبانی سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے حماد بن ابی سلیمان سے بہت اچھا فقیہ کسی کو نہیں دیکھا۔ ابواسحاق شیبانی سے کہا گیا: عامر شعبی بھی۔ انہوں نے کہا: عامر شعبی بھی۔

(5) احمد بن حنبل نے عبدالرزاق سے بیان کیا عبدالرزاق نے کہا: معمر نے کہا: میں نے حماد بن ابی سلیمان کی مثل نہیں دیکھا۔

(6) حیوۃ بن شریح حمص نے کہا: ہم سے بقیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے شعبہ بن حجاج سے پوچھا حماد بن ابی سلیمان کیسے ہیں۔ شعبہ بن حجاج نے جواب دیا وہ ''صدوق اللسان'' ہیں۔

(7) یحییٰ بن معین نے کہا: میں یحییٰ بن سعید قطان کو کہتے ہوئے سنا کہ حماد بن ابی سلیمان مجھے مغیرہ بن مقسم حنفی سے زیادہ محبوب ہیں۔

(8) اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ اُن سے مغیرہ بن مقسم حنفی اور حماد کے متعلق دریافت کیا گیا کہ اُن دونوں میں سے کون ''اثبت'' ہے یحییٰ بن معین نے کہا: حماد اور کہا حماد ثقہ ہیں۔

(9) نسائی نے کہا: حماد ثقہ ہیں مگر وہ مرجئی ہیں۔ ابواحمد بن عدی نے کہا: حماد کثیر الروایہ ہیں خاص کر کے امام ابراہیم نخعی سے وہ ابووائل شقیق بن مسلم وغیرہ سے صالح حدیث روایت کرتے ہیں۔

(10) زکریا بن عدی نے صلت بن بسطام تمیمی سے انہوں نے اپنے باپ بسطام تمیمی سے روایت کیا کہ حضرت حماد بن ابی سلیمان مجھے ملنے کے لیے میرے پاس تشریف لاتے اور سارا دن میرے پاس قیام کرتے اور کچھ نہ تناول فرماتے۔ اور جب آپ واپس جانے کا ارادہ کرتے فرماتے تکیہ کے نیچے دیکھو اور اپنے اہل وعیال کو حکم دو کہ وہ اس سے نفع حاصل کریں۔ بسطام تمیمی کہتے ہیں میں نے اُن کے تکیہ کے نیچے سے دراہم کثیرہ پائے۔

(11) صلت بن بسطام سے ہی روایت ہے انہوں نے کہا: حماد بن ابی سلیمان ماہ رمضان میں ہر شام کو پچاس آدمیوں کا روزہ افطار کراتے تھے اور جب فطر کی رات ہوتی اُن سب کو ایک ایک لباس زیب تن فرماتے۔

(12) محمد بن حسین برجلانی نے اسحاق بن منصور سلولی سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے داؤد طائی کو کہتے ہوئے سنا حماد طعام کھلانے پر بہت سخی اور دنانیر ودراھم خرچ کرنے میں بہت جواد تھے۔

(13) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح میں کہا۔ امام حماد نے کہا: جب زانی ایک دفعہ حاکم کے ہاں اقرار کرے تو اسے رجم کیا جائے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں۔ اور مسلم نے غیر کے ساتھ مقرون اُن سے روایت کی ہے اس کے علاوہ ترمذی نسائی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی اُن سے روایت کیا ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا: سن 120 ہجری میں اُن کا انتقال

Marfat.com

ہوااور ابوبکر بن ابی شیبہ کے غیر (مراد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں) نے کہا: اُن کا 119 ہجری میں انتقال ہوا۔

(تہذیب الکمال ج ۳ ص ۱۱۸)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں ارقام فرمایا۔

حماد بن ابی سلیمان وہ حماد بن مسلم ہیں انہوں نے حضرت انس اور ابراہیم نخعی سے سنا اور اُن سے ثوری اور شعبہ نے سنا ہے۔ ابونعیم نے کہا: اُن کا 120 ہجری میں انتقال ہوا۔ موسیٰ بن اسماعیل نے اُن کی کنیت ابواسماعیل رکھی۔

سلیمان بن حرب نے کہا: ہم سے حماد بن زید نے شعیب سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے ابراہیم نخعی کو کہتے ہوئے سنا کہ جتنا مجھ سے حماد بن اسماعیل نے پوچھا اتنا مجھ سے سب لوگوں نے نہیں دریافت کیا۔ عمرو بن عثمان نے کہا: میں نے عبید اللہ بن عمرو کو کہتے ہوئے سنا کہ حماد کا انتقال سن 119 ہجری میں ہوا۔ تاریخ الکبیر ج ۳ ص ۱۸۔

حافظ عسقلانی نے تہذیب التہذیب میں لکھا ہے۔

معمر نے کہا: میں نے امام زہری، حماد بن ابی سلیمان اور قتادہ بن دعامہ سے افقہ کسی کو نہیں دیکھا۔

یحییٰ بن سعید قطان نے کہا: مغیرہ بن مقسم ضبی سے مجھے حماد زیادہ محبوب ہیں اور اس طرح ابن معین نے کہا۔ ابن معین نے یہ بھی کہا حماد ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: حماد ''صدوق'' ہیں اُن کی حدیث سے دلیل نہ اخذ کی جائے۔ اور وہ فقہ میں مستقیم ہیں۔ امام عجلی کوفی نے کہا: حماد ثقہ ہیں اور اصحاب ابراہیم نخعی میں سے سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۱۶)

الحاصل یہ کہ جب سعید بن یحییٰ قطان، یحییٰ بن معین، شعبہ بن حجاج جیسے کبار ائمہ نقد کسی کی تعدیل کریں تو جارح کی جرح اس کے حق میں مفید نہیں۔ اس لیے بخاری اور مسلم اور دیگر ائمہ حدیث نے اُن کی روایت لی ہے۔ اور بالخصوص فقہ میں اُن کے مقام کو سب تسلیم کرتے ہیں۔

حماد بن ابی سلیمان مشہور تابعی ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ اٹھارہ سال آپ کی حلقہ درس میں رہے ہیں اور اُن سے فقہ میں ایک ایسا مقام حاصل کیا جہاں تک رسائی ہر کس وناکس کا کام نہیں۔ جن کے سامنے دیگر ائمہ بھی سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔ اور بذات خود ایک امام ہونے کے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقاہت کے متصرف ومؤید ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ مقام ومرتبہ حضرت حماد بن ابی سلیمان کے مرہون منت ہے۔ کہ جن کے حلقہ درس نے ایک ایسا بے مثل فقیہ پیدا کیا جو امام الائمہ اور سراج الامہ جیسے لقب سے نوازا گیا یہ سب عطائے الٰہی ہے اللہ عزوجل کا فرمان ہے "وتعز من تشاء وتذل من تشاء"

امام حماد اپنے زمانہ میں کوفہ کے روسائے عظام اور فقہائے بے مثل میں شمار ہوتے تھے ابراہیم نخعی متوفی 96ھ سے شرف تلمذ حاصل ہے۔

تاریخ اصبہانی میں ابوشیخ نے اُن کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ ایک دن ابراہیم نخعی نے اُن کو ایک درہم کا گوشت لانے کے لیے بازار بھیجا۔ زنبیل اُن کے ہاتھ میں تھی۔ ادھر کہیں سے اُن کے والد ماجد گھوڑے پر تشریف لا رہے تھے بیٹے کی یہ فقیرانہ

Marfat.com

حالت دیکھ کر اُن کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور زنبیل ہاتھ سے لے کر پھینک دی۔ جب ابراہیم نخعی کا انتقال ہوگیا تو طالبان حدیث اُن کے والد مسلم بن یزید کے دروازے پر آئے اور دستک دی۔ یہ چراغ لے کر باہر آئے۔ طلباء نے کہا: ہمیں آپ کی ضرورت نہیں بلکہ ہم تو آپ کے بیٹے حماد کے متلاشی ہیں۔ وہ شرمندہ ہوکر اندر چلے گئے اور بیٹے سے کہا: جاؤ بھائی تمہیں تو یہ مقام ابراہیم کی زنبیل کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔

امام حماد کا حلقہ درس اُن دنوں میں عروج پر تھا جب حجاج کی سفاکیاں اور ولید کی بدعنوانیاں عام تھیں اور لوگ بے دریغ قتل کیے جارہے تھے وجہ اس کی غالباً یہ تھی کہ یہ فارغ البال اور دولت مند تھے اس وجہ سے انہی دلجمعی سے کام کرنے اور اشاعت علم کا خوب موقع ملتا لہٰذا اُن کی درس گاہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور شعبہ جیسے ائمہ فن پیدا ہوئے۔

امام حماد اپنے زمانہ میں نہایت معتمد تصور کیے جاتے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت کا مدار اپنے زمانہ میں یہی تھے اسی وجہ سے اُن کی طرف رجوع عام تھا غالباً اسی وجہ سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی ان کا حلقہ درس منتخب کیا تھا۔ امام حماد پر کچھ حضرات نے اعتراضات بھی کیے ہیں۔ جیسے امام نسائی نے ان کو ارجاء کی طرف منسوب کیا ہے اس طرح ابواسحاق اور اعمش نے اُن کو غیر ثقہ قرار دیا ہے لیکن اُن کے مقابلہ میں ایک خلق کثیر نے اُن کی احادیث کو قبول کیا ہے ائمہ فن کے بکثرت اقوال ان کی توثیق میں موجود ہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ اُن کے متعلق فرماتے ہیں: میں نے حماد سے زیادہ کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔ امام حماد میں علمی کمالات کے علاوہ اور دیگر اوصاف حمیدہ بھی تھے جیسا کہ حافظ مزی سے مذکور ہے۔

امام موفق مناقب میں ارقام فرماتے ہیں:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں امام حماد سے محبت کرتا ہوں اس وجہ سے کہ میں اُن کے متعلق جانتا ہوں کہ وہ ایک مرتبہ جارہے تھے کہ اُن کے گھوڑے کی زین ٹوٹ گئی انہوں نے ایک موچی سے مرمت کرائی اور اس کے عوض اشرفیوں کی ایک تھیلی پیش کی اور معذرت چاہی۔ الموفق ج اول ص 53

زمانہ قدیم میں درس کا طریقہ یہ نہیں تھا جو آج ہے بلکہ حلقہ درس میں تلامذہ استاد کی تقریر سنتے اور اس کو اپنے حافظہ میں محفوظ کر لیتے اور بعض لکھ بھی لیتے تھے امام حماد کے یہاں بھی یہی دستور تھا لیکن تلامذہ کے بیٹھنے میں ترتیب قائم کی جاتی تھی قدیم اور ذہین طلبا کو آگے جگہ دی جاتی تھی لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ کو امام حماد کے حلقہ درس میں دوسرے دن ہی صف اول میں جگہ مل گئی تھی۔ امام کس طرح امام حماد کے حلقہ درس میں پہنچے اس کے دواعی پیش ازیں بیاں ہو چکے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے استاد کے حلقہ درس میں شریک رہے اور اپنی استعداد اور خداداد ذہانت کی وجہ سے استاد کو اپنا گرویدہ کرلیا اور اس درجہ اپنی خداداد صلاحیت کا سکہ جمایا کہ ایک دن استاد نے کہہ ہی دیا۔

"افرغتنی یا ابا حنیفه"

اے ابوحنیفہ تم نے تو مجھے خالی کر دیا ہے۔ (ابوحنیفہ از مفتی عزیز الرحمٰن ص 54)

Marfat.com

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مذہب کی بناء

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جان لو تم پر متعین ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کے متعلق علماء کے اقوال کو نہ سمجھیں کہ وہ اصحاب الرای ہیں۔ علماء کی اس سے مراد اُن کی تنقیص ہے اور اُن کی طرف یہ نسبت کرنا کہ وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رائے کو مقدم سمجھتے تھے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی اپنی رائے کو مقدم گردانتے تھے حاشا للہ یہ اُن پر بہتان ہے وہ اس سے بری تھے۔

اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصمیری میں ہے۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے طرق کثیرہ سے مروی ہے کہ وہ اولاً جو کچھ قرآن مقدس میں ہے اس سے اخذ کرتے اگر وہ قرآن میں نہ پاتے تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کرتے۔ اگر وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ پاتے تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول پر عمل کرتے۔ اگر وہ آپ کے اصحاب میں اختلاف پاتے تو اُن کے اقوال میں سے اس قول کو لیتے جو قرآن وسنت کے اقرب ہوتا اور اُن سے تخریج نہ فرماتے۔ اور اگر کسی صحابی کا قول نہ پاتے تو تابعین کے کسی قول سے اخذ نہ کرتے۔ بلکہ اجتہاد کرتے جیسے تابعین نے اجتہاد کیا۔ اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص 10 تاریخ بغداد ج 13 ص 368۔

فضیل بن عیاض نے کہا: اگر کسی مسئلہ میں حدیث صحیح ہوتی اس کی اتباع کرتے اس طرح اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین میں سے صحیح قول ہوتا تو اس کی بھی اتباع کرتے ورنہ قیاس فرماتے اور بہت اچھا قیاس کرتے۔

عقود الجمان ص 172۔ الانتقاء لابن عبد البر ص 142 تا 145۔

ابن مبارک نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث آئے تو ہمارے سر اور آنکھوں پر۔ اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قول آئے تو ہم اُن کے اقوال میں سے کسی قول کو اختیار کرتے ہیں لیکن اُن کے اقول سے تخریج نہیں کرتے۔ اور جب تابعین سے کوئی قول آئے تو ہم اس کی مزاحمت کرتے کیونکہ وہ بھی رجال ہیں ہم بھی رجال ہیں۔

Marfat.com

ابن مبارک نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا۔ لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کہتے ہیں وہ رائے سے فتویٰ دیتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے میں تو صرف اثر کے ساتھ فتویٰ دیتا ہوں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کسی کے لیے یہ کہنا درست اور صحیح نہیں کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اپنی رائے کے ساتھ فتویٰ دیتے ہیں۔ اور نہ ہی جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اس کی موجودگی میں اپنی رائے سے فتویٰ دیتے ہیں۔ ہاں اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جس میں اختلاف ہے تو ہم اُن کے اقوال میں سے وہ قول اختیار کرتے ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرب ہو اور ہم اجتہاد کرتے ہیں۔ اور جو اس سے متجاوز ہو تو بالرائی اجتہاد اس کا حق ہے جو اختلاف کو پہچانتا ہو۔ (عقود الجمان ص 75)

امام مزی سے روایت ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ قیاس میں سب لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مذہب کے وقت قیاسات کی بناء پر امام مزی رحمۃ اللہ علیہ اُن کے کلام میں اکثر نظر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ امام مزی کے بھانجے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کو مذہب شافعی سے مذہب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف اسی چیز نے منتقل کیا۔ جیسا کہ خود امام طحاری نے اس کی تصریح فرمائی۔

اگر مزید تحقیق مطلوب ہو تو شیخ محمد زاہد کوثری کی کتاب ''الحاوی فی سیرۃ الامام الطحاوی'' کا مطالعہ فرمائیں۔

حسن بن صالح سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ناسخ اور منسوخ کے متعلق شدید الفحص تھے (یعنی بہت کھود کرید اور تفتیش کرنے والے) اور اہل کوفہ کی حدیث کے عارف تھے۔ اور جس پر وہ لوگ تھے اُن کی شدید اتباع کرنے والے تھے۔ اور جو آپ کے شہر والوں کے پاس پہنچا اس کے حافظ تھے۔ اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص 11۔

صاحب عقود الجمان فرماتے ہیں: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کسی شخص نے آخر مسئلہ میں قیاس کرتے ہوئے سنا: وہ چیخ و پکار کر کہنے لگا اس قیاس کرنے کو چھوڑ دو۔ کیونکہ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ شیطان تھا۔ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے شخص! تو نے کلام کو اس کے غیر جگہ میں رکھا ہے (یعنی تو نے جو کلام کیا ہے وہ اس کا محل نہیں ہے) ابلیس نے تو اپنے قیاس کے ساتھ اللہ عزوجل کے امر کا رد کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں اس کے متعلق خبر دی اور اس قیاس کے باعث وہ کافر ہوا۔ اور ہمارا قیاس اللہ تعالیٰ کے امر کی اتباع ہے کیونکہ ہم اپنے قیاس کو اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا ائمہ صحابہ و تابعین کے اقوال کی طرف لوٹاتے ہیں چنانچہ ہم تو اتباع کے ارد گرد گھومتے ہیں لہٰذا ہم کیسے ابلیس لعنت اللہ علیہ کے مساوی و برابر ہیں۔ اس شخص نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: میں غلط ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ جیسا کہ اللہ عزوجل نے آپ کا قلب مبارک منور فرمایا اس طرح تم نے میرے قلب کو منور فرمایا۔

(عقود الجمان ص 177)

امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہی ہماری وہ رائے ہے جس پر ہم عمل پیرا ہیں ہم اس پر کسی کو نہ مجبور کرتے ہیں اور نہ ہی

Marfat.com

یہ کہتے ہیں کہ اس کا قبول کرنا کسی پر واجب ہے چنانچہ جس کے پاس اس سے اچھی رائے ہو وہ اس کو لائے ہم اس کو قبول کریں گے۔

ابن حزم نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جمیع اصحاب اس بات پر مجتمع ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اُن کے نزدیک حدیث ضعیف قیاس سے اولیٰ ہے۔ (مناقب ابی حنیفہ للذہبی ص 21۔ الخیرات الحسان ص 69)

الحاصل یہ اعتراض امام صاحب رضی اللہ عنہ پر سب سے بڑا اعتراض ہے اس وجہ سے اکثر محدثین رحمۃ اللہ علیہم امام صاحب رضی اللہ عنہ کو اہل الرائے کہتے ہیں۔ قیاس سے مراد اگر علل مستنبطہ کی روشنی میں انتہائے غیر منصوصہ پر حکم نافذ کرنا مراد ہے تو یہ قیاس مستحسن ہے ماجور ہے۔ کتاب وسنت میں اس کے شواہد موجود ہیں اور اگر قیاس سے مراد ترک نصوص ہے تو پھر یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ پر بہتان ہے کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

"لعن اللّٰہ من یخالف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم"

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

اس تصریح کے باوجود بھی اگر اعتراض بدستور باقی رہتا ہے تو معترضین اس کے ذمہ دار ہیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ قرآن وحدیث فہمی میں اپنا نظیر نہیں رکھتے وہ حدیث مبارکہ کو محض حاطب اللیل کی طرح اختیار نہیں کرتے ہیں۔

امام مزی تہذیب الکمال میں ارقام فرماتے ہیں:

حدثنا یحیی بن معین قال سمعت عبید ابن ابی قرۃ یقول سمعت یحییٰ بن ضریس یقول شھدت سفیان واتاہ رجل فقال لہ (الخ) تہذیب الکمال ج 13ص 321.

یحییٰ بن معین نے کہا: میں نے عبید بن ابی قرہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے یحییٰ بن ضریس کو کہتے ہوئے سنا کہ میں سفیان کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص اُن کے پاس آیا اور کہا تم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر کیوں عیب لگاتے ہو اور اُن پر طعن وتشنیع کرتے ہو۔ سفیان نے کہا: اُن کو کیا ہے۔ اس شخص نے کہا: میں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ ہم کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں۔ اگر میں کتاب اللہ میں کچھ نہ پاؤں تو میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتا ہوں۔ اور اگر میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ پاؤں تو میں آپ کے اصحاب کے قول کو لیتا ہوں اور میں اُن کے غیر کے قول کی طرف اُن کے قول سے تخریج نہیں کرتا۔ اور جب معاملہ یہاں پہنچ جائے یا ابراہیم، شعبی، ابن سیرین، حسن، عطاء، سعید بن مسیّب کی طرف آئے اور آپ نے اور کئی لوگوں کے نام شمار کیے تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے اجتہاد کیا چنانچہ میں بھی اجتہاد کرتا ہوں جیسا کہ انہوں نے اجتہاد کیا۔ اس شخص نے کہا: یہ سن کر سفیان خاموش ہو گئے پھر انہوں نے اپنے رائے کے ساتھ کچھ کلمات کہے اور مجلس میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ مگر اس نے اس کو لکھ لیا۔ آخر میں لکھتے ہیں جو ہم نے سنا تسلیم کر لیا۔ اور ہم اپنے رائے کو اُن کی رائے کی وجہ

Marfat.com

سے متہم کرتے ہیں۔

چنانچہ معلوم ہوا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ضعیف حدیث کو بھی اپنے قیاس پر ترجیح دیتے تھے اور حدیث ضعیف پر عمل کرتے ہیں۔ اور لوگوں کا یہ کہنا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ رائے کو حدیث پر ترجیح دیتے تھے یہ بات اُن لوگوں کی لاعلمی اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ جن احادیث پر حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ عمل کرتے امام صاحب رضی اللہ عنہ اُن احادیث پر عمل نہیں کرتے تو انہوں نے امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان لگا دیا کہ وہ اپنی رائے کو حدیث سے مقدم سمجھتے ہیں حالانکہ اگر مسائل کی طرف دیکھا جائے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُن احادیث پر عمل کیا ہے جو احادیث اُن احادیث سے اصح ہیں جن پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کیا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

Marfat.com

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وہ فضائل اور اوصاف حمیدہ جن میں آپ دیگر ائمہ سے منفرد اور ممتاز ہیں

(1) امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو دیکھا ہے جیسے کہ اس سے قبل تفصیلاً اس کا ذکر ہو چکا۔ کئی طرق سے یہ حدیث صحیح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

طوبٰی لمن رانی، ولمن رای من رانی الخ ۔ الحدیث

اس کے لیے خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا۔ اور اس کے لیے بھی جس نے اس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا اور اس کے لیے بھی جس نے مجھے دیکھنے والوں کو دیکھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الایمان والنذور میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیرا لناس قرنی، ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم. الحدیث

بہترین اور مبارک والا میرا زمانہ ہے پھر وہ جو اس سے متصل ہے پھر وہ جو اس سے متصل ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرن کے بعد دو بار قرن کا ذکر فرمایا یا تین بار۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الرقاق میں اس حدیث کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے تخریج کیا اور اس میں "ثم الذین یلونھم" دوبارہ بلاشک ذکر کیا۔

ھیثمی نے مجمع الزوائد ج10 ص19 میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کا ذکر کیا جس میں "ثم الذین یلونھم" بغیر شک کے تین مرتبہ ہے۔

امام ھیثمی نے کہا: اس حدیث کو احمد، بزار اور طبرانی نے کبیر میں روایت کیا اُن کے طرق میں عاصم بن بھدلہ راوی ہے جو "حسن الحدیث" ہے اور احمد کے بقیہ رجال صحیح کے رجال ہیں۔

Marfat.com

اور اس حدیث کو مسلم نے بھی کتاب الفضائل میں اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخریج کیا اس کے لفظ یہ ہیں۔

خیر الناس القرن الذی انا فیه ثم الثانی ثم الثالث. الحدیث

بہترین مبارک زمانہ میرا ہے۔ پھر دوسرا زمانہ پھر تیسرا زمانہ چنانچہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بالاجماع تابعین میں سے ہیں۔ جس زمانہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مبارک وخیر سے تعبیر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کا فرمان بھی تابعین کو شامل ہے۔

والذی اتبعوهم باحسان رضی الله عنهم ورضوا عنه واعدلهم جنّٰت تجری تحتها الانهر خالدین فیها ابدًا ذٰلك الفوز العظیم. (سورۃ توبہ آیت 100)

اور جو بھلائی کے ساتھ اُن کے سپرد ہوئے اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور اُن کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ اُن میں رہیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

حضرات! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین ہی کا مرتبہ ہے۔ آخر جن لوگوں کو خداوند عالم کی طرف سے یہ شرافت اور بزرگی حاصل ہوئی ہے اُن کے اعزاز واکرام کی انتہا کو کون پہنچ سکتا ہے۔ آخر اس نسبت میں کچھ تو خیر وبرکت ہے۔ الخیرات الحسان ص 48، 71 امام ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی متوفی 665ھ نے جامع المسانید کے مقدمہ میں لکھا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل بیشمار ہیں جن کا اعداد وشمار نہیں کیا جا سکتا اور اُن کا استقصا ممکن نہیں لیکن آپ کے فضائل خاصہ جن کے باعث آپ منفرد ہیں اور آپ کے بعد اجماعاً اس میں کوئی اور شریک نہیں۔ اُن کا حصہ دس انواع میں ممکن ہے۔

(1) وہ اخبار وآثار مرویہ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روح میں وارد ہوئی ہیں آپ کے بعد دوسرے کے لیے وارد نہیں ہوئیں۔

o ابوعلی بن احمد بن علی حنفی نے کہا: ہم سے فضل بن موسیٰ سنیائی نے محمد بن عمرو سے انہوں نے ابوسلم سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یکون فی امتی رجل یقال له ابوحنیفه هو سراج امتی یوم القیامة"

میری امت میں ایک مرد ہوگا جس کو ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہا جائے وہ مری امت کا سراج ہیں۔

o بشیر بن یحییٰ نے فضل بن موسیٰ سینائی سے انہوں نے عمرو بن علقمہ بن وقاس لیثی سے انہوں نے ابوسلم سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا:

"ان فی امتی رجلا"

اور حدیث قصری میں ہے:

"یکون فی امتی رجل اسمه النعمان وکنیة ابوحنیفة هو سراج امتی هو سراج امتی هو سراج امتی.

Marfat.com

میری امت میں شخص اور حدیث قصری میں ہے میری امت میں ایک شخص ہو گا جس کا نام نعمان اور اس کی کنیت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وہ میری امت کا سراج ہے۔ وہ میری امت کا سراج ہے، وہ میری امت کا سراج ہے۔

خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں اپنی سند کے ساتھ اس حدیث کو تخریج کیا حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی نے کہا: مجھ سے ابوالعلاء محمد بن عبداللہ واسطی نے کہا: مجھ سے یہ حدیث قاضی ابوعبداللہ صمیری نے لکھی۔ خطیب بغدادی نے کہا: میں نے کہا: یہ حدیث موضوع ہے اس حدیث کو روایت کرنے میں بورقی منفرد ہیں۔ تاریخ بغداد ج 13 ص 336۔

اور خوارزمی نے بھی اس طرف اشارہ کیا ہے انہوں نے کہا: حاظ ابوبکر احمد بن علی خطیب نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں ابوالعلاء واسطی اور ابوعبداللہ احمد بن محمد بن علی قصری سے تخریج کیا ہے جیسا کہ ہم نے تخریج کیا۔

o سلیمان بن قیس نے ابی المعلات (ابوالعلاء) مہاجر سے انہوں نے ابان بن ابی عیاش سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سیاتی من بعدی رجل یقال له النعمان بن ثابت ویکنی ابا حنیفة لیحیین دین اللّٰه وسنتی علی ید یه.

عنقریب میرے بعد ایک شخص آئے جسے نعمان بن ثابت کہا جاتا ہے اور ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کنیت ہو گی اللہ کے دین اور میری سنت کو اللہ عزوجل اس ہاتھوں پر زندہ کرے گا۔ امام خوارزمی فرماتے ہیں اُن دونوں حدیثوں کو حفاظ ثقات کی ایک جماعت نے تخریج کیا ہے اور اُن دونوں حدیثوں کے طرق کا ذکر محتاج طوالت ہے۔ جامع المسانید ج اول ص 15 ,14۔

اس نوع میں امام ابوالموید خوارزمی نے کافی اخبار و آثار نقل فرمائے ہیں۔ میں نے بخوف طوالت اُن کو یہاں ذکر نہیں کیا اگر کسی کو اُن اخبار و آثار کا دیکھنا اور پڑھنا مقصود ہو تو وہ اصل کتاب کی طرف رجوع کرے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق تبشیر اس میں اعظم واجل، اوضح واکمل وہ حدیث ہے جس کو بخاری اور مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے اور حافظ ابونعیم نے ''حلیۃ الاولیا'' میں ترجمہ شہر بن حوشب کے ماتحت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور شیرازی (ابوبکر احمد بن عبدالرحمٰن شیرازی صاحب کتاب الالقاب متوفی 407ھ) اور طبرانی نے قیس بن سعد بن عبادہ سے اور فقط طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو تخریج کیا ابویعلی اور بزار نے بھی اس حدیث کو قیس بن سعد سے تخریج کیا ہے۔

ھیثمی نے مجمع الزوائد ج 10 ص 65 میں لکھا ہے اس حدیث کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

o لو کان العلم عند الثریا لتناوله رجال من انباء فارس.

(بخاری شریف کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ جمعہ، مسلم شریف کتاب فضائل الصحابہ) اگر دین ثریا ستارے کے قریب بھی ہو گا تو اس کو وہاں سے فارسیوں کا ایک آدمی حاصل کرے گا شیرازی اور ابونعیم کے لفظ یہ ہیں۔

Marfat.com

o لو کان العلم معلق عند الثریا۔

اگر علم ثریا ستارے کے پاس معلق ہوگا۔اور طبرانی کے قیس بن سعد بن عبارہ سے لفظ یہ ہیں۔

o "لا تناله العرب لناله رجال من انباء فارس"

اس کو عرب حاصل نہیں کریں گے فارسی لوگ حاصل کریں گے۔مسلم کے لفظ یہ ہیں۔

o "لو کان الایمان عند الثریا لتناوله رجال من انباء فارس"

اگر ایمان ثریا ستارے کے قریب ہوگا تو فارسیوں میں لوگ اس کو حاصل کریں گے۔

الحافظ المحقق امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بشارت اور آپ کی فضیلت تامہ کے متعلق یہ اصل صحیح ہے جس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔اس حدیث کی نظیر وہ حدیث ہے جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

o یوشك ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم فلا یجدون اعلم من عالم المدینة

(ترمذی شریف ابواب العلم)

اور وہ حدیث جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

o "لاتسبو اقریشاً فان عالمها یملاالا رض علماً" ابوداؤد شریف ص 40

یہ حدیث حسن ہے اور اس کے طرق بکثرت ہیں۔

اور بعض نے اس کے وضع کا بھی گمان کیا ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مقاصد حسنہ میں کہا صغانی نے کہا: یہ حدیث موضوع ہے۔اور علماء کرام نے اس حدیث مبارکہ کے وضع گمان کرنے والے کے متعلق بہت طعن و تشنیع کی ہے۔

علامہ جلال الدین کے کسی شاگرد (مراد حافظ محمد یوسف دمشقی ہیں جیسا کہ مواہب کے حاشیہ میں مذکور ہے) نے کہا: ہمارے شیخ نے یقین کے ساتھ کہا ہے اس حدیث سے مراد حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔جس میں شک نہیں کیونکہ حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فارسیوں میں سے کوئی بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب کے علم تک کوئی نہیں پہنچا۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ظاہر ہے اس لیے کہ جو آپ نے عنقریب واقع ہونے کی خبر دی ایسا ہی ہوا۔

اور فارس سے مراد مشہور شہر نہیں بلکہ جنس عجم مراد ہے اور وہ فرس ہے۔اور اکثرین کے نزدیک حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جد امجد فارسیوں میں سے ہیں۔

فردوس الاخبار دیلمی میں ہے

Marfat.com

o ”خیر العجم فارس“ فردوس الاخبار ج دوم ص286۔
عجم میں سے افضل فارس ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ خبر جس کی صحت متفق علیہ ہے اس خبر سے جو حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں موضوع مروی ہے مستغنی کر دیتی ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے قلمبند مذکور نے کہا: اس سے اُن احادیث کے مرد کی طرف اشارہ ہے جن کو بعض اصحاب مناقب نے ذکر کیا ہے۔

اور اصحاب مناقب سے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد کی مراد امام المویدمحمد بن محمود خوارزمی ہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عظمت شان کے متعلق وہ حدیث جس کو صاحب مجمع الزوائد ج 7 ص 257 اور عدی نے الکامل ج دوم ص480 ۔ میں روایت کیا۔ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

o ”ترفع زینة الدنیا سنة خمسین ومائة“
150ھ میں دنیا کی زینت اٹھائی جائے گی۔

اس جگہ شمس الائمہ کردری نے فرمایا: یہ حدیث مبارکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر محمول ہے کیونکہ آپ کی وفات 150ھ میں ہوئی ہے۔

امام خوارزمی نے ارقام فرمایا۔

استاد ابومحمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب حارثی نے اپنی اسناد کے ساتھ ابوالعجتری تک روایت کیا انہوں نے کہا۔

دخل ابوحنیفه علیٰ جعفر ابن محمد الصادق رضی الله عنهما فلما نظر الیه جعفر قال کانی انظر الیك وانت تحیٰی سنه جدی صلی الله علیه وسلم بعد ما اندرست.

جامع المسانید ج اول ص 19۔ مناقب کردری ج اول ص 31

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت امام جعفر بن محمد صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جب حضرت جعفر بن صادق رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف دیکھا فرمایا گویا کہ میں تمہاری طرف دیکھ رہا ہوں تم میرے جد اقدس کی سنت کو مٹ جانے کے بعد زندہ کرو گے۔

امام جعفر بن محمد صادق نے اگرچہ یہ اپنی فراست سے فرمایا تھا لیکن یہ بات حرفاً حرفاً صحیح ثابت ہوئی۔

Marfat.com

وجوہ اعتماد و ترجیح

امام الائمہ، سراج الامہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق جن احادیث صحیحہ و آثار صریح سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور شمس الائمہ کر دری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ احادیث امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بشارت اور آپ کی فضلیت تامہ کے متعلق اصل صحیح ہیں جس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے اور ان کے شاگرد حافظ محمد یوسف دمشقی نے کہا: ہمارے شیخ نے یقین کے ساتھ کہا ہے کہ اس سے مراد حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ ظاہر ہے اس میں شک نہیں اور دوسری حدیث کے متعلق شمس الائمہ کردری نے کہا: یہ حدیث مبارکہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ پر محمول ہے کیونکہ آپ نے 150ھ میں وصال فرمایا اس اعتماد و ترجیح کی چند وجوہ ہیں۔

(1) صاحب درمختار علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

الحاصل ان ابا حنيفة النعمان من اعظم معجزات المصطفى بعد القرآن.

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قرآن حکیم کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعظم معجزات میں سے ہیں۔ علامہ ابن العابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے ماتحت ارقام فرمایا۔

لانه صلى الله عليه وسلم قد اخبربه قبل وجوده بالاحاديث الصحيحة التى قدمناها فانها محمولة عليه بلاشك. رد المحتار ج اول ص 41.

کیونکہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وجود سے قبل احادیث صحیح کے ساتھ خبر دی جو احادیث اس سے پہلے ہم نے ذکر کر دیں اور یہ احادیث مبارکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ پر محمول ہیں۔

اُن احادیث مبارکہ کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں۔ حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب ''حلیہ'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا۔ طبرانی نے اپنی کتاب معجم کبیر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا۔ اور شیرازی نے اپنی کتاب ''القاب'' میں بھی قیس بن سعد سے تخریج کیا۔

چنانچہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم سے اُن احادیث کی تخریج کرنے والے پانچ اشخاص ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل کرنے والے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا وہ تین حضرات ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت شیخین اُن الفاظ سے مروی ہے۔

Marfat.com

"لو کان الایمان عند الثریا لذھب بہ رجال من انباء فارس"

اگر ایمان (روئے زمین میں نہ رہے اور نہ چھ آسمانوں میں بلکہ ساتویں آسمان میں چلا جائے تا آنکہ) ثریا ستارے کے قریب پہنچ جائے فارسیوں میں چند اشخاص اُن کو حاصل کرلیں گے۔

اور دوسری روایت اُن الفاظ سے مروی ہے۔

"والذی نفسي بیدہ لو کان الدین معلقًا بالثریا لتناولہ رجل من فارس"

اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر دین ثریا کے قریب معلق ہوگا تو فارسیوں میں سے ایک آدمی اس کو حاصل کرے گا۔

اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے۔

"لو کان الایمان عند الثریا لذھب بہ رجل من انباء فارس حتی یتناولہ"

چنانچہ شیخین کی بعض روایت میں "لو کان الایمان" واقع ہوا ہے اور بعض روایات میں "لو کان الدین" آیا ہے۔

امام طبرانی کی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت اس طرح ہے:

"لو کان الدین معلقا بالثریا لتناولہ الناس من انباء فارس"

مگر امام طبرانی کی قیس بن سعد سے روایت میں یہ اضافہ ہے۔

"لا تنالہ العرب لنا لہ رجال من انباء فارس"

یعنی اس دین کو عرب نہیں پہنچ پائیں گے۔ اس کو فارسیوں میں سے کچھ لوگ حاصل کریں گے۔ حافظ ابونعیم کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں اس طرح ہے۔

"لو کان العلم بالثریا لنالہ من انباء فارس"

اور شیرازی کی قیس بن سعد سے روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

"لو کان العلم بالثریا لتنالہ قوم من انباء فارس"

چنانچہ اُن دونوں روایت میں ایمان اور دین کے بدل لفظ علم واقع ہوا ہے۔ ہر چند کہ ظاہر میں لفظ ایمان اور دین اور علم کے درمیان اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ اختلاف باعتبار لحاظ اور عنوان کے ہے۔ اور معنون ولحوظ کے اعتبار سے وہ ایک ہی چیز ہیں۔

اُن احادیث مبارکہ کی دلالت اس پر ہے کہ اگر دین وایمان اور علم ثریا ستارے کے قریب پہنچ جائے گا تو اولاد فارس سے ایک شخص اپنی کمال تحقیق کی وجہ سے وہاں پہنچ کر اس کو حاصل کرے گا۔ اور یہ دین وایمان اور علم عالم میں منتشر ہوگا۔ اور یہ مضمون بطریق غایت مبالغہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بطرز پیشن گوئی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مصیب ومحق ہونے میں ارشاد فرمایا گیا

Marfat.com

ہے یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں کمال مدح ہے چنانچہ اس کا مرجع یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ مسائل اختلافیہ میں اپنے دیگر ہم مشربان کی نسبت اصابت کا نہایت اعلیٰ اور ارفع مرتبہ رکھتے ہیں۔ اس طرح کہ اگر وہ دین وایمان اور علم کی طرف متوجہ ہوں تو لامحالہ وہاں پہنچ کر اُن کو حاصل کریں گے۔

باقی رہا یہ امر کہ اُن احادیث مبارکہ میں یہ ممدوح کون شخص ہے۔ تو ظاہر ہے کہ اجماع اس پر منعقد ہوا ہے کہ جو ائمہ اربعہ کا مخالف ہوگا وہ دین کا مخالف ہوگا۔ پس قیامت تک دین کا مدار مذاہب ائمہ اربعہ پر مبنی ہے درانحالیکہ ائمہ اربعہ میں سے سوائے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کوئی ابن اولاد فارس سے نہیں ہے۔ چنانچہ ان احادیث مبارک کی باجماع دلالت یہی ہے کہ وہ ممدوح حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ اور دلیل قوی یہی ہے کہ یہ جملہ مرویات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت وبشارت پر محمول ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"من اراد اُن یتجر فی الفقه فلینظر الی کتب ابی حنیفة"

جو فقہ میں تبحر ہونا چاہے اسے چاہیے کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب دیکھے۔ اس پر صاحب بحرالرائق نے اشباہ میں بروایت ابن وھان حرملہ سے نقل کیا ہے۔ علامہ حموی اشباہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔ حافظ ذہبی نے اپنی کتاب "الصحیفه فی فقیه الوقت ابی حنیفه" میں ذکر کیا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام مزنی نے شافعی سے اس کو روایت کیا ہے جس کو حرملہ نے روایت کیا۔

اسی کتاب میں احمد بن معنسی سے روایت ہے انہوں نے کہا۔

حدثنا مقاتل قال سمعت بن المبارك یقول ان الاثرقد عرف وان احتیاج الی الرای فرای مالك وسفیان وابوحنیفه، الخ شرح الاشباه والنظائر ص 11

مقاتل نے کہا: میں نے ابن مبارک کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اثر تو معروف ہے اور اگر رائے کی طرف احتیاج ہو تو رائے امام مالک وسفیان اور ابوحنیفہ کی ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ باعتبار رائے اُن سے باریک بینی کے زیادہ ذہین اور باعتبار رائے کے زیادہ احسن ہیں۔ اور فقہ پر زیادہ اغوص (معانی کی حقیقت تک پہنچنا) ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ دیگر ائمہ ثلاثہ سے زیادہ فقیہ ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نقل ہیں۔ اور وجہ تشبہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مردوں میں سے پہلے شخص ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے فقہ کو مدون فرمایا۔

وجہ دوم

مذکورہ احادیث مبارکہ کے مصدق حرف حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں ہیں نہ کہ کوئی اور کیونکہ شافعیہ کے اکابرین علماء ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم کا اس پر اتفاق ہے قطع نظر محققین حنفیہ کے اکابرین علماء ومحدثین شافعیہ رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک یہ بشارت حضرت امام

Marfat.com

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی مختص ہے چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تبییض الصحیفہ میں ارقام فرمایا ہے۔

بشر النبی صلی اللہ علیہ وسلم با الامام ابی حنیفة فی حدیث اخرجه ابونعیم فی الحلیه والشیرازی فی الالقاب واخرج البخاری ومسلم فی صحیحها بلفظ لو کان الدین. الخ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں جس کو حافظ ابونعیم نے حلیہ اور شیرازی نے القاب میں تخریج کیا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بشارت دی ہے۔ اور بخاری ومسلم نے اپنی صحیح میں اس لفظ کے ساتھ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تخریج کی ہے کہ اگر دین ثریا میں بھی ہوگا تو اُولاد فارس سے ایک شخص اس کو حاصل کرے گا۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ احادیث نقل کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں:

"فهذا اصل صحیح یعتمد علیه فی البشارة والفضیله لابی حنیفه"

چنانچہ یہ اصل صحیح ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت وبشارت میں اُس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ حافظ محمد بن یوسف شافعی اپنی کتاب "سبل الهدیٰ والرشاد فی احاول خیر العباد" جو سیرت شامی کے نام سے مشہور ہے باب پچپن 55 میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی بیان فرمائی ہے اور احادیث مذکورہ الصدر ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ احادیث مبارکہ بشارت وفضیلت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں اصل صحیح اور معتمد ہیں کہ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بشارت میں دیگر احادیث موضوع سے بالکل مستغنی اور بے نیاز کر دیتی ہیں۔ یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بشارت وفضیلت کے لیے اُن احادیث کے ثبوت کے بعد ہمیں کسی دیگر مرویات صفیفہ وموضوع کی کوئی حاجت نہیں کیونکہ ہمارے شیخ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بالیقین حدیث متذکرہ بالا میں صرف حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہی مراد بنا ہے جو ظاہر تر ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ اولاد فارسی میں سے کوئی بھی حصرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کے مبلغ علم کو نہیں پہنچا۔ کمافی ردالمحتار۔

علامہ ملاعلی قاری الباری نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ومسلم رحمۃ اللہ علیہ نے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اگر دین ثریا کے نزدیک ہوتو بالضرور اس کو ایک شخص یا چند اشخاص اُولاد فارس سے حاصل کریں گے۔ جملہ اہل عرب عجم کو یہ معلوم ہے کہ اُولاد فارس سے بجز حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قدر مرتبہ اجتہاد میں کوئی شخص نہیں پہنچا کہ جو امام الائمہ کہلایا ہو بایں وجہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث اصل صحیح ہے اس بات پر کہ بشارت وفضیلت تامہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں اس پر اعتماد کیا جائے۔

وجہ سوئم

یہ کہ بعض روایات میں لفظ "رجال" اور لفظ "قوم" بکلمہ جمع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ اور بعض روایات میں لفظ "رجل" لصیغہ مفرد مروی ہے۔ چنانچہ لفظ جمع باعتبار اتباع اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب کاملین کے وارد کیا گیا ہے۔ اور لفظ مفرد باعتبار اصل کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ متبوع ہیں وارد کیا گیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بایں طریق خبر دینا اس بات کا مشعر ہے

Marfat.com

کہ اتباع اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب بعینہٖ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مانند ہیں جو مسائل دین بحسب قواعد واصول اور تعریفات جزئیات میں مصیب ہونے میں دوسروں سے افضل وفائق ہیں۔ چنانچہ یہ بات یادرکھنی چاہیے کہ اُن احادیث کے بجز امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کے کوئی دوسرا مصداق نہیں ہے کیونکہ باتفاق جملہ اہل تسنن اس طرح کاملین اتباع اور متبوع میں سے بجز امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب نقل ابویوسف امام محمد وزفر وغیرہم رضی اللہ عنہم کے بالخصوص اولاد فارس سے نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا اکابر مجتہدین ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم کی شہادات کی بناء پر یہ امر ثابت ومتحقق ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب ہی مراد ہیں۔

اس لیے علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

ومن ثمه قال بعض الائمه لم يظهر لا حد من ائمة الا سلام المشهورين مثل ما ظهرلابی حنيفه من الاصحاب والتلاميذ. الخ. (الخيرات الحسان ص 60)

بعض ائمہ نے کہا: مشہورین ائمہ اسلام میں جتنے اصحاب وشاگرد حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہوئے کسی اور کے نہیں ہوئے ہیں۔ اور جتنا نفع علماء کرام اور سب لوگوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب سے احادیث مشتبہہ اور مسائل مستنبطہ، حوادث واقعہ، قضایا اور احکامِ شرعیہ میں حاصل کیا ہے اور فائدہ اٹھایا ہے کسی اور سے اتنا نفع حاصل نہیں کیا

"جز اهم الله خيراً"

میر سید شریف جو اصول وفروع اور معقول ومنقول میں محقق ومدقق ہے نے شرح خلاصہ کیدانی میں ذکر کیا۔

والسلام علٰی ابو حنيفه رضی الله عنه الذی جاهد فی دين الله. الخ

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر سلام ہو جنہوں نے اللہ عزوجل کے دین میں خالص اجتہاد فرمایا۔ اور آپ کے اصحاب پر بھی سلام ہو جو بفضل اصابت وزیادت دوسروں پر فائق ہیں۔ چنانچہ باتفاق ائمہ شافعیہ وغیرہ کی شہادات کے ثابت ہوا کہ احادیث مذکورہ کا بوجہ اکمل محل اور اتم مصداق امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب میں ہیں نہ کہ غیر اس لیے کہ اُنبائے فارس میں سے کوئی بھی اُن کے مبلغ علم کو نہیں پہنچا۔

وجہ چہارم

یہ کہ باتفاق جمہور اہل اسلام اور بحکم عقل سلیم، دین متین کا قیام اکابرین، محدثین اور کبائر مجتہدین کے ساتھ ہے۔ کیونکہ علماء اُمت کے حق میں اس طرح آیا ہے۔

"علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل" نیز "العلماء ورثة الانبياء"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں۔ نیز فرمایا علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

تو لامحالہ احادیث مذکورہ کا مصداق ان علماء میں سے ہی ہونا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ اُن احادیث مبارکہ کا مصداق اکابرین

Marfat.com

میں سے نہ تو ائمہ ثلاثہ ہیں اور نہ ہی اصحاب صحاح ستہ حالانکہ اہل تسنن کے نزدیک اکابرین میں سے یہی شمار کیے گئے ہیں۔ کیونکہ حدیث مبارکہ کے نفسی الفاظ میں نظر کرنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ احادیث مذکورہ کسی کا مصداق نہیں ہو سکتیں کہ اُن پر حسب ذیل امور صادق آئیں۔

اول یہ کہ وہ انبائے فارس سے ہوں تو ظاہر ہے کہ جملہ ائمہ مجتہدین اربعہ اور گروہ ائمہ حدیث میں سے بجز امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کے کوئی بھی انبائے فارس سے نہیں صرف وہی اولاد فارس سے ہیں۔ امام مالک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بالاتفاق عربی ہیں۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا اصل مرو ہے جو ملک خراسان میں واقع ہے۔ اور طبقہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم میں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بخارا سے ہیں۔ اور ترمذی ترمذ سے اور یہ دونوں توران میں واقع ہیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور سے ہیں جو خراسان میں واقع ہے اور ابو داؤد ملک سیستان کے باشندہ ہیں جو کہ قندھار کے متصل سندھ اور ہرات کے درمیان واقع ہے۔ نسائی شہر نساء کے باشندوں میں سے ہیں جو خراسان میں واقع ہے اور ابن ماجہ شہر قزدین کے باشندہ ہیں جو عراق عجم میں واقع ہے اس صورت میں از خود انبائے فارس جیسا کہ مفہوم حدیث ہے بوجہ اُتم واکمل بہر طور مصداق واقع ہوئے ہیں۔ لہٰذا ''بوجہ من وجوہ'' نص صریح کے مضمون کے خلاف کسی دوسرے کو مراد لینا ممکن نہیں۔ دوم یہ کہ لازم ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ باعتبار متبوع ہونے کے تنہا ہوں تا کہ لفظ ''رجل'' کا مصداق ہوں اور باعتبار اتباع کے ''رجال'' ہوتا کہ لفظ ''رجال'' کی تصدیق ہو تا کہ احادیث میں آئے ہوئے دونوں لفظ اس پر راست ہوں۔

چنانچہ ظاہر ہے کہ ائمہ تلاثہ نے اجتہاد مسائل کے باب میں میں کسی دوسرے کو اپنے ساتھ شامل نہیں کیا۔ تا کہ لفظ ''رجل'' کا مصداق ہوں۔ اصحاب میں ستہ یا دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے بھی اجتماع احادیث کے باب میں کسی دوسرے کو اپنا شریک حال نہیں بنایا بلکہ انہوں نے اکیلے اکیلے ہی اس امر دین کا بوجھ اٹھایا۔ چنانچہ وصف آل فارس کے انتفا سے متحقق ہو گیا کہ اُن میں سے کوئی بھی لفظ ''رجال'' کا مصداق نہیں۔ تو لازم ہوا کہ احادیث مذکورۃ الصدر کا مصداق جملہ مجتہدین کاملین میں سے ہوں تا کہ جملہ حوادث وواقعات کے حلت وحرمت، جواز وعدم جواز وغیرہ کے احکام بیان کریں۔ چنانچہ یہ امر جملہ اصحاب ستہ سے منتفی ہے اور اُن سب میں سے اعلیٰ مرتبہ اور مقام حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اور اُن کے اجتہاد کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی صحیح میں بعض احادیث اس طرح لائے ہیں کہ اُن احادیث کا ترجمۃ الباب سے کوئی معلق نہیں اگر اس کی اضافت مطلوب ہو تو امام نووی کا مقدمہ شرح مسلم فصل چھ 6 کا مطالعہ فرمائیں۔

چنانچہ جملہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے اگرچہ صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی مجتہد ہیں۔ مگر اس طور کہ انہوں نے صرف دس یا بارہ مسائل میں اجتہاد کیا ہو گا اور اُن ہی سے ایک یا دو میں مصیب ہوئے ہوں گے اور باقی مسائل میں غیر مصیب جیسا کہ نہایہ، کنایہ اور فتح القدیر شروح ہدایہ میں مذکور ہے کہ ابوحفص کبیر کے زمانہ میں جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے فتویٰ دینا شروع کر دیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو امام ابوحفص کبیر نے فتویٰ دینے سے منع کیا کہ تم فتویٰ دینے کے لائق نہیں ہو مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کا قول تسلیم نہ کیا ایک دن ایسا ہوا کہ کچھ لوگوں نے دو چھوٹے بچوں کے متعلق دریافت کیا

Marfat.com

کہ وہ دونوں بکری یا گائے کا دودھ پی لیں تو اُن کا حکم کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا اُن دونوں کے درمیان حرمت رضاعت ثابت ہوگی۔ جب لوگوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مسائل اجتہاد یہ سنے تو اُن پر ہجوم کر آئے۔ حتیٰ کہ انہوں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں سے نکال دیا۔

اب بطور نمونہ کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بعض احادیث کا ترجمہ الباب سے کوئی علاقہ نہیں سماعت فرمائیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علیٰ القبور" کے ماتحت یہ حدیث لائے ہیں۔ ولما مات الحسن بن علی ضربت امرائه القبة علی قبره سنة ثم رفعت ۔ الخ۔ صاحب تیسر القاری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے اس حدیث سے قبر پر مسجد بنانے کی کراہت معلوم نہیں ہوئی۔

دوم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے "باب طول القیام فی صلوٰة اللیل" کے ماتحت یہ حدیث لائے ہیں۔ عن حذیفه ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کا ن اذا قام للتهجد من الیل یشوص خاه باالسواك ۔ اس جگہ بھی اس حدیث کو مضمون باب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوم دوسری جگہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ "باب فضل صلوٰة الفجر فی الجماعه" کے ماتحت یہ حدیث لائے ہیں۔

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللّٰه علیه وسلم اعظم الناس أجراً افی الصلوٰة ابعد هم فابعد هم ممشً والذی ینتظر الصلوٰة حتّٰی یصلیها مع الامام اعظم اجر امن الذی یصلی ثم ینام۔

جاننا چاہیے کہ اس حدیث مبارکہ میں نماز فجر کی با جماعت تخصیص کا ذکر نہیں بلکہ از روئے ظاہر اس حدیث کے یہ حدیث مبارکہ نماز عشاء کے متعلق ہے پس اس حدیث سے تنہا نماز فجر کا با جماعت کی فضیلت کا استدلال غلط ہے۔

کسی نے سچ کہا ہے محدثین کا کام نقل احادیث ہے اور مجتہدین کا کام اجتہاد کرنا اور یہ مقولہ بھی نہایت مناسب ہے کہ "لکل فن رجال" ۔

لہٰذا احادیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ اُن کا مصداق صرف اور صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب ہیں کیونکہ جو وصف اُن احادیث مبارکہ میں منقول ہے وہ ائمہ ثلاثہ اور ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم میں نہیں پایا جاتا۔ وہ وصف یہ ہے کہ وہ انبائے فارس سے ہوں گے۔

اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مذاہب ائمہ اربعہ میں سے مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مرجع ہے جس کی دلیل خود شافعیہ کے ائمہ اکابرین نے اس کی تصدیق کی ہے۔ اور جس درجہ اجتہاد پر امام صاحب رضی اللہ عنہ بتوفیق ایزدی پہنچے ہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے کوئی اس درجہ اجتہاد کو حاصل نہ کر سکا۔ اسی بناء پر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ و شمس الائمہ کردری وغیرہ نے اُن احادیث سے مراد حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو لیا ہے لہٰذا اُن وجوہ متذکرہ کی بنا پر امام صاحب رضی اللہ عنہ اُن احادیث مبارکہ کے مصداق ہیں اور مذہب امام صاحب رضی اللہ عنہ کو جملہ مذاہب پر ترجیح ہے، واللّٰه اعلم باالصواب

قسم دوم آپ کے وہ مناقب وفضائل جس میں وہ منفرد ہیں اور آپ کے بعد ارباب مذاہب میں سے کوئی شریک۔ الخ

Marfat.com

(2) آپ کے وہ مناقب وفضائل جن میں آپ کے بعد ارباب مذاہب میں سے کوئی شریک نہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے۔ صحابی اور تابعی کی تعریف گذشتہ اوراق میں بالتفصیل مذکور ہے یہاں صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ کا رؤیت صحابہ کے متعلق کچھ عرض کرنا مقصود ہے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کہ اُن کا نام نامی نعمان، کنیت گرامی ابوحنیفہ اور لقب سامی امام اعظم ہے بقول بعض آپ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد میں 70ھ میں پیدا ہوئے اور مشہور قول کے مطابق آپ عہد عبدالمالک بن مروان میں 80ھ میں پیدا ہوئے اور یہی قول صحیح اور معتمد ہے اس وقت بلادِ متفرقہ میں بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ بلکہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عہد شباب میں اس عالم فانی میں رونق افروز تھے۔

جیسا کہ عامر ابوالطفیل بن واثلہ بقول صحیح اُن کی وفات 110ھ میں مکہ مکرمہ میں ہوئی چنانچہ معتبر قول کے مطابق اس وقت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عمر تیس سال تھی اور بالیقین امام صاحب رضی اللہ عنہ نے بچپن حج میں سے پندرہ حج عامر ابوالطفیل بن واثلہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں کیے اور یہ امر واضح اور ظاہر ہے کہ صلحاء کی زیارت کے لیے جانا متوارثا مسلمانوں سے ثابت ہے چنانچہ روایت رؤیت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ صحیح اور درست ہے بلکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے زمانہ تولد کے وقت کوفہ میں بھی ایک دو صحابی موجود تھے۔ ایک حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ صحیح اور معتبر قول کی بناء پر آپ کا انتقال 87ھ میں ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد آپ مدینہ منورہ سے کوفہ کی طرف چلے گئے تھے اور کوفہ ہی آپ کا انتقال ہوا۔

چنانچہ علامہ ابن اثیر جزری جامع الاصول میں ترجمہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے ماتحت لکھتے ہیں۔

لم یزل بالمدینة حتی قبض النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ثم تحول الیٰ لکوفة وهو آخر من مات من الصحابه بالکوفه سنه سبع وثمانین وقیل سنة ست.

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نبی کریم رؤف ورحیم کے وصال شریف تک وہ مدینہ منورہ میں رہے پھر وہ کوفہ کی طرف ارتحال کر گئے اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ میں آخری صحابی تھے جن کا 87ھ اور بقول 86ھ میں انتقال ہوا۔

چنانچہ غیر مشہور قول کے مطابق اس وقت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عمر 6 برس تھی۔ اور مشہور قول کے مطابق سات سال تھی۔ اُن میں دوسرے صحابی حصرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ ہیں وہ بھی کوفہ میں تشریف لائے اور کوفہ میں میں انہوں نے اپنا مکان بنالیا اور آخر میں کوفہ کے والی مقرر ہوئے اور وہاں ہی 85ھ میں اُن کا انتقال ہوا اُسی طرح جامع الاصول میں ہے۔

لہٰذا اکابرین علماء کرام کا امام صاحب کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے میں کلام ہے اگرچہ محققین کے نزدیک امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت بھی ثابت ہے مگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رؤیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب متفق ہیں اگرچہ اُن کی تعداد میں اختلاف ہے۔

اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھنے میں کسی کو شک اور شبہ نہیں اور حضرت انس بن

Marfat.com

مالک رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ امام مزی نے تہذیب الکمال، یافعی نے مراۃ الجنان، ذہبی نے کاشف اور تدھیب میں لکھا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے حافظ ابن حجر عسقلانی تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں۔

النعمان بن ثابت ابو حنيفة الكوفی مولٰی بنی قيم اللّٰه وقيل انه من ابناء فارس رائی انس بن مالك۔

یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اور حافظ عسقلانی کی اس روایت سے وہ اعتراض ختم ہو گیا جو تقریب سے نقل کرتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ طبقہ سادسہ سے تھے۔ علامہ ذہبی جو کہ فن رجال کے امام ہیں تذکرۃ الحفاظ میں اس روایت کو اس طرح تفصیل سے سے لکھتے ہیں۔

مولده سنة ثمانين رائی انس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة رواه ابن سعد عن سيف بن جابر انه سمع ابا حنيفه بقوله۔

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت با سعادت سن اسی 80 ہجری میں ہوئی۔ اور جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اُن کو کئی بار دیکھا۔

جیسا کہ ابن سعد سیف بن جابر سے روایت کی کہ میں خود حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے۔ (اور ابن سعد) امام ذہبی نے تذکرہ الحفاظ میں جس سے روایت کی ہے مصری ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر ہیں اُن کا نام محمد بن سعد ہے۔ 203ھ انہوں نے انتقال فرمایا۔ علمائے ثقات ماندوار قطنی۔ ابن سعد، خطیب، ذہبی، ابن حجر، ولی عراقی، سیوطی، علی قاری، اکرم سندی، ابومعشر، حمزہ، یافعی، جزری، توزیش، ابن جوزی اور سراج صاحب کشف الکشاف نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تابع ہونے پر تصریح فرمائی ہے بالخصوص شیخ الاسلام امام ذہبی جن کی نقل تمام کے نزدیک معتبر ہے۔ حافظ عسقلانی نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے امام ذہبی نقد رجال میں تام استقرار والوں میں سے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز نے بستان المحدثین میں لکھا ہے امام ذہبی مؤرخینِ اسلام کے مفسر ترین ہیں۔ اگر وہ تنہا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تابع ہونے کی تصریح بھی کرتے تو کافی تھا۔ لیکن امام ذہبی کے قول کے حافظ عسقلانی، ثقات کے سردار ولی الدین عراقی، خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور معتمد مورخین امام یافی رحمۃ اللہ علیہ بھی موافق ہیں۔

خطیب بغدادی نے لکھا ہے۔

هو ابو حنيفة التيمی امام اصحاب الرای وفقيه اهل العراق رائی انس بن مالك رضی اللّٰه عنه،

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا ہے۔

ابن جوزی اپنی کتاب "العلل المتناهيه فی الاحاديث الواهيه" میں اباب الکفالۃ کے ماتحت لکھا ہے۔

قال الدارقطی لم يسمع ابو حنيفة احدا من الصحابة وانما رائی انس بن مالك رضی اللّٰه عنه،

دار قطنی نے کہا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی سے نہیں سنا انہوں نے صرف حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا

Marfat.com

ہے۔

ابن طاہر صاحب مجمع البحار جو کہ ائمہ نقل سے ایک امام ہیں تذکرۃ الموضوعات میں بروایت دارقطنی لکھتے ہیں۔

قال الدارقطنی لم یلق ابوحنیفة احد ا من الصحابة انمارائی انس بن مالك بعینه ولم یسمع منه.

دارقطنی نے کہا: حضرت امام عظم رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں انہوں نے صرف حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اُن سے سنا نہیں۔ امام یافعی اپنی کتاب ''مراۃ الجناں'' حواوث 150ھ میں فرماتے ہیں:

و فیها تو فی فقیه العراق الامام ابوحنیفه النعمان بن ثابت الکوفی مولده سنة ثمانین رائی انس بن مالك وروی عن عطاء بن ابی رباح وطبیقه. وکان قد ادرك اربعة من الصحابة هم انس بن مالك با البصره وعبد الله بن ابی اوفٰی باالکوفة وسهل بن سعد الساعدی بالمدینة وابو الطفیل عامر بن واثله بمکه انتهی مختصرا.

150ھ میں فقیہ عراق حضرت امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اُن کی ولادت 80ھ میں ہوئی۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور انہوں نے چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے۔ حضرت انس بن مالک کو بصرہ میں، عبد اللہ بن ابی اوفیٰ کو کوفہ میں سہل بن سعد ساعدی کو مدینہ منورہ میں اور ابوالطفیل عامر بن واثلہ کو مکہ مکرمہ میں علامہ حسین عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں قوله ابن ابی اوفٰی کے ماتحت فرماتے ہیں:

ابن ابی اوفٰی اسمه عبد الله وابواو فیٰ اسمه علقمة بن الحاوث الصحابی بن الصحابی شحص بیعة الرضوان وما بعد من المشاهد وهو آخر من مات سوا لصحابة سنة سبع وثما نین با الکوفه وقد کف بصره وهو احد من راه ابوحنیفه من الصحابة. عمدة القاری ج 3 ص 52.

ابن ابی اوفی اُن کا نام عبد اللہ ہے اور ابواوفی کا نام علقمہ بن حارث صحابی بن صحابی ہیں۔ بیعت الرضوان میں موجود تھے اور اس کے بعد جملہ مشاہد میں بھی شریک ہوئے۔ اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے آخری صحابی تھے جو 87ھ میں کوفہ میں فوت ہوئے۔ اس وقت آپ کی نظر بند ہو چکی تھی۔ اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک ہیں جن کو حصرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا ہے اور اُن سے روایت کی ہے۔ کسی متعصب فکر کی طرف التفات نہ کی جائے اس وقت حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عمر سات سال تھی صحیح قول پر آپ تمیز رکھتے۔ کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ولادت 80ھ میں ہوئی۔ اور اس قول کے مطابق جس نے کہا: آپ 70ھ میں پیدا ہوئے۔ تو اس وقت اُن کی عمر سترہ سال تھی اور یہ نہایت ہی بعید امر ہے کہ صحابی اُن کے شہر میں ہو اور اُن کے رہنے والوں میں سے کوئی شخص ایسا ہو جس نے اُن کو نہ دیکھا ہو۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے اس کی خبر دی ہے اور وہ بذات خود ثقات میں سے ہیں۔

ابن سعد نے بسند ''لاباس بہ'' روایت کیا ہے با التحقیق حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے

Marfat.com

پس اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ طبقہ تابعین میں سے ہیں۔ اور یہ حدیث حسن ہے نہ کہ ضعیف اس لیے کہ لفظ ''لا باس بہ'' حدیث حسن سے ہے چنانچہ حافظ عسقلانی صدر تقریب میں لکھتے ہیں۔

امام مراتب

پس پہلا مرتبہ صحابہ کا ہے۔ دوسرا مرتبہ اُن کا جن کی مدح صیغہ اسم تفصیل سے موکد ہو جیسے ''کاوثق الناس'' یا لفظ میں صفت کا تکرار ہو جیسے ''ثقۃ، ثقۃ'' تیسرا مرتبہ یہ کہ صفت مفرد ہو مثل ثقۃ، متقن، ثبت، یا عدل۔ چوتھا درجہ یہ کہ تیسرے درجہ سے درجہ کچھ کم ہو تو اس کی طرف اُن الفاظ سے اشارہ کیا جاتا ہے "صدوق یا لا باس به یا لیس به باس.انتهنی کلومه .

جب حدیث غیر موضوع عند الکل فضائل ومناقب میں معمول بہ ہے تو بطریق اولی اس حدیث کو جمیع علماء محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک مقبول ومعمول بہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ حدیث حسن ہے اور حدیث حسن تمام کے نزدیک حجت ودلیل بنانے میں مثل حدیث صحیح ہے۔

لہٰذا ابن سعد کی حدیث سے ثابت ہوا بلا ریب وشک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تابعی ہیں۔ اکابرین علماء کرام کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں اور آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے۔

صاحب تقریب نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ 80ھ میں پیدا ہوئے اور آپ کی عمر ستر 70 سال ہے۔ اس زمانہ میں یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

1- حضرت انس بن مالک متوفی 92 یا 93ھ۔ 2- سعد بن سہل بن حنیف انصاری ابوامامہ متوفی 100ھ۔ 3- سائب بن یزید کندی متوفی 91ھ۔ 4- بسر بن ارطاہ متوفی 86ھ۔ 5- سہل بن سعد ساعدی متوفی 88ھ۔ 6- صدی بن عجلان ابوامامہ باھلی متوفی 86ھ۔ 7- طارق بن شہاب متوفی 82 یا 83ھ۔ 8- عبداللہ بن ابی اوفیٰ متوفی 87ھ۔ 9- عبداللہ بن بسر متوفی 88ھ اور بعض کے نزدیک سن 96 ہجری۔ 10- عبداللہ بن ثعلب متوفی 87 یا 89ھ۔ 11- عبداللہ بن حارث بن نوفل متوفی 99ھ۔ 12- عبداللہ بن حارث بن جزء ابوالحارث متوفی 85 یا 86 یا 87ھ۔ 13- عتبہ بن عبد السلمی متوفی 87 ہجری۔ 14- عامر بن واثلہ ابوالطفیل متوفی 110ھ۔ 15- عمر بن ابی سلم متوفی 83 ہجری۔ 16- عمرو بن حریث قریشی متوفی 85ھ۔ 17- قبیعہ بن ذویب متوفی 80ھ مالک بن حویرث متوفی 94ھ۔ 19- محمود بن لبید متوفی 96ھ۔ 20- مقداد بن معدیکرب متوفی 92ھ۔ 21- مالک بن اوس متوفی 92ھ۔ 22- واثلہ بن اسقع متوفی 87ھ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

چنانچہ نقول بالا سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ ولادت میں اطراف واکناف میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت موجود تھی تو ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے باعتبار زمانہ بیس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کے ساتھ مشترک ہو گیا۔ تو ظاہر ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اشتراک

Marfat.com

زمانہ کی وجہ سے بے انتہا تبرکات امام صاحب رضی اللہ عنہ کو پہنچے لہٰذا امام صاحب رضی اللہ عنہ اس فضیلت کے اعتبار سے دوسروں سے ممتاز ہیں کیونکہ وہ اس میں آپ کے شریک نہیں۔ علامہ المویدمحمد بن محمود خوارزمی فرماتے ہیں:

فثبت بعذا انه ولد فی زمن اصحاب رسول الله علیه وسلم وهو من اهل القرن الذی شهدلهم رسول الله صلی الله علیه وسلم باالخیریة وصفهم با العداله الخ۔ جامع المسانید ص 22.

اس سے ثابت ہوا امام الائمہ، سراج الامہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں پیدا ہوئے۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ اُن زمانہ والوں میں سے ہیں جن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیریت کی گواہی دی ہے اور عدالت کے ساتھ اُن کا وصف بیان فرمایا ہے چنانچہ اصحاب حدیث کا اس میں اختلاف ہے کہ آپ قرن ثانی سے ہیں یا نہیں لیکن انہوں کا اس پر اتفاق ہے کہ امام قرن ثالث سے ہیں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی ہے۔ اور اُن کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ولادت قرن اوّل میں ہوئی اور پرورش قرن ثانی میں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اجتہاد اور فتویٰ آخر قرن ثانی اور اوائل قرن ثالث میں ہے۔

غدا مذهب النعمان خیر المذاهب، کذ القمر الوضاح خیر الکواکب
تفقه فی خیر القرون مع التقی، فمذهبه لا شك خیر المذاهب

یہ شعر علامہ صدر الائمہ ابوالمویدموفق بن احمد مکی خوارزمی کا ہے۔

قسم سوم

امام اعظم رضی اللہ عنہ مناقب وفضائل میں سے ایک نوع یہ ہے کہ آپ نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اس میں بھی آپ کے بعد کوئی اور شریک نہیں۔ اس کے متعلق اس سے قبل جامع المسانید کے حوالہ سے کچھ عرض کیا جا چکا ہے۔ اب مزید علماء کرام کی تصریحات پیش خدمت ہیں۔

رأس المحققین، رئیس المدققین علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری طبقات حنفیہ میں فرماتے ہیں:

قد ثبت رؤیته لبعض الصحابة واختلف فی روایته عنهم والمعتمد ثبوتها کما بینة فی سند الا نام شرح مسند الا مام الخ۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کا بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھنا ثابت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آپ کے روایت کرنے میں اختلاف ہے اور معتمد یہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرنا ثابت ہے جیسا کہ میں نے مسند امام کی شرح سند الامام میں بیان کیا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اسناد ثابت ہے چنانچہ آپ تابعین میں سے ہیں۔ جیسا کہ اعیان علماء کرام نے اس کی تصریح فرمائی اور امام صاحب رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل کے اس فرمان "والذین اتبعوهم باحسان" کے تحت داخل ہیں اور نبی کرام صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم" کے عموم میں

Marfat.com

داخل اور شامل ہیں۔

رد المحتار میں علامہ ابن العابدین شامی فرماتے ہیں:

وصح ان ابا حنيفة رضى الله عنه سمع الحديث من سبعة من الصحابه كما بسط فى اواخر منية المفتى۔ (رد المحتار جلد اول ص 47۔)

صحیح یہی ہے کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا ہے جیسا کہ منیۃ المفتی کے اواخر میں اس کو بسط سے بیان کیا گیا ہے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں۔

قال بعض الفضلاء وقد اطال العلامة طاش كبرى فى سرد النقول الصحيحة فى سماعه منه والمثبت مقدم علَى النافى۔ رد المحتار ج اول ص 48.

بعض فضلاء نے فرمایا کہ علامہ طاش کبریٰ بہت ساری روایات صحیح امام صاحب رضی اللہ عنہ کے سماع میں نقل فرمائی ہیں۔ اور مثبت نافی پر مقدم ہوتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سماع ثابت ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بلاواسطہ روایت کی ہے۔

حافظ ابن کثیر دمشقی "البدایہ والنہایہ" میں فرماتے ہیں:

لانه ادرك عصر الصحابة ورائى انس بن مالك قيل وغيره۔ وذكر بعضهم انه روى عن سبعة من الصحابة والله اعلم۔ البدايه والنهايه ج 10ص107.

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے عصر صحابہ پایا ہے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے بعض نے کہا: حضرت انس کے علاوہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی دیکھا ہے اور بعض نے ذکر کیا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔

صاحب درمختار علامہ حصکفی فرماتے ہیں:

وقدذكر العلا هة شمس الدين محمد ابو النصر بن عرب شاه الانصارى الحنفى فى منظومة الالفية المسماة بجد ا هو العقائد ودرر القلائد ثمانية من الصحابة عن روى عنهم الامام الاعظم ابو حنيفة رضى الله عنهم۔ رد المحتار ج اول ص 48.

علامہ شمس الدین محمد ابوالنصر بن عرب شاہ انصاری حنفی نے اپنے الفیہ منظومہ جس کا نام جواہر العقائد ودرر القلائد ہے میں ذکر کیا ہے اور آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے بلاواسطہ روایت کی ہے۔

Marfat.com

غایۃ الاوطار میں ہے۔ ازراہ روایت ودریت حق حنفیہ کی جانب ہے کیونکہ حنفیہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات ودرایت کے مثبت ہیں اور ایک جماعت اس کی نافی ہے حالانکہ یہ قاعدہ جملہ اہل اسلام میں مسلم ہے کہ قول مثبت نافی پر مقدم ہے۔

غایۃ الاوطار کی تصریح سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ملاقات وسماع از صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت ومتحقق ہے جیسا کہ ائمہ شافعیہ بھی اس طرف گئے ہیں پس امام صاحب رضی اللہ عنہ کا تابعی ہونا باعتبار زمانہ بالاتفاق ثابت ہے اور عند التحقیق باعتبار ملاقات وروایت بھی ثابت ہے۔ جب اقول محققین سے ثابت ہو گیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا سماع حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بلا واسطہ ثابت ہے تو اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایات کی اسناد پیش خدمت ہیں۔ جن روایات کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بلا واسطہ روایت کیا۔ لیکن بعض فضلاء جیسے حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ نے اپنے اقوال میں فرمایا۔

"لا یخلوا اسناد روایات الامام ابوحنیفة عن ضعف"

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایات کی اسناد ضعف سے خالی نہیں۔ اس بناء پر اس کا رفع نقل اقوال محققین سے لازمی اور ضروری ہے۔

خاتم الحفاظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیقات وافیہ سے اس ضعف کو درمیان سے اٹھایا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت مرویہ کو تقریر وتحقیق کے ساتھ اپنی کتاب تبییض الصحیفہ میں نقل فرمایا۔

اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ ابولنصر عبد الکریم بن عبد الصمد طبری شافعی نے اپنے رسالہ میں روایات امام اعظم از صحابہ تحریر فرمایا۔ وہ لکھتے ہیں۔

قال الامام ابوحنیفة لقیت من اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم وهم انس بن مالك وعبد اللہ بن انیس الخ.

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہے اور وہ یہ ہیں حضرت انس بن مالک۔ عبد اللہ بن انیس، عبد اللہ بن جزء زبیدی، جابر بن عبد اللہ، معقل بن یسار، واثلہ بن اسقع اور عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہم پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس سے تین احادیث عبد اللہ بن جزء زبیدی سے ایک حدیث واثلہ بن اسقع سے دو حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث عبد اللہ بن انیس سے ایک حدیث اور عائشہ بنت عجرد سے ایک حدیث روایت کی۔ اُن جملہ احادیث کی اسناد کو امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں باہمی الفاظ نقل فرمایا ہے۔

قال ابومعشر فی جزبه انا ابوعبد اللہ الحسین بن محمد ابن منصور الفقیه الواعظ ثنی ابوابراهیم احمد بن حسین القاضی انبانا ابوبکر محمد بن حمد ان الحنفی ثنی ابوسعید الاسماعیل بن علی السمان ثنی ابوالحسین احمد بن محمد بن محمد الراد ثنی ابوسعد الحسین

Marfat.com

بن محمد بن المبارك ثنی ابو العباس احمد بن محمد بن الصلت بن المفلس الحمانی ثنی بشر بن الولید القاضی عذ ابو یوسف عن ابی حنیفة سمعت انس بن مالك رضی اللّٰه عنه یقول سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول"۔ طلب العلم فریضة علٰی کل مسلم"

وبه عن انس سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول۔ الدال علی الخیر کفاعله۔ وبه عن انس سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول۔ ان الله یحب اغاثة اللهاف۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اس سند مذکور کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا خیر پر دلالت کرنے والا نیکی کرنے والے کی مثل ہے اس سند مذکور کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا مظلوم و عمکین کی فریادرسی کو اللہ تعالیٰ درست رکھتا ہے۔

چنانچہ احادیث مذکورہ کی تحقیق میں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اقول احمد بن مفلس مجروح والحدیث الاول متنه مشهوره وقد قال الشیخ محی الدین النووی فی فتادا ہ هو حدیث ضعیف ران کان المعنی صحیحا وقال الحافظ حمال الدین المزی روی من طرق تبلغ رتبة الحسن. قلت وعندی انها تبلغ رتبة الصحیح لا فی وقفت له علی نحو خمسین طریقاً قد جمعتها فی جزء۔

میں کہتا ہوں احمد بن مفلس مجروح ہے۔ اور پہلی حدیث اس کا متن مشہور ہے شیخ محی الدین نووی نے اپنے فتاویٰ میں کہا یہ حدیث ضعیف ہے۔ اگرچہ اس کا معنی صحیح ہے حافظ جمال الدین مزی نے کہا: یہ حدیث کئی طرق سے مروی ہے اور رتبہ حسن تک پہنچی ہے۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں میرے نزدیک یہ حدیث رتبہ صحیح کو پہنچی ہے اس لیے کہ میں تقریباً پچاس طریق پر واقف ہوا ہوں اور میں نے وہ جملہ طریق ایک جز میں جمع کیے ہیں۔[1]

لہٰذا روایت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بعض کا اس کی کمی وبیشی میں جو کلام وارد ہوا ہے اس کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تدقیق حقیق اور تحقیق علی مایلیق نے خود رفع کر دیا۔

قال ابومعشر انا ابوعبد الله ثنی ابوابراهیم ثنی ابوبکر ن الحنفی ثنی ابوسعید الحسینی بن

---

[1] اور دوسری حدیث اس کا متن صحیح ہے اور یہ حدیث صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے اور اس کا اصل حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: "من دل علی خیر فله مثل اجر فاعله"

اور تیسری حدیث اس کا متن صحیح ہے یہ حدیث بھی ایک جماعت صحابہ سے مروی ہے اور اس حدیث کو ضیاء مقدسی نے "مختارہ" میں صحیح کہا ہے اور یہ حدیث حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

Marfat.com

احمدثنی علی بن احمد الحسینی البصری ثنی احمد بن عبد الله بن حرام ثنی المظفر بن سهل بن موسٰی بن عیسَی بن المنذر الحمصی ثنی ابی ثنی اسماعیل بن عیاض عن ابی حنیفةعن واثلة بن الاسقع ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال دع مایریبك الٰی مالا یریبك.

وبه عن واثلة عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه قال لا تظهر الشامة با خیك فیعافیه الله ویبتلیك.

ابو معشر نے اپنی سند کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو چیز تجھے شک میں ڈالتی ہے اسے چھوڑ دو اس چیز کی طرف جو تجھے شک میں نہیں ڈالتی اس سند کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے واثلہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا: اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر پس اللہ تعالیٰ اس سے معاف فرمادے اور تجھے اس میں مبتلا کردے۔

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ احادیث مذکورہ کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

اقول الحدیث الاول متنه صحیح ورد من روایة جمع ن الصحابة وقد صححه الترمذی ابن حبان والحاکم والضیاء من حدیث الحسن بد علی بن ابوطالب رضی اللّٰه عنهما.

. الحدیث الثانی اخرجه الترمذی من وجه آخر عن واثله وحسنه وله شاهد من حدیث ابن عباس.

حدیث اول اس کا متن صحیح ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے اور یہ حدیث حسن بن علی بن ابوطالب سے مروی ہے اس حدیث کو ترمذی، ابن صال، حاکم اور ضیاء نے صحیح کہا ہے۔

دوسری حدیث اس کو ترمذی نے دوسری وجہ سے واثلہ سے تخریج کیا ہے اور اس کو حسن کہا ہے اور اس حدیث کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شاھد ہے۔

ثم قال ابومعشر انا عبد الله ثنی ابوابراهیم ثنی ابوبکرن الحنفی ثنی ابوسعید ن السمان ثنی ابوعلی ن الحسین بن علی بن محمد بن اسحاق الیمنی ثنی ابوحسین علی بن مامونة الاسواری ثنی ابوداؤد وطیالسی عن ابی حنیفه قال ولدت سنة ثما نین وقدم عبد الله بن انیس بمکة سنة اربع وتسعین ورایته وسمعت منه وانا ابن اربعة عشر سنه سمعة یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم حبك ایشی یعمی ویصم.

ابوداؤد وطیاسی حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے کہا: میں 80ھ میں پیدا ہوا حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ 94ھ

Marfat.com

کوفہ تشریف لائے میں نے اُن کو دیکھا اور اُن سے سنا ہے اس وقت میری عمر چودہ سال تھی۔ میں نے اُن کو کہتے ہوئے سنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی چیز سے تیری محبت تجھے اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی تحقیق میں جو حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے اپنی سنن میں حدیث ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہاں مشکل مقام یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن انیس جھنی رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں۔

اُن کا 54ھ میں انتقال ہوا اور یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے قبل ایک عرصہ وفات پا چکے تھے لہٰذا اُن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بلاواسطہ روایت ناممکن ہے علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس کا جواب یوں ارشاد فرماتے ہیں:

ان الصحابة المسلمين عبد الله ابن انيس خمسة لعل الذى روى عنه الامام ابوحنيفة واحد آخر منهم غير الجهنى المشهور۔

مسلمین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے عبد اللہ بن انیس نام پانچ شخص ہوئے ہیں۔ شاید کہ جس عبد اللہ بن انیس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے عبد اللہ بن انیس جہنی مشہور صحابی کے علاوہ اُن میں کوئی ایک ہو چنانچہ کوئی اشکال نہیں۔

اس طرح علامہ ابن العابدین شامی نے جواب تحریر فرمایا ہے اور اس میں کچھ اضافہ کیا ہے۔

اجيب بان هذالاسم لخمسة من الصحابة لعل المراد غير الجهنى ررد بان غيره لم يدخل الكوفه۔ (ردالمحتار ج اول ص 48)

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ نام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں پانچ صحابہ کے تھے شاید کہ یہاں غیر جھنی مراد ہو۔ اور اس احتمال کو رد کیا گیا ہے کہ کوفہ سوائے عبد اللہ بن انیس جھنی رضی اللہ عنہ کے کوئی اور اس نام کا صحابی داخل نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔

قال ابومعشر انا عبد الله ثنى ابوابراهيم انا ابوبكر ن الحنفى ثنى ابوسعيد ابن الشمان ثنى ابوعلى بن الحسن بن علىٰ الدمشقى ثنى ابوالحسن على بن غياث ن القاضى البغدادى ثنى محمد بن موسىٰ ثنى ابن عباس الجلودى عن الشمان يحيىٰ بن القاسم عن ابى حنيفه سمعت عبد الله بن ابى اوفىٰ رضى اللّٰه عنه يقول سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول من بنى للّٰه مسجدًا كمفحص قطاة بنى اللّٰه له بيت فى الجنة۔

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کی خاطر آشیانہ سنگ خوار کی مثل مسجد بنائے اللہ عزوجل جنت میں اس کا گھر بناتا ہے۔ (مفحص اس گڑھا کو کہتے ہیں جو ''سنگ خوار ایک پرندہ جو مقدار میں چڑیا کے برابر ہے'' انڈے دینے کے لیے بنایا ہو)

حافظ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ اس حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

Marfat.com

"اقول هذ الحديث صحيح بل متواتر"

میں کہتا ہوں یہ حدیث صحیح ہے بلکہ بمرتبہ متواتر پہنچی ہوئی ہے۔

وبه الیٰ ابوسعید الشمان ثنی ابومحمد عبد الله بن کثیر الرازیٰ ثنی عبدالرحمٰن بن ابی حاتم الرازی ثنی عیاش بن محمد الدوری ثنی یحی بن معین عن ابوحنیفة انه سمع عن عائشة بنت عجرةرضی الله عنها تقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اکثر جند الله فی الارض الجراد لا آکله ولا احرمه.

یحییٰ بن معین نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ کہتی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین میں اللہ عزوجل کا سب سے زیادہ لشکر ملخ (ٹڈی) کا ہے نہ میں اس کو کھاتا ہوں اور زمین میں اس کو حرام کرتا ہوں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

اقول هذالحدیث متنه صحیح اخرجه ابوداؤد من حدیث سلمان وصححه الضیاء فی المختاره.

میں کہتا ہوں اس حدیث کا متن صحیح ہے ابوداؤد نے حدیث سلمان سے اس کی تخریج کی ہے اور ضیاء نے مختارہ میں اس کو صحیح کہا ہے۔

قال ابن النجار انا القاضی ابوالحسین عبد الرحمن احمد عن ابی عبد الله البلخی ثنی ابوالفضل بن حرون قال قرات علی القاضی ابی سعید عبد المالك بن عبد الرحمن بن محمد الراجی ثنی ابی ثنی محمد بن عبد الله انا ابوعلی ن الحسن بن علی الد مشقی ثنی الحسن بن عبا س ن القاضی البغدادی ثنی محمد بن موسیٰ ثنی الجلودی محمد بن عباس عن الیمامی یحییٰ بن القاسم عن ابی حنیفه عن جابر بن عبد الله قال جاء رجل من الانصار الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یارسول الله صلی الله علیه وسلم ما رزقت ولد اقط قال فاین انت عن کثرة الاستغفار والصدقه. یرزق الله بها الولد قال فکان الرجل یکثر الصدقه ویکثر الاستغفار فولدله سبعة من الذکور.

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک انصاری حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کبھی بھی کوئی فرزند نصیب نہیں ہوا آپ نے فرمایا: تو صدقہ اور استغفار میں کثرت کیوں نہیں کرتا۔ اس کے باعث اللہ تعالیٰ تجھے اولاد عنایت فرمائے گا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: اس کے بعد وہ شخص صدقہ اور استغفار بکثرت کرتا تھا تو اس کے ہاں سات بیٹے پیدا ہوئے۔

Marfat.com

یہاں ابو معشر اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ختم ہوا۔

مقام غور اور جائے انصاف ہے کہ محققین نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مرویات از صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صحیح اور درست قرار دیا اور تحقیق حقیق منصفانہ محدثانہ ہر حدیث مبارکہ کے ماتحت باحسن وجوہ نقل فرمائی۔ اور اس میں کوئی خدشہ باقی نہیں رہنے دیا اور فرقہ ظاہریہ ابن جوزی کے قول کی بناء پر بلافہم ودریافت صرف اندورنی حسد وبغض کی وجہ سے اُن احادیث کو موضوع قرار دیتے ہیں۔ اُن میں کوئی خوف خدا نہیں اور نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ شرم وحیا، محض قساوت قلبی اور عداوت جبلی کی وجہ سے تحقیقات اہل علم کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ حالانکہ علمائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے اکثر ابن جوزی "تجاوز الله عنا وعنه" کے قول کا اعتبار نہیں کرتے کیونکہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق ابن جوزی کا تعصب حد اعتدال سے تجاوز کر چکا ہے۔ تا انکہ وہ بعض احادیث صحیح بخاری کو بھی تسلیم نہیں کرتا۔ اور بعض علماء کرام نے ان احادیث کو ضعیف کہا ہے مگر اُن احادیث کی تحقیق یہی ہے جیسا کہ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر حدیث کے ماتحت بیان کیا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُن میں اکثر احادیث صحیح ہیں۔ چونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت مطابق ثقہ ہے تو باالاتفاق وہ قبول ہوں گی۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی جملہ روایات میں اس طرح کا کوئی روی نہیں ہے کہ روایت احادیث موضوعہ دکھائی دیتی ہوں۔ پس ان سے انکار محض تعصب وحسد ہے اس سے قبل علامہ ملا علی قاری وغیرہ کے اقوال سے معلوم ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ثبوت روایت قوی تر ہے۔ چنانچہ اگر بعض اُن کی صحت سے انکار کرتے ہیں تو اکثرین اُن کی ثبوت روایت کا اقرار کرتے ہیں لہٰذا ثبوت کو ہر طریقہ سے انکار پر ترجیح ہوگی۔ اگر باوجود حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات کو ضعیف سمجھا جائے پھر بھی صحت سماعت اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تابعیت میں کوئی قدح لازم نہیں آئے گا اور یہ جملہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے قاعدہ مسلم کے مطابق ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ضعیف حدیث فضائل وثواب اور عقاب کے باب میں جملہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک مقبول ہے نہ کہ احکام حل وحرمت اور صفات باری تعالیٰ میں موضوع حدیث قابل عمل نہیں۔ مجمع البحار کے خاتمہ میں جرح وتعدیل کی فصل میں اس طرح مرقوم ہے۔

چنانچہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جملہ مرویات وہ ہین جن کا تعلق احکام حل وحرمت سے نہیں اور نہ ہی صفات باری تعالیٰ سے اُن کا کوئی تعلق ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات صرف فضائل پر مبنی ہیں۔ تو عندالکل یہ مقبول ہوں گی جب تک کہ یہ موضوع نہ ہوں۔ اور علمائے کرام کی تحقیقات انیفہ سے کالشمس الاظہر ثابت ومتحقق ہوا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مرویات صحیح ہیں کیونکہ وہ مطابق ثقہ ہیں۔

حضرت علامہ مولانا عبدالجلیل پشاوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب "سیف المعلدین" میں ارقام فرماتے ہیں:

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب کا حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں یہ قول کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت کو پایا ہے اور رؤیت وروایت دونوں اُن سے حاصل کیے۔ یہ قول اقوال غیر سے بلا ریب وریا صحیح، احق اور

Marfat.com

درست ہے۔

کیونکہ بسبب عدم اختلاط امام صاحب، وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے احوال سے اچھی طرح واقف نہ ہو سکے جیسا کہ کسی نے خوب کہا۔

؎ انما ذوالدار والاسفار ادری بما فیها من الاغیار

صاحب دار وکتب صرف وہی اغیار سے بہتر جانتا ہے کہ اس گھر میں کیا ہے۔ اس لیے صاحب ردالمحتار نے لکھا ہے۔

(قوله قدرائ انس رضی اللّٰه عنه) کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:

قال ابن حجر قد صح کما قال الذهبی انه راه وهو صغیر وفی روایة قال رایةْ مراراًء کان یخضب باالحمرة وجاء من طرق انه روی عنه احادیث ثلاثه لکن قال ائمة المحدثین مدارها علی من اتهمه الائمه بوضع الحدیث۔ رد المحتار جا اول ص 48.

حافظ ابن حجر نے فرمایا: بالتحقیق یہ روٴیت صحیح ہے۔ جیسا کہ امام ذہبی نے کہا: امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے حالانکہ وہ ابھی کم سن تھے۔ ایک روایت میں ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کئی بار دیکھا ہے اور وہ سرخ خضاب استعمال کرتے تھے۔ اور کئی طرق سے مروی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اُن سے تین احادیث روایت کی ہیں۔ لیکن ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اُن تینوں احادیث کا مدار اُن پر ہے جن کو ائمہ حدیث نے وضع حدیث کے ساتھ متہم کیا ہے۔ اور صاحب ردالمحتار نے آئندہ عبارت میں اُن کے قول کے رد میں محققانہ جواب دیا ہے وہ یہ ہے۔

قال بعض الفضلاء وقد اطال العلامة طاش کبریٰ فی سرد النقول الصحیحة فی اثبات سماعه منه والمثبت مقدم علی النافی۔

بعض فضلاء نے کہا: بالتحقیق علامہ طاس کبریٰ نے بکثرت نقول صحیحہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اثبات سماع میں جمع ہیں۔ اور مثبت نافی پر مقدم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بموجب تشریح بعض فضلاء مرحومین میں اس اجمال کی توضیح یہ ہے کہ کسی چیز کے متعلق اخبار محققین اہل اصول کے نزدیک حکم شہادیت میں ہے۔ پس جب کہ نفی پر شہادت غیر معتبر ہے اور بالخصوص شہادت علی الاثبات کے مقابلہ میں کالعدم۔ اس طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات اور عدم روایت کے اخبار کی نفی اخبار اثبات واثبات روایت کے مقابلہ میں ساقط اور لغو ہے جیسا کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہے اور امام کرخی کا مختار قول بھی یہ ہے۔ مسلم الثبوت میں ہے۔

الثبوت الاثبات مقدم علی النفی کما فی الشهادة عند الکرخی واشافعیة

اور کتب اصول حدیث میں بھی اسی طرح ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر نخبۃ الفکر اور اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

المثبت مقدم علیٰ النافی یعنی ان الضریح ثقة عدل وھو یقتضی صدقه وعدم علم الاصل لاینفیه وھو مثبت جازم فا المثبت الجازم مقدم علیٰ النافی الشاك کما تقدم.

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نافی نفی اصل کا مذکور ہے اور مثبت امر جدید کا موسس۔ اور قاسیس تاکید سے اولیٰ ہے جیسا کہ تلویح میں ہے۔

"ان المثبت موسس والنافی موکد والتاسیس خیر من التاکید"

لہٰذا علمائے محققین کی تحقیق اور تفصیل اقوال سے بخوبی واقف ہونے کے بعد آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ منکرین تابعین امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ابن حجر کے قول کے ساتھ استشہاد غیر معتبر ہے۔ حافظ عسقلانی نے تقریب میں لکھا ہے کہ امام مشہور فقیہ ہیں اور طبقہ سادسہ سے ہیں۔

چنانچہ تقریب کی اس عبارت میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو طبقہ سادسہ میں لکھا گیا ہے اور اس طبقہ کے وہ لوگ ہیں جن کو کسی صحابی سے ملاقات حاصل نہیں۔ اور منکرین کا یہ استدلال بچند وجوہ نا قابل عمل ہے اور بیکار ہے۔

وجہ اول یہ کہ ابن حجر کا تقریب میں یہ قول بعض ارباب تاریخ کے قول پر مبنی ہے جو کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے نافی ہیں۔ اور یہ مدعا منکرین کے حق میں مفید نہیں کیونکہ امام یافعی وغیرہ مورخین کی نقل عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اس کی عبارت یہ ہے۔

راٰہ انس بن مالك وروی عن عطاء بن ابی رباح کان قد ادرك اربعة من الصحابة. الخ.

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے اور عطاء بن ابی رباح سے روایت کی گئی ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے وہ یہ ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ کوفہ میں، سہل بن سعد ساعدی مدینہ منورہ میں اور ابوالطفیل عامر بن واثلہ مکہ مکرمہ میں۔ بعض ارباب تاریخ نے کہا: امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کسی صحابی کو نہیں دیکھا اور نہ ہی اس سے روایت کی ہے۔ انتھی کلامہ۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "مراۃ الجنان" میں سب سے پہلے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رویت کے متعلق محقق وصحیح بالتفصیل بیان کیا۔ اور آخر میں مرجوح قول کو نقل کیا۔

وجہ دوم یہ ہے کہ خود حافظ ابن حجر نے اصح قول پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تابعیت کا اقرار کیا ہے جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تابعیت کے متعلق حافظ ابن حجر سے فتویٰ پوچھا گیا۔ اس کی تفصیل اس سے قبل مذکور ہے۔ چنانچہ منکرین کا اُن کے قول سے استدلال ناتمام وغیر مفید ہے۔ کیونکہ اس کلام کا مبنی بعض ارباب تاریخ پر ہے یہ کہ قول اصح پر۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "ابراز الغی فی شفا العی" میں اس کی تفصیل اس طرح بیان کی ہے کہ یہ مقرر وثابت ہے کہ ہر وہ عالم جس سے باہم دو مختلف کلام صادر ہوں تو اُن دونوں کلاموں میں سے قبول کا زیادہ حق اس کلام کو ہے جو اس میں دیگر اُجلہ علماء موافق ہو

Marfat.com

اور ادلہ کی دلالت اس پر ہے۔ اور یہ قاعدہ مقتضی ہے کہ حافظ ابن حجر کے اس کلام کو ترجیح دی جائے جو انہوں نے فتویٰ میں لکھا نہ کہ اس کلام کو جو تقریب میں منقول ہے اس لیے کہ وہ ایک اجلہ علماء کی کلام کے موافق ہے۔

درجہ سوم یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے خود اپنی کتاب تہذیب التہذیب ج 10 ص 449۔ میں لکھا ہے ''رائی انساً'' امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ اور تقریب دراصل تہذیب التہذیب کی اصل و ماخذ ہے۔ چنانچہ بعد از تحقیق مرقومہ جو تہذیب التہذیب میں لکھی گئی ہے اس سے قول تقریب کا کوئی اعتبار نہیں سوائے اس کے کہ صرف مؤرخین کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رؤیت بعض صحابہ کے اختلاف کے اظہار کے لیے تقریب میں یہ لکھا ہے۔ اگر چہ عند التحقیق اس اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں اور بعض مؤرخین کے علماء معتمدین مورخین و ناقین کے محققین کے نزدیک انکار کا کوئی اعتماد اور اس کی طرف التفات نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ اجلہ علمائے کرام کی ایک جماعت کے قول کے مخالف ہے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ کبھی کبھی اہل حدیث (یعنی محدثین) کسی شخص کو دو مختلف اعتبار کی وجہ سے دو طبقہ میں شمار کرتے ہیں۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے۔

و الطبقة فی اصطلاحهم عبارة عن جماعة اشترکوا فی السن ولقاء المشائخ وقد یکون الشخص الواحد من طبقین با عتبارین کانس بن مالك رضی اللّٰه عنه فانهٗ من حیث صحبتهٖ للنبی صلی اللّٰه علیه وسلم یعد فی طبقة العشرة مثلا ومن حیث صغر السن یعد فی طبقة من بعدهم۔

ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی صطلاح میں طبقہ اس جماعت سے عبارت ہے جو عمر اور مشائخ کی ملاقات میں مشترک ہیں۔ اور کبھی ایک شخص دو اعتبار کے باعث دو طبقوں میں شمار ہوتا ہے۔ جیسے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے ثبوت کی وجہ سے طبقہ دسواں میں شمار کیے گئے ہیں۔ مثلاً

کم عمری کی بناء پر اُن کے بعد کے طبقہ سے شمار کیے گئے ہیں۔ ممکن ہے حافظ ابن حجر نے اس قاعدہ کے مطابق تقریب میں اس اُعتبار سے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ملاقات کے وقت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عمر کم تھی اُن کو طبقہ سادسہ میں تحریر کیا۔ اور ملاقات کم عمری کو کالعدم قرار دیا اور باعتبار نفسی ملاقات کے حصول کے جو کہ فی انفس الامر متحقق و ثابت ہے جو حافظ ابن عسقلانی کے فتویٰ میں ہی امام صاحب رضی اللہ عنہ کو طبقہ خامسہ میں شمار کیا۔ بایں اعتبار حافظ عسقلانی کا تقریب میں قول اپنے فتویٰ اور تہذیب التہذیب کے قول کے مخالف نہیں۔ اس لیے کہا گیا ہے۔

"لو لا الاعتبار ات لبطلت الحکمه"

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اپنی کتاب ابجد العلوم میں لکھتا ہے۔

ابو حنیفہ نعمان بن ثابت امام حنفیہ اور مقتدائے اصحاب الرائ 80ھ میں پیدا ہوئے اس طرح واقدی اور سمعانی نے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے اور کہا گیا ہے وہ 61ھ میں پیدا ہوئے اور قول اول اکثر اور اثبت ہے۔ اس کے آگے لکھتا

Marfat.com

ہے۔

ولم یر أحدا من الصحابة با تفاق اهل الحديث وان كان عاصر بعضهم على رائ الحنفية وبالغ فى المدينة العلوم فى اثبات اللقاء والرواية عن بغهم وليس كما ينبغى الخ.

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو نہیں دیکھا اس پر اہل حدیث کا اتفاق ہے اگرچہ حنفیہ کی رائے کے مطابق اُن میں سے بعض کے ہم عصر تھے۔ اور مدینۃ العلوم میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اثبات ملاقات اور روایت میں مبالغہ کیا ہے۔ اور ایسا نہیں ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی اپنی کتاب ''ابراز الضی فی شفاء العی'' میں اس قول کے رو میں ارقام فرماتے ہیں:

اما رابعا فهو ان عبارته معذه قوهم ان الحنفية مقتصرون على اثبات المعاصرة وليس كذلك فان اكثرهم بل كلهم ذهبوا الى رؤية الصحابة وانما اختلفوا فى روايه عن الصحابة الخ.

رابعًا۔ وہ یہ ہے کہ اس کی یہ عبارت وہم میں مبتلا کرتی ہے کہ حنفیہ اثبات معاصرت پر ہی اقتصار کرتے ہیں اور اس طرح نہیں ہے۔ کیونکہ حنفیہ کے اکثر بلکہ سب امام رؤیت صحابہ کی طرف گئے ہیں۔ ان کا اختلاف صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت میں ہے۔ ان میں سے ایک جماعت نے اس کی نفی کی ہے جیسے محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم۔ اور ایک جماعت نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کو ثابت کیا ہے اور کہا یہی مذہب متین ہے بالیقین میری جلد کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور میرا دل وحشت زدہ ہو گیا جب میں نے ابجد کی عبارت کو دیکھا اور جس نے ابجد کی عبارت کو سمجھ لیا وہ یہی فیصلہ کرے گا کہ یہ عبارت حد سے تجاوز ہے۔

یہ کتنی بڑی جسارت ہے کہ بیک جنبش قلم کتنے جلیل القدر علماء اکرام کی تحقیقات وتدقیقات کا خون کر دیا ہے۔ یہ صرف اپنی خواہش نفسانی کی تکمیل اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسد ودشمنی کا نتیجہ ہے۔ وگرنہ جملہ محققین از مورخین وناقلین کے نزدیک امام کا دیکھنا ثابت ومتحقق ہے۔ اس میں انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔

اس گمراہ فرقہ کی تصانیف میں اس قسم کے مغالطات بیشمار ہیں۔ جن کا جمع کرنا صرف وقت ضائع کرنے کے سوا اور کچھ نہیں اللہ عزوجل بوسیلہ سرور الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو ہدایت عطا فرمائے۔ قصر گمراہی سے نکال کر راہ صواب نصیب فرمائے۔ آمین

وهو يهدى من يشاء وهو على كل شىء قدير.

قسم چہارم

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے وہ مناقب وفضائل جن میں وہ منفرد ہیں اور اُن کے بعد کوئی اُن میں شریک نہیں۔ وہ یہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے زمانہ تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین میں اجتہاد کیا اور فتویٰ دیا۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ثقافت علمی اور فراست باطنی کے متعلق چند روایتیں جو کبار ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے نقل فرمائیں پیش خدمت ہیں۔

Marfat.com

علامہ ابوالمویدخوارزمی لکھتے ہیں:

حدثنا الحسن بن معروف حدثنا ابوبکر حدثنا یحییٰ بن معین قال سمعت علی بن مسعر یقول۔ خرج الاعمش الی الحج فشیعه اهل کوفة وانا فیهم۔ الخ۔ (جامع المسانید جلد اوّل ص 26.)

یحییٰ بن معین نے کہا: میں نے علی بن مسعر کو کہتے ہوئے سنا کہ سلیمان الاعمش حج کرنے کے ارادہ سے نکلے۔ تو اہل کوفہ بھی اُن کے پیچھے حج کرنے کے ارادہ سے نکلے۔ علی بن مسعر نے کہا: میں بھی اُن لوگوں میں شامل تھا۔ جب سلیمان الاعمش مقام قادسیہ پہنچے تو لوگوں نے اُن کو مغموم پایا۔ اور لوگوں نے اُن سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اعمش نے کہا: علی بن مسعر بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا جی ہاں۔ سلیمان الاعمش نے کہا: اس کو میرے پاس بلاؤ۔ تو لوگوں نے مجھے بلایا اور سلیمان الاعمش حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ میرا بیٹھنا جانتے تھے۔ سلیمان الاعمش نے مجھے کہا مصر واپس جاؤ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کرو کہ وہ میرے لیے مناسک حج لکھ دیں۔ علی بن مسعر کہتے ہیں میں واپس آیا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھے مسائل حج لکھوائے۔ پھر میں اُن کو لے کر سلیمان الاعمش کے پاس آیا۔

اور اس اسناد کے ساتھ۔

○ قال سمعت ابا معاویة الضریر یقول کانت اشیا خنا یفتون دیها بون فاذا وافق فتیا هم فتیا ابوحنیفة سرور بذلك قلت منهم قال منهم الاعمش۔ جامع المسانید ج اول ص 27.

محمد بن سلام نے کہا: میں نے ابومعاویہ ضریر کو کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے مشائخ فتویٰ دیتے اور ڈرتے تھے۔ اور جب اُن کا فتویٰ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فتویٰ کے موافق ہوتا تو وہ اس سے خوش ہوتے۔ محمد بن سلام نے کہا: میں نے ابومعاویہ سے کہا: وہ کون ہیں۔ ابومعاویہ نے کہا: اُن میں سے اعمش ہیں۔

○ حدثنا بشر بن ولید قال حدثنا ابویوسف قال لقینی الاعمش فقال صاحب هذا الذی یخالف عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ (الخ) حوالہ مذکورہ۔

بشر بن ولید نے کہا: ہم سے ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا انہوں نے کہا: مجھے سلیمان الاعمش ملے تو انہوں نے کہا: یہ صاحب (مراد امام صاحب) وہ ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی مخالفت کرتے ہیں۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے اعمش سے کہا: کس چیز میں امام صاحب رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مخالفت کرتے ہیں۔ اعمش نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لونڈی کو آزاد کرنا اس کی طلاق ہے۔ اور تمہارے صاحب (امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں لونڈی کی آزادی اس کی طلاق نہیں۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے اعمش سے کہا: آپ نے ہم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔ کہ آپ نے لونڈی کی آزادی کو طلاق قرار نہیں دیا۔ یہ سن کر امام اعمش نے فرمایا:

یہ حدیث کہاں ہے۔ امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے اعمش سے کہا کہ تم نے ہمیں ابراہیم سے انہوں نے اسود سے

Marfat.com

انہوں ام المومنین حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق سے یہ حدیث بیان کی۔ کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ خبر دی۔ تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعمش سے کہا: اگر لونڈی کی آزادی اس کی طلاق ہوتی تو تخییر کا کیا معنی ہوگا۔ کیونکہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن کو خریدا۔ اگر لونڈی کی بیع طلاق ہوتی تو نبی اکرم ﷺ اس کو اختیار نہ دیتے تو اعمش نے کہا: اے یعقوب! (یہ امام یوسف کی کنیت ہے) یہ مسئلہ اس حدیث میں ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جی ہاں۔ ابو محمد حارثی بخاری نے کہا: ایک دوسری روایت میں ہے کہ امام اعمش نے کہا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ کے مواضع دقیقہ اور علوم خفیہ کے مبہمات کی گہرائی تک جانے میں بہت اچھی معرفت رکھتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ظلمت میں اپنے قلب کے وسیع چراغ کی روشنی کے باعث اُن اُماکن کو دیکھ لیا۔ کہ اُن مقامات میں فقہ کے دقیق مسائل اور علوم خفیہ کے مبہمات موجود ہیں۔

○ حدثنا محمد بن احمد بن حفص عن بشر بن یحییٰ عن جریر قال سمعت الاعمش جاء رجل فساله عن مسئلة فقال. الخ. جامع المسانید ج اول ص 27.

محمد بن احمد بن حفص نے بشر بن یحییٰ سے انہوں نے جریر سے بیان کیا۔ جریر نے کہا: میں نے اعمش سے سنا درانحالیکہ اُن کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے اعمش سے کسی مسئلہ کے متعلق دریافت کیا تو اعمش نے اس شخص سے کہا: اس حلقہ والوں کے پاس جاؤ۔ کیونکہ یہ لوگ وہ ہیں جب ان کو کوئی مسئلہ درپیش آتا ہے وہ مسلسل اس میں غور وغوض کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس مسئلہ کو حاصل کر لیتے ہیں۔ یعنی وہ حلقہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہے۔

○ حدثنا ابراهیم بن علی حدثنا الحسین بن عمرو العبقری حدثنا ابوبکر بن عیاش قال سمعت ابا حنیفه یقول صحبت الشعبی فی السفنیة (الخ) حوالہ مذکور۔

ابراہیم بن علی نے کہا: ہم سے حسین بن عمرو عبقری نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے ابوبکر بن عیاش نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں ایک کشتی میں امام شعبی کے ساتھ تھا۔ امام شعبی نے کہا: معصیت میں نہ نذر ہے اور نہ ہی اس میں کفارہ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے امام شعبی سے کہا: اللہ عزوجل فرماتا ہے:

"وانهم لیقرلون منکر امن القول دزورا"

بلاشبہ اللہ عزوجل نے اس میں کفارہ واجب فرمایا ہے۔ تو یہ سن کر امام شعبی نے کہا: کیا یہ تمہارا قیاس ہے۔

○ حدثنا یحییٰ بن آدم حدثنا جریر بن عبد الحمید عن ابوحنیفة قال قلت للشعبی ما تقول فی حرة تحت عبد کم طلاقها. الخ. حوالہ مذکور۔

یحییٰ بن آدم نے کہا: ہم سے جریر بن عبدالحمید نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

فرمایا: میں نے امام شعبی سے کہا: تم اس آزاد عورت کی طلاق کے متعلق کیا کہتے جو تمہارے غلام کی بیوی ہے۔ شعبی نے کہا: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کی طلاق اور عدت عورتوں کے برابر ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے استاد حماد بن ابی سلیمان کو اس کے متعلق خبر دی۔ تو انہوں نے فرمایا: مجھے ابراہیم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح خبر دی۔

یہ مسائل فقہ ہیں میرا مدعی اور مقصود مسائل کا بیان کرنا نہیں آپ اُن مسائل کے متعلق کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیں میرا مقصود صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ کے افتاء کے متعلق ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے زمانہ تابعین میں اجتہاد کیا اور فتویٰ دیا۔

○ عن ابی اسحاق بن محمد بن ابان النخعی حدثنا یحییٰ بن عبد الحمید الحمانی حدثنا شریك بن عبد الله قال کنا عند الاعمش فی مرضه الذی مات فیه فدخل علیه ابوحنیفه وابن ابی لیلیٰ وابن شبر مة فالتفت ابوحنیفه الیه وکان اکبر هم فقال۔ الخ۔

ابو اسحاق بن محمد بن ابان نخعی سے روایت ہے کہ ہم سے یحییٰ بن عبد الحمید حمانی نے بیان کیا انہوں نے کہا: شریک بن عبداللہ نخعی نے بیان کیا انہوں نے کہا: جس مرض میں امام اعمش نے وفات پائی اس بیماری کے وقت ہم اُن کے پاس تھے۔ شریک بن عبداللہ نخعی نے کہا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ اُن کے پاس گئے۔ تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ اُن سب سے بڑے تھے اور کہا: اے ابومحمد! تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ تم ایام آخرت کے اول یوم میں۔ اور ایام دنیا میں سے آخر دن میں۔ تم حضرت علی بن ابی طالب کے متعلق احادیث بیان کرتے تھے۔ اگر تم خاموش رہتے تو تمہارے لیے بہتر ہوتا۔ تو اس کے جواب میں امام اعمش نے کہا: ہم سے ابوالمتوکل ناجی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اللہ عزوجل مجھ سے اور حضرت علی بن ابی طالب سے فرمائے گا۔ جو تم دونوں سے محبت کرتا تھا اس کو جنت میں لے جاؤ۔ اور جو تم دونوں سے بغض رکھتا تھا اُن کو جہنم میں داخل کر دو۔ اللہ عزوجل کے فرمان ''القیافی جهنم کل کفار عنید'' کا یہی مطلب ہے۔ شریک بن عبداللہ نے کہا: یہ سن کر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اٹھو چلیں یہ اس سے کوئی اور اظہر حدیث نہ لے آئے۔ اُٹھو چلیں یہ کوئی اس سے احکم نہ لے آئے۔ شریک بن عبداللہ کا کہنا ہے خدا کی قسم! ابھی ہم دروازہ سے باہر نہیں نکلے تھے کہ امام اعمش کا انتقال ہو گیا۔ علامہ ابوالمویدخوارزمی فرماتے ہیں: جو ہم نے ذکر کیا اس سے ثابت ہو گیا کہ امام الائمہ، سراج الامہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ زمانہ تابعین میں معظم اور فتویٰ میں مقدم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کبار ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو جو خراج عقیدت پیش کیا ہے اتنا خراج عقیدت اور کسی امام کو پیش نہیں کیا۔ کیونکہ اُن کی نظروں میں امام صاحب رضی اللہ عنہ نہایت میں معظم گردانے جاتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہونے پر فخر کیا۔

○ اخبرنا عمر بن ابراهیم المقری قال ثنا مکرم قال ثنا احمد بن محمد قال ثنا الفضل بن

Marfat.com

غانم قال كان ابويوسف مريضا شد المرض فعياده ابوحنيفه مراراً فصار اليه آخرمرة فراه ثقيلا۔ (الخ)

(اخبار ابی حنیفہ للصیری متوفی 436ھ ص 15، الموفق ج اول ص 109، مناقب کردری فی ذیل الموفق ج اوّل ص 160)

فضل بن غانم نے کہا: ایک دفعہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سخت بیمار ہو گئے۔ اور حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کئی بار اُن کی عیادت کی اور جب آخری بار اُن کے پاس گئے تو اُن کو سخت بیمار دیکھا پھر فرمایا میرے بعد مسلمانوں کی تجھ سے بہت امیدیں تھیں۔ اگر تمہاری وجہ سے لوگوں کو مصیبت پہنچی (یعنی تمہارا انتقال ہو گیا) تو تمہارے ساتھ ہی علم کثیر ختم ہو جائے گا۔ ایک روایت اس طرح ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اُن کا انتقال ہو گیا تو زمیں پر اُن کا کوئی جانشین اُن جیسا نہ پایا جائے گا۔ پھر اللہ عزوجل نے امام یوسف کو صحت عطا فرمائی۔ تو انہوں نے اپنی مجلس درس علیحدہ قائم کر لی۔ اور لوگوں کی رغبت اُن کی طرف ہو گئیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ انہوں اپنی مجلس درس علیحدہ کر لی ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بلایا جس کی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں قدر و منزلت تھی۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجلس یعقوب (امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت) میں جاؤ اور اُن سے کہو۔ تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو کہ ایک شخص نے دھوبی کو دھونے کے لیے ایک درہم کے عوض کپڑا دیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد وہ دھوبی سے کپڑا لینے گیا۔ تو دھوبی نے کہا: میرے پاس تمہاری کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ اور دھوبی نے انکار کر دیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد وہ شخص دھوبی کے پاس گیا تو دھوبی نے دھلا ہوا کپڑا اس کو واپس کر دیا۔ کیا اس کے لیے اجرت جائز ہے۔ اگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کہیں اس کی اجرت ہے تو تم نے کہنا غلط ہے۔ اور اگر وہ کہیں اجرت واجب نہیں ہوئی تو کہہ دینا غلط ہے۔ وہ شخص امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور اُن سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کی اجرت واجب ہے۔ اس شخص نے کہا: غلط ہے۔ پھر تھوڑی دیر بعد کہا اس کی اجرت واجب نہیں، اس شخص نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: تم نے غلط کہا ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس وقت کھڑے ہوئے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا: تجھے تو دھوبی کا مسئلہ میرے پاس لایا ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: جی ہاں۔ حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کہا: سبحان اللہ جو شخص فتویٰ دینے کے لیے علیحدہ مجلس درس میں بیٹھا اور اس کا قد و یہ ہے اجارات سے ایک مسئلہ کا اچھا جواب بھی نہیں دے سکتا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: اے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ! مجھے یہ مسئلہ بتایئے۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر دھوبی نے کپڑا دھونے سے پہلے انکار کر دیا تھا تب تو وہ غاصب ہے اور غاصب کی اجرت واجب نہیں۔ اور اگر اس نے کپڑا دھونے کے بعد انکار کیا تھا تو اجرت واجب ہو گئی تھی۔ کیونکہ اس نے وہ کپڑا صاحب کپڑا کے لیے دھویا تھا۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو یہ گمان کرے کہ وہ سیکھنے سے مستغنی ہو گیا ہے چاہیے کہ وہ اپنے آپ پر روئے۔

○ اخبرنا عبد الله بن محمد الحلوانی قال ثنا مكرم ثنا احمد قال ثنا احمد بن يونس قال

Marfat.com

سمعت وکیعا یقول رایت ابا حنیفة وسفیان ومسعر و مالك بن مغول وجعفر بن زیاد الاحمر والحسن بن صالح اجتمعوا فی ولیمة کانت با الکوفة جمع فیها الاشراف والموالی۔ الخ۔

اخبار ابی حنیفہ ص16۔ مناقب کردری ج اول ص173، الموفق ج اول ص129۔

احمد بن یونس سے کہا: میں نے وکیع بن جراح کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، مسعر بن کدام، مالک بن مغول، جعفر بن زیاد احمر اور حسن بن صالح کوفہ میں ایک دعوت ولیمہ میں اکٹھے ہوئے۔ جس میں اشراف وموالی سب جمع تھے۔ ایک شخص نے اپنی دونوں بیٹیوں کا ایک شخص کے دونوں بیٹوں سے نکاح کر دیا تھا۔ لوگ جمع ہی تھے کہ صاحب ولیمہ لوگوں کے پاس آیا اور کہا ہمیں تو بہت بڑی مصیبت بن گئی ہے۔ اس سے کہا گیا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا: ہم اس کو چھپانا ہی پسند کرتے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مصیبت کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ شب زفاف غلطی سے زفاف گاہ کی تبدیلی کی وجہ سے ہر ایک نے اپنی غیر منکوحہ سے شب باشی کی۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُن دونوں نے اُن سے جماع کیا ہے۔ اس نے کہا: جی ہاں۔ سفیان نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں کہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بعینہ اس کے متعلق فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ اور وہ فیصلہ یہ تھا کہ حضرت معاویہ اس مسئلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف کیے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے عورت کے جماع کے سبب ہر ایک پر مہر ہے اور اُن میں سے ہر ایک اپنے خاوند کی طرف چلی جائے۔ لوگوں نے یہ جواب بہت اچھا جانا۔ اور حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے۔ مسعر بن کدام نے اُن سے کہا آپ بھی اس مسئلہ کے متعلق کچھ کہیں۔ سفیان نے کہا یہ بات فریب نہیں کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس مسئلہ میں اس کے خلاف کہیں گے۔ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دونوں لڑکوں کو میرے پاس لاؤ۔ تو اُن کو امام کی خدمت میں حاضر کیا گیا آپ نے اُن میں ہر ایک سے کہا: کیا تو اس عورت کو پسند کرتا ہے جس نے تیرے پاس شب باشی کی اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے ان دونوں سے ہر ایک سے فرمایا: تیری بیوی کا نام کیا ہے جس نے تیرے بھائی کے ہاں رات گزاری۔ اس نے کہا: اس کا نام فلانہ ہے۔ آپ نے فرمایا: ''قل ھی طالق منی'' یعنی میری طرف سے اس کو طلاق ہے۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ہر ایک کا اس سے نکاح کیا جس سے اس نے مس کیا تھا اور انھیں تجدید ولیمہ کا حکم دیا۔ لوگ آپ کے فتویٰ سے بہت خوش ہوئے۔ حتیٰ کہ مسعر بن کدام نے کھڑے ہو کر آپ کا بوسہ لیا۔ اور کہا مجھے اس کی محبت پر ملامت کرتے ہو۔ اور سفیان خاموش کھڑے رہے اور کچھ نہ کہا۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو فیصلہ سفیان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صادر فرمایا وہ اس فیصلہ کے خلاف ہیں جو فیصلہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے دیا۔ بلکہ دونوں فیصلے حق ہیں بہر حال جو فیصلہ سفیان نے دیا وہ یہ ہے کہ یہ وطی، وطی شبہ ہے وہ اس میں مہر کو واجب کرتی ہے اور نکاح ختم نہیں ہوتا۔ اور جو فیصلہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کیا اگرچہ حکم وہی ہے جیسا کہ سفیان نے کہا۔ لیکن بسا اوقات اس پر مفسدات مرتبہ ہوتے ہیں۔ آپ نے اس مفسدہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ فرمایا اس لیے

Marfat.com

اس مصلحت ظاہرہ کی وجہ سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا اور سفیان حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فتویٰ پر خاموش رہے۔ الاشباہ والنظائر میں ہے بوسہ لینے والے سفیان تھے جنہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ شرح الاشباہ والنظائر ص 427۔ الخیرات الحسان ص 108۔

○ اخبرنا ابوحفص عمر بن ابراهيم المقرئ قال ثنا مكرم قال ثنا احمد بن محمد بن مفلس قال ثنا ضرار بن صرد قال ثنا شريك قال كنا فى جنازة ومعنا سفيان الثورى وابن شبرمة ء ابن ابى ليلىٰ وابوحنيفه وابوالاحوض ومندل وحبان وكانت الجنازه لكهل سيد من كهو ل بن هاشم توفى ابن له۔ الخ۔ اخبار ابوحنيفه ص 17. الموفق ج اول ص 151.

شریک بن عبد اللہ نے کہا: ہم ایک جنازہ میں تھے اور ہمارے ساتھ سفیان ثوری، ابن شبرمہ، ابن ابی لیلیٰ، ابوحنیفہ، ابوالاحوض، مندل اور حبان بھی تھے۔ اور وہ جنازہ ایک نوجوان ہاشمی کا تھا۔ اور جنازہ کے ساتھ اہل کوفہ کے سردار بھی تھے۔ جو جنازہ کے ساتھ چل رہے تھے۔ حتیٰ کہ جنازہ رکھ دیا گیا تو لوگوں نے اس کے متعلق دریافت کیا کہ جنازہ کیوں رکھ دیا گیا ہے۔ تو انہوں نے کہا: اس نوجوان کی والدہ بھی اپنے منہ پر پردہ ڈال کر آئی ہے۔ اور وہ ایک شریف ھاشمیہ تھی۔ اس نوجواب ہاشمی کے والد نے اسے کہا: واپس چلی جا۔ اس نے واپس جانے سے انکار کر دیا، اس کے خاوند یعنی میت کے باپ نے قسم کھائی اگر وہ یہیں سے واپس نہ ہوئی تو اس کو طلاق، اور اس عورت نے قسم کھائی کہ اس کا ہر مملوک آزاد ہے جب تک اس کا جنازہ نہ پڑھا گیا وہ واپس نہیں جائے گی۔ لوگوں نے ایک دوسرے کے منہ کو دیکھنا شروع کر دیا۔ اور اس کے متعلق دریافت کیا تو کسی نے جواب نہ دیا۔ اس ہاشمی نوجوان کے والد نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو پکارا اور کہا اے نعمان! ہماری مدد کیجئے۔ حضرات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ نے عورت سے فرمایا: تو نے کیسے قسم کھائی۔ اس نے اُن کے حضور قسم کا اعادہ کیا۔ پھر اس کے خاوند سے فرمایا: تو نے کیسے قسم کھائی تو اس نے بھی اپنی قسم کا اعادہ کیا۔ آپ نے فرمایا: جنازہ کو رکھ دو۔ جنازہ رکھا گیا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے میت کے باپ سے فرمایا: آگے بڑھو اور بیٹے کی نماز پڑھاؤ۔ وہ آگے بڑھے اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کو اُٹھا کر قبر کے پاس لے جاؤ۔ آپ نے ہاشمیہ سے فرمایا: واپس چلی جاؤ تمہاری قسم پوری ہوگئی۔ اور میت کے باپ سے کہا: واپس چلے جاؤ تمہاری قسم بھی پوری ہوگئی۔ تو اس وقت ابن شرمہ نے کہا: اب امام صاحب رضی اللہ عنہ جیسا اس دنیا میں پیدا نہ ہو سکے گا علم میں تجھ پر کوئی مشقت نہیں۔

فقہ فی الحدیث اس کا نام ہے کہ تمام نصوص سامنے رہیں اور حوادثات زمانہ کی نزاکتیں بھی پیش نظر رہیں اور حد شریعت میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آنے پائے۔ یہ صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ہی دل گردہ ہے کہ وہ اُن سب نزاکتوں کو سامنے رکھتے ہیں۔ غرضیکہ اس قسم کے واقعات تاریخ فقہ میں ہزارھا موجود ہیں جن کی وجہ سے فقہ کے ساتھ حدیث کا تعلق اور اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ امام ترمذی نے اپنی جامع میں بیان فرمایا ہے۔

Marfat.com

"وكذلك قال الفقهاء وهم اعلم بمعنى الحديث"

یعنی فقہاء نے یوں ہی فرمایا ہے اور وہ ہی حدیث کے معنی کے زیادہ علم وواقفیت رکھنے والے ہیں۔ چوتھی صدی ہجری کے مشہور محدث امام ابوبکر محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب ''معانی الاثار'' میں متعدد جگہ تحریر فرمایا ہے کہ شرعی علوم میں علماء کا اطلاق صرف فقہاء پر ہی ہوتا ہے دوسرے علماء کو قید کے ساتھ بولتے ہیں مثلا علماء حدیث، علماء تفسیر وغیرہ فقہ ہی وہ علم ہے جو سب کو جامع ہے غالبًا اسی وجہ سے فہم حدیث اور قرآن کے لیے فقہ بہت ضروری ہے۔

○ اخبرنا ابو القاسم عبد الله بن محمد الشاهد قال ثنا مكرم قال ثنا احمد بن عطيه قال ثنا الترجمانی قال ثنا حسان بن ابراهيم عن ابراهيم الصائغ قال كنت عند عطاء بن ابی رباح وعنده ابوحنيفة فسئل عن قول الله عزوجل. "وآتيناه اهله ومثلهم معهم" فقال عطاء بن ابی رباح رواالله علٰی ايوب عليه السلام اهله ومثل اهله ولده. الخ.

اخبار ابی حنیفہ ص 24۔ الموفق ج اول ص 158۔

حسان بن ابراہیم نے ابراہیم صائغ سے روایت کی انہوں نے کہا: میں عطاء بن ابی رباح کے پاس تھا اور اُن کے پاس حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے عطاء بن ابی رباح سے اللہ عزوجل کے فرمان "و آتيناه اهله ومثلهم معهم" کے متعلق دریافت کیا تو عطا ابن ابی رباح نے کہا: اللہ عزوجل نے حضرت ایوب علیہ السلام پر اُن کی اہل اور اُن کے اہل اور ان کی اولاد کی مثل واپس فرمائی۔ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابومحمد! کیا اللہ تعالیٰ نے نبی (حضرت ایوب علیہ السلام) پر وہ اولاد واپس لوٹائی جو اُن کے صلب سے نہیں۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھ سے درگذر فرمائے تم نے اس کے متعلق کیا سنا ہے۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ اللہ عزوجل نے حضرت ایوب علیہ السلام پر اُن کی اہل اور اُن کی صلبی اولاد اُن کی اُولاد کی مثل نیکیاں واپس لوٹائیں۔ عطاء بن رباح نے کہا: یہ جواب اچھا ہے۔

اس سے آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی افقہیت واعلمیت اور فراست باطنی کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس آیہ مبارکہ کے متعلق کیسا حسین اور خوبصورت جواب ارشاد فرمایا۔

○ قاضی ابوعبد اللہ حسین بن علی صمیری نے کہا میں نے ابوجعفر طحاوی کی اس کتاب میں۔ جس میں انہوں نے ہمارے اصحاب کو جمع کیا ہے یہ منقول پاتے ہیں۔

قال ثنا ابوجعفر قال سمعت ابا خازم القاضی يقول ثنا سويد بن سعد الحدثانی عن علی بن مسعر قال كنا عند ابوحنيفة رضی الله عنه فاتاه عبد الله بن مبارك فقال له ما تقول فی رجل كايطبخ قدرا له فوقع فيها طائر ميات. الخ. اخبار ابوحنيفه ص 25. الموفق ج اول ص 159.

علی بن مسعر سے روایت ہے انہوں نے کہا ہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے کہ آپ کے پاس حضرت

Marfat.com

عبداللہ بن مبارک آئے۔ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا: اس مرد کے متعلق کیا کہتے ہو کہ وہ اپنی ہنڈی پکا رہا تھا تو اس میں پرندہ گر کر مر گیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تمہارا اس کے متعلق کیا رائے ہے۔ تو انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت پیش کی کہ شوربا کو بہا دیا جائے اور گوشت کو دھو کر کھا لیا جائے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اس طرح کہتے ہیں۔ مگر اس میں ایک شرط ہے وہ یہ کہ اگر پرندہ ہنڈی کے جوش مارنے کی حالت میں گرا تو گوشت کو پھینک دیا جائے اور شوربا کو بہا دیا جائے۔ اور اگر پرندہ ہنڈی کے سکون کے حال میں گرا تو گوشت کو دھو لیا جائے اور شوربا کو بہا دیا جائے، عبداللہ بن مبارک نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: تم نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس لیے کہ جب ہنڈی کے جوش مارنے کے حال میں وہ پرندہ گرا تو وہ گوشت میں وہاں تک پہنچ گیا جہاں تک سرکہ وغیرہ پہنچتا ہے (مراد یہ ہے کہ اس پرندہ کا اثر گوشت کے اندر چلا گیا) اور ہنڈی کے سکون کی حالت میں گرا اس نے صرف گوشت کو آلودہ کیا لیکن اس کے اندر داخل نہیں ہوا عبداللہ بن مبارک نے کہا: ''ھذا زرین'' فارسی میں اس کا معنی مذہب ہے۔ یعنی یہ ہے مذہب۔

○ اخبرنا ابوحفص عمر بن ابراهيم المقرئ قال ثنا مكرم قال ثنا احمد قال ثنا احمد بن يونس قال ثنا زائدہ قال، قال رجل لابی حنيفة ما تقول فی رجل قال لا ارجو الجنة ولا اخاف النار وآكل الميتة واشهدبما لم ار لا اخاف الله واصلی بلا ركوع وسجود الخ.

اخبار ابوحنیفہ ص 26۔ الموفق ج اول ص 101۔

احمد بن یونس نے کہا: ہم سے زائدہ نے بیان کیا انہوں نے کہا: ایک شخص نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اس شخص کے بارے میں کہا کہتے ہو جس نے کہا: میں جنت کا امید وار نہیں اور نہ ہی جہنم سے ڈرتا ہوں۔ میں مردار کھاتا ہوں۔ میں اس چیز کی گواہی دیتا ہوں جو میں نے نہیں دیکھی۔ اور نہ ہی میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اور میں بلا رکوع وسجود نماز پڑھتا ہوں۔ حق کو مبغوض اور فتنہ کو محبوب سمجھتا ہوں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا: اور آپ اس کو پہچانتے تھے کہ وہ اُن سے بہت سخت بغض رکھتا ہے۔ اے ابوفلاں! تو نے اس کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے اور تجھے اس کا علم ہے۔ اس شخص نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: میں نہیں جانتا ہوں، لیکن میں اس سے کوئی چیز بہت بڑی نہیں پاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے تم سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم اس شخص کے معلق کیا کہتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا: یہ شخص بہت برا ہے۔ اور یہ صفت کافر کی ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے تبسم فرمایا اور اپنے اصحاب سے فرمایا: بخدا! یہ شخص حق اولیاء کرام سے ہے۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا: اگر میں تجھے بتا دوں کہ وہ اللہ عزوجل کے اولیاء سے ہے کیا تم اپنی زبان کی شر مجھ سے روک لے گا۔ اس شخص نے کہا: جی ہاں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرا یہ قول کہ وہ جنت کا امید وار نہیں اور دوزخ سے نہیں ڈرتا۔ وہ شخص جنت کے پروردگار کا امیدوار ہے اور جہنم کے پروردگار سے ڈرتا ہے۔ اور تیرا

Marfat.com

یہ قول وہ اللہ سے نہیں ڈرتا وہ اللہ ظلم وجور سے نہیں ڈرتا اللہ عزوجل نے فرمایا: ''و ما ربك بظلام للعبید'' اور تیسرا یہ قول کہ وہ مردار کھاتا ہے وہ مچھلی کھاتا ہے۔ اور اس کا یہ کہنا کہ وہ بلا رکوع وسجود نماز پڑھتا ہے اس نے اپنا اکثر عمل نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام پڑھنا بنا رکھا ہے اور وہ مقامات جنائز کو لازم سمجھتا ہے اور اس کی نماز جنازہ پڑھتا ہے۔ اور تیسرا یہ قول کہ وہ اس چیز کی گواہی دیتا ہے جو اس نے نہیں دیکھی۔ یہ حق کہ شہادت وہ گواہی دیتا ہے ''ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا عبدہ ورسولہ'' اور تیسرا یہ قول کہ وہ حق کی مبغوض گردانتا ہے۔ وہ باقی رہنے کو پسند کرتا تا کہ وہ ہمیشہ اللہ عزوجل کی اطاعت پیروی کرے۔ اور موت کو مبغوض سمجھتا ہے اور وہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''وجاء ت سکرۃ الموت باالحق'' اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس آیہ کریمہ کی اس طرح تلاوت فرمایا کرتے تھے ''وجاء ت سکرۃ الحق باالموت'' اور فتنہ تو دل مال واولاد کی محبت پر مجبور (جبلت وطبیعت) ہے اور یہ مومنین کے دلوں پر عظیم فتنہ سے ہے۔ الموفق میں یہ زیادہ ہے کہ وہ شخص کھڑا ہوا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے سر کو بوسہ دیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں آپ علم کے لیے ظرف ہیں اور میں آپ کے متعلق جو کہتا رہا ہوں اللہ عزوجل سے اس کی معافی چاہتا ہوں۔

یہ وہ مسائل ہیں جن کا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ جواب دیا اور جس کے جواب سے آپ کے زمانہ کے علماء عاجز دکھائی دئے۔ اور یہ اللہ عزوجل کی عطا ہے وہ جسے چاہتا ہے اس سے نوازتا ہے۔ اس لیے ائمہ کبار امام صاحب رضی اللہ عنہ کے رموز عقل اور فراست اور آپ کے افقہ واعلم اور ثقہ فی الحدیث ہونے کے معترف تھے۔ اور بڑے بڑے کبار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے آپ کے سامنے زانوتلمذتہہ کیا اور آپ کے فتویٰ اور رائے کے مطابق عمل کیا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث کے معانی کے زیادہ اعلم ہیں اور اُن کے خفیہ علوم ودقائق اور آئندہ پیش آنے والے حوادثات سے باخبر تھے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ذکاوت وذھانت کے لیے یہی کچھ کم ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اُن کے حق میں ارشاد فرمایا ہے۔ اگر دین آسمان ثریا پر بھی ہوگا تو انبائے فارس میں سے ایک شخص اس کو وہاں سے اُتار لائے گا۔ مسلم شریف۔

علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے باتفاق علمائے امت اس کا مصداق حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو قرار دیا ہے۔ اسی طرح جب امام مالک سے آپ کے متعلق استفسار کیا گیا تو امام مالک نے فرمایا:

اگر یہ شخص دلائل کے ذریعہ سے اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہے تو ثابت کرسکتا ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست، وفور عقل اور فہم وذکاوت اور تفقہ کا اعتراف دانشمندان عالم نے کیا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مدون شدہ فقہ اُن کے علمی کمالات کا مظہر ہے جو کالشمس الظہر محتاج تعارف وبیان نہیں۔ بطور نمونہ امام صاب کا قتادہ بن دماعہ سے مناظرہ پیش خدمت ہے۔

قتادہ سے مناظرہ

اخبرنا عبد اللہ بن محمد البزاز قال ثنا مکرم قال ثنا احمد بن محمد بن مفلس قال ثنا

Marfat.com

العباس بن بكار قال ثنا اسد بن عمرو قال دخل قتادہ الکوفة منزل دار ابوبردہ فخرج فقال لا یسا لنی احد عن مسألة من الحلال والحرام الا احببة فقال له ابوحنیفه. الخ.

اخبار ابوحنیفہ ص23۔ الموفق ج اول ص102۔

عباس بن بکار نے کہا: ہم سے اسد بن عمرو نے بیان کیا انہوں نے کہا: ایک حضرت قتادہ کوفہ میں تشریف لائے اور ابو بردہ کے گھر قیام فرمایا۔ انہوں نے باہر نکل کر اعلان کیا کہ حلال وحرام مسئلہ کے متعلق جو بھی مجھے دریافت کرے گا میں اس کو جواب دوں گا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابوالخطاب! آپ مفقود الخبر کی بیوی کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ اس نے اس سے مایوس ہو کر اور یہ گمان کرتے ہوئے کہ وہ مر گیا ہے دوسرا نکاح کر لیا۔ پھر کچھ عرصہ بعد پہلا شوہر بھی آ گیا اور اس کے ہاں اولاد بھی تھی۔ تو پہلے خاوند نے اولاد کی نفی کی اور دوسرے نے اس کا دعویٰ کیا۔ کیا ہر ایک ان دونوں میں سے اس پر تہمت لگا رہا ہے یا وہ شوہر جس نے اولاد کا انکار کیا ہے۔ اس کا جواب کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے اپنی رائے سے جواب دیا خطا کرے گا۔ اور اگر اس کے متعلق کہا ''حدثنا'' تو وہ ضرور جھوٹ بولے گا۔ قتادہ نے کہا: کیا یہ مسئلہ واقع ہو چکا ہے لوگوں نے کہا: نہیں، قتادہ نے کہا: جو واقعہ ابھی تک پیش نہیں آیا اس کے متعلق کیوں پوچھتے ہو۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علماء کو ایسی مصیبت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ اور اس کے نزول سے قبل اس سے بچنے کی تدبیر کرنی چاہیے۔ اور جب وہ مصیبت نازل ہو گی تو لوگ اس کو پہچان لیں گے اور اس کے متعلق دخول وخروج بھی وہ پہچان جائیں گے۔ قتادہ نے کہا: اس مسئلہ کو چھوڑ رو۔ مجھ سے تفسیر کے متعلق سوال کرو۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس آیۃ مقدسہ ''قال الذی عنده علم من الکتاب انا آتیك به قبل ان یرتد الیك طرفك'' کے متعلق کیا کہتے ہو۔ قتادہ نے کہا: ہاں وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے کاتب آصف بن برخیا تھے۔ اور وہ اللہ عزوجل کا اسم اعظم جانتے تھے، امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا حضرت سلیمان علیہ السلام بھی اس اسم اعظم کو جانتے تھے قتادہ نے کہا: نہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ جائز ہے کہ کوئی شخص زمانہ نبی میں ہو اور وہ شخص نبی سے زیادہ اعلم ہو۔ قتادہ نے کہا: نہیں۔ بخدا! میں تمہیں تفسیر کے متعلق کچھ بیان نہیں کروں گا۔ تم مجھ سے اس کے بارے میں سوال کرو جس میں علماء اختلاف کرتے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم مومن ہو۔ قتادہ نے کہا: مجھے امید ہے میں مومن ہوں۔ (یعنی انہوں نے کہا: انشاء اللہ میں مومن ہوں)۔

''محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا مسلک ہے کہ جب وہ اپنے ایمان کے متعلق کہتے ہیں تو انشاء اللہ لگا دیتے ہیں۔ اسی طرح کسی نے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے بھی انشاء اللہ کہہ دیا۔ مسائل نے کہا: یہاں انشاء اللہ کا کیا محل ہے تب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اس وجہ سے انشاء اللہ کہا کہ زبان سے دعوی کروں اور خدا کے ہاں اس دعوے میں جھوٹا ثابت ہوں''

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے قتادہ سے کہا: ایسا کیوں کرتے ہو تو قتادہ نے اللہ عزوجل کے فرمان کی وجہ سے اللہ عزوجل نے

Marfat.com

فرمایا: ''والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین'' اور وہ جس کی مجھے آس لگی ہے کہ میری خطائیں قیامت کے دن بخشے گا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (اے قتادہ) تم اس طرح کیوں نہیں کہتے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ جب اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ فرمایا ''اولم تومن قال بلٰی ولٰکن لیطمئن قلبی'' اسد بن عمرو نے کہا: قتادہ ناراض ہوکر اُٹھ کر ابو بردہ کے گھر چلے گئے۔ اور قسم کھائی کہ وہ اُن سے حدیث بیان نہیں کریں گے۔

قاضی کوفہ یحیٰی بن سعید سے مناظرہ۔

اخبرنا ابوحفص عمر بن ابراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا محمد بن عبد السلام عن ابراهيم بن محمد الذراع قال ثنا يوسف بن خالد قال سمعت ابا حنيفة قال. قدم علينا ربيعة الرائ ويحيٰى بن سعيد قاضى الكوفة فقال يحيٰى لربيعه الا تعجب من اهل هذا لمصر اجمعوا علىٰ راى رجل واحدٍ قال ابوحنيفه فبلغنى ذٰلك. الخ. اخبار ابوحنيفه ص 29. الموفق ج اوّل ص 115.

یوسف بن خالد نے کہا: میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ربیعۃ الرای اور یحیٰی بن سعید ہمارے پاس آئے۔ یحیٰی بن سعید نے ربیعہ سے کہا: کیا تم اہل کوفہ پر تعجب نہیں کرتے کہ وہ محض ایک شخص (حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کی رائے پر جمع ہو گئے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی۔ تو میں نے اُن کی طرف امام ابو یوسف، امام زفر اور اپنے چند اصحاب کو بھیجا۔ تاکہ وہ قاضی یحیٰی بن سعید سے مناظرہ کریں، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی یحیٰی بن سعید سے کہا: تم اس غلام کے متعلق کیا کہتے ہو جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہے۔ جن میں سے ایک نے آزاد کر دیا۔ قاضی یحیٰی بن سعید نے کہا: یہ آزاد کرنا جائز نہیں۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیوں۔ قاضی یحیٰی بن سعید نے جواب دیا یہ ضرر ہے یعنی نقصان پہنچانا ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ روایت آئی ہے۔ ''لا ضرر ولا ضرار'' نہ نقصان پہنچاؤ اور نہ نقصان اٹھاؤ۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر اس کو دوسرا آزاد کرنا چاہے۔ قاضی یحیٰی بن سعید نے کہا: اس کا آزاد کرنا جائز ہے۔ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تم نے اپنی قول کی خود ہی مخالفت کی ہے۔ اگر پہلا کلام کوئی کچھ عمل نہیں کرتا (یعنی ایک شریک کے آزاد کرنے سے غلام آزاد نہیں ہوتا) اور اس سے غلام آزاد نہیں ہوتا۔ لہٰذا دوسرے شریک کے بارے میں بھی یہی صورت ہوگی۔ اور وہ غلام بدستور غلام ہی رہے گا۔ یحیٰی بن سعید قاضی خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا۔

قاضی ابن لیلیٰ کے فتویٰ پر تنقید

عن محمد بن ابراهيم انبا على بن عيسٰى اخبرنا ابوعبد الرحمن المودب وكان امام مسجد محمد بن الحسن. قال كانت امراة مجنونه لها لقب وكانت اذا دعيت بذٰلك اللقب شتمت فدعا ها رجل بذٰلك اللقب فقذ فت ابويه وهما فى الاحياء فرفعت الىٰ ابن ابى ليلٰى فاتاما عليها

Marfat.com

حدین فی مجلس واحدٍ۔ الخ۔ مناقب کردری ج اول ص 165۔ الموفق ج اول ص 15۔

محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ ہمیں علی بن عیسیٰ نے خبر دی انہوں نے کہا: ہمیں ابوعبدالرحمٰن مودب نے خبر دی اور ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسن کی مسجد کے امام تھے۔ ابوعبدالرحمٰن مودب نے کہا: ایک مجنونہ عورت تھی جس کا ایک لقب تھا جب بھی اسے اس لقب کے ساتھ بلایا جاتا تھا وہ گالیاں دیتی تھی۔ چنانچہ ایک شخص نے اس مجنونہ عورت کو اس لقب کے ساتھ بلایا تو اس عورت نے اس کے والدین پر تہمت لگائی اور کہا ''یا ابن الزانتیین'' حالانکہ وہ دونوں زنووں میں تھے (یعنی ابھی تک بقید حیات تھے) یہ معاملہ ابن ابی لیلیٰ کے ہاں پیش کیا گیا۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ جب ابن ابی لیلیٰ مجلس قضاء (مسجد) سے آرہے تھے تو انہوں نے خود نہ الفاظ سنے۔ تو ابن ابی لیلیٰ نے اس عورت کو مسجد میں کھڑا ہونے کی حالت میں دو حدیں جاری کرنے کا حکم دیا۔ جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا: ابن لیلیٰ نے اس میں چند غلطیاں کی ہیں۔

1- اصول عدالت کے خلاف لوٹ کر پھر مجلس قضاء میں آئے۔

2- اس میں اس کے والدین کو مدعی ہونا چاہیے تھا اور ابن ابی لیلیٰ خود ہی مدعی بن گئے۔

3- ایک ہی جگہ دو حدیں جاری کر دیں حالانکہ ایک حد مارنے کے بعد جب سکون ہو جاتا تب دوسری حد جاری کی جاتی۔

4- اس عورت پر دو حدیں جاری کی ہیں حالانکہ اگر قاذف بہت سارے لوگوں پر تہمت لگائے تو اس پر ایک ہی حد ہے۔

5- اس عورت پر بحالت قیام حد جاری کی حالانکہ عورت کو کھڑا کر کے حد قائم نہیں کی سکتی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت پر بیٹھا کر حد جاری کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

6- وہ عورت مجنونہ تھی اور مجنونہ پر حد جاری نہیں ہوتی کیونکہ اس سے قلم مرفوع ہے۔

7- ابن ابی لیلیٰ نے حد مسجد میں مارنے کا حکم دیا حالانکہ حد مسجد میں نہیں لگائی جاتی۔

قاضی ابن ابولیلیٰ یہ سن کر بہت برہم ہوئے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی شکایت گورنر کوفہ کے ہاں جا کر کر دی، گورنر نے حکم دے دیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اب فتویٰ نہیں دے سکتے۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ فتویٰ سے رک گئے۔

یہاں تک کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کئی دن فتویٰ نہ دیا حتیٰ کہ ولی عہد کا ایک قاصد امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور چند مسائل پیش کیے کہ وہ ان کے متعلق فتویٰ دیں، حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دینے سے انکار کر دیا اور کہا مجھے فتویٰ دینے سے روک دیا گیا ہے۔ وہ قاصد امیر کے پاس گیا اور واقعہ بیان کیا۔ امیر نے کہا: میں نے انہیں فتویٰ کی اجازت دی۔ تب امام صاحب رضی اللہ عنہ فتویٰ کے لیے تشریف فرما ہوئے۔ اس واقعہ کو خطیب بغدادی نے بھی نقل کیا ہے اور انہوں نے اس عورت مجنونہ کا نام ام عمران لکھا ہے۔ تعجب ہے مفتی عزیز الرحمٰن پر کہ انہوں نے اکثر مقامات پر حوالہ کے مطابق بیان نہیں کیا۔ میں نے اکثر مقامات دیکھے ہیں جہاں انہوں نے اصل عبارت کے ترجمہ میں خطا کی ہے اور حوالہ کے مطابق وہ ترجمہ نہیں ہے۔ یہی واقعہ ابن ابی لیلیٰ کا ہی لے لیجئے۔ مفتی صاحب نے ترجمہ یوں فرمایا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ فتویٰ سے رک گئے ایک دن اتفاق سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے اُن سے کوئی مسئلہ دریافت کیا تو فرمایا ''جان پور'' اپنے بھائے حماد سے معلوم کرلو مجھے حاکم کی طرف سے ممانعت ہے۔ اور ہمیں اپنے حکام کا حکم ماننا چاہیے۔

مفتی صاحب کی یہ عبارت کسی اصل کتاب میں نہیں پائی جاتی۔ مفتی صاحب نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ''اہم واقعات زندگی اور مناظرے ومسائل'' کے ماتحت الموفق اور کردری اور خطیب بغدادی کے حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ یہ تینوں کتب میرے پاس موجود ہیں لیکن اُن تینوں کتابوں میں مفتی صاحب کی منقولہ عبارت جس کا انہوں نے ترجمہ کیا ہے نہیں پائی جاتی۔ حتیٰ کہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر نے ''الخیرات الحسان'' میں لکھا ہے۔

و قیل کانت له بنت تسمی بذٰلك وردبانه لایعلم له ولد ذکر ولا انثی غیر حماد۔ (الخیرات الحسان ص45)

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوائے حماد کے کوئی اولاد معلوم نہیں نہ مذکر اور نہ ہی مونث معلوم نہیں مفتی صاحب نے یہ ترجمہ کہاں سے لیا ہے۔ خطیب بغدادی نے بھی یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

لیکن انہوں نے بھی صرف یہی لکھا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کچھ دن فتویٰ دینے سے رک گئے حتیٰ کہ امیر کے چند مسائل امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش ہوئے تو آپ نے یہ کہہ کر فتویٰ دینے سے انکار کر دیا کہ مجھے امیر کی طرف سے ممانعت ہے چنانچہ امیر نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو فتویٰ کی اجازت دے دی۔ (خطیب بغدادی ج13 ص350)

یہ تھے وہ چند مائل مستحسنہ جن کا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فی البدیہہ جواب دیا جن کا جواب دینے سے آپ کے ہم عصر علماء عاجز نظر آئے۔ اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عظیم ذکاوت پر دلالت کرتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مسائل مبھمہ کے جوابات مسکتہ سے دانشمندان عالم کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ اور وقت کے قضاء حضرات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذہانت وذکاوت اور خداداد صلاحیت کو دیکھ کر آپ کے حسد میں مبتلا ہو گئے۔

حدیث شریف آیا ہے:

"اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله تعالیٰ"

مومن کی فراست سے ڈرو۔ کہ وہ اللہ عزوجل کے اس نور سے دیکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اُنھیں عطا فرمایا اور اسی نور کے باعث وہ لوگوں کے ضمائر سرائر کو دیکھتے ہیں۔ اور جیسے وہ کہتے ہیں ویسا ہی ہوتا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست میں سے ہے کہ آپ نے داؤد طائی سے فرمایا: تم عبادت کے سبب خلوت نشینی اختیار کرو گے۔ اور جیسا امام نے فرمایا: ایسا ہی ہوا۔ داؤد طائی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اور مساوات صوفیہ میں سے شیخ المشائخ شمار ہوتے ہیں۔ کیونکہ اُن کے شیخ معروف کرخی ہیں۔ اور وہ شیخ سری سقطی کے شیخ ہیں اور وہ شیخ جنید بغدادی کے شیخ ہیں۔ اُن کے متعلق کہا گیا ہے اگر داؤد طائی کے حق میں اہل دنیا کا وزن کیا جائے تو از روئے زُہد وتقویٰ وہ اہل دنیا سے گراں ہیں۔

Marfat.com

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میرے والد نے وفات پائی میں اس وقت کم عمر تھا۔ میری والدہ مجھے کام سکھانے کے لیے کاریگر کے پاس لے کر گئی۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے راستہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا حلقہ درس تھا میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مجلس درس کو دیکھ کر وہاں چلا گیا اور بیٹھ گیا۔ میری والدہ مجھے وہاں سے کھینچ کر لے جانا چاہتی تھی لیکن میں وہاں سے نہ اُٹھا۔ آخر کار میری والدہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں ایک بیوہ عورت ہوں اور یہ یتیم بچہ ہے مجھے معلوم نہیں آپ نے اس بچے سے کیا کہا۔ جہاں روزگار کے لیے میں اس کو لے کر جانا چاہتی ہوں وہ نہیں جا رہا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بچے کو ادھر ہی چھوڑ دجاؤ کہ وہ علم حاصل کرے گا۔ عنقریب یہ بچہ فیروز ج کے صحن میں روغن کے ساتھ پستہ کا فالودہ پیئے گا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب مجھے عہدہ قضاء دیا گیا ایک دن میں خلیفہء رشید کے ہمراہ صحن فروزہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ خلیفہ کا نوکر فالودہ لے کر آ گیا۔ خلیفہ نے مجھے کہا یہ فالودہ نوش فرمائیں اور یہ فالودہ اس قسم سے ہے کہ ہر وقت اس طرح کا فالودہ تیار نہیں کیا جا سکتا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں یہ بات سن کر ہنس پڑا۔ خلیفہ نے مجھ سے تبسم کی وجہ پوچھی تو میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کا وہی قصہ خلیفہ سے بیان کر دیا۔ حنیفہ نے کہا: علم بلاشبہ فوائد عطا کرتا ہے اور دنیا وآخرت میں مراتب کو بلند کرتا ہے۔ اس کے بعد خلیفہ نے کہا: اللہ تعالیٰ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے کہ انہوں نے اُن چیزوں کو دیکھا کہ دوسرے لوگ بچشم سر بھی نہیں دیکھ سکتے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست کو دیکھا کہ آپ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے جس طرح فرمایا ایسا ہی ہوا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی وصیت

مسعودی فی فروع حنیفہ قاضی ابومحمد عبد اللہ بن حسین ناصحی متوفی 447ھ میں ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی عمر کے آخری ایام میں اپنے بیٹے حماد سے فرمایا: میری تین وصیتیں یاد رکھو۔

1- مجھے معلوم ہوتا ہے میری موت میرے قریب پہنچ چکی ہے۔ جب ایسا ہو جائے تو صبر کرو اور حوصلہ رکھو کیونکہ جوانمردوں کا یہی شیوہ ہے۔

2- مجھے مارا جائے گا مگر یہود ونصاریٰ میں سے کوئی بھی مجھے نہیں مارے گا۔ مگر ایک مسلمان جو کہ زانیہ عورت سے ہوگا۔

3- میری وفات کے بعد تین دن کے اندر ایک فتنہ عظیم پیدا ہوگا۔ چنانچہ میری نماز جنازہ کے بعد تین دن تک حجرہ میں پوشیدہ رکھنا اور بجائے میرے ایک جعلی میت میری قبر میں دفن کر دینا تاکہ لوگوں کو گمان ہو جائے یہ قبر میری ہی ہے۔

حضرت حماد بن ابوحنیفہ فرماتے ہیں اسی طرح ہوا کہ حاسدین کے حسد کے باعث خلیفہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو مارنے

Marfat.com

کا حکم دیا اور ہر ایک نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو مارنے سے انکار کر دیا مگر ایک مسلمان نے دنیا کے مال ومتاع کی امید کی خاطر بادشاہ کے حکم پر عمل کیا اور جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اس سانحہ وعظیم سے موت واقع ہوگئی۔ تو حماد نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ کے بعد لاش مبارکہ کو ایک تاریک خانہ میں لوگوں سے مخفی کر دیا اور ایک جعلی جنازہ گھر سے باہر نکلا اور دفن کر دیا۔ حاسدین نے باہم مشورہ کیا کہ شاید ہم سے جو ہوا بادشاہ نادم ہو کر ہمیں سزا نہ دے۔ چنانچہ ہر ایک پر لازم ہے کہ گاہ بگاہ خلیفہ کے ہاں پیش ہو کر امام کے حق میں دوسری کی غیبت کر کے اس کو مغموم رکھا جائے۔ بادشاہ کو ہمارے بہتان کا خیال نہ آئے، اس طرح کہ وہ خواب بیان کرے اور خواب کا بیان ایک دوسرے سے مخالف ہو مگر جو بیان کیا جائے اس کی تعبیر ایک ہی ہو۔ اور وہ بیان یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا جسم قبر میں مسخ ہو چکا ہے اور وہ اصل حالت میں نہیں رہا۔ تمام مشورہ کرنے کے بعد ایک شب تاریک میں ایک کتا کو کفن پہنا کر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر میں رکھ دیا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی لاش (جو جعلی تھی) کو باہر نکال دیا۔

جب بکثرت لوگوں نے جو منافقین میں سے تھے بادشاہ کے سامنے اپنی الگ الگ خوابیں بیان کیں تو کثرت بیانات کے باعث بادشاہ کو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں بدگمانی لاحق ہوئی۔

آخر کار بادشاہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر کشائی کا حکم دیا۔ جب قبر کو دوبارہ کھودا دیا۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر سے کتا ملاحظہ کرنے کے بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ کی قبر کو بند کر دیا گیا۔ بادشاہ نے حماد (امام صاحب رضی اللہ عنہ کا بیٹا) کو بلایا اور کہا سچ سچ بتاؤ تمہارے باپ میں کون سا عیب پوشیدہ تھا جس کے باعث وہ قبر میں بصورت سگ ہو گئے ہیں۔ ورنہ ہم تمہارے باپ کو تمہاری طرح زندہ دیکھتے، حماد نے کہا: ''العیاذ باالله'' اے بادشاہ! تو میرے والد بزگوار کو پہچانتا ہے خلیفہ نے کہ ہاں میں ان کو پہچانتا ہوں۔ حضرت حماد خلیفہ کو اس تاریخی حجرہ میں لے گئے جہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ کا وجود خاکی پڑا ہوا تھا۔ جب حضرت حماد نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے روئے مبارک سے پردہ کفن اٹھایا تو حجرہ آپ کے روئے مبارک کے پرتو سے مزین تھا۔ حضرت حماد نے فرمایا: میرے پدر بزرگوار یہ ہیں نہ وہ جو تم نے دیکھا ہے۔ اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کا چوتھا دن تھا۔ اس کے بعد حضرت حماد نے بادشاہ کو اُن تین وصیتوں کے متعلق بتایا جو اُن کے والد گرامی نے اُنھیں کیں تھیں۔ اور بادشاہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کرامت سے بہت متعجب ہوا۔ چونکہ مارنے والے کا حال پوشیدہ تھا جب تفتیش کی گئی تو معلوم ہوا فی الحقیقت وہ ایک زانیہ عورت کا بیٹا تھا۔

قضاء کے متعلق امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست

عارف باللہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وروی الثقات عنه انه رضی اللّٰه عنه ضرب وحبس لیلیٰ القضاء فصبر علی ذٰلك ولم یل وکان سبب اکراهه علی القضاء انه کمامات القاضی الذی کان فی عصره فتش الخلیفة فی بلاده عن

Marfat.com

احد ان یکون مکان القاضی الذی مات فلم یجدوا احد ایصلح لذٰلك غیر الامام لکثرة علمه وورعه وعفة وخوفه من الله تعالیٰ۔ الخ۔ میزان الکبریٰ ص 68.

ثقات نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو قضاء کے لیے مارا گیا قید کیا گیا تاکہ وہ عہدہ قضاء قبول کریں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس مصیبت عظیم پر صبر فرمایا اور قضاء کو قبول نہیں فرمایا۔ اور قضاء کے کراہت کا سبب یہ تھا کہ جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ہم عصر قاضی فوت ہو گیا تو خلیفہ وقت نے کوفہ سے کسی کو تلاش کیا کہ وہ اس قاضی کی جگہ جو فوت ہو چکا ہے عہدہ قضاء سنبھالے۔ لیکن انہوں نے سوائے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کسی کو نہ پایا جو اس کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس لیے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کثرت علم و ورع اور عفت اور خوف خدا سے متصف تھے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ لوگوں نے خلیفہ سے کہا: ہے ہم نے علماء کی تلاش کی ہے اور ہم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کسی کو افقہ اور اروع نہیں پایا اور اس کے قریب قریب سفیان ثوری ہیں اور پھر صلہ بن اشیم اور پھر شریک بن عبد اللہ نخعی، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں تخمینہ (فراست) سے بتاتا ہوں کہ میں قید میں مارا جاؤں گا اور قضاء کو قبول نہیں کروں گا۔ اور سفیان ثوری بھاگ جائیں گے، اور صلہ ابن اشیم احمق بن کر خلاصی پا جائیں گے۔ اور شریک بن عبد اللہ عہدہ قبول کر لیں گے۔ اور یہ معاملہ ایسے ہی ہوا جیسے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سفیان ثوری لباس تبدیل کر کے اور عصا ہاتھ میں لے کر بلاد یمن کی طرف چلے گئے اور اُن کے خروج کا کسی کو علم نہ ہو سکا۔ اور شریک متولی بن گیا۔ اور صلہ بن اشیم خلیفہ کے پاس آیا اور اس سے کہا: تمہارے پاس گدھے اور گھوڑے کتنے ہیں اور آج تم نے کیا پکایا ہے۔ خلیفہ نے حکم دیا پاگل کو یہاں سے نکال دو۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کو قضاء پر محبوس کیا گیا اور اُن کو مار دیا گیا۔

عارف باللہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت میں اور اُن کی کتاب ''تحصیل التعرف فی معرفة الفقه والتصوف'' کی روایت میں قدرے تغیر ہے۔ شاید کہ یہ اختلاف باعتبار وقوع کے ہو۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس رسالہ کی عبارت یہ ہے۔

وردی انه الی القضا ثلاثه مرأت فابی حتی ضرب فی کل مرة سوطاً فلما کان فی مرة الثالثة فاستشار صاحبیه فاستحسنا فلم یستحسن منهما فا بی حتی قید وحبس دمات فی السجود سنة مائة وخمیس فی رجب وقیل فی شعبان وقیل نصف شوال ولم یخلف غیر ولده حماد انتهی۔

مروی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو تین بار قضاء کے لیے بلایا گیا۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے عہدہ قضاء سے انکار فرما دیا حتیٰ کہ ہر بار آپ کو کوڑے لگائے گئے۔ جب تیسری بار آپ کو قضاء کے لیے طلب کیا گیا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبین سے مشورہ کیا انہوں نے عہدہ قضاء قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن امام نے اُن کے مشورہ کو قبول نہ کیا اور عہدہ قضاء سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو قید کر دیا گیا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے سجدہ کی حالت میں اپنی جان، جان آفرینش کو پیش کر

Marfat.com

دی۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات 150ھ میں ہوئی یہ رجب یا شعبان یا نصف شوال تھا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے سوائے حماد کے اپنے پیچھے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔

عارف اللہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی سوائے حماد کے اور کوئی اولاد نہ تھی۔ چنانچہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ''ابوحنیفہ'' کے قول کو مسترد کرتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے اپنے پدر بزرگوار سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اے میری بیٹی! اپنے بھائی حماد سے مسئلہ دریافت کرو کیونکہ مجھے خلیفہ وقت کی طرف سے فتویٰ کی ممانعت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وفور عقل، ذہانت وذکاوت اور فراست باطنی پر یہ چند شواہد ہیں جو میں نے بطور تبرک پیش کیے ہیں ورنہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فراست باطنی ایک مستقل کتاب کی متقاضی ہے ''زہے قسمت گر قبول افتد''۔

قسم پنجم

ائمہ کبار محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حضور خراج عقیدت پیش کرنا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اعلم وافقہ اور حافظ الحدیث ہونے کی شہادت دینا۔

یہ ایک عند الکل مسلمہ اصول ہے کہ شاہد کے لیے عادل وثقہ، زاہد وعابد وصادق اور خشیت الٰہی جیسے صفات سے متصف ہونا ضروری ہے۔ اور یہ قاعدہ بھی علماء ربانین کے نزدیک مسلمہ ہے کہ شاہد کے عادل وصادق ہونے کی وہ لوگ شہادت دیں جن کی عدالت وثقاہت اور زہد وتقویٰ لوگوں میں معروف ومشہور ہو۔ اور باعتبار عدالت وثقاہت اور صادق وامین ہونے کے سب لوگ اُن پر اعتماد واعتبار کرتے ہوں۔ تو ایسے شخص کا شاہد ہونا عند الشریعت جائز اور ثابت ہے۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ

احادیث مبارکہ کے صحیح وضعیف ہونے کا دارومدار اسناد پر ہے اور اسناد کے جملہ رواۃ نقاد رجال کے مرہون منت ہیں، جن رواۃ کے ثقہ اور عادل ہونے کی یہ شہادت دے دیں تو ان سے مروی احادیث سند صحیح سے متصف ہوتی ہیں ورنہ وہ مجروح قرار پاتی ہیں۔ ائمہ نقاد رجال جو جرح وتعدیل میں باالاجماع معتمد اور مسلم ہیں وہ یہ ہیں۔ یحییٰ بن سعید القطانی یہ وہ امام ہیں جنہوں نے سب سے پہلے جرح وتعدیل میں کلام کیا ہے جن کے حق میں امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ''مارایت بعینی مثل یحییٰ بن سعید القطان'' یعنی میری آنکھوں نے یحییٰ بن سعید قطان جیسا نہیں دیکھا۔ پھر اُن کے بعد اُن کے تلامذہ یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، احمد بن حنبل، عمر بن علی الفلاس، ابوخیثمہ وغیرہ۔ اور اُن کے تلامذہ مثل ابی زرعہ، ابی حاتم، بخاری، مسلم، ابی اسحاق جوزجانی سعدی اور اُن کے بعد نسائی، ابن خزیمہ، ترمذی، دولابی اور عقیلی وغیرہ۔ یہ ہیں وہ ائمہ نقدالرجال جو راوی کے جرح وتعدیل میں مشہور ہیں۔ اگر یہ نقاد رجال کسی کے حق میں عادل وثقہ ہونے کی شہادت دے دیں تو اُن کی روایت درست اور صحیح ہے۔ مخرجین احادیث نے تخریج احادیث میں یہ کوشش کی ہے کہ وہ حدیث تخریج کی جائے جس کی اسناد

Marfat.com

میں وہ راوی ہوں جو علماء نقد الرجال کے نزدیک ثقہ اور عادل ہوں۔ جیسے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ ہیں۔ اور کتب صحاح ستہ پر لوگوں کا اعتماد ہے۔

چنانچہ بندہ ناچیز نے اس قاعدہ کی بنا پر جن ائمہ کبار محدثین رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حق میں اعلم وافقہ اور ثقہ فی الحدیث ہونے کی شہادت دی ہے اُن کی شہادت کو میزان نقاد رجال میں رکھا گیا ہے اور چھان بینی کی گئی ہے کیا یہ شاہد قابل شہادت بھی ہیں یا نہیں۔ جب علماء نقد الرجال نے اُن کے حق شہادت دے دی کہ یہ ثقہ ہیں۔ عادل ہیں، تو پھر ان کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت بلا اختلاف عند الکل قابل قبول ہونی چاہیے۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی ملحد امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ثقہ فی الحدیث ہونے میں انکار کرنے یا شک کرے تو یقیناً اس نے ذخیرہ کتب احادیث بالخصوص کتب صحاح ستہ کی تکذیب کی کیونکہ ائمہ صحاح ستہ سے ان رواۃ سے روایت کی ہے جو ثقہ اور عادل ہیں۔ (**فافهم هن اوتدبر فانه من زلة الاقدام**)

ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کا اظہارِ عقیدت

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

1- صاحب مذہب محمد ابن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت

قال حرملة بن يحيىٰ سمعت محمد ابن ادريس الشافعي يقول الناس عيال على هولاء من اراد ان يتجر فى الفقه فهو عيال على ابى حنيفة الخ. تاريخ بغداد ج 13ص 346.

حرملہ بن یحییٰ نے کہا: میں نے محمد بن ادریس شافعی کو فرماتے ہوئے سنا ہے لوگ اُن پانچوں کے نمک خوار ہیں۔ جو شخص فقہ میں تبحر ہونا چاہیے وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا عیال ہے۔

و سمعته يعنى الشافعي يقول كان ابوحنيفة ممن وفق لكه الفقه.

حرملہ بن یحییٰ کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اُن لوگوں سے ہیں جنہیں فقہ میں کامل توفیق ملی ہے۔

اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے باقی چار آدمیوں کا اس طرح ذکر کیا ہے۔ جو شعر میں تبحر ہونا چاہیے وہ زہیر بن ابی سلمی کا عیال ہے۔ جو مغازی میں تبحر چاہے تو محمد بن اسحاق صاحب مغازی کا عیال ہے۔ اور جو نحو میں تبحر ہونا چاہے وہ کسائی کا عیال ہے اور جو قران کی تفسیر میں تبحر ہونا چاہے تو وہ مقاتل بن سلیمان کا نمک خوار ہے۔

حدثنا احمد بن الصلت الحمانى قال سمعت ابا عبيد يقول سمعت الشافعي يقول من اراد ان يعرف الفقه فليلزم ابا حنيفه واصحابه فان الناس كلهم عيال عليه فى الفقه.

تاریخ بغداد ج 13 ص 346۔ الموفق ج دوم ص 31۔

Marfat.com

احمد بن صلت حمانی نے کہا: میں نے ابوعبید کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا جو فقہ کو پہچاننا چاہے تو وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب سے مجالست کرے کیونکہ فقہ میں سب لوگ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔

حدثنا حرملة بن یحییٰ قال سمعت الشافعی یقول من لم ینظر فی کتب ابی حنیفه لم یتبحر فی الفقه. (اخبار ابوحنیفه واصحابه للصیری ص 81)

حرملہ بن یحییٰ نے کہا: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جو شخص امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب کو نہ دیکھے وہ فقہ میں تبحر حاصل نہیں کرسکتا۔

اخبرنا عبد الله بن محمد قال ثنا احمد قال سمعت المزنی یقول سمعت الشافعی یقول الناس عیال علی ابوحنیفه فی القیاس ولا ستحسان.

اخبار ابوحنیفہ للصمیری ص 12۔ مناقب محمد بن محمد المعروف بابن بزاء کردری ج اول ص 90

مزنی نے کہا: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ لوگ قیاس اور استحسان میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔

یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کے اس قول کہ استحسان باطل ہے کہ قول کے بطلان کی دلیل ہے کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے استحسان کو مقام مدح میں ذکر کیا ہے اور مدح صرف حسن کی ہی ہوسکتی ہے اس کے باوجود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں کہا ہے میں بھی استحسان پر عمل کرتا ہوں۔

قال ادریس بن یوسف قراطیسی وکان من اجله اصحاب الشافعی قال سمعت الشافعی یقول. ما رایت اعلم بالحرام والحلال والعلل والناسخ والمنسوخ من محمد بن حسن.

اخبار ابوحنیفہ ص 123

ادریس بن یوسف قراطیسی (جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اجلہ اصحاب میں سے ہیں) نے کہا: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حرام وحلال اور علل، ناسخ اور منسوخ کے متعلق اعلم حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (شاگرد امام صاحب) سے بڑھ کر نہیں دیکھا۔

ذکر اسمعانی عن البوطی عن الشافعی رضی الله عنه قال اعاننی الله فی العلم برجلین فی الحدیث بابن عینیة وفی الفقه بمحمد. مناقب کردری ج دوم ص 150.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے مجھے علم میں دو شخصوں سے اعانت فرمائی حدیث میں ابن عیینہ اور فقہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے۔

Marfat.com

ذکر الد یلمی عن الامام الشافعی رضی اللّٰہ عنہ قال جالستہ عشر سنین وحملت من کلامہ حمل جمل لو کان کلم علی قدر عقلہ ما فھمنا کلامہ ولکنہ کان یکلمنا علٰی قدرعقولنا.

مناقب کردری ج دوم ص155

دیلمی نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں دس سال امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوں اور اُن کی تصنیفات اس قدر پڑھیں جن کو اونٹ اٹھا سکے۔ اگر امام محمد رضی اللہ عنہ اپنی عقل کے مطابق ہم سے کلام کرتے تو ہم اُن کا کلام نہ سمجھ سکتے۔ لیکن وہ ہم سے ہماری عقل وفہم کے مطابق کلام کرتے تھے۔

ولقد انصف الشافعی حیث قال من ارادلفقہ فلیلزم اصحاب ابوحنیفہ فان المعانی قد تیسرت لھم واللہ ما صرت فقیھا الا بکتب محمد بن الحسن۔ درمختار علی رد المحتار ج اول ص 38.

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہہ کر انصاف فرمایا ہے کہ جو فقہ حاصل کرنا چاہے وہ اصحاب ابوحنیفہ سے سیکھے کیونکہ معانی اُن کو ہی میسر ہوئے ہیں۔ بخدا! میں بھی کتب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ پڑھ کر ہی فقیہ بنا ہوں۔ للہ روایات بالا مذکورہ پر غور فرمائیں کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کی کسی قدر عظمت تھی۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے علی الاعلان یہ فیصلہ فرما دیا کہ فقہ میں جملہ فقہاء ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عیال ہیں۔ اور جس نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کتب کو نہیں دیکھا وہ فقاہت یا تبحر فی العلم کا دعویٰ ہی نہیں کر سکتا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مقام تو اپنی جگہ مسلم خود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں) کے علم کی نسبت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ رائے کہ اگر وہ اپنی فقاہت اور علمیت کے مطابق کلام کرتے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر امام ومجتہد بھی اس کو نہ سمجھ سکتے تھے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیصلہ کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر میں نے حرام وحلال اور علل اور ناسخ ومنسوخ کا اعلم نہیں دیکھا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فیصلہ ہی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں کافی ہے۔ کیونکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ اگر شاگرد کی یہ شان ہے تو اُن کے استاد کا کیا مقام ہوگا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

2- صاحب مذہب حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت

اخبرنا عمر بن ابراھیم قال ثنا مکرم قال ثنا ابن مغلس قال ثنا الحمانی قال ثنا ابن مبارک قال کنت عند مالک بن انس فدخل علیہ رجل فرفعہ ثم قال اتدرون من ھذا حین خرج قالوالا وعرفتہ انا فقال ھذا ابوحنیفۃ العراقی لو قال ھذہ الاسطوانہ من ذھب لخرجت کما قال. لقد وفق لہ الفقہ حتی ما علیہ فیہ کبیر مونۃ. قال ودخل علیہ الثوری فاجلسہ دون الموضع الذی اجلس فیہ ابا حنیفہ فلما خرج قال ھذا سفیان وذکر من فقھہ وورعہ.

اخبار ابوحنیفہ للصمیری ص 74، الموفق ج دوم ص 26۔ مناقب کردری جلد اول ص 39

Marfat.com

ابن مبارک سے روایت ہے کہ میں حضرت مالک بن انس کے پاس موجود تھا تو امام مالک کے پاس ایک شخص آیا امام مالک نے ان کو بلند جگہ پر بٹھایا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو امام مالک نے حاضرین سے فرمایا: تم جانتے ہو یہ شخص کون تھا ابن مبارک کہتے ہیں میں اُن کو پہچانتا تھا۔امام مالک نے فرمایا: یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عراقی ہیں (آپ کی علمیت کا یہ حال ہے) اگر آپ کہہ دیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو دلیل سے اس دعویٰ کو ثابت کر دکھائیں۔ اللہ عزوجل نے آپ کو فقہ میں وہ توفیق عطا فرمائی اس میں اُن کو کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ پھر امام ثوری آئے تو اُن کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کم درجہ میں جگہ دی جب وہ چلے گئے تو امام مالک نے فرمایا: یہ سفیان ثوری ہیں۔ اور ان کی فقاھت اور پرہیزگاری کا ذکر کیا۔

اخبرنا احمد بن الصباح قال سمعت الشافعی "محمد بن ادریس" قال قیل لمالك بن انس هل رایت ابا حنیفه قال نعم رایت رجلا لو کلمك فی هذه الساریه ان یجعلها ذهبا لقام بحجته.

تاریخ بغداد ج13 ص338۔ الموفق ج دوم ص26۔ تہذیب الکمال ج10 ص314

احمد بن صباح نے کہا: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ "محمد بن ادریس" سے سنا انہوں نے کہا: حضرت امام مالک بن انس سے کہا گیا کیا تم نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے امام مالک نے فرمایا: جی ہاں میں نے دیکھا ہے۔ وہ ایک ایسے شخص ہیں اگر تجھ سے اس ستون کو سونے کا بنانے کے متعلق کلام کریں۔ تو وہ اس کو اپنی دلیل سے سونے کا ثابت کر دیں۔

عن اسحاق بن ابی اسرائیل سمعت محمد بن عمر الواقدی یقول کان مالك بن انس کثیر اما کان یقول بقول ابوحنیفه ویتفقده وان لم یکن یظهره. الموفق ج دوم ص 33.

اسحاق بن ابی اسرائیل جو ابوداؤد ونسائی کے شیوخ میں سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اسحاق بن عمر واقدی امام مالک کے شاگرد کہتے تھے۔ کہ امام مالک اکثر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق حکم دیتے تھے۔ اور اُن کے قول کی تلاش کرتے تھے اگرچہ وہ ظاہر نہیں کرتے تھے۔

قال اخبرنا الفضل بن بسام انبا اسماعیل بن اسحاق انباء اسحاق بن محمد (یہ جلیل القدر محدث اور ثقہ تھے ذہبی نے کہا: "ثبتا") قال کان مالك ربما اعتبر بقول ابی حنیفه فی المسائل

(الموفق ج دوم ص 33)

امام مالک رضی اللہ عنہ اکثر مسائل میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو معتبر سمجھتے تھے۔

یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کمال مدح وتعریف ہے کہ امام مالک بذات خود ایک مجتہد امام ہونے کے اکثر مسائل میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو تلاش کرتے اور بسا اوقات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر فتویٰ صادر فرماتے اور آپ کی قوت استدلال کے معترف تھے۔

Marfat.com

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

3- صاحب مذھب امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے شہادت۔ وقال احمد بن حنبل فی حقہ انہ من اھل الورع والزھد وایثار الاخرۃ بمحل لا یدرکہ احد ۔عقود الجمان لمحمد بن یوسف صالحی ص 194۔الخیرات الحسان۔ص 77۔اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 57۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق یہ شہادت دی کہ آپ ورع اور زُہد وایثار آخرت میں ایسے مقام پر تھے جو کسی کو نہیں ملا۔ آپ کو قضاء قبول کرنے کے لیے کوڑے لگائے گئے اور آپ نے عہدہ قضاء قبول نہیں فرمایا اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ورضوان ہو۔

و عن العباس بن محمد قال احمد بن حنبل اول ما طلبت الحدیث ذھبت الیہ وطلبۃ منہ ثم کتبا ھا عن الناس۔ مناقب کردری ج دوم ص125

عباس بن محمد سے روایت ہے جو سنن اربعہ کے شیوخ سے ہیں۔ کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں سب سے پہلے حدیث حاصل کرنے کے لیے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور پھر اور لوگوں سے حدیث کو لکھا۔

ناظرین کرام یہ روایات پڑھ کر خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ جو لوگ یہ کہتے ہیں ائمہ ثلاثہ کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اجتہاد پر اعتراض رہا ہے۔ اب بنظر انصاف بتائیں ائمہ ثلاثہ تو یہی ہیں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں اعلم وافقہ وارورع ہونے کی شہادتیں پیش کر رہے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اجتہاد کے معترف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔

Marfat.com

دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی شہادت

قبل ازیں ایک بات ملحوظ خاطر رہے کہ اکثر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا۔

"اعلم الناس، افقه الناس، افقه، اعلم" وغیرھا۔

محمد بن محمد المعروف باین بزاد کردری فرماتے ہیں "وقوله اعلم الناس" یعنی آثار واحادیث کے اعلم۔ "و افقه الناس" یعنی احادیث وآثار کے معانی کے بہت جاننے والے۔ اس لیے کہ احادیث وآثار کے معانی کا علم احادیث وآثار کے علم کو مستلزم ہے۔ اس تصریح سے واضح ہوگیا کہ جہاں ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں کہا "اعلم الناس او اعلم" تو اس سے مراد آثار واحادیث کے اعلم مراد ہیں۔ اور جہاں انہوں نے یہ کہا "افقه الناس او افقه" تو اس سے مراد یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ آثار واحادیث کے معانی کے سب سے اعلم ہیں۔ اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم حدیث وآثار پر دلالت کرتا ہے۔

مناقب کردری ج اول ص 43۔

فقہ دراصل حدیث ہے۔

فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی فرماتے ہیں:

جمہور محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قول، فعل، تقریر اور تابعین کے قول، فعل، تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔ یعنی جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہو یا صحابہ وتابعین نے فرمائی ہو۔ جو فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو یا صحابہ وتابعین نے کیا ہو وہ بھی حدیث ہے۔ اس طرح جو کام حضور علیہ السلام کے سامنے کسی نے کیا ہو یا کوئی بات کی ہو اور حضور علیہ السلام نے اس پر انکار نہ فرمایا ہو بلکہ سکوت فرمایا ہو یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے کسی نے کوئی فعل کیا یا کچھ کہا یا تابعین کے سامنے کسی نے کچھ کیا یا کہا تو صحابہ وتابعین نے اس پر سکوت فرمایا ہو تو وہ بھی حدیث ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ شکوۃ میں فرماتے ہیں:

اعلم ان الحديث فی اصطلاح جمهور المحدثين يطلق على قول النبی صلى الله عليه وسلم وفعله وتقريره وكذلك يطلق على قول الصحابی وفعله وتقريره وعلى قول التابعی وفعله

Marfat.com

وتقریرہ۔

صدیق حسن بھوپالی نے خطہ کے 24ھ پر جمہور محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے حدیث کی یہی تعریف کی ہے میر سید شریف نے ترمذی شریف کے مقدمہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ تابعی کا قول، فعل، تقریر بھی حدیث ہے تو جمہور ائمہ کے نزدیک امام صاحب رضی اللہ عنہ تابعی ہیں لہٰذا آپ کا قول، فعل اور تقریر بھی حدیث ہی ہوا۔

اس ضابطہ اور قاعدہ کے مطابق اعلم الناس اور افقہ الناس سے مراد یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے آثار وحدیث کے اعلم ہیں اور آثاو حدیث کے معانی کے بھی آپ سب سے اعلم ہین۔ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم حدیث کو مستلزم ہے ''واللہ اعلم بالصواب''

خلف بن ایوب عامری رحمۃ اللہ علیہ

4- خلف بن ایوب عامری ابوسعید بلخی متوفی 205ھ ترمذی کے مشائخ سے ہیں۔ اسد بن عمرو عجلی، اسرائیل بن یونس اور خارجہ بن مصعب سے روایت کیا۔

ابو حاتم نے کہا: ان سے روایت کی جائے، حاکم نے تاریخ نیشاپور میں اُن کا ذکر کیا اور اُن کے متعلق کہا اھل بلخ کے زاہد اور فقیہ تھے۔ خلیلی نے کہا: ''صدوق مشہور''

عبدالرحمٰن بن ابوحاتم نے کہا: میں نے ابوحاتم سے اُن کے متعلق سوال کیا انہوں نے کہا: اُن سے روایت کی جائے، امام ذہبی کہتے ہیں۔ وہ صاحب علم وعمل تھے اُن سے ایک جماعت نے حدیث بیان کی ہے۔ میزان الاعتدال ج اول ص 659۔ تہذیب الکمال ج 3 ص 323، تہذیب التہذیب ج 3 ص 147۔

یہ خلف بن ایوب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اس طرح شہادت دیتے ہیں **صار العلم من اللہ تعالیٰ الی محمد ثم صار الی اصحابہ ثم صار الی التابعین ثم صار الی ابی حنیفۃ واصحابہ فمن شاء فلیرض ومن شاء فلیسخط**۔ تاریخ بغداد ج 13 ص 336۔ الخیرات الحسان ص 83۔ المومن ج دوم ص 120، مناقب کردری ج اول ص 36۔

اللہ تعالیٰ سے علم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پھر آپ کے اصحاب کرام کے پاس آیا۔ پھر تابعین کے پاس آیا پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب کے پاس آیا جو چاہے راضی رہے اور جو چاہے ناراض رہے۔

حدثنا محمد بن القاسم البلخی انباء وھب بن ابراھیم القاضی انبا خلف بن ایوب الکوفی قال کنت اختلف الی مجالس العلماء فربما سمعت شیاً لا اعرف معناہ فیغمنی ذٰلک فاذانصرفت الی مجلس ابوحنیفۃ سالۃ عما کنت لا اعرفہ فیفسرلی ذٰلک فدخل فی قلبی من بیانہ وتفسیرہ النور۔ (الموفق ج دوم ص 40)

Marfat.com

خلف بن ایوب کہتے ہیں۔ میں علماء کرام کی مجالس میں جاتا تھا بسا اوقات بہت سی ایسی باتیں سنتا تھا جن کے معنی نہ پہچانتا تھا۔ مجھے اس سے غمگینی حاصل ہوتی تھی۔ اور جب میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوتا اور ایسے مسائل کے متعلق اُن سے دریافت کرتا جو میں نہ پہچانتا تھا۔ آپ اُن کی مجھ سے تفسیر بیان فرماتے۔ تو اُن کے بیان اور تفسیر سے میرے دل میں نور پیدا ہو جاتا۔ (یعنی میرا دل اُن سے روشن ہو جاتا)

عن جعفر بن محمد عن الحسن بن جمعه سمعت خلف بن ایوب یقول کان ابوحنیفة شیئًا ندرا، وکان ابویوسف شیئًا عجبا ندرا، یعنی نادراً لا قیاس علیه. الموفق ج دوم ص 43.

خلف بن ایوب نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک نادر چیز تھے۔ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ ایک عجب اور نادر چیز تھے۔ نادر کے معنی ہے اُن پر کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے۔

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ

5- سفیان بن عیینہ متوفی 198ھ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ امام ذہبی نے کہا: اُن سے احتجاج پر امت کا اجماع ہے۔ اور سفیان مطلقاً ثقہ ہیں۔ علی بن مدینی شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام زہری کے اصحاب میں سفیان بن عیینہ سے کوئی بھی اتقن نہیں۔ امام عجلی کوفی نے کہا: حدیث میں وہ ثقہ اور ثبت ہیں اصحاب حدیث کے حکماء سے اُن کا شمار ہوتا ہے، ابن مدینی نے کہا: اے ابوسعید! سفیان حدیث میں امام ہیں۔ احمد بن عبد اللہ عجلی نے کہا: سفیان بن عیینہ کوفی ''ثقة، ثبت فی الحدیث'' ہیں۔

سفیان بن عیینہ نے اَسّی (80) سے زائد تابعین کو پایا ہے اور اُن کا علم میں ایک قدر کبیر اور محل فطیر تھا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر امام مالک اور سفیان نہ ہوتے تو حجاز کا علم جاتا رہتا۔ امیر المومنین ہارون نے کہا: لوگوں کے سردار سفیان بن عیینہ ہیں۔ علی بن مدینی نے کہا: میں نے بشر بن مفضل کو کہتے ہوئے سنا سطح زمیں پر کوئی ایسا باقی نہیں رہا جو سفیان بن عیینہ کے مشابہ ہو۔ میزان الاعتدال ج دوم ص 170۔ تہذیب الکمال ج 4 ص 271، تہذیب التہذیب ج 4 ص 119۔ تاریخ بغداد ج 9 ص 173۔ یہ سفیان بن عیینہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں شہادت دیتے ہیں۔

○ حدثنا اسحاق بن البهلول سمعت ابن عیینه یقول ما مقلت عینی مثل ابی حنیفه.

تاریخ بغداد ج 13 ص 336۔ الموفق ج دوم ص 26

اسحاق بن بہلول فرماتے ہیں میں نے ابن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میری آنکھوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل نہیں دیکھا۔

○ عن سو ید بن سعید انبا سفیان بن عیینه قال اول من اجلسنی فی الحدیث ابوحنیفة قلت کیف، قال لما دخلت الکوفة قال لهم ابوحنیفه هذا اعلهم بعمرو بن دینار فاجتمع الی المشائخ

Marfat.com

یسالو ننی عن حدیث عمرو بن دینار۔

الموفق ج دوم ص64، مناقب کردری ج اول ص115، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص75۔

سوید بن سعید سے روایت ہے کہ سفیان بن عیینہ نے کہا: مجھے حدیث سنانے کے لیے جس نے مجھے سب سے پہلے بٹھایا وہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے کہا: کیسے، سفیان بن عیینہ نے کہا۔

جب میں کوفہ میں آیا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: یہ (ابن عیینہ) عمرو بن دینار کی احادیث کی اعلم ہیں۔ تو میرے پاس مشائخ جمع ہو گئے اور مجھ سے عمرو بن دینار کی حدیث کے متعلق دریافت کرتے۔

○ عن محمد بن مثنی صاحب بشر بن الحارث سمعت ابن عیینه قال العلماء ابن عباس فی زمانه والشعبی فی زمانه وابوحنیفه فی زمانه. وزاد الکردری سفیان الثوری فی زمانه.

الموفق ج دوم ص64۔ کردری ج اول ص115۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص76

سفیان بن عیینہ نے کہا: ابن عباس۔ شعبی، ابوحنیفہ اور ثوری اپنے زمانہ کے علماء ہیں۔

○ عن عبد الله بن الزبیر الحمیدی قال سمعت سفیان بن عینیة یقول شیان ما ظننت انهما یجاوزان قنظرة الکوفة وقد بلغا الا فاق. قراة حمزه، ورائی ابی حنیفه.

تاریخ بغداد ج13 ص346۔ مناقب کردری ج اول ص90

سفیان بن عیینہ کہتے تھے۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ دو چیزیں کوفہ کی حد سے تجاوز کر جائیں گی۔ حالانکہ وہ آفاق کو پہنچ چکی ہیں۔ اول قرات حمزہ۔ دوم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی رائے۔

○ عن ابن کاس سمعت، سفیان بن عیینه یقول من ارادالمغازی فاالمدینه، ومن ارادالمناسك فمکه، ومن ارادالفقه فا الکوفة ولیلزم اصحاب ابوحنیفه.

الموفق ج دوم ص64، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص75۔ عقود الجمان ص188

ابن کاس سے روایت ہے کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا جو مغازی کے متعلق کچھ حاصل کرنا چاہے تو وہ مدینہ منورہ جائے۔ اور جو مناسک حج چاہے تو وہ مکہ شرفہ جائے۔ اور جو شخص فقہ چاہے تو وہ کوفہ جائے اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی مجالست کرے۔

○ عن ابی یعقوب مرزوی سمعت ابن عینیة یقول لم یکن فی زمان ابی حنیفة باالکوفة رجل افضل منه واورع ولا افقه منه. الموفق ج اول ص 195

ابو یعقوب مروزی سے روایت ہے کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا کوفہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آپ سے کوئی افضل واورع نہیں تھا اور نہ ہی کوئی اُن سے زیادہ افقہ تھا۔ ابوالموید موفق بن احمد مکی فرماتے ہیں: میں

Marfat.com

کہتا ہوں علی بن خشرم کی روایت میں ابن عیینہ سے اس طرح مروی ہے کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ متقی وپرہیز گار کسی کو نہیں دیکھا۔ اور علی بن خشرم سلم، ترمذی اور نسائی کے رواۃ سے ہیں۔

سفیان سعید بن مسروق ثوری

6- سفیان سعید بن مسروق ثوری ابوعبداللہ کوفی متوفی 161ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ حافظ مزی نے اُن کے 282 شیوخ نقل کیے ہیں اور سفیان بن عیینہ، شعبہ بن حجاج اور یحیٰی بن سعید قطان کو اُن کے شاگردوں میں نقل کیا ہے۔ شعبہ بن حجاج، سفیان بن عیینہ، ابوعاص النبیل، یحیٰی بن معین اور اُن کے علاوہ بیشمار علماء کرام نے کہا: سفیان ثوری حدیث میں امیر المومنین ہیں۔ اُن کے حق میں یہ شہادت کافی ہے۔

(تہذیب الکمال ج 4 ص 259۔ تاریخ الکبیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ج 4 ترجمہ 2077، تہذیب التہذیب ج 4 ص 111)

یہ سفیان ثوری حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن ثابت بن موسیٰ ضبی زاهد قال كان الثوری اذا سئل عذ مسئلة دقيقة وفی مناقب كردری كان اذا اشكل علی الثوری مسئلة يقول ما كان احد يحسن ان يتكلم فی هذا لامر الا رجل قد حسدناه ثم يسال اصحاب ابی حنيفة ما يقول صاحبكم يحفظ الجواب ثم يفتی به.

الموفق ج دوم ص 14۔ مناقب کردری ج اول ص 268، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 54

ثابت زاہد جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی کے رواۃ سے ہیں اور سفیان ثوری کے شاگرد ہیں ان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہ سفیان ثوری سے جب کسی دقیق مسئلہ کے متعلق دریافت کیا جاتا۔ اور مناقب کردری کے مطابق جب امام ثوری کو کسی مسئلہ میں مشکل پیش آتی تھی تو وہ کہتے تھے اس کا بہترین جواب وہی دے سکتا ہے جس سے ہم حسد کرتے ہیں۔ (مراد حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں) پھر سفیان ثوری یہ مسئلہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے دریافت کرتے۔ کہ تمہارے امام نے اس کے متعلق کیا فتویٰ دیا ہے۔ پھر جواب کو یاد رکھتے تھے پھر اس کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے۔

O عن اسماعيل بن حماد عن ابی بكر بن عياش قال مات عمر بن سعيد اخو سفيان فأتيناه تعزيه فاذالمجلس غاص باهله وفيهم عبد الله بن ادريس اذاقبل ابوحنيفه فی جماعة، فلما راه سفيان تحرك من مجلسه ثم قام فاعتنقه، فاجلسه فی موضعه وقعد بين يديه. الخ.

تاریخ بغداد ج 13 ص 341۔ مناقب کردری ج دوم ص 11۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 73

اسماعیل بن حماد ابوبکر بن عیاش سے روایت کی کہ سفیان ثوری کے بھائی عمر بن سعید فوت ہو گئے۔ ہم اُن کی تعزیت کے لیے اُن کے پاس آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کی مجلس گھر والوں اور تعزیت کرنے والوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہاں عبداللہ بن ادریس بھی موجود تھے۔ اسی وقت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی ایک جماعت کے ہمراہ تعزیت کے لیے تشریف لائے۔ جس

Marfat.com

وقت سفیان نے اُن کو دیکھا تو مجلس سے اُٹھ کر تعظیم وخیر مقدم کے لیے آگے بڑھے۔اور نہایت ہی عزت واکرام کے ساتھ اپنی جگہ پر بٹھایا۔اور خود آپ کے آگے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ جب امام صاحب رضی اللہ عنہ تعزیت کر کے واپس تشریف لے گئے تو میں نے کہا: اے ابوعبداللہ! آج میں نے آپ کا ایسا عمل دیکھا ہے جسے آپ ناپسند کرتے تھے۔اور ہمیں اس سے باز رکھا کرتے تھے، سفیان ثوری نے پوچھا ایسا کون سا عمل تم نے دیکھا ہے میں نے کہا: آپ کے پاس امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔تو آپ نے نہ صرف تعظیم کے لیے قیام کیا بلکہ اُن کو اپنی جگہ بٹھا کر نہایت درجہ ادب واحترام کیا۔سفیان نے جواب دیا۔ میں نے اُن کے لیے تو تمہیں کبھی منع نہیں کیا یہ شخص (امام صاحب) علم کے بہت بلند وارفع مقام پر فائز ہیں۔اگر میں اُن کے علم کے لیے کھڑا نہ ہوتا۔تو میں اُن کی کبرسنی کے لیے کھڑا ہوتا۔اور اگر میں اُن کی بزرگی کے لیے کھڑا نہ ہوتا تو اُن کے فقہ کے کے لیے کھڑا ہوتا اور اگر میں اُن کے فقہ کے لیے کھڑا نہ ہوتا تو میں اُن کے تقویٰ اور ورع کے لیے کھڑا ہوتا۔ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں میں اُن کے اس جواب سے لاجواب ہو کر رہ گیا۔

سفیان ثوری کے نزدیک امام صاحب رضی اللہ عنہ علم کے نہایت بلند اور ارفع مقام پر فائز تھے۔ یقیناً سفیان ثوری جو امیر المومنین فی الحدیث ہیں آپ کے علم حدیث کے معترف ہیں۔

○ عن حسن بن بشر قال حدثنی زائدہ قال رایت تحت راس سفیان کتاباً ینظر فیه. فاستاذنته فی النظر فیه، فدفعه الی فاذاهو کتاب الرهن لا بی حنیفة فقلت له تنظر فی کتبه فقال وردت انها کلها عندی مجتمعه انظر فیها ما بقی فی شرح العلم غایة ولکفا ما ننصفه.

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 65 مناقب کردری ج دوم ص 9۔الخیرات الحسان ص 76

حسن بن بشر سے روایت ہے انہوں نے کہا: مجھ سے زائدہ نے بیان کیا اُنہوں نے کہا میں نے سفیان ثوری کے سرہانے کتاب دیکھی جسے وہ دیکھتے تھے۔ میں اس کتاب کے دیکھنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے کتاب میرے سپرد کر دی۔کیا دیکھتا ہوں کہ وہ کتاب، حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتاب الرھن ہے۔ میں نے سفیان سے کہا آپ اُن کی کتابیں دیکھتے ہیں۔سفیان ثوری نے کہا: کاش میرے پاس اُن کی سب کتابیں ہوتیں جنہیں میں دیکھا کرتا۔تو علم کی شرح میں کوئی بات باقی نہ رہ جاتی لیکن ہم انصاف نہیں کرتے۔

○ عن احمد بن محمد قال ثنا محمد مقاتل قال سمعت ابن المبارك قال قلت لابی عبد الله سفیان الثوری. تقول فی الدعوة قبل الحرب. قال ان کان ابوحنیفه یرکب فی العلم احد من سنان الرحم کا ذوالله شدید الاخذ للعلم ذاباً عن المحارم. متبعاً لا هل بلده. لا یستحل ان یاخذ الا بما یصح عنده من الاثار عن النبی صلی الله علیه وسلم شدید المعرفة بنا سخ الحدیث ومنسوخه وکان یطلب احادیث الثقات ولا خرمن فعل النبی صلی الله علیه وسلم وما ادرك

Marfat.com

عليه عامة العلماء من اهل الكوفه فی اتباع الحق اخذ به وجعله دينه وقد شنع عليه قوم فسكتنا عنهم بما نستغفر والله تعالیٰ منه، بل كانت منا اللنظه بعد اللفظه.

(اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص66۔ مناقب کردری ج دوم ص 9۔ الخیرات الحسان ص 76۔ عقود الجمان ص 191)

محمد مقاتل نے کہا: میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے ابوعبداللہ سفیان ثوری سے کہا۔ تم حرب سے قبل دعوت کے متعلق کیا کہتے ہو۔ تو سفیان ثوری نے ابن مبارک سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ وہ ایسے علم پر سوار ہیں کہ جو برچھی کی انی سے زیادہ تیز ہے۔ بخدا! امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ غایت درجہ کے لینے والے (یعنی اخذ علم میں بہت مستعد) اور منہیات کا انسداد کرنے والے تھے۔ سوائے صحیح حدیث کے دوسری قسم کی حدیث لینا جائز نہیں سمجھتے تھے۔ حدیث کی ناسخ ومنسوخ کو خوب پہچانتے تھے، ثقہ اصحاب کی احادیث اور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کے متلاشی رہتے۔ حق کی پیروی میں جس بات پر جمہور وعلماء کوفہ کو متفق پاتے تھے اس سے تمسک کرتے اور اس کو دین ومذہب قرار دیتے تھے۔ قوم نے بے جا آپ پر طعن وتشنیع کی اور ہم نے بھی خاموشی اختیار کی جس کی نسبت ہم اللہ عزوجل سے استغفار کرتے ہیں۔ بلکہ ہم سے بھی آپ کی شان میں بعض غلط الفاظ نکلے۔

○ عن جندلی بن والق حدثنی محمد بن بشر قال كنت اختلف الی ابی حنيفة والیٰ سفيان فآتی ابا حنيفه فيقول لی من اين جئت فا قول من عند سفيان فيقول لقد جئت من عند رجل لو ان علقمه ولاسود حضر الاحتاجا الی مثله فآتي سفيان فيقول لی من اين فا قولی من عند ابی حنيفه فيقول لقد جئت من عند افقه اهل الارض.

تاریخ بغداد ج 13 ص 343۔ تہذیب الکمال ج 10 ص 315۔ مناقب کردری ج دوم ص 11

محمد بن بشر بن فرافصہ ابوعبداللہ کوفی جو ائمہ صحاح ستہ کے شیوخ سے ہیں کہتے ہیں۔ کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام سفیان ثوری دونوں کے ہاں مختلف اوقات میں جایا کرتا تھا۔ جب میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تو مجھے فرماتے کہاں سے آئے ہو۔ میں عرض کرتا سفیان ثوری کے پاس سے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تو ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو اگر علقمہ اور اسود موجود ہوتے تو وہ بھی اس شخص کے محتاج ہوتے، اگر میں سفیان ثوری کے پاس جاتا تو مجھے کہتے کہاں سے آئے ہو۔ میں کہتا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا ہوں۔ تو امام سفیان ثوری کہتے تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ روئے زمین پر اُن جیسا کوئی فقیہ نہیں ہے۔

(ضروری نوٹ) مناقب کردری میں محمد بن بشر کی جگہ محمد بن منتشر ہے۔ اور علامہ فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''ننگی تلوار'' میں تبیض الصحیفہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے اس کو نقل کیا ہے اور مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی محمد بن منتشر ہی لکھا ہے۔ حالانکہ تبیض الصحیفہ میں بھی محمد بن بشر ہی ہے۔ حافظ مزی نے تہذیب الکمال اور حافظ عسقلانی نے تہذیب

Marfat.com

التہذیب میں ترجمہ (تذکرہ) محمد بن بشر کے ماتحت لکھا ہے کہ یہ ابن فرافصہ ابوعبداللہ کوفی ہیں۔اور ائمہ صحاح ستہ کے شیوخ میں سے ہیں۔ حافظ خطیب بغدادی نیز صاحب تہذیب الکمال حافظ مزی نے بھی اس روایت کو محمد بن بشر کی طرف ہی منسوب کیا ہے حافظ مزی اور حافظ عسقلانی نے سفیان ثوری کو محمد بن بشر کے شیوخ سے شمار کیا ہے''واللہ اعلم بالصواب''

ذرا بنظر انصاف امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال کو دیکھیں کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی افضلیت وثقاہت، فقاہت واجتہاد اور تبحر فی الحدیث کے عظیم محدث جو امیر المومنین فی الحدیث ہیں کیسے گواہی دے رہے ہیں۔جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صحیح وضعیف، ناسخ ومنسوخ کی جانچ پڑتال میں کتنے ماہر تھے اور اپ کو اس میں کتنا ملکہ حاصل تھا۔آپ اُن ہی احادیث مبارکہ کو لیتے جو صحیح ہونے کے اعتبار سے پایہ صحت کو پہنچ چکی ہوں۔اور جن کے رواۃ ثقہ وعادل ہوں اور جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آخری فعل ثابت ہو اور بذات خود سفیان ثوری مسائل دقیقہ میں امام صاحب رضی اللہ عنہ ہی کی تحقیق کو پسند فرماتے اور اُن کے قول پر ہی فتویٰ دیتے تھے۔اور آپ کو''افقه اهل الارض''تسلیم کرتے تھے اور قلد مُد کی اس روایت

قال سفیان الثوری کنابین یدی ابوحنیفه کا العصافیر بین ید البازی وان ابا حنیفه سید العلماء.

یعنی سفیان ثوری نے کہا: ہم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایسے تھے جیسے باز کے سامنے چڑیاں ہوتی ہیں۔اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سید العلماء تھے۔

کے مطابق امام سفیان ثوری آپ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو ایسا سمجھتے جیسا کہ باز کے مقابلہ میں چڑیا ہوتی ہے۔کیا اُن اقوال کے مقابلہ میں اھل حدیث کے پاس کیا جواب ہے جو یہی کہتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اھل الرائے تھے۔اُن کے مذہب کے بنیاد قیاس اور احادیث ضعیفہ پر ہے۔اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کو تو صرف چند احادیث ہی آتی تھیں۔اب امیر المومنین فی الحدیث کی شھادت پر دیکھے اُن کا کیا ردعمل ہوتا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

7- عبداللہ بن مبارک بن واضح حنظلی تمیمی ابوعبدالرحمٰن مرزوی احد الائمۃ الاعلام وحفاظ الاسلام متوفی 181ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔

ابن مہدی نے کہا: ائمہ چار ہیں۔سفیان ثوری، امام مالک، حماد بن یزید اور عبداللہ بن مبارک، ابن جنید نے ابن معین سے روایت کی کہ عبداللہ بن مبارک نہایت ذیرک، متثبت اور ثقہ تھے۔اور صحیح حدیث کے عالم تھے۔اسماعیل بن عیاشی نے کہا: روئے زمیں پر ابن مبارک جیسا کوئی نہیں۔عجلی نے کہا:''ثقة، ثبت فی الحدیث'' وھب بن زمعہ فضالہ الفوسی سے روای۔انہوں نے کہا: میں کوفہ میں اصحاب حدیث کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔اور جب وہ حدیث کے معاملہ میں باہم الجھ پڑتے تو

Marfat.com

کہتے اس طبیب (یعنی عبد اللہ بن مبارک) کے پاس چلو حتیٰ کہ ہم اس سے دریافت کریں، علی بن صدقہ نے کہا: میں نے ابواسامہ کو کہتے ہوئے سنا کہ اصحاب حدیث میں عبداللہ بن مبارک لوگوں میں امیر المومنین کی مثل تھے۔ عثمان بن سعید نے کہا: میں نے نعیم بن حماد کو کہتے ہوئے سنا عبداللہ بن مبارک اکثر اپنے گھر میں بیٹھے رہتے۔ اُن سے کہا گیا کہ تم تنہائی میں وحشت محسوس نہیں کرتے انہوں نے جواب دیا میں کیسے وحشت محسوس کروں درانحالیکہ میرے پاس نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوتے ہیں۔

تاریخ بغداد ج10 ص151، تہذیب الکمال ج5 ص584، تہذیب التہذیب ج5 ص382، تاریخ الکبیر ج5 ترجمہ 679،

یہ امام عبداللہ بن مبارک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن بعلی بن حمزہ قال سمعت ابووھب محمد بن مزاحم یقول سمعت عبد اللّٰہ بن المبارك یقول رایت اعبد الناس ورایت اورع الناس ورایت اعلم الناس ورایت افقه الناس.الخ.

تاریخ بغداد ج13 ص342، الموفق ج دوم ص29

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں میں نے لوگوں میں سے زیادہ اعبد، متورع، اعلم اور افقہ کو دیکھا ہے۔ تمام لوگوں سے زیادہ عابد عبدالعزیز بن ابی رواد ہیں اور لوگوں میں سے متورع فضیل بن عیاض ہیں اور لوگوں میں سے اعلم سفیان ثوری ہیں۔ اور لوگوں میں سے افقہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں پھر کہا میں نے فقہ میں امام جیسا نہیں دیکھا۔

O عن ابراھیم بن عبد اللّٰہ الخلال قال سمعت ابن المبارك یقول کان ابوحنیفةآیة فقال له قائل فی الشریا ابا عبد الرحمن او فی الخیر فقال اسکت یا هذا فانه یقال نمایة فی الشر وآیه فی الخیر ثم تلا هذه الایه "و جعلنا ابن مریم وامه آیه"

سورہ مومنون آیت 50۔ تاریخ بغداد ج13 ص336۔ الموفق ج دوم ص26۔ الخیرات الحسان ص75۔ مناقب کردری ج اول ص38

ابراہیم بن عبد اللہ خلال نے کہا: میں نے عبد اللہ بن مبارک کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک آیت (نشانی) ہیں۔ کسی نے کہا: اے ابوعبد الرحمٰن! (یہ ابن عبد اللہ کی کنیت ہے) شر میں یا خیر میں حضرت عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا: خاموش رہو شر میں غایت کہا جاتا ہے اور خیر میں آیت کہا جاتا ہے پھر آپ نے یہ آیہ مبارکہ "وجعلنا ابن مریم وامه آیة" تلاوت فرمائی۔

O عن سدید بن نصر سمعت ابن المبارك یقول لا تقولوا رای ابی حنیفه ولکن قولا تفسیر الحدیث، الموفق ج دوم ص 51.

سوید بن نصر سے روایت ہے کہ میں نے عبد اللہ بن مبارک کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی رائے نہ کہو بلکہ یہ کہو کہ یہ حدیث کی تفسیر ہے۔

Marfat.com

○ عن حيى بن حاتم الجرجرانى سمعت عبد الله بن المبأرك يقول لو كان ابوحنيفة فى الامم الماضية لنقل، الينا حديثه وما سمعت بمثله ولا رايت وجها افقه منه. الموفق ج دوم ص 51۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امم ماضیہ میں ہوتے تو ہم اُن کی حدیث نقل کرتے۔ میں نے ان کی مثل کسی کو نہیں سنا اور نہ ہی میں نے اُن سے زیادہ کوئی افقہ دیکھا ہے۔

○ و عنه قول ابى حنيفة عند نا اذا لم نجد اثراً كا لا ثر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

الخیرات الحسان ص 75۔ عقود الجمان ص 189

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں جب ہم اثر نہ پائیں تو ہمارے نزدیک حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر کی مثل ہے۔

○ عن يعلى بن حمزه سمعت بشر بن يحيىٰ سمعت ابن المبارك يقول عليكم بالا ثرولا بد الاثر من ابى حنيفة فيعرف به تاويل الحديث ومعناه. الموفق ج دوم ص 53.

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں تم اثر (حدیث) کو لازم پکڑو اور ضروری ہے کہ یہ اثر (حدیث) حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ہو۔ اس کے باعث حدیث کی تاویل اور معنی پہچانے جاتے ہیں۔

○ عن محمد بن مقاتل قال سمعت ابن المبارك، سئل متى يسع الرجل ان يفتى او ان يلى القضاء اوا لحكم. قال اذا كان عالماً بالحديث، بصير ابا الرائى، عالماً بقول ابى حنيفه حافظاله. اخبار ابوحنيفه واصحابه ص 12. الموفق ج اول ص 90. مناقب كردرى ج اول ص 146.

محمد بن مقاتل سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا۔ کہ اُن سے پوچھا گیا آدمی کب فتویٰ دینے۔ قاضی بننے اور فیصلہ کرنے کی وسعت رکھتا ہے یا اس کے لیے یہ جائز ہے۔ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: جب وہ حدیث کا عالم ہو۔ رائے میں بصیر ہو، اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کا اعلم اور اس کا حافظ ہو۔

محمد بن المعروف بابن بزار صاحب فتاویٰ بزاز یہ یہاں فرماتے ہیں یہ استقرار مذہب سے قبل ہمارے اصحاب سے دو روایتوں میں سے ایک روایت پر محمول ہے۔ لیکن استقرار مذہب کے بعد اس کی کوئی حاجت نہیں اسے صرف تقلید ہی ممکن ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

○ عن عطيه بن اسباط ، وساله رجل فقال أيما افقه ابوحنيفه اومالك فقال ابوحنيفة افقه من ملا الارض مثل مالك. الموفق جا دوم ص 68

عطیہ بن اسباط سے روایت ہے (اور یہ عبداللہ بن مبارک کی ہمشیرہ کے داماد تھے) کہ ایک شخص نے عبداللہ بن مبارک سے دریافت کیا ابوحنیفہ اور امام مالک میں سے کون افقہ ہے۔ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: امام مالک کی مثل اگر زمین مملو ہو تو

Marfat.com

پھر بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ افقہ ہیں۔

○ قال عبد الله بن مبارك ليس احد حق ان يقتدى به منه كان اماماً تقياً نقياً ورعاً فقيهاً، كشف العلم كشفاً لم يكشفه احد ببصرو فهم وفطفة وتقى، ثم حلف ان لا يحد ثهم شهرا،

مناقب کردری ج اول ص40۔عقود الجمان ص189۔الخیرات الحسان ص75۔الموفق ج دوم ص121

عبداللہ بن مبارک کا یہ قول اُن کے طویل قول کا تمتہ ہے اصل میں اُن کا یہ قول اس طرح ہے۔حبان بن موسیٰ بن سوار ابومحمد مرزوی متوفی 233ھ بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی کے رواۃ سے ہیں اور عبداللہ بن مبارک کے شاگرد ہیں وہ کہتے ہیں۔ عبداللہ بن مبارک لوگوں کو احادیث بیان کرتے تھے اور کہتے ''حدثنی النعمان'' کسی نے کہا: تمہاری مراد کیا ہے ابن مبارک نے فرمایا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جو علم کا اصل ہیں تو کچھ لوگ حدیث لکھنے سے رک گئے۔ابن مبارک نے فرمایا: تمہارا ادب کتنا برا ہے۔اور تم اپنے مشائخ سے بہت جاہل ہو اور تمہیں علم اور صاحب علم کی معرفت بہت کم ہے۔اس کے بعد عبداللہ بن مبارک نے یہ فرمایا۔امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر کوئی شخص اس بات کا استحقاق نہیں رکھتا کہ اس کی تقلید کی جائے۔کیونکہ وہ ایک امام متقی، متورع، عمدہ، عالم اور فقیہ تھے جیسا کہ انہوں نے اپنی بصارت وفہم، ذکاوت اور اتقی سے علم کو واضح کیا ہے ایسا کسی نے نہیں واضح کیا۔موفق بن احمد مکی نے لکھا ہے امام ابومحمد حارثی نے کہا: عبداللہ بن مبارک کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فضائل ومسائل میں مرویات بے شمار ہیں جو بیان نہیں کی جاسکتیں۔کیونکہ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اُن کی کتب کو سنا ہے۔اور جو وہ نہ سن سکے وہ انہوں نے ایک شخص یا دو شخص سے سنا ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ اُن سے معروف ہے کہ بہت دفعہ اس طرح کہتے حدثنی رجل عن ابی حنيفة وحدثنی رجل عن رجل عن ابی حنيفه .

(الموفق ج دوم ص54)

عبداللہ بن مبارک کے اقوال کو بغور پڑھیں کہ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں کتنی زبردست شہادت پیش کی ہے باوجود یہ کہ امام مالک اُن کے آخری استاد ہیں اور آخری استاد کا احترام بھی بے حد کیا جاتا ہے اس کے باجود وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تقلید کو امام مالک کی تقلید پر ترجیح دے رہے ہیں۔کہ اگر امام مالک جیسی شخصیت سے یہ زمیں مملو بھی ہو تو اُن سب سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ افقہ ہیں۔

اور اس سے بڑھ کر عبداللہ بن مبارک کی یہ شہادت کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تبحر فی الحدیث میں عظیم دلیل ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا انتخاب صرف صحیح احادیث ہیں۔اس لیے عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: آثار سے تمسک کرو بالخصوص وہ آثار جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کیونکہ وہ صحیح آثار کا انتخاب فرماتے تھے۔امام جلیل عبداللہ بن مبارک کی شہادت کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ افضل، متورع، اعلم، افقہ اور علم حدیث کے ماہر ہیں کہ بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ کو قلت حدیث کا نشانہ بنانا کسی منصف مزاج کو زیبا نہیں دیتا۔

Marfat.com

عبدالوہاب بن صمام رحمۃ اللہ علیہ

8- عبد الوھاب بن صمام صنعانی عبد الرزاق بن صمام کے بھائی۔ ابن معین نے اُن کی توثیق فرمائی۔ میزان الاعتدال ص ج دوم ص684۔ ترجمہ 5329 یہ عبدالوھاب بن صمام امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن احمد بن عطية قال ثنا الحلوانی قال سمعت عبد الوهاب بن صمام صنعانی أخا عبد الرزاق بن صمام صنعانی يقول مارايت مشائخ عدن الذی دخلوالكوفه فی طلب العلم ويقولون كلهم ما راينا با الكوفه فی زمن ابی حنيفه افقه منه ولا اشد ورعاً۔

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص33۔ مناقب کردری ج اول ص227۔ الموفق ج اول ص207

حلوانی نے کہا: میں نے عبد الوھاب بن صمام جو عبد الرزاق بن صمام صنعانی کے بھائی ہیں کہتے ہوئے سنا طلب علم کے لیے جو مشائخ عدن کوفہ میں آئے میں نے دیکھا وہ سب کے سب یہی کہتے تھے کہ ہم نے زمانہ ابوحنیفہ میں اُن سے زیادہ فقیہ اور بہت زیادہ متقی کوفہ میں کسی کو نہیں دیکھا محمد بن محمد المعروف بابن بزاز کردری نے عبد الرزاق بن صمام صنعانی سے یہ روایت نقل کی ہے۔

لیکن قاضی حسین بن علی ابوعبداللہ صمیری متوفی 436ھ نے اپنی کتاب اخبار ابوحنیفہ میں یہ روایت عبد الرزاق بن صمام صنعانی کے بھائی عبد الوھاب بن صمام نے نقل کی ہے۔ اور ''اخبار ابوحنيفه واصحابه'' کی روایت صحیح ہے۔ ان کی خطیب بغدادی نے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ سے تعصب رکھنے کے توثیق کی ہے اور خطیب بغدادی نے خود ان سے روایت کیا ہے جیسا کہ تاریخ ابن عساکر ج 4 ص 344 میں ہے کہ حسین بن علی بن محمد بن جعفر ابوعبداللہ قاضی حنفی فقیہ المعروف بالصمیری نے معافی بن زکریا اور ابن شاھین وغیرہ سے حدیث سنی ہے۔ اور اُن سے خطیب بغدادی اور قاضی القضاۃ وامغانی اور اُن کے سوا ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی رحمۃ اللہ علیہ

9- عبد الحمید بن عبد الرحمٰن حمانی ابویحییٰ کوفی متوفی 202ھ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ سے ہیں۔ ابویحییٰ حمانی یزید بن ابی بردہ سے، اعمش، سفیانین اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن معین نے کہا: ''ثقة'' نسائی نے کہا: ''ثقة'' ابن عدی نے کہا اُن کی اور اُن کے بیٹے کی حدیث لکھی جائے، ہارون حمانی نے کہا: ثقہ، عبداللہ بن احمد دروقی نے کہا: یحییٰ بن عبد الحمید اور اُن کا باپ دونوں ثقہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج 6 ص 45۔ میزان الاعتدال ج دوم ص 542۔ تہذیب التہذیب ج 6 ص 130)

یہ ابویحییٰ حمانی کوفی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دیتے ہیں۔

O قال جعفر بن محمد بن موسیٰ النيسابوری الحافظ سمعت علی بن سالم العامدی يقول

Marfat.com

سمعت ابا یحییٰ الحمانی یقول مارایت رجلا قط خیر امن ابی حنیفة.

(تاریخ بغداد ج13 ص337۔ الموفق ج دوم ص26۔ مناقب کردری ج اول ص38)

علی بن سالم عامری نے کہا: میں نے ابو یحییٰ حمانی کو کہتے ہوئے سنا میں نے کوئی شخص امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بہتر وافضل نہیں دیکھا۔

O عن قاسم بن عباد حدثنی من سمع ابا یحییٰ الحمانی قال، قال عثمانی المدنی. کان ابو حنیفه افقه من حماد وافقه من ابراهیم وافقه من علقمة والاسود الموفق ج دوم ص 37.

قاسم بن عباد سے روایت ہے مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے ابو یحییٰ حمانی سے سنا۔ انہوں نے کہا: عثمان مدنی نے کہا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حماد سے بھی افقہ تھے۔ ابراہیم نخعی سے بھی افقہ تھے۔ اور علقمہ واسود اُن دونوں سے بھی افقہ تھے۔

یہ شہادت صاف اور واضح کر رہی ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ کے تمام علماء سے افقہ تھے۔ اور سب لوگوں سے افضل تھے۔

ابوبکر بن عیاش بن سالم اسدی رحمۃ اللہ علیہ

10- ابوبکر بن عیاش بن سالم اسدی کوفی متوفی 193ھ بخاری اور سنن اربعہ کے رواۃ سے ہیں اُن کے نام میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ اور اسماء مختلفہ یہ ہیں۔ محمد، عبداللہ، سالم، شعبہ، روبہ، سلم، خداش، مطرف، حماد اور حبیب، اور صحیح یہ ہے کہ اُن کی کنیت ہی اُن کا نام ہے۔ صالح بن احمد بن جنبل نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ابوبکر بن عیاش ''صدوق صاحب قرآن وخیر'' ہیں، عبداللہ بن احمد بن جنبل نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ وہ ثقہ ہیں۔ ابن معین نے کہا: ابوبکر ثقہ ہیں، ابوحاتم نے کہا: ابوبکر عبداللہ بن بشر رقی سے احفظ اور اوثق ہیں، عجلی نے کہا: ثقہ ہیں ابن سعد نے کہا: ''ثقة صدوقاً عارفاً بالحدیث والعلم'' ہیں، ابوداؤد نے کہا: ثقہ ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''صدوق ثقة''۔

ابوبکر بن عیاش بن سالم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حضور یہ نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

O عن احمد بن عطیة العوفی، حدثنا منجاب قال سمعت ابا بکر بن عیاش یقول، ابو حنیفة افضل اهل زمانه. تاریخ بغداد ج 13ص 337. الموفق ج دوم ص 26. مناقب کردری ج اول ص 38.

منجاب نے کہا: میں نے ابوبکر بن عیاش کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفۃ اپنے زمانہ والوں سے افضل ہیں۔

ابوبکر بن عیاش کا یہ قول اس بات کی دلیل ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جملہ علوم میں اپنے زمانہ والوں سے افضل ہیں یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ثقاہت واعلمیت کی ایک زبردست شہادت ہے۔

قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ

11- قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود المسعودی ابوعبداللہ کوفی متوفی 175ھ ابوداؤد اور نسائی کے رواۃ

Marfat.com

سے ہیں۔عبداللہ بن احمد نے اپنے باپ احمد بن حنبل سے روایت کی قاسم بن معن ثقہ ہیں، ابن معین سے روایت ہے وہ ایک نجیب وشریف آدمی تھے، ابوحاتم نے کہ وہ صدوق اور ثقہ تھے، آجری نے ابوداؤد سے روایت کی کہ قاسم بن معن ثقہ ہیں۔ابن سعد نے کہا: وہ ثقہ، فقہ اور حدیث کے عالم ہیں۔ اور انہیں اپنے زمانہ کا شعبی کہا جاتا ہے۔تہذیب الکمال ج 8 ص308، تہذیب التہذیب ج 8 ص338۔

یہ قاسم بن معذ بن عبدالرحمٰن مسعودی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں شہادت دیتے ہیں۔

O عن سلیمان بن ابی شیخ. حدثنی حجر بن عبد الجبار قال قیل للقاسم بن معن بن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ ترضی ان تکون من علمان ابی حنیفة قال ما جلس الناس الی احد انفع من مجالسة ابی حنیفه وقال له القاسم تعال معی الیه فجاء فلما جلس الیه لزمه وقال ما رایت مثل هذا زاد الفرائضی قال سلیمان وکان ابوحنیفه ورعا سخیاً.

(تاریخ بغداد ج 13 ص337، مناقب کردری ج اول ص220، الموفق ج اول ص192)

حجر بن عبدالجبار نے کہا: قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود سے کہا گیا، کیا تم پسند کرتے ہو کہ تم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہو۔ قاسم بن معن نے کہا: ضرور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس سے بڑھ کر لوگوں کی کوئی مجلس نافع اور سودمند نہیں۔ پھر قاسم بن معن نے اس سے کہا: آؤ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف چلیں، چنانچہ جب وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے تو اُن کی صحبت کو اختیار کرلیا۔ انہوں نے کہا: میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مثل نہیں دیکھا فرائضی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ سلیمان ابوشیخ نے کہا: ابوحنیفہ بہت متقی اور سخی تھے۔

عبدالملک بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

12- عبدالمالک بن عبدالعزیز بن جریج اموی متوفی 150ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔کنیت ابوالولید، ابن شہاب اور عمرو بن دینار سے ملاقات کی اور امام اعمش کو دیکھا ہے اُن سے روایت نہیں کی۔ احمد بن سعد بن ابی جریج نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ ثقہ ہیں۔ جعفر بن عبدالواحد نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ ابن جریج ''صدوق'' ہیں جب وہ کہیں ''حدثنی'' تو وہ سماع ہے۔علی بن مدینی نے یحییٰ بن سعید قطان سے کہا: ابن جریج مالک سے نافع میں روایت کرنے میں اثبت نہیں، یحییٰ بن معین نے کہا: اصحاب حدیث پانچ ہیں اور اُن میں سے ابن جریج کا بھی ذکر کیا۔ امام ذہبی نے کہا: ابن جریج اعلام الثقات میں سے ایک ہیں۔اور وہ فی نفسہٖ ''مجمع علی ثقة'' ہیں۔

تہذیب الکمال ج 6 ص444، تہذیب التہذیب ج 6 ص404، تاریخ بغداد ج 10 ص402، میزان الاعتدال ج دوم میں 659

عبدالمالک بن عبدالعزیز بن جریج اموی ابوخالد مکی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت دیتے ہیں۔

O عن جعفر بن محمد بن عیسیٰ بن نوح یقول سمعت محمد بن عیسیٰ بن الطباع یقول

Marfat.com

سمعت روح بن عبادة يقول كنت عند ابن جريح سنة خمسين واتاه موت ابی حنيفه فاسترجع وتو جع وقال اے علم ذهب قال ومات فيها ابن جريح.

تاریخ بغداد ج13 ص338۔تہذیب الکمال ج10 ص314، اخبار وابوحنیفہ واصحابہ ص74

روح بن عبادہ کہتے ہیں 150ھ میں، میں ابن جریج کے پاس تھا اُن کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر پہنچی آپ نے ''انا للّٰه وانا اليه راجعون'' پڑھا اور اظہار غم کیا۔ اور فرمایا: ایک علم کثیر جاتا رہا۔ روح بن عبادہ نے کہا: اس سال ابن جریج بھی وفات پا گئے۔

O عن احمد بن كا سب، سمعت ابن عيينه يقول قال ابن جريح بلعنی عن النعمان فقيه اهل كوفة انه كان شديد الورع، صائناً لدنيه ولعلمه لا يؤ ثر اهل الدنيا علىٰ اهل الآخرة واحسيه سيكون له شان فی العلم عجيب وزاد صاحب العقود الجمان وذكر عنده يوماً فقال اسكتوا انه لفقيه، انه لفقيه، انه لفقيه،

(الموفق ج اول ص206، عقود الجمان ص193، الخیرات الحسان ص77، مناقب کردری ج اول ص92)

جب ابن جریج کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم وورع اور استقامت دین وعلم کا حال معلوم ہوا تو کہنے لگے عنقریب علم کے متعلق اس کی عجیب شان ہوگی۔ آپ کے پاس امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو فرمایا خاموش رہو اور تین دفعہ کہا وہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔

O عن محمد بن قد امة الزاهد البلخی انباء يحيىٰ بن موسىٰ سمعت عمر بن هارون يقول قال ابن جريح ما افتی ابوحنيفه رحمه اللّٰه فی مسئلة الامن اصل محكم لو شئنا لمكينا ه ذٰلك.

(الموفق ج اول ص87۔ مناقب کردری ج اول ص146)

عمر بن ہارون کہتے ہیں ابن جریج نے کہا: ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کسی مسئلہ کے متعلق جو بھی فتویٰ دیا وہ اصل محکم (قرآن وسنت) کے مطابق ہے اگر ہم چاہیں تو اس کی حکایت کر سکتے ہیں۔ ابن جریج امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الشیخ ہیں۔ اور عطاء بن ابی رباح کے بعد اھل مکہ کے بہت بڑے بڑے فقیہ شمار ہوتے ہیں۔ کبراء تابعین کو پایا ہے اور اُن کی اکثر روایات کبراء تابعین سے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور اُن کے درمیان کیے مناظرے ہوئے، اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حاسدین میں اُن کا شمار ہوتا ہے اس کے باوجود وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں فرما رہے ہیں اُن کا ہر مسئلہ قرآن وسنت کے مطابق ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم وورع اور استقامت علم ودین ایک عجیب شان اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی افقہیت وثقاہت کی کتنی زبردست شہادت پیش کر رہے ہیں۔ ابن جریج کے قول سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جملہ مسائل قرآن وسنت سے مستخرجہ ہیں اور یہ منکرین امام صاحب رضی اللہ عنہ کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

Marfat.com

معسر بن کدام رحمۃ اللہ علیہ

13- مسعر بن کدام بن ظہیر بن عبیدہ بن حارث بن ھلال عامر ابوسلمہ کوفی متوفی 153 یا 155ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا: مسعر بن کدام "کان من اثبت الناس" امام احمد بن حنبل نے کہا: "ثقة" عجلی کوفی نے کہا: "ثقة ثبت فی الحدیث" ابوطالب کی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت میں ہے "ثقة خیار" اُن کی حدیث اھل صدق سے ہے اسحاق بن منصور نے بطریق یحییٰ بن معین کہا "ثقہ" محمد بن عبداللہ بن عماد موصلی نے کہا: "مسعر حجۃ" کوفہ میں اُن کی مثل کون ہے۔ ابوزرعہ سے اُن کے متعلق پوچھا گیا تو اُنہوں نے کہا: "ثقة" احمد بن محمد بن بلال نے معصب بن مقدام کے طریق سے روایت کی کہ میں نے خواب میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھا اور سفیان آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور وہ دونوں طواف کر رہے تھے آپ سے سفیان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مسعر بن کدام وفات پا گئے ہیں آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ آسمان والے اُن کی موت سے خوش ہوئے ہیں۔ تہذیب الکمال ج 9 ص 592، تہذیب التہذیب ج 10 ص 113۔

امام ذہبی فرماتے ہیں سلیمان کے قول کا کوئی اعتبار نہیں کہ مسعر بن کدام مرجئہ میں سے تھے۔ میں کہتا ہوں ارجاء کئی اجلہ علماء کرام کا مذہب ہے اور اس کے قائل پر تحامل (ظلم وزیادتی) کرنا مناسب ولائق نہیں۔ میزان الاعتدال ج 4 ص 99۔

یہ جلیل القدر امام، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں جو شہادت پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

○ و لقد مسعر یقول من جعل ابا حنیفه بینه وبین الله رجوت اُن لا یخاف ولا یکون فرط فی الاحتیاط لنفسه۔ تاریخ بغداد ج 13 ص 339۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 9۔ الخیرات الحسان ص 78۔ الموفق ج اول ص 108۔

عقود الجمان میں یہ اضافہ ہے

"قیل له لم ترکت رای اصحابه واخذت برایه قال لصحته قاتوا با صح منه لا رغب عنه الیه"

عقود الجمان ص 196۔

مسعر بن کدام کہتے تھے جس شخص نے اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان امام صاحب رضی اللہ عنہ کو وسیلہ یا واسطہ بنایا امید ہے کہ اس کو کوئی خوف وخطرہ نہیں ہوگا اور نہ ہی اپنے لیے احتیاط میں کوتاہی کرے گا مسعر بن کدام سے کہا گیا۔ تم نے اپنے اصحاب کی رائے کو ترک کرے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رائے کو کیوں اختیار کیا انہوں نے جواب دیا اس لیے کہ اُن کی رائے ہی صحیح ہے۔ تم اُن کی رائے سے زیادہ صحیح رائے دکھلاؤ تو میں اس کو اختیار کر سکتا ہوں۔

○ عن ابی اسحاق الخوارزمی قاضی خوارزم قال مر مسعر بن کدام بابی حنیفه واصحابه فوجدهم قد ارتفعت اصواتهم فا قام ملیًا ثم قال هولاء افضل من الشهداء والعباد والمتهجدین هولا یجهدون فی احیاء سنة محمد صلی الله علیه وسلم "وفی روایة الکردری فی احیاء العلوم" ویجتهدون فی اخراج الجهال من جهلهم هولاء افضل الناس، الخ۔

الموفق ج اول میں ص 249۔ مناقب کردری ج اول ص 247۔

Marfat.com

ابو اسحاق خوارزمی قاضی خوارزم کہتے ہیں ایک دن مسعر بن کدام امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب کے پاس سے گذرے (یعنی اُن کی مجلس) اور اُن کو مذاکرہ مسائل فقہ میں آواز بلند کرتے ہوئے پایا تو کچھ دیر کے لیے ٹھہر گئے۔ پھر مسعر بن کدام نے فرمایا: یہ لوگ شہداء عبادت کرنے والوں اور تہجد ادا کرنے والوں سے افضل ہیں۔ یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احیائے سنت میں جدوجہد کرتے ہیں۔ اور جاہل لوگوں کو اُن کی جہالت سے نکالنے کی کوشش کررہے ہیں۔ یہ سب لوگوں سے افضل ہیں۔ اور مناقب کردری میں ہے کہ یہ لوگ علوم کے احیاء میں مشغول ومصروف ہیں۔ پھر مسعر بن کدام حلقہ درس کے قریب گئے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے فرمایا: اے اصحاب! ابوحنیفہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے نرمی کرو کیونکہ آپ باوجود متواتر بارہ راتوں سے محو خواب نہیں ہوئے اور جو رات گذر گئی اس رات میں بھی آپ کے ساتھ حاضر تھا حالانکہ آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

○ قال ابن المبارك رايت مسعر ا فی حلقة جالسا بين يديه يستفيد منه وما رايت احد ايتكلم فی الفقه احسن منه، مناقب کردری ج اول ص 43 الخیرات الحسان ص 78، عقود الجمان ص 197، الموفق ج دوم ص 29

عبداللہ بن مبارک نے کہا: میں نے مسعر بن کدام کو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس میں اُن کے سامنے بیٹھے ہوئے آپ سے استفادہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ فقہ میں اُن سے بہتر اور اچھا کلام کرتا ہو۔

○ عن محمد بن عبد الله المالكی سمعت سليمان بن الربيع سمعت همام بن مسلم سمعت مسعراً يقول لم اربا الكوفة افقه من ابی حنيفة، الموفق ج دوم ص 36.

ھمام بن سلمہ نے کہا: میں نے مسعر بن کدام کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے کوفہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے افقہ کوئی نہیں دیکھا۔

○ عن ابن المبارك قال كان مسعر اذا راى ابا حنيفة قام له واذا جلس معه جلس بين يد يه وكان مجلاله مائلا اليه مثنيا عليه. الموفق ج دوم ص 37.

عبداللہ بن مبارک سے روایت ہے انہوں نے کہا: مسعر بن کدام جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے کھڑے ہو جاتے۔ اور جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھتے تو اُن کے سامنے بیٹھے۔ مسعر بن کدام امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بہت عزت وتکریم کرنے والے اور اُن کی طرف رغبت رکھنے والے اور اُن کی بہت زیادہ تعریف کرتے تھے۔

○ عن محمد بن عيسٰی سمعت الحسن بن قتيبة سمعت مسعر بن كدام يقول ما احسد با الكوفة الا رجلين ابا حنيفه فی فقهه والحسن بن صالح فی زهده.

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 54، الموفق ج دوم ص 36

حسن بن قتیبہ نے کہا: میں نے مسعر بن کدام کو کہتے ہوئے سنا کہ کوفہ میں صرف دو شخص ہی محسود گردانے جاتے تھے۔

Marfat.com

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو فقہ کی وجہ سے۔ اور حسن بن صالح کو زھد کے باعث ذرا بنظر انصاف دیکھیں کہ اھل حدیث کے مقتدی وپیشوا حضرات کہ مسعر بن کدام امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا کس قدر عزت واحترام اور اُن کی نسبت کس قدر حسن اعتقاد رکھتے تھے کہ جو شخص اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو واسطہ گردانے اسے کوئی خوف وخطرہ نہیں۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ اجتہاد وثقاہت جملہ المعال سے افضل ہے اس لیے مجتہدین وفقہاء شہداء، عابدوں اور تہجد گذاروں سے افضل ہیں۔

معمر بن راشد رحمۃ اللہ علیہ

14- معمر بن راشد ازدی حدانی متوفی 153ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ عباس دوری نے بطریق یحیٰی بن معین کہا معمر بن راشد امام زھری کی امام مالک سے روایت کرنے میں ''اثبت الناس'' ہیں۔ امام عجلی نے کہا: ''ثقة رجل صالح'' نسائی نے کہ معمر بن راشد ''ثقة مامون'' ابن حبانی نے کہا: وہ فقیہ، متقن، حافظ، ورع ہیں معاویہ بن صالح نے ابن معین سے روایت کی کہ وہ ''ثقہ'' ہیں عمرو بن بجلی نے کہا: ''اصدق الناس'' یعقوب بن شیبہ نے کہا: معمر بن راشد ثقة، صالح، ابوحاتم نے کہا: صالح الحدیث، عبدالرزاق نے کہا: میں نے معمر بن راشد سے دس 10,000 ہزار احادیث لکھی ہیں۔

میزان الاعتدال ج 4 ص 153، تہذیب الکمال ج 10 ص 22، تہذیب التہذیب ج 10 ص 244

یہ معمر بن راشد امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت دیتے ہیں۔

○ عن علی ابن المدینی قال سمعت عبد الرزاق یقول کنت عند معمراً فأتاه ابن المبارك فسمعنا معمرًا یقول. ما اعرف رجلًا یحسن یتکلم فی الفقه او یسعه ان یقس ویشرح لمخلوق النجاة فی الفقه احسن معرفة من ابی حنیفة ولا اشفق علی نفسه من ان یدخل فی دین الله شیئًا من الشك من ابی حنیفه.

مناقب کردری ج اول ص 42، الموفق ج اول ص 90، جلد دوم ص 28، تاریخ بغداد ج 13 ص 339، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 11۔

علی بن مدینی شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے عبدالرزاق کو کہتے ہوئے سنا کہ میں معمر بن راشد کے پاس تھا کہ عبد اللہ بن مبارک اُن کے ہاں تشریف لائے تو ہم نے معمر بن راشد کو کہتے ہوئے سنا میں ایسے کسی شخص کو نہیں جانتا جو فقہ میں اچھی طرح سے کلام کر سکتا ہو۔ نیز اس کو قیاس کرنے میں وسعت ہو اور مخلوق خدا کے لیے فقہ اور حدیث کی شرح کی قدرت رکھتا ہو۔ جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ سب باتیں حاصل ہیں۔ اور مجھے سوائے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ایسا کوئی نظر نہیں آتا جو اپنے نفس میں اس بات کا بہت خوف رکھتا ہو کہ دین خداوندی میں کسی طرح کی کوئی مشکوک بات داخل کر دے۔

ابوجعفر عیسیٰ بن ابی عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

15- ابوجعفر عیسیٰ بن ابی عیسیٰ (ابی عیسیٰ کا نام ماھان ہے) ابوحاتم رازی متوفی، فی حدود 160ھ سنن اربعہ اور ادب المفرد البخاری کے رواۃ سے ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحیٰی بن معین سے کہا: ''ثقہ'' احمد بن سعد بن ابی جریح نے یحیٰی بن معین

Marfat.com

سے روایت کی اُن کی حدیث لکھی جائے۔ ابوبکر بن خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے کہا: ''صالح'' عباس ودری نے یحییٰ بن معین سے کہا: ''ثقۃ'' اور عبداللہ بن علی بن مدینی نے اپنے باپ علی بن مدینی سے روایت کیا وہ موسیٰ بن عبیدہ کی مثل ہیں اور یحییٰ بن معین والی بات کہی۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے علی بن مدینی سے کہا: ''کان عندنا ثقۃ'' ابوحاتم نے کہا: ''ثقۃ صدوق صالح'' (تہذیب الکمال ج11 ص298۔ تہذیب التہذیب ج12 ص56)

ابوجعفر رازی تمیمی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت شہادت دیتے ہیں۔

○ عن حامد بن آدم حدثنا عبد الله بن ابی جعفر الرازی قال سمعت ابی یقول مارایت احدًا افقه من ابی حنیفه وما رایت احداً اورع من ابی حنیفة. تاریخ بغداد ج 13ص339.

حامد بن آدم سے روایت ہے ہم سے عبداللہ بن ابی جعفر رازی نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد (ابوجعفر رازی) کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے افقہ کسی کو نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر پارسا و پرہیز گار کسی کو دیکھا ہے۔

ابوجعفر رازی محدث کبیر کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں کتنی زبردست شہادت ہے کہ میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ جیسا افقہ کسی کو نہیں دیکھا۔ یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقاہت وتوریع کی عظیم شہادت ہے۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

16- فضیل بن عیاض بن مسعود بن بشر تمیمی یربوعی ابوعلی زاھد متوفی 187ھ سوائے ابن ماجہ کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔

ابراہیم بن محمد شافعی نے کہا: میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا فضیل ثقہ ہیں۔ ابوعبید قاسم بن سلام نے کہا: عبد الرحمٰن بن مہدی نے کہا: فضیل بن عیاض ایک صالح آدمی ہیں۔ امام عجلی کوفی نے کہا: ثقہ ہیں، ابوحاتم نے کہا: ''صدوق'' ہیں۔ نسائی نے کہا: ''ثقۃ مامون'' ہیں دارقطنی نے کہا: ثقہ ہیں۔ محمد بن سعد نے کہا: ثقہ ہیں وہ ایک نبیل، فاضل، عابد، متقی اور کثیر الحدیث ہیں۔ میثم بن جمیل نے شریک بن عبداللہ سے روایت کی کہ فضیل بن عیاض اپنے زمانہ کی حجت ہیں، عثمان بن شیبہ نے کہا: ثقہ اور صدوق ہیں حجت نہیں، امام ذہبی نے کہا: اُن کی ثقاہت وجلالت پر سب کا اجماع ہے۔

(تہذیب التہذیب ج8 میں296، تہذیب الکمال ج8 ص243، میزان الاعتدال ج3 ص361)

فضیل بن عیاض امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ شہادت دیتے ہیں۔

○ عن احمد بن الصلت قال حدثنا سعید بن منصور قال سمعت الفضیل بن عیاض یقول کان ابوحنیفة رجلا فقیها معروفاً با الفقه، مشهور ابا الورع. "واسع المال" معروفا با الافضال علی کل من یطیف به، صبورا علی تعلیم العلم با اللیل والنهار، حسن اللیل کثیر الصحت قلیل

Marfat.com

الكلام حتى ترد مسئلة فی حلال اوحرام، فكان يحسن ان يدل على الحق، هاربًا من مال سلطان۔ تاریخ بغداد ج 13ص 339۔ مناقب کردری ج اول ص 143۔ الموفق ج اول ص 75۔

رزاد ابن الصباح وكان اذا وردت عليه مسئلة فيها حديث صحيح اتبعه وان كان عن الصحابة والتابعين والاقاس واحسن القاس۔ حواله مذكور

سعید بن منصور جو ائمہ صحاح ستہ کے شیوخ سے ہیں کہتے ہیں میں نے فضیل بن عیاض کو کہتے ہوئے سنا: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مرد فقیہ، معروف با الفقہ، مشہور باالورع تھے۔ بسیار مال ودولت رکھتے تھے، اور ہر ایک پر دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے، اور رات دن تعلیم علم میں منہمک اور مصروف رہتے تھے، عمدہ رات گذارنے والے اور خاموش طبع اور کم گو تھے، یہاں تک کہ مسئلہ کے جواب میں یہ حلال ہے یہ حرام ہے فرماتے، اللہ عزوجل کے راہ میں خوب خرچ کرتے، اور بادشاہ کے تحائف وغیرہ سے دور بھاگتے تھے، ابن صباح (محمد بن حمدان) نے حدیث مکرم پر یہ اضافہ کیا ہے۔

اور جب آپ پر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا اور اس کے متعلق حدیث صحیح ہوتی تو اس کی اتباع کرتے تھے خواہ وہ حدیث مبارکہ صحابہ وتابعین سے ہو۔ ورنہ آپ قیاس واجتہاد فرماتے اور خوب اجتہاد فرماتے۔

اعمش سلیمان بن مہران رحمۃ اللہ علیہ

یہی حدیث اختصارًا اخبار ابو حنیفه واصحابه للصمیری میں بھی ہے دیکھو صفحہ 50۔

17- اعمش سلیمان بن مھران اسدی متوفی 148ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ عباس دوری نے سہل بن حلیم سے روایت کی کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ اعمش اپنے اصحاب سے چار خصال کی وجہ سے سبقت لے گئے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ سلیمان بن مھران اعمش اُن سب سے حدیث کے احفظ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ اور ثبت ہیں کہا گیا ہے اعمش کو چار ہزار حدیث زبانی یاد تھی۔ اور اُن کی کوئی کتاب نہ تھی۔ ابن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا: ''ثقہ ثبت''۔ (تہذیب الکمال ج 4 ص 421۔ تہذیب التہذیب ج 4 ص 224۔ تاریخ بغداد ج 9 ص 7۔)

یہ سلیمان اعمش امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں شہادت پیش کرتے ہیں۔

○ عن احمد بن عطية قال ثنا على بن معبد قال ثنا عبيد الله بن عمر قال كنا عند الاعمش وهو يسئل ابا حنيفة عن سائل ويجيبه ابوحنيفه فيقول له الاعمش من اين لك هٰذا فيقول انت حدثتنا عن ابراهيم بكذا و حدثتنا عن الشعبی بكذا قال فكان الاعمش عند ذٰلك يقول يا معشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصيادله۔

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 13۔ الموفق ج اول ص 63 مناقب کردری ج اول ص 206۔ الخیرات الحسان ص 143/205 عقود الجمان ص 321

احمد بن عطیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم سے علی بن معبد نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے عبید اللہ بن عمر نے بیان کیا انہوں نے کہ ہم امام اعمش کے پاس تھے اور وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے چند مسائل کے متعلق دریافت کر رہے تھے۔ اور

Marfat.com

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اُن کا جواب دیا اعمش نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے یہ مسائل کہاں سے لیے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہم سے ابراہیم نے ایسے بیان کیا اور آپ نے شعبی سے یہ حدیث بیان کی عبید اللہ بن عمر نے کہا: اس وقت امام اعمش نے کہا: اے فقہاء کرام! کے گروہ آپ طبیب ہیں اور ہم دوا فروش،

ابوعبداللہ حسین علی صمیری۔ ابوالموید امام موفق بن احمد مکی اور محمد بن محمد المعروف بابن بزار کردری نے امام اعمش کا یہ قول عبید اللہ بن عمر سے نقل کیا ہے اور علامہ حجر مکی نے اپنی کتاب الخیرات الحسان میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ ابوالموید نے لکھا ہے۔ مجھے اس سے اطول ابوالمحاسن حسن بن علی مرغینانی نے بیان کیا۔

پھر ابوالموید نے وہ تمام احادیث ذکر کیں جس کی طرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اشارہ فرمایا۔ کہ تم نے فلاں سے ہمیں یہ حدیث بیان اور فلاں سے یہ حدیث بیان کی۔ اس کے بعد ابوالموید لکھتے ہیں۔

O قال الاعمش فقلت حبك ما حدثتك فی مائة یوم تریس ان تسردہ علی فی ساعة ما ظننت انك تستعمل هذه الاثار[1] ثم ان الاعمش قال یا معشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصیادله واما انت ایها الرجل فافت اخذت کل الطرفین۔ (الموفق ج اول ص 165. مناقب کردری ج اول ص 206)

امام اعمش نے کہا آپ نے حد کردی جو احادیث میں نے سو دن میں آپ سے بیان کیں تھیں۔ آپ نے اُن احادیث کو معہ اسناد ایک ساعت میں مجھ سے بیان کر دی ہیں۔ مجھے یہ علم نہ تھا کہ آپ اُن احادیث پر عمل کر رہے ہیں۔ اے جماعت فقہاء! آپ طبیب ہیں اور ہم دوا فروش، اور اے شخص کامل! تو نے تو دونوں طرف (فقہ وحدیث) سے بہرہ وافر حاصل کیا ہے۔

O عن احمد بن محمد بن مغلس قال ثنا ابن نمیر قال حدثنی ابی قال کان الاعمش اذا سئل عن مسئله قال علیکم تبلك الحلقه یعنی حلقه ابی حنیفة. اخبار ابوحنیفه واصحابه ص 70.

وزادالکردری فانهم اذا وقعت لهم مسئله ید برونها حتی یصیر نها. مناقب کردری ج دوم ص 3.

یعنی امام اعمش سے جب کسی مسئلہ کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ فرماتے اس حلقہ میں جاؤ یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا حلقہ درس۔ محمد بن محمد المعروف بابن بزاز نے یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ وہ حلقہ والے ایسے ہیں جب اُن کو کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے وہ اس میں غور وخوص کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ اس مسئلہ کو پا لیتے ہیں۔

O عن احمد بن حمید یقول حدثنی محمد بن السقر قال سمعت عبد الله بن داؤد قال اراد الاعمش الحج فقال من ههنا یذهب الی ابی حنیفهه یکتب لنا مناسك الحج. اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 70

عبداللہ بن داؤد نے کہا: امام اعمش نے حج کرنے کا ارادہ کیا تو کہا یہاں کون ہے جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائے

---

[1] مناقب کردری میں اس طرح ہے:

حسبك ماحدثتك نی مائة یوم تحدثنی فی ساعة ما علمت انك لقمل بهٰذا الاحادیث

Marfat.com

اور ہمارے لیے مناسک حج لکھوا کر لائے۔اس کی تفصیل امام کردری نے اس طرح کی ہے۔

○ عن علی بن مسعر ان الاعمش خرج حاجاً فشیعه علماء الکوفة وانا فیهم فراوه حزینًا فقال افیکم علی قلت نعم قال ارجع الی الکوفة وقل لا بی حنیفة یکتب لی المناسك ففعلت فأتیب به الیه. مناقب کردری ج دوم ص 3.

علی بن مسعر سے روایت ہے کہ امام اعمش حج کے لیے نکلے تو کوفہ کے علماء بھی اُن کے پیچھے حج کے لیے نکلے۔علی بن مسعر کہتے ہیں میں بھی اُن لوگوں میں شامل تھا علماء نے امام اعمش کو غمناک دیکھا امام اعمش نے کہا: کیا تم میں علی بن مسعر ہیں۔ میں نے کہا: جی ہاں حاضر ہوں۔ امام اعمش نے کہا: کوفہ جاؤ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہو وہ میرے لیے مناسک حج لکھ دیں۔علی بن مسعر کہتے ہیں میں کوفہ گیا اور مناسک حج لکھوا کر امام اعمش کے پاس لایا۔

○ وسئل الاعمش عن مسئلة فقال انما یحسن جواب هذا لنعمان بن ثابت واظنه بورك له فی علمه. (عقود الجمان ص 199. مناقب ابی حنیفه وصاحبیه للذهبی ص 29. الخیرات الحسان ص 79)

امام اعمش سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا۔تو آپ نے فرمایا: اس مسئلہ کا بہترین جواب تو نعمان بن ثابت ہی دے سکتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ اللہ عزوجل نے اُن کے لیے علم میں برکت عطا فرمائی ہے۔

آپ دیکھیں امام اعمش کی اُن روایات سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کمال فضیلت کی کتنی عظیم وبلند مرتبہ شہادت مل رہی ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام الفقہاء والمحدثین ہیں۔ کیونکہ فقہ اور حدیث دونوں سے بہرہ مند ہیں۔ صاحب عقود الجمان نے لکھا ہے جو صرف حدیث کے متلاشی ہیں اور اس کو سمجھتے نہیں وہ اس شخص کی مثل ہے کہ اودیات کو تو جمع کر لیتا ہے لیکن اُن کے منافع سے بے خبر ہے۔حتیٰ کہ وہ طبیب کے پاس جاتا ہے یہی حال محدث کا ہے کہ وہ وجہ حدیث کو نہیں سمجھتا حتیٰ کہ وہ فقیہ کے پاس جاتا ہے۔

دیکھو حدیث کے جلیل القدر امام بھی مسائل میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور یہ شہادت دیتے ہیں کہ اللہ نے اُن کے علم میں برکت بخشی ہے۔

حکم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

18- حکم بن عبداللہ ابومطیع بلخی فقیہ صاحب ابوحنیفہ متوفی 199۔ابن عون، ہشام بن حسان سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے احمد بن منیع، خلدو بن سالم صفار اور ایک جماعت نے اُن سے روایت کی۔ امام ذہبی لکھتے ہیں اُن شہروں والوں نے ان سے فقہ حاصل کی۔ وہ رائے میں بصیر اور کبرالشان علامہ ہیں۔ ابن مبارک اُن کے دین وعلم کی وجہ سے اُن کی بہت زیادہ عزت وتکریم کرتے تھے۔ابن معین نے کہا: ''لیس بشیء'' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ''ضعیف'' نسائی نے کہا: ضعیف، میزان الاعتدال ج اول ص 574۔ اور باالاجماع علماء کرام حدیث ضعیف فضائل میں معتبر ہے۔ اور یہاں صرف امام

Marfat.com

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ہی بیان کیے جا رہے ہیں۔ اس لیے اُن کا ضعف مضر نہیں۔ یہ حکم بن عبد اللہ ابومطیع بلخی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن محمد بن الفضیل الزاهد البلخی یقول سمعت ابا مطیع الحکم بن عبد الله یقول ما رایت صاحب. یعنی حدیث. افقه من سفیان الثوری وکان ابوحنیفه افقه منه.

تاریخ بغداد ج 13 ص 341۔ مناقب کردری ج اول ص 42۔ الموفق ج دوم ص 28

محمد بن فضیل زاہد بلخی کہتے ہیں میں نے ابومطیع الحکم بن عبد اللہ بلخی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے کوئی صاحب حدیث سفیان ثوری سے افقہ نہیں دیکھا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سفیان ثوری سے بھی زیادہ اُفقہ ہیں۔

ابومطیع بلخی کا یہ قول امام صاحب رضی اللہ عنہ کا صاحب حدیث ہونا ثابت کر رہا ہے کیونکہ اگر سفیان ثوری باوجود صاحب حدیث ہونے کے افقہ ہیں تو بطریق اول امام اعظم رضی اللہ عنہ صاحب حدیث ہونے کے سفیان ثوری سے بھی زیادہ افقہ ہیں یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحب حدیث ہونے پر کتنی عظیم اور زبردست شہادت ہے "فافهم"

ابوعاصم النبیل ضحاک رحمۃ اللہ علیہ

19- ابوعاصم النبیل ضحاک بن مخلد بن ضحاک بن مسلم بن ضحاک شیبانی بصری متوفی 213ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ اسماعیل بن رافع مدنی، جریر بن حازم، سلیمان تیمی اور شعبہ بن حجاج وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے بخاری علی بن مدینی وغیرہ نے روایت کی۔

عثمان بن سعید داری نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبد اللہ عجلی نے کہا: ''ثقة کثیر الحدیث'' ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: ''صدوق'' محمد بن سعد نے کہا: ''ثقة فقیها'' عمر بن شبہ نے کہا: بخدا! میں نے اُن کی مثل نہیں دیکھا، آجری نے کہا: ابوعاصم ایک ہزار جید حدیث کے حافظ تھے۔ امام ذہبی نے کہا: ابوعاصم کی توثیق پر علماء کا اجماع ہے۔

تہذیب الکمال ج 5 ص 17۔ تہذیب التہذیب ج 4 ص 451۔ میزان الاعتدال ج دوم میں 325۔

یہ ابوعاصم النبیل جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علی بن مدینی کے شیخ ہیں وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اعلمیت وافقہیت کی یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن الحسن بن علی ولقد قلت لابی عاصم یعنی النبیل ابوحنیفة افقه او سفیان قال عبد ابی حنیفة افقه من سفیان. قال یعنی ضرار بن صرد وسالت ابا عاصم النبیل فقلت ایما افقه سفیان او ابوحنیفة قال غلام من غلمان ابی حنیفه افقه من سفیان،

تاریخ بغداد ج 13 ص 342۔ الموفق ج دوم ص 28۔ مناقب کردری ج اول ص 42

Marfat.com

حسن بن علی نے کہا: میں نے ابوعاصم النبیل سے کہا، کیا ابوحنیفہ افقہ ہیں یا سفیان ثوری، ابوعاصم نے کہا: ابوحنیفہ کا غلام بھی سفیان سے افقہ ہے۔ضرار بن صرد نے کہا: میں نے ابوعاصم النبیل سے پوچھا اور کہا سفیان یا ابوحنیفہ میں سے کون افقہ ہے ابوعاصم النبیل نے کہا: ابوحنیفہ کے شاگردوں کے شاگرد بھی سفیان سے افقہ ہیں۔ابوالمویدمکی کی اصل عبارت یہ ہے۔

○ و اخرج هذالحديث الامام ابومحمد الحارثی با سفاده. ان ابا عاصم قال للسائل يا جاهل اصغر غلمان ابی حنيفه افقه من سفيان.

اس حدیث کو امام ابومحمد حارثی نے اپنی اسناد کے ساتھ اس طرح تخریج کیا ہے کہ ابوعاصم نے سائل سے فرمایا: اے جاہل! ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کا اصغر بھی سفیان سے افقہ ہے۔امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت کہ آپ افقہ ہیں یہ شہادت کافی ودافی وشافی ہے۔

○ عن احمد بن محمد قال ثنا نصر ابن علی قال قلت لابی عاصم ابوحنيفه عندك افقه ام سفيان قال هو والله عندی افقه من ابن جريح مارات عينی رجلًا اشد اقتدا رأ منه علی الفقه.

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 79 الموفق ج دوم ص 65۔ مناقب کردری ج اول ص 116۔ عقود الجمان ص 205۔ الخیرات الحسان ص 82

نصر بن علی نے کہا: میں نے ابوعاصم سے کہا: تمہارے نزدیک امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ افقہ ہیں یا سفیان ابوعاصم نے کہا: بخدا! امام صاحب رضی اللہ عنہ میرے نزدیک ابن جریج سے بھی زیادہ افقہ ہیں۔ میری آنکھوں نے کسی شخص کو بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ فقہ پر قدرت رکھنے والا نہیں دیکھا۔ اور محمد بن محمد المعروف بابن بزار کردری نے یہ حدیث بشر بن یحییٰ سے روایت کی ہے۔

○ عن احمد بن محمد قال ثنا نصر بن علی قال سمعت ابا عاصم النبيل، سئل ايما افقه سفيان اوابو حنيفة فقال انما يقاس الشی علی شكله. ابوحنيفة فقيه قام الفقه، وسفيان رجل متفقه.

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 66۔ مناقب کردری ج دوم ص 9۔

نصر بن علی نے کہا: میں نے ابوعاصم النبیل سے سنا کہ اُن سے پوچھا گیا سفیان یا ابوحنیفہ میں سے کون افقہ ہے۔ تو ابوعاصم نے کہا: چیز کو اس کی شکل پر قیاس کیا جاتا ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تامہ الفقہ فقیہ ہیں اور سفیان ثوری فقہ حاصل کر رہے ہیں۔

یعنی سفیان ثوری تامہ الفقہ فقیہ نہیں۔

محمد بن محمد المعروف بابن بزاز کردری نے یہ حدیث مدینی سے روایت کی ہے۔

لفظه وذكر الامام المدينی عن نصر بن علی سئل ابوعالم النبيل. الخ.

یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علی بن مدینی نے نصر بن علی کے طریق سے اپنے شیخ ابوعاصم النبیل سے روایت کی۔

Marfat.com

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ کے شیخ ابوعاصم النبیل امام صاحب رضی اللہ عنہ کے افقہ واعلم کی جو شہادت دے رہے ہیں یہ شہادت بحق امام صاحب رضی اللہ عنہ نہایت ہی معتمد ومعتبر ہے۔ جس سے انکار صرف کور باطن ہی کر سکتا ہے۔

عبداللہ بن داؤد رحمۃ اللہ علیہ

20- عبداللہ بن داؤد بن عامر بن ربیع ھمدانی ثم شعبی ابوعبدالرحمٰن المعروف باالخریبی متوفی 213ھ سوا مسلم کے ائمہ صحاہ ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ یہ اسرائیل بن یونس، اسماعیل بن ابی خالد سلیمان الاعمش وغیرہ سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے ابراہیم بن محمد تیمی، علی بن مدینہ وغیرہ نے روایت کی۔ ابن سعد نے کہا: ''ثقة عابد'' معاویہ بن صالح نے ابن معین سے روایت کی ''ثقہ، مامون، صدوق'' عثمان دارمی نے ابن معین سے روایت کی کہ ابوعاصم اور عبداللہ بن داؤد دونوں ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ اور نسائی نے کہا: ''ثقة'' ابوحاتم نے کہا: ''صدوق'' دارقطنی نے کہا: "ثقة زاهد"

تہذیب التہذیب ج5 ص199۔ تہذیب الکمال ج5 ص320، الکاشف للذہبی ج دوم ص75

یہ عبداللہ بن داؤد المعروف باالخریبی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عظمت کو یوں سلام عقیدت پیش کرتے ہیں۔

O و فی روایة محمد بن سعید قال عبد الله ابن داؤد الخریبی هذا یجب علی الاسلام واهله ان یدعو الله لا بی حنیفه فی صلوتهم قال وذکر حفظه علیهم السنن والفقه،

الموفق ج دوم ص30۔ مناقب کردری ج اول ص43۔ تاریخ بغداد ج13 ص344۔ تہذیب الکمال ج10 ص316۔ الخیرات الحسان ص78

محمد بن سعید ابوعبداللہ کاتب کی روایت میں ہے کہ میں نے عبداللہ بن داؤد خریبی کو کہتے ہوئے سنا اھل اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کریں محمد بن سعید نے پھر اُن سے ذکر کیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اھل اسلام کے لیے احادیث اور فقہ کو پورے طور پر محفوظ کر دیا ہے۔

O وقیل لبعض الائمة مالك تخص ابا حنیفة عند ذکره بمدح دون غیره قال لان منزلة لیست کمنزلة غیره فیما انتفع الناس بعلمه فاخصه عند ذکره لیرغب الناس با الدعاء له.

عقود الجمان ص207۔ الخیرات الحسان ص83۔ الموفق ج دوم ص150

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے بعض ائمہ (مراد خدیج بن معاویہ ہے) جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کرنے کے وقت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہے یہ کہا گیا کہ تم اُن کی اس قدر تعریف کیوں کرتے ہو جو دوسرے ائمہ کی نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: اس لیے اُن کی قدر و منزلت دوسروں کی طرح نہیں ہے کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم نے لوگوں کو بہت نفع دیا ہے چنانچہ اُن کے ذکر کے وقت خصوصیت سے اُن کی تعریف کرتا ہوں تا کہ لوگوں کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرنے کی رغبت پیدا ہو۔

O عن احمد بن عطیه انبا نصر بن علی انبا عبد الله بن داؤد الخریبی قال من اراد ان یخرج

Marfat.com

من ذلالعمی والجهل ویجد لذة الفقه فلینظر فی کتب ابی حنیفه. الموفق ج دوم ص 65. اخبار ابوحنیفه واصحابه ص 78. عقود الجمان ص 195. الخیرات الحسان ص 78. مناقب کرداری ج اول ص 115.

عبداللہ بن داؤد خریبی نے کہا: جو شخص گمراہی اور جہالت کی ذلت سے نکلنا چاہے اور فقہ کی لذت حاصل کرنا چاہیے۔ اس کو چاہے کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب کو دیکھے۔

○ عن علی بن الربیع سمعت بشر بن الحارث سمعت عبد الله بن داؤد الخریبی قال اذا اردت الاثار اوقال الحدیث واحسبه قال والورع فسفیان واذا اردت تلك الحقائق فأبو حنیفة.

الموفق ج دوم ص 30۔ تاریخ بغداد ج 13 ص 343۔ تہذیب الکمال ج 10 ص 315

بشر بن حارث سے روایت ہے میں نے عبداللہ بن داؤد خریبی کو کہتے ہوئے سنا: جب تم آثار کا ارادہ کرو یا فرمایا حدیث حاصل کرنا چاہو۔ بشر بن حارث کہتے ہیں میرے خیال میں انہوں نے فرمایا: پارسا پرہیز گار بننا چاہو تو امام سفیان ثوری ہیں۔ اور جب تم اُن آثار و حدیث کے حقائق سے واقفیت چاہو تو امام حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا دامن پکڑو۔

عبداللہ بن داؤد خریبی کی یہ شہادت، شہادت نمبر 19 کی توضیح وتشریح ہے۔ وہ یہ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تام الفقہ فقیہ ہیں یعنی آپ کو فقہ میں کلی مہارت اور دسترس حاصل ہے جو امام سفیان ثوری کو حاصل نہیں۔ کیونکہ عبداللہ بن داؤد خریبی کی شہادت بتا رہی ہے۔

کہ امام سفیان ثوری محدث ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ حدیث ہونے کے ساتھ ساتھ احادیث وآثار کے حقائق سے بھی اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث دانی میں بھی بے مثل ہیں کیونکہ احادیث وآثار کے حقائق پر آگہی علم حدیث کو مستلزم ہے۔ جب تک احادیث سے واقفیت نہ ہوگی حقائق تک رسائی ناممکن ہے۔ لہٰذا یہ شہادت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اعلمیت وافقہیت پر عمدہ دلیل ہے۔

یحییٰ بن نصر بن حاجب رحمۃ اللہ علیہ

21- یحییٰ بن نصر بن حاجب قرشی متوفی 215ھ عاصم الاحول، ھلال بن خباب اور ثور بن یزید سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے ابراہیم بن سعید جوھری، احمد بن سیار اور ایک جماعت نے روایت کیا۔ ابوزرعہ نے کہا: ''لیس بشیء'' ابن عدی اُن کی احادیث حسنہ روایت کرتے ہیں۔ ابن عدی نے کہا: ''ارجو انه لا باس به''

ابو حاتم نے کیا میرے نزدیک وہ ''لیس'' ہیں تاریخ بغداد ج 14 ص 184۔ میزان الاعتدال ج 4 ص 411 ترجمہ 9642۔ یہ یحییٰ بن نصر بن حاجب قرشی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنی رائے پیش کرتے ہیں۔

○ عن محمد بن عمر الوراق عن خالد بن نزار عن یحیٰی بن نصر بن حاجب قال دخلت علیٰ ابی حنیفه فی بیت مملو کتباً فقلت له ما هذه قال هذه احادیث کلها ما حدثت بها الا الیسیر

Marfat.com

الذی ینتفع به فقلت له حدثنی ببعضها فا ملی علی حدثنا سلمه بن کهیل الحدیث.

- جامع المسانید ج اول ص 222۔ الموفق ج اول ص 96،95 ۔ مناقب کردری ج اول ص 151

یحییٰ بن نصر بن حاجب سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ایک گھر میں داخل ہوا جو کتب سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ کتابیں کیسی ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ سب کی سب احادیث کی کتب ہیں۔ میں نے اُن کتب احادیث سے صرف تھوڑی سی احادیث بیان کی ہیں۔ جو قابل انتفاع ہیں۔ میں نے عرض کیا: کوئی حدیث مجھے بھی بیان فرمایئے۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھے لکھایا "حدثنا سلمة بن کهیل الحدیث" اور یہ حدیث اس طرح ہے۔

O ابو حنیفة عن سلمة بن کهیل عن حبة بن جوین العرفی قال سمعت علیا رضی الله یقول انا اول من اسلم وصلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم. جامع المسانید ج اول ص 222.

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے سلمہ بن کھیل سے انہوں نے حبہ بن جوین عرفی سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں جو اسلام لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز ادا کی۔

یحییٰ بن نصر بن حاجب نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق جو حدیث دانی کی شہادت دی ہے اس کی مؤید وہ حدیث ہے جس کو موفق بن احمد مکی نے یحییٰ بن عبداللہ کے طریق سے روایت کیا۔

O حدثنا عبد الله بن عبید انبا محمد بن علی سمعت من یقول اخبرنا یحییٰ بن عبد الله قال حدثنی رجل قال اتیت ابا حنیفة فسئلة عن خمس ماتة مسئلة فافتا فی کلها فاتیت سفیان الثوری محدثنی فی کل مسئلة بحدیث. الموفق ج اول ص 145.

یحییٰ بن عبداللہ نے کہا: مجھے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میں نے آپ سے پانچ سو مسائل کے متعلق دریافت کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھے تمام مسائل کے متعلق فتویٰ دیا۔ (وہ شخص کہتا ہے) پھر میں امام سفیان ثوری کے پاس آیا تو آپ نے ہر مسئلہ کے متعلق مجھے ایک ایک حدیث بیان فرمائی۔

یحییٰ بن عبداللہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو پانچ صد (500) مسائل کے متعلق فتویٰ دیا اُن سب کا ماخذ حدیث مبارکہ ہی تھی۔ کیونکہ وہ شخص خود بیان کر رہا ہے کہ میں نے امام سفیان ثوری سے اُن جملہ مسائل کے فتاویٰ کو پیش کیا تو سفیان ثوری نے ہر مسئلہ کے متعلق مجھے حدیث بیان کی۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ پر سب سے بڑا اعتراض یہی ہے کہ ان کی مرویات کی تعداد صرف سترہ ہے اور اُن کی دلیل ابن خلدون کی یہ عبارت ہے۔

یقال بلغت روایاته الی سبعة عشر حدیثا.

کہا گیا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات کی کل تعداد سترہ ہے۔

Marfat.com

پھر اُس کی تاکید وتائید میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ امام حمیدی کا یہ قول بھی پیش کیا جاتا ہے جسے اوشحۃ الحمید نے نقل کیا ہے۔

قال الحمیدی فرجل لیس عندہ سنن من رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم واصحابہ فی المناسك.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حمیدی کہتے ہیں اس شخص (امام ابوحنیفہ) کو مناسک حج میں نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا علم تھا اور نہ ہی سنت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

مقام غور ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پانچ صد فتاویٰ کا ماخذ حدیث مبارکہ ہے جو سفیان ثوری سے منقول ہے اور سفیان ثوری امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ اگر معترضین کی دلیل جو انہوں نے ابن خلدون اور حمیدی کے حوالہ سے پیش کی تسلیم کر لیا جائے تو سفیان ثوری کے قول کا اُن کے پاس کیا جواب ہے جن کو بالاجماع تمام ائمہ اعلام امیر المومنین فی الحدیث کہتے ہیں۔

سر دست تو امام سفیان ثوری کا قول ہی اُن کی منہ پر ایک ایسا طمانچہ ہے جس کا اُن کے پاس کوئی جواب نہیں۔ اور ابن خلدون کی اس عبارت کا جواب آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔ باقی رہا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد حمیدی کا اعتراض تو اس کا یہی جواب کافی ہے کہ امام اعمش جیسے عظیم الشان محدث کبیر جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں انہوں نے جب حج کا ارادہ کیا تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مناسک حج لکھوائے۔ علماء کرام کی نقل سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعمش نے دو مرتبہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مناسک حج لکھوئے۔ حسین بن علی ابوعبد اللہ صمیری کی کتاب ''اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 70'' سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعمش کے لیے علی بن مسعر کے علاوہ کوئی اور شخص بھی تھا جو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مناسک حج لکھوا کر لایا۔ اور یہ روایت عبد اللہ بن داؤد خریبی کی ہے جو سوائے مسلم کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ اور مناقب کردری ج دوم ص 3 پر علی بن مسعر سے روایت ہے جو سلیمان الاعمش کے شاگردوں سے ہیں اور ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں اُن کی وفات 189ھ میں ہوئی۔ وہ کہتے ہیں جب امام اعمش حج کے لیے روانہ ہو گئے تو راستہ میں مجھے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس مناسک حج لکھوانے کے لیے بھیجا اور میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مناسک حج لکھوا کر لایا اور امام اعمش دے دئے۔

لہٰذا امام اعمش جیسے عظیم محدث بھی مناسک حج میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے استفادہ کرتے ہیں۔ تو امام اعمش کے مقابلہ میں حمیدی کا کیا مقام ہے جو یہ کہتے ہیں مناسک حج میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کو نہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تھا اور نہ ہی سنت صحابہ کا اور امام اعمش جیسا جلیل القدر محدث خود مناسک حج امام صاحب رضی اللہ عنہ سے لکھوا رہا ہے معلوم ہوا مناسک حج کے متعلق جتنا علم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کسی اور کے پاس نہیں تھا۔ اور علی بن مسعر قرشی ابوالحسن کو جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ اور یحییٰ بن نصر بن حاجب کی روایت کی تائید امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت بھی کرتی ہے امام قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق بغدادی نے اپنی کتاب تاریخ بغداد جلد نمبر 14 کے صفحہ نمبر 249 پر اس طرح نقل کیا ہے۔

○ حدثنا ابوجعفر الطحاوی، حدثنا ابن ابی عمران، حدثنا بشر بن الولید قال سمعت ابا

Marfat.com

یوسف یقول۔ سالنی الاعمش عن مسئلة فاجبته فیها۔ فقال لی من این قلت هذا۔ فقلت لحدیثك الذی حدثتناه انت۔ ثم ذکرت له الحدیث فقال لی یا یعقوب انی لا حفظ هذالحدیث قبل ان یجتمع ابواك فما عرفت تاویله حتیٰ الان۔ اخبار ابی حنیفه واصحابه ص 96۔ الموفق ج دوم ص 224۔

بشر بن ولید نے کہا: میں نے امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے امام اعمش نے کسی مسئلہ کے متعلق دریافت کیا تو میں نے امام اعمش کو اس کا جواب دیا۔ امام اعمش نے کہا: اے امام ابو یوسف! تم نے یہ مسئلہ کس حدیث سے اخذ کیا ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے کہا: اس حدیث سے جس کو آپ نے ہمیں بیان کیا۔ پھر میں نے وہ حدیث ذکر کی۔ امام اعمش نے مجھ سے فرمایا: اے یعقوب! مجھے تمہارے ولادت سے پہلے یہ حدیث یاد ہے اور میں اب تک اس کی تاویل کو نہیں پہچان سکا۔

یعقوب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

22- یعقوب بن ابراہیم ابو یوسف قاضی صاحب ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ۔ متوفی پانچ ربیع الآخر 182ھ۔ امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے ابواسحاق شیبانی، سلیمان تیمی، یحییٰ بن سعید انصاری، سلیمان الاعمش، ہشام بن عروہ وغیرہم سے روایت کی۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے محمد بن حسن شیبانی، بشر بن ولید کندی، علی بن جعد، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، یحییٰ بن معین وغیرہ سے روایت کیا۔

ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی نے لکھا ہے۔ عمرو الناقد نے کہا: وہ صاحب سنت تھے۔ ابو حاتم نے کہا: اُن کی احادیث لکھی جائیں۔ محمود بن غیلان نے کہا: میں نے یزید بن ہارون سے کہا: تم امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا کہتے ہو۔ تو یزید بن ہارون نے کہا میں اُن سے روایت کرتا ہوں۔ امام طحاوی نے کہا: میں نے ابراہیم بن ابی داؤد برلسیٰ سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا اصحاب رائے میں بہت زیادہ حدیث بیان کرنے والا اور اثبت حضرت امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ سے اور کوئی نہیں دیکھا۔ خود امام ذہبی فرماتے ہیں: جب اُن سے ثقہ روایت کرے اور وہ ثقہ سے روایت کریں تو ''لاباس بہ'' معین اُن کی احادیث لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (میزان الاعتدال ج 4 ص 447)

ابو بکر بن احمد بن علی خطیب بغدادی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے ماتحت لکھتے ہیں۔ حضرت امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہیں جن کو اسلام میں سب سے پہلے قاضی القضاہ کے لقب سے پکارا گیا۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں، علی بن اسحاق مادرانی نے کہا: میں نے عباس بن محمد کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ اصحاب حدیث سے محبت کرتے اور اُن کی طرف میلان رکھتے تھے۔ یحییٰ بن معین نے کہا۔ ہم امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ سے احادیث لکھتے تھے۔ تھوڑا آگے چل کر لکھتے ہیں۔

علی بن احمد بن سلیمان مصری نے کہا: ہم سے احمد بن سعد ابی جریح نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین

Marfat.com

سے حضرت امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا تو یحییٰ بن معین نے کہا: اُن کی احادیث نہ لکھی جائیں۔

اس کے جواب میں خطیب بغدادی نے لکھا۔

قلت

ابن ابی جریح کے علاوہ دوسروں نے یحییٰ بن معین سے امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق روایت کی ہے۔ تاریخ بغداد ج 14 ص 245۔249۔257۔260۔ معلوم ہوا خطیب بغدادی کے نزدیک بھی امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں ثقہ ہیں۔ اور یحییٰ بن معین، علی بن مدینی اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا امام ابو یوسف کی ثقاہت میں کوئی اختلاف نہیں۔ اخبار ابوحنیفہ ص 90۔ یہ امام یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کے متعلق یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

○ حدثنا احمد بن محمد بن مغلس قال سمعت محمد بن سماعه يقول. سمعت ابا يوسف يقول ما خالفت ابا حنيفة فى شيء قط فقد برقد الا رايت مذهبه الذى ذهب اليه انجى فى الاخرة. وكنت ربما ملت الى الحديث وكان هو ابصرً بالحديث الصحيح منى.

تاریخ بغداد ج 13 ص 240۔ اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص 11۔ الخیرات الحسان ص 143۔ الموفق ج دوم ص 121۔ مناقب کردری ج اول ص 40

محمد بن سماعہ نے کہا: میں نے امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ میں نے جس چیز میں بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا اور میں نے اس میں تدبر کیا تو میں نے دیکھا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مذہب جس کی طرف آپ گئے ہیں وہی مذہب آخرت میں نجات دہندہ ہے اور میں بسا اوقات حدیث کی طرف رغبت کرتا تو کیا دیکھتا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ مجھ سے بھی حدیث صحیح کے بینا ہوتے۔

محمد بن یوسف صالحی دمشقی اپنی کتاب مستطاب ''عقود الجمان'' میں لکھتے ہیں۔

○ و قال كان اذا صمم على قول درت على مشائخ الكوفة هل اجد فى تقوية قوله حديثا اواثراً فربما وجدت الحديثين والثلاثه فاتية بها فمنها ما يقول فيه هذا غير صحيح او غير معروف فاقول له وما علمك بذلك مع انه يوافق قولك فيقول انا عالم بعلم اهل الكوفة.

مناقب کردری ج دوم ص 103۔ عقود الجمان ص 321۔ الخیرات الحسان ص 143۔ الموفق ج دوم ص 151

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کسی قول پر مصمم ارادہ کر لیتے کہ یہی قول درست اور صحیح ہے تو میں مشائخ کوفہ کے دروازوں پر دستک دیتا۔ کیا مجھے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول کے متعلق کوئی حدیث یا اثر ملتا ہے یا نہیں۔ بسا اوقات میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول کے موافق دو یا تین احادیث پا لیتا۔ اور اُن احادیث مبارکہ کو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرتا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ بعض کے متعلق فرماتے یہ حدیث غیر صحیح ہے یا غیر معروف ہے۔ چنانچہ میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کرتا باوجود یکہ یہ حدیث آپ کے قول کے موافق ہے آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ غیر معروف ہے۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے میں اہل کوفہ کے علم کا سب سے زیادہ اعلم ہوں۔

Marfat.com

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کا کتنا اونچا مقام ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ حدیث آپ کے قول کے موافق ہے فرماتے یہ حدیث صحیح نہیں۔ یا یہ حدیث غیر معروف ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور اس حدیث مبارکہ سے بھی اعلیٰ پایہ
کی حدیث صحیح ومعروف موجود ہوگی اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حدیث صحیح اور غیر صحیح کی پہچان تھی۔ اس لیے آپ نے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کو غیر صحیح اور غیر معروف قرار دیا باوجود اس کے کہ وہ احادیث آپ کے قول کے موافق تھیں۔ معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اکثر مسائل احادیث صحیح سے ماخوذ ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ پر قلت حدیث کا الزام محض حسد وبغض کی بناء پر ہے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔

○ حدثنا احمد بن الصلت،حدثنا بشر بن الوليد قال سمعت ابا يوسف يقول ما رايت احدا اعلم تفسير الحديث ومواضع النكت التى فيه من الفقه من ابى حنيفة. تاريخ بغداد ج 13ص 340.

مناقب کردری اور الموفق میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔

و كنا تحتلف فى مسئلة فأتى ابا حنيفه فكانما يخرجها من كمه فيدفعه الينا.

الموفق ج دوم ص43۔ مناقب کردری ج اول ص99۔ الخیرات الحسان ص143

بشر بن ولید نے کہا: میں نے امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے حدیث کی تفسیر اور جس حدیث میں فقہ کے مواضع نکت ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اعلم کسی کو نہیں دیکھا۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب ہم کسی مسئلہ میں باہم اختلاف کرتے پھر ہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آتے۔ (اور وہ مسئلہ اختلافی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور پیش کرتے) تو ایسا محسوس ہوتا گویا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ وہ مسئلہ اپنی آستین سے نکال کر ہمارے سپرد فرماتے۔ یہ بندہ ناچیز امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی روایات مذکورہ بالا پر بلاتبصرہ عرض کرتا ہے۔ کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی یہ روایات یحییٰ بن نصر بن حاجب کی روایت کی مؤید ہیں کہ امام صاب کے پاس کتب احادیث کا ایک ذخیرہ تھا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اُن کتب احادیث سے صرف وہی احادیث مبارکہ بیان کیں جو اُمتِ محمدیہ کے لیے قابل انتفاع تھیں۔ اُن جملہ روایات سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث تھے اور صرف اُن احادیث مبارکہ سے مسائل اخذ فرمائے جو اُن کے نزدیک صحیح تھیں۔ اور جو احادیث مبارکہ غیر صحیح اور منسوخ تھیں امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اُن سے مسائل اخذ نہیں فرمائے۔ اب انصاف کا ترازو آپ کے ہاتھ میں ہے اگر چاہیں تو انصاف کرتے ہوئے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حافظ الحدیث تسلیم کرلیں یا عدم انصاف کی بناء پر قلت احادیث کا الزام لگا دیں۔ اللہ عزوجل انصاف کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد بن بشر بن فرافصہ رحمۃ اللہ علیہ

23- محمد بن بشر بن فرافصہ بن مختار بن ردیح عبدی ابوعبد اللہ کوفی متوفی 203ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے

Marfat.com

ہیں۔انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد، سفیان ثوری، سلیمان الاعمش اور عمرو بن میمون وغیرہم سے روایت کیا۔ اور اُن سے اسحاق بن راہویہ، جعفر بن عون، عباس بن محمد دوری اور علی بن مدینی وغیرہم نے روایت کیا۔ ابوداؤد نے کہا: محمد بن بشر کوفہ والوں سے زیادہ احفظ تھے۔ عثمان بن سعید داری نے یحییٰ بن معین روایت کرتے ہوئے کہا وہ ''ثقہ'' ہیں۔ ابوعبید آجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے محمد بن بشر کے سعید بن عروجہ سے سماع کے متعلق دریافت کیا تو ابوداؤد نے کہا: وہ کوفہ والوں میں سے زیادہ احفظ تھے۔ یعقوب بن شیبہ اور محمد بن سعد دونوں نے کہا: وہ کثیر الحدیث اور ثقہ ہیں۔ نسائی اور ابن قانع نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن جنید نے ابن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا اُن کی احادیث لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ عثمان بن ابی شیبہ نے کہا: محمد بن بشر ''ثقہ، ثبت'' ہیں۔ (الکاشف للذہبی ج 3 ص 22۔ تہذیب الکمال ج 8 ص 590۔ تہذیب التہذیب ج 9 ص 74)

محمد بن بشر بن فرافصہ کی روایت سفیان ثوری کی شہادت میں گذر چکی ہے۔

یہاں بطور توثیق اُن کی شہادت رقم کی جارہی ہے۔

یہ محمد بن بشر بن فرافصہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنی رائے کا اس طرح اظہار کرتے ہیں۔

○ عن جندل بن والق، حدثنی محمد بن بشر قال کنت اختلف الی ابی حنیفة والی سفیان فاتی ابا حنیفه فیقول لی من این جئت فا قول من عند سفیان، فیقول لقد جئت من عند رجل لو ان علقمه والاسود حضر الاحتا جا الٰی مثلہٖ، فاتی سفیان فیقول لی من این جئت فاقول من عند ابوحنیفه فیقول لقد جئت من افقه اهل الارض۔

تاریخ بغداد ج 13 ص 343۔ تہذیب الکمال ج 10 ص 315۔ مناقب کردری ج دوم ص 11

محمد بن بشر نے کہا: میں مختلف اوقات میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام سفیان ثوری دونوں کے ہاں جایا کرتا تھا۔ جب میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تو مجھے فرماتے کہاں سے آئے ہو۔ میں عرض کرتا سفیان ثوری کے پاس سے آیا ہوں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو اگر علقمہ اور اسود موجود ہوتے تو وہ بھی اس شخص کے محتاج ہوتے۔ اگر میں سفیان ثوری کے پاس جاتا تو مجھے فرماتے کہاں سے آئے ہو تو میں عرض کرتا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا ہوں۔ تو امام سفیان ثوری کہتے تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ روئے زمین پر اُن جیسا کوئی فقیہ نہیں چنانچہ محمد بن بشر، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت رائے کے اظہار کے گواہ ہیں جو یہ شہادت دے رہے ہیں کہ سفیان ثوری جیسی شخصیت بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم کی معترف ہے۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایسے شخص ہیں کہ روئے زمین پر اُن جیسا کوئی فقیہ نہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ''افقہ الناس'' ہونا آپ کے آثار واحادیث کے معانی پر سب سے اعلم ہونے کو مستلزم ہے۔ اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم حدیث وآثار کے متعلق نہایت قوی شہادت ہے۔

یہاں ایک غلطی کا ازالہ بھی از حد ضروری ہے۔ وہ یہ کہ مناقب کردری میں محمد بن بشر کی جگہ محمد بن منتشر لکھا گیا ہے۔ اس طرح علامہ فقیر محمد جہلمی نے اپنی کتاب مستطاب ''ننگی تلوار'' میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مستطاب ''تبییض

Marfat.com

الصحیفه'' کے حوالہ سے بھی محمد بن بشر کی جگہ محمد بن منتشر ارقام فرمایا ہے حالانکہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''تبییض الصحیفه'' میں بھی محمد بن بشر ہی منقول ہے۔

''دیکھو باب امام اعظم رضی اللہ عنہ کے سیر ومناقب'' صاحب تہذیب الکمال حافظ جمال الدین مزی اور صاحب تہذیب التہذیب حافظ عسقلانی نے بھی ترجمہ، محمد بن بشر کے ماتحت لکھا ہے۔ محمد بن بشر بن فرافصہ ابوعبداللہ کوفی جو ائمہ صحاح ستہ کے شیوخ سے ہیں۔ خطیب بغدادی اور حافظ مزی دونوں ہی نے اس روایت کو محمد بن بشر کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور اُن دونوں نے سفیان ثوری کو محمد بن بشر کے شیوخ سے شمار کیا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی ادارہ ان دونوں کتابوں کی دوبارہ طباعت کرے تو از راہ کرم وہ اس غلطی کا ازالہ کر کے عنداللہ ماجور ہو "واللہ اعلم با الصواب"۔

علی بن عاصم بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ

24- علی بن عاصم بن صہیب ابوالحسن متوفی 201ھ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں۔ انہوں سے اسماعیل بن خالد، بیان بن بشر احمس، عاصم بن کلیب اور عبدالملک بن عبدالعزیز وغیرہم سے روایت کیا۔ اور اُن سے ابراہیم بن سعید جوہری، علی بن مدینی شیخ امام بخاری، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یزید بن زریع وغیرہم نے روایت کیا۔ یعقوب نے کہا: میں نے ابراہیم بن ہاشم کو کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے سفیان بن عیینہ سے کہا: علی بن عاصم نے محمد بن سوقہ سے روایت کیا ہے اور اُن کی حدیث کا ذکر کیا۔ تو ابن عیینہ نے اس حدیث کا انکار نہیں کیا۔ خطیب بغدادی نے کہا: وہ اہل صدق سے ہیں اور حدیث میں قوی نہیں۔ اور حدیث محمد بن سوقہ کی وجہ سے معتوب ہیں۔ پھر خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ چند خواب جو لوگوں نے دیکھے کہ حدیث مذکور صحیح ہے روایت کیے۔ امام عجلی نے علی بن عاصم کے ذکر میں کہا وہ ثقہ ہیں اور حدیث میں مشہور ہیں۔ ابوداؤد بن اشعث نے کہا: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ سے کہا گیا علی بن عاصم کیسے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں تو اُن سے حدیث بیان کرتا ہوں۔ یحییٰ بن جعفر نے کہا: علی بن عاصم کے پاس تیس ہزار سے اکثر کا اجتماع ہوتا اور آپ دوکان کی سطح پر تشریف فرما ہوتے اور آپ کے تین املاء کرانے والے ہوتے۔

تاریخ بغداد ج 11 ص 444۔ تہذیب التہذیب ج 7 ص 348۔ تہذیب الکمال ج 7 ص 332

یہ علی بن عاصم امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اس طرح شہادت دیتے ہیں۔

o عن علی ابن موسیٰ القمی.قال سمعت محمد بن عمار یقول. قال علی بن عاصم. کنا فی مجلس فذکر ابوحنیفة فقال لی خالد الطحان لیت بعض علمه بینی وبینك.

تاریخ بغداد ج 13 ص 344

علی بن موسیٰ قمی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے محمد بن عمار کو کہتے ہوئے سنا کہ علی بن عاصم نے کہا: ہم ایک مجلس میں تھے وہاں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو خالد (بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یزید) طحان نے مجھ سے کہا:

Marfat.com

کاش کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا بعض علم میرے اور تیرے درمیان ہوتا۔

یہ خالد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن یزید طحان متوفی 182ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، ابن سعد، ابوزرعہ، نسائی، ابوحاتم نے اُن کو ثقہ کہا ہے۔ یہ باوجود ایک عظیم محدث ہونے کے اس خواہش کا اظہار کر رہے ہیں کہ کاش حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بعض علم میرے پاس ہوتا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ علی بن عاصم اور خالد طحان سے بھی حدیث میں زیادہ اعلم تھے۔ ورنہ اُن کی خواہش کا کوئی مقصد نہ تھا کیونکہ وہ خود ایک عظیم محدث تھے۔ چنانچہ علی بن عاصم کی روایت سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ عالم باالحدیث ہیں۔ اور ایک دو عظیم محدثین کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت نہایت معتبر ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث دانی میں بے مثل تھے۔

(تہذیب التہذیب ج 3 ص 100)

○ عن یحییٰ بن ابی طالب قال سمعت علی بن عاصم یقول۔ لووزن علم ابی حنیفة بعلم اهل زمانه لرجح علیهم۔ اخبار ابی حنیفه واصحابه ص 9.

اور الموفق بن احمد مکی نے مناقب ابوحنیفہ میں احمد بن محمد کے طریق سے اس کو روایت کیا۔

عن احمد بن محمد انباء عبد الله بن مسلمه سمعت ابا العباس سمعت علی بن عاصم یقول۔ الخ۔ الموفق ج دوم ص 47. مناقب کردری ج اول ص 101.

علی بن عاصم فرماتے ہیں اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم کو اُن کے زمانہ والوں کے علم کے ساتھ وزن کیا جائے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اعلم اُن کے علم پر غالب آ جائے گا۔

○ عن محمد بن مهاجر سمعت علی بن عاصم یقول اقاویل ابی حنیفة تفسیر العلم فمن لم ینظر فی اقاویله احل بجهله الحرام وحرم الحلال وضل الطریق.

(الموفق ج دوم ص 47۔ مناقب کردری ج اول ص 101)

محمد بن مہاجر سے روایت ہے کہ میں نے علی بن عاصم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ امام الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال علم کی تفسیر ہیں۔ پس جو شخص آپ کے اقوال کو پیش نظر نہ رکھتے ہوئے کوئی فتویٰ دے وہ اپنی جہالت کے باعث حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر کے اسلام کے راستہ کو گم کر دیتا ہے۔

علی بن عاصم کے قول سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال علم کی تفسیر ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لیے خطیب بغدادی کی یہ روایت کافی ہے۔

○ عن محمد بن حفص عن الحسن بن سلیمان انه قال فی تفسیر الحدیث. "لاتقوم الساعة حتی یظهر العلم" قال هو علم ابی حنیفه وتفسیر والآثار

تاریخ بغداد ج 13 ص 336۔ الموفق ج دوم ص 148۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 9

Marfat.com

محمد بن حفص نے حسن بن سلیمان سے روایت کی کہ انہوں نے اس حدیث مبارکہ "لاتقوم الساعة" کی تفسیر کے متعلق کہا وہ علم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا علم مراد ہے اور اس کی تفسیر آثار ہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال علم کی تفسیر ہیں اور علم کی تفسیر آثار ہیں چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال احادیث مبارکہ میں ہیں۔ کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اکثر مسائل احادیث سے ماخوذ ہیں۔ لہٰذا جن لوگوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم بالحدیث ہونے سے انکار کیا اس نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم اور اس کی تفسیر آثار کا انکار کیا۔

قاعدہ یہ ہے کہ جب لفظ "ذی علم" مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے مراد جمیع علوم کا عالم ہوتا ہے جیسے کہا جائے فلاں ذی علم ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ وہ جملہ علوم وفنون پر دسترس رکھتا ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ جملہ علوم کا علم رکھتا ہو اور علم حدیث سے بے بہرہ ہو۔ اس کی مثال یوں لے لیجئے جیسے کوئی شخص یہ کہے ابن تیمیہ، ابن قیم، محمد بن علی بن محمد شوکانی نہایت اعلیٰ پایہ کے عالم دین ہیں۔ تو کیا آپ یہ تسلیم کرنا گوارہ کرو گے کہ وہ علم نحو وصرف، علم معانی، علم منطق، علم فقہ اور علم اصول فقہ، علم تفسیر اور اصول تفسیر وغیرہ میں نہایت اعلیٰ پایہ کے عالم دین ہیں لیکن عالم بالحدیث نہیں۔ یقیناً آپ یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ تو کتنی ستم ظریفی ہے کہ ائمہ کبار محدثین رحمۃ اللہ علیہم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اعلم الناس، افقہ الناس اور افقہ اہل الارض اور اعلم اہل زمانہ کے خطاب سے آپ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کررہے ہیں اور آپ یہی کہہ رہے ہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ عالم بالحدیث نہیں۔ ذرا انصاف سے کام لو۔ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ابونعیم فضل بن دکین رحمۃ اللہ علیہ

25- ابونعیم فضل بن دکین (دکین اُن کا لقب ہے) عمرو بن حماد متوفی 219ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اعمش، یونس بن اسحاق، سفیان ثوری، ہشام دستوائی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے اسحاق بن راہویہ، احمد بن منیع، عباس دوری، محمد بن یحییٰ وغیرہم نے روایت کیا۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: ابونعیم ثقہ، ثبت اور صدوق ہیں مروزی نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی انہوں نے کہا: یحییٰ بن معین اور عبدالرحمٰن نے کہا: ابونعیم حجت اور ثبت ہیں۔ ابن عمار نے کہا: ابونعیم "متقن حافظ" ہیں اور اس طرح آجری، ابوداؤد، عجلی، ابوحاتم اور ابوزرعہ نے کہا۔

(تہذیب الکمال ج 8 ص 208، تہذیب التہذیب ج 8 ص 270)

یہ حافظ ابونعیم امام الائمہ، سراج الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

قال ابونعیم الفضل بن دکین فی روایة الجوهری عنه کان ابوحنیفة صلی الله علیه وسلم صاحب غوص فی المسائل،

الموفق ج دوم ص 30، کردری ج اول ص 43، البدایہ والنہایہ ج 10 ص 107، تہذیب الکمال ج 10 ص 316، تاریخ بغداد ج 13 ص 344۔

لہ الموفق میں "وتفسیرہ الآثار" کی جگہ "وتفسیر للآثار" ہے۔

Marfat.com

جوہری کی حافظ ابونعیم فضل بن دکین سے روایت میں ہے۔ حافظ ابونعیم نے کہا: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ مسائل میں صاحب غوص (یعنی معانی کی حقیقت تک پہنچنا) تھے۔

ابوعبدالرحمٰن مقری رحمۃ اللہ علیہ

26- ابوعبدالرحمٰن مقری، یعنی عبداللہ بن یزید عدوی ابوعبدالرحمٰن مقری متوفی 213ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ موسیٰ بن علی بن رباح، ابوحنیفہ، ابن عون اور شعبہ بن حجاج وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے بشر بن موسیٰ بن شیخ بن صالح بن عمیری اسدی، علی بن مدینی، ابوخیثمہ، ابوبکر بن ابن شیبہ وغیرہم سے روایت کیا۔ ابوحاتم نے ''صدوق'' نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ خلیل نے کہا: ثقہ ہیں اُن کی حدیث ثقات میں سے ہے اس سے حجت پکڑی جائے۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں۔ ابن تابع مکی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ تہذیب التہذیب ج 6 ص 83، تہذیب الکمال ج 5 ص 709، الکاشف ج دوم ص 128۔

یہ ابوعبدالرحمٰن مقری امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے رائے کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

o عن عمر بن احمد الواعظ، حدثنا محمد بن مخزوم، حدثنا بشر بن موسیٰ، حدثنا ابوعبد الرحمن المقری دکان اذا حدثنا عن ابی حنیفه قال حدثنا شاهنشاه،

تاریخ بغداد ج 13 ص 244، الموفق ج دوم ص 30، کردری ج اول ص 92۔

عمر بن احمد واعظ سے روایت ہے کہ ہم سے محمد بن مخزوم نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے بشر بن موسیٰ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہم سے ابوعبدالرحمٰن مقری نے بیان کیا۔ کہ جب ابوعبدالرحمٰن مقری حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ہمیں حدیث بیان کرتے تو کہتے ہمیں شہنشاہ نے بیان کیا۔

الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

o عن عبد الله بن صالح انباء محمود بن شريك انبا عبد الله بن يزيد (ابو عبد الرحمٰن مقری) قال حدثنا ابوحنيفة شاه مرداں۔ الموفق ج دوم ص 32.

عبداللہ بن صالح سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہمیں محمود بن شریک نے خبر دی۔ انہوں نے کہ ہمیں عبداللہ بن یزید ابوعبداللہ حمعی مقری نے خبر دی انہوں نے کہا: ہم سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ شاہ مردان نے بیان کیا۔

آپ غور فرمائیں کہ ابوعبدالرحمٰن مقری برائے اصحاب حدیث میں سے اور ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ اکثر حدیث حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ یہ شہادت دے رہے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں شاہنشاہ شاہِ مرداں ہیں۔ اس سے زیادہ اور کیا شہادت ہو سکتی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں متبحر اور حافظ الحدیث ہیں۔ اللہ عزوجل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

شداد بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ

27- شداد بن حکیم متوفی 213ھ اُن کا ترجمہ بسیار تلاش کے باوجود نہیں مل سکا۔ اور خطیب بغدادی نے اُن سے روایت کیا ہے۔ اور وہ روایت اس طرح ہے۔

o حدثنا احمد بن محمد البلخی قال سمعت شداد ابن حکیم یقول، مارایت اعلم من ابی حنیفةرضی اللّٰہ عنہ. تاریخ بغداد ج13ص 344، تہذیب الکمال ج 10ص 316.

احمد بن محمد بلخی نے کہا: میں نے شداد بن حکیم کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اعلم کسی کو نہیں دیکھا۔

الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مناقب ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں شداد بن حکیم سے اس طرح روایت کرتے ہوئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اُن کی رائے بیان فرماتے ہیں:

o عن جعفر بن محمد انبا الحسن بن جمعه سمعت شدار اً یقول لو لا ما من الله علینا بابی حنیفة واصحابه حیث بینوا هذا لعلم وشر حدا لم نکن ندری ما نختار من ذٰلك رما نا خذه به.(الموفق ج دوم ص 62)

جعفر بن محمد سے روایت ہے کہ ہمیں حسن بن جمعہ نے خبر دی۔ کہ میں نے شداد بن حکیم کو کہتے ہوئے سنا اگر اللہ تعالیٰ عزاسمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے اصحاب کے ذریعہ سے ہم پر احسان نہ فرماتا کہ انہوں نے اس علم (یعنی علم حدیث) کو بالتشریح بیان کیا اگر اللہ عزوجل کا ہم پر احسان نہ ہوتا تو ہمیں معلوم نہیں تھا کہ ہم اس علم سے کیا اختیار کرتے اور کس سے ہم مسائل اخذ کرتے۔

علامہ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قلت

شداد بن حکیم بلخ کے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم سے ایک امام ہیں اور وہ نصیر بن یحییٰ کے استاد ہیں۔ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کرتے وہ سفیان ثوری اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب امام زفر وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ اپنے زمانہ کے زاہد تھے۔ ایک ظہر سے دوسری ظہر تک وضو کرتے اور ساٹھ سال تک وہ محو خواب نہیں ہوئے۔

آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں شداد بن حکیم باجود یکہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نہیں کرتے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے روایت کرتے ہیں۔ وہ بھی یہ شہادت دے رہے ہیں کہ علم حدیث کی جو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے تشریح بیان کی یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر نہایت عظیم احسان ہے۔ اس سے بڑھ کر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تبحر فی الحدیث میں کون سی شہادت ہوسکتی ہے مولائے کریم امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عزت وتکریم کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

شداد بن حکیم کے اس قول کی وضاحت نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب ابجد العلوم میں اس طرح کی ہے۔

O ان معرفة التواترولا حاد والناسخ والمنسوخ وان تعلقت بعلم الحديث لكن المحدث لا يفتتر اليه. لان ذٰلك من وظيفة الفقيه لا نه يستنبط الاحكام من الاحاديث فيحتاج الىٰ معرفت التواتر ولا حاد والناسخ والمنسوخ الخ. ابجد العلوم ص 438.

حدیث تواتر و آحاد اور ناسخ ومنسوخ کا پہچاننا اگرچہ علم حدیث سے متعلق ہے لیکن محدث کو اس کی احتیاج نہیں ہوتی کیوں کہ یہ کام فقیہ ومجتہد کا ہے۔ وہ احادیث مبارکہ سے احکام نکالتا ہے۔ چنانچہ وہ تو اتر و آحاد اور ناسخ ومنسوخ پہچاننے کا محتاج ہوتا ہے۔ اور محدث کا کام حدیث کا نقل وروایت کرنا ہے جو حدیث سموعہ ہے جیسا کہ سنی ہے۔

اس طرح حافظ ابن قیم نے اپنی کتاب ''اعلام الموقنین'' جو غیر مقلدوں کے نزدیک "کا الوحی من السماء" ہے مرقوم ہے۔

لا يجوزلا حد ان يا خذ من الكتاب والسنة ما لم يجتمع فيه شروط الاجتهاد ومن جميع العلوم.

یعنی کسی کو لائق ومناسب نہیں کہ وہ از خود کتاب وسنت سے کچھ اخذ کرے جب تک کہ اس میں شرائط اجتہاد مجتمع نہ ہوں۔ اور جمیع علوم مثلاً صرف، نحو، لغت، محکم ومتشابہ، ناسخ ومنسوخ اور صحابہ کرام وتابعین عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال کا علم نہ ہو۔ اور یہ بات عند الکل مسلم ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک عظیم مجتہد ہیں۔ آپ احادیث مبارکہ کی علل اور ناسخ ومنسوخ سے واقفیت رکھتے ہیں۔ اس لیے جو آپ نے کتاب وسنت سے مسائل اخذ فرمائے۔ اہل اسلام میں سے اسی فیصد ان پر عمل پیرا ہیں۔ اُن میں محدثین وفقہاء اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم بھی شامل ہیں۔

امام ترمذی جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں نے بہ نسبت محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے فقہاء کرام کے احادیث مبارکہ کے معانی کے اعلم ہونے کی شہادت کتاب الجنائز باب غسل المیت میں اس طرح دی ہے کہ۔

"وكذٰلك قال الفقهاء وهم اعلم بمعانى الحديث"

یعنی فقہاء کرام بہ نسبت محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے حدیث کے معنی کے زیادہ اعلم ہیں۔ اور شداد بن حکیم کا اس عبارت۔

"حيث بغيرا هذا لعلم وشرحوا"

سے اس کی طرف اشارہ ہے جو نواب صدیق حسن خان، ابن قیم اور ترمذی نے بیان کیا۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب وہ ہیں جنہوں نے اس علم کو با التشریح بیان کیا۔ کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث کے معنی کے زیادہ اعلم ہیں۔ اور احادیث مبارکہ کی علل اور ناسخ ومنسوخ کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

اس جملہ بحث سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ حدیث ہیں اور آپ نے انہیں احادیث مبارکہ سے مسائل اخذ

Marfat.com

کیے جو اُن کے نزدیک صحیح اور غیر منسوخ ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف قلت حدیث کی نسبت بجز حسد کے اور کوئی چیز نہیں۔

مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

28- مکی بن ابراہیم بن بشیر بن فرقد تمیمی حنظلی ابواسکن بلخی۔ متوفی 214 یا 215ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ ابراہیم بن ادھم، جعفر بن محمد صادق، عبدربہ بن ابی راشد بصری، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

اُن سے ابراہیم بن زہیر، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، ہشام دستوائی، یعقوب بن عطاء بن ابی رباح وغیرھم نے روایت کیا۔

اسحاق بن منصور مرزوی نے کہا: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مکی بن ابراہیم کے متعلق دریافت کیا تو احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ صالح ہیں۔ امام عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: اُن کا محل صدق ہے، نسائی نے کہا: ''لیس به باس'' دارقطنی نے کہا: وہ ثقہ و مامون ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ وثبت ہیں، مسلمہ نے ''صلہ'' میں کہا وہ ثقہ ہیں، خلیلی نے کہا: وہ متفق علیہ ثقہ ہیں، تہذیب الکمال ج 10 ص 91، تہذیب التہذیب ج 10 ص 292، الکاشف ج سوم ص 152، تاریخ بغداد ج 13 ص 116۔

یہ مکی بن ابراہیم امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یوں شہادت دیتے ہیں۔

○ قال النخعی حدثنا اسماعیل بن محمد الفارسی قال سمعت مکی بن ابراهیم ذکر ابا حنیفة فقال کان اعلم اهل زمانه.

تاریخ بغداد ج 13 ص 354، تہذیب الکمال ج 10 ص 316، الخیرات الحسان ص 78، عقود الجمان ص 195۔

نخعی نے کہا: ہم سے اسماعیل بن محمد فارسی نے کہا: میں نے مکی بن ابراہیم کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ والوں سے اعلم ہیں۔ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح روایت کیا ہے۔

○ قال کان ابوحنیفة تقیا، زاهدا، عالما، راغباً فی الآخرة، صدوق اللسان احفظ اهل زمانه.

الموفق ج جلد اول ص 213، کردری ج اول ص 232

حافظ ابن کثیر دمشقی نے لکھا ہے۔

○ کان اعلم اهل الارض. البدایه والنهایه ج 10 ص 107.

موفق بن احمد مکی کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تقی، زاھد عالم، آخرت میں رغبت رکھنے والے زبان کے بہت سچے اور اپنے زمانہ والوں سے حدیث کے بہت زیادہ حافظ تھے۔

اور حافظ ابن کثیر دمشقی نے کہا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ زمین والوں میں زیادہ اعلم تھے۔ یہ الفاظ کا اختلاف ہے معنی دونوں کا ایک ہے۔ محمد بن محمد المعروف بابن بزاز کردری نے مناقب ابوحنیفہ فی ذیل مناقب الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ ج اول ص 43 میں

Marfat.com

لکھا ہے۔ ''اعلم الناس'' سے مراد احادیث وآثار کا جاننے والا اور ''افقه الناس'' سے مراد احادیث وآثار کے معانی کے جاننے والا ہے۔

لہٰذا مذکورہ روایات سے ثابت ہوا کہ مکی بن ابراہیم نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دی ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ والوں یا اپنے زمانہ کے زمیں والوں میں احادیث وآثار کے زیادہ اعلم ہیں اور احادیث وآثار کے حافظ ہیں۔

مکی بن ابراہیم کے متعلق الموفق نے لکھا ہے۔

○ عن عبد الصمد بن الفضل، سمعت المکی بن ابراهیم یقول کنت اتجر فقدمت علیٰ ابوحنیفة قدمة فقال لی یا مکی اراك تتجر التجارة اذا کانت بغیر علم دخل فیها فسادکثیر فلم لا یتعلم العلم۔ الخ۔ الموفق ج دوم ج 161.

عبد الصمد بن فضل سے روایت ہے کہ میں نے مکی بن ابراہیم کو کہتے ہوئے سنا کہ میں تجارت کرتا تھا، ایک دفعہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے مکی! (بن ابراہیم) میں دیکھتا ہوں کہ تم تجارت کرتے ہو۔ اور جب تجارت بلاعلم ہوتو اس میں فساد کثیر پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ تم علم حاصل کیوں نہیں کرتے۔ اور علم کو کیوں نہیں لکھتے۔ مکی بن ابراہیم کا کہنا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ مجھے مسلسل یہی فرماتے رہے حتیٰ کہ میں نے علم حاصل کیا۔ اور اللہ عزوجل نے مجھے علم سے بہت زیادہ حصہ عطا فرمایا۔ مکی بن ابراہیم کہتے ہیں اس وجہ سے میں ہر نماز کے بعد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کرتا ہوں۔ اور میں جب بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کا نام لیتا ہوں اُن کے لیے دعا کرتا ہوں۔ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اُن کی برکت کی وجہ سے میرے لیے علم کا دروازہ کھولا۔ انتہی کلامہ۔ چنانچہ مکی بن ابراہیم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اور مکی بن ابراہیم امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔

الموفق بن احمد مکی رحمہ اللہ نے اس کے متعلق یوں روایت کیا ہے۔

○ قال سمعت المکی یقول کان ابوحنیفه یصدق قوله فعله.

ابراہیم بن علی ترمذی نے کہا: میں نے اسماعیل بن بشر کو کہتے ہوئے سنا: انہوں نے کہا: میں نے مکی بن ابراہیم کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایسی شخصیت تھے کہ اُن کے قول کی آپ کا فعل تصدیق کرتا یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ قرآن مقدس کی اس آیہ کریم کا مصداق تھے ''لم تقولون ما لا تفعلون''۔

امام موفق اس روایت کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں کہ مکی بن ابراہیم 140ھ میں کوفہ میں آئے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شاگردی اختیار کی۔ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث وفقہ سنی اور مکی بن ابراہیم امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ روایت کرتے۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مذہب میں بہت متعصب تھے اس کی

Marfat.com

مثال صاحب موفق یہ بیان فرمائی ہے۔

○ قال اسماعیل بن بشر کنا فی مجلس المکی فقال حدثنا ابوحنیفه فصاح رجل غریب حدثنا عن ابن جریح، فقال المکی انا لا فحدث السفهاء۔ الی آخرها۔ الموفق ج اول ص 203، 204۔

اسماعیل بن بشر نے کہا: ہم مکی بن ابراہیم کی مجلس میں موجود تھے۔ کہ انہوں نے ہم سے کہا: ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ تو ایک اجنبی آدمی نے چیخ کر کہا ہمیں ابن جریج سے حدیث بیان کرو۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ہمیں حدیث بیان نہ کرو۔ اس پر امام مکی بن ابراہیم نے کہا: ہم جاہلوں سے حدیث بیان نہیں کریں گے۔ انہوں نے اس شخص سے فرمایا: میری مجلس سے نکل جاؤ۔ اسماعیل بن بشر کہتے جب تک وہ شخص آپ کی مجلس سے نہیں نکلا مکی بن ابراہیم نے ہمیں حدیث بیان نہیں کی۔ جب وہ شخص مجلس سے اُٹھ کر چلا گیا تو مکی بن ابراہیم نے کہا: ''حدثنا ابوحنیفه'' اور پوری حدیث بیان کی۔

مذکورہ روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ مکی بن ابراہیم کو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کتنی محبت تھی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مکی بن ابراہیم اکثر امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

مکی بن ابراہیم کی اس شہادت کے بعد کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ والوں میں سے زیادہ حافظ حدیث تھے۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ مکی بن ابراہیم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے ہیں۔

علامہ صالح نے اپنی کتاب عقود الجمان ''الباب الخامس'' میں لکھا ہے۔ جنہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ حکم بن عتیبہ، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، سفیان ثوری، شریک، حسن بن صالہ، یحییٰ بن سعید قطان، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، امام مالک، معمر بن راشد، شافعی، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق کے علاوہ دیگر ائمہ اسلام سے روایت کرنے والوں سے زیادہ ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے ابراہیم بن طہمان، اسباط بن محمد، عبدالرزاق بن ہمام، حفص بن عبدالرحمٰن، حمرۃ الزیات، زفر بن ھذیل، عبد اللہ بن مبارک، سفیان ثوری، ابونعیم فضل بن دکین، وکیع بن جراح، یزید بن زریع، یزید بن ہارون، معافی بن عمران، ابو یوسف قاضی، محمد بن حسن شیبانی، مکی بن ابراہیم، ضحاک بن مخلد اور محمد بن عبداللہ انصاری جیسے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا۔

اور آخری تین ائمہ اعلام مکی بن ابراہیم، ضحاک بن مخلد اور محمد بن عبداللہ انصاری وہ کبار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم ہیں جن سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح جامع میں بائیس 22 احادیث ثلاثیات روایت کی ہیں۔ جن احادیث ثلاثیات پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بہت فخر ہے۔ اور لوگوں کو یہ معلوم نہیں اُن احادیث میں سے بیس احادیث ثلاثیات وہ ہیں جو امام حنیفہ کے تلامذہ یا آپ کے شاگردوں کے شاگردوں سے مروی ہیں۔

اُن میں سے گیارہ احادیث مکی بن ابراہیم سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کی ہیں بخاری شریف کی ترتیب کے اعتبار سے وہ پہلی چار احادیث پھر چھٹی، ساتویں، گیارھویں، تیرھویں، چودھویں، سترھویں اور انیسویں احادیث مبارکہ ہیں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُن میں سے چھ احادیث ثلاثیات ابوعاصم الفیل ضحاک بن مخلد سے تخریج کی ہیں اور ابوعاصم الفیل ضحاک

Marfat.com

مخلد امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب سے تخریج کی ہیں۔ اور ابو عاصم الفیل ضحاک بن مخلد امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے ہیں۔ وہ احادیث یہ ہیں۔ پانچویں، آٹھویں، نویں، پندرھویں، اٹھارویں اور اکیسویں۔

اور محمد بن عبداللہ انصاری سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تین روایات ثلاثیات تخریج کی ہیں۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے یہ محمد بن عبداللہ انصاری امام زفر اور ابو یوسف قاضی کے اصحاب میں سے ہیں۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ وہ احادیث یہ ہیں۔ دسویں، سولھویں اور بیسویں۔ تاریخ بغداد ج سوم ص 29 اب بائیس میں سے صرف دو باقی رہ گئیں۔ اُن میں سے تیرھویں حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عصام بن خالد حمصی سے تخریج کیا ہے۔ اور بائیسویں کو خلد بن یحییٰ کوفی سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کیا۔

معلوم ہوا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بائیس 22 احادیث ثلاثیات میں سے بیس 20 امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں یا آپ کے شاگردوں کے شاگردوں سے تخریج کی گئی ہیں۔ جن میں سے گیارہ صرف مکی بن ابراہیم سے تخریج شدہ ہیں اور مکی بن ابراہیم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ وہی مکی بن ابراہیم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دے رہے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ والوں میں سے زیادہ حافظ حدیث تھے۔ لہٰذا مکی بن ابراہیم کی شہادت کو ماننا پڑے گا ورنہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات کی کوئی قدر و قیمت باقی نہ رہ جائے گی۔ اس لیے کہ اگر اُن کی شہادت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں معتبر و معتمد نہیں تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی مرویات ثلاثیات جو کہ مکی بن ابراہیم سے تخریج کی گئی ہیں قابل اعتبار و اعتماد باقی نہیں رہ جائیں گی "واللہ یھدی من یشاء الی سبیل الرشاد"۔

وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ

29- وکیع بن جراح بن ملیح رواسی ابوسفیان الحافظ متوفی 196ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ہشام بن عروہ، اعمش، ابن جریج، اوزاعی، سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے اُن کے بیٹوں سفیان اور ملیح اور اُن کے شیخ سفیان ثوری، ابراہیم بن سعد جوہری وغیرہم نے روایت کیا۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہا میں نے اُن سے احفظ کسی کو نہیں دیکھا۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ حافظ ہیں۔ احمد بن سہل بن حجر نے احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہوئے کہا وکیع بن جراح اپنے وقت میں امام المسلمین ہیں۔ محمد بن نعیم بلخی نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے سنا۔ انہوں نے کہا: بخدا! میں نے اُن سے احفظ کوئی نہیں دیکھا۔ ابن عمار نے کہا: کوفہ میں وکیع بن جراح کے زمانہ میں اُن سے افقہ اور حدیث کا اعلم کوئی اور نہیں ہے۔ بشر بن موسیٰ اسدی نے کہا: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے علم، حفظ اور اسناد میں وکیع بن جراح کی مثل کوئی شخص نہیں دیکھا۔ (تہذیب الکمال ج 10 ص 535، تہذیب التہذیب ج 11 ص 123،)

امام ذہبی نے الکاشف میں کہا۔ حماد بن زید نے کہا: اگر تو چاہے تو اس طرح کہہ لے کہ وکیع بن جراح سفیان سے بھی

Marfat.com

ارجع ہیں۔ الکاشف ج سوم ص208۔

یہ محدث عظیم وکیع بن جراح امام الائمہ، سراج الامہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اس طرح شہادت پیش کرتے ہیں۔

O عن احمد بن الصلت قال سمعت مليح بن وكيع يقول، سمعت ابى يقول ما لقيت احداً افقه من ابى حنيفه ولا احسن صلوٰة منه.

تاریخ بغداد ج 13 ص 345، الموفق ج دوم ص 30، مناقب کردری ج اول ص 105، الخیرات الحسان ص 80، عقود الجمان ص 199

احمد بن صلت نے کہا: میں نے ملیح بن وکیع کو کہتے ہوئے سنا۔ ملیح بن وکیع نے کہا: میں نے اپنے والد وکیع بن جراح کو کہتے ہوئے سنا۔ کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے افقہ (یعنی احادیث وآثار کے معانی کا اعلم) اور بہت اچھی نماز پڑھنے والا مجھے کوئی نہیں ملا۔

O عن قاسم بن عباد سمعت يوسف الصفار يقول. سمعت وكيعاً يقول لقد وجد الورع عن ابى حنيفة فى الحديث ما لم يو جد عن غيره. الموفق ج اول ص 197. مناقب کردری ج اول ص 222.

قاسم بن عباد سے روایت ہے کہ میں نے یوسف صفار کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے وکیع بن جراح کو کہتے ہوئے سنا کہ حدیث میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے جو ورع (شبہات سے احتباب) پائی گئی ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور میں نہیں پائی گئی۔

O قال اخبرنا مكرم بن احمد القاضى ثم اخبرنا الصيرى "قراة" اخبرنا عمر بن ابراهيم المقرى، حدثنا مكرم اخبرنا على بن الحسين بن حبان عن أبيه قال سمعت يحيىٰ بن معين قال مارايت افضل من وكيع ابن الجراح، قيل له ولا ابن المبارك، قال، قد كان لا بن المبارك فضل ولكن مارايت افضل من وكيع، كان يستفيل القبلة ويحفظ حديثه يقوم الليل ويسر والصوم ويفتى بقول ابى حنيفة وقد سمع منه شياً كثيراً. قال يحيىٰ بن معين وكان يحيىٰ بن سعيد القطان يفتىٰ بقوله ايضاً.

تاریخ بغداد ج 13 ص 475، تہذیب الکمال ج 10 ص 536، عقود الجواہر المنیفہ مذیل الخیرات الحسان ص 192، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 149۔ مناقب کردری ج دوم ص 201۔

خلیب بغدادی نے اولا اپنی سند سے پھر امام محدث ومورخ کبیر ابوعبداللہ حسین بن علی صمیری متوفی 436ھ کی سند سے عمر بن ابراہیم کے طریق سے مکرم بن احمد قاضی سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: ہمیں علی بن حسین بن حبان نے اپنے والد حسین بن حبان سے خبر دی۔ انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے وکیع بن جراح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔ یحییٰ بن معین سے کہا گیا عبداللہ بن مبارک بھی وکیع بن جراح سے افضل نہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا: عبداللہ بن

Marfat.com

مبارک کے لیے فضل و بزرگی ہے۔ لیکن میں نے وکیع بن جراح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا وہ قبلہ رخ ہو کر حدیث یاد کرتے تھے، اور رات کو قیام کرتے اور پے در پے روزہ رکھتے اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کے ساتھ فتویٰ دیتے۔ وکیع بن جراح نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اکثر احادیث مبارکہ سنیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا: یحییٰ بن سعید قطان بھی حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر فتویٰ دیتے۔

غور فرمائیں ایک عظیم محدث جس کو امیر المومنین فی الحدیث سے موسوم کیا گیا ہے وہ یہ شہادت دے رہے ہیں۔ کہ ایک عظیم محدث نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بکثرت احادیث سنی ہیں۔ جب وکیع بن جراح جیسا عظیم محدث جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں احادیث مبارکہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سماعت کرے تو کیا آپ کے خیال میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کا عالم کیا ہوگا۔ کہ ایک عظیم محدث بھی آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے ہوئے نظر آتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر قلت حدیث کا الزام لگانے والوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ کہ ایک عظیم نقاد ایک عظیم محدث کے متعلق یہ شہادت دے رہا ہے کہ اس نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بکثرت احادیث سنی ہیں۔ پھر طرفہ یہ کہ اس حدیث کا تخریج کرنے والا بھی عظیم نقاد ہے (یعنی حافظ مزی) جس کے متعلق نہایت ہی متشدد امام ذہبی اپنی کتاب ''المعجم المختصر'' میں لکھتے ہیں جس آدمی نے امام حافظ مزی کی کتاب ''تہذیب الکمال'' کو دیکھا تو جان جائے گا کہ حافظ مزی کا حفظ حدیث میں کیا مقام ہے۔ امام ذہبی اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں لکھتے ہیں جب حافظ مزی حدیث بیان کرتے تو ایک کے بعد دوسری جماعت اس کو نقل کرتی اور اس کا مطالعہ کرتے۔ پھر امام ذہبی فرماتے ہیں حافظ مزی اسماء الرجال کے علم کے امام ہیں۔

اب اتنی مستند و معتمد نقل کے بعد بھی کوئی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف قلت حدیث کو منسوب کرتا ہے تو ہم اس کے لیے فقط دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مقام سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

○ عن احمد بن محمد قال ثنا علی بن محمد النخعی قال ثنا نجیح قال ثنا ابن کرامة قال کنا عند وکیع یوماً، فقال رجل اخطا ابوحنیفه رضی الله عنه فقال وکیع یقدر ابوحنیفه یخطی ومعه مثل ابی یوسف وزفر فی قیاسهما مثل یحیی ابن ابی زائده وحفص بن غیاث وحبان ومندل فی حفظهم للحدیث والقاسم بن حصین فی معرفة با اللغة والعربیة وفضیل بن عیاض وداؤد طائی فی زهد هما دور عهما من کان هٰؤلاء رجلساء لم یکن یخطی لا نه ان اخطا ردوه. (اخبار ابوحنیفه واصحابه للصیری ص 152، الخیرات الحسان ص72، مناقب کردیر ج اول ص 91)

ابن کرامہ نے کہا: ہم ایک دن وکیع بن جراح کے پاس موجود تھے۔ ایک شخص نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خطا کی ہے۔ حضرت وکیع بن جراح نے کہا: وہ کس طرح خطا کر سکتے ہیں۔ ائمہ فقہاء میں اُن کے ساتھ حضرت ابو یوسف و زفر کی نقل، ائمہ حدیث میں یحییٰ بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، حبان اور مندل کی مثل، ائمہ لغت و ادب میں قاسم بن معین کی مثل

Marfat.com

اور ائمہ زہد وورع میں فضیل بن عیاض اور داؤد طائی کی مثل موجود ہیں۔ چنانچہ جس شخص کے اصحاب ایسے اشخاص ہوں وہ کبھی خطا نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اگر یہ لوگ کوئی خطا دیکھتے تو فوراً اُن کو حق بات کی طرف متوجہ کر دیتے۔

علامہ ابن حجر مکی نے اس طرح روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت وکیع بن جراح کے پاس کہا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خطا کی ہے اس پر آپ نے اس کو سخت زجر وتوبیخ فرمائی اور کہا جو کوئی ایسا کہتا ہے وہ حیوانات بلکہ اس سے بھی بدتر ہے۔

ابن بزاز کردری نے ابن کرامہ کی جگہ ابن عکرمہ سے یہ روایت نقل ہے۔

میرے خیال میں نہ ابن کرامہ صحیح ہے اور نہ ہی ابن عکرمہ صحیح ہے۔ یہ کاتب کی غلطی ہوسکتا ہے۔ اصل میں ابن قدامہ ہے۔ اور ابن قدامہ دو ہیں جیسا کہ حافظ عسقلانی نے لکھا ہے۔ ایک محمد بن قدامہ مصیصی اور دوسرے محمد بن قدامہ جوہری ہیں محمد بن قدامہ مصیصی ابوداؤد اور نسائی کے رواۃ سے ہیں اور محمد بن قدامہ جوہری امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''افعال العباد'' کے رواۃ سے ہیں۔ اور یہ دونوں وکیع بن جراح سے روایت کرتے ہیں۔ تہذیب التہذیب ج9 ص409، 410۔

○ عن وكيع، انه قد وقع يوماً حديث فيه غموض فوقف وتنفس الصعداء وقال لا تنفع الندامة اين الشيخ فيفرج عنا۔ مناقب کردری ج اول ص 97.

وکیع بن جراح سے روایت ہے کہ انہیں ایک دن ایک حدیث پیش آئی جس میں دقائق تھے۔ تو وکیع بن جراح کھڑے ہو کر ایک اونچا سانس لیا اور کہا ندامت نفع نہیں دیتی۔ شیخ (حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں۔ جو ہم سے اس حدیث مبارکہ کے دقائق کو کھول کر بیان کر دیں۔

○ عن علی بن حكيم سمعت وكيعا يقول يا قوم تطلبون الحديث ولا تطلبون تاويله ومعناه وفي ذٰلك يضيع عمر كم ودينكم ودوت ان يجتمع لی عشر فقه ابی حنيفة.

مناقب کردری ج اول ص 97

علی بن حکیم سے روایت ہے کہ میں نے وکیع بن جراح کو کہتے ہوئے سنا اے لوگو! تم حدیث کی تلاش تو کرتے ہو لیکن اس کی تاویل ومعنی کی تلاش نہیں کرتے اور اس میں اپنی عمر اور دین ضائع کر دیتے ہو۔ میں چاہتا ہوں کاش کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقہ کا دسواں حصہ میرے پاس جمع ہو۔

○ عن محمد بن طريف قال كنا عن وكيع فقرأ فقال يا ايها الناس لا ينفعكم سماع الحديث بلا فقه ولا تفقهون حتى تجا لسوا اصحاب االبو حنيفة فيفسروا لكم اقاويله.

مناقب کردری ج اول ص 97

محمد بن طریف (جو مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے اعلیٰ رواۃ سے ہیں) سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم حضرت وکیع بن جراح کے پاس موجود تھے۔ اور آپ حدیث پڑھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے لوگو! تمہیں فقاہت حاصل نہیں ہوگی

Marfat.com

جب تک کہ تم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی مجلس اختیار نہ کرو گے۔ اور وہ تمہیں اپنے امام (ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کے اقوال کی تفسیر نہ بتائیں۔

ناظرین کرام! ذرا حضرت امام وکیع بن جراح کی جملہ روایات کی طرف توجہ فرمائیں۔ کہ اس عظیم محدث کی یہ کتنی زبردست شہادت ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صرف احادیث وآثار کے اعلم نہیں بلکہ اُن آثار واحادیث کے دقائق ومعانی کے بھی اعلم تھے۔ ایسی زبردست شہادت کے بعد بھی کوئی ذی عقل وباشعور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم بالحدیث ہونے کا انکار کرسکتا ہے۔ اور وکیع بن جراح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک شعر میں یوں کہا ہے۔

شکوت الی وکیع سؤ حفظی

فارشد فی الی ترک المعاصی

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اپنے استاد کے ہاں اپنے سوء حفظ کی شکایت کی تو مجھے میرے استاد نے ترک معاصی کی طرف راہنمائی فرمائی۔

نضر بن شمیل رحمۃ اللہ علیہ

30- نضر بن شمیل ابوالحسن مازنی بصری متوفی 203ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حمید، ہشام بن عروہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے ابن معین، اسحاق بن راہویہ، دارمی وغیرہم نے روایت کیا۔ نضر بن شمیل صاحب سنت امام اور ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے علی بن مدینی سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقات میں سے ہیں۔ عثمان دارمی نے ابن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقہ ہیں۔ اور اسی طرح نسائی نے کہا، ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

الکاشف ج سوم ص179، تہذیب الکمال ج10 ص294، تہذیب التہذیب ج 10 ص439

یہ نضر بن شمیل حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

○ قال ابن صلت سمعت الحسین بن حریث یقول سمعت النضر بن شمیل یقول کان الناس نیاما عن الفقه حتی ایقظهم ابوحنیفة بما فتحه، وبینه، لخصه،

تاریخ بغداد ج13 ص235، خیرات الحسان ص78، الموفق ج دوم ص56

ابن صلت نے کہا: میں نے حسین بن حریث کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے نضر بن شمیل کو کہتے ہوئے سنا۔ لوگ فقہ کے متعلق سوئے تھے یہاں تک کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اُن کو بیدار کیا۔ اور فقہ کو واضح کیا اور اس کو بیان کیا اور اس کا خلاصہ کیا۔

یحییٰ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ

31- یحییٰ بن سعد بن فروخ قطان تمیمی ابوسعید بصری الحافظ، متوفی 198ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ حماد بن

Marfat.com

زید، خالد الجذاء، سلیمان الاعمش، شعبہ بن حجاج وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ یہ دونوں یحییٰ بن سعید قطان کے شیوخ سے ہیں، یحییٰ بن معین اور اُن کے علاوہ خلق کثیر نے اُن سے روایت کیا۔

احمد بن حسن ترمذی نے کہا: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے سنا یحییٰ بن سعید اور وکیع بن جراح کے متعلق اُن سے دریافت کیا گیا تو احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میری آنکھوں نے یحییٰ بن سعید قطان کی مثل نہیں دیکھا۔ اور اسی طرح عبد الرحمٰن بن مہدی نے کہا۔ محمد بن سعد نے کہا: یحییٰ بن سعید ثقہ، مامون اور حجت ہیں، امام عجلی بصری نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور صرف ثقہ سے ہی حدیث بیان کرتے ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ اور حافظ ہیں، نسائی نے کہا: وہ ثقہ اور ثبت ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے اُن کی مثل نہیں دیکھا۔ بغداد نے کہا: یحییٰ بن سعید اپنے زمانہ والوں کے امام ہیں۔ ابراہیم بن محمد تیمی نے کہا: میں نے اسماء الرجال کا اعلم یحییٰ بن سعید قطان سے کسی کو نہیں دیکھا۔ یحییٰ بن معین سے روایت ہے کہ مجھ سے عبد الرحمٰن بن مہدی نے کہا: تمہاری آنکھیں یحییٰ بن سعید کی مثل نہیں دیکھ سکیں گی۔ الکاشف ج سوم ص 225، تاریخ بغداد ج 14 ص 144، تہذیب الکمال ج 10 ص 685، 686، تہذیب التہذیب ج 11 ص 219۔

یہ جرح وتعدیل کے امام اور کبیر الشان محدث حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن عبد الرحمٰن بن عمر بن نصر بن محمد الدمشقی، حدثنی ابی حدثنا احمد بن علی القاضی قال سمعت یحییٰ بن معین یقول سمعت یحییٰ بن سعید القطان یقول لا نکذب واللہ ما سمعنا من رای ابوحنیفة فقد اخذنا با کثر اقواله قال یحییٰ بن معین وکان یحییٰ بن سعید یذهب فی الفتویٰ الی قول الکوفین ویختار قوله من اقوالهم وتتبع رایه من بین اصحابه.

تاریخ بغداد ج 13 ص 345، تہذیب الکمال ج 10 ص 316، الموفق ج دوم ص 30، البدایہ والنہایہ ج 10 ص 107، مناقب کردری ج اول ص 89، الخیرات الحسان ص 78

احمد بن علی قاضی نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین جو جرح وتعدیل کے امام ہیں کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن سعید قطان کو کہتے ہوئے سنا بخدا! ہم جھوٹ نہیں بولتے، ہم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی شخص احسن الرائے نہیں سنا۔ اور ہم نے اکثر آپ کے اقوال کو ہی لیا ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا: یحییٰ بن سعید قطان فتویٰ میں کوفیوں کے قول کے طرف ہی رجوع فرماتے اور اُن کے اقوال میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار فرماتے، اور آپ کے اصحاب میں سے صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رائے پر ہی عمل کرتے۔

O عن عبد العزیز بن جعفر الحری. انبا هیثم بن خلف انبا احمد بن منصور سمعت یحییٰ بن معین، سمعت یحییٰ بن سعید القطان یقول کم من شی حسن قد قاله ابوحنیفه.

الموفق ج دوم ص 30

Marfat.com

احمد بن منصور سے روایت ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن سعید قطان کو کہتے ہوئے سنا کہ بہت سی چیزیں بہت اچھی ہیں۔ (مراد مسائل ہیں) جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہی ہیں۔

○ عن علی بن الحسن بن عبدہ انبأ حنش بن حرب سمعت یحییٰ بن سعید القطان یقول لیس للناس غیر ابی حنیفه فی مسائل تبوهم قال الخ. الوفق ج دوم ص 45.

حنش بن حرب سے روایت ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید قطان کو کہتے ہوئے سنا کہ آئندہ پیش آور مسائل میں لوگوں کے لیے سوائے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کوئی چارہ کار نہیں۔ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا۔ ابتداء میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ شان نہ تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اُن کی جلالت شان میں اضافہ ہوتا گیا۔ پھر اُن کی عظمت کو لوگ سلام کرنے لگے۔

یحییٰ بن سعید قطان ائمہ نقد کے عظیم امام بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حافظ الحدیث ہونے کے معترف ہیں وہ اس طرح کہ ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک یحییٰ بن سعید قطان حدیث کے حافظ اور مجتہد ہیں۔ حافظ اس محدث کو کہتے ہیں جس کو ایک لاکھ احادیث مع اسناد و احوال رواۃ یاد ہوں۔ اور حجت اس شیخ کو کہتے ہیں جس کو تین لاکھ احادیث مع اسناد اور جرح و تعدیل محفوظ ہوں۔ جب ایسا عظیم نقاد امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رائے کی تصویب کر دے اور آپ کے قول کو قابل فتویٰ تسلیم کرے تو انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حافظ الحدیث تسلیم کر لیا۔ کیونکہ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مسائل کتاب وسنت کے خلاف ہوتے اور محض امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رائے اور قیاس کے مظہر ہوتے تو یحییٰ بن سعید قطان جیسا عظیم محدث کبھی بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رائے کو مستحسن اور آپ کے قول کو لائق فتویٰ نہ سمجھتے۔ یحییٰ بن سعید قطان کو معلوم تھا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جملہ مسائل احادیث سے ماخوذ ہیں۔ اس لیے انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول کو قابل فتویٰ تسلیم کیا۔ اب یحییٰ بن سعید قطان جیسے عظیم نقاد کے اس اعتراف کے بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ پر قلت حدیث کا الزام محض تعصب اور بد دیانتی پر مبنی ہے۔ اس لیے کہ ایک کبیر الشان محدث یہ شہادت دے رہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقط حافظ حدیث ہی نہیں بلکہ معانی احادیث و آثار کے اعلم بھی ہیں۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت نا قابل تردید ہے ہاں اگر کوئی شدت تعصب اور قلت انصاف کا شکار ہو جائے تو الگ بات ہے۔ جیسے حافظ بغدادی اور ابونعیم وغیرہ۔ اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ احادیث کی علل، ناسخ و منسوخ، صحیح اور غیر صحیح کے اعلم نہ ہوتے تو یحییٰ بن سعید جیسا نقاد امام صاحب رضی اللہ عنہ کی رائے اور قول کا اتباع کبھی نہ کرتا۔

ابن نجار نے اپنی کتاب "الرد علی ابی بکر الخطیب بغدادی" میں لکھا ہے۔

○ قال ابن جوزی انبانا ابوزرعه طاهر بن محمد بن طاهر مقدسی عن ابیه. قال سمعت اسماعیل بن الفضل القوسی، وکان من اهل المعرفة بالحدیث. یقول ثلاثة من الحفاظ لا احبهم لشدة تعصبهم وقلة الضافهم الحاکم ابوعبد الله، وابونعیم الاصفهانی، وابوبکر

Marfat.com

الخطیب. جز 22ص 145.

ابن جوزی نے کہا: ہمیں ابوزرعہ طاہر بن محمد بن طاہر مقدسی نے اپنے والد سے خبر دی۔ انہوں نے کہا: میں نے اسماعیل بن فضل قوسی ''جو کہ حدیث کی معرفت والوں میں سے ہیں'' کو کہتے ہوئے سنا کہ میں حفاظ میں سے تین ابوعبداللہ حاکم، ابونعیم اصفہانی اور ابوبکر خطیب بغدادی کو اُن کے شدت تعصب اور قلت انصاف کی وجہ سے پسند نہیں کرتا۔

معلوم ہوا ان میں نہایت درجہ کا تعصب اور قلت انصاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حرمت قلم کو ملحوظ نہیں رکھا۔ اور اُن کے قلم سے عظیم حافظ بھی محفوظ نہیں رہے۔ اور اُن کے قلم نے عظیم نقاد محدثین رحمۃ اللہ علیہم کو بھی نہیں معاف کیا اور ان پر طعن وتشنیع کا بار اٹھایا۔ آپ حافظ ابونعیم کی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' کو ملاحظہ فرمائیں دیگر ائمہ مذاہب کا ذکر تو کیا ہے لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر کرنا پسند نہیں کیا حالانکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وامام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ لیکن شدت تعصب اور قلت انصاف کی جھلک ''حلیۃ الاولیاء'' میں آپ کو نظر آئے گی۔ کہ شاگردوں کا ذکر تو کیا لیکن استاد کا ذکر کرنا گوارا نہیں کیا۔ ''اللہ عزوجل معاف فرمائے آمین''

اس لیے ابن نجار نے آخر میں یوں ارقام فرمایا ہے:

○ ومن هذا حاله لا نصيح ان يكون بمنزلة الائمة الذين تقبل اقوالهم فى الجرح والتعديل.

ص 147.

جس شخص کا یہ حال ہو وہ اس کی صلاحیت نہیں رکھتا کہ وہ اُن ائمہ کرام کے قائم مقام ہو کہ جرم وتعدیل میں اُن کے اقوال قبول کر لیے جائیں اور نہ ہی اُن کی روایات اس کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ

32- یحییٰ بن معین بن عون بن زیاد بن بسطام بن عبدالرحمٰن، ابوزکریا بغدادی الحافظ امام المحدثین رحمۃ اللہ علیہم متوفی 233ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ عباد بن عباد مہلبی، عیسیٰ بن یونس، ابونعیم فضل بن دکین، وکیع بن جراح، یحییٰ بن زکریا، ابوزائد وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، مرزبانی، احمد بن حنبل وغیرہم خلق کثیر نے روایت کیا۔

ابوالحسن بن براء نے کہا: میں علی بن مدینی کو کہتے ہوئے سنا ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت آدم سے لے کر آج تک جتنی احادیث یحییٰ بن معین نے لکھیں کسی اور نے لکھی ہوں۔ احمد بن عقبہ نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے دریافت کیا: اے ابوزکریا! آپ نے اپنے ان ہاتھوں سے کتنی احادیث لکھی ہیں۔ یحییٰ بن معین نے فرمایا: میں نے اپنے ہاتھوں سے چھ ہزار احادیث لکھی ہیں۔ علی بن مدینی نے کہا: میں نے لوگوں میں اس کی مثل نہیں دیکھا۔ عبدالخالق بن منصور نے کہا: میں نے ابن رومی سے کہا کہ میں سعید حداد کو کہتے ہوئے سنا کہ حدیث میں سب لوگ یحییٰ بن معین کے زیر کفالت ہیں۔ ابن رومی نے کہا:

Marfat.com

آپ نے سچ کہا ہے۔ دنیا میں اُن کی مثل کوئی نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور عباس محمد بن دوری نے کہا: یحییٰ بن معین نے ایام حج میں حج کرنے سے قبل مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ اور والی مدینہ نے آپ کی نماز پڑھائی۔ حزامی نے والی مدینہ منورہ سے بات چیت کی تو انہوں نے یحییٰ بن معین کے لیے وہ چار پائی نکالی جس پر نبی اکرم ﷺ کے جسد اطہر کو رکھا گیا تھا۔ اور والی مدینہ منورہ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر اس کے بعد کئی بار اُن کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ محمد بن اسمائیل صائغ مکی نے کہا: یحییٰ بن معین نے مدینہ منورہ میں وفات پائی اور آپ کو نبی اکرم ﷺ کے بستر پر اٹھایا گیا۔ ابراہیم بن منذو نے کہا: ایک شخص نے خواب میں نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع ہوئے دیکھا۔ اُن سے کہا گیا تم کیوں اکٹھے ہوئے ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اس شخص (یحییٰ بن معین) کی نماز پڑھنے تشریف لایا ہوں کیوں وہ میری حدیث سے کذب کو دور کرتے تھے۔

تہذیب الکمال ج10 ص771 تا781، الکاشف ج سوم ص235، تہذیب التہذیب ج11 ص287۔ تاریخ بغداد ج14 ص181

یہ امام المحدثین و امام جرح وتعدیل امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

○ عن القاسم التنوخی، حدثنی ابی حدثنا ابوبکر انبا احمد بن الصلت سمعت یحییٰ بن معین یقول وهو یسئل عن ابی حنیفة أثقة هو فی الحدیث فقال نعم ثقه، ثقه کان والله أورع من ان یکذب وهو اجل قدرا من ذٰلك وسئل عن ابی یوسف فقال هو صدوق ثقة.

الموفق ج اول ص192، ابن نجار (الرد علی الخطیب) ذیل تاریخ بغداد جز22 ص100، مناقب کردری ج اول ص220

○ عن مکرم بن احمد قاضی قال حدثنا علی ابن الحسین بن حیان عند ابیه قال انبا یحییٰ بن معین قال. روی عن ابی حنیفة سفیان الثوری، عبد الله ابن المبارك، حماد بن زید، وکیع بن جراح، عبا د بن عوام، جریر.

قال یحییٰ بن معین ابن المبارك اوثق عندی من عبد الرزاق ومعمر وکذ والله عندی هو اثبت الناس فیما یتحدث به وهو من خیار المسلمین. اخبار ابوحنیفه واصحابه للصیمری ص 135.

یحییٰ بن معین نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک، حماد بن زید، وکیع بن جراح، عباد بن عوام اور جریر نے روایت کیا۔ یحییٰ بن معین نے کہا: عبد اللہ بن مبارک میرے نزدیک عبد الرزاق اور معمر سے زیادہ اوثق ہیں۔ اور اس طرح بخدا! جو وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہیں وہ میرے نزدیک سب لوگوں سے اثبت ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کے افضل ترین سے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ یحییٰ بن معین کے نزدیک سب لوگوں سے اوثق ہیں۔ اس لیے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ثقہ ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصول حدیث میں سے ایک اصول یہ بھی تھا کہ آپ کے نزدیک روایت بالمعنی جائز نہیں تھی۔ آپ کے نزدیک وہی حدیث معتبر تھی جو اپنے شیخ سے سننے سے لے کر اس کو بیان کرنے تک اس کو یاد ہو۔

Marfat.com

احمد بن صلت سے روایت ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا درانحالیکہ آپ سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا کیا آپ حدیث میں ثقہ ہیں۔ تو یحییٰ بن معین نے جواب دیا امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ثقہ ہیں ثقہ ہیں۔ بخدا! آپ متھم باالکذب ہونے کے شبہات سے بہت دور ہیں۔ اور آپ کی قدر ومنزلت اس سے اُجل ہے۔ پھر یحییٰ بن معین سے حضرت امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھا گیا تو یحییٰ بن معین نے کہا: وہ حدیث میں صدوق اور ثقہ ہیں۔

احمد بن صلت بن مغلس کے متعلق امام ذہبی نے لکھا ہے کہ اُن کی وفات 300ھ سے پہلے ہوئی ہے۔ وہ ثابت بن محمد، ابونعیم فضل بن دکین، ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہم سے رؤیت کرتے ہیں دارقطنی نے کہا: وہ ضعیف ہیں۔ عبدالباقی بن قانع نے کہا: وہ ثقہ نہیں ہیں تاریخ بغداد ج 4 ص 431، میزان الاعتدال ج اول ص 105۔

○ عن علی بن الحسین عن ابیه قال سئل یحیٰی بن معین عن الرجل یجد الحدیث لا یحفظه یحدث به. فقال کان ابوحنیفه یقول لا تحدث الا بما تعرف وتحفظ.

الموفق ج اول ص 193، مناقب کردری ج اول ص 220

علی بن حسین نے اپنے والد (حسین بن حیان بس عجار) سے روایت کی کہ حضرت یحییٰ بن معین سے کسی شخص کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ حدیث پاتا ہے لیکن اسے یاد نہیں کیا وہ شخص یہ حدیث بیان کرے۔ تو یحییٰ بن معین نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے وہی حدیث بیان کرو جس کو تم جانتے ہو اور تمہیں یاد ہو۔

حسین بن حیان رحمۃ اللہ علیہ

حسین بن حیان بن عمار بن واقد ابوالحسن متوفی 305ھ۔ وہ محمد بن بکار، محمود بن غیلان، یحییٰ بن عثمان حربی سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے محمد بن مخلد، مکرم بن احمد قاضی، علی بن عمر سکری نے روایت کیا خطیب بغدادی نے اُن کو ثقہ لکھا ہے۔

(تاریخ بغداد ج 11 ص 394)

○ عن محمد بن علی بن العباس البزاز قال حدثنی قاسم المقوی والحسین بن فهم وغیرهما قالوا سمعنا یحییٰ بن معین یقول، الفقهاء اربعة ابوحنیفة وسفیان ومالك ولاوزاعی.

○ وقال یحییٰ بن معین فی روایة احمد بن عطیه عنه، وقد سئل یحییٰ هل حدث سفیان عن ابی حنیفه قال نعم، کان ابوحنیفة ثقة صدوقاً فی الحدیث والفقه، مامونا علی دین الله.

(اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 80؛ الموف ج دوم ص 65، الخیرات الحسان ص 80، مناقب کردری ج اول ص 116، ابن نجار جز 22 ص 100، عقود الجمان ص 80`200)

قاسم مقری اور حسین بن فہم اور اُن دونوں کے علاوہ اور لوگوں سے بھی روایت ہے۔ کہ انہوں نے کہا کہ ہم نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا فقہاء چار ہیں۔ ابوحنیفہ، سفیان، مالک اور اوزاعی رحمۃ اللہ علیہم۔

Marfat.com

احمد بن عطیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: یحییٰ بن معین سے دریافت کیا گیا کیا سفیان نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا: امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث اور فقہ میں صدوق اور ثقہ ہیں۔ اللہ کے دین پر مامون ہیں۔

خطیب بغدادی نے لکھا ہے، احمد بن صلت حمانی، احمد بن محمد بن صلت سے منسوب ہیں اور انھیں احمد بن عطیہ بھی کہا جاتا ہے بقول خطیب بغدادی احمد بن صلت اور احمد بن عطیہ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔ (تاریخ بغداد ج 4 ص 431)

آپ غور فرمائیں یحییٰ بن معین نے تمام ائمہ فقہاء ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم امام صاحب رضی اللہ عنہ پر کیسے ترجیح دی ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 204ھ جو آپ کے زمانہ میں تھے اُن کو فقہاء میں شمار ہی نہیں کیا۔

○ عن محمد بن سعد العوفی یقول سمعت یحییٰ بن معین یقول کان ابوحنیفة ثقة لا یحدث با الحدث الابما یحفظ، ولا یحدث بما لا یحفظ.هذا هو مذهب ابی حنیفة واصحابه انه لا یجوز حدیثا عن النبی صلی الله علیه وسلم الاما سمعه وحفظه من حین سمعه الی حین اداه.

الرد علی الخطیب لا بن نجار مذیل تاریخ بغداد جز 22 ص 99، تہذیب الکمال ج 10 ص 312، تہذیب التہذیب ج 10 ص 449۔

حافظ مزی اور عسقلانی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

○ وقال صالح بن محمد الاسدی عن ابن معین کان ابوحنیفة ثقة فی الحدیث.

محمد بن سعد بن عوفی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں ثقہ ہیں آپ وہی حدیث بیان فرماتے جو آپ کو یاد ہوتی۔ اور جو حدیث یاد نہ ہوتی وہ بیان نہ کرتے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ اصحاب کا یہی مذہب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث سنی وہ اس کے سننے سے لے کر اس کے ادا کرنے تک اس کو یاد ہو۔ ورنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنا جائز نہیں۔ حافظ مزی اور عسقلانی نے یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ صالح بن محمد اسدی الحافظ نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں ثقہ ہیں۔

محمد بن سعد بن عوفی رحمۃ اللہ علیہ

محمد بن سعد بن محمد عوفی متوفی 272ھ۔ وہ یزید بن ہارون اور روح بن عبادہ اور یعقوب بن ابراہیم وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اُن سے محمد بن مخلد، یحییٰ بن محمد بن صائد وغیرہم نے روایت کیا۔

خطیب بغدادی نے کہا: وہ ''یعن'' ہیں احاکم ابوعبد اللہ نے کہا: انہوں نے دارقطنی سے ان کا ذکر سنا اور کہا ''لا باس به'' تاریخ بغداد ج دوم ص 366، میزان الاعتدال ج سوم ص 560۔

○ عن عباس بن محمد الدوری قال سمعت یحییٰ بن معین یقول وقال له رجل، ابوحنیفه کذاب، قال ابوحنیفة أنیل من ان یکذب کان صدوقاً.

الرد علی الخطیب لا بن نجار جز 22 ص 99، مقدمہ عقود الجواہر المنیفہ ص 191

Marfat.com

عباس بن محمد دوری سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب ایک شخص نے اُن سے کہا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کذاب ہیں میں نے اُن کو کہتے ہوئے سنا تو یحییٰ بن معین نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت اس سے بہت بڑی ہے کہ وہ جھوٹ بولیں۔ آپ حدیث میں ''صدوق'' ہیں۔

ابن بزاز کردری نے اس کو احمد بن سعید حمصی سے روایت کیا ہے۔ (مناقب کردری ج اول ص 91)

O عن جعفر بن ابی عثمان قال سمعت یحییٰ وسالتهٗ عن ابی یوسف وابی حنیفه فقال کان ابو یوسف اوثق منه فی الحدیث قلت فکان ابو حنیفة یکذب قال. الخ ابن نجار ص 99.

جعفر بن ابوعثمان سے روایت ہے انہوں نے میں نے یحییٰ بن معین سے سنا۔ اور میں نے اُن سے حضرت امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو یحییٰ بن معین نے کہا: حدیث میں حضرت امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ اُن سے اوثق ہیں۔ میں نے کہ تو پھر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں متہم با الکذب ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا: آپ جھوٹ بولنے سے بہت دور ہیں۔ اور جو شخص جھوٹ نہ بولے تو دوسرا اس سے کیسے اوثق ہوسکتا ہے۔ (یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی حدیث میں اوثق ہیں) باوجود اس کے حضرت امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو کچھ تھا وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی وساطت سے تھا۔

جعفر بن محمد بن ابی عثمان رحمۃ اللہ علیہ

جعفر بن محمد بن ابی عثمان ابوالفضل طیالسی متوفی 202ھ عفان بن مسلم، سلیمان بن حرب، یحییٰ بن معین وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے ابوبکر شافعی، اسماعیل بن محمد صفار، یحییٰ بن صائد وغیرہم نے روایت کیا۔

خطیب بغدادی نے کہا: وہ ثقہ اور ثبت ہیں۔ اور حسن الحفظ ہیں۔ (تاریخ بغداد ج 7 ص 197)

عباس بن محمد دوری رحمۃ اللہ علیہ

یہ عباس بن محمد دوری ابوالفضل بغدادی متوفی 271ھ سنن اربعہ کے رواۃ سے ہیں وہ سلیمان بن داؤد طیالسی، ابوعاصم ضحاک بن مخلد، عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمانی، ابونعیم فضل بن دکین، یحییٰ بن معین وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے اسماعیل بن محمد صفار، عبداللہ بن احمد بن حنبل، عبدالرحمٰن بن ابوحاتم رازی، یعقوب بن سفیان فارسی وغیرہم نے روایت کیا۔

حافظ مزی فرماتے ہیں وہ ''صدوق'' ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں حافظ عسقلانی لکھتے ہیں مسلمہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ خلیلی نے ''الارشاد'' میں کہا ان کی عدالت متفق علیہ ہے۔ تہذیب الکمال ج 5 ص 229، تاریخ بغداد ج 12 ص 144، تہذیب التہذیب ج 5 ص 130، الکاشف ج دوم ص 61۔

O عن احمد بن محمد بن القاسم بن محرز قال سمعت یحییٰ بن معین یقول کان ابوحنیفة لا باس به. وکان لا یکذب، وسمعت یحییٰ یقول مرة اخری ابوحنیفة عند نا من اهل الصدق

Marfat.com

ولم يتهم با الكذب ولقد ضربه ابن هبيرة على القضاء فابى ان يكون قاضيا۔

(الرد على الخطيب لابن نجار جز 22ص 99، البدايه والنهايه ج 10ص107.

احمد بن محمد بن قاسم بن محرز نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ''لاباس به'' اور میں نے دوسری بار یحییٰ بن معین کو اس طرح کہتے ہوئے سنا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہمارے نزدیک اھل صدق سے ہیں۔ اور آپ متھم بالکذب نہیں۔ آپ کو ابن ھبیرہ نے قضاء پر کوڑے مارنے کا حکم دیا کیونکہ آپ نے قاضی کا عہدہ لینے سے انکار فرما دیا تھا۔

اور یہ احمد بن محمد بن قاسم بن محرز ابوالعباس بغدادی، یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے جعفر بن درستویہ بن مرزبانی فارسی نے روایت کیا۔

○ عن احمد بن محمد بغدادی قال سالت یحییٰ بن معین عنه فقال عدل،ثقه، ما ظنك لمن عدله ابن المبارك ووكيع۔ مناقب کردری ج اول ص 91.

احمد بن محمد بغدادی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو یحییٰ بن معین نے کہا: وہ ''عدل،ثقہ'' ہیں اور تیرا اس شخص کے متعلق کیا گمان ہے جس کی عبد اللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح نے عدالت کی توثیق کی ہے۔

○ قال وكيع ليحييٰ بن معين يا أبا زكريا ابوحنيفه كان يصدق فى الحديث قال نعم، صدوق، قال وقيل ليحييٰ بن معين ايما احب اليك ابوحنيفة اوالشافعى او ابويوسف القاضى فقال اما الشافعى خلااحب حديثه، واما ابوحنيفه فقد حدث عنه قوم صا لحون، وابويوسف لم يكن من اهل الكذب كان صدوقاً۔

عقود الجواہر المنیفہ للسید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی 1205ھ اور جو الخیرات الحسان کے ساتھ مطبوع ہے۔ ص 191، 192۔ اخبار ابوحنیفہ واصحاب للصمیری ص 80

وکیع بن جراح عظیم محدث نے عظیم ناقد یحییٰ بن معین سے کہا: اے ابوزکریا! حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث میں مصدق ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا: ہاں آپ ''صدوق فی الحدیث'' ہیں۔ حضرت وکیع بن جراح نے کہا: یحییٰ بن معین سے کہا گیا آپ کے نزدیک ابوحنیفہ یا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یا ابو یوسف قاضی میں کون زیادہ پسندیدہ ہیں۔ یحییٰ بن معین نے جواب دیا بہر حال میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کو پسند نہیں کرتا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وہ ہیں جن سے صالحین لوگوں نے حدیث بیان کی۔ اور امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ اھل کذب میں سے نہیں وہ حدیث میں ''صدوق'' ہیں۔

○ عن عبد الله بن احمد بن ابراهيم الدروقى قال سئل ابن معين وانا اسمع عن ابى حنيفة فقال ثقة ما سمعت احدا ضعفه هذا شعبة بن الحجاج يكتب اليه ان يحدث ويامره وشعبه

Marfat.com

وشعبة. الانتقاء لا بن عبد البر ص 127.

عبداللہ بن احمد بن ابراہیم دروتی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں سن رہا تھا کہ یحییٰ بن معین سے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ یحییٰ بن معین نے وہ ثقہ ہیں۔ میں نے کسی کو آپ کی تضعیف کرتے ہوئے نہیں سنا۔ یہ شعبہ بن حجاج امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور حدیث بیان کرنے کے لیے لکھتے اور اُن کو حدیث لکھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اور شعبہ تو شعبہ ہی ہیں۔

قارئین گرامی!

آپ کو معلوم ہونا چاہیے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسی عظیم شخصیت جن کو علماء محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اعلم الناس، افقہ الناس سے تعبیر کیا ہے وہ ابن معین وشعبہ بن حجاج کی توثیق وتعدیل کی محتاج نہیں۔ جو ہم نے ابن معین وشعبہ بن حجاج اور دیگر ائمہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی توثیق وتعدیل نقل کی ہے یہ صرف اُن لوگوں کو لگام دینے کے لیے ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہیں۔ اور جن عاقبت نااندیش نے جسارت کرتے ہوئے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تصنیف کی ان کے قول سے جو خوش ہوتے ہیں۔ اور ابن معین اور شعبہ بن حجاج جیسے عظیم ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی تعدیل وتوثیق کے بعد کوئی اس کا اھل نہیں رہا کہ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسی گفتگو کرے۔

ابن بزاز کردری اپنی کتاب مناقب ابوحنیفہ میں لکھتے ہیں۔

○ قال كيف تقولون الامام الاعظم لا يعرف الحديث وهو يقول. حديث "اوينقص اذا جف" مداره على عياش وهو ضعيف الحديث فقول ابن المبارك هذا اعتراف بان الامام من نقاد المحدثين خبير، حفير بد قائقه فيقف المحقق عند كلامه فى الجرح والقبول.

مناقب کردری ج اول ص 104

حضرت عبداللہ بن مبارک نے کہا: تم امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق کس طرح کہتے ہو کہ وہ حدیث کی معرفت نہیں رکھتے، حالانکہ آپ حدیث مبارکہ "اوینقص اذا جف" کے متعلق فرماتے ہیں اس کا مدار عیاش پر ہے اور وہ حدیث میں ضعیف ہے۔ تو عبداللہ بن مبارک کا یہ قول اعتراف ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا شمار نقاد محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم میں سے ہوتا ہے۔ جو حدیث مبارکہ کے دقائق کے کھود کرید کرنے والے اور خبر رکھنے والے ہیں۔ پس جب کوئی محقق کلام کرے گا تو بالضرور جرح وقبول میں اپنے کلام کے وقت توقف کرے گا۔ کیونکہ روایت میں بعض محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی شرائط رد اور قبول میں علماء فقہاء کی شرائط کے مخالف ہیں۔

علامہ محمد بن یوسف صالح دمشقی اپنی کتاب مستطاب عقود الجمان میں ارقام فرماتے ہیں:

○ وكان رحمه الله بصيراً بعلل الاحاديث وبا التعديل والتجريح مقبول القول فى ذٰلك.

(عقود الجمان ص 168)

Marfat.com

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ علل احادیث کے بصیر اور تعدیل وتجریح میں آپ کا قول بقول ہے۔ علامہ محمد بن یوسف صالحی دمشقی کی تصریح سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ تعدیل وتجریح میں کسی کے محتاج نہیں بلکہ آپ نقاد ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم میں سے ہیں۔ اور آپ کی تعدیل وتجریح میں قول بقول ہے۔

امام المحدثین عظیم نقاد حضرت یحییٰ بن معین کی اس زبردست شہادت کے بعد کوئی بھی اس کا اہل نہیں کہ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسی گفتگو کرے اور بمصداق ''بمن شهدت اعداء ہ'' کے خطیب بغدادی نے بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تعدلیل وتوثیق میں روایات نقل کیں۔ حالانکہ خطیب بغدادی اور دارقطنی اور امام ذہبی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو ضعیف الحدیث قرار دیا ہے۔

لیکن یحییٰ بن معین کی شہادت نے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ثقہ ہیں۔ اُن سے صالحین لوگوں نے روایت کیا وغیرہ وغیرہ۔ خطیب بغدادی وغیرہ کے قول کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی ہیں۔ اور یحییٰ بن معین جن کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علامہ علی بن مدینی نے فرمایا: میں نے لوگوں میں ان کی مثل نہیں دیکھا ابن روی کے قول کے مطابق دنیا میں اُن کی مثل نہیں۔ اُن کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور آپ کی تعدیل وتوثیق کے اعتراف کے بعد دارقطنی اور خطیب بغدادی وغیرہ کے قول کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی۔ اگر اتنی عظیم وزبردست شہادت کے بعد بھی معترضین امام صاحب رضی اللہ عنہ پر قلت حدیث اور عدم حدیث دانی کا اعتراض کرتے ہیں تو یہ آسمان پر تھوکنے کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ تھوک آسمان پر تو پہنچتا نہیں بلکہ اُن کا تھوکا ہوا خود اُن کے سروں پر آ کر گرتا ہے۔

حضرت امام المحدثین یحییٰ بن معین سے روایت کرنے والے ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

احمد بن صلت، حسین بن فہم، قاسم مقری، احمد بن عطیہ، محمد بن سعد عوفی، صالح بن محمد اسدی، عباس بن محمد دوری، جعفر بن ابی عثمان، احمد بن محمد بن قاسم بن محرز، احمد بن محمد بغدادی، وکیع بن جراح، عبداللہ بن احمد بن ابراہیم دورقی

''رحمهم الله عليهم اجمعين''

ان ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم میں سے اکثر کے تراجم اُن کی روایت کے ماتحت میں نے نقل کر دئے ہیں۔

چنانچہ حضرت یحییٰ بن معین سے روایت کرنے والوں کے اختلاف اور متن کے اختلاف کی وجہ سے یہ ایک الگ الگ شہادت مقصود ہوگی۔ اس بناء پر یہ مجموعی بارہ 12 شہادتیں ہوئیں۔ ان کو اکتیس شہادتوں میں جمع کیا تو یہ تینتالیس 43 شہادتیں ہوئیں اس کے بعد آپ چوالیسویں 44 شہادت ملاحظہ فرمائیں۔

یٰسین بن معاذ الزیات رحمۃ اللہ علیہ

44- یٰسین بن معاذ الزیات۔ آپ کی وفات سفیان ثوری کی وفات کے قریب قریب ہے۔ وہ زہری، حماد بن ابی سلیمان وغیرہما سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے علی بن غراب، مردن بن معاویہ اور عبدالرزاق وغیرہم نے

Marfat.com

روایت کیا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں آپ کوفہ کے مفتی اور کبار فقہاء میں سے ہیں۔ اور آپ کی کنیت ابوخلف ہے۔ یحییٰ بن معین نے کہا: اُن کی حدیث ''لیس بشیء'' ہے نسائی اور ابن حنید نے کہا: وہ متروک الحدیث ہے۔ رماوی نے کہا: عبدالرزاق بن ھمام نے کہا: اہل مکہ کہتے ہیں ابن جریج نے ابوالزبیر سے نہیں سنا انہوں نے صرف یاسین بن معاذ الزیات سے سماعت کیا ہے۔

(میزان الاعتدال ج 4 ص 358)

یہ عظیم محدث وفقیہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یوں شہادت دیتے ہیں۔

O عن محمد بن ابراهيم حدثني الوزير بن عبد الله سمعت ياسين الزيات بمكة وعنده جماعة عظيمة، وهو يصح با على صوته ويقول يا ايها الناس اختلفوا الىٰ ابى حنيفة واغتنموا مجالسة وخذوا من علمه فانكم لم تجالسوا مثله ولن تجدوا اعلم بالحلال والحرام منه فانكم ان فقد تموه فقد تم علماً كثيراً۔ الموفق ج دوم ص 38. مناقب کردری ج اول ص 95.

محمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ مجھ سے وزیر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے مکہ مکرمہ میں یٰسین الزیات سے سنا اور آپ کے پاس ایک عظیم جماعت موجود تھی یٰسین الزیات بآواز بلند چیخ کر فرمارہے تھے: اے لوگو! حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جایا کرو اور اُن کی مجلس کو غنیمت سمجھو، اور اُن سے علم حاصل کرو۔ اگر تم امام صاحب رضی اللہ عنہ جیسے کے پاس نہ بیٹھے تو تم ہرگز حلال وحرام میں اُن زیادہ اعلم نہ پاؤ گے۔ پس اگر تم نے ان کھو دیا تو تم نے ایک کثیر علم کو کھو دیا۔ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یٰسین الزیات عظماء اصحاب حدیث میں ہیں۔ جو یہ گواہی دیتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اعلم ہیں اور آپ ایک علم کثیر کے حامل ہیں۔ ظاہر ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث وآثار کے اعلم اور اُن کے معانی کے افقہ ہیں۔ جو حلال وحرام کو خوب پہچانتے ہیں۔ ایسے اعلم احادیث وآثار جو حلال وحرام کو جانتا ہو کھو دینا ایک علم کثیر کھو دینے کے مترادف ہے۔ ابن بزار کردری نے اس حدیث کو عبدالعزیز بن عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

O قال وقعت لى فى الليل مسئلة مهمة ولم يكن لى بد من ان اساله فاتية فوجد ته يصلى فلما فرغ سالة ففرج لى عنها فانى لا دعو له فى وبر كل صلوٰة كما ادعو لنفسى وللمسلمين.

مناقب کردری ج اول ص 95، الموفق ج دوم ص 38

یٰسین بن معاذ الزیات کہتے ہیں مجھے ایک رات ایک مشکل اور اہم مسئلہ درپیش آیا۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے سوا میرے پاس اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ میں آپ کے حضور حاضر ہوا تو آپ کو نماز پڑھتے ہوئے پایا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے وہ مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے مجھ سے کھول کر وہ مسئلہ بیان فرمایا۔ میں ہر نماز کے بعد آپ کے لیے دعا کرتا ہوں جیسا کہ میں اپنے لیے اور جملہ مسلمانوں کے لیے دعا کرتا ہوں۔

Marfat.com

یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ

45- یحییٰ بن آدم بن سلیمان قرشی اموی ابوزکریا متوفی 203ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اسرائیل بن یونس، اسماعیل بن عیاش، خطر بن خلیفہ، مسعر بن کدام، یونس بن ابی اسحاق وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے احمد بن حنبل، اسحاق بن واھوید، بشر بن خالد، یحییٰ بن معین وغیرہم نے روایت کیا۔

ابو حاتم نے کہا: وہ فقیہہ تھے اور ثقہ، یعقوب بن شیبہ نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں اور ''فقیه البلدان'' ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ امام عجلی نے کہا: وہ علم کے جامع ثقہ عاقل اور حدیث میں ''ثبت'' ہیں۔ ابن شاہین نے کہا: یحییٰ بن ابی شیبہ نے کہا: جب تک ان کے مافوق مثل وکیع وغیرہ اُن کی مخالفت نہ کریں وہ حدیث میں ثقہ، صدوق، ثبت اور حجت ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج 11 ص 175، تہذیب الکمال ج 10 ص 621)

یہ یحییٰ بن آدم جو حدیث میں حجت ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

○ عن احمد بن مغلس سمعت یحییٰ بن آدم یقول ان للحدیث نا سخا ومنسوخاً کما فی القرآن ناسخ ومنسوخ وکان النعمان جمع حدیث اهل بلده کله فنظر الی آخر فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم الذی قبض علیه فاخذبه فکان بذٰلك فقیها.

الموفق ج اول ص 93، مناقب کردری ج اول ص 143۔

ابوعبداللہ حسین بن علی صمیری نے اس حدیث کو حسن بن صالح سے روایت کیا ہے۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 11۔

احمد بن معلس کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن آدم کو کہتے ہوئے سنا کہ جیسے قرآن مقدس میں ناسخ اور منسوخ ہے اسی طرح حدیث میں بھی ناسخ ومنسوخ ہے۔ اور نعمان بن ثابت یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام شہر والوں کو جمع کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل کی طرف نظر کی جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا اور اس حدیث پر عمل کیا اس کی وجہ سے آپ فقیہ بن گئے۔

قطب ربانی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب ''میزان الکبریٰ'' کے مقدمہ میں ارقام فرماتے ہیں:

○ اما قول سیدنا ومولانا عبد الله بن عباس رضی الله عنهما ان آخر الا مرین من فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم هو الناسخ المحکم فهوا کثری لا کلی. میزان الکبریٰ ج اول ص 13.

یعنی ہمارے موجود اور سردار حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارکہ کے دو اَمر میں سے امر آخر وہ (پہلے فعل کے لیے) محکم ناسخ ہے۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اکثر پر دال ہے نہ کہ کل پر۔ یعنی اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل، فصل اول کا ناسخ ہے۔

چنانچہ امام عظم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل جس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا پر عمل کیا ہے کیوں کہ

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ کا آخر عمل عمل اول کے لیے ناسخ ہے۔

یحییٰ بن آدم کے حق میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علی بن مدینی کی یہ شہادت ہے۔

O عن محمد بن نهشل سمعت على بن المدينى يقول كان يحيىٰ بن آدم عالماں الناس وباقاويلهم، كثير الحديث والفقه وكان يميل الى ابى حنيفة ميلا شديداً.

(الموفق ج دوم ص 41۔ مناقب کردری ج اول ص 98)

محمد بن نہشل سے روایت ہے کہ میں نے علی بن مدینی (شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) کو کہتے ہوئے سنا کہ یحییٰ بن آدم کثیر الحدیث اور فقہ تھے۔ اور لوگوں اور اُن کے اقوال کے عالم تھے۔ اور وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف سخت میلان رکھتے تھے۔ شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ علی بن مدینی کی اس شہادت کی یحییٰ بن آدم کثیر الحدیث تھے۔ کہ بعد ثابت ہوا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ احادیث وآثار کے اعلم تھے اور ناسخ ومنسوخ کی معرفت تامہ رکھتے تھے۔

لہٰذا امام اعظم رضی اللہ عنہ پر طعنہ زنوں کا یہ طعن کہ آپ نے اثر کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کیا۔ یہ طعن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر سراسر بہتان عظیم اور افتراء ہے۔

کیونکہ کتب امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کی کتب ایسے مسائل سے بھری پڑی ہیں۔ کہ انہوں نے قیاس پر عمل کو چھوڑ کر اثر وارد پر عمل کیا۔ جیسے نماز میں قہقہہ سے وضو کا ٹوٹ جانا۔ نماز میں حدث سابق کے بعد بناء، ایک پہلو چت لیٹ کر سونے سے وضو کا ٹوٹ جانا اور بھول کر کھانے پینے سے روزہ کا باقی رہنا وغیرہا مثالیں موجود ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

کتب معتبر ومعتمدہ میں منقول ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو جب صحیح حدیث مل جاتی تو آپ نے اپنی رائے اور قیاس کو ترک کر کے حدیث پر عمل کرتے۔

(1) امام اعظم رضی اللہ عنہ ہاتھ کہ انگلیوں پر اُن کے منافع کے اعتبار سے رویت قائم فرماتے ہیں کیونکہ انگوٹھا باعتبار منافع تمام انگلیوں سے اکثر منافع والا ہے چنانچہ آپ اس کی دیت زیادہ قائم کرتے بہ نسبت خنصر کے کہ اس میں نفع بہت کم ہے۔ حتیٰ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ کی یہ حدیث پہنچی۔

"انه قال الخنصر والابهام سواء"

یعنی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاتھ کی یہ دونوں خنصر اور ابہام انگلیاں حکم میں برابر ہیں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے اور قیاس کو ترک کر کے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان عالیشان پر عمل کیا اور فرمایا: اُن دونوں انگلیوں میں دیت برابر ہے۔

(2) ناک اور دونوں کانوں کی دیت کے ایجاب میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے ہوئے کانوں کی دیت کو ناک کی دیت سے کم فرمایا۔ اور اس کی دلیل یہ پیش کی کہ دونوں کانوں کو پگڑی نے چھپایا ہوا ہے۔ لہٰذا بہ نسبت ناک کے کان کی دیت بہت کم رکھی۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث پہنچی۔

Marfat.com

"ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اوجب فی الاذنین الدیۃ"

تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی رائے اور قیاس کو ترک کر دیا۔

(3) جیسا کہ علی بن عاصم کی روایت ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عطاء بن ابی رباح کے قول پر عمل کرتے ہوئے فرماتے کہ حیض کا اکثر پندرہ دن ہے۔ حتیٰ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حدیث حضرت انس بن مالک پہنچی۔

"ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال الحیض ثلاثہ الی عشرۃ فما زاد فھو استحاضۃ"

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیض تین دن سے دس دن تک ہے اور اس سے جو زیادہ خون ہے وہ استحاضہ (بیماری) کا خون ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے اعراض کرتے ہوئے اس حدیث پر عمل کیا۔

(4) خلف الاحمر سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا، میرا سہارا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور آپ نماز عید سے نہ پہلے اور نہ بعد کوئی نماز پڑھتے۔ پھر میں نے آپ کو نماز عید کے بعد نماز پڑھتے ہوئے دیکھا میں کھڑا ہو کر آپ کو دیکھتا رہا حتیٰ کہ آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ خلف الامر نے کہا: میں نے عرض میرا سہارا تو آپ ہی ہیں۔ اور آپ نماز عید سے قبل اور بعد نماز پڑھنا درست نہیں سمجھتے۔ اور آج آپ نماز عید کے بعد نماز ادا کر رہے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث پہنچی ہے۔ کہ آپ نماز عید کے بعد چار رکعت نماز ادا فرماتے۔

دیکھو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے کو ترک کر کے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صحیح اثر پر عمل کیا۔

میں نے یہ چند مسائل بطور نمونہ تحریر کیے ہیں۔ تاکہ طعنہ زنوں کو باور کرایا جا سکے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کہ آپ نے اثر کو چھوڑ کر رائے اور قیاس پر عمل کیا یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ پر بہتان ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو جب بھی صحیح حدیث ملی آپ نے اپنی رائے کو ترک کر کے اس حدیث پر عمل کیا جیسا کہ بالا مذکورہ چند مسائل سے اس کی توثیق ہوتی ہے۔ الحاصل یہ کہ محدث کبیر جو کہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں اور پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ بن مدینی نے بھی اُن کی توثیق کی۔ حضرت یحییٰ بن آدم کی روایت سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث و آثار کے اعلم اور اُن کے ناسخ و منسوخ کی معرفت تامہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل آخر پر عمل فرماتے، ایسی زبردست شہادت کے باوجود اگر کوئی کور باطنی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی و حدیث فہمی پر اعتراض کرتا ہے تو وہ محض حسد و بغض کی بنا پر اعتراض کرے گا۔ اللہ عزوجل انصاف سے وابستہ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

○ عن حسن بن یزید أنبا یعقوب بن اسحاق انبا ابی انبا یحییٰ بن آدم قال کان الحسن بن صالح ابن حی الھمدانی النخعی ینقل الیہ حدیث ابی حنیفۃ ومسائلہ وکان یستحسنہ۔

(الموفق ج دوم ص 38)

Marfat.com

یحییٰ بن آدم نے کہا: حسن بن صالح بن حی ہمدانی نخعی کے پاس حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور آپ کے مسائل نقل کیے جاتے تو حسن بن صالح اُن کو مستحسن فرماتے۔ یہ حسن بن صالح مسلم، سنن اربعہ اور معلقات بخاری کے رواۃ میں سے ہیں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اچھا سمجھتے تھے۔ اگر امام کی احادیث بقول بعض ضعیف ہوتیں تو یہ کبیر محدث امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بہت اچھا سے توثیق نہ کرتا۔

O عن محمد بن حسن انبا اسحاق بن ابی اسرائیل سمعت یحییٰ بن آدم قال اتفق اهل الفقه والبصر انه لم یکن احد أفقه من ابی حنیفة. الموفق ج دوم ص 41. مناقب کردری ج اول ص 98.

محمد بن حسن سے روایت ہے کہ ہمیں اسحاق بن ابی اسرائیل (یہ کتاب ادب المفرد للبخاری، ابوداؤد اور نسائی کے رواۃ سے ہیں یحییٰ بن معین، دارقطنی اور بغوی نے اُن کو ثقہ کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب ج اول ص 223) نے کہا: میں نے یحییٰ بن آدم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اہل فقہ اور اہل بصیرت کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اور کوئی احادیث وآثار کے معانی کا جاننے والا نہیں ہے۔

O عن محمد بن نصر انبا یحییٰ بن اکثم سمعت یحییٰ بن آدم یقول کان کلام ابی حنیفة فی الفقه لله. ولو کان یشویه شئی من امر الدنیا لم ینفد کلامه فی الافاق کل هن النفاذ مع کثرة حساده ومنتقصیه. مناقب کردری ج اول ص 98. الموفق ج دوم ص 41.

محمد بن نصر سے روایت ہے کہ ہمیں یحییٰ بن اکثم (یہ ترمذی کے رواۃ سے ہیں ابن حبان نے اُن کا اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور ابن معین بھی انھیں اچھا خیال کرتے) نے کہا: میں نے یحییٰ بن امام کو کہتے ہوئے سنا کہ فقہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا کلام محض اللہ عزوجل کے لیے تھا۔ اگر اس میں دنیاوی امر کا ذرا بھر بھی شائبہ ہوتا تو آپ کا کلام باوجود حاسدین اور نقص بیان کرنے والوں کے اطراف واکناف عالم میں مکمل نافذ نہ ہوتا۔

O عن عباس بن حمزه انبا محمد بن مهاجر سمعت یحییٰ بن آدم یقول اجتهد ابوحنیفة فی الفقه اجتهاد الم یسبقه الیه احد فهدا ه الله سبیله وسهل لا طریقه وانتفع الخاص والعام:

الموفق ج دوم ص 41، مناقب کردری ج اول ص 98

عباس بن حمزہ سے روایت ہے کہ ہمیں محمد بن مہاجر نے خبر دی کہ میں نے یحییٰ بن آدم کو کہتے ہوئے سنا۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فقہ میں ایسا اجتہاد کیا کہ اُن سے پہلے یہ اجتہاد کسی سے نہ ہوسکا۔ اللہ عزوجل نے آپ کو اجتہاد کی واضح راہ عطا فرمائی۔ اور اس کا طریق سہل اور آسان فرما دیا۔ اور خاص وعام اُن کے علم سے مستفید ہوئے۔ جملہ اہل عقل ودانش اور منصف مزاج پر یہ واضح ہونا چاہیے کہ محدث عظیم یحییٰ بن آدم کی جملہ روایات امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اعلمیت وافقہیت پر عمدہ دلیل ہیں۔ اور یہ بات بھی حاشیہ ذہن میں ملحوظ ہونی چاہیے کہ فقہ آثار واحادیث کے معانی دقیقہ کے استخراج کا دوسرا نام ہے۔ اور

Marfat.com

احادیث وآثار کے معانی کے اعلمیت پر اللہ عزوجل نے جو بصیرت امام صاحب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی وہ کسی کا مقدر نہیں۔ اور یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور حدیث فہمی پر عمدہ اور زبردست شہادت ہے۔ جس سے کسی ذی عقل سلیم کو اعتراض نہیں۔

○ عن یحییٰ بن آدم قال کان جریر بن معاویة من کبراء الکوفة فی الحدیث والفقه واذا ذکره عظمه ومدحه فقلت له اذا ذکرت غیره لم تمدحه مثل هذا قال لان منزلة لیست کمنزلة غیره فیما انتفع به الناس فا خصه عند ذکره لیر غب الناس فی الدعاء له.

(مناقب کردری ج اول ص103)

یحییٰ بن آدم سے روایت ہے انہوں نے کہا: جریر بن معاویہ جو کوفہ کے اکابر محدثین وفقہاء رحمۃ اللہ علیہم سے تھے جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو اُن کی عظمت اور تعریف ہی فرماتے۔ یحییٰ بن آدم نے کہا۔ میں نے جریر بن معاویہ سے کہا: کیا بات ہے جب کسی اور شخص کا ذکر آتا ہے تو آپ اس کی ایسی مدح نہیں فرماتے، فرمایا یہ اس لیے کہ اُن کا مقام ومرتبہ دوسروں کی طرح نہیں کیونکہ اُن کے ذکر کے وقت خصوصیت سے آپ کی مدح کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کے لیے لوگوں کو دعا کرنے کی رغبت ہو۔

عمرو بن دینار مکی رحمۃ اللہ علیہ

46- عمرو بن دینار مکی ابوحمد الاثرم جمحی متوفی 126ھ جو کبار تابعین اور صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ذکوان ابی صالح ذکوان، سالم بن عبداللہ بن عمر فاروق، سائب بن یزید، عطاء بن ابی رباح وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے ایوب سختیانی، جعفر بن محمد صادق، حماد بن زید، مسعر بن کدام، سفیان ثوری اور اُن کے علاوہ خلق کثیر نے روایت کیا۔

سفیان بن عیینہ سے روایت ہے کہ عمرو بن دینار اہل مکہ کے اعلم میں سے ہیں۔ امام زہری نے کہا: میں نے اس شیخ (عمرو بن دینار) سے جید حدیث کی نص بیان کرنے والا نہیں دیکھا یحییٰ بن سعید قطان نے میرے نزدیک عمرو بن دینار قتادہ بن دعامہ سے بھی اثبت ہیں، ابوزرعہ، ابوحاتم اور نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور نسائی نے ''ثبت'' کا اضافہ کیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن حکم نے سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہوئے کہا ''حدثنا عمرو بن دینار'' ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا۔ اور وہ ثقہ، ثقہ، ثقہ ہیں۔ (یعنی صفت کا تین بار اعادہ کیا) ابن عیینہ اور عمرو بن جریر نے کہا وہ کثیر الحدیث ثقہ، ثبت، صدوق اور عالم ہیں۔ وہ اپنے زمانہ کے مفتی اہل مکہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج 7 ص 587۔ تہذیب التہذیب ج 8 ص 30)

امام ذہبی نے کہا: وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر رضی اللہ عنہما، ماجہ سے روایت کرتے ہیں اُن سے شعبہ بن حجاج، سفیانین اور مالک نے روایت کیا۔ الکاشف ج دوم ص 284۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور انہوں نے عبداللہ بن جعفر بن محمد کو دیکھا ہے۔ ابن عیینہ نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علم کا اعلم اُن سے اور کوئی نہیں۔ انہوں نے ابن عباس

Marfat.com

رضی اللہ عنہما سے سنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اصحاب سے سنا۔ تاریخ الکبیر ج 6 ص 328، حدیث نمبر 2544۔

یہ محدث عظیم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن ابوسلیمان قال حدثنا حماد بن زید قال کنا ناقی عمرو بن دینار فاذا جاء ابوحنیفه اقبل علیه وترکنا نسائی ابا حنیفة فنساله فیحدثنا.

(اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 72، الخیرات الحسان ص 81، عقود الجمان للصالحی ص 203)

ابوسلیمان سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم سے حماد بن زید (جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں ابوبکر بن منجویہ نے کہا حماد بن زید نابینا ہونے کے باوجود احادیث نے حافظ تھے) نے کہا: حماد بن زید نابینا کے پاس جایا کرتے تھے۔ جب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لاتے تو عمرو بن دینار اُن کی طرف متوجہ ہو جاتے، ہمیں چھوڑ دیتے کہ ہم امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مسائل دریافت کریں۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہمیں احادیث بیان کرتے تھے۔

کبیر تابعی اور عظیم محدث کی اس عظیم شہادت کے بعد بھی دارقطنی اور امام ذہبی جیسے متعصبین کے قول کی وہ وقعت باقی رہ جاتی ہے۔ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ ضعیف فی الحدیث ہیں۔ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ واقعتاً حدیث میں ضعیف ہیں تو اُن دو اُکابر محدثین رحمہم اللہ کی شہادت کا آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ جن کی موجودگی میں امام صاحب احادیث بیان فرماتے ہیں: اور خود عمرو بن دینار اُن سے احادیث سننے کے متمنی ہیں۔

علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ

لہٰذا عمرو بن دینار مکی کی شہادت سے معلوم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ عالم بالحدیث تھے بلکہ عالم بالحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ احادیث کے معانی کے بھی اعلم تھے۔

47- علی بن مدینی، یعنی علی بن عبد اللہ بن جعفر بن نجیح سعدی متوفی 234ھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں۔ بخاری، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، کتاب التفسیر لابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

ابوحاتم رازی نے کہا: علی بن مدینی حدیث اور اس کی علل کی معرفت میں لوگوں میں ایک علم ہیں۔ عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا: علی بن مدینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے سب لوگوں سے اعلم ہیں۔ ابن حبان نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی علل کے اپنے زمانہ والوں سے اعلم ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ ومامون ہیں اور ائمہ فی الحدیث میں ایک امام ہیں۔ شیخ محی الدین نووی نے جامع خطیب سے نقل کرتے ہوئے کہا علی بن مدینی نے حدیث میں دو صد مصنف تصنیف فرمائے ہیں۔ اور ''زہرہ'' میں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے تین صد تین 303 احادیث تخریج کی ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج 7 ص 349، تہذیب الکمال ج 7 ص 341، میزان الاعتدال ج 3 ص 138)

یہ علی بن مدینی شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یوں اظہار فرماتے ہیں:

Marfat.com

○ قال الامام علی بن المدینی۔ ابوحنیفة روی عنه الثوری وعبد اللّٰه بن المبارك وحماد بن زید وهشام وو کیع وعباد بن العوام وجعفر بن عون وهوثقة لاباس به۔(الخیرات الحسان ص 158، جامع باین العلم وفضلہٖ لابن عبد البر ج دوم ص 149، مقدمہ عقود الجواهر المنیفه للسید مرتضٰی زبیدی ذیل الخیرات الحسان ص 192)

علامہ سید مرتضٰی زبیدی نے ''ہشام'' کی جگہ ''ھشیم'' لکھا ہے۔

برادرانِ اسلام

شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علی بن مدینی نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور حدیث میں ثقہ ہونے کی کتنی زبردست شہادت دی ہیں۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے سفیان ثوری۔ عبداللہ بن مبارک، حماد بن زید، ہشام بن عروہ، یا ہشیم بن بشیر، وکیع بن جراح، عباد بن عوام اور جعفر بن عون جیسے اکابر محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے روایت کیا ہے اور آپ ثقہ ہیں۔ ''لاباس بہ'' آپ غور فرمائیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ائمہ اعلام محدثین رحمۃ اللہ علیہم جو کہ سب کے سب ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں روایت نقل فرما رہے ہیں۔ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ضعیف ہوتے تو یہ ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اُن سے روایت کیسے کرتے۔ ان عظیم وکبیر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرنا درحقیقت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور آپ کی ثقاہت فی الحدیث کی عمدہ دلیل اور شہادت ہے۔ اس کے بعد کسی صاحب علم کو انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔

عطا بن ابی رباح

48- عطاء بن ابی رباح ابومحمد مکی متوفی 114ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہے۔ وہ جابر بن عبد اللہ، رافع بن خدیج، زید بن ارقم، عبد اللہ بن عمر بن خطاب وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابراہیم بن میمون، ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی، حجاج بن ارطاۃ نخعی، حسین بن ذکوان معلم وغیرہم خلق کثیر نے روایت کیا۔

محمد بن احمد بن عثمان ذہبی فرماتے ہیں مکہ مکرم میں اپنے زمانہ والوں سے علم اور اتقان کے اعتبار سے تابعین کے سردار ہیں۔ وہ کبیر الشان امام اور حجت ہیں۔ اُن سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔ اور فرمایا: میں نے عطاء بن ابی رباح کی مثل نہیں دیکھا۔ عبدالحمید حمانی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جن سے میں نے ملاقات کی اُن میں سے میں نے عطاء بن ابی رباح سے کسی کو افضل نہیں دیکھا۔ علی بن مدینی نے کہا: میں نے بعض اھل علم کو کہتے ہوئے سنا وہ کثیر الحدیث عالم، فقیہ اور ثقہ تھے۔

میزان الاعتدال ج 3 ص 70، تہذیب الکمال ج 7 ص 138، تہذیب التہذیب ج 7 ص 109

کبار تابعین میں سے حضرت عطاء بن ابی رباح شیخ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

○ عن حفص بن یحییٰ قال حدثنا محمد بن ابان عن الحارث بن عبد الرحمن قال کنانکون عطاء بعضنا خلف بعض فاذا جاء ابوحنیفه اُوسع له وادناه۔ اخبارابوحنیفہ واصحابہ ص 83، الموفق ج دوم ص 67۔

حفص بن یحییٰ سے روایت ہے انہوں نے ہمیں محمد بن ابان نے حارث بن عبدالرحمٰن سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہم مقتدائے ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم حضرت عطاء بن ابی رباح کے پاس سماعت احادیث کے لیے ایک دوسرے کے پیچھے بیٹھے ہوتے تھے کہ اتنے میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو حضرت عطاء بن ابی رباح اُن کے لیے جگہ فراخ کر دیتے اور آپ کو اپنے قریب بیٹھاتے۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے شیخ حضرت عطاء بن ابی رباح کے حلقہ درس میں سماعت حدیث کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ اور اپنے شیخ سے احادیث سنتے۔ ذرا تدبر و تفکر سے بتائیں جس شخص نے ایک مسلم و مقتداء امام سے احادیث سماعت کی ہوں وہ حدیث میں ضعیف کیسے ہو سکتا ہے۔ پھر غور فرمائیں کہ حضرت عطاء بن ابی رباح باوجودیکہ کبار تابعین سے ایک عظیم محدث ہیں وہ اپنے شاگرد کی کتنی عزت احترام کرتے ہیں۔ کیونکہ انھیں معلوم تھا کہ اللہ عزوجل نے احادیث کے معانی کے سمجھنے پر جتنی دسترس حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی اور کسی کو یہ نصیب نہیں ہوئی۔ اور استادِ محترم کا اپنے ایک شاگرد کا اتنا احترام ہی شاگرد کی حدیث دانی حدیث فہمی کے لیے کافی دوافی ہے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگرد کے علم کو جو خراج تحسین پیش کیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

○ عن حسان بن ابراهیم عن ابراهیم الصائغ قال کنت عند عطاء بن ابی رباح وعنده ابوحنیفة فسئل عن قول الله "وآتیناه اهله ومثلهم معهم" قال عطاء رد الله علی ایوب علیه السلام اهله ومثلهٖ وولده فقال ابوحنیفه اویر والله علی نبی ولد الیسو اله من صلبه یا ابا محمد فقال ما سمعت فیها عافاك الله فقال رد اللّٰه علی ایوب اهله وولده من صلبه ومثل اجور ولدہٖ فقال هذا حسن۔

اخبارابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 24، الموفق ج اول ص 158، الخیرات الحسان ص 113، مناقب کردری ج اول ص 203

حسان بن ابراہیم نے ابراہیم صائغ سے روایت کی انہوں نے کہا: میں امام عطاء بن ابی رباح کے پاس موجود تھا۔ اور حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی اُن کے پاس تھے۔ عطاء بن ابی رباح سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان "و آتیناہ اھلہ و مثلھم معھم" کے متعلق دریافت کیا۔

حضرت عطاء بن ابی رباح نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو اُن کے اہل اور اہل و اولاد کی مثل واپس لوٹایا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابومحمد! (یہ عطاء بن ابی رباح کی کنیت ہے) کیا اللہ عزوجل نے ایک نبی کو وہ اولاد واپس لوٹائی جو اس نبی کے صلب سے نہیں ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح نے کہا: اے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ! آپ نے اس

Marfat.com

کے متعلق کیا سنا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ عزوجل نے حضرت ایوب علیہ السلام پر ان کے اہل اور اُن کی اپنے صلب سے اولاد واپس فرمائی۔ اور آپ کی اولاد کے اجور کی مثل واپس لوٹایا۔ (یعنی اولاد کا ثواب) یہ سن کر امام عطاء بن ابی رباح نے کہا: یہ تفسیر بہت اچھی ہے۔

آپ نے دیکھا ایک عظیم محدث اپنے شاگرد کے علم کو کس طرح داد تحسین پیش کر رہا ہے جب ایک عظیم مقتداء اور امام المحدثین اپنے اس ایک شاگرد کا اس طرح عزت واحترام کرتا ہے تو ہمیں بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عزت وتکریم کرنی چاہیے۔ نہ کہ امام کے نقائص ومثالب بیان کریں۔ یہ علماء کرام کو زیب نہیں دیتا۔ انصاف حضرات علماء کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس پر اُن کو قائم رہنا چاہیے ''واللہ یھدی الی سبیل الرشاد''

عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ

49- عبدالرحمٰن بن مہدی بن حسان بن عبدالرحمٰن عنبری ابوسعید بصری ٹوٹوی متوفی 198ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ جریر بن حازم، شعبہ، سفیانین وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے ابن مبارک (اور یہ اُن کے شیوخ سے ہیں) یحییٰ بن معین، ابوخیثمہ وغیرہم سے روایت کیا۔

ابوعبداللہ سے کہا گیا عبدالرحمٰن بن مہدی حافظ ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ حافظ ہیں۔ ابوحاتم نے ابوالربیع زھرانی سے روایت کرتے ہوئے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کی مثل نہیں دیکھا اور اُن سے ''بصراً بالحدیث'' سے اُن کا وصف بیان کیا۔ ابن ابی صفوان نے کہا: میں نے علی بن مدینی کو کہتے ہوئے سنا اگر میں رکن ومقام کے درمیان قسم کھانا چاہوں تو میں اللہ کی یہی قسم کھاؤں گا کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی سے کسی کو اعلم بالحدیث نہیں دیکھا۔ اثوم نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب عبدالرحمٰن بن مہدی کسی شخص سے حدیث بیان کریں تو وہ حدیث حجت ہے۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں دنیا میں اُن کی نظیر جانتا امام ذہبی نے کہا: وہ یحییٰ بن سعید قطان سے بھی افقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج 6 ص 280، تاریخ بغداد ج 10 ص 239۔ تہذیب التہذیب ج 6 ص 297، الکاشف للذہبی ج دوم ص 165)

یہ محدث عظیم عبدالرحمٰن بن مہدی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

○ عن عطاء بن موسٰی الجرجانی انبا صدقة. سمعت عبد الرحمن المهدی قال کنت نقالًا للحدیث فرأیت سفیان الثوری امیر المومنین فی العلماء وسفیان بن عینیة امیر العلماء وشعبه عیار الحدیث وعبد الله بن المبارك صراف الحدیث ویحییٰ بن سعید قاضی العلماء وابا حنیفة قاضی قضاة العلماء ومن قال لك سوی هذا فارمه فی کناسة بنی سلیم.

الموفق ج دوم ص 45، مناقب کردری ج اول ص 100

عطاء بن موسیٰ جرجانی سے روایت ہے کہ ہمیں صدقہ نے خبر دی کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں تو صرف حدیث کا ناقل ہوں۔ میں نے سفیان ثوری کو دیکھا ہے وہ علماء میں امیر المومنین ہیں۔ اور سفیان بن عیینہ علماء کے

Marfat.com

امیر ہیں۔ اور شعبہ بن حجاج عیار الحدیث (یعنی حدیث کا میزان جس پر حدیث کی جانچ پڑتال کی جائے)۔ اور عبد اللہ بن مبارک حدیث کے صراف ہیں اور یحییٰ بن سعید قاضی العلماء ہیں۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قضاۃ العلماء کے قاضی ہیں۔ اور جس شخص نے اس کے سوا کوئی بات کہی اسے نبی سلیم کے کوڑا کرکٹ والی جگہ پھینک دو۔

دیکھو اس شہادت سے باعتبار اعلمیت وافقہیت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کس قدر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ کہ روایت میں مذکور جملہ ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے اوصاف کے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جامع ہیں۔ اور جن حضرت ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی عبد الرحمٰن بن مہدی نے اعلیٰ درجہ کی تعریف کر کے اُن پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کو فوقیت وترجیح دی ہے وہی حضرات یعنی سفیانیں۔ شعبہ، ابن مبارک اور یحییٰ بن سعید قطان امام اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں توثیق اور افضلیت کی شہادت دے چکے ہیں۔ اب عبد الرحمٰن بن مہدی جن کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ علی بن مدینی یہ شہادت دیتے ہیں کہ اگر میں رکن اور مقام کے درمیان قسم کھانا چاہوں تو میں یہی قسم کھاؤں گا کہ بخدا! میں نے عبد الرحمٰن بن مہدی سے بڑھ کر عالم باالحدیث کوئی اور نہیں دیکھا۔ وہی عبد الرحمٰن بن مہدی امام صاحب رضی اللہ عنہ کو روایت میں مذکور ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم پر فوقیت وترجیح دے رہے ہیں۔ کہ اُن حضرات میں جو یہ اوصاف پائے جاتے ہیں کہ کوئی امیر المومنین فی العلماء ہے تو کوئی امیر العلماء۔ کوئی عیار الحدیث ہے تو کوئی صراف الحدیث اور کوئی قاضی العلماء۔۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ اُن جملہ اوصاف کے مالک ہیں۔

اب اس سے بڑھ کر اور کون سی شہادت ہو سکتی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث وآثار کے اعلم وافقہ تھے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور فقہ پر اعتراض صرف اور صرف حسد وبغض پر مبنی ہے۔ واللہ اعلم باالصواب۔

عفان بن یسار باہلی رحمۃ اللہ علیہ

50- عفان بن سیار باھلی ابوسعید جرجانی قاضی متوفی 181ھ۔ نسائی کے رواۃ میں سے ہیں- وہ ابوحنیفہ، مسعر بن کدام وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے حسین بن علی بسطامی، موسیٰ بن نصیر رازی وغیرہم نے روایت کیا۔ ابوحاتم شیخ نے کہا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ کثیر الحدیث سے معروف نہیں۔ اور ابن حباب نے اُن کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔

الکاشف ج دوم ص236، تہذیب التہذیب ج 7 ص229۔ تہذیب الکمال ج 7 ص176۔

یہ عفان بن سیار باہلی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

o عن قبیضه بن الفضیل انبااسحاق بن ابراهیم قال سمعت عفان بن سیار یقول مثل ابی حنیفه مثل الطبیب الحاذق یعرف دواء کل داء. الموفق ج دوم ص 49.

قبیعہ بن فضیل سے روایت ہے کہ ہمیں اسحاق بن ابراہیم نے خبر دی انہوں نے کہا: میں نے عفان بن سیار باھلی کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثال ایک طبیب حاذق کی ہے جو ہر مرض کی دواء کو پہچانتا ہے۔

اس مثال کی توثیق امام اعمش کے قول سے ہوتی ہے امام اعمش نے کہا۔

Marfat.com

یامعشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصیادلة. الالخیرات الحسان ص 144.

اے گروہ فقہاء تم طبیب ہو اور ہم دوا فروش۔

پوری حدیث شہادت امام اعمش میں ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی نے اس کی توضیع یوں بیان فرمائی ہے۔

O من یطلب الحدیث ولم یتفقه کان کمن یجمع الا دویة ولا یدوی منافعها حتی یجیئی الطبیب' هکذا المحدث لا یعرف وجه حدیثه حتی یجیئی الفقیه. عقود الجمان ص 306.

جو شخص صرف طالب حدیث ہے اور فقہ کو نہیں جانتا وہ اس شخص کی مثل ہے جو ادویہ کا جامع ہے اور اُن کے منافع سی بے خبر حتیٰ کہ وہ طبیب کے پاس جاتا ہے۔ اسی طرح محدث ہے۔ وہ اپنی حدیث کی وجہ کو تو پہچانتا نہیں حتیٰ کہ وہ فقیہ کے پاس جاتا ہے۔

چنانچہ محدث عظیم عفان بن سیار کی شہادت سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث وآثار کے اعلم اور اُن کے معانی دقیقہ کے افقہ ہیں۔ کیونکہ آپ طبیب حاذق ہیں اور ہر مرض کی دوا کے عارف اور محدث صرف دوا فروش۔

اور ادویہ کے منافع وتاثیرات کو صرف طبیب حاذق ہی پہچانتا ہے۔ محدث کرام صرف احادیث کے جامع ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ اُن احادیث وآثار کے معانی کے اعلم۔

یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ

51- یزید بن ہارون بن زاری ابوخالد واسطی متوفی 206ھ احد الاعلام الحفاظ المشاہیر۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ سلیمان تیمی، حمید الطویل، شعبہ بن حجاج، سفیان ثوری اور خلق کثیر سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، یحیٰی بن معین اور خلق کثیر نے روایت کیا۔

ابو طالب نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یزید ہارون حدیث کے حافظ ہیں۔ ابن مدینی نے کہا: وہ ثقات میں سے ہیں۔ یحیٰی بن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عجلی نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ وثبت ہیں، ابوحاتم شیخ نے کہا: وہ ثقہ اور امام صدوق ہیں اُن کی مثل سوال نہ کیا جائے۔ محمد بن قدامہ جوہری نے کہا: میں نے یزید بن ہارون کو کہتے ہوئے سنا مجھے پچیس ہزار اسناد یاد ہیں اور فخر نہیں۔ اور علی بن مدینی نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ یحیٰی بن ابی طالب کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اُن کے حلقہ درس میں ستر ہزار آدمی ہوتے تھے۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں علی بن شعیب نے کہا: میں نے یزید بن ہارون کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھے چوبیس ہزار حدیث مع اسناد یاد ہیں اور فخر نہیں۔

تہذیب التہذیب ج 11 ص 366۔ تہذیب الکمال ج 11 ص 80۔ تاریخ بغداد ج 14 ص 341، الکاشف ج سوم ص 251

O عن شیبه بن هشام انبا لبید بن ابی لبید قال کنا عند یزید بن هارون فقال المغیرة عن انه

Marfat.com

قال كذا فقام رجل فقال ايها الشيخ حدثنا بالحاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم ورعنا عن هذا فقال يزيد يا احمق هذا تفسير احاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وما تصنع بالحاديث رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا لم تفهم معنا هاد تفسير ها ولكن همتكم السماع والجمع لو كان همتكم العلم لطلبتم تفسير الحديث ومعانيه ونظر تم فى كتب ابى حنيفة وفى اقاويله فيفسر لكم الحديث وزجر الرجل واخر جه من مجلسه.

الموفق ج دوم ص48، مناقب کردری ج اول ص101

شیبہ بن ہشام سے روایت ہے ہمیں لبید بن ابی لبید نے خبر دی انہوں نے کہا: ہم یزید بن ہارون کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو یزید بن ہارون نے کہا: مغیرہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا۔ کہ انہوں نے اس طرح کہا۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: اے شیخ! ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرو اور اُن کو چھوڑو۔ یزید بن ہارون نے کہا: اے جاہل یہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی تفسیر ہیں۔ اور تو رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو کیا کرے گا جب کہ تو اس کا معنی اور تفسیر نہیں سمجھتا۔ یزید بن ہارون نے کہا: تمہارا ارادہ صرف سماع حدیث اور جمع ہے اگر تمہارا ارادہ حصول علم ہے۔ تو تم حدیث کے معنی اور تفسیر طلب کرو۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب اور اُن کے اقوال کو دیکھو وہ تمہیں حدیث کی تفسیر بیان کریں گے۔ یزید بن ہارون نے اس شخص کو زبر و توبیخ کی اور اپنی مجلس سے اس کو نکال دیا۔

ایک عظیم محدث کی شہادت سے ثابت ہوا حدیث دانی بلا فقاہت کوئی کمال نہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا علمائے مجتہدین کے اقوال عین حدیث کی تفسیر ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ صرف حدیث کا سماع اور اُن کا جمع کرنے والا فقہاء کرام کے درجہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب اور آپ کے اقوال رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی تفسیر ہیں۔ اس لیے یزید بن ہارون نے فرمایا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب اور اقوال کو دیکھو۔

اس سے قبل امام شعبی سے مذکور ہو چکا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال حدیث کی تفسیر ہیں۔ لہٰذا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حدیث دانی اور حدیث فہمی کے متعلق ایک زبردست شہادت ہے۔

○ عن احمد بن عطيه قال ثناتميم بن المنتصر قال كنت عند يزيد بن هارون فذكر ابو حنيفه فقال انسان منه فاطرق طويلا. قالو رحمك الله حدثنا فقال كان ابو حنيفه تقيا، زاهدا، عالماً، صدوق اللسان احفظ اهل زمانه. سمعت كل من ادركة من اهل زمانه يقول انه مارائى افقه منه. (اخبار ابو حنيفه واصحابه للصميرى ص 36)

احمد بن عطیہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم سے تمیم بن منتصر نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں یزید بن ہارون کے پاس بیٹھا ہوا تھا کسی انسان نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عیب جوئی کی۔ تو یزید بن ہارون نے کافی دیر سر جھکائے رکھا۔ حاضرین

Marfat.com

نے کہا: اللہ آپ پر رحمت کرے ہمیں حدیث بیان کریں۔ تو یزید بن ہارون نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پرہیز گار، صاف ستھرے، زاھد، عالم اور زبان کے بہت سچے تھے۔ اور اپنے زمانہ والوں سے حدیث کے احفظ تھے۔ میں نے ان کے زمانہ والوں میں سے جس سے ملا میں نے اُن کو کہتے ہوئے سنا کہ اس نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسا افقہ (احادیث وآثار کے معانی کا اعلم) نہیں دیکھا۔

یہ کتنی عظیم اور زبردست شہادت ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ والوں میں سے سب سے زیادہ حدیث کے حافظ ہیں۔ اور یہ کہ آپ احادیث وآثار کے معانی کے سب سے زیادہ اعلم وافقہ ہیں۔

○ عن احمد بن سهل سمعت محمد بن خزيمة البلخی سمعت سليمان بن داؤد سمعت احمد بن اسماعيل البغدادی، سمعت يزيد بن هارون وسهل متی يحل للرجل ان يفتی فقال اذا كان مثل ابی حنيفه قال فقيل له يا ابا خالد تقول مثل هذا فقال نعم واكثر من هذا مارايت رجل افقه من ابی حنيفه ولا اورع منه. الخ.

قال وقال يزيد بن هارون برواية ابراهيم بن عبد العزيز وسئل متی يفتی الرجل قال اذا كان مثل ابی حنيفة. قلت وهيهات ان يكون ذلك ثم قال لا غنی عن النظر فی كتبهم وعلمهم فبلكتبهم تيفقه الرجل. الموفق ج اول ص 191، ج دوم ص 48، مناقب کردری ج اول ص 100، 219.

احمد بن اسماعیل بغدادی نے کہا: میں نے یزید بن ہارون سے سنا کہ فتویٰ دینے کا آدمی کب مجاز ہوسکتا ہے۔ ہارون نے کہا: جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسا ہو۔ راوی نے کہا: یزید بن ہارون سے کہا گیا: اے ابوخالد! تم ایسا کہتے ہو۔ یزید بن ہارون نے کہا: ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ کہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی شخص کو افقہ (احادیث وآثار کے معانی کا اعلم) اور اورع نہیں دیکھا۔

راوی نے کہا: یزید بن ہارون نے بروایت ابراہیم بن عبد العزیز کہا کہ یزید بن ہارون سے پوچھا کیا کون شخص فتویٰ کا مجاز ہوسکتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسا ہو۔ ابراہیم بن عبد العزیز نے کہا: میں نے کہا: یہ بھی ہوسکتا ہے۔ پھر یزید بن ہارون نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب اور علم میں غور وفکر کئے بغیر کوئی چارہ کار نہیں اور اُن کی کتب کی وجہ سے ہی آدمی فقیہ بن سکتا ہے۔

ایک نہایت ہی عظیم محدث جس کو چوبیس ہزار احادیث مع اسناد یاد ہوں۔ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت دے رہا ہے کہ فتویٰ دینا امام صاحب رضی اللہ عنہ یا آپ جیسے اہل فقہ کا ہی کام ہے۔ اور جب تک کسی کو احادیث وآثار کے معانی پر واقفیت نہ ہو اس کو فتویٰ دینا جائز نہیں۔

○ عن يعقوب بن احمد قال سمعت الحسن بن علی قال سمعت يزيد بن هارون وسأله انسان

Marfat.com

فقال یا ابا خالد من افقه من رایت قال ابوحنیفة.

تہذیب الکمال ج10 ص314، تاریخ بغداد ج13 ص341، مناقب کردری ج اول ص42، الموفق ج دوم ص28

یعقوب بن احمد سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حسن بن علی سے سنا انہوں نے کہا: میں نے یزید بن ہارون سے سنا کہ ایک آدمی نے اُن سے پوچھا اور کہا اے ابوخالد! جن کو تم نے دیکھا ہے اُن میں سے افقہ کون ہے۔ یزید بن ہارون نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ احادیث وآثار کے معانی کے سب سے زیادہ اعلم ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور حدیث فہمی پر یہ کتنی زبردست شہادت ہے۔

0 عن محمد بن سعد ان سمعت من حضر یزید بن هارون عنده وفي روایة مناقب الکردری عن محمد بن سعدان قال کنت عنده. وعنده یحییٰ بن معین وعلی بن المدینی واحمد بن حنبل وزهیر بن معاویة وجماعة آخروف. اذجاء الرجل فساله عن مسئلة فقال له یزید اذهب الی اهل العلم قال، فقال له ابن المدینی الیس اهل العلم والحدیث عندك قال اهل العلم اصحاب ابی حنیفة وانتم صیادلة. (الموفق ج دوم ص 47، مناقب کردری ج اول ص 101)

محمد بن سعدان سے روایت ہے میں نے اس شخص سے سنا جو یزید بن ہارون کے پاس تھا۔ اور مناقب کردری کی روایت ہے محمد بن سعدان خود یزید بن ہارون کے پاس موجود تھے۔ اور یزید بن ہارون کے پاس اس وقت یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، احمد بن حنبل، زہیر بن معاویہ اور اُن کے علاوہ ایک جماعت موجود تھے۔ اچانک ایک آدمی کوئی مسئلہ پوچھنے کے لیے آیا اور اس نے یزید بن ہارون سے مسئلہ دریافت کیا محمد بن سعدان نے کہا۔ یزید بن ہارون نے اس شخص سے کہا: تم اہل علم کے پاس جاؤ۔ محمد بن سعدان نے کہا۔ علی بن مدینی نے یزید بن ہارون سے کہا: کیا اہل علم وحدیث تیرے پاس بیٹھے ہوئے نہیں۔ یزید بن ہارون نے جواب دیا۔ اہل علم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب ہیں۔ اور تم صرف دوا فروش۔ ذرا اس مسلم ومقتداء امام کی شہادت پر غور کریں کہ علی بن مدینی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور زہیر بن معاویہ جیسے کبرائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی موجودگی میں یزید بن ہارون نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا تم تو صرف دوا فروش ہو۔ (یعنی تمہارا کام صرف احادیث سننا اور جمع کرنا ہے) اہل علم جو احادیث کے معانی کو جانتے ہیں وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب ہیں۔ جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب کا احادیث وآثار کے معانی پر اتنی دسترس ہے کہ وہ علماء محدثین رحمۃ اللہ علیہم کے مقابلہ میں اہل علم کہلائے تو اصحاب امام صاحب رضی اللہ عنہ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال پر فتویٰ دیتے ہیں۔

ان کا مقام ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے کہیں زیادہ ہے تو بذات خود امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اس علم میں کیا مقام ہوگا۔ یہ زبردست شہادت امام صاحب رضی اللہ عنہ اور اصحاب امام کے آثار واحادیث کے معانی کے اعلم اور احادیث دانی کی عمدہ دلیل ہے۔

0 عن عبد الله بن محمد قال ثنامکثرم قال ثنا احمد قال سمعت سجادة. قال دخلت انا وابو

Marfat.com

مسلم المستملی علی یزید بن هارون وهو نازل ببغداد علی منصور بن مهدی وصعدنا الی غرفة هو وفیها فقال له ابومسلم ما تقرل یا ابا خالد فی ابی حنیفة رضی الله عنه والنظر فی کتبه فقال انظرو فیها ان کنتم تریدون ان تفقهوا فانی ما رأیت احدًا من الفقهاء یکره النظر فی قوله ولقد احتال الثوری فی کتاب الرهن حتی نسخه۔

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 65، خیرات الحسان ص 77، عقود الجمال ص 194، مناقب کردری ج اول ص 42، الموفق ج دوم ص 29، تاریخ بغداد ج 13 ص 342

احمد بن محمد حمانی نے کہا: میں نے سجادہ کو کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے کہا میں نے ابو مسلم مستملی دونوں یزید بن ہارون کے پاس گئے اور وہ بغداد میں منصور بن مہدی کے گھر رہ رہے تھے، ہم اس بالا خانہ کی طرف چڑھے جہاں وہ مقیم تھے۔ تو ابو مسلم نے یزید بن ہارون سے کہا: اے ابو خالد! تم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب دیکھنے کے متعلق کیا کہتے ہو۔ یزید بن ہارون نے کہا: اگر تم فقیہ بننا چاہتے ہو تو آپ کی کتب کا مطالعہ کرو میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول میں نظر کو ناپسند کرتا ہو۔ امام ثوری نے حیلہ کر کے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کتاب ''کتاب الرھن'' حاصل کی اور اس کو لکھا۔

معلوم ہوا فقاہت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کتب بینی میں ہے۔ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کتب دیکھنے کو ناپسند کرتے ہیں وہ فقیہ نہیں بن سکتے۔ اور فقیہ وہ ہوتا ہے جو احادیث و آثار کے معانی کا اعلم ہو، ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول حدیث کی تفسیر ہے۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول پر عمل کرنے سے حدیث پر عمل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول حدیث سے ماخوذ ہے۔ اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حدیث دانی اور حدیث فہمی کی عمدہ دلیل ہے۔

محمد بن علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ

52- محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہاشمی ابو جعفر الباقر آپ کی وفات میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک سن 114 ہجری۔ بعض کے نزدیک سن 115 ہجری بعض کے نزدیک سن 116 ہجری۔ اور بعض کے نزدیک 117 ہجری۔ اور ابن سعد کے قول کے مطابق سن 118۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حافظ ابونعیم نے کہا: آپ سن 114 ہجری میں فوت ہوئے اور صحیح قول یہی ہے۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اپنے باپ علی بن حسین سے اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما، وغیرہم خلق کثیر سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے اُن کے بیٹے جعفر۔ اسحاق سبیعی، زھری، عمرو بن دینار، اوزاعی، ابن جریج وغیرہم خلق کثیر نے روایت کیا۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں۔ امام عجلی نے کہا: وہ مدنی تابعی ثقہ ہیں۔ اور نسائی نے تابعین میں سے اہل مدینہ کے فقہاء سے اُن کو شمار کیا ہے۔ محمد بن فضیل بن غزوان نے سالم بن ابی حفصہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے ابو جعفر محمد بن علی، اور جعفر بن محمد سے حضرت

Marfat.com

ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق پوچھا تو اُن دونوں نے کہا: اے سالم! اُن دونوں سے محبت کرو۔ اور اُن کے دشمنوں سے برات کا اظہار کرو کیونکہ وہ دونوں امام مدنی تھے۔

(تہذیب الکمال ج 9 ص 208، تہذیب التہذیب ج 9 ص 350، تاریخ الکبیر ج اول ص 183، الکاشف ج سوم میں 71)

یہ پیشوائے محدثین حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اس محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

○ عن عبد الله بن المبارك قال انطلق ابوحنيفة الى الحج فلما انتهى الى المدينة استقبله محمد بن على بن الحسين بن على رضى الله عنهم فقال لابى حنيفة رضى الله عنه انت الذى حولت دين جدى واحاديثه بالقياس فقال ابوحنيفة معاذ الله ان افعل ذلك. الخ.

الموفق ج اول ص 167، 168۔ مناقب کردری ج اول ص 208

عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ابوجعفر الباقر سے ملاقات ہوگئی۔ آپ نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم وہی ہو جنہوں نے قیاس سے میرے نانا کا دین اور احادیث کو بدل دیا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسے کرنے سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ ابوجعفر الباقر نے فرمایا: نہیں بلکہ تم نے اس کو تبدیل کیا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اپنی شان کے مطابق تشریف فرما ہوں اور میں بھی آپ کے حضور جیسا کہ میرے بیٹھنے کا حق ہے بیٹھوں۔ میرے نزدیک آپ کی حرمت ایسی ہی ہے جیسے آپ کے نانا سیدنا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت آپ کے اصحاب پر آپ کی حیات مبارکہ میں تھی۔ حضرت امام ابوجعفر الباقر بیٹھ گئے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ابوجعفر الباقر سے کہا میں آپ سے تین سوال کرتا ہوں آپ مجھے جواب ارشاد فرمائیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے امام جعفر الباقر سے کہا: کیا مرد کمزور ہے یا عورت حضرت امام ابوجعفر نے کہا: عورت کمزور ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مرد کا کتنا حصہ ہے اور عورت کا کتنا حصہ ہی۔ امام ابوجعفر نے جواب دیا مرد کے لیے دو حصے اور عورت کا ایک حصہ۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کہ یہ آپ کے نانا کا قول ہے اگر میں آپ کے نانا کے دین واحادیث کو تبدیل کرتا تو قیاس کے مطابق عورت کے لیے دو حصے اور مرد کا ایک حصہ ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ عورت مرد سے ضعیف ہے۔

پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے امام ابوجعفر الباقر سے سوال کیا نماز افضل ہے یا روزہ۔ امام ابوجعفر نے فرمایا: نماز افضل ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آپ کے نانا کا قول ہے۔ اگر میں آپ کے نانا کے دین کو تبدیل کرتا تو قیاس یہ چاہتا ہے کہ جب عورت حیض سے پاک ہو۔ میں اس کو نماز قضاء کرنے کا حکم دیتا۔ نہ کہ روزہ قضاء کرنے کا۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے امام ابوجعفر الباقر سے دریافت کیا کیا بول (پیشاب) زیادہ نجس ہے یا نطفہ، امام ابوجعفر الباقر نے جواب دیا پیشاب زیادہ نجس ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں قیاس سے آپ کے نانا کے دین واحادیث کو تبدیل کرتا تو میں حکم دیتا کہ بول

Marfat.com

کرنے سے غسل کیا جائے اور نطفہ سے وضو کیا جائے۔ کیونکہ بول نطفہ سے زیادہ نجس ہے۔لیکن اللہ کی پناہ کہ میں آپ کے نانا کے دین کو قیاس سے تبدیل کروں۔ یہ سن کر حضرت امام ابوجعفر الباقر کھڑے ہو گئے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے معانقہ فرمایا اور اُن پر لطف وکرم فرمایا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے چہرہ کو بوسہ دیا۔

ادروایت میں امام المحدثین امام ابوجعفر الباقر کا اعتراف ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ احادیث پر قیاس کو ترجیح نہیں دیتے۔ بلکہ ہمارے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور احادیث پر عمل کرتے ہیں۔ اگر امام ابوجعفر الباقر یہ اعتراف نہ کرتے تو آپ کیسے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بغل گیر ہو کر اُن کے چہرہ کو بوسہ دیتے۔

چنانچہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور حدیث فہمی پر یہ ایک زبردست شہادت ہے کہ ایک ہاشمی پیشوائے محدثین نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے احادیث پر عمل کرنے کی توثیق فرما دی۔ اب اس کے بعد کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ پر منکرین حدیث کا اعتراض کوئی وقعت رکھتا ہے۔ ''اللہ جل اسمہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین''

سعید بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ

53- سعید بن یحییٰ بن مہدی بن عبد الرحمٰن بن عبد کلال ابوسفیان حمیری متوفی 202ھ بخاری اور ترمذی کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حصین بن عبد الرحمٰن، سفیان بن حسین، معمر بن راشد وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

اور ان سے ابوبکر بن ابی شیبہ، اسحاق بن راہویہ، زیاد بن ایوب وغیرہم نے روایت کیا۔ خطیب بغدادی نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں بغداد تشریف لائے اور وہاں حدیث بیان کی۔ حاکم ابوعبداللہ بن بیع نے ذکر کیا کہ انہوں نے دارقطنی سے اُن کے متعلق پوچھا تو دارقطنی نے کہا: وہ متوسط الحال ہیں قوی نہیں۔ ابوعبید محمد بن علی آجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے ابوسفیان حمیری کے متعلق پوچھا تو ابوداؤد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

(تاریخ بغداد ج 9 ص 77، تہذیب الکمال ج 4 ص 232، تہذیب التہذیب ج 4 ص 99۔ الکاشف ج اول ص 298)

یہ ابوسفیان حمیری امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ شہادت دیتے ہیں۔

○ عن احمد بن زهير انبا ابن ابى شيخ سمعت ابا سفيان الحميرى يقول. ابوحنيفة كان حبر هذه الامة ولم يتهيالاحدما تعياله من كشف المسائل الصعبة. وتفسير الاحاديث المبهمة.

الموفق ج دوم ص 47، مناقب کردری ج اول ص 100

احمد بن زہیر سے روایت ہے کہ ہمیں ابن ابی شیخ نے خبر دی کہ میں نے ابوسفیان حمیری کو کہتے ہوئے سنا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس امت کے ایک بہت بڑے امام تھے۔ فقہی مسائل کے حل کرنے اور احادیث مبہمہ کی تفسیر کرنے میں جو قدرت اُن کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی۔

دیکھو یہ کبرائے محدثین بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور حدیث فہمی کی کتنی زبردست شہادت پیش کر رہے ہیں کہ

Marfat.com

احادیث مبہمہ کی تفسیر کی جو قدرت اللہ عزوجل نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عطا فرمائی ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی۔ اس سے بڑھ کر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حافظ الحدیث ہونے کی اور کون سی شہادت ہو سکتی ہے۔

توبہ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ

54- توبہ بن سعد یا توبہ ابوصدقہ انصاری بصری ہیں جو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اُن سے شعبہ بن حجاج، معاویہ بن صالح، ابونعیم، وکیع نے روایت کیا اور نسائی نے اپنی سنن میں اُن سے صرف ایک حدیث ''فی وقت الظهر'' روایت کی ہے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں میں نے امام ذہبی کا لکھا ہوا پڑھا ہے کہ وہ ثقہ ہیں اُن سے شعبہ نے روایت کیا ہے اور شعبہ کی اُن سے روایت اُن کی توثیق ہے۔ اور توبہ بن سعد کو ابن بزاز نے بلد دمرو سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قلمبند لکھا ہے اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حدیث کے ایک راوی ہیں۔ اور ثقہ ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج اول ص516، تہذیب الکمال ج دوم ص146، الکاشف ج اول ص113)

یہ توبہ بن سعد یا توبہ ابوصدقہ انصاری بصری امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث دانی کے متعلق یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن حمويه بن حاتم قال سمعت توبة يقول قال لى ابى حنيفة رضى الله عنه لا تسالنى عن أمر الدين وانا ماش ولا تسالنى وانا احدث الناس ولا تسالنى وانا قائم ولا تسلنى وانا متكئى فان هذه اما كن لا لا يجتمع فيها العقل. اخبار ابوحنيفه واصحابه للصميرى ص 29.

حمویہ بن حاتم سے روایت ہے کہ میں نے توبہ کو کہتے ہوئے سنا۔ کہ مجھے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ سے امر دین کے متعلق مت سوال کرو جب میں چل رہا ہوں۔ اور جب میں لوگوں کو حدیث بیان کر رہا ہوں تو بھی مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ اور اگر میں کھڑا ہوں تو پھر بھی مجھ سے کوئی مسئلہ دریافت نہ کرو۔ جب میں تکیہ لگائے ہوئے ہوں تب بھی مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ کیونکہ یہ اماکن وہ ہیں جن میں آدمی کی عقل مجتمع نہیں ہوتی۔

ذرا اس روایت پر غور کرو کہ توبہ یہ کہہ رہے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں لوگوں سے احادیث بیان کر رہا ہوں تو مجھ سے کسی امر دینی کے متعلق سوال نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ لوگوں ۔سے احادیث بیان کرتے تھے۔ اور احادیث بیان کرنا عالم باالحدیث ہونے کی علامت ہے۔ معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث تھے اس کی تائید قطب ربانی حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے وہ اس طرح نقل کرتے ہیں۔

O ودخل عليه مرة رجل من اهل الكوفة والحديث يقر اعنده فقال الرجل دعونا من هذه الاحاديث فزجره الامام زجر اشديداً. وقال له لولا السفة ما فهم احدمنا القرآن.

میزان الکبریٰ ج اول ص55

یعنی اہل کوفہ سے کوئی شخص امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس وقت امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس حدیث پڑھی جا رہی تھی۔

Marfat.com

اس شخص نے کہا: چھوڑو ہمیں یہ احادیث بیان نہ کرو۔ تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو سخت جھڑک دی۔ اور اس سے کہا: اگر یہ احادیث مبارکہ نہ ہوتیں تو ہم میں سے کوئی قرآن مقدس کو نہ سمجھ سکتا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اے بھائی! دیکھو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے احادیث کی طرف سے جو مدافعت فرمائی اور حدیث میں نظر کے ترک پر جو زبردست توبیخ فرمائی۔ اس کو ملاحظہ فرماؤ۔ اور غور کرو کہ کسی کے لیے یہ کیسے لائق ومناسب ہوسکتا ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف وہ قول منسوب کریں کہ یہ اللہ کے دین میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنی رائے ہے۔ جس کی ظاہر کتاب وسنت میں کوئی شہادت نہیں۔

حالانکہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم آثار سلف کو لازم پکڑو اور اپنے آپ کو رائے سے بچاؤ اور دوسرے لوگوں کی رائے سے بچو۔

یہ جملہ روایات اس پر دلیل ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اکثر مسائل فقہ احادیث وآثار سے مستخرجہ ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ پر رائے کا الزام درست نہیں۔ اور اُن سے یہ بھی ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث اور معانی احادیث کے اعلم تھے۔ اور آپ پر قلت حدیث کا الزام بھی محض تعصب ہے۔ امام عبدالوھاب شعرانی فرماتے ہیں:

○ قول من اقوال العلماء الا هو مستند الى اصل من اصول الشريعة عن تامل. لان ذلك القول اما ان يكون راجعا الى اية اوحديث او اثر أ قياس صحيح على اصل صحيح لكن من اقوالهم ما هو ما خوذ من صريح الايات اولاخبار اوالاثار۔ الخ۔ میزان الکبریٰ ج اول ص 32.

علماء مجتہدین کے اقوال میں سے ہر قول وہ اصول شریعت میں سے اصل کی طرف مستند ہے۔ یہ اس شخص کے لیے ہے جو تأمل کرے۔ کیونکہ یہ قول آیہ مبارکہ کی طرف راجع ہوگا یا یا اخبار کی طرف یا آثار کی طرف یا اصل صحیح پر قیاس صحیح کی طرف، لیکن اُن کے اقوال میں سے کچھ وہ قول ہیں جو صریح آیات سے ماخوذ ہیں یا اخبار یا آثار سے ماخوذ ہیں۔ ''واللہ اعلم بالصواب''

ابن عائشہ رحمۃ اللہ علیہ

55- ابن عائشہ، عبید اللہ بن محمد بن حفص بن عمر ابوعبد الرحمٰن بصری المعروف با العیشی ماہ رمضان المبارک 228ھ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی کے رواۃ میں سے ہیں وہ حماد بن سلمہ، مہدی بن میمون، ابوعوانہ، وھیب بن خالد اور اپنے باپ محمد بن حفص وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے ابوبکر الاثرم، ابوحاتم، ابوزرعہ جربی، یعقوب بن ابی شیبہ، عباس دوری، ابوالقاسم بغوی وغیرہم نے روایت کیا ابوطالب نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ حدیث میں صدوق ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ صدوق اور ثقہ ہیں۔ آجری نے ابوداؤد سے روایت کرتے ہوئے کہا ابن عائشہ حدیث میں صدوق ہیں۔ ابن حبان نے ثقات میں انھیں مستقیم الحدیث لکھا ہے۔ ابن حراش نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں۔ ابن عائشہ کو حماد بن سلمہ سے نو ہزار 9000۔ احادیث یاد تھیں۔

تہذیب الکمال ج 6 ص 589، تاریخ الکبیر ج 5 ص 400، الکاشف ج دوم ص 204، تہذیب التہذیب ج 7 ص 45-

Marfat.com

یہ عظیم محدث حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کے متعلق شہادت دیتے ہیں۔

O عن احمد بن عبد قاضی الری قال حدثنا ابی قال کنا عند ابن عائشة فذکر حدیثا لابی حنیفة. فقال بعض لمن حصفر لا ترده فقال له اما انکم لو رایتموه لا رد تموه. وما اعرف له ومکم مثلا الا ما قال الشاعر ۔اور حافظ مزی نے ''لاتردہ'' کی جگہ ''لانریدہ'' روایت کیا ہے۔

اقلو ا علیه ویحکم لا ابالکم. من اللوم اوسد وا المکان الذی سدا.

تاریخ بغداد ج 13 ص 365، تہذیب الکمال ج 10 ص 321۔

احمد بن عبد قاضی الری سے روایت ہے انہوں نے ہم سے ہمارے باپ نے بیان کیا انہوں نے کہا۔ ہم ابن عائشہ کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذکر کیا۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا: تم اس کا ارادہ نہ کرو (یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو چھوڑ دو)۔ ابن عائشہ نے اس شخص سے کہا: اگر تم آپ کو دیکھ لیتے تو ضرور آپ کی حدیث کو چاہتے۔ میرے نزدیک آپ کی اور تمہاری مثال وہی ہے جو شاعر نے کہا۔ تم پر افسوس ہے تمہارا باپ مرے آپ پر ملامت کم کرو یا آپ کا قائم مقام لاؤ۔

ابن عائشہ کی شہادت امام صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحب حدیث ہونے پر کافی ووافی ہے۔

عبدالعزیز بن ابی رواد رحمۃ اللہ علیہ

56- عبد العزیز بن ابی رواد (اور ابی رواد کا نام میمون ہے) متوفی 155ء 159ھ تعلیقات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

وہ نافع، عکرمہ، سالم بن عبد اللہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے اُن کے بیٹے عبد المجید، یحییٰ بن سعید قطان، عبد اللہ بن مبارک وغیرہم نے روایت کیا۔ یحییٰ بن سعید قطان نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں، ابوحاتم نے کہا: وہ حدیث میں صدوق اور ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا: اُن کی حدیث اخذ کرنے میں کوئی حرج نہیں عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ وہ صالح الحدیث ہیں۔ (تہذیب الکمال ج 6 ص 359، تہذیب التہذیب ج 6 ص 338، الکاشف للذہبی ج دوم ص 175)

یہ مسلم ومقتداء امام حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت کرنے کی یوں شہادت پیش کرتے ہیں۔

O عن ابوسعید البلخی قال سمعت ابا عبد الرحمن المقرئی قال. قال عبد العزیز بن ابی رواد ابوحنیفة المحنة. من احب ابا حنیفة فهو سنی ومن ابغضه فهو مبتدع.

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 79

الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مناقب ابی حنیفہ میں اس روایت کو اس طرح نقل کیا ہے۔

O عن سری بن یحییٰ انبا شعیب بن ابراهیم قال قال عبد العزیز بن ابی رواد بیننا وبین

Marfat.com

الناس ابو حنيفة ممن احبه وتولا ه انه من اهل السنة. ومن ابغضه علمنا انه من اهل البدعة.

الموفق ج دوم ص 32، الخیرات الحسان ص 81، عقود الجمان ص 3،2، مناقب کردری ج اول ص 92

ابو سعید بلخی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے ابوعبد الرحمٰن (عبد اللہ بن یزید جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) مقریٔ کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: عبد العزیز بن ابی رواد نے کہا: جو شخص حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرے وہ سنی ہے اور جو آپ سے بغض رکھے وہ بدعتی ہے۔

الموفق بن احمد مکی کی روایت کے مطابق۔

سری بن یحییٰ سے روایت ہے کہ ہمیں شعیب بن ابراہیم نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: عبد العزیز بن ابی رواد نے کہا: ہمارے اور لوگوں کے درمیان حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حد فاصل ہیں جو اُن سے محبت اور دوستی رکھتا ہو ہم اس کو اہل سنت سمجھتے ہیں۔ اور جو اُن سے بغض رکھتا ہو ہم اس کو اہل بدعت قرار دیں گے۔

ابراہیم بن معاویہ ضریر رحمۃ اللہ علیہ

57- وقال ابراهيم بن معاوية العزيز (وهو ابراهيم بن محمد بن خازم السعدى ابواسحاق بن ابى معاوية الضرير الكوفى) من تمام السنة حب ابى حنيفة وقال كان يصف العدل ويقول به. وبين للناس سبيل العلم واوضح لهم مشكلاته. (الخيرات الحسان ص 82، عقود الجمان ص 204)

ابراہیم بن معاویہ ضریر (وہ ابراہیم بن محمد بن خازم سعدی ابواسحاق بن ابومعاویہ ضریر کوفی ہیں اور یہ ابوداؤد کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں)۔

یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اس طرح بیان کرتے ہیں۔

اہل سنت کا تمام اور کمال حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی محبت ہے۔ آپ نے طریق عدل بیان کر دیا اور اس پر فتویٰ دے دیا۔ اور لوگوں کو علم کا راستہ بتا دیا اور لوگوں کے لیے علم کے مشکلات کو واضح اور آسان کر دیا۔

ان دونوں پیشوائے محدثین نے تو اس بات کا فیصلہ کر دیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والا ہرگز اہل سنت سے نہیں ہو سکتا وہ بدعتی ہے۔

آپ اُلٹی گنگا دیکھیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلدین کو غیر مقلدین بدعتی کہتے ہیں۔ اور ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم جو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والا ہو اس کو بدعتی قرار دیتے ہیں۔ اُن دونوں ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی شہادت سے یہ ثابت ہوا غیر مقلدین بدعتی ہیں کیونکہ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہیں۔ اور مقلدین امام صاحب رضی اللہ عنہ بحمدہ تعالیٰ اہل سنت ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو علم کا راستہ بتایا اور علم کے معضلات اور مشکلات کو لوگوں کے لیے واضح اور آسان کر دیا۔ ورنہ غیر مقلدین کی طرح لوگ احادیث میں ہی الجھے رہتے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے احادیث و آثار کے معانی کو ایک

Marfat.com

فقہ کی صورت میں ہمیں عطا فرما کر امت محمدیہ پر بڑا احسان فرمایا ہے اور جو احسان فراموش ہے وہی بدعتی ہے۔

عبدالعزیز بن ابی رواد کے بیٹے عبدالمجید اپنے باپ کی امام صاحب رضی اللہ عنہ سے محبت کے متعلق اس طرح بیان کرتے ہیں۔

○ عن حسن بن معروف انا محمد بن زنبور انا عبد المجید بن عبد العزیز بن ابی رواد قال کان ابی اذا اشتبه علیه شئی من امورفیه کتب به الی ابی حنیفة وکما ارتحلت الی ابی حنیفة حملنی مسائل الیه اسأله عنها وکان ابوحنیفة اذا قدم مکة لا یفارقه ابی وکان یقتدی به فی امور۔ (الموفق ج دوم ص 31، مناقب کردری ج اول ص 92)

حسن بن معروف نے کہا: ہمیں محمد بن زنبور نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: ہمیں عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: میرے باپ پر جب بھی امر دین میں سے کچھ اشتباہ واقع ہوتا تو اس امر دین کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکھ کر بھیجتے۔ اور جب میں حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جانے کے لیے تیار ہوتا میرے باپ مجھے کثیر مسائل دے کر اُن کے پاس بھیجتے۔ میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اُن مسائل کے متعلق دریافت کرتا۔ اور حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جب بھی مکہ مکرمہ تشریف لاتے۔ میرے باپ اُن سے جدا نہ ہوتے اور امور دین میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے۔

یہ عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد متوفی 206ھ مسلم اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ عبدالملک بن جریج، لیث بن سعد، معمر بن راشد، یاسین بن معاذ الزیات وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے احمد بن حنبل، حسن بن صباح بزار، سریج بن یونس، عبداللہ بن زبیر حمیدی وغیرہم سے روایت کیا۔

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوعبید آجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے عبدالمجید بن عبدالعزیز رواد کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ثقہ ہیں۔ اُن سے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن معین حدیث بیان کی ہے۔ تہذیب الکمال ج 6 ص 413، تہذیب التہذیب ج 6 ص 381۔

یہ محدث عظیم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں کتنی زبردست شہادت پیش کر رہے ہیں کہ میرے باپ باوجود ایک مسلم امام ہونے کے دینی امور میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے اور مشکل مسائل ان سے ہی دریافت کرتے۔

مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ

58- مقاتل بن حیان نبطی ابوبسطام بلخی متوفی قبل از 150ھ مسلم اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اپنی پھوپھی عمرہ، سعید بن مسیب، ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری، عکرمہ، سالم بن عبداللہ، قتادہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے مصعب بن حیان، عبداللہ بن مبارک، ابوعصمہ نوح بن ابی مریم وغیرہم سے روایت کیا۔

○ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ وہ ثقہ ہیں۔ اور اس طرح ابوداؤد نے اُن کو ثقہ کہا ہے۔

Marfat.com

مروان بن محمد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا: ''لیس به باس'' دارقطنی نے کہا: ''صالح'' ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا۔ تہذیب الکمال ج10 ص73۔ تہذیب التہذیب ج10 ص278۔

یہ مقاتل بن حیان امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن صالح بن احمد بن یعقوب بن مروان حدثنی ابی عن ابیه مروان سمعت مقاتل بن حیان یقول ادرکت التابعین ومن بعدهم فما رایت احداً اشبه باطنه بظاهره. وظاهره بباطنه. راشدًا اجتهادًا ونظرًا الٰی نفسه من ابی حنیفه رضی الله عنه

(الموفق ج دوم ص 58. مناقب کردری ج اول ص 110)

صالح بن احمد بن یعقوب بن مروان سے روایت ہے انہوں نے کہا: مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ مروان سے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے مقاتل بن حیان کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ پایا ہے۔ چنانچہ میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس کا باطن، ظاہر کے اور اس کا ظاہر باطن کے مشابہ ہو۔ اور نہ ہی اجتہاد میں بہت سخت اور نہ ہی اپنا آپ پر رکھنے والا میں نے کسی کو دیکھا ہے۔

امام ابومحمد نے کہا: مقاتل بن حیان نے عمر بن عبدالعزیز، حسن بصری، نافع اور ایک جماعت تابعین کو پایا ہے۔ اور اُن سے روایت کی ہے۔ وہ ایک جلیل عالم آدمی تھے۔ پھر وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے۔ اور اُن کے سامنے زانو تلمذ تہہ کیا اور اُن سے علم حاصل کیا۔ وہ اپنے وقت کے اہل بلخ کے عظیم امام تھے۔

جب اُن سے کوئی فتویٰ پوچھا جاتا تو اس کا جواب دینے کے بعد فرماتے یہ شیخ کوفی یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

دیکھو ایک عظیم محدث امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ گواہی دے رہے ہیں کہ وہ اجتہاد میں بہت سخت تھے۔ اور اپنے فتویٰ کو امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول قرار دے رہے ہیں۔

اس سے بڑھ کر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحب علم ہونے اور صاحب حدیث ہونے کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ ایک مسلم ومقتدا، امام۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول پر فتویٰ دے رہا ہے۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے فقہ کا اعتراف کر رہا ہے۔ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ عالم با الحدیث نہیں تو کبار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے فقہ کو تسلیم کر لینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ لیکن اکابر محدثین کا کہنا تھا کہ احادیث وآثار کا اعلم امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہے ورنہ وہ بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول کو ردّ کر دیتے۔

O عن اسرائیل عن مقاتل بن حیان قال جلست الیه فما رایت ابصر ولا ادرك للغوامض منه.

مناقب کردری ج اول ص110

Marfat.com

اور الموفق بن احمد مکی نے ابو مقاتل سے اس حدیث کی روایت کی جس میں یہ اضافہ ہے۔

O قال ابو مقاتل وصدق مقاتل بن حیان کان اکبر مما قال . الموفق ج دوم ص 58۔

اسرائیل نے مقاتل بن حیان سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوں۔ میں نے آپ سے بڑھ کر صاحب بصرت نہیں دیکھا اور نہ ہی میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی مبہم مسائل کو پا لینے والا دیکھا ہے۔

ایک عظیم محدث کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم کی نسبت کتنی زبردست شہادت ہے۔

محمد بن اسحاق بن یسار رحمۃ اللہ علیہ

59- محمد بن اسحاق بن یسار بن خیار صاحب مغازی متوفی 150، 152، 153ھ سنن اربعہ، مسلم اور تعلیقات بخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابان بن صالح، ایوب سختیانی، عبید اللہ بن عمر بن خطاب، عطاء بن ابی رباح وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے جریر بن حازم، جریر بن عبد الحمید، حفص بن غیاث، حماد بن سلمہ، شعبہ بن حجاج وغیرہم نے روایت کیا۔

سفیان بن عیینہ نے کہا: میں نے شعبہ بن حجاج سے سنا وہ کہتے ہیں محمد بن اسحاق حدیث میں امیر المومنین ہیں۔ یونس بن بکر نے کہا: میں نے شعبہ بن حجاج کو کہتے ہوئے سنا وہ امیر المومنین ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عباس دوری نے یحیٰ بن معین سے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وہ امیر الحدیث ہیں۔

(تہذیب الکمال ج 8 ص 550، تہذیب التہذیب ج 9 ص 38)

یہ محمد بن اسحاق صاحب مغازی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار خیال فرماتے ہیں:

O عن یونس بن بکیر یقول قدم محمد بن اسحاق الکوفة فکنا نسمع منه المغازی ربما زار ابا حنیفة فیما بین الایام ویطیل المکث عنده دیجاربه فی سائل تنویه.

الموفق ج دوم ص 32، 33۔

یونس بن بکیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں۔ محمد بن اسحاق صاحب مغازی کوفہ میں آئے۔ تو اُن سے اکثر ذکر غزوات سنا کرتے تھے۔ اور وہ اُن دنوں اکثر اوقات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی زیارت اُن کے مقام پر جا کر کیا کرتے تھے۔ اور طویل عرصہ آپ کے ہاں قیام کرتے اور مسائل پیش آمدہ کا ان سے استفادہ کرتے تھے۔

علامہ فقیر محمد جہلمی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر لکھتے ہیں۔

دیکھو یہ وہی محمد بن اسحاق ہیں جن کی حدیث پر مسئلہ فاتحہ خلف الامام کا دار و مدار ہے اور جو بقول امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امیر الحدیث ہیں۔ اُن کا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو اپنی اقامت کے دنوں میں بار بار جانا اور مسائل مشکلہ پیش آمدہ کی نسبت آپ سے استفادہ کرنا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر ایسی زبردست دلیل ہے کہ جو مخالفین پر اتمام الحجت ہے۔ کیونکہ جب وہ محمد بن اسحاق کو بڑے پایہ کا محدث مانتے ہیں اور اُن کے فعل سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ فضیلت کی شہادت ملتی ہے تو پھر

Marfat.com

غیر مقلدین امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ سچ ہے۔

"والفضل ما شهدت به الاعداد" ننگی تلوار ص46۔

میں کہتا ہوں۔ محمد بن اسحاق کی اس فضیلت سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحب علم ہونے کی بھی شہادت ملتی ہے۔ کیونکہ اگر محمد بن اسحاق امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقہ کو نہ مانتے ہوتے تو وہ کبھی مشکل مسائل جو پیش آنے والے ہیں میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے استفادہ نہ کرتے۔ اور ہر ذی عقل سلیم یہ جانتا ہے کہ فقہ درحقیقت احادیث وآثار کا دوسرا نام ہے۔ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقہ احادیث وآثار کے خلاف ہوتی تو اس پایہ کا محدث کیوں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے پیش آنے والے مسائل کی نسبت استفادہ کرتا۔ جہاں محمد بن اسحاق کے فعل سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شرف وفضیلت کا اظہار ہوتا ہے وہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم بالحدیث ہونے کا اعتراف بھی ثابت ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ

60- اسحاق بن راہویہ بن ابراہیم بن مخلد الحافظ ابوایوب حنظلی المعروف بابن راہویہ متوفی 238ھ سوا ابن ماجہ کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابن عیینہ، جریر، بشر بن مفضل، حفص بن غیاث وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے یحییٰ بن آدم اور یہ اُن کے شیوخ سے ہیں۔ محمد بن رافع، یحییٰ بن معین وغیرہم نے روایت کیا۔

امام ذہبی نے کہا: وہ ائمہ اعلام میں سے ایک ثقہ اور حجت ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے ابوعبداللہ کو کہتے ہوئے سنا اور اُن سے اسحاق بن راھویہ کے متعلق دریافت کیا گیا۔ انہوں نے کہا: اسحاق جیسے کے متعلق نہ پوچھا جائے ہمارے نزدیک اسحاق "ائمہ المسلمین" میں سے ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ مامون ہیں، ابوزرعہ نے کہا: لوگوں نے اسحاق سے احفظ نہیں دیکھا۔ ابن خزیمہ نے کہا: بخدا! اگر وہ تابعین میں ہوتے تو وہ ان کے حفظ، علم اور فقہ کے وجہ سے اُن کا اقرار کرتے، نسائی نے کہا: میں نے سعید بن ذویب کو کہتے ہوئے سنا کہ سطح زمین پر اسحاق کی مثل کوئی اعلم نہیں۔

(تہذیب الکمال ج اول ص364، میزان الاعتدال ج اول ص182، تہذیب التہذیب ج اول ص216)

یہ مسلم وعظیم محدث امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنی شہادت اس طرح پیش کرتے ہیں۔

○ عن سری بن عاصمؒ انبا علی بن اسحاق بن ابراهیم الحنظلی سمعت ابی یقول مارأیت احداً اعلم با الاحکام والقضایا من ابی حنیفة. الموفق ج دوم ص 58.

سری بن عاصم سے روایت ہے ہمیں علی بن اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے خبر دی۔ کہ میں نے اپنے والد (اسحاق بن راہویہ) کو کہتے ہوئے سنا۔ میں نے احکام اور قضایا میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اعلم نہیں دیکھا۔

یہ حدیث بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حدیث دانی اور حدیث فہمی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جملہ احکام وقضایا کتاب وسنت سے ماخوذ ہیں۔ جب تک اُن دونوں پر مہارت تامہ حاصل نہ ہوگی۔ اُن سے احکام وقضایا کا ماخوذ کرنا صحیح

Marfat.com

نہ ہوگا۔

لہٰذا ایک مسلم ومقتداء امام کی یہ شہادت بتا رہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو احادیث وآثار میں مکمل دسترس حاصل تھی۔ اور اُن کے اعلم تھے۔

عبید بن اسباط رحمۃ اللہ علیہ

61- عبید بن اسباط بن محمد ابومحمد کوفی متوفی 250ھ بخاری ''الجزء قراۃ خلف الامام'' ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

وہ اپنے باپ اسباط بن محمد قرشی، سفیان بن عقبہ سوائی، عبد اللہ بن ادریس وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے ابوحاتم محمد بن ادریس رازی، محمد بن علی الحکیم ترمذی وغیرہم نے روایت کیا۔

عبد الرحمٰن بن ابی حاتم نے کہا: میرے والد ابوحاتم محمد بن ادریس رازی نے مکہ مکرمہ میں اُن سے سماعت کیا۔ اور اُن کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: وہ ''شیخ'' ہیں۔ محمد بن عبد اللہ حضری نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ امام ذہبی نے اُن کی توثیق کی ہے۔ (تہذیب التہذیب ج 7 ص 58، تہذیب الکمال ج 6 ص 606، الکاشف ج دوم ص 206)

یہ عبید بن اسباط امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں۔

o عن محمد بن الحسن البلخی، انبا محمد بن حرب حدثنی عبید بن اسباط. قال کان ابوحنیفة سید الفقهاء ولم یغمز فی دینه الا حاسد از باغی شر. الموفق ج دوم ص 42.

محمد بن حسن سے روایت ہے کہ ہمیں محمد بن حرب نے خبر دی کہ مجھ سے عبید بن اسباط نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقہاء کے سردار تھے۔ اور امور دین میں آپ کی نسبت جو نکتہ چینی کرے یا عیب جوئی کرے وہ حاسد یا طالب شر (شریر) ہے۔

عطا بن جبلہ فزازی رحمۃ اللہ علیہ

62- عطاء بن جبلہ فزازی۔ وہ منصور بن معتمر، لیث بن ابی سلیم، سلیمان اعمش، ابن جریج اور عمر بن عبد اللہ بن یعلی سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے یحییٰ بن ابی بکیر، موسیٰ بن ناصح، ابوموسیٰ ہروی، محمد بن صباح جرجرائی، سعید بن یعقوب طالقانی اور ابراہیم بن موسیٰ فراء نے روایت کیا۔

خطیب بغدادی اپنی عادت کے مطابق لکھتے ہیں مجھے ابراہیم بن عبد اللہ بن جنید سے خبر پہنچی کہ انہوں نے یحییٰ بن معین سے کہا: تم عطاء بن جبلہ فزازی کے متعلق کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا: ''لیس بشیء'' اور وہ بغداد میں تھے۔

سعید بن عمرو برزعی نے کہا: ابوزرعہ رازی سے عطاء بن جبلہ کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے وہ منکر الحدیث

Marfat.com

ہیں۔ میں نے کہا: عطا بن جبلہ کون ہیں انہوں نے کہ وہ اہل جبلا باز کے ایک شیخ ہیں وہ دینور اور حلوان کے درمیان ایک قریہ ہے۔ امام ذہبی نے بھی ابوحاتم کے حوالہ سے کہا: وہ حدیث میں قوی نہیں۔ تاریخ بغداد ج 12 ص 291، میزان الاعتدال ج سوم ص 65۔

یہ عطاء بن جبلہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور یہ نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

○ عن یعلی بن حمزہ قال سمعت بشر بن یحییٰ سمعت عطاء بن جبلہ یقول لم أر أحدا من العلماء یختلف ان ابا حنیفة کان افقه القوم۔ الموفق ج اول ص 200.

یعلی بن حمزہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے بشر بن یحییٰ سے سنا انہوں نے کہا: میں نے عطاء بن جبلہ فزازی کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے علماء میں سے کسی کو اس بات میں اختلاف کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سب لوگوں سے افقہ (احادیث وآثار کے معانی کے اعلم) تھے۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ خطیب بغدادی نے انہیں منکر الحدیث اور لیس بش، اور امام ذہبی "لیس با لقوی" لکھا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا اعلم الناس اور افقہ الناس ہونا کبار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے منقول ہے۔ جب عطاء بن جبلہ کی حدیث کے شواہد ہیں تو یہ حدیث صحیح ہے۔

اُن دونوں شہادتوں یعنی "سید الفقهاء اور افقه القوم" سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کا فقہ میں کوئی ثانی نہیں۔ اس لیے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سب لوگوں کو فقہ میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کا عیال قرار دیا ہے اور 75 فیصد کا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ پر عمل پیرا ہونا جن میں ائمہ کبار محدثین رحمۃ اللہ علیہم مثل یحییٰ بن سعید قطان، سفیان ثوری، ابن مبارک وغیرہ اور کبار اولیائے کرام بھی شامل ہیں۔ اس بات کی دلیل ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقہ عند اللہ مقبول ہے۔ اور آپ کی افقہیت واعلمیت سے بھی کسی نے انکار نہیں کیا۔ تو ظاہر ہے کبار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم ونقاد رجال کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال پر فتویٰ دینا اس بات کی قوی دلیل ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کبرائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم اور فن رجال کے ائمہ کی نظر میں صاحب حدیث اور ثقہ ہیں اگر امام صاحب، حافظ الحدیث نہ ہوتے تو یہ ائمہ کبار کبھی بھی آپ کے اقول کو فتویٰ کے لیے پسند نہ فرماتے۔ کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال احادیث کی تفسیر ہیں۔ اور یہ ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم حفاظ الحدیث میں سے ہیں۔

داؤد بن نصیر طائی رحمۃ اللہ علیہ

63- داؤد بن نصیر طائی ابوسلیمان کوفی الفقیہ الزاہد۔ متوفی 160ھ نسائی کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ عبد الملک بن عمیر، اسماعیل بن ابی حاتم، حمید الطویل وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اُن سے عبد اللہ بن ادریس، ابن عیینہ، وکیع، ابونعیم وغیرہم نے روایت کیا۔ غلابی نے ابن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقہ ہیں۔ علی بن مدینی، (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ)۔ سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہوئے کہا داؤد طائی کا شمار صاحب علم وفقہ سے ہوتا ہے۔ امام ذہبی نے کہا: وہ کبار زھاد سے ہیں

Marfat.com

اور بلاتفریق ثقہ ہیں۔

یہ داؤد طائی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ شہادت دیتے ہیں۔

○ عن عبد الله بن مبارك قال ذكر ابوحنيفة عند داؤد الطائی فقال ذٰلك نجم يعتدی به السارى وعلم يقبله قلوب المومنين فكل عالم ليس من علمه يعلم فهو بلاء علىٰ حامله معه، والله اعلم با الحلال والحرام۔

الموفق ج دوم ص 63۔ اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 76، الخیرات الحسان ص 82، عقود الجمان ص 205، مناقب کردری ج اول ص 112

عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے انہوں نے کہا: داؤد طائی کے پاس حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا: امام صاحب رضی اللہ عنہ ایک ایسا ستارہ ہیں جس کی روشنی میں سب لوگ ہدایت پاتے ہیں اور آپ کا علم ایسا ہے کہ مومنوں کے دل اس کو قبول کرتے ہیں۔ جس نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے علم حاصل نہیں کیا وہ علم صاحب علم پر مصیبت ہے بخدا! آپ حلال وحرام کے اعلم ہیں۔

شعبہ بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ

64- شعبہ بن حجاج بن ورد ابو بسطام عتکی متوفی 160ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابان بن تعلب، اسماعیل بن علیہ، ثابت بن اسلم بنانی، سفیان ثوری اور خلق کثیر سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے ابراہیم بن طھمان، ایوب بن ابوتمیمہ سختیانی، محمد بن جعفر غندر، یحیٰی بن سعید قطان اور خلق کثیر نے روایت کیا۔

فہد بن حیان نے کہا: میں نے سفیان ثوری کو کہتے ہوئے سنا شعبہ بن حجاج حدیث میں امیر المومنین ہیں۔ عباس بن یزید بحرانی نے کہا: میں نے ابن عیینہ سے سنا کہ انہوں نے شعبہ بن حجاج کا ذکر کیا اور کیا وہ حدیث میں امیر المومنین ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ صاحب حدیث ثقہ، مامون، ثبت اور حجت ہیں۔ امام عجلی نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ وثبت ہیں۔ صالح بن محمد بغدادی نے کہا: سب سے پہلے رجال میں شعبہ نے کلام کیا پھر اُن کی اتباع کرتے ہوئے یحیٰی بن سعید قطان، پھر احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یحیٰی بن معین نے کلام کیا۔ شعبہ بن حجاج ثوری سے دس سال بڑے تھے۔ اور ثوری ابن عیینہ سے دس سال بڑے تھے۔ تاریخ بغداد ج 9 ص 259، تہذیب الکمال ج 4 ص 592، الکاشف ج دوم ص 10، تہذیب التہذیب ج 4 ص 345۔

یہ امیر المومنین فی الحدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں۔

○ عن عباس بن حمزة انبا محمد بن المهاجر انبا يحيىٰ بن آدم قال كان شعبة اذاسئل عن ابی حنيفة اطيب فی مدحه وكان يهدی اليه فی كل عام طرفة وكان ابوحنيفة يعرف له ذٰلك.

الموفق ج دوم ص 46، مناقب کردری ج اول ص 100.

عباس بن حمزہ سے روایت ہے کہ ہمیں محمد بن مہاجر نے خبر دی انہوں نے کہا: ہمیں یحیٰی ابن آدم (جو ائمہ صحاح ستہ کے

Marfat.com

رواۃ میں سے ہیں) نے خبر دی۔ محدث کبیر یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں جب بھی حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج سے پوچھا جاتا تھا تو وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بہت زیادہ تعریف کرتے تھے۔ اور ہر سال نیا عمدہ تحفہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاں بھیجا کرتے تھے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس تحفہ کو پہچان جاتے تھے۔

○ عن نصر بن علی قال سمعت خالد بن الحارث یقول قال شعبة وکان واللّٰه حسن الفهم، جید الحفظ حتیٰ شفعوا علیه بما هو واللّٰه اعلم به منهم وزاد الذهبی واللّٰه سیقون عند اللّٰه وکان کثیر الترحم علیه.

(اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 9، مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ للذہبی ص 29، خیرات الحسان ص 80)

نصر بن علی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے خالد بن حارث (بن عبید بن سلیمان ابوعثمان بصری متوفی 186ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) کو کہتے ہوئے سنا امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج فرماتے تھے اللہ کی قسم! امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نہایت تیز فہم اور تیز حافظہ تھے۔ لوگوں نے اُن پر ایسی باتوں کی بناء پر طعن و تشنیع کیا جن کو آپ اُن سے اپ زیادہ جانتے تھے۔ بخدا! آخر انہوں نے خدا سے ملنا ہے یعنی اس طعن و تشنیع کا بدلہ اُن کو اس وقت ملے گا۔ اور امام شعبہ بن حجاج حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ پر بہت رحم فرماتے تھے۔

○ عن نصر بن علی قال کنا عند شعبة فقیل له مات ابوحنیفة فقال بعد ما استرع لقد طفئی عن اهل الکوفة ضوء نور العلم. اما. انهم لا یرون مثله ابداً.

اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 72، الموفق ج دوم ص 63، مناقب کردری ج اول ص 112، الخیرات الحسان ص 147

نصر بن علی سے روایت ہے انہوں نے ہم شعبہ بن حجاج کے پاس تھے۔ اُن سے کہا گیا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا ہے۔ اور انا للّٰه وانا الیه راجعون کے بعد کہنے لگے۔ آج اہل کوفہ کا چراغ علم گل ہو گیا ہے اور اب اہل کوفہ کو قیامت تک ان کی نظیر ملنا محال ہے۔

○ عن احمد بن ابی خیثمه قال ثنا یحییٰ بن معین قال سمعت ابا قطن یقول کتب لی شعبة الی ابی حنیفه یساله ان یحدثنی فلما جئت ابا حنیفة قرا الکتاب فاستحسنه.

الموفق ج دوم ص 82،83، مناقب کردری ج دوم ص 71، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص 72،73

احمد بن ابی خیثمہ سے روایت ہے (الموفق بن احمد مکی میں ہے ابراہیم بن محمد سے روایت ہے۔) انہوں نے کہا: ہم سے یحییٰ بن معین نے بیان کیا انہوں نے میں نے ابوقطن (عمرو بن معیثم بن قطن بن کعب زبیدی متوفی 198ھ یا سن دو صد ہجری کے بعد۔ بخاری ''الادب المفرد'' مسلم اور سنن اربعہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں) کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھے امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس خط دے کر بھیجا۔ شعبہ بن حجاج امام صاحب رضی اللہ عنہ سے سوال کر

Marfat.com

رہے تھے کہ وہ انہیں حدیث لکھ کر بھیجیں۔ یا مجھے حدیث بیان کریں۔ ابوقطن کہتے ہیں جب میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے شعبہ بن حجاج کا خط پڑھا اور اس کو اچھا سمجھا ذرا غور فرمائیں ایک محدث جو امیر المومنین فی الحدیث ہے دوسرے مسلم ومقتداء امام ابوقطن سے روایت کر رہے ہیں۔ اور ابوقطن جو کہ ایک اکابر محدثین رحمۃ اللہ علیہم میں سے ہیں اس بات کی شہادت دے رہے ہیں۔ کہ امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج نے مجھے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ مجھے حدیث بیان فرمائیں اتنی ثقہ اور معتمد روایت کے بعد تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم با الحدیث ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ ایک امیر المومنین فی الحدیث اور فن رجال کا بلند پایہ امام۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طلب کر رہا ہے۔ اور اس کی دو کبرائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم شہادت دے رہے ہیں۔ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ضعیف ہوتے تو یہ فن رجال کا بلند مرتبہ امام کیوں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرنے کی درخواست کرتا۔ اس روایت سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔

اول: یہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث تھے۔

دوم: یہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں نہایت ہی ثقہ تھے۔

حسن بن صالح بن صالح رحمۃ اللہ علیہ

65- حسن بن صالح بن صالح بن حی ابوعبداللہ کوفی متوفی 169ھ بخاری ''الادب المفرد'' مسلم اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابوبشر بیان بن بشر احمس، سعید بن ابی عروج، شعبہ بن حجاج، عبداللہ بن دینار وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے اسحاق بن منصور سلومی، جراح بن ملیح رؤاسی، ابونعیم فضل بن دکین وغیرہم نے روایت کیا۔

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ شریک سے حدیث روایت کرنے میں اثبت اور ثقہ ہیں ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ''ثقہ، مامون'' ہیں۔ ابوزرعہ نے کہا: اُن میں اتقان، فقہ، عبادت اور زہد جمع ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ ''ثقہ، حافظ، متقن'' ہیں نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں ابراہیم بن جنید نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں، امام عجلی نے کہا: وہ ثقہ، ثبت اور متعبد ہیں، ابن سعد نے کہا: وہ کثیر صحیح الحدیث، حجت ہیں۔

تہذیب التہذیب ج دوم ص279، تہذیب الکمال ج دوم ص570، الکاشف ج اول ص162۔

اس حدیث میں حافظ وحجت حسن بن صالح امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

○ عن احمد بن عبد الله بن يونس ثنا الحسن بن صالح قال كان ابوحنيفة شد الفحص عن الناسخ والمنسوخ من الحديث فيعمل با الحديث اذا ثبت عنده عن النبى صلى الله عليه وسلم وعن اصحابه. وكان عارفاً بحديث اهل الكوفة وفقه اهل الكوفه شد الاتباع لما كان عليه الناس ببلده. وقال كان يقول ان لكتاب الله نا سخاو منسوخاً وان للحديث نا سخا ومنسوخاً

Marfat.com

وکان حافظا لفعل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الاخیر الذی قبض علیہ محا وصل الی اھل بلدہ۔ (اخبار ابوحنیفہ واصحابہ ص 11، الموفق ج اول ص 89، الخیرات الحسان ص 70)

احمد بن عبداللہ کوفی (جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) سے روایت ہے کہ ہم سے حسن بن صالح نے بیان کیا انہوں نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث ناسخ ومنسوخ کی سخت تلاشی میں مصروف رہتے تھے۔ اور اسی حدیث پر عمل کرتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے اُن کو ثابت ہوتی تھی۔ اور حدیث وفقہ اہل کوفہ کے صرف عارف ہی نہیں تھے بلکہ ان احادیث کے جو اُن کے شہر کے لوگوں کی عمل میں تھیں بہت سخت اتباع کرنے والے تھے۔ محدث کبیر حسن بن صالح فرماتے تھے۔ کہ جس طرح کتاب اللہ میں ناسخ ومنسوخ آیات ہیں۔ اسی طرح احادیث بھی ناسخ ومنسوخ ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل اخیر کے حافظ تھے جس پر آپ نے وصال فرمایا اور اُن کے شہر کوفہ میں پہنچا تھا۔

○ عن یعقوب بن اسحاق انبا ابی انبا یحییٰ بن آدم قال کان الحسن بن صالح بن حی الھمدانی النخعی ینقل الیہ حدیث ابی حنیفہ وسائلہ فکان یستحسنہ۔ (الموفق ج دوم ص 38، مناقب کردری ج اول ص 95)

یعقوب بن اسحاق (متوفی 250ھ مسلم، ابوداؤد، ''ترمذی شمائل میں'' نسائی ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں) سے روایت ہے کہ ہمیں میرے والد اسحاق نے خبر دی انہوں نے کہا: ہمیں یحییٰ بن آدم (جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) نے خبر دی۔ انہوں نے کہا: حسن بن صالح بن حی ہمدانی نخعی کے پاس امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور آپ کے مسائل پیش کیے جاتے حسن بن صالح امام صاحب رضی اللہ عنہ کو بہت اچھا سمجھتے تھے۔

آپ اُن دونوں حدیثوں کو دیکھو اور بغور پڑھو۔ جو ثقہ ائمہ فضلائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے مروی ہیں۔ کہ ایک مسلم ومقتداء امام حضرت امام عظم رضی اللہ عنہ کی احادیث کی کس انداز سے تعریف کر رہے ہیں۔ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث ناسخ ومنسوخ میں شد الفحص تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل اخیر کے حافظ تھے جس پر آپ نے وصال فرمایا۔ اور اس محدث عظیم کے ہاں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور مسائل پیش کیے جاتے تو وہ اُن کو بہت پسند فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصول حدیث بہت سخت تھے یہی وجہ ہے کہ خارج میں آپ کی احادیث کا اتنا ظہور نہیں ہوا جتنا دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی احادیث ظاہر ہوئی ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ اور اصول حدیث

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کے مقدمہ میں ارقام فرمایا ہے کہ ایک دفعہ بشیر عدوی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حدیث بیان کرنا شروع کر دی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرف کوئی توجہ نہ دی۔ تو بشیر عدوی نے جھنجھلا کر کہا عجیب بات ہے میں حدیث سنا رہا ہوں اور آپ اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہے۔ تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عدوی بھائی ایک وقت وہ تھا کہ جہاں کسی نے کہا: ''قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم'' ہم ہمہ تن گوش ہوئے۔

Marfat.com

اوراب تو ہم وہی احادیث سنتے ہیں جو ہم کو بھی معلوم ہیں۔

ایک دفعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک فیصلہ کی نقل لے رہے تھے اور درمیان سے الفاظ حذف کرتے جارہے تھے۔ اور فرماتے جاتے تھے واللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ نہیں دیا۔ اس طرح انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک تحریر دیکھی تو اس میں سے تھوڑے سے الفاظ کے علاوہ سب تحریر مٹا دی۔

اُن چیزوں کے پیش نظر ذہنوں میں یہ بات انگڑائی لے سکتی ہے کہ پھر حدیث سے کس طرح استفادہ کیا جائے۔ اس کا جواب بھی یہی ہوسکتا ہے کہ اس کے لیے اصول وضوابط مقرر کرنے ہوں گے، تب ہی احادیث سے استفادہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے معاصرین کی طعن ولعن کا خیال نہ کرتے ہوئے اصول حدیث مقرر فرمائے اور لوگوں کو قبول حدیث کا ایک معیار بتا دیا۔ بعد کو دیگر اصولوں نے حالات وزمانہ کے اعتبار سے اس میں ترمیم واضافہ کیا لیکن وہ اصول بدستور قائم رہے۔ سطور ذیل میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے وہ سولہ اصول پیش کیے جارہے ہیں جن پر احادیث کی صحت وضعف کا دارومدار ہے۔

1- ثقہ راویوں کے مراسلات مقبول ہیں بشرطیکہ اُن سے قوی تر دلیل موجود نہ ہو۔ (بخاری نے قرآت خلف الامام میں اس سے استدلال کیا ہے کہ مسلم میں بھی مراسیل موجود ہیں) حنفیہ نے اس بارے میں نہایت واضح طور پر فرمایا ہے۔

ومن ضعف بالارسال بنذشطر السنة المعمول بها.

جن نے مرسل ہونے کی وجہ سے حدیث کو ضعیف قرار دیا اس نے معمول بھا سنت کے ایک حصہ کو ترک کر دیا۔

2- خبر آحاد کو اصول پر پرکھا جائے گا اور اگر وہ اس کے مطابق ہے تو اختیار کیا جائے گا ورنہ ترک کر دیا جائے گا۔

3- خبر آحاد کو کتاب اللہ کے مقابلہ میں رد کیا جائے گا۔

4- خبر مشہور کے مقابلہ میں (خواہ فعلی ہو یا قولی) خبر واحد کو ترک کر دیا جائے گا۔

5- اگر دو خبر واحد متعارض ہوں تو افقہ راوی کی خبر کو ترجیح ہوگی۔

6- اس روایت کو ترک کر دیا جائے گا جس کے روای کا عمل اپنی روایت کے خلاف ہو۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کہ اگر کتا کسی برتن کو چاٹ جائے تو اس کو سات دفعہ دھونا چاہیے۔ حالانکہ وہ فتویٰ تین مرتبہ دھونے پر دیتے ہیں۔

7- حدیث اگر متناً یا سنداً زائد ہو تو اس کو ناقص کے مقابلہ میں ترک کر دیا جائے گا۔

8- جس چیز میں عموم بلوی ہو اس کے مقابلہ میں خبر واحد ترک کر دیا جائے گا۔ کیونکہ قرن اول کا عموم بلوی کا اثبات متواتر ومتوارث ہوتا ہے۔ اس وجہ سے حدود کفارات کو شبہ کی وجہ سے رد کر دیا جاتا ہے۔

9- ایک ہی حکم میں اگر خبر واحد مختلف ہو اور صحابہ سے ثابت ہو کہ انہوں نے اس سے استدلال کیا ہے تو اس خبر واحد کو ترک

Marfat.com

نہ کیا جائے گا بلکہ مناسب تطبیق وتاویل کر لی جائے گی۔

10- جس خبر واحد پر سلف میں سے کسی نے طعن نہ کیا ہو اس کو اختیار کیا جائے گا۔

11- حدود اور عقوبات میں اخف درجہ کی خبر واحد کو لیا جائے گا۔

12- حدیث کے راوی کے لیے سماعت سے لے کر نقل تک استمرار حفظ ضروری ہے۔

13- اس راوی کی روایت معتبر نہیں جو یہ کہے کہ میری بیاض میں ہے ہاں بیاض کی روایت اس وقت معتبر ہوگی جب اس کو زبانی بھی یاد ہو۔

14- احاد میں احوط کو اختیار کیا جائے گا۔

15- متأخر کو مقدم کے مقابلہ میں ترجیح ہوگی کیونکہ اس کی حیثیت ناسخ کی ہے۔

16- خبر واحد صحابہ اور تابعین کے عمل متوارث کے خلاف نہ ہو۔

چنانچہ اُن قیودات کا تقاضا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد بہت کم ہونا چاہیے۔ لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ وہ حافظ حدیث ہیں اور اُن تمام شروط وقیودُ کے ساتھ ہیں اور کمال اسی کا نام ہے۔

آنچہ ہمہ خوباں دارند تو تنہا داری۔ ابوحنیفہ مفتی عزیز الرحمٰن ص158۔

یہ ہے امام کا کمال دوسرے محدثین کے ہاں یہ نہیں ہے بخاری میں سے اگر مکررات کو حذف کر دیا جائے تو کل 2761 حدیثیں بنتی ہیں۔ مؤطا امام مالک میں دس ہزار احادیث تھیں۔ لیکن دوبارہ ترتیب میں صرف 1955 باقی رہ گئیں۔

چنانچہ ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے تو روایت کو لیا ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کو سند میں سے نکال دیا ہے اور کہہ دیا کہ وہ ضعیف ہیں۔ حالانکہ اُن روایات میں ضعف مابعد کے راویوں کی وجہ سے پیدا ہوا ہے جیسا کہ امام ربانی علامہ عبدالوھاب شعرانی فرماتے ہیں:

○ وقد من اللّٰه علی بمطالعة مسانید الامام ابی حنیفة الثلاثة من نسخة صحیحة علیها خطوط الحفاظ آخرهم الحافظ الدمیاطی فرایتهٗ لایروی حدیثا الا عن خیار التابعین العدول الثقات الذین هم من خیر القرون بشهادة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کا الاسودء علقمة، عطاء عکرمة مجاهدء مکحول والحسن البصری واضرابهم رضی اللّٰه عنهم اجمعین۔

میزان الکبریٰ ج اول ص64۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھ پر اللہ عزوجل نے احسان فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسانید میں سے تین مسانید کے صحیح نسخہ کا میں نے مطالعہ کیا جس پر حفاظ کے دستخط موجود ہیں۔ اُن میں سے آخری سند حافظ دمیاطی کا ہے۔ میں نے اس کو بغور دیکھا ہے کہ وہ صرف خیار تابعین سے جو عادل وثقہ ہیں روایت کرتے ہیں اور

Marfat.com

یہ خیار تابعین اُن خیر القرون سے ہیں جن کی رسول اللہ ﷺ نے شہادت دی ہے۔ جیسے اسود، علقمہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، مکحول، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور آن کے ہم مثل۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان تمام کے تمام رواۃ وہ ہیں جو عادل وثقہ اور اعلام واخیار ہیں۔ اُن میں سے کوئی بھی کذاب یا متھم باالکذب نہیں۔

یہی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۶۵ پر یوں ارقام فرماتے ہیں:

O فان قيل اذا قلتم بان ادلة مذهب الام ابى حنيفة رضى الله عنه ليس فيها شئى ضعيف لسلامة الرواة بينه وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم من الصحابة والتابعين من الجرح الخ۔

اگر کہا جائے کہ جب تم کہتے ہو کہ مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ادلہ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے جملہ رواۃ جرح سے سلامت ہونے کی وجہ سے اُن میں کوئی ضعیف نہیں تو تمہارا بعض حفاظ کے قول کے متعلق کیا جواب ہے کہ ادلہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ضعیف ہیں۔ ہمارا جواب یہ ہے کہ ہم اس کو جزاً امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ سے سند میں نازلین رواۃ پر محل کرتے ہیں۔ جبکہ انہوں نے اس طریق سے حدیث کی روایت نہیں کہ جس طریق سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی روایت کی اور ہم نے مسانید ثلاثہ میں جملہ احادیث کو صحیح پایا ہے۔ کیونکہ اگر وہ حدیث صحیح نہ ہوتی تو امام صاحب رضی اللہ عنہ اس سے استدلال نہ فرماتے۔ اور سند نازل میں کذاب یا متھم باالکذب کا پایا جانا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قدح نہیں۔ اس لیے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث کی سند میں نہایت اعلیٰ پایہ کے عدول وثقات رواۃ ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے سند میں۔ سند نازل کی جرح باعث قدح نہیں۔

اس کا مکمل ذکر ان شاء اللہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ اور شیوخ الشیوخ میں آئے گا جہاں آپ پر واضح ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان کتنے واسطے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان تبع تابعین، تابعین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی صرف واسطہ ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اکثر شیوخ کبار تابعین میں سے ہیں۔ چنانچہ فضلائے محدثین حسن بن صالح کی روایت اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول غیر مقلدین کے اوھام باطلہ اور فاسدہ کے قلعہ پر ایک دھماکہ ہے جس سے وہ زمین بوس ہو چکا۔ اس کے بعد اس کی تعمیر نظر نہیں آتی۔ بجز اس کے کہ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے ذاتی حسد وعناد کی بناء پر اس کا انکار کر دیں۔ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقہ صرف رائے وقیاس ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث سے نابلد تھے لیکن اگر کوئی شخص حسد وعناد کی عینک اتار کر آئینہ انصاف میں دیکھے گا تو اس کے لیے ائمہ کبار محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی شہادت کے بعد انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فقہ کو تسلیم نہ کرے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حافظ الحدیث نہ مانے۔ واللہ اعلم باالصواب

Marfat.com

حفص بن غیاث

66- حفص بن غیاث بن طلق بن معاویہ نخعی ابوعمر الکوفی القاضی۔ متوفی 194ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اسماعیل بن ابی خالد، یحییٰ بن سعید انصاری، ہشام بن عروہ، اعمش، ثوری، جعفر الصادق وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے یحییٰ بن سعد قطان، احمد، اسحاق، ابن معین وغیرہم نے روایت کیا۔

اسحاق بن منصور وغیرہ نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ وہ ثقہ ہیں۔ عجلی نے کہا: وہ ثقہ و مامون ہیں۔ یعقوب نے کہا: وہ ثقہ وثبت ہیں۔ علی بن مدینی (شیخ امام بخاری) نے کہا: میں نے یحییٰ بن سعید کو کہتے ہوئے سنا۔

اصحاب اعمش میں نے حفص بن غیاث اوثق ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ و مامون ہیں۔ یونس نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ حفص بن غیاث نے بغداد اور کوفہ میں تین ہزار، چار ہزار جو احادیث بیان کہیں وہ جملہ احادیث آپ کو یاد تھیں۔ (تہذیب الکمال ج 3 ص 27،26۔ تہذیب التہذیب ج 3 ص 416)

○ عن معروف بن الحسن انبا موسیٰ بن سلیمان الجوز جانی سمعت حفص بن غیاث یقول سمعت من ابی حنیفة کتبه وآثاره فما رایت اذکی قلبا منه ولا اعلم بما یفسد ویصح فی باب الاحکام منه.

و فی روایة محمد بن سماعه عن حفص یقول ابوحنیفة نادر من الرجال لم اسمع بمثله قط فی فهمه ونظره. الموفق ج اول ص 40، مناقب کردری ج اول ص 96.

معروف بن حسن سے روایت ہے کہ ہمیں موسیٰ بن سلیمان جوز جانی نے خبر دی کہ میں نے حفص بن غیاث سے سنا۔ وہ کہتے تھے میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتب و آثار سنے ہیں۔ میں نے کوئی اُن سے بہت صاف وذکی قلب نہیں دیکھا ورنہ ہی احکام حلال وحرام میں اُن سے کوئی اعلم پایا۔

محمد بن سماعہ کی حفص بن غیاث سے روایت میں ہے کہ محدث کبیر حفص بن غیاث فرماتے تھے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ یکتا رجال میں سے ہیں۔ میں نے کسی کو فہم ونظر میں اُن جیسا ہرگز نہیں سنا۔

محدث عظیم حفص بن غیاث کی روایت سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عالم باالحدیث ہونے کی زبردست شہادت ملتی ہے۔ وہ یہ کہ

"سمعت من ابی حنیفة رضی الله عنه کتبه وآثاره".

67- حفص بن عبد الرحمٰن بن عمر بن فروخ بن فضالہ ابوعمر بلخی فقیہ نیشاپوری متوفی 199ھ۔ نسائی کے رواۃ سے ہیں اور ابن ماجہ نے اپنی کتاب "الرد علی اهل القدر" میں اُن سے تخریج کیا ہے۔ وہ خارجہ بن مصعب، اسرائیل، سعید بن ابی عروجہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے ابوداؤد طیالسی محمد بن رافع، یحییٰ بن اکثم وغیرہم نے روایت کیا۔ معلوم ہوا یہ

Marfat.com

امام جلیل ابوداؤد کے رواۃ میں سے بھی ہیں۔

ابو حاتم نے کہا: صدوق ہیں لیکن مضطرب الحدیث ہیں۔ نسائی نے کہا: ''صدوق'' ابوعبد اللہ حاکم نے کہا: حفص بن عبد الرحمٰن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے خراسانی اصحاب میں سے افقہ ہیں۔

الکاشف ج اول ص178، تہذیب الکمال ج سوم ص10، تہذیب التہذیب ج دوم ص404

یہ حفص بن عبدالرحمٰن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:

O عن محمد بن نصر هروی انبا محمش النیشابوری سمعت حفص بن عبد الرحمن یقول، جالست انواع الناس من العلماء والفقهاء والزهاد والنساك واهل الورع منهم فلم اراحداً فیهم اجمع لهذه الخصال. الموفق ج اول ص 200.

محمد بن نصر ھروی سے روایت ہے کہ ہمیں محمش نیشاپوری نے خبر دی کہ میں نے حفص بن عبدالرحمٰن کو کہتے ہوئے سنا میں نے ہر قسم کے علماء وفقہاء، زھاد، عباد اور اہل ورع کی صحبت حاصل کی لیکن میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی دوسرا اُن تمام صفات کا مجموعہ ہو۔

الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حفص بن عبدالرحمٰن حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شریک تجارت تھے اور تیس سال اُن کے ساتھ رہے۔ اور وہ نیشاپور سے تھے۔ حفص بن عبدالرحمٰن نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث اور فقہ سنی ہے اور آپ سے روایت کیا ہے اور وہ ایک صالح آدمی تھے۔

جریر بن عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ

68- جریر بن عبد الحمید بن فرط ضبی ابوعبد اللہ رازی القاضی متوفی 188ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ عبدالمالک بن عمیر، ابواسحاق شیبانی، اعمش، عبد العزیز بن رفیع وغیرھم سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے اسحاق بن راھویہ، محمد بن قدامہ، علی بن مدینی، یحییٰ بن معین وغیرہم نے روایت کیا۔

عجلی کوفی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن حراش نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں۔ ابوالقاسم نے کہا: اُن کی ثقاہت مجمع علیہ ہے ابواحمد حاکم نے کہا: وہ اُن کے نزدیک ثقہ ہیں۔ خلیلی نے ''الارشاد'' میں کہا اُن کی ثقاہت متفق علیہ ہے۔ تہذیب التہذیب ج دوم ص76۔ تہذیب الکمال ج دوم ص241۔

یہ جریر بن عبدالحمید (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الشیخ) حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

O عن محمد بن القاسم البلخی انبا موسیٰ بن نضر سمعت جریرًا یقول کان المغیرة یلومنی اذا لم احضر مجلس ابی حنیفة ویقول لی الزمه ولا تغب عن مجلسه فانا کنا نجتمع عند حماد فلم یکن یفتح لنا من العلم ما کان یفتح له. الموفق ج دوم ص 35.

Marfat.com

محمد بن قاسم بلخی سے روایت ہے کہ ہمیں موسیٰ بن نصر نے خبر دی کہ میں نے جریر بن عبد الحمید کو کہتے ہوئے سنا۔ جب بھی میں کبھی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو حضرت مغیرہ مجھے ملامت کرتے تھے۔ اور مجھے فرماتے تھے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس کو خود پر لازم کرو۔ اور اُن کی مجلس سے غیر حاضر مت ہو۔ کیونکہ ہم امام حماد کی مجلس میں بھی حاضر ہوتے تھے لیکن علم کے جو اسرار حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کھلتے ہیں وہ امام حماد سے بھی نہ کھلتے تھے۔

دیکھو حضرت مغیرہ اعلمیت وافقہیت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کس طرح خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الشیخ جریر بن عبد الحمید جو کہ ائمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ سے ہیں اعلان کر رہے ہیں کہ مغیرہ مجھے حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مجلس سے غیر حاضری پر ملامت کرتے اور مجھے اُن کی مجلس کو لازم پکڑنے کا حکم دیتے تھے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اعلمیت کا اس طرح اظہار کرتے کہ جو رموز واسرار علم کے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے اُن سے حضرت حماد بھی واقف نہ تھے۔ امام الائمہ، سراج الامۃ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اعلمیت کی اس سے بڑھ کر اور کون سی شہادت ہو سکتی ہے۔

69- محمد بن میمون ابوحمزہ سکری محدث مروزی متوفی 167ھ۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ عاصم بن بھدلہ، زیاد بن علاقہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اور اُن سے عبدان اور نعیم بن حماد وغیرہم نے روایت کیا۔ عباس دوری فرماتے ہیں محمد بن میمون ثقات لوگوں میں سے تھے۔ اور وہ شکر نہیں بیچتے تھے اُن کو سکری اس لیے کہا جاتا ہے کہ اُن کے کلام میں حلاوت تھی۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عیسیٰ بن مروزی نے عباس بن مصعب بن بشر مروزی سے روایت کرتے ہوئے کہا ابوحمزہ سکری مستجاب الدعوات تھے۔ عباس بن محمد نے کہا: میں یحییٰ بن معین سے ابوحمزہ سکری کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میرے نزدیک اُن کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں۔

تاریخ بغداد ج 4 ص 33، 34، تہذیب الکمال ج 9 ص 378، تہذیب التہذیب ج 9 ص 486

یہ کبرائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یوں شہادت دیتے ہیں۔

وقال الحافظ محمد بن میمون لم یکن فی زمن ابی حنیفة رضی اللہ عنہ اعلم ولا اورع ولا ازهد ولا اعرف ولا افقه منه. وتا الله ما سر فی بسماعی عنه مائة الف دنیار.

(الخیرات الحسان ص 82، عقود الجمان للصالحی ص 204)

حافظ محمد بن میمون فرماتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوئی شخص آپ سے بڑھ کر اعلم، اورع اور ازھد نہ تھا اور نہ کوئی آپ سے زیادہ افقہ اور اعرف (بالحدیث) تھا۔ اللہ کی قسم! مجھے آپ سے ایک حدیث سن لینے کی خوشی ایک لاکھ دینار کے مل جانے سے بھی زیادہ ہوتی تھی۔

ذرا غور فرمائیں کہ کبار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت کے کس قدر مشتاق تھے۔ اور آپ سے سماعت شدہ حدیث کی کس قدر، قدر کرتے تھے کہ ایک لاکھ اشرفی مل جانے سے بھی ان کو زیادہ

Marfat.com

خوشی ہوتی تھی۔

اتنی زبردست شہادت کے بعد بھی اگر کوئی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی پر اعتراض کرے تو مخبوط الحواس ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔

محمد بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

70- محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ انصاری ابوعبدالرحمٰن کوفی فقیہ قاضی کوفہ متوفی 148ھ ائمہ اصحاب سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ نافع آزاد کردہ غلام ابن عمر، ابی الزبیر مکی، عطاء بن ابی رباح، اسماعیل بن امیہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے ابن جریج، قیس بن ربیع، شعبہ بن حجاج، سفیان ثوری وغیرہم نے روایت کیا۔

ابو طالب نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہوئے کہا یحییٰ بن سعید قطان اُن کو ضعیف سمجھتے تھے۔ ابوحاتم نے احمد بن یونس سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ اہل ارض میں سے افقہ تھے۔ ابوحاتم نے کہا: اُن کا محل صدق ہے۔ امام عجلی نے کہا: وہ صاحب سنت فقیہ۔ صدوق، جائز الحدیث تھے۔ ابوزرعہ نے کہا: وہ صالح تھے اور اقوی نہیں تھے۔ نسائی نے کہا: وہ قوی نہیں تھے۔ تہذیب الکمال ج 9 ص 137، تہذیب التہذیب ج 9 ص 302۔

یہ ابن ابی لیلیٰ قاضی کوفہ تھے۔ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہمعصر تھے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اُن سے اکثر مباحثے اور مناقشے کرتے رہتے تھے۔ یہ ابن ابی لیلیٰ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار کرتے ہیں۔

○ عن عبد الله بن جامع الحلوانی اخبرنا احمد بن العباس الهاشمی سمعت علی بن الجعد سمعت ابا یوسف یقول کنا نختلف اولًا الی ابن ابی لیلٰی فوقعت منه جفوة فترکت الاختلاف الیه وجعلت الاختلاف الیٰ ابی حنیفة فلقینی ابن ابی لیلیٰ فقال یا یعقوب کیف صاحبك فقلت صالح. فقال لی الزمه فانك لم تر مثله فقهاء علماً. الموفق ج دوم ص 35.

عبداللہ بن جامع حلوانی سے روایت ہے۔ کہ ہمیں احمد بن عباس ہاشمی نے خبر دی کہ میں نے علی بن جعد سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ ہم پہلے ابن ابی لیلیٰ کے پاس حدیث سننے جایا کرتے تھے۔ مگر جب میں نے اُن سے کوئی سختی معلوم کی تو پھر میں نے اُن کے پاس جانا چھوڑ کر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جانا شروع کیا۔ ایک دن ابن ابی لیلیٰ سے میری ملاقات ہوئی تو مجھ سے انہوں نے دریافت کیا تمہارے صاحب (حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) کیسے ہیں۔ میں نے جواب دیا: صالح ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا: تم اُن کی صحبت کو لازم پکڑے رہو کیونکہ تم اُن جیسا افقہ علم میں کسی کو نہ دیکھے گا۔

دیکھو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بوجہ ہمعصری کے اکثر اُن سے علمی مناقشے رہا کرتے تھے اس کے باوجود انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت افضلیت واعلمیت اور افقہیت کی جو شہادت دی وہ قابل غور ہے۔ کیونکہ وہ خود امام صاحب رضی اللہ عنہ کو علم

Marfat.com

وفقہ میں بے مثل قرار دے رہے ہیں، اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم با الحدیث ہونے کی زبر دست شہادت ہے کہ امام ابو یوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ ابن ابی لیلیٰ سے سماعت حدیث ترک کر کے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سماعت حدیث کے لیے حاضر ہوئے۔

ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ

71- ابن سماک یعنی محمد بن صبیح ابوالعباس مذکر مولیٰ بنی عجل جو ابن سماک سے معروف ہیں۔ متوفی 183ھ وہ ہشام بن عروہ اور اُن کے طبقہ سے روایت کرتے ہیں اور اُن سے احمد، ابن نمیر اور ایک طائفہ سے روایت کیا۔

ابن نمیر نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں اور ایک بار اس طرح کہا اُن کی حدیث کچھ بھی نہیں ابن سماک کوفہ کے کبار محدثین رحمۃ اللہ علیہم اور ہشام بن عروہ کے تمام شاگردوں میں سے ہیں۔ وعظ میں وہ واعظین کے سردار شمار ہوتے تھے امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ انہوں نے ہارون رشید کے ہاں وعظ کیا تو اُن پر غش کی حالت طاری ہوگئی۔ اور خطیب بغدادی کے لفظ یہ ہیں کہ ہارون رشید رو پڑا حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ مرجاتا۔ (میزان الاعتدال ج سوم ص 584، تاریخ بغداد ج دوم ص 449)

کوفہ کا یہ کبیر محدث حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حضور اس طرح اپنا نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہے۔

○ عن محمد بن شجاع سمعت یحییٰ بن ایوب العابد، سمعت ابن سماك يقول. اوتاد الكوفة اربعة سفيان الثورى، مالك بن مغول وداؤد الطائى صاحب ابى حنيفة وابوبكر النهشلى وكلهم جالس ابا حنيفة وحدث عنه. الموفق ج دوم ص 39، مناقب کردری ج اول ص 95.

محمد بن شجاح سے روایت ہے کہ میں نے یحییٰ بن ایوب عابد سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے ابن سماک کو کہتے ہوئے سنا کوفہ کے اوتاد چار ہیں۔ سفیان ثوری، مالک بن مغول، داؤد طائی صاحب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ابوبکر نہشلی یہ سب کے سب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے اور آپ سے حدیث کو سنا۔

محدث کبیر ابن سماک کی یہ شہادت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے عالم باالحدیث ہونے پر دلالت کرتی ہے کہ کوفہ کے یہ اوتاد امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث سماعت کرتے تھے اور اُن میں سفیان ثوری بھی ہیں جو ائمہ نقاد کے بلند پایہ امام ہیں۔

زہیر بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ

72- زہیر بن معاویہ بن خدیج ابوخیثمہ کوفی جعفی متوفی 173ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ زیاد بن علاقہ، منصور وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اُن سے یحییٰ بن سعید قطان، علی بن جعد، یحییٰ بن یحییٰ وغیرہم نے روایت کیا۔

شعیب بن حرب نے کہا: زہیر بن معاویہ شعبہ بن حجاج کی مثل دس حفاظ سے بھی احفظ تھے۔ معاذ بن معاذ نے کہا: اللہ کی قسم! سفیان حدیث میں زہیر بن معاویہ سے اثبت نہیں تھے۔ صالح بن احمد نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہا

Marfat.com

زھیر نے جو مشائخ ثبت سے روایت کیا بس یہی کافی ہے۔ ابن ابی خیثمہ نے یحیٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عجلی نے کہا: وہ ثقہ، مامون ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ، ثبت ہیں۔ ابن منجویہ نے کہا: وہ ''متقن حافظ'' ہیں، ابن سعد نے کہا: وہ ثقہ، ثبت، مامون اور کثیر الحدیث ہیں۔

(تہذیب الکمال ج 3 ص 608، تہذیب التہذیب ج 3 ص 356، الکاشف ج اول ص 256)

یہ ایک مسلم ومقتداء امام حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حضور اس طرح شہادت پیش کرتا ہے۔

O عن علی بن عمرو الحریری قال حدثنا علی بن محمد النخعی قال حدثنا ابن ابی خیثمہ. قال ثنا علی بن جعد قال حدثنا خلاد السکوفی قال جئت یوماً الی زھیر بن معاویة فقال لی من این جئت فقلت من عند ابی حنیفه فقال والله لمجالستك ایاه یوماً انفع لك من مجالستی شھراً۔ (اخبار ابوحنیفه واصحابه ص 78، الموفق ج دوم ص 65، مناقب کردری ج اول ص 115)

محدث عظیم زھیر بن معاویہ کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت شہادت اس طرح مروی ہے علی بن عمرو حریری سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم سے علی بن محمد نخعی نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا انہوں نے کیا ہمیں علی بن جعد سے بیان کیا انہوں نے ہم سے خلاد سکوفی نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں ایک دن زھیر بن معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھ سے زھیر بن معاویہ نے کہا: تم کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا۔ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا ہوں۔ زھیر بن معاویہ نے اللہ عزوجل کی قسم! کھا کر کہا تمہارا اُن کے پاس ایک دن بیٹھنا میرے پاس ایک ماہ بیٹھنے سے زیادہ نافع ہے۔

دیکھو یہ وہ کبیر محدث ہیں جس کے متعلق شعیب بن حرف نے کہا: شعبہ بن حجاج جیسے دس حفاظ سے بھی زھیر بن معاویہ احفظ ہیں۔ وہ یہ شہادت دے رہے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مجلس نہایت ہی بابرکت ہے اور اس مجلس میں ایک دن بیٹھنا میری ایک ماہ کی مجلس سے زیادہ نافع اور سودمند ہے۔

کیونکہ انہیں معلوم تھا ہم صرف دوا فروش ہیں (یعنی سامع وجامع حدیث ہیں) اور امام صاحب رضی اللہ عنہ ایک حاذق طبیب ہیں جو اُن ادویہ کی تاثیرات سے بخوبی واقف ہیں۔ یعنی آپ احادیث مبارکہ کے معانی دقیقہ کے اعلم ہیں۔ اس لیے انہوں نے خلاد سکوفی سے کہا: ہم دوا فروشوں کے پاس ایک ماہ بیٹھنے سے طبیب حاذق کی ایک دن کی مجلس زیادہ نافع اور سودمند ہے کیونکہ وہ احادیث وآثار کے معانی کے اعلم ہیں۔ تو محدث عظیم کی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حافظ الحدیث ہونے پر یہ زبردست شہادت ہے۔

فضل بن موسیٰ سینائی

73- فضل بن موسیٰ سینائی ابوعبداللہ مرزدی متوفی 192ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ہشام بن عروہ اور

Marfat.com

اُن کے طبقہ سے روایت کرتے ہیں۔ اوراُن سے اسحاق، محمود بن غیلان اور خلق کثیر نے روایت کیا۔

ابن معین اور ابن سعد دونوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ صدوق، صالح ہیں۔ علی بن خشرم نے کہا: میں نے وکیع سے اُن کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں اُن کو صاحب سنت سمجھتا ہوں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: فضل بن موسیٰ ابوعبداللہ ثقہ ہیں۔ ابوعبداللہ دیناری نے کہا: ابونعیم سے روایت میں کہا وہ ابن مبارک سے اثبت ہیں ابواسماعیل ترمذی نے کہا: میں نے ابونعیم سے سنا کہ انہوں نے فضل بن موسیٰ کا ذکر کیا اور کہا بخدا! وہ عاقل ہیں۔ لبیب ہیں کذا وکذا۔

تہذیب الکمال ج 8 ص 231۔ تہذیب التہذیب ج 8 ص 283، الکاشف ج دوم ص 330۔

اس محدث کبیر کی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت شہادت اس طرح مروی ہے۔

○ عن محمد بن علی بن سهل انبا احمد بن یحییٰ الباهلی سمعت الفضل بن موسیٰ السینانی یقول کنا نختلف الی المشائخ با الحجاز والعراق فلم یکن مجلس اعظم برکة ولا اکثر نفعاً من مجلس ابوحنیفة. الموفق ج دوم ص 50.

محمد بن علی بن سہل سے روایت ہے کہ احمد بن یحییٰ باھلی نے خبر دی کہ میں نے فضل بن موسیٰ سینانی کو کہتے ہوئے سنا۔ کہ حجاز وعراق میں مختلف مشائخ کی مجلسوں میں حاضر ہوئے ہیں لیکن کوئی مجلس بہت بابرکت اور فائدہ مند امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس سے نہیں پائی گئی۔

کیونکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں احادیث وآثار کے ساتھ، ساتھ اُن کے معانی دقیقہ کا بھی استخراج ہوتا تھا جس کو ہم فقہ سے موسوم کرتے ہیں۔ اس لیے دیگر مشائخ کی مجلس سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مجلس نہایت بابرکت اور فائدہ مند تھی۔ جہاں احادیث کی سماعت بھی تھی۔ اور مسائل فقہ کا استخراج بھی۔ یہی وجہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال کو حدیث کی تفسیر قرار دیا گیا ہے۔

○ عن محمد بن ابی منصور انبا حامد بن آدم قال قلت للفضل بن موسیٰ السینانی ما بال هولاء یقعون فی ابی حنیفه قال جاء ابوحنیفة فتکلم بما یحتاج الیه وما لا یحتاج الیه فلم یترك لهم شیاً فحسدوه رحمة الله علیه. الموفق ج دوم ص 20، مناقب کردری ج اول ص 271.

محمد بن ابی منصور سے روایت ہے کہ حامد بن آدم نے خبر دی انہوں نے کہا: میں نے فضل بن موسیٰ سنیانی سے کہا: اُن لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر طعن وتشنیع کرتے ہیں۔ فضل بن موسیٰ سینانی نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ آئے تو جس کی احتیاج تھی یا نہ تھی اس میں کلام کیا۔ اوران کے لیے کوئی چیز نہیں چھوری۔ تو اُن لوگوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حسد کیا اللہ عزوجل اُن پر رحمت فرمائے۔

یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جن مسائل کی اُن کو احتیاج تھی اور آئندہ پیش آمدہ مسائل جن کی ابھی احتیاج نہ تھی وہ سب

Marfat.com

کے سب امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اُن کے لیے بیان فرما دئے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ اس مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں ہم نہیں پہنچ سکے تو انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حسد کرنا شروع کر دیا۔ اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے۔

"و تعز من تشاء وتذل من تشاء"

وہ قادر مطلق جس کو چاہتا ہے عزت سے سرفراز کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت ورسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

چنانچہ اللہ عزوجل نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو جو مقام ومرتبہ عطا فرمایا یہ کسی کو نہیں ملا۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی اسی 80 فیصد حضرات امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مدون فقہ پر عمل پیرا ہیں۔ اور آپ کے اقوال کے مطابق فیصلے ہو رہے ہی۔ اگر مٹھی بھر لوگ اپنے اسلاف کی تقلید کرتے ہوئے حسد میں مبتلا ہو کر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فقہ کو نہیں مانتے تو اُن کے نہ ماننے سے کیا فرق پڑا ہے۔ آج بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مقلدین کی تعداد نوّے فی صد سے زیادہ ہے۔ کیا کیا جائے حسد کا کوئی علاج نہیں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں راہ ہدایت نصیب فرمائے اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور فقہ کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

۷۴ تا ۷۸ مجموعی شہادت

سب سے پہلے ان سب ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا ترجمہ (حالات) سماعت فرمائیں اس کے بعد ان کی مجموعی شہادت پیش کی جائے گی۔

(۱) زکریا بن ابی زائدہ ابویحیی کوفی متوفی ۱۴۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ خالد بن مسلم، عامر شعبی، ابواسحاق سبیعی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ صالح ہیں۔ یحیٰی بن معین نے کہا: وہ صالح ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج سوم ص ۵۸۲)

(۲) عبدالمطلب بن سلیمان ابومحمد متوفی ۱۴۵ھ سنن اربعہ، مسلم اور تعلیقات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حضرت انس بن مالک، عطاء بن ابی ریاح، سعید بن جبیر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے شعبہ، ثوری، ابن مالک وغیرہم نے روایت کیا۔

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں، ابن عمار موصلی نے کہا: وہ ثقہ، حجت ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ، ثبت ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۹۷)

(۳) لیث بن ابی سلیم ابوبکر کوفی متوفی ۱۴۸ھ ائمہ سنن اربعہ، مسلم اور تعلیقات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں سے ہیں وہ طاؤس، مجاہد، عکرمہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ثوری، شعبہ بن حجاج، جریر بن عبدالحمید وغیرہم نے روایت

Marfat.com

کیا۔

آجری نے ابوداؤد سے انہوں نے احمد بن یونس سے انہوں نے فضیل بن عیاض سے روایت کیا کہ لیث بن ابی سلیم اہل کوفہ کے اعلم تھے۔ابن عدی نے کہا: ان کی احادیث صالحہ ہیں۔ یحییٰ بن معین نے کہا: "لاباس بہ"

(تہذیب التہذیب ج ۸ص ۴۶۷)

(۴) مطرف بن طریف حارثی ابوبکر یا ابوعبدالرحمٰن کوفی متوفی ۱۴۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ حکم بن عتیبہ، مسلم بن کفیل، عامر شعبی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے جریر بن عبدالحمید، زفر بن ہذیل، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

ابوداؤد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ سفیان ثوری نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۹ص ۶۵۸)

(۵) حصین بن عبدالرحمٰن سلمی ابوھذیل کوفی منصور بن معتمر کے چچا کے بیٹے، متوفی ۱۳۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

وہ جابر بن سمرہ، ابووائل، شعبی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں ان سے شعبہ، ثوری، جریر بن حازم وغیرہم نے روایت کیا۔ ابوحاتم نے احمد حصین بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ کبار اصحاب حدیث سے ثقہ و مامون ہیں۔ ابن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ، ثبت ہیں۔ ابوزرعہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ حدیث میں صدوق وثقہ ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج دوم ص ۳۸۱)

یہ سب کبار ائمہ محدثین اور ائمہ صحاح ستہ رحمۃ اللہ علیہم کے رواۃ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اس طرح شہادت دیتے ہیں۔

عن شداد بن حکیم عن زفر قال کبراء المحدثین مثل زکریا بن ابوزائدہ وعبدالملک بن سلیمان واللیث بن ابی سلیم ومطرف بن طریف وحصین بن عبدالرحمن وغیرھم یختلفون الیہ ویسالونہ عما نابھم من المسائل وما اشتبہ علیھم من الحدیث

(مناقب کردری ج دوم ص ۱۰۱ الموفق ج دوم ص ۱۴۹)

شداد بن حکیم نے امام زفر بن ھذیل سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: زکریا بن ابی زائد، عبدالملک بن سلیمان، لیث بن ابی سلیم مطرف بن طریف اور حصین بن عبدالرحمٰن اور ان کے علاوہ دوسرے کبرائے محدثین بھی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور جو مسائل ان کو پیش آتے ان کے متعلق وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے دریافت کرتے اور حدیث کے متعلق ان کو شبہات ہوتے تھے ان شبہات کے متعلق بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ سے دریافت کرتے۔

فضلائے ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کا مسائل کے حل کے متعلق اور جو حدیث ان پر مشتبہ ہوتی اس کے شبہات کو دور کرانے کے

Marfat.com

لیے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہونا یہ صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی ہی شہادت نہیں بلکہ امام الائمہ، سراج الامۃ حضرت امام عظم رضی اللہ عنہ کی افقھیت وحدیث دانی پر بھی عمدہ اور زبردست شہادت ہے کہ وہ احادیث کے شبہات امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حل کراتے تھے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم باالحدیث ہونے میں اور کون سی عمدہ دلیل ہوسکتی ہے۔

عن صالح بن سهيلي قال كان يحيى بن زكريا ابن ابى زائده احفظ اهل زمانه للحديث وافقهم مع مجالسة كثيرة لابى حنيفه وابن ابى ليلى۔ (اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصیری ص ۱۵۰)

صالح بن سہیل سے روایت ہے انہوں نے کہا: یحییٰ بن زکریا ابن ابی زائدہ (یہ یحییٰ بن زکریا ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) اپنے زمانہ والوں میں حدیث اور فقہ کے احفظ تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن ابی لیلیٰ کے پاس بہت زیادہ مجلس کرتے تھے۔ آپ اس روایت پر غور کریں کہ یحییٰ بن زکریا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس کی وجہ سے اپنے زمانہ کے لوگوں سے حدیث وفقہ کے زیادہ حافظ تھے۔ یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم بالحدیث ہونے کی کتنی صریح وواضح شہادت ہے۔ اللہ عزوجل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عبدالرحمٰن بن عمرو رحمۃ اللہ علیہ

(۷۹، ۸۰) عبدالرحمٰن بن عمرو بن ابی عمرو (ابوعمرو کا نام حمید ہے) ابوعمرو اوزاعی متوفی ۱۵۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابراہیم بن طریف، حاکم بن عتیبہ، قتادہ بن دعامہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسماعیل بن عیاش، سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، عبدالرزاق بن ہمام وغیرہم نے روایت کیا۔

عمرو بن علی نے عبدالرحمٰن مھدی سے روایت کیا کہ حدیث میں ائمہ چار ہیں۔ اوزاعی، مالک، سفیان ثوری اور حماد بن زید، عثمان بن سعید دارمی نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے اوزاعی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن عیینہ نے کہا: وہ اپنے زمانہ والوں کے امام تھے۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ، صدوق، مامون اور فاضل تھے۔

(تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۴۰، تہذیب الکمال ج ۶ ص ۲۳۸)

عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

(۲) عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن خطاب قرشی اُموی عمری ابوعثمان مدنی متوفی ۱۴۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں وہ حمید الطّویل، ابوحازم سلمہ بن دینار، عطاء بن ابی ریاح، عمرو بن دینار وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسماعیل بن عیاش، قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، حشام بن عروہ، ابوالزبیر مکی وغیرہم نے روایت کیا۔ ابوزرعہ، ابوحاتم دونوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ وثبت ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ اور صحبت ہیں۔ احمد بن صالح نے کہا: وہ ثقہ ہیں ثبت ومامون ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۵۷۹، تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۴۰)

ان دونوں ائمہ محدثین رحمہما اللہ کی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت شہادت اس طرح مروی ہے۔

Marfat.com

عن اسماعیل بن عیاش عن الاوزاعی والعمری انهما کانا یقولان هو من اعلم الناس بمعضلات المسائل (مناقب کردری. ج اول ص ۹۰)

اسماعیل بن عیاش (یہ ائمہ سنن اربعہ اور الجزء فی رفع الیدین الامام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ سے ہیں) وہ اپنے دونوں شیوخ اوزاعی اور عمری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ دونوں کہتے تھے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پیچیدہ اور مشکل مسائل کے سب لوگوں سے اعلم تھے۔

ان دونوں ائمہ کبار کی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اعلمیت وافضلیت پر نہایت عمدہ اور واضح شہادت ہے جس کا وہ دونوں اعتراف کر رہے ہیں۔

عن محمد بن ابراهیم الرازی انبا سلیمان بن الشاذ کوفی سمعت سفیان بن عیینه یقول اجتمع ابوحنیفة وزاعی فی دارلحناطین وقال الاوزاعی لابی حنیفة ما بالکم لا ترفعون ایدیکم فی الصلوٰة عند الرکوع وعند الرفع منه. الخ (الموفق ج اول ص ۱۳۱، مناقب کردری ج اول ص ۱۷۴)

محمد بن ابراہیم رازی سے روایت ہے کہ سلیمان بن شاذ کوفی نے خبر دی کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ دار حناطین میں اکٹھے ہوئے۔ امام اوزاعی نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تمہارا کیا حال ہے کہ تم نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین نہیں کرتے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہیں آئی۔ اوزاعی نے کہا: کیسے صحیح حدیث نہیں۔ مجھ سے زہری نے سالم سے انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے اور رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین فرماتے تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اوزاعی سے کہا: ہمیں حماد نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے انہوں نے اسود سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوائے تکبیر تحریمہ کے نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ امام اوزاعی نے کہا: میں نے تجھے زہری سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی ہے اور تم مجھے حماد عن ابراہیم سے حدیث بیان کرتے ہو۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے امام اوزاعی سے کہا: حماد بن ابی سلیمان، زہری سے افقہ ہیں اور ابراہیم سالم سے افقہ اور علقمہ بھی افقہ ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کم نہیں اگرچہ ابن عمر کو فضل صحبت حاصل ہے لیکن اسود بھی فضل کثیر کے مالک ہیں اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما تو عبداللہ ہی ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اس جواب پر امام اوزاعی خاموش ہو گئے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کا امام اوزاعی سے یہ مناظرہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی اور حدیث محض کے لیے کافی ہے کیونکہ

Marfat.com

جب امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیان کردہ حدیث کے رواۃ کو امام اوزاعی کی بیان کردہ حدیث کے رواۃ پر ترجیح دی تو امام اوزاعی نے اس ترجیح کو تسلیم کرتے ہوئے سکوت اختیار کیا اور یہ مناظرہ اس بات پر بھی واضح دلیل ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا شمار بھی ائمہ فقہاء ومحدثین رحمۃ اللہ علیہم میں سے ہوتا تھا ورنہ امام اوزاعی جیسا محدث کبیر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور سر تسلیم خم نہ کرتا۔

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اعلمیت کے اعتراف میں دوسری دلیل ملاحظہ فرمائیں۔

عن احمد بن محمد قال ثنا محمد بن مقاتل قال سمعت ابن المبارك قال كنت عند الاوزاعی فقال لی الاوزاعی یا ابا عبدالرحمن رجل یذکرونه باالکوفه ضال. مضل یدعو الناس الی بدعة فغبت عن الاوزاعی بثلاثة ایام وثلاث لیال. الخ

(اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص ۷۸ الخیرات الحسان ص ۷۶، تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۸، مناقب کردری ج اول ص ۳۹)

احمد بن محمد سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے ابن مبارک کو کہتے ہوئے سنا کہ میں شام میں اوزاعی کے پاس تھا۔ مجھ سے اوزاعی نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کوفہ میں ایک شخص جس کو لوگ گمراہ اور اور گمراہ کرنے والا سے یاد کرتے ہیں۔ (الخیرات الحسان اور تاریخ بغداد کی روایت کے مطابق) یہ کون مبتدع ہے جو کوفہ میں پیدا ہوا ہے اور ابوحنیفہ کی کنیت سے مشہور ہے۔ (صمیری اور دیگر کتب مندرجہ کے الفاظ مختلف ہیں لیکن مفہوم سب کا ایک ہی ہے) وہ لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتا ہے۔ ابن مبارک کہتے ہیں میں اوزاعی سے تین دن رات غائب رہا اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مسائل نکالے اور ان کو مع استدلال لکھ لیا اور میں یہ کتاب اوزاعی کے پاس لے گیا تاکہ میں یہ کتاب اسے دکھاؤں انہوں نے اذان کہی اور جب مجھے دیکھا اقامت کہی اور نماز صبح پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! تمہارے پاس یہ کتاب کیا ہے۔ میں نے کہا: اس کتاب میں مسائل ہیں اور میں نے ہر مسئلہ پر یہ لکھ دیا۔ قال النعمان کذا یعنی نعمان نے ایسا کہا۔ امام اوزاعی نے کہا: یہ کتاب ادھر لاؤ مجھے دو، امام اوزاعی نے اس کتاب کو پڑھنا شروع کیا حتیٰ کہ آخر تک اس کتاب کو پڑھا۔ امام اوزاعی نے کہا: یہ نعمان کون ہے جس کے یہ جوابات بہت اچھے ہیں۔ میں نے کہا: یہ وہی ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں جس سے تم منع کرتے ہو۔ امام اوزاعی نے کہا: مجھ پر حرام ہے کہ میں تم کو ایسے شخص سے منع کروں جس سے تم نے یہ علم سیکھا ہے۔ اے ابوعبدالرحمٰن! اس کی صحبت کو لازم پکڑو اور اس سے زیادہ علم حاصل کرو کیونکہ ان کا علم میں کلام کرنا بہت اچھا ہے۔

تاریخ بغداد کے الفاظ یہ ہیں۔

قال هذا نبیل من المشاء، اذهب فاستکشر منه الی ان قال الاوزاعی لابن المبارك غبطت الرجل بکثرة علمه و وفور عقله واستغفروالله لقد کنت فی غلط ظاهر، الزم الرجل فانه بخلاف ما بلغنی عنه.

Marfat.com

امام اوزاعی نے کہا: یہ شخص مشائخ میں اعلیٰ وافضل ہے جاؤ ان سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو۔ جب مکہ مکرمہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام اوزاعی کی باہم ملاقات ہوئی تو اس کے بعد امام اوزاعی نے ابن مبارک سے کہا: اس شخص کے کثرت علم اور وفور عقل پر مجھے رشک آیا ہے۔ میں اللہ عز وجل سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ میں غلطی میں تھا۔ اس آدمی کی صحبت کو لازم پکڑو کیونکہ اس آدمی کے متعلق جو مجھے خبر پہنچی وہ آپ کے خلاف تھی۔

دیکھو امام اوزاعی نے اپنی غلطی پر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہی اور ابن مبارک کو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی صحبت بابرکت کو لازم پکڑنے کی نصیحت فرمائی اور اس بات کا اعتراف کیا جو کچھ مجھے کہا گیا وہ غلط اور آپ کے خلاف تھا اور ساتھ ہی آپ کے کثرت علم اور وفور عقل کا بھی اعتراف کیا۔ واللہ یھدی من یشاء الی سبیل الرشاد

شریک بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۱) شریک بن عبداللہ بن ابی شریک نخعی ابوعبداللہ کوفی متوفی ۱۷۷ھ اصحاب سنن اربعہ، مسلم اور تعلیقات بخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حضرت انس بن مالک، سعید بن مسیّب، عطاء بن یسار وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے وکیع بن جراح، یحییٰ بن آدم، فضل بن موسیٰ، سفیانی وغیرہم خلق کثیر نے روایت کیا۔

ابن معین سے روایت ہے کہ وہ ثقہ ہیں اور یحییٰ بن سعید قطان کے نزدیک وہ کچھ بھی نہ تھے حالانکہ وہ ثقہ، ثقہ ہیں۔ ابن معین سے ہی روایت ہے کہ وہ صدوق اور ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ ومامون ہیں۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: وہ صدوق وثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۴ ص ۵۸۰، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۳۶)۔

اس محدث کبیر نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت جو شہادت دی وہ پیش خدمت ہے۔

عن احمد بن یحیی انباء الحمانی انبا شریك وسمعته یقول واتاه قوم من قریش فی مسجده فذکروا ابا حنیفة فقالوا کیف کان امره فقال شریك رجل طراء علینا لم یکن منا غلب الجمیع. (الموفق ج دوم ص ۳۷، مناقب کردری ج اول ص ۹۵)

احمد بن یحییٰ سے روایت ہے کہ حمانی نے خبر دی انہوں نے کہا: شریک بن عبداللہ نے خبر دی اور میں نے ان کو کہتے ہوئے سنا کہ ان کے پاس مسجد میں قریش کے کچھ لوگ آئے انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور کہا ان کا معاملہ کیسے ہے۔ شریک بن عبداللہ نے کہا: وہ ایک ایسا شخص ہے جو اچانک ہم پر غالب آ گیا (یعنی بوجہ علم) اور ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو سب پر غالب آیا ہو۔

شریک بن عبداللہ کی مراد یہ ہے کہ وہ ایک ایسا ذی علم شخص ہے جو باعتبار علم ہم سب پر غالب آ گیا اور ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرح ہم سب پر غالب آیا ہو۔

عن علی بن حکیم قال سمعت شریکا یقول کان ابوحنیفة طویل الصمت، کثیر الفکر، دقیق

Marfat.com

النظر فی الفقه، لطیف الاستخراج فی العلم والعمل والبحث.

(اخبار ابوحنیفہ للصمیری ص ۴۸، الخیرات الحسان ص ۸۲، مناقب کردری ج اول ص ۲۵۶)

علی بن حکیم سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے شریک کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خاموش رہنے والے بہت زیادہ فکر کرنے والے، فقہ میں دقیق النظر، علم، عمل اور بحث میں لطیف الاستخراج تھے۔

اس روایت میں شریک بن عبداللہ نے جو فضیلت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی بیان کی ہے وہ آپ کے سامنے ہے وہ اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ فقہ میں بہت باریک بین تھے اور استخراج علم میں نہایت ہی لطیف یعنی باریک سے باریک امور کے اعلم تھے۔

اور استخراج علم کا معنی ہے کتاب وسنت سے مسائل کا اخذ کرنا، نکالنا۔ اور شریک بن عبداللہ کا یہ لفظ لطیف الاستخراج فی العلم اس بات کی دلیل ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ عالم بالحدیث تھے جب تک علم حدیث پر مکمل دسترس نہ ہو ان سے مسائل کا استخراج ناممکن ہے اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حدیث دانی وحدیث فہمی کی زبردست شہادت ہے۔

عن علی بن الحسن انباء احمد بن بدیل سمعت یحیی بن آدم یحدث عن شریك عن ابی حنیفه مسائل کثیرة فقلت لیحیی بن آدم الیس کان شریك لایجبهٗ اقاویل ابی حنیفة قال بل کان یجبهٗ وسمع منه ولکن کان یمنعه الحسد من اظهاره۔ (الموفق ج دوم ص ۱۲)

علی بن حسن سے روایت ہے کہ احمد بن بدیل نے خبر دی کہ میں نے یحییٰ بن آدم کو بواسطہ شریک حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مسائل کثیرہ بیان کرتے سنا۔ احمد بن بدیل کہتے ہیں میں نے یحییٰ بن امام سے کہا: (اور یحییٰ بن آدم، شریک بن عبداللہ کے شاگردوں میں سے ہیں اور ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) کیا شریک بن عبداللہ کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال ناپسند نہیں تھے۔ یحییٰ بن آدم نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا نہیں بلکہ وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول کو پسند کرتے تھے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے سماعت بھی کرتے لیکن ان کو اس کے اظہار سے ان کا حسد مانع تھا۔

یحییٰ بن آدم کے قول سے ثابت ہوا شریک بن عبداللہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال کو پسند کرتے تھے بلکہ آپ سے سماعت بھی کرتے تھے لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حسد کی وجہ سے وہ اس کا اظہار نہیں کرتے۔ ان کے شاگرد اور ائمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے یحییٰ بن آدم کی یہ شہادت قابل اعتماد ہے اور اس شہادت سے شریک بن عبداللہ کا امام صاحب رضی اللہ عنہ سے سماعت کرنا اور آپ کے اقوال کو پسند کرنا بھی ثابت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(۸۲) اسد بن عمرو ابوالمنذر بجلی متوفی ۱۹۶ھ وہ ابراہیم بن حدید ربیعۃ الرای، مطرف وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حامد بن آدم وغیرہم نے روایت کیا۔

Marfat.com

اسد بن عمرو

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ صاحب الرای "لین" ہیں۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ "صدوق" ہیں اور ایک بار یوں کہا وہ صالح الحدیث ہیں۔ ابن عمار موصلی نے کہا: "لاباس به" دار قطنی نے کہا: ان کے حدیث کا اعتبار کیا جائے۔ ابن عدی نے کہا: میں نے ان سے کوئی چیز منکر نہیں دیکھی۔ مجھے امید ہے "لاباس به" ہیں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے صاحب ہیں اور ان سے فقہ حاصل کی اور وہ اہل کوفہ سے تھے پھر بغداد تشریف لائے اور قاضی عوفی کے بعد عہدہ قضا پر متمکن ہوئے۔

(میزان الاعتدال ج اول ص ۲۰۷، التاریخ الکبیر ج دوم ص ۶۹، ترجمہ ۱۶۴۹)

یہ محدث کبیر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

عن ابوعبدالله بن ابی حفص الکبیر سمعت حامد بن آدم سمعت اسد بن عمرو قال کان ابوحنیفة یقول لنا اذا حدثتکم لبثیء لم اجد فیه الاثر فاطلبوه فقد یکون فیه الاثر ثم قال یومًا۔ الخ (الموفق ج اول ص ۹۱)

ابوعبداللہ بن ابی حفص کبیر سے روایت ہے کہ میں نے حامد بن آدم سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے اسعد بن عمرو کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہمیں فرمایا کرتے تھے جب میں تجھے کچھ بیان کروں اور اس کے متعلق میں کوئی اثر (حدیث) نہ پاؤں تو تم اس اثر کو تلاش کرو ضرور اس مسئلہ کے متعلق کوئی اثر (حدیث) ہوگی۔

پھر ایک مرتبہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب کسی مرد نے اپنی عورت سے کہا: اللہ کی قسم! میں تین ماہ تیرے قریب نہیں جاؤں گا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایلا'' نہیں۔ جب تک کہ وہ چار ماہ کی قسم! نہ کھائے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق کوئی حدیث بیان نہ فرمائی لیکن اتنا ہی فرمایا اس کے متعلق اثر تلاش کرو۔ کچھ عرصہ گزرا کہ ہمارے ہاں حضرت سعید بن ابی عروجہ تشریف لائے اور سعید بن عروجہ علماء کے اختلاف کے سبب اس زمانہ میں بوجہ کثرت علم دوسروں پر مقدم سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ ہم نے ان سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے اس کے متعلق ہمیں حدیث سنائی وہ حدیث مبارکہ یہ ہے۔

فحدثنا عن عامر الاحول عن عطاء عن ابن عباس رضی الله عنهما انه قال اذا حلف الرجل ان لا یقرب امراته ثلاثة اشهر فترکها اربعة اشهر فلیس بمول.

یعنی عامر الاحوال نے عطاء بن ابی امام سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہمیں بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب کسی آدمی نے قسم کھالی کہ وہ تین ماہ اپنی عورت کے قریب نہ جائے گا اور اس آدمی نے

Marfat.com

اپنی بیوی کو چار ماہ چھوڑے رکھا وہ ایلاء کرنے والا نہیں۔

ہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ کو اس مسئلہ پر اثر مل جانے پر خوشخبری سنائی تو امام صاحب رضی اللہ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ ہم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپ نے کس دلیل کی بناء پر یہ فرمایا تھا کہ وہ ایلا کرنے والا نہیں ہے۔ حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی مقدس کتاب کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

للذين يولون من نسائهم تربص اربعة أشهر. (سورۃ بقرہ آیت ۲۲۶)

اور وہ جو قسم کھا بیٹھتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے کی انہیں چار مہینے کی مہلت ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ناپسند کیا کہ میں تفسیر بالرای پر جسارت کروں۔

محدث عظیم کی اس شہادت سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ہر مسئلہ اثر وحدیث کے تابع ہے اور اس روایت سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بصیرت بھی خوب واضح ہوتی ہے کہ آپ نے بالجزم فرمایا اس کے متعلق اثر طلب کرو۔ تم کو ضرور کوئی اثر ملے گا۔ یہ اس وقت ہی ممکن ہوسکتا ہے جب احادیث میں بصارت کے ساتھ بصیرت بھی ہو اور ہمارے دوست باوجود بصارت کے بصیرت سے اندھے ہیں جنہیں کبائر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی شہادت کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم بالحدیث ہونے کے منکر ہیں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

سعید بن ابی عروجہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۳) سعید بن ابی عروجہ ابوالنصر بصری متوفی ۱۵۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ایوب سختیانی، حسن بصری، سلیمان اعمش، قتادہ بن دعامہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسماعیل بن علیہ، روح بن عبادہ، شعبہ بن حجاج، سفیان ثوری وغیرہم خلق کثیر نے روایت کیا۔

اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین، ابوزرعہ اور نسائی سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ نے "مامون" کا اضافہ کیا ابن ابی حاتم نے ابوزرعہ سے روایت میں کہا سعید بن ابی عروجہ حدیث میں احفظ واثبت ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث اور ثقہ ہیں۔ ابن عدی نے کہا: سعید ثقات مسلمانوں سے ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۶۴، تہذیب الکمال ج ۴ ص ۱۸۷، میزان الاعتدال ج دوم ص ۱۵۳)

یہ محدث عظیم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:

عن احمد بن عطية سمعت ابن ابى اسرائيل سمعت ابن عينية قال اتيت سعيد بن ابى عروبة فقال لى يا ابا محمد ما رايت مثل هذا ياتينا من بلادك افقه من ابى حنيفة لودوت ان الله اخرج العلم الذى معه الى قلوب المومنين ولقد فتح الله لهذا الرجل فى الفقه شياء كانه خلق له. (الموفق ج دوم ص ۶۴، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصمیری ص ۷۵، مناقب کردری ج اول ص ۱۱۵)

Marfat.com

احمد بن عطیہ سے روایت ہے میں نے ابن ابی اسرائیل سے سنا انہوں نے کہا: میں نے سفیان بن عیینہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں سعید بن ابی عروبہ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے کہا اے ابومحمد! تمہارے شہر سے جو ہمارے پاس آتے ہیں میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل افقہ کوئی نہیں دیکھا میری خواہش ہے کہ اللہ عزوجل جو علم ان کے پاس ہے اس کو مومنوں کے قلوب تک پہنچائے۔ اللہ عزوجل نے فقہ میں جو کچھ اس آدمی کے لیے کھول دیا ہے ایسے معلوم ہوتا ہے گویا کہ وہ اس کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔

ابوعبداللہ حسین بن علی صمیری کے الفاظ یہ ہیں۔

یا ابا محمد ما رایت مثل هدایا تاتینا من بلدك من ابی حنیفه.

یعنی اے ابومحمد! میں نے ان ہدایا کی مثل نہیں دیکھا جو تمہارے شہر سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہمارے پاس آتے ہیں۔

عن العلاء بن همام انباء هلال بن یحیی الرائی، سمعت ابا یوسف یقول کنت اختلف الی سعید بن ابی عروبة حیث قدم الکوفة فاخبر انی اختلف الی ابی حنیفة فکلمنی فی شئی، فقال یا یعقوب یتکلم بکلام محکم تاخذ هذا الکلام عن ابی حنیفة فقلت نعم فقال ما احسنه ثم بلغنی انه جاء فی السروجا راه فی اشاء فقال له یا ابا حنیفة کل ما اخذ فاه تفاریق من قوم شتی وجدنا عندك جملة. (الموفق ج دوم ص ۴۴، مناقب کردری ج اول ص ۹۹)

علاء بن ہمام سے روایت ہے کہ ہلال بن یحییٰ رائی نے خبر دی کہ میں نے حضرت امام ابویوسف قاضی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ جب سعید بن ابی عروبہ کوفہ تشریف لائے تو میں ان کے پاس گیا۔ سعید بن ابی عروبہ کو کسی نے خبر دی کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی جاتا ہوں۔ چنانچہ سعید بن ابی عروبہ نے میرے کسی مسئلہ کے متعلق کلام کیا۔ اس کے بعد سعید بن ابی عروبہ نے کہا: اے یعقوب! تم محکم کلام کرتے ہو۔ معلوم ہوتا ہے یہ کلام تم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں میں نے ان سے ہی حاصل کیا ہے اس پر سعید بن ابی عروبہ نے کہا: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کتنا اچھا کلام کیا ہے۔ حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں پھر مجھے خبر پہنچی کہ وہ خفیہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور مسائل میں ان سے موافقت کی۔

ابن بزاز کردری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے وہ مسئلہ استثناء تھا جس میں سعید بن ابی عروجہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے موافقت کی۔

حضرت سعید بن ابی عروجہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ! جو کچھ بھی ہم نے مختلف لوگوں سے تھوڑا تھوڑا کر کے حاصل کیا ہم نے وہ سب کا سب آپ کے پاس پایا ہے۔

اس عظیم محدث کی شہادت پر غور کرو۔ پہلی احادیث میں وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو ''افقه الناس'' یعنی تمام لوگوں سے

Marfat.com

احادیث وآثار کے معانی کا اعلم قرار دے رہے ہیں تو دوسری روایت میں وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حافظ الحدیث والفقہ قرار دے رہے ہیں جوان الفاظ سے مستخرج ہے۔

كل ما اخذناه تفاريق من قوم شتى وجدنا عندك جمله فافهم وتدبر.

اس عظیم وزبردست شہادت کے بعد بھی اگر کوئی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حافظ الحدیث ہونے یا آپ کی فقہ کا انکار کرتا ہے تو وہ صراحۃ ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی تکذیب کرتا ہے۔

(۸۴) سعید بن عبدالعزیز بن ابو یحییٰ تنوخی متوفی ۱۶۷ھ اصحاب سنن اربعہ، مسلم اور ادب المفرد للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ بلال بن سعد، عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی، عطیہ بن قیس وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج، وکیع بن جراح، مخلد بن یزید حرافی وغیرہم نے روایت کیا۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت میں کہا شام میں کوئی شخص سعید بن عبدالعزیز سے حدیث میں اصح نہیں ہے۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں اسی طرح ابوحاتم، احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ وثبت ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ ان شاء ثقہ ہیں۔ علی بن مدینی نے ولید بن مسلم سے روایت میں کہا میں تم کو ثقات صفوان بن عمرو، ابن جابر، سعید بن عبدالعزیز سے حدیث بیان کرتا ہوں۔

(تاریخ الکبیر ج سوم ص ۴۹۷، تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۵۹، تہذیب الکمال ج ۴ ص ۱۸۰، الکاشف ج اول ص ۲۹۱)

یہ محدث کبیر جس کے متعلق الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ اہل دمشق کے بہت بڑے امام ہیں وہ باوجود عظیم جلالت قدر کے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ثابت ہے۔

یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

عن محمد بن الحسن صاحب الا مالی ببلخ انباء ابوهشام الرفاعی قال، قال لی مخلد بن یزید، قال قال لی سعید بن عبدالعزیز اما انی کنت مع ابی حنیفة بمکة فرایتهٗ یضع لسانه حیث شاء ویغوص فی غوامض العلم فیستخرج منه ما یرید درایت هذا لباب سهلا علیه.

(الموفق ج دوم ص ۱۵۳)

محمد بن حسن بلخ کے صاحب امالی سے روایت ہے کہ ابوہشام نے خبر دی انہوں نے کہا: مجھ سے مخلد بن یزید (یہ سوائے ترمذی کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں) نے کہا۔ انہوں نے کہا: مجھ سے سعید بن عبدالعزیز نے کہا کہ میں مکہ مکرمہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ جہاں بھی آپ کلام فرماتے ہیں علم کے مبہمات کے معانی کی حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں اور اس سے جو چاہتے ہیں نکالتے ہیں اور میں نے یہ بات آپ پر سہل اور آسان دیکھا۔

یعنی احادیث وآثار کے مبہمات کے معانی کی حقیقت تک پہنچنا اور ان سے مسائل فقہ کا استخراج صرف امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

کا ہی کام ہے۔

ایک محدث کبیر مخلد بن یزید، دوسرے مسلم ومقتداء امام کی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ شہادت روایت کر رہے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم میں جو برکت اللہ عز وجل نے ودیعت رکھی ہے اس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کا کوئی بھی ہمسر نہیں ہے اور سعید بن عبدالعزیز جیسے محدث کبیر کا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنا یہ شہادت ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث تھے۔

عبدالعزیز بن ابی رزمہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۵) عبدالعزیز بن ابی رزمہ (ابی رزمہ کا نام فزوان یشکری ہے) متوفی ۲۰۶ھ ابوداؤد اور ترمذی کے رواۃ میں سے ہیں۔

وہ اسرائیل بن یونس، اسماعیل بن ابی خالد، حماد بن زید، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ بن حجاج سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی، عمرو بن میمون، مالک بن مغول وغیرہم نے روایت کیا۔

محمد بن سعد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں حاکم نے کہا: یہ مراوزہ کے کبار مشائخ وعلماء میں سے ہیں اور ابن مبارک کے بہت خاص لوگوں میں سے ہیں۔ ابن قانع نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۳۵۶، تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۳۶)

یہ عبدالعزیز بن ابی رزمہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

عن داؤد بن ابی العوام سمعت وهب بن زمعه سمعت عبدالعزیز بن ابی رزمه وذكر علم ابی حنيفة باالحديث فقال قدم الكوفة محدث فقال ابوحنيفة لاصحابه انظر واهل عنده شئی من الحديث ليس عندنا، قال وقدم عليهم محدث اخر فقال لاصحابه مثل ذٰلك.

(الموفق ج اول ص ۸۳، مناقب کردری ۲ اول ص ۱۵۱)

داؤد بن ابی العوام سے روایت ہے کہ میں نے وہب بن زمعہ (یہ ترمذی اور نسائی کے رواۃ سے ہیں) سے سنا انہوں نے کہا: میں نے عبدالعزیز بن ابی رزمہ سے سنا اور انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علم حدیث کا ذکر کیا اور کہا کوفہ میں ایک محدث آیا تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: جاؤ دیکھو انکے پاس کوئی ایسی حدیث بھی ہے جو ہمارے پاس نہیں۔ عبدالعزیز نے کہا: پھر ایک اور محدث آیا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے پھر یہی فرمایا۔

محدث عظیم عبدالعزیز بن ابی رزمہ کی یہ شہادت اس بات کا ثبوت ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حدیث سے بہت محبت تھی اور آپ حدیث کے متلاشی رہتے اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے عالم باالحدیث ہونے کی زبردست شہادت ہے۔

Marfat.com

یوسف بن خالد رحمۃ اللہ علیہ

(۸۶) یوسف بن خالد سمتی متوفی ۱۸۹ھ ابن ماجہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ اسماعیل بن ابی خالد، سلیمان الاعمش، موسیٰ بن عقبہ، یونس بن عبید وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے احمد بن موسیٰ ضبی، خلیفہ بن خیاط، نصر بن علی وغیرہم نے روایت کیا معاویہ بن صالح نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ضعیف ہے۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: یوسف بن خالد سمتی فقہاء میں سے ایک فقیہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ ضعیف ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لوگ ان سے خاموش ہیں، نسائی نے کہا: وہ ثقہ و مامون نہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۱ص ۱۴۵، میزان الاعتدال ج ۴ص ۴۶۳)

یہ یوسف بن خالد سمتی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں۔

عن هلال بن يحيى الرائى سمعت يوسف بن خالد السمتى قال اختلفت الى عثمان البتى فقيه اهل البصره. الخ. (الموفق ج دوم ص ۱۰۱ تا ۱۰۳، مناقب کردری ج دوم ص ۸۳)

ہلال بن یحییٰ رائی سے روایت ہے کہ میں نے یوسف بن خالد کو کہتے ہوئے سنا کہ میں عثمان بتی اہل بصرہ کے فقیہ کے پاس گیا۔

یہ ایک طویل روایت ہے جس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کا یوسف بن خالد سمتی کو وصیت کرنا منقول ہے۔ اس روایت میں اس طرح ہے۔

یوسف بن خالد سمتی کہتے ہیں میں پہلے عثمان بتی کے پاس گیا پھر ان سے اجازت لے کر کوفہ آیا اور لوگوں کے کہنے پر میں امام اعمش کے پاس چلا گیا کیونکہ لوگوں نے کہا: وہ حدیث میں سب سے اعلم ہیں۔

یوسف بن خالد سمتی کہتے ہیں۔

وكان معى مسائل فى الحديث كنت سالت عنها اهل الحديث فلم اجد من يعرفها. الخ۔

میرے پاس حدیث کے متعلق کچھ مسائل تھے میں اہل حدیث سے ان کے متعلق دریافت کرتا لیکن میں نے کوئی بھی صاحب حدیث نہ پایا جو ان کی معرفت رکھتا ہو۔

وہ کہتے ہیں جب میں امام اعمش کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا: شاید تم یہ کہتے ہو گے اہل بصرہ اہل کوفہ سے زیادہ اعلم ہیں۔ کوفہ میں ایک شخص ہے جو ان مسائل کا اعلم ہے۔ حسن، ابن سیرین، قتادہ اور بتی ان مسائل کو نہیں جانتے۔

پھر امام اعمش کی مجلس میں سے کسی نے مجھے کہا تم نعمان (بن ثابت) کی مجلس میں جاؤ، چنانچہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے ان مسائل کے متعلق دریافت کیا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

فسالته عن المسائل التى كانت اغلقت علتى فاجا بنى فيها فشفى نفسى.

میں نے ان مسائل کے متعلق امام صاحب رضی اللہ عنہ سے پوچھا جن مسائل حدیث کا مجھ پر سمجھنا دشوار تھا۔ حضرت امام

Marfat.com

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھے ان کے متعلق جواب دیا جس سے میرے دل کو تسلی ہوگئی۔

یوسف بن خالد سمتی کی یہ شہادت منہ بولتا ثبوت ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث وآثار کے بھی اعلم تھے اور ان احادیث وآثار کے معانی کے بھی اعلم تھے۔

اسرائیل بن یونس رحمۃ اللہ علیہ

(۸۷) اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق ہمدانی سبیعی ابو یوسف کوفی متوفی ۱۶۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ وہ سلیمان الاعمش، سماک بن حرب، عبداللہ بن شریک، عبدالعزیز بن رفیع وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے آدم بن ابی ایاس، اسحاق بن منصور سلولی، عبدالرزاق بن ہمام، ابونعیم فضل بن دکین وغیرہم نے روایت کیا۔

علی بن مدینی نے یحییٰ بن سعید قطان سے روایت میں کہا اسرائیل بن یونس ابوبکر بن عیاش سے مافوق ہیں۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عباس دوری نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا اسرائیل شریک سے حدیث میں اثبت ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: وہ ثقہ وصدوق ہیں۔ حافظ عسقلانی نے کہا: محمد بن عبداللہ بن نمیر نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: ثقہ ہیں۔ شعبہ بن حجاج نے کہا: وہ اپنے دادا ابواسحاق سے روایت کرنے میں مجھ سے اثبت ہیں۔ (تہذیب الکمال ج اول ص ۴۲۳، تہذیب التہذیب ج اول ص ۲۶۳، الکاشف ج اول ص ۶۹، تاریخ الکبیر ج اول ص ۵۶)

یہ محدث کبیر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ شہادت پیش کرتے ہیں۔

عن محمد بن ابراهيم قال حدثنا مكرم بن احمد، قال ثناء احمد بن محمد بن مغلس قال حدثنا ابوغسان قال سمعت اسرائيل يقول نعم الرجل النعمان ما كان احفظه لكل حديث فيه فقه واشد مخصه عنه واعلم بما فيه من الفقه وكان قد ضبط عن حماد فاحسن الضبط عنه.

(اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصمیری ص ۹، الموفق ج اول ص ۱۰۷، الخیرات الحسان ص ۱۴۳، تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۹)

عمر بن ابراہیم سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم سے مکرم بن احمد نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے احمد بن محمد بن مغلس نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے ابوغسان نہدی (مالک بن اسماعیل بن درہم ابوغسان نہدی ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے اسرائیل بن یونس کو کہتے ہوئے سنا نعمان بن ثابت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کتنے اچھے بزرگ تھے۔ ہر اس حدیث کے احفظ تھے جس میں فقہ تھا اور اس کے متعلق بہت سخت کھود کرید کرنے والے تھے اور اس میں جو مسئلہ فقہی ہوتا اس کے اعلم تھے اور حماد سے خوب محفوظ کیا۔

محدث کبیر کی اس شہادت میں لفظ احفظ اور اعلم۔ یہ دونوں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے احادیث وآثار کے احفظ اور ان کے معانی کے اعلم پر دلالت کرتے ہیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ ان احادیث کے زیادہ احفظ تھے جن میں

Marfat.com

مسائل فقہ تھے۔

اس سے بڑھ کر اور کون سی شہادت ہوسکتی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث بھی تھے اور احادیث کے معانی کے اعلم بھی تھے۔

عبید بن سعید رحمۃ اللہ علیہ

(۸۸) عبید بن سعید بن ابان ابومحمد کوفی قرشی اموی متوفی ۲۰۶ھ مسلم، نسائی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اسرائیل بن یونس، سفیان ثوری، سلیمان الاعمش، شعبہ بن حجاج وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسحاق بن راہویہ، عبید بن اسباط، ابوکریب، محمد بن علاء، یوسف بن یعقوب، صفار وغیرہم نے روایت کیا۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے عبید بن سعید کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ''لیس به باس'' ابوزرعہ ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور ابوحاتم نے "صدوق" کا اضافہ کیا ہے ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حافظ عسقلانی نے کہا: ابن خلفون نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ارضاح سے ان کی توثیق نقل کی ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۷۱۸، تاریخ الکبیر ج ۵ ص ۴۵۰، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۶۶)

ان محدث عظیم سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت شہادت اس طرح مروی ہے۔

عن یعقوب بن سفیان حدثنی یوسف الصفار انباء عبید بن سعید القرشی قال مالقی ابوحنیفة احدا الا وابوحنیفة افقه منه. (الموفق ج اول ص ۱۱۶)

یعقوب بن سفیان سے روایت ہے کہ مجھے یوسف (بن یعقوب) صفار (یہ بخاری اور مسلم کے رواۃ سے ہیں) نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: عبید بن سعید قرشی نے خبر دی انہوں نے کہا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جس سے بھی ملاقات کی آپ اس سے بھی افقہ تھے۔

محدث کبیر کی اس شہادت سے معلوم ہوا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنے معاصرین میں سے سب سے افقہ، احادیث وآثار کے معانی کے اعلم تھے۔ یعنی وہ احادیث مبارکہ جن میں مسائل فقہ تھے آپ ان احادیث وآثار کے افقہ تھے اور یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ فقہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور اصولیین کے نزدیک جیسا کہ صحابی کا قول، فعل اور تقریر حدیث کہلاتی ہے اسی طرح تابعی کا قول اور فعل بھی زمرہ حدیث میں آتا ہے۔

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال درحقیقت احادیث ہیں کیونکہ وہ ان کی تفسیر ہیں اور احادیث کی تفسیر بھی احادیث ہی کہلائے گی۔ ''فافهم وتدبر''۔

علی بن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ

(۸۹) علی بن ہاشم بن برید بریدی، عائذی ابوالحسن کوفی متوفی ۱۸۱ھ مسلم، سنن اربعہ اور الادب المفرد للبخاری کے رواۃ

Marfat.com

سے ہیں۔ وہ اسماعیل بن ابی خالد، حسن بن صالح بن حی، سلیمان الاعمش، یاسین الزیات وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے احمد بن حنبل، اسحاق بن ابی اسرائیل، زکریا بن یحییٰ زحمویہ، محمد بن معاویہ بن مالج اخاطی وغیرہم نے روایت کیا۔

یحییٰ بن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ علی بن مدینی شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں۔ نسائی نے کہا: ''لیس به باس'' حافظ عسقلانی نے کہا: باغندی کے علاوہ دیگر نے علی بن مدینی سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: وہ صالح الحدیث اور صدوق ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۷ ص ۴۰۸، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۳۹۲، میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۶۰، تاریخ الکبیر ج ۶ ص ۳۰۰)

اس مسلم ومقتداء امام کی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق شہادت اس طرح مروی ہے۔

عن علی بن موسیٰ انبا محمد بن معاویة سمعت علی بن هاشم یقول کان ابوحنیفة کنز العلم ما کان یصعب من المسائل علی اعلم الناس فهو کان سهلا علی ابی حنیفة

(الموفق ج اول ص ۱۲۲، مناقب کردری ج اول ص ۱۶۸)

علی بن موسیٰ سے روایت ہے کہ محمد بن معاویہ (یہ ابن مالج سے معروف ہیں اور نسائی کے رواۃ سے ہیں) نے خبر دی کہ میں نے علی بن ہاشم کو کہتے ہوئے سنا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ علم کا خزانہ تھے جو مسائل سب لوگوں سے اعلم پر مشکل ودشوار ہوتے تھے وہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر سہل اور آسان ہوتے تھے۔

اس محدث کبیر کی شہادت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی افضلیت واعلمیت پر دلالت کرتی ہے کہ جو مسائل ان لوگوں پر مشکل ترین ہوں جو نہایت ہی اعلم گردانے جاتے ہیں وہ مسائل امام صاحب رضی اللہ عنہ پر سہل اور آسان ہوتے تھے۔ یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی افضلیت واعلمیت پر کتنی زبردست شہادت ہے اور یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو ایک محدث کبیر علم کا خزانہ قرار دے رہا ہو اور ہمارے ناعاقبت اندیش آپ کو حدیث میں نابلد کی رٹ ہی لگاتے جا رہے ہوں۔

رقبہ بن مصلقہ رحمۃ اللہ علیہ

(۹۰) رقبہ بن مصقلہ (اور بالسین مسقلہ بھی کہا گیا ہے) عبدی ابوعبداللہ کوفی متوفی ۱۲۹ھ سوائے ابن ماجہ کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور ابن ماجہ نے اپنی کتاب (کتاب التفسیر) میں ان کی روایت کو لیا ہے۔ وہ حضرت انس بن مالک (میخا قیل) ثابت بنانی، عطاء بن ابی رباح، ابی اسحاق عمرو بن عبداللہ سبعی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابراہیم بن یزید بن مردانبہ، دضاح بن عبداللہ ابوعوانہ، جریر بن عبدالحمید، سفیان بن عیینہ، سلیمان بن طرحان تیمی وغیرہم نے روایت کیا۔

عبداللہ اپنے والد گرامی احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت میں کہتے ہیں وہ ثقات میں سے ایک ثقہ اور مامون بزرگ ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین اور نسائی سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

Marfat.com

حافظ عسقلانی نے کہا: دار قطنی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ حافظ ذہبی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۳ ص ۵۲۳، تاریخ الکبیر ج ۳ ص ۳۴۲، تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۲۸۶، الکاشف ج اول ص ۲۴۳)

اس محدث کبیر سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اس طرح شہادت مروی ہے۔

عن عباس بن یزید انباء ابراهیم عن یزید سمعت رقبة بن عسقلة یقول، خاض ابوحنیفة فی العلم خوضا لم یسبقه الیه احد، فادرك ما اراده.

(الموفق ج دوم ص ۳۶، مناقب کردری ج اول ص ۹۶)

عباس بن یزید سے روایت ہے کہ ابراہیم بن یزید (بن مردانبہ قرشی مخزومی نسائی کے رواۃ سے ہیں) نے خبر دی کہ میں نے رقبہ بن مصقلہ کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے علم میں جو غور وخوض کیا اس سے پہلے کسی نے اتنا غور وخوض نہیں کیا۔ نتیجتاً حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس علم سے جو چاہا پایا۔

یہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی افضلیت واعلمیت پر زبردست شہادت ہے۔

محمد بن طلحہ بن مصرف یامی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۱) محمد بن طلحہ بن مصرف یامی متوفی ۱۶۷ھ نسائی کے سوا ائمہ صحاح ستہ اور نسائی مسند علی کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حکم بن عتیبہ، حماد بن ابی سلیمان، حمید الطویل، سلیمان اعمش، سلمہ بن کفیل وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسحاق بن منصور، بشر بن ولید کندی، عبدالرحمٰن بن مھدی، ابونعیم فضل بن دکین وغیرہم نے روایت کیا۔

عبداللہ نے اپنے والد احمد حنبل سے روایت میں کہا "لا باس به" ابوبکر بن ابی خیثمہ نے کہا: یحییٰ بن معین سے محمد بن طلحہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: وہ صالح ہے۔ ابوزرع نے کہا: صالح ہے۔ حافظ عسقلانی نے کہا: عقیلی نے کہا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ امام ذہبی نے کہا: "صدوق شهور محتج به فی الصحیحین"

(تاریخ الکبیر ج اول ص ۱۲۲، میزان الاعتدال ج سوم ص ۵۸۷، تہذیب الکمال ج ۹ ص ۵۵، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۲۳۸)

یہ محدث کبیر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ شہادت دیتے ہیں۔

عن احمد بن سعید انبا ابو کریب حدثنی ابو تمیله یحیی بن واضح قال تجارینا مع محمد بن طلحة بن مصرف ذکر ابی حنیفة فقال محمد بن طلحة یا ابا تمیلة اذا وجدت قولا عن ابی حنیفة عن ثقة فعلیك به فانك لاتجد عن ابی حنیفة شیاء الا نصیحا.

(الموفق ج دوم ص ۴۰، مناقب کردری ج اول ص ۹۶)

احمد بن سعید سے روایت ہے کہ ابوکریب نے خبر دی کہ مجھ سے ابوتمیلہ یحییٰ بن واضح (یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں) نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم محمد بن طلحہ بن مصرف کے ساتھ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کر رہے

Marfat.com

تھے تو محمد بن طلحہ نے کہا: اے ابوتمیلہ! جب تم نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے (جو ثقہ ہیں) قول پالیا تو تجھ پر اس کا پکڑنا لازمی ہے اور تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے صرف مضبوط و پختہ چیز ہی پائے گا۔

محدث کبیر محمد بن طلحہ کی شہادت سے معلوم ہوا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال ثقہ ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اقوال احادیث کی تفسیر ہیں۔

قیس بن ربیع اسدی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۲) قیس بن ربیع اسدی ابومحمد کوفی متوفی علی الاختلاف سن ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸ ہجری۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حبیب بن ابی ثابت، سلیمان الاعمش، سماک بن حرب، ہشام بن عروہ، ابواسحاق سبیعی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج، عبدالرزاق بن صمام، وکیع بن جراح، یحییٰ بن عبدالحمید حمانی وغیرہم نے روایت کیا۔

معاذ بن معاذ نے کہا: مجھ سے شعبہ نے کہا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ یحییٰ بن سعید قطانی ان کی عیب جوئی کرتے ہیں بخدا! اس میں کوئی راہ نہیں۔ حاتم بن لیث مصری نے عفان سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ سفیان ثوری اور شعبہ بن حجاج نے اس کی توثیق کی ہے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں قیس بن ربیع فی نفسہ صدوق ہیں۔ عمران بن ابان نے کہا: میں نے شریک بن عبداللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ کوفہ میں قیس بن ربیع جیسا طالب حدیث پیدا نہیں ہوا۔ محمد بن مثنیٰ نے کہا: شعبہ اور سفیان دونوں قیس سے حدیث بیان کرتے تھے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں امام احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: لوگ ان کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور شعبہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ وہ معروف باالحدیث اور صدوق ہیں۔ ابن خزیمہ نے کہا: میں نے محمد بن یحییٰ کو کہتے ہوئے سنا کہ ابوولید کہتے ہیں میں نے قیس سے چھ ہزار احادیث لکھی ہیں اور یہ مجھے چھ ہزار دینار سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۳ ص ۳۸۶، تاریخ الکبیر ج ۷ ص ۵۶، تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۹۵، میزان الاعتدال ج ۳ ص ۳۹۵، تاریخ بغداد ج ۱۲، ص ۴۵۱ تا ۴۵۷)

اس محدث کبیر سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت شہادت اس طرح مروی ہے۔

عن علی ابن المجشر المروزی، انبا یعلی بن حمزہ انبا ابراھیم بن رستم الفقیہ عن قیس بن الربیع قال ادرکت الناس وجالستھم فلم ارا حدا افقہ من ابی حنیفۃ.

وفی روایۃ الحجاج بن محمد قال سالت قیس من الربیع عن ابی حنیفۃ فقال اعلم الناس بما لم یکن۔ (مناقب کردری ج اول ص ۹۶، الموفق ج دوم ص ۴۰)

علی بن مجشر مروزی سے روایت ہے کہ یعلی بن حمزہ نے خبر دی انہوں نے کہا: ابراہیم بن رستم فقیہ نے قیس بن ربیع

Marfat.com

سے خبر دی انہوں نے کہا: میں نے لوگوں کو پایا اور ان سے مجلس کی ہے لیکن میں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو افقہ نہیں دیکھا۔

اور حجاج بن محمد کی روایت میں ہے کہ میں نے قیس بن ربیع سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا تو قیس بن ربیع نے جواب دیا۔ جو معاملات ابھی تک ظہور پذیر نہیں ہوئے امام صاحب رضی اللہ عنہ سب لوگوں میں ان سے اعلم تھے۔

دیکھو ایک عظیم محدث امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت کتنی زبردست شہادت دے رہا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث و آثار کے معانی کے سب سے اعلم تھے اور آئندہ پیش آمدہ مسائل میں بھی آپ سب لوگوں سے اعلم تھے۔ دیگر فقہا و محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی نظریں موجودہ مسائل پر مرکوز تھیں لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نظر آئندہ پیش آنے والے مسائل پر بھی مرکوز تھی۔ اس سے بڑھ کر کسی کی اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔

معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے مجلّہ ائمہ کبار محدثین رحمۃ اللہ علیہم بھی معترف تھے۔ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت آپ کے علم کو زبردست خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔

خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ علیہ

(۹۳) خارجہ بن مصعب بن خارجہ ضبعی ابوالحجاج خراسانی سرخسی متوفی ۱۶۸ھ ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

وہ ایوب سختیانی، عمرو بن دینار، مالک بن انس، مسعر بن کدام، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے خلف بن ایوب، سفیان ثوری، ابوداؤد، سلیمان بن داؤد، طیالسی، وکیع بن جراح وغیرہم نے روایت کیا۔

مسلم نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ ان سے خارجہ بن مصعب کے متعلق پوچھا گیا تو یحییٰ بن معین نے کہا: ہمارے نزدیک وہ مستقیم الحدیث تھے اور سوائے اس حدیث کے جو وہ غیاث بن ابراہیم سے تدلیس کرتا ہے ان کی کسی حدیث کا انکار نہیں کرتے۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں ابن معین نے کہا: وہ ثقہ نہیں، بخاری نے کہا: ابن مبارک اور وکیع نے ان کو چھوڑ دیا تھا۔ ابن عدی نے کہا: خارجہ بن مصعب ان میں سے ہیں جن کی حدیث کو لکھا جائے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں علی بن مدینی نے کہا: وہ ہمارے نزدیک ضعیف ہے۔ آجری نے ابوداؤد سے روایت میں کہا وہ ضعیف ہے۔

اس حدیث کبیر سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت جو شہادت مروی ہے وہ اس طرح ہے۔

عن محمد بن حرب سمعت ابراهيم بن رستم يقول سمعت خارجه يقول لقيت الف عالم لو اكثر لم يكن واحد منهم يشبه ابا حنيفة فى البصر والعلم والعقل (وزاد ابن البزاز والتفسير)

Marfat.com

ونعم کد فرای العلم، کان لامة محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم۔ (الموفق ج دوم ص ۴۹، مناقب کردری ج اول ص ۱۰۲)

محمد بن حرب سے روایت ہے کہ میں نے ابراہیم بن رستم کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے خارجہ بن مصعب کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ایک ہزار عالم دین سے ملاقات کی ہے اگر وہ اس سے زیادہ بھی ہوتے تو ان میں سے کوئی بھی بصیرت، علم، عقل، تفسیر میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مشابہ، مثل نہیں تھا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بہت اچھے صاحب علم تھے۔

ایسی زبردست شہادت کے بعد بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے۔

نوح بن ابی مریم رحمۃ اللہ علیہ

(۹۴) نوح بن ابی مریم ابوعصمہ جونوح الجامع سے معروف ہیں۔ متوفی ۱۷۳ھ ترمذی اور ابن ماجہ کی کتاب (کتاب التفسیر) کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابان بن عیاش، ثابت بنانی، سعیی الاعمش، عبدالملک بن جریج، محمد بن سلم بن شہاب زہری، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حبان بن موسیٰ، شعبہ بن حجاج، فضل بن موسیٰ سلیمانی، نعمان بن حماد مرزوی وغیرہم نے روایت کیا۔

حافظ مزی فرماتے ہیں انہیں جامع اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فقہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن لیلیٰ سے اور حدیث حجاج بن ارطاۃ سے اور مغازی محمد بن اسحاق سے اور تفسیر کلبی اور مقاتل سے حاصل کی۔ ان سے ابن مبارک اور شعبہ نے روایت کیا۔ امام زہری اور ابن ابی ملکہ کو پایا ہے۔

محمد بن عبدہ نے علی بن حسین واقد سے انہوں نے مسلمہ بن سلیمان سے انہوں نے سفیان بن عیینہ سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے کہا: میں نے ابوعصمہ اور امام زہری کی مجلس میں دیکھا ہے عباس بن مصعب نے کہا: شعبہ بن حجاج نے ان سے روایت کیا ہے اس کے علاوہ حافظ مزی، عسقلانی، ذہبی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ مرجوح ہے اور حافظ مزی نے ان کے ترجمہ کے اوائل میں جو ارقام فرمایا ہے وہ رائج ہے۔

اس محدث کبیر سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت جو شہادت مروی ہے وہ یہ ہے۔

عن محمد بن مزاحم سمعت ابا عصمة یقول سمعت حدیثا کثیرا من المشائخ فعوضت بعضه علی ابی حنیفة فلبین لی الماخوذ من غیر الماخود ولو انی عرضت کل حدیثی علی ابی حنیفة کان احب التی من کذا ومن کذا، وذکر شیاء کثیرا۔

وفی روایة ابراهیم بن رستم من استغنی عن ابی حنیفة فهو جاهل۔

(الموفق ج دوم ص ۵۰، مناقب کردی ج اول ص ۱۰۳)

محمد بن مزاحم سے روایت ہے کہ میں نے ابوعصمہ نوح بن ابی مریم کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے کثیر مشائخ کرام

Marfat.com

سے حدیث کی سماعت کی ہے اور میں نے بعض حدیث حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیں تو آپ نے ان کے ماخوذ کے علاوہ ان کا غیر ماخوذ بھی بیان فرمایا۔ کاش کہ میں اپنی ہر حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور پیش کرتا وہ مجھے ایسے، ایسے سے محبوب ہوتا اور ابوعصمہ نے بہت ساری چیزوں کا ذکر کیا۔

ابن بزاز کردری نے لکھا ہے۔

وبه عنه قال جالست الناس فلم را اعلم بالفتویٰ عنه. وبه عن شداد بن حكيم وما ذكر حديثا من احاديث السلف الا اعقبه بقوله. وكان يقول لم يفسر احدا العلم مثل مافسره.

(مناقب کردری ج اول ص ۱۰۴)

ابوعصمہ نے کہا: میں بہت سے لوگوں کے پاس بیٹھا ہوں اور میں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے فتویٰ میں کوئی اعلم نہیں دیکھا۔

شداد بن حکیم سے روایت ہے کہ ابوعصمہ سلف کی احادیث میں سے جس حدیث کا بھی ذکر کرتے مگر اس حدیث کے ذکر کے بعد یہ کہتے جیسے علم کی تفسیر حضرت امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کی ہے اور کسی نے علم کی ایسی تفسیر نہیں کی۔

عن ابراهيم بن عبدالله بن داؤد النيسابوری سمعت الحسين بن بشر بن القاسم سمعت ابی سمعت نوح بن ابی مريم يقول كنت اسال ابی حنيفة عن معانی الحديث فكان يفسر معا ويعبرها ويبينها وكنت اساله ايضا عن المسائل الغامضه (الموفق ج دوم ص ۱۱۰)

ابراہیم بن عبداللہ بن داؤد نیشاپوری سے روایت ہے کہ میں نے حسین بن بشر بن قاسم سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد بشر بن قاسم (یہ امام مالک سے روایت کرتے ہیں) سے سنا انہوں نے کہا: میں نے نوح بن ابی مریم (ابوعصمہ) کو کہتے ہوئے سنا کہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کے معانی کے متعلق پوچھتا تھا تو آپ ان احادیث کی واضح اور کھول کر تفسیر بیان فرماتے اور میں آپ سے مبہم مسائل کے متعلق بھی دریافت کرتا تھا۔

آپ غور فرمائیں کہ پہلی روایت میں نوح بن ابراہیم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کے شہادت پیش کر رہے ہیں تو دوسری روایت میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کو احادیث کے معانی کے مفسر قرار دے رہے ہیں۔ اس شہادت سے آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حدیث میں کتنی مہارت تامہ حاصل تھی جس سے انکار ممکن نہیں۔

زفر بن ہذیل

(۹۵) زفر بن ہذیل صاحب ابوحنیفہ ابوالعذیل عنبری متوفی ۱۵۸ھ حافظ ذہبی فرماتے ہیں آپ فقہاء وعباد میں سے ایک ہیں وہ "صدوق" ھیں۔ ابن معین کے علاوہ بھی کئی حضرات علماء فقہاء نے ان کی توثیق فرمائی۔ زفر بن ہذیل صاحب

Marfat.com

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت فن رجال کے امام امام ذہبی نے جب ان کی توثیق کردی تو ان کی ثقاہت کے لیے یہی کافی ہے۔ علاوہ ازیں ابن معین نے بھی ان کی توثیق فرمائی ہے۔ (میزان الاعتدال ج دوم ص ۷۱)

یہ محدث کبیر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت یوں شہادت دیتے ہیں۔

عن محمد بن عبداللّٰه بن ابی ثور قال اخبر فی محمد بن وهب قال كان سبب انتقال زفر الی ابی حنيفة انه كان من اصحاب الحديث فنزلت به وباصحابه مسئالة فاعيتهم فاتی ابا حنيفة فساله عنها فاجابه فی ذٰلك. الخ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصمیری ص ۱۰۷)

محمد بن عبداللہ بن ابی ثور سے روایت ہے انہوں نے کہا: مجھے محمد بن وہب نے خبر دی محمد بن وہب نے کہا: امام زفر بن ہذیل کا حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف جانے کا سبب یہ تھا کہ امام زفر اصحاب حدیث میں سے تھے ان کو اور ان کے اصحاب کو ایک مسئلہ درپیش آیا اور اس مسئلہ نے ان کو عاجز بنا دیا تھا۔ امام زفر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے اس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان کو اس مسئلہ کے متعلق جواب ارشاد فرمایا۔

امام زفر بن ہذیل نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ مسئلہ تم نے کہاں سے لیا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فلاں حدیث اور اس جہت کے اعتبار سے قیاس سے۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے امام زفر سے دو مسائل اور پوچھے امام زفر نے کہا: میں پہلے مسئلہ میں ہی اندھا تھا۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان کے جواب دیے اور ان کی علت بیان کی۔ امام زفر فرماتے ہیں پھر میں اپنے اصحاب کے پاس آیا اور ان سے ان مسائل کے متعلق پوچھا۔ فرماتے ہیں وہ مجھ سے بھی ان مسائل میں زیادہ اندھے تھے۔ پھر میں نے ان کو ان مسائل کا جواب ذکر کیا جو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے دیا تھا اور ان کی علل بیان کیں۔ میرے اصحاب نے کہا: تمہیں یہ مسائل کہاں سے ملے ہیں میں نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے۔ امام زفر فرماتے ہیں میں ان تین مسائل کی وجہ سے حلقہ درس کا سردار قرار پایا۔ پھر میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ گیا پھر امام زفر ان عشرہ اکابرین میں سے شمار ہو گئے جنہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کتب کو مدون کیا۔

آپ نے اصحاب حدیث کا حال دیکھا جب وہ مشکل مسائل سے دوچار ہوتے تو وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان کا جواب انہی احادیث سے چاہتے جو احادیث خود ان کو یاد ہوتیں۔ امام زفر بن ہذیل کی اس شہادت سے دو چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔

اول یہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث تھے کیونکہ جو احادیث محدثین رحمۃ اللہ علیہم کو یاد ہوتیں آپ انہی احادیث کا ذکر فرماتے کہ یہ مسئلہ میں نے فلاں حدیث سے لیا ہے اور وہ حدیث اس محدث کو یاد ہوتی جیسا کہ امام زفر کے قول سے ثابت ہے ورنہ وہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم یہ بھی کہہ سکتے تھے یہ حدیث آپ نے کہاں سے لی ہے۔

Marfat.com

دوسرا یہ بھی ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف حافظ الحدیث ہی نہیں تھے یعنی صرف دوا فروش ہی نہیں تھے بلکہ طبیب حاذق تھے۔ ان ادویات کی تاثیرات سے مکمل واقف تھے۔ یعنی احادیث کے معانی کے سب سے اعلم تھے۔ احادیث کے متعلق اگر کوئی مبہم و دقیق مسئلہ درپیش آجاتا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ اس حدیث کی تفسیر بیان فرماتے اور اس کے ابہام کو دور فرماتے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا یہی وہ کمال تھا جس کی بناء پہ آپ امام الائمہ اور سراج الامۃ کہلائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عیسیٰ بن یونس رحمۃ اللہ علیہ

(۹۶) عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی ابوعمر یا ابومحمد کوفی متوفی ۱۹۱، ۱۸۷ھ یہ اسرائیل بن یونس کے بھائی ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں۔ وہ اپنے بھائی اسرائیل بن یونس، اسماعیل بن ابی خالد، سعید بن ابی عروجہ، سفیان ثوری، سلیمان الاعمش، شعبہ بن حجاج وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسحاق بن راہویہ، حماد بن سلمہ، سفیان بن وکیع بن جراح، ولید بن مسلم وغیرہم نے روایت کیا۔ حافظ جلال الدین مزی لکھتے ہیں احمد بن حنبل، ابوحاتم، یعقوب بن شیبہ، نسائی، ابن حرامش نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عثمان بن سعید دارمی نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا عیسیٰ بن یونس کیسے ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں، ثقہ ہیں (یعنی صفت کا تکرار اعلیٰ درجہ کی تعدیل ہے) محمد بن عبداللہ بن عمار موصلی نے کہا: وہ حجت ہیں۔ حافظ عسقلانی نے کہا: احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوزرع نے کہا: وہ حافظ ہیں۔ حافظ ذہبی نے کہا: وہ حفظ وعبارت میں علمائے اعلام میں سے ایک ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۸ ص ۱۵۸، تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۲۳۹، الکاشف ج دوم ص ۳۱۹، تاریخ الکبیر ج ۶ ص ۴۰۶)

اس کبیر محدث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت جو شہادت مروی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

عن احمد بن عطية الكوفى حدثنا ابن ابى اوليس قال سمعت الربيع بن يونس يقول دخل ابوحنيفة يوما على المنصور وعنده عيسَى بن موسٰى فقال للمنصور وهٰذا عالم الدنيا اليوم. فقال له يا نعمان عمن اخذت العلم قال عن اصحاب عمر عن عمر وعن اصحاب على، عن على، وعن اصحاب عبدالله عن عبدالله، وما كان فى وقت ابن عباس على وجه الارض اعلم منه قال لقد استو ثقت لنفسك. (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۳۵، مناقب کردری ج دوم ص ۱۴)

احمد بن عطیہ کوفی سے روایت ہے کہ ہم سے ابن ابی اویس نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے ربیع بن یونس کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ابوجعفر منصور کے پاس گئے اور وہاں عیسیٰ بن یونس بھی موجود تھے۔ عیسیٰ بن یونس نے منصور سے کہا: یہ (امام صاحب) آج دنیا کے بہترین عالم ہیں۔ یہ سن کر منصور نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے نعمان! (بن ثابت) تم نے علم کن سے حاصل کیا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سیدنا عمر

Marfat.com

بن خطاب اوران کے اصحاب سے۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ اوران کے اصحاب سے اور سیدنا حضرت عبداللہ اوران کے اصحاب سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے وقت میں سطح زمین پر ان سے کوئی اعلم نہیں تھا۔ منصور نے کہا: اے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ! یقیناً آپ نے اپنے لیے بہترین علماء کا انتخاب فرمایا ہے۔

عن محمد بن احمد بن الحسن الدنیوری انبا احمد الثقفی قال کنا عند عیسیٰ بن یونسی فقال حدثنا ابوحنیفه مضاح رجل فقال الیس قد استتیب ابوحنیفه فقال عیسیٰ اماتك الله عاجلا تروی عن الکفار اکتبوا فلم اروجها اورع من ابی حنیفة. (الموفق ج اول ص ۱۹۶)

محمد بن احمد بن حسن دینوری سے روایت ہے کہ احمد ثقفی نے خبر دی انہوں نے کہا: ہم عیسیٰ بن یونس کے پاس موجود تھے عیسیٰ بن یونس نے کہا: "حدثنا ابوحنیفة" تو ایک شخص نے بلبلا کر کہا کیا ابوحنیفہ وہ نہیں ہیں جنہیں توبہ کی ترغیب دی گئی ہے۔ یہ سن کر عیسیٰ بن یونس نے کہا: تجھے اللہ تعالیٰ ابھی موت دے کفار سے روایت کیا جائے۔ تم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لکھو میں نے حضر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو متقی و پرہیز گار نہیں دیکھا۔

اور علی بن خشوم کی روایت میں ہے کسی نے عیسیٰ بن یونس کے پاس حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق نازیبا کلمات کہے تو عیسیٰ بن یونس سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک متقی شخص تھے۔

اور سلیمان بن شاذ کوفی کی روایت میں اس طرح ہے۔

قال قال لی عیسَی بن یونس لا تتکلمن فی ابی حنیفة بسوء ولا تصدقن احدا یسر القول فیه فانی والله ما رایت افضل منه ولا اورع منه وفی روایة الصاعی ولا افقه منه.

(الموفق ج اول ص ۱۹۷، الخیرات الحسان ص ۷۹، عقود الجمان للصالحی ص ۱۹۷)

سلیمان بن شاذ کوفی نے کہا: مجھ سے عیسیٰ بن یونس نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کبھی بدگوئی نہ کرو اور جو شخص ان کی نسبت بدگوئی کرتا ہے اس کی ہرگز تصدیق نہ کرو۔ اللہ کی قسم! میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کسی کو افضل واورع نہیں دیکھا اور صالحی کی روایت میں "اورع" کی جگہ "افقه" ہے۔ یعنی میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کسی کو افقہ احادیث وآثار کے معانی کا اعلم نہیں دیکھا۔

اس محدث کبیر کی شہادت کو ذرا غور سے پڑھیں پہلی روایت سے یہ گواہی ملتی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ وہ واحد شخص ہیں جو دنیا کے عالم ہیں اور پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اخذ علم کے متعلق جو جواب دیا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کا ترجمان ہے۔ کیا کوئی ذی عقل وشعور یہ کہہ سکتا ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق اور ان کے اصحاب اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اوران کے اصحاب، حضرت عبداللہ اوران کے اصحاب سے جو علم حاصل کیا اس میں علم حدیث نہیں تھا جبکہ ان میں سے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کثیر الحدیث ہیں۔

Marfat.com

اس سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ حدیث تھے اور اس میں ایک لطیف اشارہ بھی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جب اخذ علم کی نسبت ان حضرات گرامی کی طرف کی تو اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف ان احادیث کو استنباط احکام کے لیے منتخب فرماتے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل پر دلالت کرتیں اور ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عموماً وہی احادیث مروی ہیں جو نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر فعل پر معمول بھی ہیں۔ اسی طرح عیسیٰ بن یونس کی دوسری روایت بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کی طرف اشارہ کرتی ہے اور تیسری روایت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور قناعت پر دلالت کرتی ہے۔

امام الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عیسیٰ بن یونس کی حدیث میں اکثر روایت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ملی اور وہ اہل کوفہ کے اقوال میں سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قول کو اختیار کرتے اور اس پر فتویٰ صادر فرماتے۔

محمد بن داؤد نے کہا: ہم عیسیٰ بن یونس کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کتاب نکالی اور ہمیں پڑھ کر سنائی۔ لوگوں میں سے کسی نے کہا: اے ابوعمرو! تم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہو۔ یہ سن کر عیسیٰ بن یونس نے کہا: کیا جس شخص سے میں دنیا میں راضی تھا کیا میں ان کی وفات کے بعد ان سے راضی نہ ہوں۔

یعنی میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حیات مبارکہ میں ان سے حدیث بیان کیا کرتا تھا تو کیا میں اب ان کے وصال کے بعد ان سے روایت کرنا ترک کردوں۔

محمد بن شجاع رحمۃ اللہ علیہ

(۹۷) محمد بن شجاع ابوعبداللہ المعروف بابن الثلجی متوفی ۲۶۶ھ وہ یحییٰ بن آدم، اسماعیل بن علیہ، وکیع وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے یعقوب بن شیبہ، ان کے بیٹے محمد بن احمد بن یعقوب، عبدالوہاب بن ابی حبہ۔

خطیب بغدادی اور امام ذہبی نے لکھا ہے یہ حسن بن زیاد لؤلؤی کے اصحاب میں سے ہیں اور اپنے وقت کے اہل عراق کے فقیہ تھے۔ اس کے علاوہ ان دونوں نے اپنی عادت کے مطابق ان کو متروک الحدیث، کذاب اور کافر تک لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی لغزش کو معاف فرمائے۔ علاوہ ازیں یہ بندۂ ناچیز کوئی احکام تو بیان نہیں کر رہا کہ ان کی روایت کو مردود قرار دیا جائے میں تو فقط امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی کے متعلق شواہد پیش کر رہا ہوں۔ جب دیگر ائمہ کبار محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی ثابت ہے تو ان کی روایت کو بطور تائید سمجھ لیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(تاریخ بغداد ج دوم ص ۴۲۴، میزان الاعتدال ج سوم ص ۵۷۷)

یہ محمد بن شجاع امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا یوں اظہار خیال کرتے ہیں۔

وانتخب ابوحنيفة رحمه الله الاثار من اربعين الف حديث.

(الموفق ج اول ص ۹۵، المواہب الشریفہ ص ۲۱۱)

Marfat.com

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار احادیث مبارکہ سے احکام کے استنباط کے لیے آثار منتخب فرمائے۔
یہ کتنی عظیم اور زبردست شہادت ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو چالیس ہزار احادیث یاد تھیں جن سے آپ کے آثار کو منتخب فرمایا۔

حسن بن زیاد ابوعلی لؤلؤی

(۹۸) حسن بن زیاد ابوعلی لؤلؤی متوفی ۲۰۴ھ وہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے محمد بن سماعہ، محمد بن شجاع ثلجی، شعیب بن ایوب نے روایت کیا۔

خطیب بغدادی بحسب عادت لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے کہا: وہ حدیث میں ضعیف ہیں۔ علی بن مدینی نے کہا: ان کی حدیث نہ لکھی جائے۔ احمد بن شعیب نسائی نے کہا: وہ حدیث میں ثقہ اور مامون نہیں۔ اسی طرح امام ذہبی نے لکھا ہے۔

(تاریخ بغداد ج ۷ ص ۳۲۵، میزان الاعتدال ج اول ص ۴۹۱)

ابوعبداللہ حسین بن علی صمیری متوفی ۴۳۶ھ اپنی کتاب ''اخبار ابوحنیفه واصحابه'' کے ص ۱۳۲ پر لکھتے ہیں۔ محمد بن سماع نے کہا: میں نے حسن بن زیاد سے سنا کہ میں نے ابن جریج سے بارہ ہزار احادیث لکھی ہیں وہ سب کی سب احادیث وہ ہیں جن کی فقہاء کو احتیاج ہے۔

اور خطیب بغدادی اپنی کتاب تاریخ بغداد (ج ۸ ص ۷۸) میں حسین بن علی صمیری کے متعلق یہ لکھتے ہیں۔

كتبت عنه وكان صدوقا وافر العقل، جميل المعاشرة، عارفا بحقوق اهل العلم.

خطیب بغدادی کہتا ہے میں نے ان سے حدیث لکھی ہے اور وہ "صدوق" ہیں۔ وافر العقل، جمیل المعاشرت اور اہل علم کے حقوق کے عارف تھے۔

ابن عساکر نے تاریخ میں لکھا ہے حسین بن علی صمیری سے بغدادی نے روایت کیا ہے۔

اور حسین بن علی صمیری کے متعلق علماء کا اتفاق ہے کہ انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب کو بسند متصل رواۃ ثقات سے نقل کیا ہے۔ لہٰذا معلوم نہیں خطیب بغدادی کا حسن بن زیادہ لولؤی کی نسبت ایسا لکھنا کیوں ہے۔ درانحالیکہ ان کے سند یافتہ اور ان سے روایت کرنے والے حسین بن علی صمیری فرما رہے ہیں۔ حسن بن زیاد نے ابن جریج سے بارہ ہزار احادیث لکھی ہیں جن کی فقہاء کرام کو احتیاج ہے۔ چنانچہ ایسے محدث کے خلاف خطیب بغدادی کا لکھنا صرف احناف سے حسد کی وجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

یہ حسن بن زیاد لؤلؤی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حضور یہ نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

قال الحسن بن زياد كان ابوحنيفة يروى اربعة الاف حديث، الفين لحماد، والفين سائر المشيخة. (الموفق ج اول ص ۹۶)

حسن بن زیاد نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے چار ہزار احادیث مروی ہیں۔ دو ہزار حماد بن ابی سلیمان سے

Marfat.com

اور دو ہزار تمام مشائخ کرام سے۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف قلت حدیث کا اعتراض تو ختم ہوا اس لیے کہ امام حسن بن زیاد کی شہادت بتا رہی ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے چار ہزار احادیث روایت کی گئی ہیں۔

حماد بن زید رضی اللہ عنہ

(۹۹) حماد بن زید بن دوھم ازدی جھضمی ابواسماعیل بصری متوفی ۱۷۹ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ایوب سختیانی، صالح بن کیسان، عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، عبید اللہ بن عمر وعمری، عمرو بن دینار وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسحاق بن اسرائیل، اشعث بن اسحاق سجستانی والد ابوداؤد، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، یحیٰ بن سعید قطان اور ایک جم غفیر نے روایت کیا۔

حافظ جمال الدین مزی فرماتے ہیں ابوحاتم بن حبان اور ابوبکر بن منجویہ نے کہا: وہ نابینا ہونے کے باوجود تمام احادیث کے حافظ تھے۔ احمد بن یوسف سلمی نے یحیٰ بن یحیٰ سے روایت میں کہا شیوخ میں سے میں نے حماد بن زید سے زیادہ حافظ حدیث کسی کو نہیں دیکھا۔ حافظ عسقلانی نے لکھا ہے۔

جس دن حماد بن زیاد کا انتقال ہوا یزید بن زریع نے کہا: آج ''سید المسلمین'' کا وصال ہوا ہے۔ محمد بن سعد نے کہا: وہ عثمانی ہیں اور ثقہ، ثبت، حجت اور کثیر الحدیث ہیں۔ یحیٰ بن معین نے کہا: ضماد بن زید، عبدالوارث، حماد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ سے حدیث میں اثبت ہیں۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

حماد بن زید پانی کی طرح حدیث یاد کرتے۔ ابن مہدی نے کہا: میں نے نہیں دیکھا کہ جو حدث نہ لکھ سکتا ہو اور حماد بن زید سے زیادہ حافظ حدیث ہو۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حماد بن زید کی نسبت فرماتے ہیں:

ایها الطالب علماء۔ ایت حماد بن زید

فاقتبس علماء بحلم۔ ثم قیده بقید

(تہذیب الکمال ج سوم ص ۱۰۳، تہذیب التہذیب ج سوم ص ۱۰، تاریخ الکبیر ج سوم ص ۲۵، الکاشف ج اول ص ۱۸۷)

اس محدث عظیم اور حافظ الحدیث سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت جو شہادت مروی ہے وہ اس طرح ہے۔

وقال حماد بن زید کنا فاتی عمرو بن دینار فاذا جاء ابوحنیفة اقبل علیه وترکنا نسال ابا حنیفة فنساله فیحدثنا۔ (الخیرات الحسان ص ۸۱، عقود الجمان ص ۲۰۳، اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصمیری ص ۷۲)

حافظ الحدیث اور سید المسلمین حضرت حماد بن زید فرماتے ہیں ہم حدیث کی سماعت کے لیے عمرو بن دینار کے پاس آتے تو جب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تشریف لاتے تو آپ کا ادب واحترام کرتے ہوئے ہمارے شیخ عمرو بن دینار مکی آپ کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہمیں چھوڑ دیتے کہ ہم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث کے متعلق

Marfat.com

پوچھیں۔

ہم امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرنے کا سوال کرتے تو آپ ہمیں احادیث بیان فرماتے۔

یہ حدیث شہادت عمرو بن دینار مکی میں بھی گزر چکی ہے چونکہ اس شہادت میں امام المحدثین عمرو بن دینار شیخ حماد بن زید کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کا حلقہ درس میں ادب واحترام اور اپنے شاگردوں کو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے احادیث سننے کی اجازت دینا جس کی بناء پر اس کو عمرو بن دینار مکی کی شہادت میں بھی ذکر کیا ہے۔

اور حافظ الحدیث محدث کبیر حماد بن زید امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث سننے کی توثیق فرمارہے ہیں اس لیے اس حدیث کو شہادت حماد بن زید میں نقل کیا ہے۔

دیکھو ایک عظیم محدث جیسا کہ ان کے حالات سے ظاہر وواضح ہے یہ شہادت دے رہا ہے کہ ایک امام المحدثین یعنی عمرو بن دینار مکی نے ہمیں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث سننے کی اجازت دی اور ہم نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی۔ ان دو عظیم محدثین کی شہادت امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حافظ الحدیث ہونے کے لیے کافی ووافی ہے۔

ایوب بن ابی تمیمہ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۰) ایوب بن ابی تمیمہ (ان کا نام کیسان) سختیانی ابوبکر بصری آزاد کردہ غلام عنزہ متوفی ۱۳۱ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ ابراہیم بن مرہ، عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عمرو بن دینار، قتادہ بن دعامہ، مجاہد بن جبر اور خلق کثیر سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابراہیم بن طھمان، حماد بن زید، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، سلیمان الاعمش، شعبہ بن حجاج اور خلق کثیر نے روایت کیا۔

حافظ مزی فرماتے ہیں:

ابوبکر حمیدی نے کہا: سفیان بن عیینہ نے ۸۳ تابعین سے ملاقات کی وہ کہتے ہیں میں نے ان میں سے ایوب سختیانی کی مثل نہیں دیکھا۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا ایوب ثقہ اور اثبت ہیں۔ امام ذہبی فرماتے ہیں:

ابن علیہ نے کہا: ان کے پاس ان کے پاس دو ہزار حدیث تھی۔ شعبہ نے کہا: میں نے ان کی مثل نہیں دیکھا وہ سید الفقہاء ہیں۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں:

ابن مدینی نے کہا: وہ ابن سیرین سے روایت کرنے میں خالد الحذاء سے اثبت ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابن سعد نے کہا: ایوب سختیانی حدیث میں ثقہ وثبت، کثیر الحدیث کے جامع حجت وعدول ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ابوالولید نے شعبہ سے روایت میں کہا ایوب سختیانی سید المسلمین ہیں۔

(تہذیب الکمال ج اول ص ۶۲۱، الکاشف ج اول ص ۹۳، تہذیب التہذیب ج اول ص ۳۹۸، تاریخ الکبیر ج اول ص ۴۰۹)

Marfat.com

یہ سید المسلمین حافظ الحدیث محدث کبیر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنے حسن ظن کا اس طرح اظہار خیال فرماتے ہیں:

عن ابی بکر بن خلا قال سمعت عبدالرحمن بن مهدی قال سمعت حماد بن زید یقول، سمعت ایوب وذکر ابوحنیفه (وفی عقود الجواهر المنیفة لمرتضیٰ زبیدی) وقد عنده ابوحنیفة بنقص فقال یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم الخ۔

(الرد علی الخطیب لابن نجار ذیول تاریخ بغداد جز ۲۲ ص ۱۲۴، عقود الجواہر المفیفہ ص ۱۹۸، یہ الخیرات الحسان کے ساتھ چھپی ہے)

ابوبکر بن خلاء سے روایت ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن مہدی (جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں) سے سنا انہوں نے میں نے حماد بن زید (جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں) کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے ایوب سختیانی سے سنا جبکہ انہوں نے حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور علامہ مرتضیٰ زبیدی نے لکھا ہے ایوب سختیانی کے پاس حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اچھا ذکر نہ ہوا تو حضرت ایوب سختیانی نے اس کے جواب میں اللہ عزوجل کا یہ فرمان عالیشان پیش کیا۔

"یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم الخ

اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم نے ان مذاہب کو دیکھا جنہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کلام کیا وہ جاتا رہا مٹ گیا اور مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قیامت تک باقی ہے اور یہ جتنا آگے جا رہا ہے اس کے نور اور برکت میں اضافہ ہو رہا ہے اور اب لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ اصحاب اہل سنت و جماعت وہی ہیں جو اہل مذاہب اربعہ ہیں۔ مثل حضرت امام ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

اور جس نے بھی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے متعلق کلام کیا اس کا مذہب مٹ گیا حتیٰ کہ کوئی اس کو پہچانتا نہیں اور مذہب ابوحنیفہ باقی ہے جس سے زمین کا شرق وغرب مملو ہے اور اکثر لوگ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر ہیں۔

ابن نجار لکھتے ہیں۔ لوگوں نے جان لیا کہ اللہ عز وجل نے مذاہب ائمہ اربعہ کو پھیلایا اور اپنے دین کے نور کو ان کے ذریعہ اتم واکمل بنایا۔ خطیب بغدادی متاخرین میں سے ہیں اور انہیں اس کا علم نہیں تھا تو گویا اللہ عز وجل نے حماد بن زید کو حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کرامت کے اظہار کے لیے قوت گویائی عطا فرمائی۔

ابن نجار کا مقصد یہ ہے کہ اللہ عز وجل کے علم قدرت میں تھا کہ ایک شخص (خطیب بغدادی) امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بعد میں آکر آپ کے ذم میں اپنا اعمال نامہ سیاہ کرے گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کرامت امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اظہار کے لیے شہادت ایوب سختیانی کا حماد بن زید کی زبان سے اعلان کرایا کہ:

یہ نور پھونکوں سے بجھایا نہ جائے گا

بلکہ ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ان کے علم کے نور اور برکت کو دن بدن مزید ترقی عطا فرمائے گا اور اللہ عز وجل کا یہ مژدہ

Marfat.com

جاں افزا آپ کے سامنے سارے مذاہب جاتے رہے اور مذہب امام صاحب رضی اللہ عنہ آج بھی زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔

عن محمد بن سعدان قال سمعت ابا سليمان الجوز جانی قال سمعت حماد بن زيد قال اردت الحج فاتيت ايوب اووعه فقال بلغنی الرجل الصالح فقيه اهل الكوفة ابوحنيفة يحج فان لقية فاقربه منی السلام قال ابوسليمان وسمعت حماد بن زيد يقول انی لاحب ابا حنيفة من اجل حبه لايوب۔ (اخبار ابی حنیفہ واصحابہ للصمیری ص ۱۷، تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۴۱)

محمد بن سعدان سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے ابوسلیمان جوزجانی سے سنا انہوں نے کہا: میں نے حماد بن زید کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے حج کا ارادہ کیا تو میں ایوب سختیانی کے پاس آیا کہ وہ ان کو الوداع کہیں حضرت ایوب سختیانی نے فرمایا: مجھے خبر پہنچی ہے اہل کوفہ کا فقیہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جو ایک نیک آدمی اس سال حج کر رہے ہیں۔ اے حماد بن زید! اگر تو ان سے ملے تو میری طرف سے ان کو سلام عرض کرنا۔ ابوسلیمان نے کہا: میں نے حماد بن زید کو کہتے ہوئے سنا کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اس لیے صحبت کرتا ہوں کہ حضرت ایوب سختیانی ان سے محبت کرتے تھے۔

دیکھو ایک عظیم محدث کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کتنی محبت ہے کہ وہ آپ کو نہ صرف سلام کا تحفہ بھیج رہے ہیں بلکہ یہ شہادت بھی دے رہے ہیں کہ وہ اہل عراق کے بہت بڑے فقیہ ہیں جو احادیث و آثار کے معانی کے اعلم ہیں۔

میں نے بحمدہ تعالیٰ کبار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک سو شہادت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت پیش کی ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ علم الناس، افقہ الناس، احادیث و آثار کے اعلم اور آثار احادیث کے معانی کے افقہ اور حدیث میں ثقہ اور حافظ الحدیث ہیں۔

اس کے بعد ایک (یعنی ایک سو ایک) حضرات غیر مقلدین کے بنام بزبان خطیب بغدادی حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اہم پیغام۔

محمد بن احمد حسن صواف رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۱) عن محمد بن احمد بن الحسن الصواف حدثنا محمود بن محمد المروزی حدثنا حامد بن آدم قال سمعت سهل بن مزاحم يقول سمعت ابا حنيفة يقول فبشر عباد الذين يستمعون القول فيتبعون احسنه (سورہ زمر آیت ۱۸)

قال كان ابوحنيفة يكثر من قول اللهم من ضاق نباصدره فان قلوبنا قد اتسعت له۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۵۱)

محمد بن احمد بن حسن صواف سے روایت ہے کہ ہم سے محمود بن محمد مروزی نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے حامد بن آدم نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے سہل بن مزاحم کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: میں نے حضرت امام

Marfat.com

ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ آیت مبارکہ "فبشر عبادالدین یستمعون القول فیتبعون احسنہ" تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ سھل بن مزاحم نے کہا: حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بکثرت یہ دعا فرماتے۔

اے اللہ جس کا سینہ ہماری وجہ سے تنگ ہے یقیناً ہمارے دل ان کے لیے فراخ ہیں۔

ہم بھی اپنے امام وپیشوا کی اقتداء کرتے ہوئے معاصرین غیر مقلدین سے کہتے ہیں اگر تمہارے دل ہماری وجہ سے تنگ ہیں تو ہمارے دل آپ کے لیے نہایت وسیع ہیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔

محترم قارئین کرام! بندۂ ناچیز نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے احادیث وآثار کے اعلم اوران کے معانی کے افقہ ہونے کی نسبت تابعین وتبع تابعین میں سے کبرائے محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی ایک سو شہادتیں پیش کی ہیں جن میں تقریباً پچپن کبار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم وہ ہیں جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور کچھ وہ ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم ہیں جو صرف سنن اربعہ اور مسلم یا سنن اربعہ اور بخاری کے رواۃ میں سے ہیں اور کچھ ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم وہ ہیں جو صرف ترمذی، نسائی، ابن ماجہ کے رواۃ ہیں اور کچھ وہ ائمہ کبار ہیں جو صرف ترمذی اور نسائی کے رواۃ میں سے ہیں اور ان میں سے کچھ وہ ہیں جو صرف ترمذی یا نسائی، یا ابوداؤد یا ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یا وہ صرف سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

اب قابل غور چیز یہ ہے کہ تابعین وتبع تابعین میں سے جن کبار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے جو کہ ائمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی نسبت جو اعلم بالحدیث افقہ ہونے کی شہادتیں پیش کی ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ نے ان سے روایت لی ہے۔ اب انصاف ودیانت اس بات کے متقاضی ہیں کہ یا تو ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم صحاح ستہ کی روایات احادیث کو صحیح قرار نہ دیا جائے یا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں ان کی شہادتیں قبول کی جائیں۔ یہ بات قرین انصاف ودیانت ہیں کہ جن کبار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے ائمہ صحاح ستہ نے روایت کو لیا وہ حدیث پایہ صحت تک پہنچی اور وہ تمام کے نزدیک قابل حجت ہو اور اس حدیث کو حجت کا سرٹیفکیٹ دے دیا جائے اور وہی ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم جب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت عالم با الحدیث وافقہ ہونے کی شہادت دیں تو ان کو قبول نہ کرتے ہوئے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حدیث میں نابلد اور یتیم قرار دیا جائے۔ اب ہمارے سامنے دو ہی راستے ہیں یا تو ان شہادتوں کی بناء پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حافظ الحدیث اور احادیث وآثار کے معانی کا اعلم ہونا تسلیم کرلیا جائے۔ ورنہ ائمہ صحاح ستہ کی احادیث کو ترک کردیا جائے یہ کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ ائمہ صحاح ستہ کی ان سے روایت کردہ حدیث تو صحیح ہو اور ان ہی سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حق میں روایت کردہ شہادت مردود اور ناقابل غور ہو۔ یہ عقل ودانش، انصاف ودیانت اور شرع کا خون ہے اور تابعین وتبع تابعین میں سے کبرائے محدثین کی تکذیب کے مترادف ہے کہ ایک مقام پر ان کی عدالت وثقاہت تو معلوم ہو اور دوسرے مقام پر ان کی عدالت وثقاہت کا خون کردیا جائے۔ اللہ عزوجل سے ہدایت کی دعا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کبرائے محدثین کی شہادت میں تاثیر ہے کہ ان کی شہادت کی وجہ سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی جائے۔

ہاں جب زمین کے مشارق ومغارب کے مقتداء وسردار علماء نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تقدم افضل کا اعتراف کرلیا تو یہ

Marfat.com

تاثیر امام صاحب رضی اللہ عنہ کو اپنے معاثرین پر ترجیح کو واجب کرتی ہے اور یہ کتاب وسنت دونوں سے ثابت ہے۔ کتاب اللہ میں اللہ عزوجل کا فرمان ہے۔

وکذٰلك جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا.

(سورہ بقرہ آیت ۱۴۳)

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو او یہ رسول تمہارے نگہبان وگواہ۔

مفسرین کرام میں سے ایک طائفہ کا قول ہے کہ اس سے بعض کا بعض پر شہادت دینا مراد ہے اور اس کی نوید حدیث مبارکہ میں بھی ہے اور وہ یہ ہے۔

عن عبدالعزیز بن صهیب قال سمعت انس بن مالك رضی الله عنه یقول مرو الجنازة فأثنوا علیها خیرا فقال النبی صلی الله علیه وسلم وجبت ثم مروا باخری فاثنوا علیها شرا. فقال وجبت فقال عمر بن الخطاب رضی الله عنه ما وجبت قال هذا اثنیم علیه خیرا فوجبت له الجنة. وهذا اثنیم علیه شرا فوجبت له النار وانتم شهدا الله فی الارض.

(بخاری شریف کتاب الجنائز باب ثناء الناس علی المیت)

عبدالعزیز بن صہیب سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ ایک جنازہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اس کی اچھی تعریف کی۔ یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ پھر وہ دوسرے جنازہ کے پاس سے گزرے اور اس کو برائی سے تعبیر کیا۔ آپ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا چیز واجب ہوگئی۔ آپ نے فرمایا: جس کی تم نے تعریف کی اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی بیان کی اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی۔ زمین میں تم اللہ کے گواہ ہو۔

اور مسلم شریف میں بصیغہ مجہول "مر" یہ حدیث مروی ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار "دونوں جگہ" فرمایا واجب ہوگئی اور یہ جملہ "انتم شهداء الله فی الارض" تین بار دھرایا۔

اور یہ حدیث کتاب الشہادات میں بطریق حماد بن زید عن ثابت عن انس رضی اللہ عنہ بھی مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

قال شهادة القوم المومنین مقبوله شهداء الله فی الارض.

یعنی مومنین لوگوں کی شہادت مقبول ہے اور وہ زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔ یہ مستعملی اور سرخسی کی روایت ہے۔

اور اکثرین کی روایت اس طرح ہے۔

شهادة القوم المومنون شهداء الله فی الارض.

Marfat.com

یعنی لوگوں کی شہادت مقبول ہے اور مومن لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہیں۔
دونوں روایتوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلی روایت میں مومنین قوم کی صفت ہے اور خبر محذوف ہے اور وہ ''مقبولة'' ہے۔

دوسری روایت میں المومنون مبتداء ہے اور شهداء الله فی الارض خبر ہے۔
اور ابوداؤد شریف کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں اس طرح ہے۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الملئكة عليهم السلام شهداء الله فى السماء وانتم شهداء الله فى الارض ان بعضكم علٰى بعض شهيد.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے آسمان میں اللہ کے گواہ ہیں اور تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو اور بلاشبہ تم میں سے بعض بعض پر گواہ ہیں۔

حافظ عسقلانی اور علامہ بدرالدین اس حدیث کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:

قوله انتم شهداء الله فى الارض. الخطاب للصحابة رضى الله عنهم ولمن كان على صفتهم من الايمان وحكى ابن المتين ان ذٰلك محضوص بالصحابة لاهنم نيطقون بالحكمة بخلاف من بعدهم. ثم قال والصواب ان ذٰلك يختص بالثقات والمتقين. (فتح الباری ج ۳ ص ۲۲۹، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۹۵)

یعنی یہ خطاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے ہے اور ان کے لیے جو ایمان کی اس صفت سے متصف ہوں۔ ابن متین نے حکایت کی کہ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مخصوص ہے اس لیے کہ وہ حکمت کے ساتھ کلام کرتے تھے بخلاف ان لوگوں کے جو ان کے بعد ہیں پھر ابن متین نے اس قول سے رجوع کرتے ہوئے کہا صواب یہی ہے کہ یہ ثقات اور متقین کے ساتھ مختص ہے۔

حافظ قسطلانی فرماتے ہیں:

قوله انتم شهداء الله فى الارض. لان الاضافة فيه للتشريف بانهم بمنزلة عالية عندالله. فهو كا التزكية من الرسول. الخ (ارشاد الباری ج ۳ ص ۵۲۲)

یعنی "انتم شهداء الله" میں اضافت تشریفی ہے اس لیے کہ وہ اللہ عزوجل کے نزدیک منزلہ عالیہ میں ہیں یعنی ان کا مقام نہایت بلند ہے اور وہ (گواہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تزکیہ کی مثل ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نیک اور صالح ہونے کی شہادت دے دی ہے۔

آگے چل کر فرماتے ہیں:

فينبغى ان يكون لها اشد ونفع فى حقه.

چنانچہ لائق ومناسب ہے کہ اس شہادت میں اثر ہو اور اس کے حق میں نفع ہو۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں اس معنی کی

Marfat.com

طرف اللہ تعالیٰ کے فرمان وکذلك جعلناکم امة وسطا میں اشارہ کیا گیا ہے۔

حافظ عسقلانی اور علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

وقال الداودی معنی الحدیث عند الفقهاء اذا اثنی علیه اهل الفضل والصدق لان الفسقه قد یثنون علی الفسقة فلا یدخلون فی معنی الحدیث. (عمدۃ القاری ج ۸ ص ۱۹۵، فتح الباری ج ۳ ص ۲۳۰)

داؤدی کے فقہاء کے نزدیک (اور فتح الباری میں یہ لفظ نہیں اس میں صرف یہ ہے المعتبر فی ذلك شهادة اهل الفضل والصدق یعنی اس میں صرف اہل فضل وصدق کی شہادت معتبر ہے) جب کسی کی اہل فضل وصدق تعریف کرے تو اس کی شہادت معتبر ہے کیونکہ فاسق لوگ صرف فاسقوں کی ہی تعریف کرتے ہیں وہ حدیث کے معنی میں داخل نہیں۔

ان احادیث مبارکہ اور ان کی شرح کے اعتبار سے ثقات ومتقین اور اہل فضل وصدق کی شہادت معتبر ہے اور یہ شہادت مقبول ہے۔ اب ذرا غور فرمائیں تو "وانتم شهداء الله فی الارض" کے زمرہ میں تابعین وتبع تابعین بھی ہیں۔ حدیث مبارکہ میں ہے۔

عن زهدم بن مضرب قال سمعت عمران ابن الحصین رضی الله عنها قال قال النبی صلی الله علیه وسلم خیرکم قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم. الی آخر الحدیث.

عن منصور عن ابراهیم عن عبیده عن عبدالله (بن مسعود) رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم خیر الناس قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم.

(بخاری شریف کتاب الشهادات باب لایشهد علی شهادة جور اذا اشهد)

پہلی حدیث حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے بہتر اور باعث خیر وبرکت میرا زمانہ ہے پھر جو اس سے متصل، پھر جو اس سے متصل۔

دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے خیر وفضل کا زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر جو اس سے متصل، پھر جو اس سے متصل۔

بخاری شریف کی صحیح حدیث سے ثابت ہوا زمانہ تابعین وتبع تابعین وہ ہے جس کے اہل الفضل والخیر ہونے کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے تو جب احادیث مبارکہ کی رو سے ثقات ومتقین اور اہل فضل وصدق ہی استحقاق شہادت رکھتے ہیں اور ان کی شہادت بفرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقبول ہے تو پھر تابعین وتبع تابعین میں کبار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم جو ثقات ومتقین اور اہل فضل وصدق میں سے ہیں ان کی شہادت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کیسے مقبول نہ ہوگی اور ائمہ کبار محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی شہادت کا انکار درحقیقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان کا انکار ہے۔

جب احادیث صحیحہ سے اہل فضل وصدق اور ثقات ومتقین کی شہادت عند اللہ مقبول ہے تو یہ شہادت عند الناس بدرجہ اولیٰ

Marfat.com

مقبول ہوگی کیونکہ یہ اہل فضل وصدق اور ثقات ومتقین وہ ائمہ کبار محدثین رحمۃ اللہ علیہم ہیں جن کے زمانہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ خیر سے تعبیر فرمایا۔ بعد از زمانہ خیر کے اہل خیر اور اہل فضل وصدق کی شہادت مقبول ہے۔

اس کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ تعدیل میں کیا عدد معین شرط ہے یا نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کتاب الشہادات میں ایک ترجمہ الباب اس طرح ہے۔

باب تعدیل کم یجوز۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۲۵۲)

یعنی کتنے اشخاص تعدیل کریں تو جائز ہے۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں توقف فرمایا اور چند ابواب کے بعد اس کی تعیین فرمائی اور وہ ترجمہ الباب یہ ہے۔ (فتح الباری ج ۶ ص ۲۷۴)

(۱۶) باب اذا زکی رجل رجلا کفاہ۔ (کتاب الشہادات)

یعنی ایک شخص کسی دوسرے شخص کی نیک وصالح ہونے کی شہادت دے اس ایک شخص کی شہادت کافی ہے۔

حافظ قسطلانی اس ترجمۃ الباب کے تحت لکھتے ہیں۔

قال مالك والشافعی وابویوسف ومحمد رحمهم الله علیهم اجمعین لا یقبل اقل من رجلین وقال ابوحنیفه یکفی الواحد۔ (ارشاد الباری ج ۶ ص ۹۰)

امام قسطلانی فرماتے ہیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ، ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دو آدمیوں سے کم کی شہادت قبول نہ کی جائے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک ہی کافی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فقال مالك والشافعی لا یقبل فی الجرح والتعدیل اقل من رجلین وقال ابوحنیفه یقبل تعدیل الواحد۔

قلت : مذهب ابی حنیفه وابی یوسف یقبل فی الجرح والتعدیل واحد۔ (عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۲۰۱)

امام مالک وشافعی نے فرمایا: جرح وتعدیل میں دو آدمیوں سے کم نہیں ہونے چاہئیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک کی بھی تعدیل قبول کی جائے۔

علامہ عینی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ابو یوسف رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ جرح وتعدیل میں ایک کی شہادت بھی قبول ہے۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں:

واجاز الاکثر قبول الجرح والتعدیل من واحد لانه ینزل بمنزلة الحکم والحکم لایشترط فیه العدد وقال ابوعبید لا یقبل فی التزکیة اقل من ثلاث۔ وهذا کله فی الشهادة اما الروایة فیقبل

Marfat.com

فیھا قول الواحد علی الصحیح لانه ان کان ناقلا عن عنیرہ فھو من جملة الاخبار ولا یشترط العدد فیھا وان کان من قبل نفسه فھو بمنزلة الحاکم ولا یتعدد ایضا۔ (فتح الباری ج ۵ ص ۲۷۴)

یعنی جرح وتعدیل میں اکثر نے ایک سے ہی کا قول قبول کرنا جائز قرار دیا ہے کیونکہ وہ قائم مقام حکم کے ہے اور حکم میں عدد شرط نہیں۔ ابوعبید نے کہا: کسی کے نیک وصالح ہونے میں تین سے کم قبول نہ کیا جائے۔ یہ تمام کے تمام بمتعلقہ شہادت ہیں لیکن روایت صحیح کے قول کے مطابق اس میں ایک قول بھی قبول کیا جائے گا کیونکہ اگر وہ اپنے غیر سے ناقل ہے تو وہ من جملہ اخبار میں سے ہے اور اس میں عدد شرط نہیں اور اگر وہ اپنی طرف سے ناقل ہے تو وہ قائم مقام حاکم کے ہے اور یہ بھی متعدد نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ بنظر انصاف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول اور شارحین بخاری کی تصریحات کو غور سے پڑھ کر آپ خود فیصلہ فرمائیں کے روایت میں فقط صحیح قول کے مطابق جرح وتعدیل میں ایک قول بھی معتبر ہے۔ یعنی اگر کسی کی جرح وتعدیل ایک آدمی بھی شہادت دے دے تو وہ مقبول ہے اور یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسی طرف میلان ورجحان ہے۔

اب جبکہ امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی نسبت ایک سو تابعین وتبع تابعین میں سے کبرائے ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم آپ کے اعلم وافقہ ہونے پر شہادت پیش کر رہے ہیں بلکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تعدیل کے وہ خود ناقل ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ثقہ وعادل ہیں تو ان کی شہادت وروایت کو آپ کیسے مردود قرار دے سکتے ہیں یا ان کی شہادت کو کیسے مسترد کر سکتے ہیں یا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو تسلیم کرلو یا پھر احادیث مبارکہ اور اقوال علمائے راسخین شارحین بخاری اور خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو مسترد کر کے کتب صحاح ستہ پر عدم اعتماد کا اعلان کردو کیونکہ ائمہ صحاح ستہ بھی کبار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی روایت کو قبول کر رہے ہیں جب کبار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم پر اعتماد نہیں تو ان سے مرویات احادیث صحاح ستہ پر کیسے اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

چھٹی قسم

امام الائمۃ، سراج الامۃ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب اور شیوخ اور شیوخ الشیوخ کے بیان میں۔

پہلے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب (شاگردوں) کے متعلق کچھ عرض کیا: جائے گا کیونکہ کسی کی قدر ومنزلت اور فضل وشرف کی معرفت اس کے تلامذہ کے ساتھ وابستہ ہے جس کے تلامذہ بکثرت ہوں گے یہ اس کے قدر اور افضل کے علم ہوں گے۔ علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الخیرات الحسان الفصل الثامن میں لکھا ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث وفقہ اخذ کرنے والوں کے ذکر کے بیان میں۔

قیل استیعابه متعذر لایمکن ضبطه ومن ثم قال بعض الائمة لم یظھرہ لاحد من ائمة الاسلام

Marfat.com

المشهورین مثل کاظهر لابی حنیفة من الاصحاب والتلامیذ. الخ۔ (الخیرات الحسان ص ۶۰)

کہا گیا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب وتلامذہ کا استیعاب بہت متعذر ہے کہ ان کا احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں اسی جگہ بعض ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا: مشہور ائمہ اسلام میں سے جتنے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب وتلامذہ ظاہر ہوئے ہیں کسی کے اتنے اصحاب وتلامذہ ظاہر نہیں ہوئے اور احادیث مشتبہ کی تفسیر، مسائل مستنبطہ، حوادثات، قضایا اور احکام میں جس قدر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب سے لوگوں نے نفع حاصل کیا علماء اور جملہ لوگوں نے اس کی مثل اور کسی سے نفع حاصل نہیں کیا۔ "جزاهم الله خیرا" اور بعض متاخرین محدثین میں سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات میں تقریباً تین سو تک ان کے تلامذہ کا مع اسماء اور نسب ذکر کیا ہے۔

امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی نے جامع المسانید میں اس طرح ارقام فرمایا ہے۔

قرات بخط سیدی واستاذی ووالدی رحمه الله عن الامام سیف الائمة السایلی رحمه الله انه قال اشتهد واستفاض ان ابا حنیفة رحمه الله تلمذ عند اربعة الاف من شیوخ ائمة التابعین، وتفقه عند اربعة الاف فلم یفت بلسانه ولا بقلمه حتی امرده فجلس فی مجلس فی جامع الکوفة فاجتمع معه الف من اصحابه اجلهم وافضلهم اربعون. (جامع المسانید ج اول ص ۳۲)

فرماتے ہیں میں نے امام سیف الائمہ سایلی رحمۃ اللہ علیہ کے منقول سیدی واستاذی اور والدی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا کہ امام سایلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ مشہور ومشتہر ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ائمہ تابعین کے چار ہزار شیوخ (فی الحدیث) کے پاس تلمذ حاصل کیا اور چار ہزار سے علم فقہ حاصل کیا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی زبان سے اور نہ ہی قلم سے فتویٰ دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے آپ کو حکم دیا پھر آپ نے جامع کوفہ میں ایک مجلس قائم فرمائی اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب میں سے ایک ہزار امام ہمنشین ہوئے اور ان میں افضل واجل چالیس تھے۔

اس نقل سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب ایک ہزار ثابت ہوئے ہیں یہ وہ ہیں جو ان کے احاطہ نظر میں آئے ورنہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی تعداد بہت زیادہ ہے جس کا استعاب متعذر ہے۔

یہی امام موصوف جامع المسانید کی جملہ دوم میں فرماتے ہیں:

الفصل الثالث. فی معرفة اصحاب ابی حنیفة رحمه الله الذین ردوا عنه فی هذه المسانید وهم خمسمائة او یزیدون. (جامع المسانید ج دوم ص ۳۴۴)

یعنی تیسری فصل

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی معرفت میں ہے جنہوں نے اسی "مسانید" میں آپ سے روایت کیا اور وہ پانچ سو سے زیادہ ہیں یہاں صرف پانچ صد یا اس سے زیادہ آپ کے ان اصحاب کا ذکر ہے جنہوں نے "جامع

Marfat.com

المسانید'' میں آپ سے روایت کیا اور اس کے علاوہ آپ روایت کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔
محمد بن یوسف صالحی دمشقی نے اپنی کتاب ''عقود الجمان'' کے باب پنجم میں آپ کے بعض اصحاب کا ذکر کیا جنہوں نے آپ سے حدیث وفقہ کو روایت کیا فرماتے ہیں:

واستیعاب الا خذین عن الامام ابی حنیفة لایمکن حصرة قال الحافظ ابومحمد الحارثی والذین رووا عنه اکثر ممن روی عن الحکم بن عتیبة وابن ابی لیلی وابن شبرمة وسفیان الثوری وشریك والحسن بن صالح ویحیی بن سعید وربیعة بن ابی عبدالرحمن ومالك بن انس وایوب سختیانی وابن عون وسلیمان التیمی وهشام الدستوائی وسعید بن ابی عروحه ومعمر بن راشد والشافعی واحمد واسحاق وغیرهم من ائمة الاسلام۔

یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کرنے والوں کا استیعاب اس کا حصر ناممکن ہے۔ حافظ ابومحمد حارثی نے فرمایا: جنہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا وہ ان سے اکثر ہیں جنہوں نے حکم بن عقیبہ، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، سفیان ثوری، شریک، حسن بن صالح، یحییٰ بن سعید، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، مالک بن انس، ایوب سختیانی، ابن عون، سلیمان تیمی، ہشام دستوائی، سعید بن ابی عروجہ، معمر بن راشد، امام شافعی، امام احمد، اسحاق بن راہویہ اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ اسلام سے روایت کیا۔

امام ابومحمد حارثی کا یہ قول اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں کی تعداد تمام ائمہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم سے روایت کرنے والوں کی تعداد سے زیادہ ہے اور جہاں تک کسی کو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں تک رسائی ہوسکی انہوں نے ان کے اسماء ونسب نقل کردیے۔

محمد بن محمد المعروف باین البزاز کردری فرماتے ہیں:

والذی روی الحدیث عنه اکثر من الذین روی عن الحکم وابن عینیة وابن ابی لیلی وابن شبرمة والثوری وشریك والحسن بن صالح فی جمیع اهل الکوفه۔ الخ۔ (مناقب کردری ج دوم ص ۲۱۸)

یعنی جنہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث کو روایت کیا وہ جمیع اہل کوفہ میں ان لوگوں سے زیادہ ہیں جنہوں نے حکم بن عتیبہ، ابن عیینہ، ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، ثوری، شریک اور حسن بن صالح سے روایت کیا اور جنہوں نے جمیع اہل مدینہ میں یحییٰ بن سعید، ربیعہ بن عبدالرحمٰن، مالک بن انس، ہشام بن عروہ سے روایت کیا اور جنہوں نے جمیع اہل مصر میں سے ابن لعیعہ اور لیث بن سعد سے روایت کیا اور جنہوں نے جمیع اہل جزیرہ حران میں سے عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا اور جنہوں نے جمیع اہل بصریین میں سے ایوب سختیانی، ابن عون، سلیمان تیمی، ہشام دستوائی، سعید بن ابی عروجہ سے روایت کیا اور جنہوں نے جمیع اہل واسط میں ہشیم اور خالد بن عبداللہ سے روایت کیا اور جمیع اہل یمن، اہل خراسان اور ماوراء النھر میں سے معمر بن راشد سے روایت کیا۔

Marfat.com

اس کے بعد ابن بزار لکھتے ہیں۔

فلم يظهر لاحد من الائمة ما ظهر له من الاصحاب فی الفقه والمعرفة ولم ينتفع احد مثل ما انتفعوا بتفسيرهم للاحاديث المشكلة والمسائل المستخرجة.

فقہ اور معرفت (حدیث میں) ائمہ اسلام میں سے کسی کے لیے اس قدر اصحاب ظاہر نہیں ہوئے جس قدر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب ظاہر ہوئے اور جتنا نفع احادیث مشکلہ اور مسائل مستخرجہ کی تفسیر میں اصحاب ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا اور کسی نے حاصل نہیں کیا۔

یہ جملہ روایات اس بات کی مظہر ہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کا حصر ناممکن ہے چنانچہ بعض علماء اعلام نے اپنی بساط اور جدوجہد کے مطابق امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے اسماء گرامی ضبط تحریر میں لائے۔

ان میں سے حافظ ابومحمد حارثی، قاضی ابوالقاسم بن ابی عوام، خطیب، ابوالمویدخوارزمی، امام محمد بن کردری، شیخ الحفاظ ابوالحجاج جمال الدین منری، قاضی ابومحمد علامہ عینی، علامہ قاسم حنفی رحمہم اللہ علیہم اجمعین ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے بعض ایسے اصحاب ابوحنیفہ نقل کیے ہیں جو دوسروں نے نقل نہیں کیے۔ یعنی ان میں سے ہر ایک کے پاس کچھ ایسے نام تھے جو دوسرے کے پاس نہ تھے اسی لیے جب آپ کتب مختلفہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب مذکور پائیں گے تو ان میں اختلاف ہوگا بعض نے اسماء میں کچھ اضافہ کیا اور بعض نے کمی کی اور بعض نے کچھ اسماء ذکر کیے ہیں اور بعض نے ان کے سوا کچھ اور اسماء ذکر کیے ہیں۔ چنانچہ علامہ محمد بن یوسف صالحی نے حروف معجم کے اعتبار سے چند علماء کرام سے آٹھ سو کے قریب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے اسماء نقل فرمائے ہیں جو ساٹھ صفحات پر مشتمل ہیں۔ شیخ علی بن سلطان محمد قاری رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ایک سو پچاس نام جمع کیے ہیں پھر علامہ ملا علی قاری نے آخر میں کہا یہ وہ نام ہیں جو ہم نے مناقب کردری سے مختصراً ذکر کیے ہیں اور ابن بزاز کردری نے تقریباً سات سو تیس اسماء گرامی مع مقام سکونت نقل کیے ہیں۔

بندۂ ناچیز مناقب کردری سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اسماء گرامی بمع مقام سکونت نقل کر رہا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے جب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ لکھنے کا ارادہ کیا تو میرے پاس اس موضوع پر کتب بہت کم تھیں میں نے حضرات علماء گرامی سے رابطہ کیا تاکہ مجھے کچھ کتب مل جائیں لیکن جواب نفی میں ملا۔ پھر میں نے کراچی، لاہور اور پشاور کے عظیم کتب خانوں سے رجوع کیا لیکن ان سے کوئی کتاب نہ مل سکی۔ یہ میرے لیے نہایت ہی مشکل لمحات تھے ایسے مصائب آلام سے جو شخص گزرا ہے وہی ان مشکلات کا احساس کرسکتا ہے جو اس کتاب کے لکھنے میں مجھے درپیش آئیں۔

لیکن میں نے امید کا دامن نہ چھوڑا اور مجھے ایک برادر دوست جناب محترم قاری عبدالمجید سعیدی صاحب گجراتی سے ایک کتاب مل گئی وہ الفقیہ القاضی ابی عبداللہ حسین بن علی صمیری متوفی ۴۳۶ھ کی کتاب ''اخبار ابی حنیفہ واصحابہ'' ہے اور یہ کتاب نہایت مدلل ہے اس کتاب کی بڑی خوبی یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب کو بسند متصل ثقات رواۃ سے نقل

Marfat.com

کیا گیا ہے اور یہ کتاب اکثر کتب جو مناقب امام صاحب رضی اللہ عنہ میں لکھی گئی ہیں کا ماخذ رہی ہے حتیٰ کہ خطیب بغدادی نے بھی اس سے روایت نقل کی ہے۔ گویا کہ یہ کتاب نہایت ہی جامع اور ثقہ ہے لیکن پھر بھی اور کتب کی ضرورت تھی۔

چنانچہ بندۂ ناچیز نے حضرت العلام صاحبزادہ رضائے المصطفیٰ صاحب آف ڈنگہ سے رابطہ کیا اور وہ میرے استاد بھائی بھی ہیں لہٰذا آپ نے مجھے چند کتب مرحمت فرمائیں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے وہ بوسیلہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور آپ کا سایہ عاطفت ہم پر تادیر قائم فرمائے آمین۔

ان وجوہ کی بناء پر بندۂ ناچیز نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کے اسماء گرامی صفحہ قرطاس پر لانے کا ارادہ کیا۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا ہے کتب کی عدم دستیابی کی مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے چونکہ حضرات علماء کرام کے پاس تو یہ کتب عربی میں موجود ہیں وہ ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ لیکن جو لوگ عربی سے ناواقف ہیں وہ ان سے کیسے مستفید ہوں گے چنانچہ عوام الناس اردو دان کے استفادہ کے لیے میں معتبر کتاب ''مناقب کردری'' سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب گرامی کے اسمائے مبارکہ مع مقام سکونت آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ زہے قسمت گر قبول افتد۔

علامہ محمد بن محمد المعروف بائن بزاز کردری نے سب سے پہلے حرمین شریفین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب کا ذکر فرمایا پھر اس کے بعد دیگر شہروں سے ان کا ذکر کیا۔

(۱) مکہ مکرمہ شرفھا اللہ سے اصحاب ابوحنیفہ

جنہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ طود مکہ عمرو بن دینار، عبدالعزیز بن ابی رواد، عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد، ہیبت مکی، سفیان بن عیینہ کوفی ساکن مکی، عبداللہ بن رجاء، عبداللہ بن ولید ہزلی، سعید بن سالم، سلیمان بن نافع خشاب مکی، فضل بن عیاض الحارث بن عمیر، ابراہیم بن عکرمہ، عبداللہ بن یزید مقری۔ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے نو سو حدیث سنی ہے۔ یحییٰ بن سلیمان، خلاد بن یحییٰ بن صفوان، یسع بن طلحہ، حنظلہ بن سفیان، داؤد بن عبدالرحمٰن، حمزہ بن حارث بن عمر، خالد بن یزید عمری، ابوسعید طائفی مکی، عمر بن قیس مکی، عبداللہ بن میمون، یحییٰ بن ابی عمرو۔

(۲) اہل مدینہ منورہ سے

جعفر بن محمد صادق، مالک بن انس، محمد بن اسحاق بن بشار صاحب مغازی، عبیداللہ بن عمر عمری، عبدالعزیز بن ابی حازم، عبدالعزیز بن محمد، محمد بن علی بن حسین بن علی، محمد بن عبدالعزیز بن ابی سلمہ ماجشون، اسماعیل بن یحییٰ بن عبداللہ قرشی، محمد بن عبدالرحمٰن مخزومی، محمد بن عمرو واقدی، عبدالمالک بن عبدالعزیز بن ابی سلمہ۔

(۳) اہل کوفہ سے

سفیان بن سعید بن سردق ثوری کوفی، ابوہاشم مغیرہ بن مقسم حبنی، عمار بن زریق اصحاب اعمش سے ہے۔ حماد بن ابی سلیمان اشعری کوفی استاد، بلال بن مرداس فزاری، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قاضی کوفہ، عبداللہ بن شبرمہ حنفی، رقیہ بن

Marfat.com

مصدقہ، مسعر بن کدام، اسماعیل بن خالد تابعی، شریک بن عبداللہ، محمد بن ابی عبید اللہ بن ابی سلیمان فرامی، عبدالرحمٰن قشیری، نافع بن ابی نعیم، حاتم بن حاتم بن اسماعیل کوفی، ابواسحاق سلیمان بن فیروز اوراس کا بیٹا اسحاق، ابوعبدالرحمٰن عمرو بن ذر، عمرو بن محمد کوفی ابوعثمان مزنی، زکریا بن ابی زائدہ، عبدالملک بن ابی سلیمان، لیث بن ابی سلیم، مطرف بن طریف، ان کا بیٹا یحییٰ بن ابی زکریا۔ یہ سب کے سب کوفہ کے کبار ائمہ حدیث سے ہیں انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی اور آپ کے مناقب بیان کیے۔ مالک بن مغول بجلی، اسماعیل بن عبدالملک بن ابی الصعید استادثوری، خلاد بن یزید، بسام بن عبداللہ حیرفی، اسد بن منصور بن معتمر، ابراہیم بن زبرقان، عاصم بن ابی النجود، حمزہ بن حبیب مقری زیات، سلیم بن عیسیٰ مقری، ان کے بھائی حفص بن عیسیٰ، حسن بن عمارہ جنہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو غسل دیا، یاسین بن معاذ الزیات، یعقوب بن ابی مفسد، ابن عیینہ کے ماموں، یوسف بن میمون، ابوخزیمہ صباغ، ابوبردہ تمیمی، مسادر بن وردان وراق، حسن بن صالح بن حی صمدانی، ہشیم بن عدی طائی کوفی، ابوبکر بن عبداللہ نہشلی، حفص بن حمزہ قرشی، سنان بن ہارون، ابان بن ثعلبہ قیسی، ابان بن عثمان بجلی احمدی، یحییٰ بن یعقوب، ابوطالب قاضی، ابویوسف قاضی کے ماموں، محمد بن صبیح سماک بجلی، موسیٰ بن یزید کندی، اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان، عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن ابجر، فرات بن تمام اسدی، محمد بن خطاب سدوسی، محمد بن طلحہ بن منصرف، ان کے بھائی عبدالرحمٰن ہمدانی، ایوب بن نعمان انصاری ابویوسف کے چچا کا بیٹا، نعیم بن یحییٰ، عبید اللہ بن ولید رصافی، محمد بن عمارہ، قعقاع بن شبرمہ ضبی، ایوب بن عبداللہ قصاب، توبہ بن خلیل خیاط، مفضل کوفی، عمرو بن سلیمان عطار، حجر بن عبدالجبار بن وائل بن حجر حضرمی، حضرموت کے بادشاہوں کی اولاد میں سے ہیں۔ سعید بن سوید، زکریا بن عتیک، حبان بن سوید بن حکیم صیوفی، حباب بن قسطاس حنتی، جعفر بن زیاد احمر علی کوفی، ابان بن ارقم عنزی، احمد بن فرات، محمد بن ربیع سلمی، محمد بن زیاد بن عمر جعفی، محمد بن قاسم ثقفی، مطلب بن زیاد، عبید بن سعید، مفضل بن صالح، ہشام بن مہران، ہشام بن ہلام سینانی، مغیرہ بن احمد بجلی، فضل بن موثق مکی، یعلی بن حارث محاربی، عبداللہ بن اسید احسنی، معاویہ بن عمار بجلی، مرزبان بن مسروق، سداد بن مصعب، مغیرہ بن حمزہ بن مغیرہ، محمد بن سوید طائی، محمد بن سوید کلبی، مسلمہ بن جعفر بجلی، مفضل بن صدقہ، ابوحماد حلفی، بدیل بن ورقاء ایامی، فضیل بن زبیر اسدی، عمارہ بن محمد، ابراہیم بن محمد بن مالک ہمدانی، ولید بن قاسم ہمدانی، اسحاق بن عبداللہ عبدی، اسید بن سبرہ حارثی، سعید بن خمیس تمیمی، ان کا بیٹا مالک بن سعید، محبوب ابوالفرات، یزید بن حزن عجلی کوفی، ابراہیم بن سماعہ بجلی، اسماعیل بن شعیب السمان، ایوب بن شعیب بن خرات کوفی، عبد بن اجلح، بکر بن خنیس، عبدالقدوس بن بکر خنیس، ان کے بھائی ابراہیم بن بکر، ابوجعفر بن محمد بن حسن رقاش، ربیع بن عاصم فزاری، دکین بن ربیع خزاری، محمد بن عبداللہ بن خارجہ بن نافع انصاری، زافر بن سلیمان، محمد بن حجاج لخمی، عبدالرحمٰن بن اصبح حضرمی، اسحاق بن مالک ہمدانی، یسار بن بشیر، احمد بن صباح بن یحییٰ مزنی، محمد بن سالم بن افلح انصاری، عبدالرحمٰن بن مالک بن مغول، کامل بن علاء، مالک بن ابان عجلی، عیسیٰ بن لقمان قرشی، عبدالکریم بن عبداللہ حنفی، شیبہ بن غفار ابوغفار بن شیبہ، طلحہ بن سنان بن حارث، مصرف، محمد بن بشر سلمی، محمد بن اسماعیل قیاد کوفی، علی بن عابس، محمد بن حجر کوفی، خطف بن ایوب عامری، محمد بن عذافر صیرفی، محمد بن زائدہ، ہشام بن محمد، ابان بن صالح اموی، طریف

Marfat.com

بن ناصح ، سباع بن علاء بن عبداللہ، سعید بن فراش، حوشب، سیف بن عمر وتیمی ، سیف بن عمارہ نخعی، سیف بن محمد ثوری، سیف بن حارث، سیف بن اسلم کوفی، عمار بن سیف حنبی ، عوف بن مبارک عبدی، عورک سعدی، غسان بن غیلان اسدی، غیاث بن ابراہیم تمیمی، منصور بن عبداللہ ثقفی، مصعب بن وردان ازدی، مخالد بن سعید، قیس بن ربیع اسدی، زہیر بن معاویہ، ابوخیثمہ جعفر، حکیم بن ظہیر فزاری، عبداللہ بن ادریس بن یزید ازری، ابومحمد محمد بن محمد بن فضل بن عرواحنبی ، اسرائیل بن یونس، ابی اسحاق سبیعی ، ان کے بھائی عیسیٰ بن یونس، مسیب بن شریک، ابوسعید تمیمی ، ابوبکر محمد بن عباس اسدی، عبدالرحمٰن بن سلیمان کوفی، عبداللہ بن حرب کوفی ، ابوشہاب الحفاظ، عبدویہ بن نافع ، یحییٰ بن یمان عجلی ، جریر بن عبدالحمید، عبداللہ بن نمیر بن ابی حبہ ہمدانی، ابوہشام سلیمان الیزید، علی بن عبداللہ، ابوداؤد نخعی ، ابوخالد احمری یشکری، علی بن ہشام برید، علی بن عزاب، عبدالرحمٰن بن محمد محاربی ، معضب بن سلام یمنی، عمرو بن محمد عبقری، عابد بن حبیب قیس، عبداللہ بن وہب حضرمی، اسباط بن محمد بن منیرہ قرشی، ابوالاحوص سلام بن سلیم نخعی ، جریج بن معاویہ، محمد بن ہیثم نخعی، جعفر بن عون عمرو بن حریث مخزولی کی اولاد سے، مسہر بن عبدالملک ابوزید ہمدانی، عبدہ بن سلیمان، عبدہ بن حمید الحذاء، منصور بن ابی الاسود، ابومعاویہ ضریر کوفی ، لیث بن عبدالرحمٰن، شاکر صمدانی، عبیداللہ بن موسیٰ قیسی ، جابر بن نوح صمانی ، یحییٰ بن عبدالملک بن ابی عتبہ بصری، ابومغیرہ اسماعیل بجلی ، ہدیم بن سفیان بجلی، ہشام بن کلیب مرادی، خلف بن خلیفہ، زیاد بن عبداللہ بن طفیل کابلی، عبداللہ بن علی، مہران بن طلاب بن حوشب، ابوردیم شیبانی ، داؤد بن عبلہ حارثی ، مبارک بن سعد ثوری، نوح بن دراج نخعی، عمرو بن جمیع، عثید بن قاسم، ابوزید بن علی بن حسین جعفی ، سعید بن خیثم ، ابوزید عیشی ، خالد بن عامر بن عیاشی اسدی، حسین بن حسین بن عطیہ عوفی، جعفر بن محمد بن بشیر بن حریر بن عبداللہ بجلی ، زید بن حباب عکلی ، احمد بن بشیر قرشی عمری، عمرو بن مجمع کندی، علی بن طبیان عسی ، ابواحمد زبیری، محمد بن عبداللہ زبیری، ابوداؤد عمرو بن سعید حضری، مصعب بن مقدام شعمی ، یوسف بن بکر، حماد بن خالد خیاط، عبدالعزیز بن ابان، حماد بن شعیب، عصمہ بن عبداللہ، سالم اسدی، عمرو بن شعیب، بشر بن سلیم، مسبب بجلی، محمد بن یعلی سلمی ، ابونعیم فضل بن دکین کوفی، سعد بن ابی الجہم لخمی ، صلت بن حجاج اسدی، سعید بن مسروق کندی، علی بن یزید صدائی، عون بن جعفر ابومحمد عبسی ، ابراہیم بن محمد ثقفی، ابویحییٰ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن حمنی ، محمد بن ربیعہ کلابی، معاویہ بن عبداللہ بن میسرہ، ابوقیس صائدی، منصور بن حازم کوفی، محمد بن عبید اللہ طنافسی ، عمرو بن عبید، یعلی بن عبید، محمد بن میمون زعفرانی، اسماعیل بن یوسف اشجعی، محمد بن بشر عبدی، زیاد بن حسن بن خرات، ابوالحسن بن اسود بن عمرو کلابی، علاء بن منہال غفوی، محاضر بن مودع اور اس کا بیٹا، ابن عبدالرحمٰن بن اسحاق قرشی، عبدالملک بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ اصبہانی، جنادہ بن سلیم، قاسم بن مالک مزنی، قاسم بن یزید جرمی، عثمان بن دینار، عثمان بن ابراہیم قرشی، حمیر بن مخارق سلولی، ابوجناد خاقان بن حجاج، محمد بن اسماعیل عن بکیر بن عتیق تیمی، حارث بن عبدالرحمٰن غنوی، محمد بن طفیل بن ہانی نخعی، محمد بن مسروق کندی قاضی مصر، محمد الخاطی، اسماعیل بن ابان وراق، اسماعیل بن یحییٰ صوفی، عمار بن عبدالملک، کثیر بن محمد عجلی، معافی بن مختار، حمید بن عبدالرحمٰن رواسی، عبداللہ بن میمون، عبداللہ بن بکیر نخعی، محمد بن صلت، علی بن خادم، جندل بن واثق، معاویہ بن ہشام، ولید بن یزید ثقفی ، مالک بن فدیک، طلق بن غنام، محمد بن مروان سدوسی، بشر بن

Marfat.com

یزید یشکری، ایوب بن ہانی بن ایوب جعفی، اسد بن سعید نخعی، محمد بن واصل تمیمی، واصل بن عبدالاعلیٰ اسدی، قبیصہ بن عقبہ سوائی، یحییٰ بن آدم کوفی، بشار بن ذراع، اسماعیل بن مسلم، زیاد سلولی، ابراہیم بن نعیم کنانی، محمد بن حسان، ابوالصباح بصری، محمد بن زیاد کوفی، محمد بن ابی الحاکم، محمد بن مختار بن ابی عبید ثقفی، عمر بن حماد بن طلحہ، عبید بن اسحاق بن عطار، خلف بن یاسین بن معاذ الزیات، ابراہیم بن میمون، احمد بن اسد بن عمرو بجلی، عبدالوہاب یشکری، ان کا بیٹا محمد، عبداللہ بن عبداللہ بن اسود، عبید اللہ بن زبیر قرشی آل عبداللہ بن مسعود کے موالی میں سے ہے، ابوعبدالرحمٰن حارثی، عون بن علاء بن عبدالکریم ہمدانی، عثمان بن عبداللہ کوفی، مالک بن اسماعیل ابوعنان نہدی، زیاد بن حسن بن فرات ہمدانی، زکریا بن عدی بن عبداللہ اشجعی، حاصل بن ربیع، علی بن حمزہ کسائی، معاذ بن مسلم قرظی، یزید بن مہران، ولید بن ابان کوفی، حکیم بن قیس کوفی، تلید بن سلیمان، زکریا بن یحییٰ کوفی، زید بن حسن الحاطی، سعید بن عمرو ابی نصیر کوفی، محمد بن ابی شیبہ والد عثمان وابی بکر، عبداللہ بن صالح بن مسلم، ابوالمنذر وراق، سعید بن خثیم، اسماعیل بن خالد، اسماعیل بن نصیر، عمار بن حبیب بن حبان بن ابی الاشرس بن ابی الابیض بن اغر تمیمی منقری، ولید اور ابیض عروہ بن مغیرہ بن شعبہ کے بیٹے، ثعلبہ کوفی، اسید ابوسوید۔

(۴) اہل بصرہ میں سے

قتادہ بن دعامہ سدوسی جو تفسیر وحدیث اور فقہ میں اہل بصرہ کے امام ہیں، سلیمان بن طرحان تیمی، ابان بن ابی عیاش، جریر بن ابی حازم، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، عثمان بن مقسم کندی، ورقاء بن عمرو بن کلیب، سلام بن ابی مطیع، نصر بن طریف، معتمر بن سلیمان خویلی بن عبداللہ، عبدالواحد بن زیاد، ابوعبداللہ صفار، بحر بن کنیز سقاء، سالم بن نوح، سعید بن ابی عروجہ، حارث بن نبہان جرمی، وہیب بن خالد، بشر بن فضل بن ثعلبہ بصری، یزید بن زریع بصری، قنوعہ بن سوید باہلی، عمرو بن ہیثم ابوقطن، مسعدہ بن یسع بصری، ابوعبداللہ بن داؤد ہمدانی، حماد بن مسعدہ، محمد بن مبادر، عباد بن عباد مہلبی، عمرو بن حبیب، ضحاک بن مخلد ابوعاصم نبیل، عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ شامی نزیل بصرہ، عبدالرحمٰن بن مہدی، روح بن عبادہ، سلام بن منذر، عبدالوارث بن سعید، عبادہ بن مہیب، داؤد بن زبرقان، ہوذہ بن خلیفہ، حماد بن عیسیٰ، سوار بن عبداللہ قاضی یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کرتا ہے، معمر بن خاقان، سہیل بصری، ابوعمرو بن علاء مقری، سعید بن عامر ضبعی، محمد بن ابی عدی، فضیل بن سلیمان، یحییٰ بن کثیر، وہب بن جریر اور ان کے باپ جریر بن حازم، عدی بن فضل، مزاحم بن عوام، جعفر بن سلیمان، عمرو بن علی مقدی، معاذ بن معاذ عنبری، عمرو بن عبید معتزلی، عبداللہ بن بکر سہمی، عباد بن کثیر، زاہد بن سعید، عبداللہ بن محمد بن عائشہ، ابوعمرو مزیر، حماد بن یحییٰ۔

(۵) اہل واسط سے

ابوبسطام شعبہ بن حجاج، ابوعوانہ وضاح، عبدالعزیز بن مسلم، عبداللہ بن یزید ہذلی بصری، ابوزید یحییٰ بن عبسہ، ابوالنضر ہاشم بن قاسم، عامر بن مروان، ان کا بیٹا علی، ہشیم بن بشیر واسطی، خالد بن عبداللہ بصری، عباد بن عوام، محمد بن حسن واسطی،

Marfat.com

معتمر بن مجرحمیری، ابوسفیان سلمہ بن صالح، صالح بن عمرو واسطی، علی بن عاصم بصری، محمد بن یزید واسطی، اسحاق بن یزید واسطی، اسحاق بن یوسف اَزرق، یزید بن ہارون واسطی، حکم بن منصور، حارث بن منصور، اسماعیل بن منذر بن منصور، ابوشیخ، ان کا بیٹا سلیمان بن ابی شیخ واسطی، داؤد بن راشد، اسماعیل واسطی، شعیب بن حرب، سلام بن مسلم، شبابہ بن سوار۔

(۶) اہل موصل سے

ہارون بن عمرو انصاری، عبدالرحمٰن بن حسن زجاج، عمرو بن ایوب موصلی، عفیف سالم، معافی بن عمران، شعیب بن اسحاق موصلی، اسماعیل بن عیاش موصلی۔

(۷) اہل جزیرہ سے

عبدالکریم ابوامیہ جزری، امام اہل جزیرہ، مردان بن سالم جزری، مردان بن شجاع جزری رقی، ظریف بن عیسیٰ۔

(۸) اہل رقہ سے

عثمان بن سابق، عبداللہ بن عمرو جزری رقی، طلحہ بن زید رقی، کثیر بن ہشام رقی، فیاض بن محمد رقی، سعید بن مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک بن مردان رقی۔

(۹) اہل نصیبین سے

حماد بن عمرو نصیبینی، یوسف بن اسباط، ابراہیم بن محمد ابواسحاق فزاری۔

(۱۰) اہل دمشق سے

احوص بن حکیم، سعد بن عبدالعزیز، سوید بن عبدالعزیز، سعد بن یحییٰ لخمی دمشقی، شعیب بن اسحاق دمشقی، ولید بن مسلم دمشقی، محمد بن زید بن مذحج، ود بن عبداللہ خولانی، سلیمان بن ابی کریمہ، قاسم بن غصن۔

(۱۱) اہل رملہ سے

یحییٰ بن عیسیٰ رملی، ایوب بن سوید، علاء بن ہارون، ضمرہ بن ربیعہ، مخلد بن حسین مصیصی، رواد بن جراح عسقلانی، محمد بن خالد ذہبی حمصی، فرج بن فضالہ، شعبہ بن ولید، حکم بن ہشام ثقفی، ابوالفضل شامی، محمد بن اشعث شامی۔

(۱۲) اہل مصر سے

یحییٰ بن ایوب مصری، لیث بن سعد مصری، ابوعبداللہ مصری شیبانی۔

(۱۳) اہل یمن سے

معمر بن راشد، عبدالرزاق بن ہمام صنعاء، ان کی اکثر روایت امام صاحب رضی اللہ عنہ سے ہیں، قرہ بن موسیٰ بن طارق

Marfat.com

زبیدی، حفص بن میسرہ صنعائی، مطوف بن مازن قاضی یمن، ہشام بن یوسف صنعائی، محمد بن انس صنعانی، رباح بن زید صنعانی، یوسف بن یعقوب صنعانی، اسہل بن عبدالکریم صنعانی، عباس بن سالم طائی۔

(۱۴) اہل یمامہ سے

محمد بن جعفر جعفی، ایوب بن جعفر حنفی، ہوزہ بن خلیفہ۔

(۱۵) اہل بحرین سے

عیسیٰ بن موسیٰ۔

(۱۶) اہل بغداد سے

خلیفہ ابوجعفر منصور یہ وہی ہے جس نے اپنے استاذ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، مستعمل بن ملحان یہ حاتم بن علی طائی کی اولاد سے ہے جو بغداد میں مقیم ہے، حماد بن ولید نزیل بغداد، یحییٰ بن سعید اموی، عبداللہ بن مغیرہ بغدادی، محمد بن سابق، ابراہیم بغدادی، عبداللہ بن سلیمان بغدادی، طلحہ بن ایاس اور ان کا منشی علی بن جعفر بن عبید جوہری، سفیان بن زیاد، ابو مالک والد حسین بن ابو مالک، مہاجر بغدادی، ابواسرائیل بغدادی۔

(۱۷) اہل اہواز سے

ابوہاشم محمد بن زبرقان، زبرقان اہوازی، سعید بن ہمام کوفی فارسی، عبداللہ بن بذیع، بجیر بن سعد فارسی، سلیمان بن یزید، عصمہ بن جراح فارسی۔

(۱۸) اہل کرمان سے

حسان بن ابراہیم کرمانی، عطاء بن جبلہ کرمانی، یحییٰ بن بکیر۔

(۱۹) اہل اصبہان سے

ابواہان نعمان بن عبدالسلام کوفی اصبہان کی قضاء پر متعین تھا، عصام اصبہانی۔

(۲۰) اہل حلوان سے

ولید حلوانی۔

(۲۱) اہل استرآباد سے

عمار بن نوح۔

Marfat.com

(۲۲) اہل ہمدان سے

اصرم بن حوشب، قاسم بن حکم کوفی قاضی ہمدان۔

(۲۳) اہل نہاوند سے

عبدالعزیز نہاوندی۔

(۲۴) اہل ری سے

عیسیٰ بن ماہان ابوجعفر رازی، علاء بن حصین رازی، مہران بن ابی عمیر، علی بن مجاہد رازی، عیسیٰ بن خالد اصم، ابومعاذ رازی، اُزرق حنظلی، ابوزہیر، عبدالرحمٰن بن دوسی، اسحاق بن سلیمان رازی، ابراہیم بن مختار رازی، ھطام بن سلیمان رازی، یحییٰ بن رازی، عثمان بن زائدہ رازی، حارث بن مسلم، صباح بن محارب، ہارون بن مغیرہ رازی، اشعث بن اسحاق رازی، ابواسماعیل خوارزمی قاضی خوارزم۔

(۲۵) اہل قومس اور رامغان سے

بکیر بن معروف امام قومس، محمد بن بکیر قاضی دامغان۔

(۲۶) اہل طبرستان سے

حکیم بن زبید قاضی آمل۔

(۲۷) اہل جرجان سے

عبدالکریم بن محمد جرجانی، امام اہل جرجان قاضی ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آتا اہل مجلس ان کے آنے سے نفع حاصل کرتے اور ہمارے پاس خراسان سے ان سے افقہ کوئی نہیں آیا، خالد بن صبیح، عمران بن عبداللہ جرجانی، ابوطیبہ جرجانی اور ان کا بیٹا احمد جرجانی، عنبسہ بن ازہر، رزین جرجانیان، بکیر بن حفص جرجانی، سعد بن سعید، عثمان بن سفیان جرجانی، ابوالخطاب جرجانی۔

(۲۸) اہل نیشاپور سے

سفیان بن قیراط، بشر بن ازہر۔

(۲۹) اہل سرخس سے

خارجہ بن مصعب امام اہل سرخس انہوں نے ایک لاکھ درہم طلب علم میں خرچ کیا اور ایک لاکھ لوگوں پر خرچ کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ امور میں ان سے مشاورت فرماتے تھے، عمارہ قاضی سرخس۔

Marfat.com

(۳۰) اہل نساء سے

ابوسفیان نسائی قاضی مرد، فضالہ نسائی، عامر بن فرات، محمد بن یزید نے کہا: میں ان کے پاس آیا جایا کرتا تھا انہوں نے ایک دن مجھ سے فرمایا: تم امام صاحب رضی اللہ عنہ کی کتب دیکھا کرو میں نے کہا: میں طالب حدیث ہوں میں ان کی کتب نہیں دیکھوں گا۔ عامر بن فرات نے کہا: میں نے ستر سال آثار سیکھے اور میں آپ کی کتب کو دیکھنے کے بعد ہی اچھی طرح استنجاء کرتا ہوں۔

(۳۱) اہل مرو سے

ابراہیم صائغ اہل خراسان کا افتخار، ان کا بیٹا اسماعیل صائغ، حسن بن واقد امام اہل مرو، نضر بن محمد ابن مبارک نے فرمایا: نضر بن محمد تنہا ہی جماعت ہیں، فضل بن عطیہ، ان کا بیٹا محمد بن فضل ابوعاصم، ابوغانم یونس، ابوعصمہ نوح بن ابی مریم، جامع قاضی القضاۃ خراسان، ابوحمزہ محمد بن میمون یشکری، توبہ بن سعد، فضل بن موسیٰ شیبانی، نصر بن باب، محمد بن شجاع مروزی، سہل بن مزاحم، ان کے بھائی محمد بن مزاحم، یحییٰ بن نصر بن حاجب قرشی، نعیم بن عمرو، حکم بن میسرہ، نضر بن شمیل نحوی، حسین بن رشید مروزی، فیروز بن کعب، عبید اللہ بن عبدالرحمٰن، ابوالحارث بن ابراہیم بن مغیرہ، فضل بن سوید، خالد بن صبیح امام اہل مرو، نضر بن شمیل بشر بن یحییٰ نے کہا: میں نے ان کو مجلس ابن مبارک میں بیٹھا ہوا دیکھا جب کوئی مسئلہ ابن مبارک کے پاس آتا تو عبداللہ بن مبارک ان سے فرماتے: اے ابوالہیثم! اس کے متعلق جواب دو، منصور بن عبدالحمید، ابومجاہد عابد، عبدالعزیز، ابورزمہ، اکثم بن اکثم، عیسیٰ بن عثمان، محمد بن مختار، ابوالمتوکل امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑوسی، ابوحسان زیادی، عمرو بن داؤد، ابوحفص کندی، ابویسر مولیٰ ابی جعفر، ابوعبداللہ قرشی، ازہر بن کیسان۔

(۳۲) اہل بخارا سے

شریک بن عبداللہ نخعی، محمد بن قاسم اسدی امام اہل بخارا، محمد بن فضل بن عطیہ، محمد بن سلام، ابوخزیمہ، حازم بن عبداللہ سدوسی، جنید بن حسان صاحب حضرت انس بن مالک، حسن بصری، ابن سیرین، اسحاق بن مجاہد حنظلی، حازم بن اسحاق بن مجاہد، ابوعبداللہ اسحاق بن بشر بخاری، عثمان بن حمید المعروف بابوحنیفہ، عیسیٰ بن موسیٰ تمیمی مولاھم ابواحمد غنجار بخاری، حسن بن عثمان، محمد بن سلام بیکندی، کعب بن سعد عامری، بدیل بن سہیل، احمد بن جنید حنظلی، مسیّب بن اسحاق، حسن بن صالح، سعید بن ایوب، یحییٰ بن معین، محمد بن جعفر، سعد بن حفص، عبدالرحمٰن بن ہشام، نصر بن حسین، محمد بن قتیبہ، شداد بن سعد، سہل بن عاصم، محمد بن مہلب، حفص بن داؤد، معروف بن منصور، اسحاق بن حمزہ، اسحاق بن نصر، مہلب بن عاصم مصری، ولید بن اسماعیل۔

(۳۳) اہل سمرقند سے

ابومقاتل حفص بن سہیل خزاری سمرقندی، نصر بن ابی عبدالملک عتکی، شریک بن ابی مقاتل، معروف بن حسان، اسحاق

Marfat.com

بن ابراہیم حنظلی قاضی سمرقند، یونس بن صبیح سمرقندی۔

(۳۴) اہل کیش سے

راہب بن مکشی۔

(۳۵) اہل صغانیات سے

ابوسعید محمد بن منتشر۔

(۳۶) اہل ترمذ سے

عبدالعزیز بن خالد، زیاد ترمذی، قاضی ترمذ وصغانیان، اسرائیل بن زیاد ترمذی۔

(۳۷) اہل بلخ سے

مقاتل بن حیان، متوکل بن عمران، متوکل بن شداد، ابومحمد حسن بن محمد لیثی، عمر بن ہارون، سالم بن سالم بلخی، ابومطیع حکم بن عبداللہ بلخی علم، عبارت اور زہد کے اعتبار سے اہل بلخ کے سردار تھے، ابومعاذ خالد بن سلیمان بلخی، حسن بن سلیمان بلخی، عمرو بن دیباج، عصام بن یوسف، مکی بن ابراہیم، ابراہیم بن ادہم المعروف بصاحب الامام، شفیق بن ابراہیم بلخی، مقاتل بن فضل فقہ اور حدیث میں ائمہ بلخ میں سے ایک امام تھے، علی بن محمد، علی بن یونس بلخی، سعدان بن سعد بلخی۔

(۳۸) اہل ہرات سے

ہیاج بن بسطام امام اہل ہرات، کنانہ بن جبلہ، ابورجاء عبداللہ بن واقد انہوں نے کہا: حسن بن عمارہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو غسل دے رہے تھے اور میں آپ پر پانی انڈیل رہا تھا، معمر بن حسین ہروی، مالک بن سلیمان ہروی۔

(۳۹) اہل سجستان سے

عبداللہ سنجری، ایاس بن عبداللہ بن فضل سنجری۔

(۴۰) اہل رم سے

ابومعروف سجستانی قاضی رم۔

(۴۱) اہل خوارزم سے

ابوعلی خوارزمی، مغیرہ بن موسیٰ بصری ساکن خوارزم، ابراہیم بن عبدالرحمٰن خوارزمی، اسید خوارزمی اور ان کا بیٹا داؤد، ابوعلی خوارزمی قاضی خوارزم، عبیداللہ خوارزمی، عبداللہ بن یوسف خوارزمی، ابواللیث خوارزمی۔

Marfat.com

(۴۲) امام صاحب رضی اللہ عنہ کے وہ اصحاب جن کا نام معروف ہے لیکن شہر غیر معروف

محمد بن یزید انصاری، سالم بن محمد بامعلیٰ، ابوخزیمہ اسدی، اسماعیل بن ابی زیاد، عمرو بن شعیب، ابوالحسن باہلی، اسحاق بن ابی الجعد، عیسیٰ بن ایوب، عمرو بن عیسیٰ، حسن بن یوسف بن سلیمان، ابوعمرو دوری، یحییٰ بن نوح، ہمام بن مسلم، ابوالحارث، حسن بن شراحیل، لیث بن نصر، یوسف بن زاید، سلمہ بن سنان، عاصم بن مرزوق، اسماعیل، محمد بن سعید، اسحاق بن ابراہیم، یحییٰ بن طہان، محمد بن زیاد، محمود علی سلیمان کے بیٹے، حامد بن اسحاق عابد، منصور الحکم، ابوخزیمہ عابد، عبدالوہاب بن ابراہیم خراسانی، یحییٰ بن خالد اسماعیل بن یحییٰ، محاربی بن بجلی، ابوعمرو زبیری بن مغیرہ بن عبداللہ، سعید بن یحییٰ، حسن بن میتب، ابوحفص عن ابیہ، ابواسحاق ازہری اشعری، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی اولاد سے، ابوبکر بن ابی عون، حکم بن ہشام، ابوبحر معتصمی، ابوالولید، علی بن علی حمیری، اسحاق بن دینار، حجر بن یزید، محمد بن عباد، ابوابراہیم مکش، شعیب بن عبدالعزیز، صفیہ حفص بن عبدالرحمٰن شریک امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بیوی۔

اس کے بعد ابن بزاز کردری فرماتے ہیں:

فهولاء سبع مائة وثلثون رجلاء من مشائخ البلدان واعلام المسلمين من مشارق الارض ومغاربها اخذوا عنه ووصل العلم الينا ببركة سعيهم واجتهادهم جزاهم الله تعالى عنا خير الجزاء وخاصة عن الامام الاعظم۔ (مناقب کردری ج دوم ص ۲۱۹ تا ۲۴۴)

یہ مشہور شہروں کے مشائخ میں سے اور زمین کے مشارق ومغارب میں سے مسلمانوں کے سردار اور مینارۂ علم سات سو تیس آدمی ہیں جنہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا اور ان سے حدیث روایت کی جن کی کوشش اور اجتہاد سے علم ہم تک پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے انہیں بہتر جزاء عطا فرمائے اور خاص کر کے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو بہتر جزاء عطا فرمائے۔ امین بجاہ طہ ویٰسین۔

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اصحاب گرامی کے اسماء مبارکہ مع مقام سکونت سماعت فرمائے۔ اب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ گرامی کے متعلق کچھ ہدیہ ناظرین کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ عزوجل سے بصد عجز ونیاز دعا ہے کہ وہ بوسیلہ نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم اس سعی حقیر کو اپنی بارگاہ میں شرف اجابت سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

شیوخ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

علامہ احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فصل ہفتم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ کے ذکر میں فرماتے ہیں:

هم كثيرون لا يسع هن المختصر ذكرهم وقد ذكر منهم الامام ابوحفص الكبير اربعة الاف شيخ وقال غيره له اربعة الاف شيخ من التابعين مما بالك بغيرهم۔ (الخیرات الحسان ص ۵۶)

فرماتے ہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ بہت زیادہ ہیں اس مختصر میں ان کے ذکر کی گنجائش نہیں۔ امام

Marfat.com

صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے امام ابوحفص کبیر نے چار ہزار شیخ ذکر فرمائے ہیں اور ابوحفص کبیر کے علاوہ دیگر نے آپ کے چار ہزار شیخ صرف تابعین میں سے ذکر کیے ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تیرا کیا خیال ان کے علاوہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اور کتنے شیوخ ہوں گے جبکہ صرف تابعین میں سے آپ۔ کے چار ہزار شیخ ہیں تو تبع تابعین وغیرہم سے آپ کے کتنے مشائخ ہوں گے۔

عن ابوحفص ابن الامام الاجل امام الائمه بکربن محمد بن علی الزرنجری فیما کتب امی من بخارا اخبرنا والدی رحمه الله قال حکی عن ابی عبدالله بن ابوحفص الکبیر رحمه الله وقع منازعة فی زمنه بین اصحاب ابی حنیفة وبین اصحاب الشافعی فجعل اصحاب الشافعی لفیضلون الشافعی علی ابوحنیفه فقال ابوعبدالله بن حفص عدد المشائخ الشافعی کم هم فیعدوا فبلغوا ثمانین، ثم عدد مشائخ ابی حنبفة من العلماء والتابعین فبلغوا اربعة الاف فقال ابوعبدالله هذا من ادنی فضائل ابی حنیفة رحمه الله. (الموفق ج اول ص ۳۸، جامع المسانید ج اول ص ۳۰)

ابوعبداللہ بن حفص کبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ان کے زمانہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کے درمیان جھگڑا ہوگیا کیونکہ اصحاب شافعی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے تھے۔ ابوعبداللہ بن حفص نے فرمایا: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ شمار کرو وہ کتنے ہیں چنانچہ انہوں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ شمار کیے تو وہ ۸۰ تک پہنچے پھر انہوں نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے علماء اور تابعین سے مشائخ شمار کیے تو وہ چار ہزار تک پہنچے تو ابوعبداللہ نے فرمایا: یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ادنیٰ فضائل سے ہے۔

تو اس روایت سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے چار ہزار مشائخ صرف تابعین میں تھے۔

پھر آپ کے بعض مشائخ کا ذکر کیا۔ امام حافظ ابوبکر محمد بن عمر بن محمد بن سبرہ دجاجی نے اپنی کتاب ''الاختصار لمذهب ابی حنیفه'' میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعض مشائخ کا ذکر کیا۔

علامہ موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے حافظ حجابی کی روایت کا اسلوب دیکھا ہے وہ اولیٰ اس لیے ہے کہ ان کی روایت میں عدد مشائخ بہت زیادہ ہیں اور میں جو مشائخ حافظ حجابی نے نقل نہیں کیے۔ ابن خسرو بلخی کی روایت سے ان کا ذکر کروں گا اور یہ کہوں گا "زاد ابن الخسود".

ابوالمویدعلامہ محمد بن محمود خوارزمی نے لکھا ہے۔

الفصل الثانی فی معرفة مشائخ ابی حنیفة من الصحابة والتابعین رحمهم الله تعالیٰ ویقرب عددهم ثلاثمائة. (جامع المسانید ج دوم ص ۳۴۴)

فصل دوم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے صحابہ وتابعین میں سے مشائخ کی معرفت میں سے رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین اور ان کی تعداد تین سو کے قریب ہے۔

Marfat.com

علمائے فحول حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے چار ہزار مشائخ پر متفق ہیں اور ان میں سے کسی کو بھی اس بارے میں تردد و تفکر نہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے وصف میں چند اشعار کہے ہیں ان میں سے ایک شعر یہ ہے۔

ثلثة الاف والف شیوخه. واصحابه مثل النجوم الثواقب

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے چار ہزار شیوخ ہیں اور آپ کے اصحاب کی تعداد آسمان پر چمکنے والے ستاروں کی مثل ہے۔

فن رجال کے امام ابوالحجاج حافظ جمال الدین مزی نے اپنی کتاب ''تہذیب الکمال'' میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ۷۶ شیوخ شمار کیے ہیں۔ بندۂ ناچیز عنقریب ان کے حالات ہدیہ ناظرین کرے گا جس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو سکے گا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف صحابی اور تابعی ہی واسطہ ہیں۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے چار ہزار مشائخ کرام کے ثبوت کے متعلق کچھ وضاحت، امصار کی تواریخ کے عارف اور رواۃ کے اخبار اور اخیار کے آثار پر واقف کو اس بات پر شک نہیں ہونا چاہیے کہ جو اصحاب سیر و مناقب نے تذکرۂ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں آپ کے بکثرت شیوخ ذکر کیے ہیں یہ مستبعد نہیں۔ یعنی عقل و نقل کے لحاظ سے یہ بعید از سمجھ نہیں کیونکہ کوفہ وہ شہر ہے جہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور پرورش پائی اور اس وقت کوفہ فقہاء و محدثین کا کبیر مرکز تھا۔ اس کا صرف وہی انکار کر سکتا ہے جو تواریخ بلدان اور سیر اعلام اور تراجم اعیان سے جاہل ہے۔

جب امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عراق فتح ہوا تو آپ نے کوفہ کی تعمیر کا حکم دیا چنانچہ ۱۷ھ کو کوفہ تعمیر ہوا اور قبائل عرب میں سے صاحب فصاحت نے اس کے اردگرد سکونت اختیار کی۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی تعلیم دین کے لیے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو یہ کہہ کر بھیجا کہ میں نے اپنے آپ پر تمہارے لیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ترجیح دی ہے کہ وہ تم کو علم دین کی تعلیم دیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا علم میں ایک عظیم مقام تھا۔ لہٰذا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور آپ کے اصحاب کے اہل کوفہ کو دین کی تعلیم دینے کی وجہ سے وہاں ثقات اہل علم کی تعداد چار ہزار تک پہنچ گئی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ وہاں اصفیاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرت سعد بن ابی وقاص، حذیفہ، عمار، سلمان اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ حتیٰ کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ منتقل ہوئے تو آپ اہل کوفہ کے کثرت فقہاء سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا: اللہ عزوجل ابن ام معبد پر رحم کرے کہ انہوں نے اس قریہ کو علم سے بھر دیا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ایک لفظ میں اس طرح ہے۔

''اصحاب ابن مسعود سرج هذه القرية''

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے اصحاب اس قریہ کے چراغ ہیں۔۔

یہاں تک کہ کوفہ علوم کا منبع بن گیا اور محدثین و فقہاء اور علوم قرآن و علوم لغت عربیہ کے قائمیں کی کثرت کے سبب

Marfat.com

مسلمانوں کے دیگر شہروں میں کوفہ کا کوئی مثیل نہیں تھا۔

امام احمد بن عبداللہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک ہزار پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوفہ میں تشریف لائے۔

تابعی کبیر مروق بن اجدع نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا علم چھ حضرات تک منتہی پایا۔ حضرت علی، عبداللہ، عمر، زید بن ثابت، ابودرداء اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہم۔

ابومحمد رامہرمزی نے ''الفاضل'' میں انس بن سیرین سے ذکر کیا کہ انہوں نے کہا: میں نے کوفہ میں چار ہزار طالبان حدیث اور چار سو فقہاء کو دیکھا ہے۔ ابومحمد نے ہی عفان سے روایت میں کہا کہ ہم کوفہ آئے اور وہاں چار ماہ قیام کیا اگر ہم ایک لاکھ حدیث لکھنا چاہتے تو لکھ سکتے تھے لیکن ہم نے صرف پچاس ہزار کے قریب حدیث لکھی۔

پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ حرمین شریفین کی احادیث دیگر شہروں کے علماء کے درمیان مشترک تھی اس لیے کہ وہ بکثرت حج کرنے آتے تھے اور حرمین شریفین سے احادیث حاصل کرتے تھے اور ان میں کتنے ایسے علماء کرام ومحدثین عظام ہیں جنہوں نے چالیس سے زائد حج اور عمرہ ادا کیے ان میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں کہ آپ نے پچپن حج ادا فرمائے۔

علاوہ ازیں علامہ محمد بن یوسف صالحی نے عقود الجمان ص ۳۱۲ میں ذکر کیا ہے کہ جب ابن معبیرہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو قضاء کے لیے مارا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور یہ واقعہ ۱۳۰ھ میں پیش آیا اور خلافت عباسیہ تک آپ وہاں قیام پذیر رہے اور ابوجعفر کے زمانہ میں آپ واپس کوفہ تشریف لائے اور ابوجعفر ۱۳۷ھ میں خلافت کا والی بنا تو اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مکہ مکرمہ میں قیام کی مدت تقریباً سات سال بنتی ہے۔

الحاصل، اگر آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا کوفہ میں شیوخ سے اخذ علم کو بھی شمار نہ کریں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قیام مکہ مکرمہ کے دوران موسم حج کے علاوہ ائمہ اعلام سے استفادہ بھی خارج از ذہن کردیں اور ان کے سوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے صرف پچپن حج کو لے لیجئے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے چار ہزار شیوخ کی دلیل ہیں کیونکہ حرمین شریفین حجاج وعمار کرام کا مرکز رہے ہیں جن میں مفسرین ومحدثین اور فقہاء ومجتہدین بھی شامل ہیں۔ اگر امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جو علوم کتاب وسنت سے محبت رکھتے تھے ہر حج میں ستر مشائخ کرام سے بھی استفادہ کیا ہو تو یہ تقریباً چار ہزار شیوخ تک تعداد پہنچ جاتی ہے۔

اگر آپ کوفہ کے کبار ائمہ محدثین اور مکہ مکرمہ میں سات سالہ قیام کے دوران ائمہ اعلام سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کا اخذ علم شمار کریں تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ کی تعداد بہت زیادہ ہے اس لیے حضرات علماء کرام نے صرف تابعین میں سے آپ کے چار ہزار مشائخ کرام نقل فرمائے ہیں اور تابعین کے علاوہ بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ بے شمار ہیں۔

چنانچہ بوجہ بعد زمانہ وہ سب کے سب ضبط تحریر میں نہ لائے جاسکے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جن شیوخ گرامی تک ان کی رسائی ہوسکی انہوں نے وہ نقل کردیے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے کثرت شیوخ کو ملحوظ رکھتے ہوئے فن رجال کے متشدد امام علامہ

Marfat.com

ذہبی نے ''مناقب ابی حنیفه وصحابه'' کے ص ۱۱۰ پر یوں لکھا ہے۔

"وروی عنه من المحدثین والفقهاء عدة لا یحصون"

یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ سے محدثین وفقہاء میں سے اتنی تعداد نے روایت کیا ہے جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا۔

جب آپ کو یہ معلوم ہوگیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ بے شمار ہیں تو جن علماء کرام نے نہایت جدوجہد کے بعد ان کے اسماء گرامی کو نقل کیا ہے ان میں سے حافظ حجابی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب ''الانتصار'' میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ کو نہایت ذمہ داری سے نقل فرمایا۔

ابوبکر محمد بن عمر حجاجی الحافظ متوفی ۳۵۵ھ کے متعلق حافظ ذہبی فرماتے ہیں:

ابوعلی نیشاپوری نے کہا: میں نے اپنے اصحاب میں سے احفظ ابوبکر بن حجابی سے کوئی نہیں دیکھا اور مجھے اس کے حفظ نے حیرت میں ڈال دیا۔

امام حاکم فرماتے ہیں میں نے حجابی سے اس کا ذکر کیا اور کہا ابوعلی اس طرح کہتے ہیں اور وہ حقیقت میں میرے استاد ہیں۔

محمد حسین بن فضل قطانی نے حجابی سے روایت کرتے ہوئے کہا میری کتب ضائع ہوگئیں تو میں نے اپنے غلام سے کہا: غم مت کرو کیونکہ ان میں دو ہزار احادیث تھیں اور مجھ پر ان میں سے ہر حدیث کو متناء سنداً بیان کرنا کوئی مشکل نہیں۔

ابوالقاسم تنوخی اپنے باپ سے روایت میں کہتے ہیں ہم نے ابوبکر بن حجابی سے احفظ کسی کو نہیں دیکھا۔

(میزان الاعتدال ج سوم ص ۶۷۰)

اس عظیم محدث سے الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ نقل فرمائے ہیں اور الحافظ ابوعبداللہ محمد بن حسین بن محمد بن خسرو بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے کچھ اضافہ کیا۔

اور یہ بندۂ ناچیز ابوالموید محمد بن محمود ''صاحب جامع المسانید'' خوارزمی سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں کچھ اضافہ کرے گا۔

امام الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ گرامی کے نقل سے قبل لکھا ہے ہم سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبرک حاصل کرتے ہوئے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے وہ شیوخ نقل کریں گے جن کا نام محمد ہے۔ پھر بحساب حروف تہجی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے دیگر شیوخ نقل کیے جائیں گے اور وہ یہ ہیں۔

ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، ابوبکر محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن شہاب زہری، محمد بن قیس مرھبی، ابوعبداللہ محمد بن منکور بن تیم بن مرہ سے، ابوعون محمد بن عبداللہ بن سعید ثقفی کوفی، ابوبکر محمد بن سوقہ بیاع بزکوفی، ابوالزبیر محمد بن مسلم بن قدوس مکی، محمد بن زبیر تیمی حنظلی بصری، ابوسلمہ محمد بن عبداللہ عزری کوفی، محمد بن عبدالرحمٰن بن زرادہ مدنی، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کوفی، محمد بن مالک بن زبید ہمدانی، محمد بن عمرو عن عبداللہ بن عمر من حدیث شعیب بن اسحاق عن ابی حنیفہ، الموفق بن احمد مکی فرماتے ہیں یہ دہم سے وہ محمد وہ ہیں جو عمرو بن شعیب سے روایت کرتے ہیں۔ ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ

Marfat.com

کیا ہے۔محمد بن سائب ابوالنضر کلبی متوفی ۱۴۶ھ۔

الف

ابراہیم بن محمد بن منتشر بن اجدع ہمدانی کوفی اور یہ مسروق بن اجدع کے بھائی کے بیٹے ہیں، ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابواسماعیل سکسکی کوفی، ابراہیم بن مسلم ابواسحاق ہجری کوفی، ابراہیم بن میسرہ طائفی قیل مکی، اسماعیل بن ابی خالد مولیٰ بجیلہ، ابوعبداللہ اسماعیل بن امیہ بن عمرو بن سعید بن عاص مدنی، اسماعیل بن عبدالملک بن ابوالصیر، آدم بن علی بکری بنی شیبان سے، ابوبکر ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی، ایوب بن عائذ طائر کوفی، ابان بن ابی عیاش (اور ابی عیاش کا نام فیروز ہے) ابوعقبہ عبسی حمصی، ابوحکم موذن مسجد ابراہیم نخعی کوفی، ابان بن لقیط کوفی۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

ایوب بن عتبہ یمامی قاضی یمامہ، اسماعیل بن مسلمہ مکی، اسحاق بن ثابت بن ابراہیم بن مہاجر بجلی کوفی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

اسحاق بن سلیمان رازی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے، غنوی یا عبدی ابویحییٰ رازی۔

باء

بلال بن ابی بلال ابن سعید نے کہا: ان کو تیمی کہا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک وہ بلال بن مرداس ہیں ان کی کنیت ابوبلال ہے اور یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ کے شیخ ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ بکیر بن عطاء لیثی ان صح، بلال بن وہب بن کیسان۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

بہز بن حکیم بن معاویہ بن حیدہ قشیری، بہلول بن عمرو صیوفی المعروف بالمجنون۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

بیان بن بشر ابوبشر کوفی احمسی، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں کہا ہے بیان بن بشر نے حضرت انس اور مغیرہ رضی اللہ عنہما سے سنا ہے۔

بکر بن عبداللہ بن عمرو بن ہلال مزنی، بصری، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں کہا ہے انہوں نے ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہما سے سنا ہے۔

تاء

الموفق بن احمد مکی نے اس حرف کے ماتحت امام صاحب رضی اللہ عنہ کا کوئی شیخ نقل نہیں کیا البتہ ابوالموید خوارزمی نے لکھا ہے کہ مسند میں ان کا ذکر ہے اور ترتیب کے اعتبار سے تو وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ سے ہیں وہ یہ ہیں۔ تمیم بن سلمہ سلمی کوفی،

Marfat.com

تمام بن مسکین، تمیم بن منتصر۔

ثاء

ابوحمزہ ثابت بن دینار بہنی (بہینہ مصر کا ایک قریہ ہے) ثابت بنانی۔

جیم

جامع بن شداد ابوصخرہ، جواب بن عبید اللہ کوفی، جابر بن یزید ابوعبداللہ جعفی۔
ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔
جراح بن منہال جزری ابوالعطوف، جعفر بن محمد صادق۔
ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔
جبلہ بن سحیم کوفی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں کہا انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا ہے، جامع بن ابی راشد صیرفی کوفی، جویبر بن سعید کوفی۔

حاء

حکم بن عتیبہ ابومحمد مولیٰ کندہ، حبیب بن ابی ثابت ابویحییٰ اسدی کوفی، حسن بن سعد مولی علی بن ابی طالب، حسن بن حر مولیٰ بنی صید، حمید بن قیس اعرج مکی، حارث بن عبدالرحمٰن ہمدانی ابوہند، حصین بن عبدالرحمٰن ابوالہذیل سلمی کوفی، حماد بن ابی سلیمان اشعری (اور ابی سلیمان کا نام مسلم ہے) حارث بن یزید عکلی کوفی، حکیم بن صہیب صیوفی، حوط عبدی، حسین بن حارث ابوالقاسم جدلی بعض کے نزدیک معبد بن خالد جدلی، حکیم بن جبیر مولیٰ ابن امیہ ابوعبداللہ، حر بن صباح کوفی، حجاج بن ارطاۃ ابوارطاۃ کوفی۔
ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔
حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب، حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب، حسن بن عبدالرحمٰن سلمی، حسن بن عبداللہ بن مالک بن حویرث لیثی، حبیب بن ابی عمرہ قصاب، حبیب بن ابی ذئب۔

خاء

خالد بن علقمہ ابوحیہ ہمدانی کوفی، خصیف بن عبدالرحمٰن ابوعون مولیٰ بنی امیہ۔
ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔
خالد بن عبدالاعلیٰ۔
ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

Marfat.com

خالد بن سعید کوفی مولیٰ ابن مسعود رضی اللہ عنہما، خالد بن عبید، خالد بن عراک۔

دال

داؤد بن عبدالرحمٰن بن زاذان، داؤد بن نصیر بن سلیمان طائی، ابن خسرو بلخی نے حرف ذال کا اضافہ کیا ہے۔

ذال

ذر ابوعمر ہمدانی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

ذر عمرانی القاص تقریب اور خلاصہ میں وہ ذر بن عبداللہ مرہبی ہیں۔ ذر بن زیاد مدنی امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ ذاکر بن کامل بن حسین بن محمد بن عمر خفاف ابوالقاسم۔

را

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن ابوعثمان، رباح کوفی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

رباح بن زید صنعانی، ربیع بن سبدہ بن معبد جہنی۔

زاء

ابوالحسین زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم، زیاد بن علاقہ ابو مالک کوفی، زبید بن حارث بن عبدالکریم ابوعبداللہ ہمدانی، زید بن اسلم ابواسامہ مولیٰ عمر بن خطاب، زیاد بن کلیب ابومعشر کوفی، زیاد بن میسرہ کوفی، زکریا بن ابی زائدہ ابویحییٰ ہمدانی، زکریا بن حارث کوفی، زید سلمی کوفی، زید بن ابی انیسہ ابواسامہ، زید بن ولید۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

زیاد بن حدیر اسدی کوفی ابوالمغیرہ، زر بن حبیش ابومریم اسدی، زبیر بن عدی ابوعدی عجلانی کوفی۔

سین

سماک بن جرب ابوالمغیرہ بکری کوفی، سلیمان بن خاقان ابواسحاق شیبانی، سلمہ بن کہیل ابویحییٰ حضرمی کوفی، سالم بن عجلان ابوعمر افطس حرانی، سعید بن مسروق ثوری کوفی، سعید بن مرزبان ابوسعد، سلیمان بن ابوالمغیرہ ابوعبداللہ قرشی کوفی، سعید بن ابی عروبہ بصری (ابوعروبہ کا نام مہران ہے) سفیان بن سعید ثوری۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

سلیمان بن مہران ابومحمد اعمش کوفی، سلمہ بن نبیط۔

Marfat.com

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب، سلمان ابوحازم مولیٰ عنغرۃ الاشجعیہ، سلیمان بن بشار، سلیمان بن ابی سلیمان ابواسحاق شیبانی، سعید بن ابی سعید مقبری (اور ابوسعید کا نام کیسان ہے) سلیم مولیٰ شعبی کوفی، سعید بن جبیر بن ہشام ابوعبداللہ مولیٰ رابعہ من بنی اسد، سلمہ بن تمام ابوعبداللہ شقری، سلیمان بن بریدہ بن حصیب اسلمی۔

شین

شیبان بن عبدالرحمٰن ابومعاویہ تمیمی کوفی، شداد بن عبدالرحمٰن ابوروبہ بصری، شیبہ بن مساور بصری، شعبہ بن حجاج بصری، شبیب بن غرقدہ ابوعقیل کوفی۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

شرجیل بن سعید، شرجیل بن مسلم۔

صاد

صلت بن بہرام کوفی، صالح بن صالح بن حی ہمدانی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

صلت بن حجاج، صلت بن علاء، صباح بن محارب تیمی۔

طاء

طلحہ بن مصرف یامی، ابوسفیان طلحہ بن نافع، ابوسفیان طریف بن سفیان سعدی بصری، طلق بن حبیب بصری۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

طاؤس بن عبداللہ یمانی یعنی طاؤس بن کیسان ابوعبدالرحمٰن ہمدانی یمانی، طلحہ بن سنان یامی۔

عین

عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی ابی طالب رضی اللہ عنہم، عبداللہ بن ابی نجیح، عبداللہ بن عثمان بن خثیم ابوعثمان مکی، عبداللہ بن ابوحبیبہ، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین مکی، عبداللہ بن داؤد، عبداللہ بن ابوالمجالد کوفی، عبداللہ بن فاضع مولی ابن عمر، عبداللہ بن حمید بن عبید انصاری کوفی، عبداللہ بن سعید مقبری، عبداللہ بن عمر عمری، عبداللہ بن مبارک ابوعبدالرحمٰن مروزی، عبدالرحمٰن بن عمرو ابوعمرو اوزاعی، عبیداللہ بن عمر بن حفص ابوعثمان عمری، عبیداللہ بن ابی زیاد مکی، عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی (وہ ابن عقبہ بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں) عبدالرحمٰن بن شروان ابوقیس اوری، عبدالملک بن عمیر ابوعمیر لخمی کوفی، عبدالملک بن میسرہ زراد ہلالی کوفی، عبدالملک بن ابی بکر بن حفص بن عمر بن سعد، عبدالملک بن ایاس شیبانی الاعور کوفی، عبدالعزیز بن رفیع مکی

Marfat.com

ان کا اصل کوفہ ہے، عبدالاعلیٰ کوفی تیمی، عبدالکریم بن ابی المخارق ابوامیہ، عبیدہ بن معتب ابوعبدالکریم صنبی، علی بن اقمر ابوالحسن وداعی ہمدانی، عطاء بن ابی رباح ابومحمد مولیٰ اسلم، عطاء بن سائب ابویزید ثقفی کوفی، عطاء بن عجلان عطار بصری، عطیہ بن سعد بن جنادہ جدی کوفی ابوالحسن، عطیہ بن حارث ابوروق ہمدانی کوفی، عمرو بن عبداللہ بن علی بن اسحاق ابواسحاق ہمدانی سبیعی، عمرو بن مرہ ابوعبداللہ مرادی، عمرو بن دینار ابومحمد مکی، عمرو بن شعیب ابوابراہیم سمعی، عامر بن شراحیل ابوعمرو شعبی از ہمدان، عامر بن سمط تمیمی کوفی، عامر بن عبداللہ بن قیس ابوبردہ بن ابی موسیٰ، عثمان بن عاصم ابوحصین اسدی کوفی، عثمان بن عبداللہ بن موہب قرشی کوفی ان کا اصل مدینہ منورہ ہے، عاصم بن ابی النجود ابوبکر کوفی مولیٰ بنی اسد، عیسیٰ بن ابی لیلیٰ، عثمان بن عبدالرحمٰن، عاصم بن کلیب جرمی کوفی، عاصم بن سلیمان ابوعبدالرحمٰن اصول قاضی مدائن، عدی بن ثابت بن دینار بعض کے نزدیک ابن عبید بن عازب انصاری کوفی، عمر بن ذر بن عبداللہ ابوذر ہمدانی ''ان صح'' عمر بن بشیر ہمدانی کوفی، عمار بن عبداللہ بن سیار جہنی کوفی، عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، عون بن ابی جحیفہ ابوحفص، عتبہ بن عبداللہ بن عتبہ ابوالعباس مسعودی، عثمان بن راشد سلمی، علقمہ بن مرثد ابوالحارث حضرمی، عبدہ بن ابی لبابہ ابوالقاسم مولیٰ قریش، علاء بن زہیر کوفی اور بعض کے نزدیک ابن عبداللہ بن زہیر، عمیر بن سعید ابویحییٰ کوفی، عیسیٰ بن علی ابوعلی صیقل۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

عمران بن عمیر، علی بن بذیمہ، عبداللہ بن رباح عبدالرحمٰن بن حزم جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابوالموید خوارزمی نے جو اضافہ کیا ہے۔

عبداللہ بن شداد بن ہاد، عبدالرحمٰن بن سابط، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عطاء بن یسار، عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج، عبداللہ بن دینار، عطار بن عبداللہ بن موہب مدنی، علی بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود عبداللہ بن مسعود کے بھائی کا بیٹا، ابوالحسن زرادان کے نام میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک علی بن حسن بعض کے نزدیک جعفر بن حسن عبدالکریم بن معقل، عبداللہ بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، علی بن عامر، عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج انصاری حارثی، عمرو بن عبید بن باب بصری ابوعثمان، عیسیٰ بن ماہان ابوجعفر رازی، عراک بن مالک غفاری۔

غین

غالب بن ہذیل ابوالہذیل کوفی۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

غیلان بن جامع محاربی۔

فاء

فراس بن یحییٰ ہمدانی ابویحییٰ کوفی، فرات بن عبدالرحمٰن قزاز ابوالحسن کوفی۔

Marfat.com

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

فرات بن ابی فرات، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں فرات بن فضل بن طلحہ لکھا ہے، فضل بن دکین (ادردکین کا نام عمر بن حماد بن زہیر تیمی ہے) حافظ ابونعیم، فضل بن موسیٰ سفیانی مروزی، فضیل بن عیاض زاہد، فروخ بن عبادہ، فرج بن بیان۔

قاف

قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود، قاسم بن محمد ابوسہیل کوفی، قیس بن مسلم ابوعمر وجدلی کوفی، قتادہ بن دعامہ ابوالخطاب بصری سدوسی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

قاسم بن محمد ابونہیک اسدی، قزعہ بن یحییٰ مولیٰ زیاد۔

کاف

کدام بن عبدالرحمٰن سلمی فی، کثیر بن رماح اصم کوفی، لیث بن ابی سلیمان ابوبکر کوفی۔

لدم

لیث بن ابی سلیمان ابوبکر کوفی۔ ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

لیث بن ابی سلیم، لیث بن سعد ابوالحارث مولیٰ فہم بصری۔

میم

موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ ابوعیسیٰ کوفی، موسیٰ بن ابی کثیر ابوالصباح کوفی ''ان صح'' موسیٰ بن مسلم کوفی، منہال بن عمرو اسدی ابویحییٰ، منہال بن خلیفہ ابوقدامہ کوفی، منہال بن جراح ابوالعطوف جزری، محارب بن دثار بکری کوفی، معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ہذلی، مسلم بن سالم ابوفردہ اور بعض کے نزدیک ابوفزارہ جہنی کوفی، مسلم بن کیسان ابوعبداللہ ملای کوفی ضنبی، منصور بن معتمر ابوعتاب سلمی کوفی، منصور بن زاذان مولیٰ عبدالرحمٰن بن ابی عقیل ثقفی واسطی، منصور بن دینار (ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے) مسعر بن کدام ابوسلمہ صلانی کوفی، میمون ابوحمزہ اعور کوفی، میمون بن مہران جزری، میمون بن سیاہ بصری، مجالد بن سعید بن عمیر ابوعمیر ہمدانی کوفی، مرزوق ابوبکر تیمی کوفی، مکحول ابوعبداللہ شامی، مزاحم بن زفر تیمی کوفی، مخول بن راشد بن مخراق کوفی، مالک بن انس ابوعبداللہ مدنی اصبحی، موسیٰ بن ابی عائشہ ابوالحسن کوفی۔

ابن خسرو بلخی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

معاویہ بن اسحاق۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

Marfat.com

مسلم بن عمران ابوعبداللہ بطین کوفی، معاویہ بن اسحاق بن طلحہ بن عبیداللہ قرشی، سروق ابوبکر تیمی مودب تیم، موسیٰ بن سالم ابوالجہضم، مبارک بن فضالہ بن ابی امیہ مولیٰ عمر بن خطاب، منذر بن عبداللہ بن منذر بن زبیر بن عوام۔

نون

نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر، نافع بن درہم ابوالہیثم عبدی کوفی، ناصح بن عجلان، نعمان، نصر بن طریف بصری۔

واؤ

واصل بن حبان اسدی کوفی، واصل بن سلیم تمیمی کوفی، وقدان اور بعض کے نزدیک واقد ابویعقوب کوفی، ولید بن سریع مولیٰ عمرو بن حریث مخزومی، ولید بن عبداللہ بن جمیع زہری۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

وقیان بن یعقوب ابویعقوب کندی، ولاد بن داؤد بن علی مدنی۔

ھاء

ہیثم بن حبیب صیرفی کوفی، ہشام بن عروہ بن زبیر، ہشام بن عائذ بن نصیب اسدی کوفی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص زہری، ہیثم بن حسن ابوغسان۔

یاء

یحییٰ بن عبداللہ جابر ابوالحارث تیمی کوفی، یحییٰ بن سعید انصاری ابوسعید مدنی، یحییٰ بن ابی حیہ ابوحباب کلبی کوفی، یحییٰ بن عابد کوفی، یحییٰ بن عبید اللہ بن موہب تیمی قرشی، یحییٰ بن عمرو بن سلمہ ہمدانی، یحییٰ بن عبداللہ ابوجحیہ اجلح کندی کوفی، یزید بن صہیب ابوعثمان فقیر بصری، یزید بن عبدالرحمٰن بن زید ابوخالد کوفی، یزید بن عبدالرحمٰن عن انس، یزید بن ابی زیاد ابوعبداللہ کوفی، یونس بن عبداللہ بن ابی فروہ مدنی، یونس بن زہران، یعلی بن عطاء طائفی، یاسین بن معاذ ابوخلف زیات کوفی۔

ابوالموید خوارزمی نے یہ اضافہ کیا ہے۔

یحییٰ بن عبدالمجید بن وہب قرشی، یحییٰ بن عامر بجلی، یزید الرشک اور وہ یزید بن ابی یزید بیان بن ازہر ضبعی ہیں۔ یزید بن ربیعہ ابوکامل رجی دمشقی، صنعانی، یحییٰ بن مہاجر۔

جو کنیت سے مشہور ہیں

ابوبکر بن عبداللہ بن جہم، ابوالسوار، ابوغسان عن حسن بصری، ابوعبداللہ، ابوعمر عن سعید بن جبیر، ابوخالد، ابوبکر بن حفص بن عمر زہری، ابومحمد۔

Marfat.com

ابوالمویدخوارزمی نے جواضافہ کیا۔
ابوعون، ابوعبداللہ، ابویحیٰ، ابوصخرہ محاربی۔

اسمائے مبہمات

ایک مرد ابوبکر مکی سے، ایک مرد شعبی سے، ایک مرد شریح سے، ایک مرد انس بن مالک سے، ایک مرد ابن حنفیہ سے، ایک مرد عطاء سے، ایک مرد ضحاک سے رضی اللہ عنہم۔ یہ رجال امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا آخری معجم ہے جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے یہ جملہ شیوخ کرام جن میں اکثریت کبار تابعین کی ہے تقریباً تین سو ستائیس ہیں۔ یہ بعد کے علماء کرام کی تتبع اور تلاش ہے ورنہ علماء فحول حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے چار ہزار مشائخ از کبار تابعین پر متفق ہیں اس بارے میں کوئی تردد و تفکر نہیں۔

اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ہر شیخ سے ۱۰ احادیث بھی سماعت فرمائی ہوں تو یہ چالیس ہزار احادیث بنتی ہیں۔ اس لیے امام ذہبی نے اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حفاظ ائمہ محدثین میں شمار کیا ہے۔

ناظرین کرام کو اس فہرست کے ملاحظہ فرمانے کے بعد ان حضرات محدثین کے دعویٰ کی حقیقت طشت از بام ہو جائے گی جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کو حافظ حدیث تسلیم نہیں کرتے یا آپ کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ تعجب اس بات پر ہے اگر معترض جس راوی سے حدیث روایت کرتا ہے تو وہ صحیح اور امام صاحب رضی اللہ عنہ اس روای سے حدیث روایت کریں تو ضعیف۔ یہ بات تو قرین انصاف نہیں بلکہ اس نقطہ نظر کے پس منظر کوئی دوسرا جذبہ کارفرما نظر آتا ہے رواۃ کی مندرجہ بالا فہرست وہ ہے جن کی روایتیں بخاری و مسلم یا صرف بخاری یا صرف مسلم میں موجود ہیں اور صحیح سمجھی جاتی ہیں لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ جب بلا توسط ان ہی رواۃ سے روایت کرتے ہیں تو ضعیف کا سرٹیفکیٹ دے دیا جاتا ہے۔ انصاف یہی ہے کہ جس طرح بخاری کا شمار اور اس سے قبل مؤطا کا شمار اصح الکتب میں ہوتا ہے۔ مسند امام اعظم بھی اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالیٰ ہے ہاں اگر کسی حدیث پر اعتراض ہوسکتا ہے اس کے لیے نشانہ بخاری اور مسلم کو بننا چاہیے کہ اس میں واسطوں کی کثرت ہے، نہ کہ مسند امام اعظم کو جبکہ اس میں حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور مندرجہ بالا رواۃ کے درمیان صرف ایک یا دو واسطے ہیں۔

حافظ عسقلانی نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے اگر وسائط کم ہوں گے تو گمان خطا بھی کم ہوگا اور اگر وسائط زیادہ ہوں گے تو گمان خطا بھی زیادہ ہوگا۔ چنانچہ اس حقیقت کے اثبات کے لیے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرات صحابہ کے درمیان صرف ایک یا دو واسطے ہیں ابوالحجاج جمال الدین مزی الحافظ نے ''تہذیب الکمال'' میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کو جو مشائخ نقل فرمائے ہیں ان کے تراجم (حالات) ہدیہ ناظرین ہیں۔

ان تراجم سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہو جائے گی کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث میں وسائط بہت کم ہی۔

Marfat.com

ابوالحجاج حافظ جمال الدین مزی فن رجال کے ایک بلند پایہ امام ہیں جن کے متعلق منقول ہے۔

تہذیب الکمال جیسی عظیم الشان تصنیف مصنف کی جلالت شان پر دلالت کرتی ہے اور وہ امام العلامہ شیخ المحدثین، عالم حبر، الحافظ الناقد، محقق مفید اور محدث شام جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن زکی عبدالرحمٰن بن یوسف بن علی بن عبدالملک بن علی بن ابوالزہر قضاعی کلبی، مزی، دمشقی اور شافعی ہیں۔

اس کتاب کے متعلق صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ یوں رقمطراز ہیں۔

وھو کتاب کبیرلم یولف مثله ولا یظن ان یستطاع. (کشف الظنون ج دوم ص ۱۵۰۹)

یعنی یہ ایسی کبیر کتاب ہے اس کی مثل کوئی کتاب تالیف نہیں کی گئی اور یہ گمان بھی نہیں اس کی مثل تالیف کی کوئی طاقت رکھتا ہو۔

حافظ ذہبی نے اپنی کتاب ''المعجم المختص'' میں لکھا ہے۔

ومن نظر فی کتابه "تهذیب الکمال" علم محله من الحفظ فما رایت مثله، ولا رای هو مثل نفسه.

جس نے امام حافظ مزی کی کتاب ''تہذیب الکمال'' میں نظر کی وہ جان جائے گا کہ ان کا حفظ میں کیا مقام ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں میں نے ان کی مثل نہیں دیکھا اور نہ ہی انہوں نے اپنے آپ کی مثل کسی کو دیکھا۔

پھر امام ذہبی فرماتے ہیں:

"ما رایت احفظ من اربعة"

میں نے چار ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم سے کسی کو احفظ نہیں دیکھا۔ وہ چار ائمہ اعلام یہ ہیں۔ ابن دقیق العید، دمیاطی، ابن تیمیہ اور مزی۔

ابن دقیق حدیث کی فقہ اور علل کا اعرف ہے اور دمیاطی انساب کا اعرف، ابن تیمیہ متون کا اعرف ہے اور حافظ مزی اسماء الرجال کا اعرف۔

اس جلیل القدر ناقد فن اسماء الرجال کے عظیم امام نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخ کے تراجم میں جو ارقام فرمایا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ کے تراجم (حالات)

ابراہیم بن محمد منتشر رحمۃ اللہ علیہ

(۱) ابراہیم بن محمد بن منتشر بن اجدع، یہ منتشر بن اجدع، مسروق بن اجدع شیخ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ ائمہ

Marfat.com

صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حمید بن عبدالرحمٰن حمیری اور قیس بن مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج اول ص ۲۸۵)

اب دیکھیں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ ہے وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ ابراہیم بن محمد بن منتشر ہیں۔ اگر آپ اپنے شیخ الشیخ حمید بن عبدالرحمٰن حمیری سے روایت کرتے ہیں تو صحابہ تک دو واسطے بنتے ہیں کیونکہ حمید بن عبدالرحمٰن حمیری جو کہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابی کے درمیان دو واسطے ہیں اور وہ روایت اس طرح ہوگی۔

ابوحنیفہ عن ابراہیم عن انس، یا ابوحنیفہ عن ابراہیم بن محمد منتشر عن حمید بن عبدالرحمٰن عن عبداللہ بن عباس او عبداللہ بن محمد۔

(تہذیب الکمال ج سوم ص ۱۶۶)

اسمایل بن عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ

(۲) اسماعیل بن عبدالملک بن ابی الصعیر ا اسدی ابوعبدالملک مکی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ''الجزء فی رفع الیدین'' للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ سعید بن جبیر (امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ) عطاء بن ابی رباح، ابوالزبیر محمد بن سلم سے روایت کرتے ہیں (تہذیب الکمال ج اول ص ۴۸۴)

اور سعید بن جبیر بن ہشام والبی متوفی ۹۵ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں وہ حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوسعید خدری' ابومسعود انصاری، ابوموسیٰ اشعری، ابوہریرہ، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہن سے روایت کرتے ہیں۔ اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد یہ ہوگی۔

ابوحنیفہ عن اسماعیل بن عبدالملک بن سعید بن جبیر عن انس بن مالک وغیرہ من الصحابہ۔

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۴ ص ۱۰۰)

حیلہ بن سحیم رحمۃ اللہ علیہ

(۳) جبلہ بن سحیم تیمی ''یقال'' شیبانی ابوسویرہ کوفی متوفی ۱۲۵ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

یہ حنظلہ انصاری امام مسجد قباء یہ صحابی ہیں۔ عبداللہ بن زبیر بن عوام، عبداللہ بن عمر بن خطاب، معاویہ بن ابوسفیان سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج دوم ص ۲۱۶)

اب اسناد اس طرح ہوگی۔

ابو حنیفة عن جبلة بن سحیم التیمی عن عبداللہ بن عمر بن الخطاب.

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔

Marfat.com

حارث بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حارث بن عبدالرحمٰن ابو ہند ہمدانی، دالانی کوفی۔ یہ ادب المفرد للبخاری اور مسند علی للنسائی کے رواۃ سے ہیں۔ یہ ضحاک بن مزاحم، محمد بن قیس، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۱ ص ۵۸۲)

اس ترجمہ میں ضحاک بن مزاحم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں۔

ضحاک بن مزاحم ہلالی ابوالقاسم متوفی ۱۰۵ھ سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابی الاحوص عوف بن مالک بن فضلہ جشمی، نزال بن بسرہ اور ابومصریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۱۸)

اب اسناد اس طرح ہوگی۔

ابو حنيفة عن الحارث بن عبدالرحمن ابوهند عن ضحاك بن مزاحم عن انس بن مالك وغيره من الصحابة.

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔

حسن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۵) حسن بن عبیداللہ بن عروہ نخعی ابوعروہ کوفی متوفی ۱۳۹ھ سوائے بخاری کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابووائل شقیق بن سلمہ، عبدالجبار بن وائل بن حجر حضری سے روایت کرتے ہیں اور یہ دونوں ابووائل اور عبدالجبار بن وائل امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کے شیوخ میں سے ہیں۔

شقیق بن سلمہ ابووائل اسدی متوفی ۸۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ اسامہ بن زید، براء بن عازب، حذیفہ بن یمان، جناب بن ارت، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن مسعود، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب، معاذ بن جبل، ابودرداء، ابوسعید خدری وغیرہم من الصحابۃ۔ (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۶۱۳) چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات کی اسنادیوں ہوئیں۔

ابو حنيفة عن حسن بن عبيدالله عن ابووائل عن الصحابة.

آپ دیکھیں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔

حکم بن عتیبہ کندی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) حکم بن عتیبہ کندی ابومحمد متوفی ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم تیمی، ابووائل شقیق بن سلمہ، عبداللہ بن ابی اوفی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج سوم ص ۴۹)

امام صاحب رحمۃ اللہ کے ترجمہ شیخ پر نظر ڈالیں آپ ایک واسطہ یا دو واسطے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

اول : ابوحنیفہ عن حکم بن عتبیہ عن عبداللہ بن اوفی۔
یہاں صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کے درمیان ایک واسطہ ہے۔

دوم : ابوحنیفة عن حکم بن عتیبه عن شقیق بن سلم ابووائل عن الصحابة.
یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔

حماد بن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

(۷) حماد بن ابی سلیمان (اور ابی سلیمان کا نام مسلم ہے) اشعری ابواسماعیل کوفی فقیہ استاد امام صاحب رضی اللہ عنہ متوفی ۱۲۰ھ سنن اربعہ، مسلم اور تاریخ الکبیر للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سعید بن جبیر، سعید بن مسیّب وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ اس ترجمہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک صرف ایک واسطہ ہے۔

ابو حنیفة عن حماد بن ابی سلیمان عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ

شیخ الشیخ یعنی سعید بن مسیّب سے دو واسطے ہیں۔

سعید بن مسیّب بن حزن قرشی مخزومی متوفی ۹۴ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک، براء بن عازب اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۴ ص ۲۱۲)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات کی اسناد یوں ہوگی۔

ابو حنیفة عن حماد بن ابی سلیمان عن سعید بن المسیب عن الصحابة.

اس طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔

خالد بن علقمہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸) خالد بن علقمہ ہمدانی الوداعی ابوحیہ کوفی۔ ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ عبد خیر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج سوم ص ۲۶۶)

عبدخیر بن یزید یا زید ہمدانی ابوعمارہ کوفی سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ حضرت زید بن ارقم، عبداللہ بن مسعود، علی بن ابی طالب، ابوبکر صدیق اور آپ کی بیٹی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔
(تہذیب الکمال ج ۶ ص ۵۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ خالد بن علقمہ کے ترجمہ کے مطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ دو واسطے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ اس کی اسناد یوں ہوگی۔

ابو حنیفة عن خالد بن علقمه عن عبد خیر عن الصحابة رضی اللہ عنهم.

اس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔

Marfat.com

ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۹) ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن (اور ابوعبدالرحمٰن کا نام فروخ قرشی تیمی ہے) ابوعثمان المعروف بربیعۃ الرای متوفی ۱۳۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ شیخ الشیخ امام صاحب رضی اللہ عنہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج سوم ص ۴۸۲)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ ابوعیسیٰ کوفی متوفی ۸۳ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں وہ اسید بن حضیر، انس بن مالک، زید بن ارقم، عمر بن خطاب اور ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۲۵۳)۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کے ترجمہ کے بمطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ ایک یا دو واسطہ سے صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں۔

ایک واسطہ کی اسناد اس طرح ہے۔

ایو حنیفة عن ربیعه بن ابی عبدالرحمن عن انس بن مالك رضی اللہ عنہ

اس سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ایک یا دو واسطے ہیں۔

زبید بن حارث رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) زبید بن حارث بن عبدالکریم بن عمرو بن کعب یامی ابوعبدالرحمٰن کوفی متوفی ۱۰۲،۱۰۴ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ ابراہیم بن یزید تیمی، سعد بن عبیدہ ابی الاحوص عوف بن مالک بن فضلہ جشمی وغیرہم۔ اس ترجمہ میں سعد بن عبیدہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں۔

سعد بن عبیدہ زہری ابوعبید مدنی عراق پر عمر بن بصیرہ کی ولدیت کے زمانہ میں فوت ہوئے۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عمرو بن خطاب اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۷۰)

اس ترجمہ کے مطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد اس طرح ہوگی۔

ابو حنیفة عن زبید بن حارث عن سعد بن عبیده عن الصحابة رضی اللہ عنهم۔

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں صرف دو واسطے ہیں۔

زیاد بن علاقہ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۱) زیاد بن علاقہ بن مالک ثعلبی ابومالک کوفی متوفی ۱۲۵ھ اور حافظ ابن حجر کے مطابق ۱۳۵ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اسامہ بن شریک، سعد بن ابی وقاص (ولم نسمع منه) مغیرہ بن شعبہ اور عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

مام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ زیاد بن علاقہ کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف ایک واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ اس کی سند اس طرح ہے۔

ابو حنیفة عن زیاد بن علاقه عن مغیره بن شعبه رضی الله عنه.

اس ترجمہ میں زیاد بن علاقہ اپنے شیخ عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں۔

عمرو بن میمون اودی ابوعبداللہ متوفی ۷۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ خزیمہ بن ثابت (بعض کے نزدیک ان دونوں کے درمیان ابوعبداللہ جدی واسطہ ہیں) سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن مسعود اور ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۶۸۵)۔

اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ سے اور ان کی اپنے شیخ سے جو کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں کی روایت کو لیا جائے تو سند حدیث اس طرح ہوگی۔

ابو حنیفه عن زیاد بن علاقه عن عمرو بن میمون اودی عن الصحابه رضی الله عنهم.

تو پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے بنتے ہیں۔

سعید بن مسروق ثوری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) سعید بن مسروق ثوری کوفی متوفی ۱۲۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم تیمی (شیخ الشیخ امام صاحب) مسلم بن کفیل، منذر ثوری وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۴ ص ۲۰۹)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ سعید بن مسروق ثوری کے ترجمہ سے ثابت ہوا وہ ابراہیم تیمی سے روایت کرتے ہیں اور یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں۔

ابراہیم بن یزید بن شریک تیمی ابواسماء کوفی متوفی ۹۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

یہ حضرت انس بن مالک اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج اول ص ۳۰۶)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی سند یوں ہوگی۔

ابو حنیفة عن سعید بن مسروق الثوری عن ابراهیم التیمی عن الصحابة رضی الله عنهم.

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہوئے۔

سلمہ بن کھیل رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) سلمہ بن کھیل بن حصین حضری ابویحییٰ کوفی متوفی ۱۲۱ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم بن سوید نخعی، ابی الطفیل عامر بن واثلہ لیثی صحابی، عبداللہ بن ابی ادفیٰ صحابی، علقمہ بن قیس نخعی (شیخ الشیخ امام صاحب) سے روایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

اب دیکھیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کر رہے ہیں اور اس میں صرف امام اور صحابہ کے درمیان ایک واسطہ ہے۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث اس طرح ہوگی۔

ابو حنيفة عن سلمه بن كهيل عن الصحابة.

اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے شیخ کے شیخ علقمہ بن قیس سے روایت کریں تو پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہوئے۔

علقمہ بن قیس بن عبداللہ بن مالک ابوشبل کوفی اسود بن یزید کے چچا اور ابراہیم نخعی کے ماموں متوفی ۶۱، ۶۵، ۷۳ھ ائمہ اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حذیفہ بن یمان، خالد بن ولید، جناب بن ارت، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم اور ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

اب اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث شیخ کے شیخ سے ہو تو اس کی اسناد یہ ہوگی۔

ابو حنيفة عن سلمه بن كهيل عن علقمه بن قيس عن الصحابة رضى الله عنهم.

تو اس طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۲۳۸)

سماک بن حرب رحمۃ اللہ علیہ

(۱۴) سماک بن حرب بن اوس بن خالد ابوالمغیرہ کوفی انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ متوفی ۱۲۳ھ یہ سنن اربعہ، مسلم اور تاریخ الکبیر للبخاری کے رواۃ سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، ثعلبہ بن حکم لیثی (له صحته) جابر بن سمرہ، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود (امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں) نعمان بن بشر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۴۳۳)

آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ سماک بن حرب بن اوس کے ترجمہ کو ملاحظہ فرمائیں کہ وہ بلاواسطہ تابعی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد یہ ہوگی۔

ابو حنيفة عن سماك بن حرب عن الصحابة رضى الله عنهم.

یا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ اپنے شیخ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ہذلی کوفی متوفی ۷۹ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اشعث بن قیس، اپنے والد عبداللہ بن مسعود، علی بن ابی طالب وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۱۹۳)

تو اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد یوں ہوگی۔

ابو حنيفة عن سماك بن حرب عن عبدالرحمن بن عبدالله بن مسعود عن الصحابة رضى الله عنهم.

Marfat.com

پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہوں گے۔

شداد بن عبدالرحمٰن

(۱۵) شداد بن عبدالرحمٰن ابورویہ قشیری۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ان شیخ کا ترجمہ کتب اسماء الرجال جو میرے پاس ہیں میں نہیں ہے لیکن علامہ محمد حسن سنبھلی حنفی نے ''تنسیق النظام'' میں لکھا ہے کہ میں نے دیکھا کہ ابن حبان نے ''کنیٰ'' میں ان کو ثقات تابعین سے شمار کیا ہے اور ابن حبان نے کہا: وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے جامع بن مطر نے روایت کیا۔ (تنسیق النظام ص ۵۸)

اور جامع بن مطر حبطی بصری کا ترجمہ تہذیب الکمال میں موجود ہے۔ امام مزی فرماتے ہیں یہ علقمہ بن وائل بن حجر اور معاویہ بن قرہ مزنی اور ام کلثوم بنت تمامہ حنظیلہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن سعید قطان وغیرہ نے روایت کیا او وہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج دوم ص ۲۱۲)

چنانچہ ترجمہ جامع بن مطر حبطی بصری سے ثابت ہوتا ہے کہ شداد بن عبدالرحمٰن ثقات تابعین میں سے ہیں اور وہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد یہ ہوگی۔

ابو حنیفة عن شداد بن عبدالرحمن عن الصحابة رضی اللّٰه عنهم۔

اس طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔

شیبان بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۱۶) شیبان بن عبدالرحمٰن تیمی غوی ابومعاویہ بصری المؤدب متوفی ۱۶۴ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ قبیلہ ازد کے بطن نحوہ کی طرف منسوب ہے جس کی وجہ سے انہیں نحوی کہا جاتا ہے علم نحو کی وجہ سے انہیں نحوی نہیں کہا جاتا۔ یہ اسماعیل بن ابی خالد، حسن بصری، عبدالملک بن عمر، یحییٰ بن ابی کثیر (شیخ الشیخ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۶۳۳)

یحییٰ بن ابی کثیر طائی ابونصر یمامی متوفی ۱۳۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک سے تدلیسا اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مرسلا اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۷۵۴) اور یحییٰ بن ابی کثیر کے شیخ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف قرشی زہری مدنی متوفی ۹۴ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اسامہ بن زید، انس بن مالک، جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۱ ص ۳۷۹)

اس ترجمہ کے مطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ تین واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

ابو حنیفة عن شیبان بن عبدالرحمن عن یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمه بن عبدالرحمن بن

Marfat.com

عوف عن الصحابة.

یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تین واسطے ہیں۔

طاؤس بن کیسان

(۱۷) طاؤس بن کیسان ابوعبدالرحمٰن حمیری متوفی ۱۰۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ جابر بن عبداللہ، زید بن ارقم، زید بن ثابت، سراقہ بن مالک، صفوان بن امیہ، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، معاذ بن جبل (اور ان سے ملاقات نہیں ہوئی) ابوہریرہ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۴۶)

اس ترجمہ کے مطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف ایک واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد یہ ہوگی۔

ابو حنيفة عن طاؤس بن كيسان عن الصحابة رضى الله عنهم.

(۱۸) طریف بن شہاب ابوسفیان سعدی۔ یہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ ثمامہ بن عبداللہ بن انس، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ) ابونضرہ منذر بن مالک بن قطعہ عبدی سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۵۶)

اور طریف بن شہاب کے شیخ منذر بن مالک بن قطعہ ابونضرہ عبدی متوفی ۱۰۸ھ سنن اربعہ، مسلم اور تعلیقات بخاری اور ''الادب المفرد'' للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں یہ انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، سمرہ بن جندب، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، علی بن ابی طالب، عمران بن حصین، قیس بن عباد، ابوذر غفاری، ابوسعید خدری، ابوموسیٰ اشعری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۱۰۳)

اس ترجمہ سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ دو واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد اس طرح ہے۔

ابو حنيفة عن طريف بن شهاب عن منذر بن مالك ابو نضره عن الصحابة رضى الله عنهم.

امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔

طلحہ بن نافع قرشی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹) طلحہ بن نافع قرشی ابوسفیان واسطی متوفی ۱۱۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ سعید بن جبیر، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب وغیرہم۔

(تہذیب الکمال ج ۵ ص ۸۱)

Marfat.com

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ طلحہ بن نافع سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد اس طرح ہوگی۔

ابو حنيفة عن طلحة بن نافع عن الصحابة رضى الله عنهم.

یہاں صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ایک واسطہ ہے۔

عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) عاصم بن کلیب بن شہاب بن مجنون جرمی کوفی متوفی ۱۳۷ھ سوائے بخاری کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور تعلیقات بخاری میں بھی ان کا ذکر ہے۔ یہ عبایہ بن رفاعہ (امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ) علقمہ بن وائل بن حجر، محارب بن وثار وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۱۲۲)

اور عاصم بن کلیب کے شیخ عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج انصاری ازقی ابورفاعہ مدنی طبقہ ثالث سے ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ یہ حسین بن علی بن ابی طالب، اپنے دادا رافع بن خدیج، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوعبس بن جبر انصاری سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۲۳۴)۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث کی سند ملاحظہ فرمائیں۔

ابو حنيفة عن عاصم بن كليب عن عبايه بن رفاعه عن الصحابة رضى الله عنه.

امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔

اب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی احادیث کا موازنہ پیش خدمت ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الجہاد باب من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ کے ماتحت جو حدیث مبارکہ لائے ہیں وہ یہ ہے۔

حدثنا اسحاق اخبرنا محمد بن المبارك، حدثنا يحيى بن حمزه قال حدثنى يزيد بن ابى مريم اخبرنا عباية بن رفاعه بن رافع بن خديج قال اخبرنى ابوعبس هو عبدالرحمن بن جبر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال. الخ۔

پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الذبائح باب ماندمن البھائم کے ماتحت جو حدیث لائے ہیں وہ بھی پیش خدمت ہے۔

حدثنا عمرو بن على حدثنا يحيى حدثنا سفيان حدثنا ابى عن عباية بن رفاعه بن رافع بن خديج عن رافع بن خديج قال قلت يارسول الله صلى الله عليه وسلم.

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ پہلی حدیث میں بواسطہ عبایہ بن رفاعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک کتنے واسطے ہیں یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر چار واسطے بنتے ہیں۔

Marfat.com

اور اس طرح دوسری حدیث میں بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر عبایہ بن رفاعہ تک چار واسطے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک پانچ واسطے۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

ابو حنيفة عن سعيد عن عباية بن رفاعه عن رافع بن خديج الى آخر الحديث.

(مسند امام اعظم کتاب الذبائح ص ۱۹۴)

اس حدیث مبارکہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک صرف دو واسطے ہیں۔

اور حدیث کا متن بھی ایک ہی ہے۔ ان هذا الابل اوابد كاوابدا لوحش۔ یعنی اونٹوں میں سے بھی بعض وحشیوں کی مثل ہیں۔

یہ کتنی ستم ظریفی، بے انصافی اور بددیانتی ہے کہ جو حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پانچ واسطوں سے مروی ہے وہ تو صحیح ہے اور وہی حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے دو واسطوں سے مروی ہے لیکن یہ ضعیف ہے۔ میزان عدل وانصاف کہاں گیا یہ تو میزان ظلم ہے۔ خدارا انصاف کرو اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

میں یہ بھی بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ الحافظ الناقد جمال الدین مزی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو جو شیوخ نقل فرمائے اور ان کا ترجمہ بھی حافظ مزی سے ہی پیش کیا جا رہا ہے۔ ان تراجم کے ماتحت جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث کی اسناد پیش کی جا رہی ہیں یہ صرف سمجھانے کے لیے ہے نہ کہ اصل اسناد میں ہے ہوسکتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے شیخ سے جو روایت نقل فرمائیں وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ نے کسی اور اپنے شیخ سے نقل کی ہو جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہوں۔

مقصد صرف یہی بتانا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ایک یا دو ہی واسطے ہیں جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث کی روایت کرتے ہیں۔

میں نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی دو احادیث بطور نمونہ پیش کی ہیں اور صاحب عقل ودانش کے لیے یہی کافی ہے اور جاہل کے لیے دفتر بھی ناکافی۔

عاصم بن ابی النجود رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) عاصم بن ابی النجود یعنی عاصم بن بعدلہ کوفی ابوبکر مقری متوفی ۱۲۸ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ذکوان ''ابی صالح السمان'' ابووائل شقیق بن سلمہ، ابوالضحیٰ مسلم بن صبیح، مصعب بن سعد بن وقاص یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان واسطہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۹۶)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ مصعب بن سعد بن ابی وقاص قرشی زہری ابوزرارہ مدنی متوفی ۱۰۳ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اپنے والد سعد بن ابی وقاص، صہیب بن سنان، طلحہ بن عبیداللہ، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عدی بن

Marfat.com

حاتم، عکرمہ بن ابوجہل، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۶۴۴)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث کی اسناد اس طرح ہوگی۔

ابوحنيفة عن عاصم بن ابی النجود عن مصعب بن سعد بن ابی وقاص عن الصحابة رضی الله عنهم.

عاصم بن شرجیل رحمۃ اللہ علیہ

(۲۲) عامر بن شراجیل شعبی ابوعمرو کوفی مشہور قول کے مطابق آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ساتویں سال پیدا ہوئے اور سن وفات میں اختلاف ہے۔ ۱۰۴ یا ۱۰۵ یا ۱۰۶ یا ۱۱۰ھ۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اسامہ بن زید بن حارثہ، اشعث بن قیس کندی، انس بن مالک، براء بن عازب، حسن اور حسین بن علی رضی اللہ عنہم، زید بن ثابت، سعد بن وقاص، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب وغیرہم ایک جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام ذہبی نے کہا: عامر بن شراحیل شعبی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اکبر مشائخ میں سے ہیں اور انہوں نے پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے۔

(تاریخ الکبیر ج ۵ ص ۱۳۹)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث میں صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک صرف ایک ہی واسطہ ہے اور وہ آپ کے شیخ عامر بن شراحیل شعبی ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند یوں ہوگی۔

ابو حنيفة عن عامر بن شراحيل الشعبی عن الصحابة رضی الله عنهم.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب النکاح باب (لا تنكح المراة على عمتها) کے ترجمہ کے تحت ایک حدیث لائے ہیں وہ یہ ہے۔

حدثنا عبدان اخبرنا عبدالله اخبرنا عاصم عن الشعبی سمع جابرا قال نص رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تنكح المراة على عمتها او خالتها وقال داؤد و ابن عون عن الشعبی عن ابی هريرة.

یعنی عامر بن شراجیل شعبی سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کہ کسی عورت سے اس کی پھوپھی اور خالہ پر نکاح نہ کیا جائے۔ داؤد بن ابی ہندا اور ابن عون نے شعبی سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کیا۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اس کے متعلق حدیث سماعت فرمائیں۔

ابو حنيفة عن الشعبی عن جابر بن عبدالله وابی هريرة قالا لا تنكح المراة على عمتها ولا على

Marfat.com

خالتها۔ (مسند امام اعظم ص ۱۳۴)

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ شعبی (عامر بن شراحیل) سے وہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان دونوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی عورت پر اس کی پھوپھی اور خالہ نکاح نہ کرے۔ یعنی پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی ایک نکاح میں جائز نہیں۔

آپ بنظر انصاف دونوں احادیث کا موازنہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تین واسطوں سے امام شعبی سے روایت کی اور امام صاحب رضی اللہ عنہ بلاواسطہ شعبی سے روایت کر رہے ہیں اور متن حدیث بھی ایک ہی ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں گمان خطا زیادہ ہو کیونکہ ان کے وسائط زیادہ ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گمان خطا کم کیونکہ انکے وسائط کم ہیں لیکن ہمارا انصاف دیکھیں کہ یہی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی صحیح ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ضعیف۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس حدیث کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے ورنہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے بھی صحیح ترین ہے کیونکہ آپ کی حدیث میں امام شعبی تک کوئی واسطہ نہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں امام شعبی تک تین واسطے ہیں۔ اللہ عزوجل عقل سلیم عطا فرمائے۔

عبداللہ بن ابی حبیبہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۳) عبداللہ بن ابی حبیبہ عدی آزاد کردہ غلام زبیر بن عوام۔ یہ ترجمہ اکثر کتب اسماء الرجال میں نہیں اور بعض نے ظاہراً یہ غلطی کی ہے کہ اس سے مراد عبداللہ بن حبیب بن ابی ثابت ہیں۔ یا عبداللہ بن حبیب ابی ربیعہ ہیں لیکن اس میں اشکال ہے۔ علامہ زرقانی نے موطا کی شرح ''الزرقانی علی المؤطا'' کتاب النذور والایمان باب مایجب من النذور فی المشی میں اس حدیث مبارکہ۔

وحدثنی عن مالك عن عبدالله بن ابی حبیبة''

کے ماتحت ارقام فرمایا۔

کہ یہ عبداللہ بن ابی حبیبہ زبیر بن عوام کے آزاد کردہ غلام ہیں یہ ابوامامہ سہل بن حنیف، عثمان بن عفان، سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں اور ان سے بکیر بن عبداللہ اشج، مالک بن انس، ابوحنیفہ نے روایت کیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں ''فضل لا اله الا الله'' کے ماتحت ان سے روایت کرتے ہوئے کہا۔ عبداللہ بن ابی حبیبہ نے کہا: میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے۔

ابن حذاء نے کہا: یہ ان رجال میں سے ہیں جن سے امام مالک نے روایت کی ہے یہ ان کی معرفت کے لیے کافی ہے۔

چنانچہ یہ صریح ہے کہ عبداللہ بن ابی حبیبہ اس روایت میں وہی ہیں اور وہ ثقہ ہیں اور امام مالک کے شیوخ میں سے ہیں جیسا کہ مسلم نے خطبہ میں کہا امام مالک صرف ثقات سے ہی روایت کرتے ہیں۔ (شرح الزرقانی علی المؤطا ج سوم ص ۵۷ مطبوعہ دالفکر)

Marfat.com

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کی سند یہ ہے۔

ابو حنيفة عن عبدالله بن ابی حبيبه قال سمعت ابا الدرداء صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم الى آخر الحديث. (مسند امام اعظم ص ۱۱)

یہاں بھی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ ہے۔

عبداللہ بن دینار قرشی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۴) عبداللہ بن دینار قرشی عدوی ابوعبدالرحمٰن مدنی آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما متوفی ۱۲۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک ابوصالح ذکران اسمان (شیخ الشیخ امام صاحب) اپنے مالک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۳۲۴)

تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کی سند یوں ہوگی۔

ابو حنيفة عن عبدالله بن دينار عن الصحابة رضى الله عنهم.

امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔

عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵) عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ھذلی ابوعبداللہ کوفی زاہد ۱۱۰ اور ۱۲۰ کے درمیان آپ کی وفات ہوئی ہے۔ سوائے بخاری کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، ابوہریرہ، اسماء بنت ابوبکر، ان کی ہمشیرہ ام المومنین حضرت عائشہ، ام درداء رضی اللہ عنہم اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عون بن عبداللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۸ ص ۶۱)

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کی اسناد یہ ہوگی۔

عن ابوحنيفة عن عون بن عبدالله بن عتبة بن مسعود عن الصحابة.

اس طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔

قابوس بن ابی المخارق رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶) قابوس بن ابی المخارق (ویقال) ابن المخارق بن سلیم شیبانی کوفی یہ تیسرے طبقہ سے ہیں۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اپنے باپ کے واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ام الفضل لبابہ بنت حارث سے روایت کرتے (وقیل) وہ اپنے باپ کے واسطہ سے ہیں۔ ام الفضل سے روایت کرتے ہیں لیکن امام ذہبی نے الکاشف میں لکھا ہے وہ ام الفضل لبابہ بنت حارث سے روایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

ام الفضل لبابہ بنت حارث کے متعلق صاحب ''الاستیعاب''، علامہ ابن عبدالبر نے لکھا ہے یہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کی زوجہ محترمہ ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بعد یہ اوّل عورت ہے جو اسلام لائی۔ نبی اکرم ﷺ ان کی زیارت کے لیے جاتے اور ان کے پاس قیلولہ فرماتے۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے احادیث کثیرہ روایت کی ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۸ ص ۲۶۰، الکاشف ج دوم ص ۳۳۴)

الاستعیاب (الاصابہ فی تمییر الصحابہ کے حاشیہ پر ہے) (ج ۴ ص ۳۹۸)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی سند یہ ہوگی۔

ابو حنیفة عن قابوس ابی المخارق عن ام الفضل رضی الله عنهم.

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابیات کے درمیان صرف ایک واسطہ ہے۔

(۲۷) عبدالکریم بن ابی المخارق (اور ابی المخارق کا نام قیس ہے) ابوامیہ بصری متوفی (۱۲۶) یہ حضرت انس بن مالک، حبیب بن ابی ثابت، سعید بن جبیر، عبداللہ بن حارث بن نوفل (یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان واسطہ ہیں)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ کرام میں سے صرف آپ کے شیخ عبدالکریم بن ابوالمخارق ہی باقی رہ جاتے ہیں جن پر ضعف کا الزام ہے۔ تمام علماء نقد نے لکھا ہے کہ یہ باالاتفاق اہل حدیث کے نزدیک ضعیف ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوداؤد نے کتاب ''المسائل'' میں ان سے روایت کولیا ہے۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ کے رواۃ سے ہیں۔ اب لے کر حاسدین امام صاحب رضی اللہ عنہ کے پاس صرف عبدالکریم بن المخارق ہی رہ جاتے ہیں کہ وہ ضعیف ہیں۔ صاحب تفسیق النظام نے ان کی حدیث سے احتجاج کے متعلق ستائیس وجوہ نقل فرمائی ہیں کہ ان کی حدیث قابل احتجاج ہے۔ یہ وجوہ قابل استفادہ ہیں۔ میں نے بخوف طوالت کتاب ان کا ذکر نہیں کیا اگر کوئی صاحب علم چاہے تو تنسیق انتظام کا مطالعہ کرے۔

الحافظ الناقد جمال الدین مزی نے ان کے ترجمہ کے ماتحت آخر میں لکھا ہے کہ حافظ ابومحمد عبداللہ بن احمد بن سعید بن یربوع شبیلی نے کہا: مسلم صدر کتاب میں ان کی جرح کو بیان کیا ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر کوئی جرح نہیں کی یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں احتمال ثقہ ہے کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنی کتاب ''تاریخ'' میں لکھا ہے جس کی میں جرح واضح نہیں کہ وہ احتمال پر ہے یعنی اس میں ثقہ کا بھی احتمال ہے اور میں نے جب یہ کہا ''فیہ نظر'' تو پھر اس میں کوئی احتمال نہیں۔

معلوم ہوا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان میں ثقہ کا احتمال ہے۔ چنانچہ ان کی حدیث قابل استدلال ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۶ ص ۴۰۹)

اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی اسناد وامام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ عبدالکریم بن ابی المخارق عن انس بن مالک سے کی جائے تو امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ ہے۔

Marfat.com

ابو حنيفة عن عبدالكريم بن ابى المخارق عن انس رضى الله عنه.
اوراگرامام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ سے حدیث کولیا جائے تو اس میں صرف صحابہ تک دو ہی واسطے ہیں۔
ابو حنيفة عن عبدالكريم بن ابى المخارق عن سعيد بن جبير عن الصحابة رضى الله عنهم.

عبدالمالک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ

(۲۸) عبدالملک بن عمیر بن سوید بن جاریہ قرشی ابوعمرو کوفی المعروف بالقبطی متوفی ۱۳۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ یہ اسید بن صفوان، اشعث بن قیس، جابر بن سمرہ، خبر بن عتیک انصاری، جریر بن عبداللہ بجلی، جندب بن عبداللہ بجلی، عبداللہ بن زبیر بن عوام، عبداللہ بن مصقل، مغیرہ بن شعبہ، نعمان بن بشیر، ابی الاحوض جشمی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور شیخ الشیخ ربعی بن حراش کے واسطہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

ربعی بن حراش بن جحش بن عمرو ابومریم کوفی متوفی ۱۰۴ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حذیفہ بن یمان، ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری، عبداللہ بن مسعود، ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری، علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب، عمران بن حصین، ابوذر غفاری، وغیرہم رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ عبدالملک بن عمر کے ترجمہ سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کبھی ایک واسطہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔

ايو حنيفة عن عبدالملك بن عمير عن الصحابه رضى الله عنهم.
یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان ایک واسطہ ہے۔
اور کبھی دو واسطے سے روایت کرتے ہیں اس کی سند یہ ہے۔

ابو حنيفة عن عبدالملك بن عمير عن ربعى بن حراش عن الصحابة رضى الله عنهم.
یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔
امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث فضائل شیخین میں روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابو حنيفة عن عبدالملك بن عمير عن ربعى عن حذيفة بن يمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقتدوا باللذين من بعدى ابى بكر وعمر رضى الله عنها.

(مسند امام اعظم ص ۱۸۰)

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں یہ حدیث مبارکہ اس طرح روایت کی ہے۔
قاله عبدالعزيز بن عبدالله عن ابراهيم بن سعد بن سفيان الثورى عن عبدالملك بن عمير عن هلال مولى ربعى بن حراش عن ربعى عن حذيفة عن النبى صلى الله عليه وسلم.

Marfat.com

اوراس حدیث کواس طرح بھی روایت کیا ہے۔

روی ابن عیینه عن زائده عن عبدالملك بن عمیر عن ربعی بن جراش عن حذیفة عن النبی صلی الله علیه وسلم. (تاریخ الکبیر ج ۸ ص ۲۰۹ ترجمہ نمبر ۲۷۴۱)

آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی حدیث کا موازنہ فرمائیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی حدیث میں صحابی تک چھ واسطے ہیں اور دوسری حدیث میں چار واسطے ہیں۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صرف دو واسطے ہیں۔

اسی طرح اس حدیث مبارکہ کو ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس کی سند یہ ہے۔

حدثنا الحسن بن الصباح ابزار فاسفیان بن عیینه عن زائده عن عبدالملك بن عمیر عن ربعی هو ابن حراش عن حذیفة. الی آخر الحدیث. (ترمذی شریف کتاب المناقب ص ۶۰۸ مطبوعہ منشی نول کشور)۔

امام ترمذی کی حدیث میں صحابی تک پانچ واسطے ہیں۔

اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں ان میں اصح ترین حدیث کون سی ہے جن کے وسائط زیادہ ہیں یا جس کے وسائط بہت کم اس موازنہ سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ترین ہے کیونکہ صحابی تک واسطے بہت کم ہیں۔

میں انشاء اللہ العزیز کہیں کہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یا دیگر ائمہ محدثین کی سنن کی حدیث سے موازنہ پیش کرتا رہوں گا تا کہ ذوق طبع بیدار رہے۔ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ہر شیخ کے ترجمہ کے ماتحت موازنہ پیش کیا جائے تو کتاب بہت طویل ہو جائے گی۔ چنانچہ بخوف طوالت میں کہیں کہیں موازنہ پیش کروں گا لیکن ہر وقت یہ پیش نظر رہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد بہت کم ہے کبھی ایک واسطہ کبھی دو واسطہ بہ نسبت دیگر ائمہ محدثین کے ان کی حدیث میں وسائط زیادہ ہیں۔ لہٰذا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ترین حدیث شمار ہوگی۔

عدی بن ثابت انصاری رحمۃ اللہ علیہ

(۲۹) عدی بن ثابت انصاری کوفی متوفی ۱۱۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ حضرت براء بن عازب، زر بن حبیش اسدی (اور شیخ الشیخ امام صاحب) ابوحازم سلمان اشجعی کوفی آزاد کردہ غلام عزۃ الاشجعیہ متوفی تقریباً ۱۰۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں یہ حضرت حسن اور حسین ابن علی بن ابی طالب، سعید بن عاص، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر بن خطاب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۹۰، تہذیب الکمال ج ۴ ص ۳۰۲)۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اپنے شیخ عدی بن ثابت سے حدیث روایت کرنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک دو یا تین واسطے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کی اسنادیوں ہوں گی۔

ابوحنیفة عن عدی بن ثابت عن ابوحازم عن الصحابة رضی الله عنهم.

Marfat.com

یوں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں۔
یا امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ ہے۔
اس کی اسناد اس طرح ہے۔

ابو حنيفة عن عدی بن ثابت عن البراء بن عازب رضیَ اللّٰه عنه.

جیسا کہ مسند امام اعظم میں قرات عشاء میں ہے (ص ۵۸)

یا امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تین واسطے ہیں۔ اس کی اسناد اس طرح ہے۔

ابو حنيفة عن عدی عن ابوحازم عن ابی الشعشاء عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه.

یہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان تین واسطے ہیں۔
اور ابواشعثاء بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں۔ یہ حدیث مسند امام اعظم "النهی عن صوم يوم الوصال والصحت" (ص ۱۱۰) میں ہے۔
مقصد یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اکثر دو ہی واسطے ہیں۔ ایک ہی واسطہ ہے اور بہت کم تین وسائط بھی ہیں۔ فافهم هٰذا وتدبر.

عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ

(۳۰) عطاء بن ابی رباح (ابی رباح کا نام اسلم ہے) یہ اسامہ بن زید، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عباس وغیرہم من الصحابۃ۔ آپ نے دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ حبیب بن ابی ثابت، عبید بن عمیر، یوسف بن مالک وغیرہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۱۳۸)
امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ عطاء بن ابی ریاح سے جو احادیث روایت کی ہیں ان میں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک واسطہ یا دو واسطے ہیں اور مسند میں ان سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے پچیس احادیث روایت کی ہیں۔ ان میں سے ان کی سند کچھ اس طرح ہے۔
امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ عطاء بن رباح کے طریق سے ابو ہریرہ سے اور یوسف بن مالک کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ سے اور اپنے شیخ کے طریق سے حضرت جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابو صالح کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حمران کے طریق سے حضرت عثمان ابن عباس اور اسامہ رضی اللہ عنہم سے اور اپنے شیخ کے طریق سے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور عبید بن عمیر کے طریق سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ کے طریق سے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث روایت کی ہے۔
اس سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث جو آپ کے شیخ سے مروی ہیں ان میں امام

Marfat.com

صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک یا دو واسطے ہیں۔

روایت حدیث میں جس کا یہ مقام و مرتبہ ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایات کے صرف صحابی اور کبرائے تابعین میں سے صرف تابعی ہی واسطہ ہوں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ تک یہ حدیث اس طرح پہنچی ہو جن کی اسانید متصلہ صحیحہ اور قلیل الوسائط ہوں۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ ان احادیث پر اپنے مذہب کی بناء کریں اور اجتہاد و استنباط کریں تو آپ کا مذہب ان سے اگر اَرجح واقوی ہوگا جن نے چار یا چار سے زائد ووسائط سے حدیث کو روایت کیا ہو چنانچہ بوجہ کثرت وسائط ضعف ان کی حدیث کا دروازہ کھٹکھٹائے گا نہ کہ امام کی حدیث کا جس میں وسائط ہی بہت کم ہیں۔

عطیہ بن سعد بن جنادہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳۱) عطیہ بن سعد بن جنادہ عوفی جدلی قیس ابوالحسن کوفی متوفی ۱۱۱ھ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور الادب المفرد للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت زید بن ارقم، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوسعید خدری اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۱۷۰)

اس ترجمہ کے مطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ ہے۔

اس حدیث کی اسناد اس طرح ہوگی۔

ابو حنيفة عن عطية بن سعد عوفي عن الصحابة رضى الله عنهم.

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی سند میں اپنے شیخ کی طریق سے اس طرح حدیث روایت کی ہے۔

ابو حنيفة عن عطيه عن ابى سعيد الخدرى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الذهب با الذهب. الى آخر الحديث. (مسند امام اعظم کتاب البیوع ص ١٦٤)

بکثرت رواۃ کی وجہ سے یہ حدیث مشہور ہے اور بعض علماء کرام نے اس کے متواتر ہونے کا ظن بھی کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

علقمہ بن مرثد رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) علقمہ بن مرثد حضری ابوالحارث کوفی تبع تابعی یہ طبقہ ساوسہ سے ہیں۔ عراق کے والی خالد قسری کے آخر دور میں فوت ہوئے ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ سلیمان بن بریدہ، عبدالرحمٰن بن سابط، قاسم بن غمیرہ، مجاہد بن جبر مکی یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیخ ہیں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان واسطہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۷ ص ۲۴۱)

سلیمان بن بریدہ بن حصیب اسلمی مروزی یہ سلیمان بن برندہ عبداللہ بن بریدہ کے بھائی ہیں۔ یہ دونوں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جڑواں پیدا ہوئے ہیں۔ ان کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ مسلم اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے

Marfat.com

ہیں۔ یہ اپنے باپ بریدہ بن حصیب اسلمی، عمران بن حصین، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۳۵۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کا ترجمہ آپ نے سماعت فرمایا۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مسند میں اکثر احادیث اپنے شیخ علقمہ بن مرثد سے من طریق سلیمان بن بریدہ عن ابیہ سے مروی ہیں۔ اسی سند کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ''مسند'' میں اکتیس سے زائد احادیث روایت کی ہیں۔ اس ترجمہ سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی سند اس طرح ہے۔

ابوحنيفة عن علقمة بن المرثد عن سليمان بن بريدة عن ابيه بريده بن حصيب الاسلمى المروزى.

اس سند حدیث کو دیکھیں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو ہی واسطے ہیں۔ اسی سند کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ميت يموت له ثلاثة من الولد الا ادخله الله الجنة فقال عمر او اثنان فقال صلى الله عليه وسلم او اثنان. (مسند امام اعظم کتاب الجنائز ص ۱۰۰)

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ علقمہ بن مرثد سے وہ سلیمان بن بریدہ سے وہ اپنے باپ بریدہ بن حصیب اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی جس کے تین بچے فوت ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر اس کے دو بچے فوت ہو جائیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اگر دو بچے بھی فوت ہو جائیں۔ اس معنی میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ تین احادیث روایت کی ہیں وہ یہ ہیں۔

(۱) حدثنا ابومعمر حدثنا عبدالوارث حدثنا عبدالعزيز عن انس بن مالك رضى الله عنه قال قال النبى صلى الله عليه وسلم ما من الناس من مسلم يتوفى له ثلاث لم يبلغوا الحنث الا ادخله الله الجنة بفضل رحمة اياهم.

(۲) حدثنا مسلم حدثنا شعبه حدثنا عبدالرحمن بن الاصبهانى عن ذكوان عن ابى سعيدرضى الله عنه ان النساء قلن للنبى صلى الله عليه وسلم اجعل لنا يوما فوعظهن وقال ايما امراة مات لها ثلاثة من الولد كانوا لها حجابا من النار قالت امراة واثنان قال واثنان.

(۳) حدثنا على حدثنا سفيان قال سمعت الزهرى عن سعيد بن مسيب عن ابى هريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لا يموت لمسلم ثلاثة من الولد فيلج النار الا تحلة القسم.

(کتاب الجنائز باب فضل من مات له ولد فاحتسب)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کا باہم موازنہ کریں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تینوں احادیث کا معنی

Marfat.com

یہی ہے کہ جس آدمی کے تین بیٹے فوت ہو جائیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا معنی بھی وہی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ثقہ رواۃ سے ان احادیث کی روایت کی ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی ثقہ رواۃ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مسند میں ایک تبع تابعی ہے اور ایک ثقات کبار تابعین میں سے ہے اور دونوں ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک تین اور چار واسطے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک صرف دو واسطے ہیں۔

پھر کیا وجہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث صحیح قرار پائے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ضعف امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ماتھے کا جھومر بن جائے۔

عقل ودانش کا تقاضا تو یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے اصح ہو کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف دو واسطہ سے حدیث کی روایت کر رہے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تین اور چار واسطہ سے احادیث کی روایت کر رہے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے رواۃ بھی صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

آخر کیوں!

وجہ صرف یہی ہے کہ لوگ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حاسد ہیں اور یہ سب صرف حسد کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ حسد سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

علی بن اقمر رحمۃ اللہ علیہ

(۳۳) علی بن اقمر بن عمرو بن حارث بن معاویہ ہمدانی وداعی ابوالوازع کوفی طبقہ رابعہ سے ہیں اور ابن حبان نے ان کو تبع تابعین میں سے لکھا ہے۔ یہ عبداللہ بن عمر بن خطاب (فیما قیل) عکرمہ بن عبداللہ آزاد کردہ غلام ابن عباس (شیخ الشیخ امام صاحب) عون بن ابی جحیفہ، مصعب بن سعد بن ابی وقاص (شیخ الشیخ امام صاحب) معاویہ بن ابی سفیان، ابو جحیفہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کے ترجمہ کے مطابق آپ دو واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند اس طرح ہے۔

ابو حنيفة عن علی بن الاقمر عن الصحابة رضی اللّٰه عنهم.

اب آپ کے سامنے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا موازنہ پیش خدمت ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ اسی سند کے ساتھ ابو جحیفہ وہب بن عبداللہ سوائی متوفی ۶۴ھ سے روایت کرتے ہیں۔

قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اما انا فلا اکل متکئاً. الی آخر الحدیث

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تکیہ لگائے ہوئے نہیں کھاتا میں ایسے کھاتا ہوں جیسے ایک عبد کھاتا ہے اور ایسے پیتا ہوں جیسے ایک عبد پیتا ہے اور میں اپنی موت تک اپنے رب کی عبادت کروں گا۔

Marfat.com

اب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) حدثنا ابونعیم حدثنا مسعر عن علی بن الاقمر سمعت اباحجیفة یقول قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا اکل متکئاً۔

(۲) حدثنا عثمان بن ابی شیبة اخبرنا جریر عن منصور عن علی بن الاقمر عن ابی جحیفة قال کنت عندالنبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقال لرجل عنده لا اکل وانا متکیء۔

(کتاب الاطعمہ باب الاکل متکئا)

یعنی ابوحنیفہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تکیہ لگائے ہوئے نہیں کھاتا۔

دوسری حدیث میں ہے حضرت ابوجحیفہ نے کہا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ نے ایک شخص (وہ اعرابی تھا) جو بارگاہ نبوت میں حاضر تھا اس سے فرمایا: میں تکیہ لگانے کی حالت میں نہیں کھاتا۔

اب آپ دونوں احادیث کا موازنہ فرمائیں امام صاحب رضی اللہ عنہ دو واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یعنی ابوجحیفہ سوائی سے روایت کر رہے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تین اور چار واسطہ سے ابوجحیفہ سے روایت کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث صحیح ہے۔ عقل ودانش اور انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے اصح ہو کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف دو واسطہ سے روایت کر رہے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تین اور چار واسطہ سے روایت کر رہے ہیں۔ اللہ عزوجل سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

عطا بن سائب رحمۃ اللہ علیہ

(۳۴) عطاء بن سائب بن مالک ابوسائب یا ابومحمد کوفی متوفی ۱۳۶ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن ابی اوفی، ابوالضحیٰ مسلم بن صبیح (شیخ الشیخ امام صاحب) وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۷ ص ۱۴۵)

عطاء بن سائب اپنے باپ سائب بن مالک سے بھی روایت کرتے ہیں۔ سائب بن مالک ابویحییٰ یا ابوکثیر کوفی (یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں) یہ طبقہ ثانیہ سے ثقات تابعین میں سے ہیں۔ یہ سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمر بن خطاب (ان کان محفوظا) عبداللہ بن عمرو بن عاص، علی بن ابی طالب، عمار بن یاسر، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ترجمہ شیخ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوا کہ آپ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کسوف شمسی میں اپنے شیخ کے واسطہ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابو حنیفة عن عطاء عن ابیه (سائب بن مالك) عن ابن عمر رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه

Marfat.com

صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر ایتان من آیات اللہ یخوف اللہ بھا عبادہ لا یکسفان لموت احدولا لحیاتہ فاذا کان کذٰلک فعلیکم باالصلوٰۃ (مسند امام اعظم ص۹۴)

جس دن حضرت ابراہیم نبی اکرم ﷺ کے صاحبزادے کا انتقال ہوا تو لوگوں نے کہا: سورج حضرت ابراہیم کی وفات کی وجہ سے بے نور ہوا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دونشانیاں ہیں۔ اللہ عزوجل ان کے ذریعہ سے اپنے بندوں کوخوف دلاتا ہے یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے بے نور نہیں ہوتے۔ جب ایسا ہوتو تم نماز کسوف پڑھو۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الکسوف باب ۱۳ لا تنکسف لموت احد ولالحیاتہ۔ کے تحت ارقام فرمایا۔

حدیث کسوف کی ابوبکرہ، مغیرہ، ابوموسیٰ، ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا اصبغ قال اخبرنی ابن وھب قال اخبرنی عمرو عن عبدالرحمن بن القاسم حدثہ عن ابیہ (قاسم بن ابوبکر صدیق) عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنھم انہ یخبر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الشمس والقمر لا یخسفان لموت احدو لا لحیاتہ ولکنھا آیتان من آیات اللہ فاذا رایتمون فصلوا۔ (کتاب الکسوف باب اول الصلوٰۃ فی کسوف الشمس)

دیکھیں وہی حدیث جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پانچ واسطوں سے روایت کر رہے ہیں وہی حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صرف دو واسطوں سے روایت کر رہے ہیں۔

اب انصاف کرنا آپ کے ہاتھ میں ہے خواہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کوضعیف کہہ لیں یا اصح کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پانچ واسطوں سے ہی حدیث روایت کر رہے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف دو واسطوں سے۔

عکرمہ قرشی بربری رحمۃ اللہ علیہ

(۳۵) عکرمہ قرشی بربری مفسر عظیم ابوعبداللہ آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما متوفی ۱۰۴ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ جابر بن عبداللہ، حجاج بن عمرو بن غزیہ انصاری (اصحاب سنن نے ان سے حدیث روایت کی ہے جس میں صراحت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہے لیکن عجلی، ابن برقی اور ابن سعد نے ان کو تابعین میں ذکر کیا ہے) حسن بن علی بن ابی طالب، صفوان بن امیہ، اپنے مالک عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عقبہ بن عامر جہنی، علی بن ابی طالب، معاویہ بن ابی سفیان، یحییٰ بن یعمر (شیخ الشیخ امام صاحب) یعلی بن امیہ، ابوسعید خدری، ابوقتادہ انصاری، ابوہریرہ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۲۲۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ عکرمہ کے ترجمہ سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان صرف ایک ہی

Marfat.com

واسطہ ہے۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث جو عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

ابو حنيفة عن عكرمة عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امرت ان اسجد على سبعة اعظم ولا اكف شعرًا ولا ثوبًا. (مسند امام اعظم ص ۷۳)

اب یہی حدیث شیخین سے ملاحظہ فرما کر موازنہ کریں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث شیخین کی حدیث سے اصح ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے۔

حدثنا موسىٰ بن اسماعيل قال حدثنا ابوعوانه عن عمرو عن طاؤس عن ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم قال امرت على سبعة اعظم لا اكف شعرا ولا ثوبا.

(بخاری شریف کتاب الاذان، باب ۱۳۸ لا یکف ثوبہ فی الصلوٰۃ)

مسلم بن حجاج قشیری اپنی صحیح میں اس حدیث کو اس سند سے روایت کیا ہے۔

حدثنا محمد بن بشار قال فا محمد وهوا ابن جعفر قال فاشعبة عن عمرو بن دينار عن طاؤس عن ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم قال امرت ان اسحد على سعبة اعظم ولا اكف ثوبا ولا شعرا. (مسلم شریف مع نووی ج اول ص ۱۹۳)

ابوعیسیٰ ترمذی نے اس حدیث کو اس اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدثنا قتيبة فاحماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال امر النبى صلى الله عليه وسلم ان يسجد على سبعة اعضاء ولا يكف شعره ولا ثيابه.

(ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۵۳)

تمام احادیث مذکورہ کا ترجمہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہوں اور میں اس کا بھی حکم دیا گیا ہوں کہ میں نماز میں اپنے کپڑے اور بالوں کو اکٹھا نہ کروں۔

اب مذکورہ احادیث پر غور فرمائیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چار واسطوں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مسلم بن حجاج قشیری نے پانچ واسطوں سے اور ابوعیسیٰ ترمذی نے چار واسطوں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے اور سب نے عن طاؤس عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف ایک واسطہ سے یہ حدیث روایت کی ہے اور یہ واسطہ عکرمہ ہیں جن کے متعلق الحافظ الناقد امام مزی نے یوں لکھا ہے۔

فانه لم تكن امة الا كان لها حبر وان مولى عن عباس حبر هذه الامة. (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۲۲۴)

Marfat.com

ابوتمیلہ نے ضماد بن عامر قسملی سے انہو فرزدق جواس حمانی سے روایت کیا کہ ہم شہر بن جوشب کے پاس جرجان میں بیٹھے ہوئے تھے تو ہمارے پا عکرمہ تشریف لائے۔ ہم نے شہر بن جوشب سے کہا: کیا ہم ان کے پاس نہ جایا کریں تو اس کے جواب میں شہر بن حوشب نے کہا: ان کے پاس جاؤ ہر امت کا حبر تھا اور مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس امت کے حبر (عالم) ہیں۔

معلوم ہوا عکرمہ کا مقام طاؤس سے اعلیٰ ہے۔

اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث جو ایک واسطہ (اور وہ بھی تابعی اور نہایت ثقہ) سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے یہ حدیث شیخین اور ترمذی کی حدیث سے اصح ہے کیونکہ ان کے وسائط بکثرت ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا صرف ایک ہی واسطہ ہے۔ اس موازنہ پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی جملہ احادیث کو قیاس کرنا چاہیے۔

علی بن حسن رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) علی بن حسن زراد آپ کا ترجمہ کتب اسماء الرجال میں نہیں ہے صرف فن رجال کے بلند پایہ امام الحافظ الناقد مزی کا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں ان کا ذکر کرنا ہی کافی ہے۔

صاحب تنسیق النظام نے حدیث "فی الندب الی الاستیاك" کتاب الطھارۃ میں حاشیہ نمبر ۸ میں لکھا ہے اصل اسناد میں نساخ یا رواۃ سے خبط وتخلیط واقع ہوا ہے۔ اصل اور صحیح اسناد اس طرح ہے۔

ابوحنیفة عن منصور عن ابی علی الحسن الزراد الصیقلی عن جعفر بن تمام بن العباس بن عبدالمطلب عن ابیه مرسله.

یہاں ابی علی الحسن زراد کی جگہ علی بن الحسن الزراد واقع ہوا ہے اور عن جعفر بن تمام بن عبدالمطلب عن ابیه کی جگہ عن تمام عن جعفر عن ابی طالب لکھا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عمرو بن دینار مکی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۷) عمرو بن دینار مکی ابومحمد اثرم جمحی متوفی ۱۲۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیوخ ذکوان ابی صالح السمان، سعید بن جبیر، سعید بن مسیّب، عبید بن عمیر، عروہ بن زبیر، مجاہد بن جبر مکی وغیرہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں دو واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے۔

ابو حنیفة عن عمرو بن دینار عن طاؤس عن ابن عباس رضی الله عنهما. (کتاب البیوع ص ۱۶۶)

ابوحنیفة عن عمرو بن دینار عن جابر بن زید عن ابن عباس رضی الله عنهما (کتاب الحج ص ۱۱۲)

Marfat.com

اس سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف دو واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث کی روایت کرتے ہیں۔ کتاب الحج میں جو حدیث ہے وہ یہ ہے۔

قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من لم یکن لہ ازار فلیلبس سراویل ومن لم یکن لہ فعال فلیلبس حفین۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن زید سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تہبند نہ پائے وہ شلوار پہن لے اور جو جوتے نہ پائے وہ موزے پہن لے۔

اس حدیث کو مسلم نے اس طرح روایت کیا ہے۔

حدثنا یحیی بن یحیی وابولربیع الزھرانیؒ وقتیبۃ بن سعید جمیعا عن حماد قال یحیی اخبرنا حماد ابن زید عن عمرو (بن دینار) عن جابر بن زید عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یخطب یقول السراویل لمن لم یجد الازار، والخفان لمن لم یجد النعلین یعنی المحرم۔ (مسلم شریف کتاب الحج ص ۳۷۳)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا درآنحالیکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے فرمایا شلوار ان کے لیے ہے جو تہبند نہ پائے اور موزے ان کے لیے ہیں جو جوتے نہ پائے یعنی احرام باندھنے والا۔ اب آپ دونوں حدیثوں کے درمیان موازنہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اس حدیث کو صرف دو واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کر رہے ہیں اور صاحب مسلم اس حدیث کو چار واسطوں سے روایت کر رہے ہیں بلکہ اگر ابوالربیع اور قتیبہ بن سعید کو شامل کرلیا جائے تو یہ چھ واسطے بنتے ہیں۔

اب آپ انصاف سے بتائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ہے یا مسلم شریف کی صحیح ہے جو چھ واسطوں سے مروی ہے۔

چونکہ اس حدیث کی روایت مسلم نے کی ہے لہٰذا صحیح ہے اور وہی حدیث ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے تو ضعیف ہے۔

خدارا انصاف کیجئے اور محض حسد کی بناء پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف قرار نہ دیں بلکہ اس کا نشانہ تو مسلم و بخاری کو بننا چاہیے کہ ان میں واسطوں کی کثرت ہے نہ کہ مسند امام اعظم جبکہ اسمیں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک صرف ایک یا دو واسطے ہیں۔

قاموس بن ابی ظبیان رحمۃ اللہ علیہ

(۳۸) قابوس بن ابی طبیان جنبی کوفی طبقہ سادسہ سے ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور الادب المفرد للبخاری کے رواۃ

Marfat.com

میں سے ہیں۔ وہ اپنے باپ ابوظبیان حصین بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۸ ص ۲۵۹)

حصین بن بن عمرو بن حارث ابوظبیان جنبی کوفی متوفی ۹۶ھ یہ اسامہ بن زید، جریر بن عبداللہ بجلی، حذیفہ بن یمان، ابوایوب خالد بن زید انصاری، سلمان فارسی، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوموسیٰ، عبداللہ بن قیس اشعری، عبداللہ بن مسعود، علقمہ بن قیس، علی بن ابی طالب، عمار بن یاسر، عمر بن خطاب، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج دوم ص ۷۱۰)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کا ترجمہ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔

اس ترجمہ سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہیں آپ کی حدیث کی اسناد اس طرح ہوگی۔

ابوحنیفة عن قابوس بن ابوظبیان عن ابیه ابوظبیان حصین بن جندب رضی اللہ عنہ عن الصحابة رضی الله عنهم.

یوں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان دو واسطے ہوئے۔

قاسم بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۳۹) قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ہذلی مسعودی ابوعبدالرحمٰن کوفی متوفی ۱۲۰ یا اس سے قبل۔ سوائے مسلم کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ جابر بن سمرہ، حصین بن قبیصہ فزاری، حصین بن یزید تغلبی، عبداللہ بن عمر بن خطاب، مسروق بن اجدع (شیخ الشیخ امام صاحب) سے روایت کرتے ہیں مسروق بن اجدع ہمدانی وداعی ابوعائشہ کوفی متوفی ۶۳ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اُبی بن کعب، جناب بن ارت، زید بن ثابت، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن مسعود، عبید بن عمیر لیثی (یہ ان کے ہمعصر ہیں) عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب، معاذ بن جبل، معقل بن سنانی اشجعی، مغیرہ بن شعبہ، ابوبکر صدیق، وغیرہم رضی اللہ عنہم۔

حافظ ابوبکر خطیب نے کہا: مسروق بن اجدع کو بچپن میں چرالیا گیا پھر وہ مل گئے اسی وجہ سے ان کو مسروق کہا جاتا ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۸۲ ص ۲۷۹)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کے ترجمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ایک یا دو واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ سے مروی حدیث مسند امام اعظم اس طرح ہے۔

ابوحنیفة عن القاسم عن ابیه عن عبدالله (بن سعود) قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یسلم عن یمینه وعن یسارہٖ۔ (مسند امام اعظم ص ۷۸)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قاسم سے وہ اپنے باپ عبدالرحمٰن سے وہ اپنے والد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے

Marfat.com

ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں اور بائیں دو سلام پھیرا کرتے تھے (نہ کہ ایک سلام جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا گمان ہے)

اور مسلم نے اس کی مثل سعد سے روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا اسحق بن ابراهيم قال انا ابوعامر العقدی قال عبدالله بن جعفر عن اسماعيل بن محمد عن عامر بن سعد عن ابيه قال اری رسول الله صلی الله عليه وسلم يسلم عن يمنيه وعن يساره۔ (مسلم شریف ج اول ص ۲۱۶)

آپ دونوں حدیثوں کا موازنہ فرمائیں امام صاحب رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث صرف دو واسطوں سے روایت کی ہے اور مسلم نے اس حدیث کو پانچ واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور امام کی حدیث کی سند اعلیٰ ہے۔

آپ ایک اور حدیث کو ملاحظہ فرما کر موازنہ کریں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ترین ہے وہ حدیث یہ ہے:

ابوحنيفة عن القاسم عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من كذب علی متعمد او قال مالم اقل فليتبوا مقعده من النار۔ (مسند امام اعظم ص ۲۱)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قاسم سے وہ اپنے باپ محمد سے وہ اپنے دادا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہیے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنائے۔ اس حدیث پر اعتراض ہے کہ یہ منقطع ہے کیونکہ محمد بن ابوبکر نے بچہ ہونے کی وجہ سے نہیں سنا جبکہ ان کی وفات ہوئی اور محمد بن ابوبکر کی تربیت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کی اور صحیح یہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت قاسم سے انہوں کی عبدالرحمٰن سے انہوں کی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے جیسا کہ جامع المسانید میں ہے۔

ابوحنيفة عن القاسم بن عبدالرحمٰن عن ابيه عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من كذب علی متعمد او قال مالم اقل فليبتوا مقعده من النار۔

(جامع المسانید ج اول ص ۱۱۰)

اس کے بعد بخاری کی اس کی مثل حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت جو انہوں نے روایت کیا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

حدثنا ابوالوليد قال حدثنا شعبة عن جامع عن شداء عن عامر بن عبدالله بن الزبير عن ابيه قال قلت للزبير انی لا اسمعك تحدث عن رسول الله صلی الله عليه وسلم كی يحدث فلان وفلان قال اما انی لم افارقه ولكن سمعته يقول من كذب علی فليتبعوا مقعده من النار۔

(بخاری کتاب العلم باب ۳۸ اثم کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد زبیر بن عوام سے کہا: میں آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے

Marfat.com

نہیں سنتا جیسا کہ فلاں وفلاں (عبداللہ بن مسعود) نبی اکرم ﷺ سے حدیث بیان کرتے ہیں۔ حضرت زبیر بن عوام نے فرمایا: میں آپ سے کبھی جدا نہیں ہوا لیکن میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

اب دیکھیں یہی حدیث جو امام صاحب رضی اللہ عنہ دو واسطوں سے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کر رہے ہیں وہی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چار واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کر رہے ہیں اور یہی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مکی بن ابراہیم تلمیذ اکبر امام صاحب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور یہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات سے پہلی ثلاثی حدیث ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں بخاری شریف میں ثلاثیات سے اعلیٰ کوئی حدیث نہیں وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا مکی بن ابراھیم قال حدثنا یزید بن ابی عبید عن سلمۃ (بن الاکوع صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یقل علی مالم اقل فلیتبوا مقعدہ من النار۔ (کتاب العلم بخاری شریف پہلی حدیث سے دوسری حدیث)

اب آپ غور فرمائیں کہ احادیث ثلاثیات مرویات بخاری پر مع امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے علماء کو کتنا فخر ہے اور بخاری کی ثلاثیات پر بہت فخر کیا جاتا ہے وہ بھی اکثر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تلامذہ یا تلامذہ کے تلامذہ سے مرویات ہیں۔

لیکن کتنی ناانصافی اور بددیانتی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ثنائیات کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ اب یہی حدیث لے لیجئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے چار اور تین واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث دو واسطوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث ضعیف ہیں۔

"فاعتبروا یا اولی الابصار" (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج اول ص ۲۰۲)

قتادہ بن دعامہ رحمۃ اللہ علیہ

(۴۰) قتادہ بن دعامہ بن قتادہ بن عزیز بن عمرو سدوسی ابوالخطاب بصری متوفی ۱۱۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، ابوالشعثاء، جابر بن زید، حبیب بن سالم آزاد کردہ غلام نعمان بن بشیر، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، سالم بن ابی الجعد، سعید بن مسیب، عبداللہ بن بریدہ، قزعہ بن یحییٰ بصری، مجاہد بن جبر مکی، محمد بن سیرین انصاری، یحییٰ بن یعمر وغیرہم۔

یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیوخ ہیں جو آپ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان واسطہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۸ ص ۳۲۶)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کے ترجمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ دو واسطہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی قتادہ سے مروی حدیث یہ ہے۔

Marfat.com

ابو حنيفة عن قتادہ عن ابی قلابه (عبداللّٰه بن زید بصری جرمی) عن ابوثعلبه خشی رضی اللّٰه عنه (یہ مشہور صحابی ہیں اوران کے نام میں بہت اختلاف ہے) ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم نهان ان ناکل لحوم الحمرا الاهلية. (جامع المسانید ج دوم ص ۲۵)

ابو حنیفہ نے قتادہ سے انہوں نے ابوقلابہ سے انہوں نے ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھریلو پالتو خچروں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے صحابی تک صرف دو واسطے ہیں۔

اب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ابوثعلبہ خشی سے روایت ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا اسحاق اخبرنا یعقوب بن ابراهیم حدثنا ابی عن صالح عن ابن شهاب ان ابا ادریس اخبره ان ابا ثعلبه قال حرم رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لحوم الحمرا الاهیلة.

(بخاری شریف کتاب الذبائح باب لحوم الخیل)

ابن شہاب سے روایت ہے کہ ابوادریس (عامن اللہ خولانی) نے ان کوخبر دی کہ ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو خچروں کے گوشت کھانے کوحرام فرمایا ہے۔

اس باب میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایات میں (نهی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم) ہے مخالفت اور حرمت باہم لازم وملزوم ہیں۔

اب آپ دونوں حدیثوں کا موازنہ فرمائیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ قتادہ سے روایت میں صحابی تک صرف دو واسطے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں صحابی تک چھ واسطے ہیں اور حدیث وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ یہ کتنی عجیب وغریب منطق ہے کہ دو واسطوں سے مروی حدیث ضعیف ہے اور چھ واسطوں سے مروی حدیث صحیح ہے۔

کیا اس دوغلی پالیسی کا بھی کچھ علاج ہے کہ وہی حدیث جو دو واسطوں سے مروی ہے وہ ہمارے محسنوں کے نزدیک ضعیف ہے کیونکہ یہ حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے چھ واسطوں سے مروی ہے لیکن صحیح ہے۔

حالانکہ حافظ عسقلانی کے نزدیک جتنے وسائط زیادہ ہوں گے گمان خطا بھی زیادہ ہوگا اور جتنے وسائط کم ہوں گے گمان خطا بھی کم ہوگا۔

ہمارے مہربان اس کے خلاف چل رہے ہیں کہ جس حدیث کے وسائط زیادہ ہیں اس میں گمان خطا کم ہے اور جس حدیث کے واسطے کم ہیں اس میں گمان خطا زیادہ۔ ورنہ یہ تسلیم کرلینا چاہیے کہ کم وسائط میں گمان خطا کم ہے۔ اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث بخاری کی حدیث سے بھی اصح ترین ہے۔

Marfat.com

قیس بن مسلم جدلی

(۴۱) قیس بن مسلم جدلی عدوانی ابوعمرو کوفی متوفی ۱۲۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ سعید بن جبیر، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، مجاہد بن جبر مکی (یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیخ ہیں) سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۸ ص ۴۰۶)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ قیس بن مسلم کے طریق سے مروی حدیث یہ ہے۔

ابو حنيفة عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن ابن مسعود رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم ينزل الله داء الا وانزل معه الدواء الا الهوم وفى رواية ان الله تعالى لم يضع فى الارض داء الا وضع له شفاء. (مسند امام اعظم ص ۲۰۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی بیماری کو نازل نہیں فرمایا مگر اس کے ساتھ اس کی دوا بھی نازل فرمائی۔ سوائے ھرم (بڑھاپا) کے اور ایک روایت میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین میں بیماری کو رکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کی شفا بھی رکھ دی۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث صحابی تک دو واسطوں سے روایت کی ہے۔ اب ابوعیسیٰ ترمذی کی حدیث سماعت فرمائیں جو انہوں نے اسامہ بن شریک کے طریق سے روایت کی ہے۔

حدثنا بشر بن معاذ العقدى البصرى فا ابوعوانه عن زياد بن علاقه (یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ سے ہیں) عن اسامه بن شريك قال قالت الاعراب يارسول الله صلى الله عليه وسلم الا نقداوى قال نعم يا عباد الله تداوا فان الله لم يضع داء الا وضع له شفاء اؤ دوا. الا داء واحد فقالوا يارسول الله صلى الله عليه وسلم وما هو قال الهوم. (ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور)

اس کے علاوہ باقی اصحاب سنن نے بھی اسامہ بن شریک سے اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔

اسامہ بن شریک سے روایت ہے انہوں نے کہا: اعراب نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم دوا نہ کیا کریں۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ کے بندو! کیوں نہیں ضرور دوا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری زمین میں رکھی مگر اس کی شفا یا دوا بھی رکھی مگر ایک بیماری کی دوا نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سی بیماری ہے آپ نے فرمایا: وہ بڑھاپا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

حدثنا محمد بن المثنى حدثنا ابواحمد الزبيرى حدثنا عمر بن سعيد بن ابى حسين، قال حدثنى عطاء بن ابى رباح (یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ سے ہیں) عن ابوهريرة رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال ما انزل الله داء الا انزل له شفاء.

(بخاری شریف کتاب الطب باب ما انزل اللہ داء)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ عز وجل نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں فرمائی جس کی دوا نازل نہ کی ہو۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر احادیث کا موازنہ فرمائیں ابوعیسیٰ ترمذی نے یہ حدیث صحابی تک تین واسطوں سے روایت کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی تک چار واسطوں سے یہ حدیث روایت کی۔

اب میزان عدل وانصاف آپ کے ہاتھ میں ہے خواہ عدل وانصاف نہ کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ کرلیں یا عدل وانصاف کر کے میزان عدل وانصاف کی لاج رکھ لیں اور عدل وانصاف اس بات کا مقتضی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ترین ہے کیونکہ اس کے وسائط بہت کم ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محارب بن دثار

(۴۲) محارب بن دثار بن کردوس بن قرداش سعدی ابووثار متوفی ۱۱۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں یہ اسود بن یزید نخعی، سلیمان بن بریدہ، عبداللہ بن بریدہ (یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیخ ہیں) جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما، عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۵۱۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابو حنيفة عن محارب عن ابن عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويل للعراقيب من النار (مسند امام اعظم ص ۲۹)

اور جامع المسانید میں یہ حدیث اس طرح مروی ہے۔

ابو حنيفة عن محارب عن ابن عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويل للعراقيب من النار. فاذا اغسلتم ارجلكم فبلغوا با الماء اصول العراقب

(جامع المسانید ج اول ص ۲۳۲)

ابوحنیفہ محارب بن دثار سے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایڑیوں کے لیے جہنم کی آگ کا سخت عذاب ہے اور جامع المسانید کی روایت کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اپنے پاؤں دھوتو ایڑیوں کے اصول تک پانی پہنچاؤ۔

- امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی صرف ایک واسطہ (وہ محارب بن وثار ہیں) سے صحابی سے روایت کی ہے۔

اب بطور موازنہ شیخین کی حدیث بھی پیش خدمت ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا موسىٰ قال حدثنا ابوعوانه عن ابى بشر عن يوسف بن ماهك عن عبدالله بن عمرو قال

Marfat.com

تخلف النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن فی سفرۃ سافرناھا فادرکنا .وقد ارھقنا العصر فجعلنا فتوضا ونسح علی ارجنا فتادی با علی صوتہ ویل للاعقاب من النار مرتین او ثلاثا۔

(بخاری شریف کتاب الوضو باب غسل الرجنین)

یوسف بن ماھک (یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں) نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے تو نماز عصر کا وقت تنگ ہو چکا تھا اور ہم نے وضو کرنا شروع کر دیا اور ہم پاؤں پر مسح کر رہے تھے آپ نے دو یا تین مرتبہ با آواز بلند پکارا ایڑیوں کے لیے جہنم کی آگ کا سخت عذاب ہے۔

اس سفر کو مسلم نے اس طرح بیان کیا ہے کہ ہم مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آ رہے تھے حتیٰ کہ جب ہم راستہ میں ایک جگہ پانی پر پہنچے تو کچھ لوگوں نے عصر کے وقت جلدی کی اور وضو کر لیا اور بہت جلدی میں تھے۔ یہاں تک کہ ہم بھی ان کے پاس پہنچ گئے تو ان کی ایڑیاں نہ مسح کرنے کی وجہ سے چمک رہی تھیں (کیونکہ وہاں پانی نہیں پہنچا تھا اور وہ سفید تھیں) تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ویل للعقاب من النار" اور وضو مکمل کرو۔ اس کے بعد کی حدیث اس طرح ہے۔

حدثنا شیبان بن فروخ وابو کامل جمیعا عن ابی عوانہ عن ابی بشر عن یوسف بن ماھك عن عبداللّٰہ بن عمرو قال تخلف النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی سفر سافرناھا فادرکنا وقد حضرت صلوٰۃ العصر فجعلنا نسح علی فنادی ویل للعقاب من النار۔ (مسلم شریف ج اول ص ۱۲۵)

حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں ایک سفر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے اور وہ آپ سے آملے۔ نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا تو ہم نے اپنے پاؤں پر مسح کرنا شروع کر دیا تو یہ دیکھ کر آپ نے ندا فرمائی۔ "ویل للاعقاب من النار" اب اگر کوئی یہ کہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں "ویل للعراقیب" ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسلم کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث میں یہ الفاظ موجود ہیں اور وہ حدیث یہ ہے:

"فانی سمعت ابو القاسم صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ویل للعراقیب من النار"

معلوم ہوا عراقیب اور اعقاب میں صرف لفظی فرق ہے معنی دونوں کا ایک ہی ہے۔ اب دیکھیں بخاری شریف کی حدیث میں صحابی تک چار واسطے ہیں اور مسلم کی حدیث میں صحابی تک پانچ واسطے ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صرف ایک ہی واسطہ ہے۔

اس اعتبار سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث شیخین کی حدیث سے اصح ترین ہے۔ اس موازنہ کو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی جملہ احادیث میں بھی ملحوظ خاطر رکھیں۔

Marfat.com

محمد بن زبیر تمیمی حنظلی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۳) محمد بن زبیر تمیمی حنظلی بصری یہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ نسائی اور ابوداؤد کی کتاب ''مراسیل'' کے رواۃ سے ہیں۔ یہ حسن بصری، مکحول شامی، ابو بردہ بن موسیٰ اشعری۔ (یہ تینوں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ سے ہیں) سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۸ ص ۶۹۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابو حنيفة عن محمد بن الزبير عن الحسن عن عمران بن حصين رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نذر ان يطيع الله فليطعه ومن نذر ان يعصبه فلا يعصبه ولا نذر فى غضب.

دوسری حدیث

ابوحنيفة عن محمد بن الزبير الحنظلى عن الحسن عن عمران بن حصينن قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لانذر فى معصية الله تعالى وكفارته كفارة يمين. (مسند امام اعظم ص ۱۵۴)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اللہ عزوجل کی اطاعت کی نذر مانی (مثلاً نماز ظہر اول وقت میں پڑھے گا، یا جمعرات کا روزہ رکھے گا) چاہیے کہ وہ اس نذر کو پورا کرے۔ (امر وجوب کے لیے ہے اور مستحب نذر سے واجب ہو جاتا ہے) اور جس شخص نے معصیت (مثلاً شراب پینے نذر مانتا) کی نذر مانی وہ اللہ عزوجل کی نافرمانی نہ کرے (کیونکہ معصیت کی نذر کی وفا حرام ہے)۔

دوسری حدیث مبارکہ کا ترجمہ یہ ہے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی معصیت میں نذر نہیں اور اس کا کفارہ کفار یمین ہے۔

آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ان دونوں حدیثوں کو مدنظر رکھتے ہوئے صحیحین کی احادیث سے ان موازنہ کریں انشاء اللہ امام کی احادیث کی توثیق ہو جائے گی اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا امام کی مرویات احادیث صحیح ہیں ضعیف نہیں۔

پہلی حدیث کی توثیق وتائید امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے ہوتی ہے جو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ یہ حدیث ہے۔

حدثنا ابونعيم حدثنا مالك عن طلحة بن عبدالملك عن القاسم عن عائشة رضى الله عنها عن النبى صلى الله عليه وسلم قال من نذر ان يطيع الله فليطعه ومن نذر ان يعصيه فلا يعصه.

(بخاری شریف کتاب الایمان والنذر وباب النذر فی طاعۃ اللہ)

Marfat.com

اس حدیث کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

یہاں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ متن حدیث میں ذرا بھر بھی فرق نہیں جو متن حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ کی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا وہی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث کا ہے۔

فرق صرف یہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطوں سے اس حدیث کی روایت کی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک چار وسائط سے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث کی تائید وتوثیق مسلم کی حدیث سے ہوتی ہے جو انہوں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ احادیث مبارکہ یہ ہے۔

حدثنی زهير بن حرب وعلی بن حجر السعدی واللفظ لزهير قالانا اسماعيل بن ابراهيم قال نا ايوب عن ابی قلابه عن ابی المهلب عن عمران بن حصين قال كانت ثقيف حلفا لبنی عقيل. الخ

قال النبی صلی اللّٰه عليه وسلم لا وفاء لنذر فی معصية ولا فيما لا يملك العبد وفی رواية علی بن حجر اسعدی لا نذر فی معصية اللّٰه (مسلم شریف ج دوم ص ۴۵)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ثعیف بنی عقیل کے حلیف تھے۔ اس کے ماتحت ایک طویل واقعہ نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی معصیت اور جس چیز کا بندہ مالک نہیں اس چیز کی نذر کی دعا نہیں حدیث کے ایک راوی علی بن حجر سعدی کی روایت میں اس طرح ہے۔ "لا نذر فی معصية اللّٰه".

ابوالحجاج مسلم قشیری بعد از سات احادیث عقبہ بن عامر سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں وہ یہ ہے۔

حدثنی هارون بن سعيد الايلی ويونس بن عبدالاعلی واحمد بن يونس قال يونس بن عبدالاعلی انا وقال الاخران (یعنی ہارون بن سعید الایلی واحمد بن یونس) فا ابن وهب قال اخبرنی عمرو بن الحارث عن كعب بن علقمه عن عبدالرحمن بن شماسة عن ابی الخير عن عقبة بن عامر عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم قال كفارة النذر كفارة اليمين.

یعنی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا: نذر کا کفارہ کفارہ یمین ہے۔

آپ مسلم کی دونوں احادیث کو دیکھیں کہ مسلم نے پہلی حدیث چھ واسطوں سے صحابی سے روایت کی اور دوسری حدیث تقریباً آٹھ واسطوں سے صحابی سے روایت کی اور یہ دونوں حدیثیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث کی تائید وتوثیق کر رہی ہیں۔

جب شیخین ایک حدیث کو صحابی تک پانچ سے آٹھ واسطوں تک روایت کرتے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ وہی حدیث صرف دو واسطوں سے صحابی تک روایت کرتے ہیں اور دونوں واسطے ثقات تابعین میں سے ایک یا ایک تبع تابعین سے اور

Marfat.com

دوسرا تابعین میں سے تو پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف کیوں قرار دیا جاتا ہے اس کا نشانہ تو بخاری و مسلم کو ہونا چاہیے جو بکثرت وسائط صحابی سے روایت کرتے ہیں نہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ''مسند امام اعظم'' کو ہونا چاہیے۔

آپ ذرا تدبر و تفکر سے جملہ احادیث کا موازنہ فرمائیں پھر فیصلہ آپ کے پاس ہے جو چاہیں کریں۔ اللہ تعالیٰ انصاف کی توفیق عطا فرمائے۔

باقی اس حدیث پر صرف یہی اعتراض باقی رہ جاتا ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سماعت نہیں کیا جس کے متعلق کتاب اسماء الرجال میں لوگوں کا اختلاف ہے اور اختلاف کا حق وہ رکھتے ہیں لیکن اگر آپ کتب اسماء الرجال کو ملاحظہ فرمائیں تو خود فیصلہ کرلیں گے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سماعت متحقق ہے۔ الحافظ الناقد حافظ مزی، حافظ ابن حجر، حافظ ذہبی جو کہ فن رجال کے جلیل القدر ائمہ شمار ہوتے ہیں وہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کے ماتحت لکھتے ہیں۔

''روی عن عمران بن حصین''، یعنی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سنا ہے ان کا قاعدہ یہ ہے جب وہ یہ کہتے ''روی عن فلاں'' تو اگر ان کا دیکھنا اور سماعت ثابت نہیں تو اس کے آگے یہ لکھ دیتے ہیں ''لم یدرکه''، یعنی اس نے ان نہیں پایا ''ولم یلقه'' ان سے ملاقات ثابت نہیں۔ ''لم یسمع منه'' اس نے ان سے نہیں سنا لیکن تینوں جلیل القدر ائمہ فن رجال نے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں ''روی عن عمران بن حصین'' کے بعد ان میں سے کوئی لفظ بھی استعمال نہیں کیا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے نزدیک حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سماعت ثابت و متحقق ہے اور ان کا اس پر اعتماد ہے۔

ان کا الفاظ مذکورہ کا نہ لکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سنا ہے لہٰذا عدم سماع کا اعتراض ختم ہوا۔ (تہذیب الکمال ج دوم ص ۵۳۱، الکشاف للذہبی ج اول ص ۱۶۰، تہذیب التہذیب ج دوم ص ۲۶۴)

محمد بن سائب رحمۃ اللہ علیہ

(۴۴) محمد بن سائب بن بشر بن عمرو بن حارث بن عبدالحارث بن عبدالعزیٰ کلبی ابوالنصر کوفی ۱۴۶ھ ترمذی اور ابن ماجہ ''فی التفسیر'' کے رواۃ سے ہیں۔ یہ اصبغ بن نباتہ، ابوصالح باذام آزاد کردہ غلام ام ہانی اور اپنے دونوں بھائی سفیان و سلمہ اور عامر شعبی سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۸ ص ۷۰۵)

الحافظ الناقد جمال الدین مزی نے محمد بن سائب کی جرح کے بعد ارقام فرمایا۔

ابواحمد بن عدی نے کہا: سوائے اس کے جو ذکر کیا گیا احادیث صالحہ ہیں اور خاص کر جب وہ ابی صالح اور وہ تفسیر میں مشہور ہیں، سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ثقات لوگوں نے روایت کیا ہے۔ مثلاً سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ بن حجاج، صحابن سلمہ اور ہشیم وغیرہ اور تفسیر میں ان سے راضی ہیں۔ ضعفاء کے درمیان جن میں ان کی شہرت ہے ان کی حدیث کو لکھا جائے۔ (تہذیب الکمال ج ۸ ص ۷۰۷، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۸۰)

چنانچہ حافظ مزی نے جو ان کے متعلق تحریر فرمایا ان سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو کلبی سے روایت کی ہے اس طعن کے

Marfat.com

دفع اوران کی حدیث سے استدلال کی چند وجوہ ثابت ہوتی ہیں۔

اوّلاً

قول امام سفیان ثوری سے ماخوذ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو تنقید میں اور معرفت صدق وکذب میں ثوری نے شامل نہیں کیا۔

ثانیاً

حافظ مزی کے قول سے یہ دلیل اخذ کی گئی ہے کہ ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم ان کی تفسیر سے راضی ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث تفسیر کے متعلق ہی ہے۔

ثالثاً

مضمون حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ حلال وحرام اور عقائد کے متعلق نہیں اور احادیث ضعیفہ فضائل ومناقب اور ترغیب وترہیب میں عند العلماء قبول کی گئی ہیں جیسا کہ علماء کرام نے کئی مواضع پر اس کی تصریح بھی فرمائی ہے۔ ان وجوہ کی بناء پر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو محمد بن سائب کلبی سے حدیث روایت کی ہے وہ قابل حجت ہے۔ یہ حدیث مبارکہ اس طرح مروی ہے۔

ابو حنيفة عن محمد بن السائب الكلبى عن ابى صالح (ذكوان الزيات) عن ابن عباس رضى الله عنهما ان وحشيا لما قتل حمزة رضى الله عنه مكث زمانا ثم وقع فى قلبه الاسلام فارسل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قد وقع قلبه الاسلام وقد سمعتك تقول عن الله تعالى والذين لا يدعون مع الله الها آخر، الى آخر الحديث. (مسند امام اعظم کتاب التفسیر ص ۲۲۷)

تو اس حدیث میں امام صاحب رضی اللہ عنہ نے وحش بن حرب کے قصہ اسلام کی اپنے شیخ سے روایت کی ہے کہ اس نے سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا پھر کچھ دیر بعد اس نے اسلام لانے کے متعلق حضور اقدس سے چند آیات مبارکہ کی توضیح طلب کی اور یہ حدیث سراسر فضائل ومناقب کے متعلق ہے اور ضعاف اس میں مقبول ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ان آیات مبارکہ کے متعلق سوال کرنے والا وحشی بن حرب تھا اور وہ اپنے ایمان کے متعلق دریافت کر رہا تھا کہ اس آیت مبارکہ میں یہ قید ہے جو منافی اسلام ہے اس آیت مبارکہ میں یہ چیز میرے اسلام کے مانع ہے آخر میں یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی "قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم" الخ تو وحشی نے یہ آیہ کریمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔

بخاری شریف کتاب التفسیر میں سعید بن جبیر کے طریق سے ایک حدیث مروی ہے وہ یہ ہے۔

Marfat.com

سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما ان اناساً من اھل الشرک کانوا قد قتلوا واکثروا وزنوا واکثروا فاتو محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالوا ان الذی تقول وقد عوالیہ لحسن الخ۔

(بخاری شریف کتاب التفسیر تفسیر سورہ زمر باب اول یا عبادی الذین اسرفوا)

سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کچھ مشرکین جنہوں نے بکثرت قتل کیے اور بکثرت زنا کیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آئے اور عرض کیا: جو آپ کہتے ہیں اور جس کی طرف بلاتے ہیں یہ بہت اچھا ہے اگر آپ ہمیں بتائیں کہ جو عمل ہم نے کیے ان کا کفارہ ہے۔ تو یہ آیت "والذین لا یدعون" نازل ہوئی اور پھر اس کے بعد یہ آیہ مبارکہ "قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم" نازل ہوئی۔

اس حدیث مبارکہ میں "فاتوا محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالوا" کے ماتحت شارحین بخاری نے جو لکھا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

وفی روایۃ الطبرانی من وجہ اخر عن ابن عباس ان السائل عن ذٰلک ھو وحشی بن حرب قاتل حمزۃ وانہ لما قال ذٰلک فنزلت الا من تاب وامن وعمل صالحا۔ الایۃ۔ فقال ھذا الشرط شدید فنزلت قل یا عبادی۔ الایۃ۔ (فتح الباری ج ۸ ص ۵۵۰)

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں سائل کے متعلق طبرانی کی روایت میں دوسری وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس کے متعلق سوال کرنے والا وہ قاتل امیر حمزہ رضی اللہ عنہ وحشی بن حرب ہے۔ اس نے جب یہ کہا تو یہ آیت مبارکہ "الا من تاب وامن وعمال صالحا" نازل ہوئی۔ وحشی نے کہا: اس ایک میں ایک بہت سخت شرط ہے تو یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی:

"قل یا عبادی" الایہ۔

معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ محمد بن سائب کلبی سے روایت "عن ابوصالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما" صحیح ہے۔

حافظ قسطلانی فرماتے ہیں:

سمر الواقدی منھم وحشی بن حرب قاتل حمزۃ وکذا ھو عند الطبرانی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما من وجہ آخر۔ (ارشاد الساری ج ۱۱ ص ۲۷)

فرماتے ہیں واقدی نے سوال کرنے والوں میں سے وحشی بن حرب قاتل امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا نام بھی س کیا ہے اور اسی طرح یہ دوسری وجہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طبرانی میں بھی موجود ہے۔

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

اخرج الطبرانی عن وجہ آخر عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما ان السائل عن ذٰلک ھو وحشی بن حرب۔ (عمدۃ القاری ج ۱۹ ص ۱۴۳)

Marfat.com

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری وجہ سے طبرانی نے تخریج کیا ہے کہ اس کے مطابق سائل وحشی بن حرب تھا۔

اب طبرانی نے جو دوسری وجہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث تخریج کی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں وہ حدیث مبارکہ یہ ہے۔

حدثنا احمد بن علی الابار ثنا اسحاق بن الارکون ثنا ابین بن سفیان عن عطاء عن ابن عباس قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی وحشی قاتل حمزۃ رضی اللہ عنہ یدعوہ الی الاسلام فارسل الیہ یا محمد کیف تدعونی الی دینك وانت تزعم ان من قتل او اشرك او زنا یلق اثاما۔ الخ۔ (المعجم الکبیر الحافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، جلد نمبر ۱۱ ص ۱۵۷، ۱۵۸، حدیث نمبر ۱۱۴۸۰)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ شارحین بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دوسری وجہ سے طبرانی نے حدیث کو تخریج کیا ہے جس میں یہ بات واضح ہے کہ بخاری شریف کی حدیث "فاتوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا" میں سائل قاتل امیر حمزہ وحشی بن حرب ہے۔ اور طبرانی کی یہ حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے ملتی جلتی ہے صرف الفاظ کا تغیر وتبدل اور تقدم وتفاخر ہے۔

شارحین بخاری اور طبرانی کی روایات سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اس حدیث پر طعن ضعف صحیح نہیں کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تابع موجود ہیں۔

وہی حدیث جو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ابوصالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور طبرانی نے عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

علماء کے نزدیک دونوں حدیث کا ایک صحابی سے روایت متابعت میں شرط ہے اور متابعت موجب تقویت وتائید ہے اور یہ بھی لازمی نہیں کہ تابع مرتبہ میں اصل کے مساوی ہو اگر اس سے کمتر درجہ ہو تو بھی متابعت ہی ہوگی اور اگر متابع لفظ ومعنی میں اصل کے موافق ہو تو اس پر "مثلہ" کا اطلاق ہوتا ہے اور اگر صرف معنی میں موافقت ہو تو اس کو لفظ "نحوہ" سے تعبیر کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا طبرانی اور بخاری کی حدیث نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تقویت دی ہے اور اس کی تائید کی ہے۔

ابواللیث سمرقندی نے تنبیہ الغافلین میں اس حدیث کی تخریج کی ہے وہ حدیث یہ ہے:

وحدثنی الثقۃ باسنادہ عوا بن عباس رضی اللہ عنہا ان وحشیا قاتل حمزۃ عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مکۃ انی ارید اسلم ولکن یمنعنی عن الاسلام آیۃ من القران نزلت علیك الخ،

Marfat.com

یعنی ابواللیث سمرقندی نے کہا: مجھ سے ثقہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کیا کہ وحشی بن حرب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل نے مکہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھا کہ میں اسلام لانا چاہتا ہوں لیکن قرآن کی ایک آیہ مبارکہ جو آپ پر نازل کی گئی ہے مجھے اسلام لانے سے منع کرتی ہے۔ آخر حدیث تک۔

اس سے ثابت ہوتا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے اور علامہ ابواللیث سمرقندی نے ثقہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ (تنبیہ الغافلین باب التوبہ ص ۳۵ دار احیاء الکتب العربیہ)

محمد بن علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ

(۴۵) محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب قرشی ہاشمی ابوجعفر الباقر متوفی ۱۱۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، جابر بن عبداللہ اور اپنی جد حضرت حسین بن علی وحسن بن علی (امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ) سعید بن مسیّب، سمرہ بن جندب، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن عاص اور اپنے جد اکبر حضرت علی المرتضٰی سے مرسلا، ابوسعید خدری، ابوہریرہ، ام المومنین عائشہ اور ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

حافظ جمال الدین مزی نے لکھا ہے۔

محمد بن فضیل نے سالم بن ابی صفہ سے روایت کی کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی اور جعفر بن محمد دونوں سے حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق دریافت کیا تو ان دونوں نے مجھ سے فرمایا: اے سالم تم ان سے محبت کرو اور ان دونوں کے جو دشمن ہیں ان سے برات کا اظہار کرو کیونکہ وہ دونوں حضرت ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ عنہما امام الھدی تھے۔

اسحاق بن یوسف ازرق نے بسام صیرفی سے روایت کی کہ میں نے ابوجعفر سے سوال کیا اور کہا تم حضرت ابوبکر وعمر فاروق کے متعلق کیا کہتے ہو۔ امام ابوجعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں اور ان کے لیے استغفار کرتا ہوں اور میں نے اپنے اہل بیت سے کسی کو نہیں پایا مگر وہ ان دونوں سے محبت رکھتا تھا۔

حافظ ابونعیم نے عیسٰی بن دینار موذن سے روایت کی کہ میں نے ابوجعفر سے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: وہ مسلمان تھے اللہ ان دونوں پر رحمت فرمائے۔ عیسٰی بن دینار کہتے ہیں میں نے ان سے کہا: کیا آپ ان دونوں سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے لیے استغفار فرماتے ہیں ابوجعفر نے فرمایا: جی ہاں میں ان سے محبت رکھتا ہوں میں نے عرض کیا: کیا مجھے اس کی اجازت فرماتے ہیں آپ نے تین بار فرمایا: اجازت ہے' اجازت ہے' اجازت ہے۔

تو اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اہل بیت عظام کی ان دونوں یعنی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے کتنی محبت تھی بلکہ آپ نے ان کے دشمنوں سے برأت کے اظہار کا فرمایا۔ اہل بیت عظام کی ان دونوں کے حق میں یہ عظیم شہادت ہے کہ اہل بیت ان سے محبت کرتے تھے۔

Marfat.com

اب سنئے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ محمد بن علی ابوجعفر باقر سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ابوجعفر مرسلا، ان صلوٰة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم باللیل کانت ثلاثة عشر رکعة منهن ثلاث رکعات الوتر ورکعتا الفجر. (مسند امام اعظم ص ۹۶)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ابوجعفر سے مرسلا روایت کیا (اور ساقط ہونے والے یا تو حضرت جابر ہیں یا ان کے والد اور دادا) کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم رات تیرہ رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ ان میں سے وتر کی تین رکعات اور فجر ہونے کے بعد فجر کی دو رکعت سنت۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وتر ایک سلام کے ساتھ تین ہیں اور یہ ام المومنین اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو صلوٰۃ اللیل کے متعلق ہے ثابت ہیں۔

چونکہ یہ مسئلہ مختلف فیھا ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک وتر ایک سلام کے ساتھ متصل تین رکعت ہیں اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وتر ایک رکعت کا نام ہے۔

مین نے جو حدیث مسند امام اعظم سے نقل کی ہے جو آپ نے اپنے شیخ محمد بن علی بن حسین ابوجعفر الملقب با الباقر سے مرسلا روایت کی ہے یہ حدیث اس باب میں اصح ترین ہے اب اس حدیث کے چند معاضد آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مذہب صحیح ہے۔

اور یہ حدیث مبارکہ مذہب امام کی مؤید ہے۔

حدثنا یحیی بن سلیمان قال حدثنی ابن وهب قال اخبرنی عمرو (بن حارث) ان عبدالرحمن ابن القاسم حدثه عن ابیه عن عبداللّٰه بن عمر قال قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم صلوٰة اللیل مثنی مثنی فاذا اروت ان تنصرف فارکع رکعة توترلك ما صلیت. (وبالاسناد والمذکور) قال القاسم ورایتنا انا مسأ منذ ادرکنا یوترون بثلاث (بخاری شریف کتاب الوتر، ابواب الوتر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کی نماز دو دو رکعتیں ہے اور جب تو نماز سے فارغ ہونے کا ارادہ کرے تو ایک رکعت اور پڑھ لے اور تو نے جو نماز پڑھی (یہ ایک رکعت) اس کو وتر بنا دے۔

قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق نے کہا: جب سے ہمیں ادراک وشعور حاصل ہوا ہے ہم نے لوگوں کو وتر تین رکعت ہی پڑھتے دیکھا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

قوله: فارکع رکعته: مراد ایک رکعت ہے اور وہ عام ہے خواہ متصل ہو یا منفصل۔ لیکن قوله تو ترلك ما صلیت اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ایک رکعت پہلی دو رکعتوں کے ساتھ ملائے۔ یہاں تک کہ جو اس نے نماز پڑھی تین رکعات وتر بنجائیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول "ما صلیت" سے مراد وہی نماز ہے جو اس نے ایک رکعت سے پہلے پڑھی ہے اور

Marfat.com

جب تک اس ایک رکعت کو بلا فصل اس کے ساتھ ملایا نہ جائے یہ وتر نہیں ہوں گے اور جب اس نے فصل کیا تو صرف وہی ایک رکعت وتر ہوگی اور ایک رکعت "بتیواء" ہے جس سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

اور اس کی دلیل حدیث کے راوی حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق کی باسناد مذکورہ روایت ہے کہ ہم جب سے بالغ ہوئے ہیں ہم نے لوگوں کو وتر تین رکعات ہی پڑھتے دیکھا ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۷ ص ۷)

حدثنا واصل بن عبد الاعلی قال لنا محمد بن فضیل عن حصین بن عبدالرحمن عن حبیب بن ابی ثابت عن محمد بن علی بن عبداللّٰہ بن عباس عن ابیہ عن عبداللّٰہ بن عباس انہ وقد عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاستیقظ فتسوك وتوضا وھو یقول "ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار لایات لاولی الابصار". فقرا ھولاء الایات حتی ختم السورۃ. الی آخر الحدیث. (مسلم شریف ج اول ص ۲۶۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ ایک بار نبی اکرم ﷺ کے پاس سوئے۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے مسواک فرمائی اور وضو فرمایا اور آپ یہ تلاوت فرما رہے تھے۔ "ان فی خلق السموات والارض" الایہ۔ حتی آپ نے سورت ختم فرمائی پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ آپ نے ان دو رکعتوں میں قیام، رکوع اور سجود کو لمبا فرمایا۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر محو خواب ہو گئے حتیٰ کہ آپ خراٹے لینے لگے پھر آپ نے یہ تین بار کیا اور ہر بار آپ مسواک فرماتے، وضو فرماتے اور ان آیات مقدس کی تلاوت فرماتے اور آپ نے چھ رکعات نماز ادا فرمائی۔ پھر آپ نے تین رکعات وتر ادا فرمائے اس کے بعد موذن نے اذان دی۔ آپ نماز کے لیے باہر تشریف لائے اور یہ دعا فرما رہے تھے۔ "اللھم اجعل فی قلبی نورا" الخ۔

اس حدیث سے ثابت ہوا نبی اکرم ﷺ نے تین رکعات وتر ایک سلام سے ادا فرمائے اور مسلم شریف کی یہ حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارکہ کی شاہد ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

اب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ الامام الحافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ عیسیٰ متوفی ۲۳۵ کی کتاب "المصنف" سے چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا یزید بن ھارون عن ھشام عن ابن سیرین عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال صلوٰۃ المغرب وتر النھار.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے راوی ہیں آپ نے فرمایا: نماز مغرب دن کے وتر ہیں۔

حدثنا محمد بن عبید عن خالد السلمی عن ابن سیرین قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صلوٰۃ المغرب وتر صلوٰۃ النھار فاوتروا صلوٰۃ الیل.

ابن سیرین سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مغرب کی نماز دن کی نماز وتر ہے چنانچہ تم

Marfat.com

رات کی نماز کو وتر بنا کر پڑھو۔

حدثنا ابن نمیر قال حدثنا الاعمش عن مالك بن الحارث عن عبدالرحمن بن یزید قال قال عبدالله الوتر ثلاث کصلوٰة المغرب وتر النهار.

عبدالرحمٰن بن یزید سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وتر تین رکعات ہیں جیسا کہ نماز مغرب دن کے وتر ہیں۔

اور نماز مغرب ایک سلام سے ادا کی جاتی ہے اس طرح رات کے وتر بھی ایک سلام سے ادا کیے جائیں۔

حدثنا ابن مهدی عن سلیمان بن حیان عن ابی غالب قال کان ابوامامة یوتر بثلاث رکعات.

ابو غالب سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضرت ابواسامہ باہلی رضی اللہ عنہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے۔

حدثنا ابو اسامه عن عثمان بن غیاث قال سمعت جابر بن زید یقول الوتر ثلاث.

عثمان بن غیاث نے کہا: میں نے جابر بن زید کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ وتر تین رکعات ہیں۔

حدثنا زید بن حباب عن ابی الزبیر عن مکحول عن عمر بن الخطاب انه.اوتر بثلاث رکعات لم یفصل بینهن بسلام.

مکحول شامی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ وتر تین رکعات پڑھتے تھے اور ان کے درمیان سلام کے ساتھ فیصلہ نہیں کرتے تھے۔

حدثنا ابومعاویه عن ابن جریر عن اسماعیل بن محمد بن سعید عن ابن السباق ان عمر دفن ابوبکر لیلا ثم دخل المسجد فا وتر بثلاث.

ابن ساق نے کہا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا پھر وہ مسجد میں تشریف لے گئے اور تین رکعات وتر ادا کیے۔

حدثنا حفص عن عمرو عن الحسن قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلاث لایسلم الا فی آخرهن.

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں اور سلام صرف ان کے آخر میں پھیرے۔

حدثنا عبده عن سعید عن قتاده عن زراره عن سعید بن هشام عن ابیه عن عائشه رضی الله عنها قالت کان رسول الله صلی الله علیه وسلم لایسلم فی رکعتی الوتر.

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعات کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ تین رکعات کے آخر میں سلام پھیرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج دوم ص ۲۸۲ تا ۲۹۵)

Marfat.com

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ الحافظ الکبیر ابوبکر عبدالرزاق بن صمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ کی چند احادیث متعلقہ وتر سماعت فرمائیں۔

عبدالرزاق عن معمر عن قتادہ عن الحسن قال کان ابی بن کعب یوتر بثلاث لا یسلم الا فی الثالثة مثل المغرب.

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حضرت ابی بن کعب تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور مثل نماز مغرب صرف تیسری رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔

عبدالرزاق عن معمر عن ثابت عن انس انه اوتر بثلاث مثل المغرب.

ثابت بنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ مثل نماز مغرب تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔

عبدالرزاق عن الثوری عن الاعمش عن مالك بن الحارث عن عبدالرحمن بن یزید قال وتر الیل کوتر النهار صلوٰة المغرب ثلاث.

عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا: رات کے وتر دن کے وتر کی مثل ہیں اور نماز مغرب تین رکعات ہے (اس طرح وتر بھی تین رکعات ہیں) یہ حضرت ابن مسعود کا قول ہے۔

عبدالرزاق عن معمر عن ثابت البنانی قال صلیت مع انس وبت عنده قال فرایة یعلی مثنی مثنی حتی اذا کان فی آخر صلوتة اوتر بثلاث مثل المغرب.

ثابت بنانی نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی اور وہ رات میں نے ان کے پاس گزاری۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو رات کی نماز دو دو رکعت پڑھتے دیکھا ہے حتیٰ کہ جب نماز کے آخر میں ہوتے مثل نماز مغرب وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

عبدالرزاق عن ابن جریح قال اخبرنی اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص ان سعید بن عبید بن السباق الثقفی اخبره ان عمر لما دفن ابابکر وفرغ منه وقد صلی صلوٰة العشاء الاخره اوتر بثلاث رکعات واوتر معه ناس من المسلمین.

سعید بن عبید بن سباق ثقفی نے کہا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دفن فرما کر فارغ ہوئے تو انہوں نے نماز عشاء پڑھ لی تھی اور تین رکعات وتر ادا فرمائے اور مسلمانوں نے ان کے ہمراہ وتر پڑھے۔ (مصنف عبدالرزاق ج سوم ص ۱۹ تا ۲۶)

اس کے بعد آخر میں علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق انیق پیش خدمت ہے۔ مسلم شریف کی ایک حدیث جو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

اس میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعت نماز ادا فرماتے۔ "یوتر منها بواحدة" اور ایک رکعت کے ساتھ ان

Marfat.com

کو وتر بناتے۔

اس حدیث کے ماتحت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔

دلیل ان اقل الوتر رکعة وان الرکعة المفردة صلٰوة صحیحة وهو مذهبنا ومذهبا الجمهور قال ابوحنیفة لا یصح الایتار بواحدة ولا تکون الرکعة الواحدة صلٰوة قط والاحادیث الصحیحه تود علیه۔ (نووی شرح مسلم ج اول ص ۲۵۳)

یعنی اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ وتر کم از کم ایک رکعت ہے اور رکعت مفردہ صلٰوۃ صحیحہ ہے اور یہ ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک رکعت کے ساتھ وتر بنانا صحیح نہیں اور ایک رکعت ہرگز نماز نہیں ہوسکتی۔ امام نووی فرماتے ہیں احادیث صحیحہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا رد کرتی ہیں۔

اس کے تحت علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مذہب کی موید احادیث صحیحہ ہیں جو ان کی تردید کرتی ہیں۔ ان میں سے وہ حدیث ہے جس کو نسائی نے اپنی سنن میں اپنی سند کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ ام المومنین نے فرمایا:

کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔

ان میں سے جو حاکم نے مستدرک میں اپنی سند کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔

کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوتر بثلاث لا یسلم الا فی آخرهن۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعات پڑھتے اور ان کے آخر میں ہی سلام پھیرتے۔

نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث تخریج کی ہے۔

حدثنا قتیة عن الفضیل بن عیاض عن هشام بن حسان عن محمد بن سیرین عن ابن عمر قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صلٰوة المغرب وتر صلٰوة النهار فاتروا صلٰوة الیل۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز مغرب دن کی نماز کا وتر ہے چنانچہ تم رات کی نماز کو وتر کرو۔

علامہ عینی فرماتے ہیں حاکم نے اپنی حدیث کے بعد کہا یہ بخاری اور مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور انہوں نے اس حدیث کی تخریج نہیں کی اور نسائی کی سند شیخین کی شرط پر ہے۔ امام طحاوی نے روایت کی ہے۔

حدثنا روح بن خرج حدثنا یحیی بن عبداللّٰه بن بکیر حدثنا بکر بن مضر عن جعفر بن ربیعه عن عقبه بن مسلم قال سالت عبداللّٰه بن عمر عن الوتر فقال اتعرف وتر النهار فقلت

Marfat.com

نعم صلوٰة المغرب قال صدقت واحسنت.

عقبہ بن مسلم نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وتر کے متعلق سوال کیا انہوں نے فرمایا: کیا تم دن کے وتر کو پہچانتے ہو میں نے عرض کیا: جی ہاں وہ مغرب کی نماز ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے اور بہت اچھا سچ کہا ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں حدیث حضرت ابن عمر کو اسی پر محمول سمجھا جائے وہ یہ ہے کہ۔

"ان رجلا سال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن صلٰوة اللیل" الی آخر الحدیث.

اس کا معنی ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں ایک رکعت ملا کر پڑھو یہی رات کے وتر ہیں اور جملہ اخبار اس پر متفق ہیں۔

حدثنا ابوبکرة حدثنا ابوداؤد حدثنا ابوخالد سالت ابوالعالیه عن الوتر فقال علمنا اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اف الوتر مثل صلٰوة المغرب هذا وتر اللیل وهذا وتر النهار.

ابوخالد نے کہا: میں نے ابوالعالیہ سے وتر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی ہے کہ وتر صلٰوة مغرب کی مثل ہیں۔ یہ رات کے وتر ہیں اور یہ دن کے وتر۔

علامہ عینی فرماتے ہیں:

قال الکرخی اجمع المسلمون عل ان الوتر ثلاثه لا یسلم انما فی آخرهن.

امام کرخی نے فرمایا: اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں اور صرف ان کے آخر میں سلام پھیرا جائے۔

یعنی ایک سلام کے ساتھ تین وتر پڑھے جائیں پھر ابن ابی شیبہ نے کہا: حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایک رکعت کے ساتھ وتر کیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس کا انکار فرمایا اور کہا یہ ایک رکعت "بتیرا" کیا ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نہیں پہچانا۔

علامہ عینی فرماتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے ایک رکعت "بتیرا" کا کوئی اعتبار نہیں۔

امام نووی پر تعجب ہے وہ کیسے اس خطا نقل کو نقل کرتے ہیں اور اس کے خطا کا علم ہونے کے باوجود اس کی تردید نہیں کرتے۔ ہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت سے ذکر کیا کہ وتر تین رکعات سے ہی بنایا جاسکتا ہے اور ایک رکعت سے وتر کرنا جائز نہیں۔ امام طحاوی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فقہاء کرام کے قول کے مطابق وتر کو مدینہ منورہ تین رکعت وتر ایک سلام کے ساتھ ثابت رکھا اور مدینہ منورہ کے فقہاء کا اس پر اتفاق کہ ایک سلام کے ساتھ تین رکعات وتر پڑھے جائیں اس ناقل کے نقل کی خطا تجھ پر واضح کر رہی ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ اور ثوری اور ان کے اصحاب کا اس میں اختصاص ہی نہیں بلکہ فقہاء مدینہ منورہ کا اس پر اجماع منقول ہے۔

اور جنہوں نے کہا: وتر تین رکعات ہیں ان کے درمیان فصل نہ کیا جائے بلکہ ایک سلام کے ساتھ پڑھے جائیں وہ یہ ہیں۔

Marfat.com

حضرات عمر، علی، ابن مسعود، حذیفہ، ابی بن کعب، ابن عباس، انس، ابوامامہ، عمرو بن عبدالعزیز فقہائے سبعہ اور اہل کوفہ۔

ترمذی نے کہا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اوران کے علاوہ تابعین اس طرف گئے ہیں۔

وراؤ ان توتر الرجل بثلاث وقال سفیان والذی استحب ان یوتر بثلاث رکعات

(ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۸۵)

امام ترمذی فرماتے ہیں صحابہ وغیرہ کا یہی خیال ہے کہ آدمی تین کے ساتھ وتر بنائے یعنی تین رکعات وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھے۔ سفیان نے کہا: تین رکعات کے ساتھ وتر کرنا ہی مستحب ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۷ ص ۴)

اور تین رکعات کے ساتھ وتر بنانے کا اقرار حافظ عسقلانی نے بھی کیا ہے۔

وہ لکھتے ہیں بعض حنیفہ اس طرف گئے ہیں کہ وتر تین رکعات بلا فصل ہیں اس لیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے کہ وتر تین رکعات موصولہ کے ساتھ حسن اور جائز ہے۔

پھر اس اجماع پر محمد بن نصر مروزی نے جو تعاقب کیا اس کو بیان کیا اور کہا۔

اما قول محمد بن نصر لم نجد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم خبرا ثابتا صریحا انہ اوتر بثلاث موصولۃ.

اور محمد بن نصر مروزی کا یہ قول کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خبر نہیں پاتے جو ثابت اور صریح ہو کہ آپ نے وتر تین رکعات موصولہ کیے ہوں۔

اس کے جواب میں حافظ عسقلانی فرماتے ہیں:

نعم ثبت عنہ انہ اوتر بثلاث.

ہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے تین کے ساتھ وتر کیا ہے۔ (فتح الباری ج دوم ص ۴۸۱)

مسئلہ وتر کے موضوع پر آپ نے نہایت مدلل کلام سماعت فرمایا جس سے روز روشن کی طرح عیاں اور ظاہر ہے کہ وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں اس پر صحابہ وتابعین کا اجماع ہے۔

اس جملہ بحث کے بعد اب ہم اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں وہ یہ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور جملہ محدثین کرام کی احادیث کا تقابلی جائزہ لیں اور موازنہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کی صرف ایک واسطہ جو ثقہ تابعین میں سے ہیں سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر بلا فصل ادا فرماتے تھے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقابلہ میں جتنی احادیث بھی مروی ہیں ان میں بکثرت وسائط ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث میں صرف ایک واسطہ ہے۔

اگرچہ جملہ محدثین کرام کی بھی احادیث صحیح ہیں لیکن باعتبار قلت روایت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ان سب سے اصح

Marfat.com

ہے۔ اس کی وجہ غالبًا یہی ہوسکتی ہے کہ یہ حدیث مذہب ہے (کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قول ہے صحیح حدیث میرا مذہب ہے) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نہایت پسندیدہ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ائمہ صحاح نے جو روایات نقل کی ہیں کہ وتر ایک رکعت ہے ان کو اتنی پذیرائی حاصل نہیں ہوئی جتنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کو پذیرائی حاصل ہوئی ہے جس کی بناء پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اکثرین اسی مذہب پر عمل درآمد کرتے آرہے ہیں اور تا قیامت اس پر عمل کرتے رہیں گے۔ یہ اللہ عزوجل کی طرف سے شرف اجابت کی عمدہ دلیل ہے۔ اگر مٹھی بھر چند عناصر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہیں تو وہ اس کو بجھا نہیں سکیں گے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم کے نور سے بڑے بڑے کبرائے محدثین وفقہاء نے استفادہ کیا اور قیامت تک سب لوگ اس سے مستفید ہوتے رہیں گے۔

محمد بن قیس ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۶) محمد بن قیس ہمدانی مرہبی کوفی طبقہ رابعہ سے مقبول ہیں۔ یہ ابراہیم نخعی، عبداللہ بن عمر بن خطاب، مالک بن حارث، ابوموسیٰ صمدانی، یزید بن ابی کبشہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسرائیل بن یونس، سفیان ثوری، شریک بن عبداللہ، قیس بن ربیع، ہشیم بن بشیر، ابوحنیفہ اور ابوعوانہ نے روایت کیا۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۲۸۵)

حافظ جمال الدین مزی نے فرمایا: محمد بن قیس مرہبی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور ابن حبان نے ان کا ''کتاب الثقات'' میں ذکر کیا ہے اور نسائی نے ''مسند علی'' میں ان سے روایت کی ہے چنانچہ یہ صرف نسائی کے رواۃ میں سے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی ''مسند'' میں ان سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے جو شراب کی بیع کی حرمت کے متعلق ہے۔ اس کی اسناد یہ ہے۔

ابوحنیفة عن محمد بن قیس الهمدانی عن ابی عامر الثقفی انه کان۔ الخ (کتاب الاشربہ ص ۲۰۲)

اب دیکھیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو محمد بن قیس سے مروی ہے اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف دو ہی واسطے ہیں۔

ان میں سے ایک ثقہ تابعی ہیں اور ایک صحابی ہیں۔ بتانا صرف یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کتنی باسناد علو حدیث کی روایت کرتے ہیں اور یہ صرف حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ہی خصوصیت ہے۔

محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ

(۴۷) محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب زہری ابوبکر مدنی متوفی ۱۲۴ھ یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواہ میں سے ہیں۔

یہ حضرت انس بن مالک، ثعلبہ بن ابو مالک قرظی، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن کعب بن مالک، عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، عبید بن سباق، عروہ بن زبیر، عمرو بن شعیب، قاسم بن محمد بن ابوبکر

Marfat.com

صدیق، محمد بن منکدر، نافع مولی عبداللہ بن عمر وغیرہم خلق کثیر سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۳۲۶)

حافظ مزی فرماتے ہیں امام زہری کی سب احادیث ۲۰۲۰۰ ہیں۔ ان میں سے نصف مسند ہیں اور دوسو کے قریب ثقات سے ہیں اور ان کی مختلف فیھا احادیث پچاس کے قریب ہوں گی۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے حضرت انس بن مالک، سہل بن سعد، عبدالرحمٰن بن ازہر، محمود بن ربیع انصاری کو پایا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تقریباً تین احادیث روایت کی ہیں۔

ابوبکر بن منجویہ نے کہا: انہوں نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے۔

نسائی نے کہا: احسن اسانید جن سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں وہ چار ہیں۔

(۱) الزهری عن علی بن حسین عن حسین بن علی عن علی بن ابی طالب عن رسول اللہ ﷺ۔

(۲) الزهری عن عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبه بن مسعود عن ابن عباس عن عمر عن النبی ﷺ۔

(۳) الزهری عن ایوب عن محمد بن سیرین عن عبیده عن علی عن النبی ﷺ۔

(٤) الزهری عن منصور عن ابراهیم عن علقمه عن عبداللہ عن النبی ﷺ۔ (تہذیب الکمال ص ۳۳۰، ۳۳۱)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جو حدیث محمد بن مسلم زہری سے روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن الزهری عن انس ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعده من النار۔ (مسند امام اعظم ص ۲۱)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطوں سے نبی اکرم ﷺ سے یہ حدیث روایت کی ہے ایک محمد بن سلم زہری جو کبار تابعین میں سے نہایت ثقہ ہیں جن کی ثقاہت مسلم ہے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول ہیں۔

اس سے اعلیٰ سند اور کیا ہوسکتی ہے پھر بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے متعلق اگر کوئی کلام کرے تو یہ اعلیٰ درجہ کی حماقت کہلائے گی۔

اب بطور تقابلی جائزہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حدیث پیش خدمت ہے۔

حدثنا ابومعمر قال حدثنا عبدالوارث عن عبدالعزیز قال انس انه لیمنعنی ان احدثکم حدثنا کثیرا ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قال من تعمد علی کذبا فلیتبوا مقعده من النار۔

(بخاری شریف کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی ﷺ)

یعنی حضرت انس بن مالک نے کہا: مجھے تم کو بکثرت احادیث بیان کرنے سے (یہ بات) مانع ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ ان دونوں کے درمیان موازنہ کریں تو آپ کو بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند اعلیٰ ہے کیونکہ وہ صرف دو واسطہ سے نبی

Marfat.com

اکرم ﷺ سے روایت کررہے ہیں اور یہی حدیث جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے اس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے نبی اکرم ﷺ تک چار واسطے ہیں۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے دو واسطے جو ہیں ان میں سے ایک ثقات تابعین میں سے جن کے متعلق فضلائے محدثین نے توثیق فرمائی اور نبی اکرم ﷺ نے ان کے خیر وبرکت ہونے کی بشارت فرمائی اور مقام صحابی تو بہت اعلیٰ وارفع ہے لہٰذا یہ حدیث ثنائیات سے ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ثلاثیات سے بھی اعلیٰ درجہ رکھتی ہے۔

اب انصاف آپ کے ذمہ ہے خواہ انصاف کرکے منصفین کے زمرہ میں داخل ہو جائیں یا بوجہ عدم انصاف ظالمین کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔

محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ

(۴۸) محمد بن منکدر بن عبداللہ بن ہذیر بن عبدالعزی قرشی تیمی ابوعبداللہ مدنی متوفی ۱۳۰ھ یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

یہ انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، ربیعہ بن عباد دیلی (له صحبته) عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوامامہ بن سہل بن حنیف، ابوایوب انصاری، ابوقتادہ انصاری، ابوہریرہ، اسماء بنت عمیس، ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ذکوان ابی صالح ذکوان، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، عامر بن سعد بن وقاص وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

حافظ مزی نے لکھا ہے اسحاق بن راہویہ نے سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہوئے کہا محمد بن منکدر معادن صدق میں سے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج۹ص ۳۵۹، ۳۶۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے محمد بن منکدر سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن محمد بن المنكدر عن ابى قتادة قال خرجت فى رهط من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ليس فى القوم حلال غيرى. الى آخر الحديث. (مسند امام اعظم کتاب الحج ص ۱۱۴)

ابوحنیفہ محمد بن منکدر سے وہ ابوقتادہ سے روایت کرتے ہیں حضرت ابوقتادہ نے کہا: میں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کی ایک جماعت میں حج کے لیے نکلا اور لوگوں میں میرے سوا کوئی بھی غیر محرم نہ تھا (یعنی صرف میں نے احرام نہیں باندھا تھا) میری نظر ایک شتر مرغ پر پڑی میں اپنے گھوڑے کے پاس گیا اور اس پر سوار ہوا جلدی میں اپنا کوڑا بھول گیا۔ میں نے اپنے محرمین (احرام باندھے ہوئے) سے کہا: مجھے میرا کوڑا پکڑاؤ۔ انہوں نے کوڑہ پکڑانے سے انکار کردیا۔ میں گھوڑے سے نیچے اترا اور اپنا کوڑا لیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر چل پڑا اور شتر مرغوں کو پالیا میں نے ان سے ایک گاؤخر شکار کرلیا۔ میں نے بھی اس کا گوشت کھایا اور نبی اکرم ﷺ کے اصحاب جو احرام کی حالت میں تھے انہوں نے بھی اس کا گوشت کھایا۔

Marfat.com

احناف کے نزدیک جب غیر محرم نہ احرام باندھنے والا شکار کرے خواہ وہ احرام باندھنے والوں کے لیے شکار کرے یا غیر کے لیے محرم کے لیے اس کا گوشت کھانا جائز ہے جو اس حدیث سے ثابت ہے اور اس کی یہ دلیل قوی ہے۔

بخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ فرماتے ہیں اگر غیر محرم (احرام نہ باندھنے والا) احرام باندھنے والوں کے لیے شکار کرے تو احرام باندھنے والوں کے لیے اس کا کھانا جائز نہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اپنے شیخ محمد بن منکدر کے طریق سے حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی چنانچہ حدیث مبارکہ سے ازخود یہ واضح ہو رہا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابی کے درمیان صرف ایک ہی واسطہ ہے اور وہ بھی وہ واسطہ ہے جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہے۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان سے روایت کرلیا ہے۔

چنانچہ کتاب الحج ابواب العمرہ کے تحت تین ابواب ملاحظہ فرمائیں۔

باب اول: اذا صاد الحلال فاهدى للمحرم.

باب دوم: اذا راى المحرمون صيد افضحكوا ففطن الحلال.

باب سوم: لالعين المحرم الحلال فى قتل الصيد.

باب چہارم: لايشير المحرم الى الصيد لكى يصطاده الحلال.

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے تراجم الباب کے مطابق چار احادیث تخریج کی ہیں جن کا مفہوم وہی ہے جو میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ترجمہ میں بیان کیا۔ مقصد صرف یہ ہے کہ آپ ان چاروں احادیث کا مطالعہ فرمائیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابوقتادہ تک چار واسطوں سے ان احادیث کی روایت کی ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ ابوقتادہ انصاری تک صرف ایک راوی (اپنے شیخ محمد بن منکدر) سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ اس سے آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کتنی قوت ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ محمد بن منکدر سے قصر نماز کے متعلق حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن محمد بن المنكدر عن انس بن مالك قال صلينا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الظهر اربعا والعصر بذى الحليفة ركعتين. (مسند امام اعظم کتاب الصلوۃ ص ۸۵، ۸۶)

ابوحنیفہ نے محمد بن منکدر سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے (نماز ظہر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مدینہ منورہ) چار رکعات پڑھی اور ذوالحلیفہ میں نماز عصر دو رکعت پڑھی۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے اس حدیث کی تخریج اس طرح کی ہے۔

Marfat.com

حدثنا قتيبة حدثناسفيان بن عيينه عن محمد بن المنكدر رو ابراهيم بن ميسرة انهما سمعا انس بن مالك قال صلينا مع النبى صلى الله عليه وسلم الظهر بالمدينة اربعا وبذى الحليفة العصر ركعتين. هذ احديث صحيح۔ (ترمذی شریف مطبوعہ نشی نول کشور ص ۹۹)

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہم سے سفیان بن عیینہ نے محمد بن منکدر اور ابراہیم بن میسرہ سے بیان کیا کہ ان دونوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا: ہم نے نماز ظہر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ چار رکعات ادا کی اور مقام ذی الحلیفہ میں ہم نے نماز عصر دو رکعت ادا کی۔ یعنی ہم نے مقام ذوالحلیفہ پر نماز قصر پڑھی۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔

آپ غور فرمائیں جو حدیث ابوعیسیٰ ترمذی حضرت انس بن مالک سے تین وسائط سے تخریج کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں یہ حدیث صحیح ہے تو وہی حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف ایک واسطہ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کر رہے ہیں تو امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث کیسے صحیح نہیں ہوسکتی۔

یہ تقابلی جائزہ صرف اس لیے پیش کیا جارہا ہے تاکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث کی پہچان کرائی جائے کہ جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ ایک یا دو واسطہ سے تخریج کر رہے ہیں وہی حدیث ائمہ صحاح چار سے پانچ واسطوں سے تخریج کر رہے ہیں اور اس میں منفرد بات یہ ہے کہ جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ روایت لے رہے ہیں وہ ائمہ صحاح ستہ کے اعلیٰ رواۃ میں سے ہیں۔ اگر ائمہ صحاح ستہ ان سے روایت لیں تو وہ صحیح ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ ان سے روایت کریں تو ضعیف ہے یہ ایک بے سوجھی سی بات ہے۔

مخول بن راشد نہدی رحمۃ اللہ علیہ

(۴۹) مخول بن راشد نہدی ابوراشد بن ابومجالد کوفی حفاظ، متوفی بعد از ۱۴۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابوجعفر محمد بن علی بن حسین، مسلم البطین (یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں) ابوسعد مدنی سے روایت کرتے ہیں۔ یحییٰ بن معین، ابوعبدالرحمٰن نسائی اور احمد بن عبداللہ عجلی نے انہیں ثقہ کہا ہے۔ (تاریخ الکبیر ج ۹ ص ۵۴۷)

امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مخول بن راشد سے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے۔

ابوحنيفة عن مخول بن راشد عن مسلم البطين عن سعيد بن جبير عن ابن عباس رضى الله عنها قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مامن ايام افضل عند الله من ايام عشره الضحى فاكثروا فيهن من ذكر الله تعالى۔ (مسند امام اعظم کتاب الصید والذبائح ص ۱۹۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کے نزدیک اضحیٰ کے دس

Marfat.com

دنوں سے کوئی دن افضل نہیں چنانچہ ان دنوں میں بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

ویسے تو یہ حدیث امام بخاری، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہم دیگر محدثین کرام نے روایت کی لیکن انہوں نے دوسری وجہ سے روایت کی ہے اسی وجہ سے اس حدیث کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

حدثنا ابوموسیٰ ومسلم بن جنادة قال حدثنا ابومعاویه حدثنا الاعمش (تحویل اسناد) وحدثنا محمد بن حشار حدثنا ابن ابوعدی عن شعبة عن سلیمان وهو الاعمش عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من ایام العمل الصالح احب الی الله من هذه الایام۔ یعنی ایام العشر قالوا ولا الجهاد فی سبیل الله قال ولا الجهاد فی سبیل الله۔ الا رجل خرج بنفسه وما له ثم لم یرجع من ذٰلك بشئی۔

(صحیح ابن خزیمہ ج ۴ ص ۲۷۳ مطبوعہ المکتب الاسلامی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی دن بھی ان دنوں سے (یعنی عشرہ ذوالحجہ) اللہ کے حضور محبوب نہیں جن میں عمل صالح اللہ کے ہاں محبوب ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ کی راہ میں جہاد بھی آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد بھی نہیں ہاں وہ شخص جان اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں نکلا پھر وہ ان سے کوئی چیز بھی واپس لے کر نہ لوٹا (یعنی وہ شہید ہو گیا)

اس حدیث سے آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا نہیں کیونکہ ابن خزیمہ نے چھ واسطوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک اس کو روایت کیا ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف تین واسطوں سے اور یہ رواۃ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔ یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث ثقات سے روایت کی ہے۔ جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے تمام رواۃ ثقات ہیں تو اس کو ضعیف قرار دینا فقط عدل وانصاف اور دیانت کے خون کرنے کے مترادف ہے۔

مسلم بن عمران رحمۃ اللہ علیہ

(۵۰) مسلم بن عمران بن ابی عبداللہ بطین ابوعبداللہ کوفی یہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ یہ ابراہیم تیمی، سعید بن جبیر، ابووائل شقیق بن سلمہ، عطاء بن ابی رباح، علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، عمرو بن میمون اودی، مجاہد بن جبر، ابوعمرو شیبانی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

ابوالحسن میمونی نے احمد بن حنبل اور اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے ان کو (کتاب الثقات) میں ذکر کیا ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۶۱۵)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مسلم بن ابی عمران بطین سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

Marfat.com

ابوحنيفة عن مسلم عن ابراهيم عن مسروق عن عائشه رضی اللّٰه عنها قالت لقد كان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا اتی بمریض یدعوا له یقول اذهب الباس رب الناس اشف انت الشافی لا شفاء الا شفاء ك شفاء الا یغادر سقما۔ (مسند امام اعظم کتاب الطب عرضی ص ۲۰۷)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کوئی بیمار آپ کی خدمت میں لایا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے دعا فرماتے ہوئے کہتے۔ اے لوگوں کے پروردگار! بیماری کو دور فرمادے تو شفاء عطا فرما تو ہی شفا دینے والا ہے اور شفا صرف تیرے ہی پاس ہے ایسی شفا جو بیماری کچھ بھی نہ چھوڑے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد اب شیخین بخاری و مسلم کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا موسیٰ بن اسماعیل حدثنا ابوعوانه عن منصور عن ابراهیم عن مسروق عن عائشه رضی اللّٰه عنها ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم كان اذا اتی مریضا او اتی به قال اذهب الباس رب الناس اشف انت الشافی لا شفاء الا شفاء ك شفاء لا یغادر سقی۔

(بخاری شریف کتاب المرض باب دعاء العائد للمریض)

اس کا ترجمہ آپ نے سماعت فرمایا۔

ابوالحجاج مسلم قشیری نے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے۔

حدثنا شیبان بن فروخ قالنا ابوعوانه عن منصور عن ابراهیم عن مسروق عن عائشه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا عاد مریضا یقول اذهب الناس رب الناس اشف انت الشافی لاشفاء الا شفاء ك شفاء لایغادر سقما۔ (مسلم شریف ج دوم ص ۲۲۳)

اب آپ تقابلی جائزہ فرمائیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے مسلم البطین سے جو حدیث ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تک صرف تین واسطہ سے روایت کررہے ہیں وہی حدیث شیخین پانچ واسطہ سے روایت کررہے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اسناد میں تینوں رواۃ وہ ہیں جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ ہیں۔ اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کو ضعف کا نشانہ بنایا جاتا ہے یہ نشانہ تو شیخین کو بنانا چاہیے جن میں وسائط بکثرت ہیں۔

مسلم بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ

(۵۱) مسلم بن کیسان ضبی ملائی البراد ابوعبداللہ کوفی الاعور طبقہ خامسہ سے ہیں۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم نخعی، انس بن مالک، سعید بن جبیر، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، مجاہد بن جبر مکی وغیرہم سے روایت کیا اور ان سے سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، سلیمان الاعمش اور شعبہ بن حجاج وغیرہم نے روایت کیا۔

(تہذیب الکمال ج ۹ ص ۶۱۶)

Marfat.com

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن مسلم (بن كيسان) عن انس قال سافر النبى صلى الله عليه وسلم فى رمضان يريد مكة فصام وصام الناس معه وفى رواية من المدينة الى مكة فى رمضان فصام حتى اتنهٰى الى بعض الطريق فشكا الناس اليه الجهد فافطر فلم يزل مفطرا حتى اتى الملكة. وفى رواية قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فى رمضان يريد مكة فصام وصام المسلمون حتى اذا كان ببعض الطريق شكا بعض المسلمين الجهد فدعا بماء فافطر وافطر المسلمون.

(کتاب الصوم مسند امام اعظم ص ۱۱۰)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مسلم بن کیسان سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان المبارک میں سفر فرمایا وہ مکہ مکرمہ کا ارادہ کرتے تھے۔ آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ روزہ رکھ لیا۔ ایک روایت میں اس طرح ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ جب بعض راستہ میں پہنچے لوگوں نے آپ کے حضور مشقت کی شکایت کی تو آپ نے روزہ افطار کیا اور آپ مکہ مکرمہ پہنچنے تک افطار کی حالت میں ہی رہے۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں سفر فرمایا اور آپ مکہ مکرمہ کا ارادہ کیے ہوئے تھے۔ آپ نے روزہ رکھا اور مسلمانوں نے بھی روزہ رکھا حتیٰ کہ جب بعض راستہ میں تھے مسلمانوں نے مشقت کی شکات کی آپ نے پانی منگوایا اور روزہ افطار فرمایا اور مسلمانوں نے بھی روزہ افطار کیا۔

جمہور کا اتفاق ہے کہ مسافر کو اختیار دیا گیا ہے وہ روزہ رکھے یا افطار کرے لیکن افضلیت میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ دونوں برابر ہیں خواہ روزہ رکھے یا افطار کرے جیسا کہ حدیث کا مقتضی ہے۔ ان شئت فصم وان شئت فافطر" اور بعض نے روزہ رکھنے کو افطار پر فضیلت دی ہے اور بعض نے اس کے برعکس افطار کو مطلقاً روزہ رکھنے پر فضیلت دی ہے اور بعض نے اس شخص کے حق میں روزہ رکھنے کو فضیلت دی ہے جو روزہ رکھنے کی قوت رکھتا ہے یہی احناف کا مذہب ہے اور اسی کے ساتھ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی موافقت کی ہے۔

اب بطور تقابلی جائزہ شیخین مسلم و بخاری کی احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدثنا عبدالله بن يوسف اخبرنا مالك عن من شهاب عن عبيد الله بن عبدالله بن عتبة عن ابن عباس رضى الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج الى مكة فى رمضان فصام حتى اذا بلغ الكديد افطر فافطر الناس. (بخاری شریف کتاب الصوم باب الصوم فی السفر ولا فطار)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں مکہ مکرمہ کی طرف نکلے اور آپ نے روزہ رکھا حتیٰ کہ جب مقام کدید پہنچے تو آپ نے روزہ افطار کیا اور لوگوں نے بھی روزہ افطار کیا۔ امام

Marfat.com

بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کدید عسفان اور قدید کے درمیان ایک چشمہ ہے۔

اقول

مکہ مکرمہ اور کدید کے درمیان ۴۲ میل کا فاصلہ ہے اور عسفان اور کدید کے درمیان ۶ میل کا فاصلہ ہے۔

ابوالحجاج مسلم قسیری کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا قتيبة حدثنا ليث عن ابن شهاب عن عبيد الله بن عبدالله بن عتبة عن بن عباس رضى الله عنها. انه أخبره ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج عام الفتح فى رمضان فصام حتى بلغ الكديد ثم افطر. الخ

اس تقابلی جائزہ سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو حدیث اپنے طریق سے صحابی تک ایک واسطہ سے روایت کی اگرچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا طریق متکلم فیہ ہے وہ حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحابی تک چار واسطہ سے روایت کی ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے مناقب علی میں ایک حدیث میں لکھا ہے۔

"وسلم الاعور لين عندهم بذلك القوى" (ترمذی شریف ص ۶۱۸)

امام ترمذی کا یہ قول حدیث کے حسن ہونے کے منافی نہیں۔

اگر مسلم بن کیسان کا منصف ہونا تسلیم کرلیا جائے تو حدیث بلا ریب صحیح ہے اگرچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اس طریق میں لوگوں نے کلام کیا ہے تو اس طریق کو شواہد و متابعات میں شمار کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

معن بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۵۲) معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ہذلی سعودی یہ طبقہ تاسعہ سے ہیں۔ یہ جعفر بن عمرو بن حریث۔ اپنے والد عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود، اپنے بھائی قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود، نفیع ابوداؤد اعمی سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے سفیان ثوری، لیث بن ابی سلیم، محمد بن طلحہ بن مصرف، مسعر بن کدام وغیرہم نے روایت کیا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم کے رواۃ میں سے ہیں۔

اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا وہ صالح ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ "جامعا للعلم" ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۳۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ معن بن عبدالرحمٰن سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن معن (بن عبدالرحمن بن عبدالله بن مسعود) قال وجدت بخط ابى اعرفه عن عبدالله بن مسعود، قال نهينا ان نأتى النساء فى مجاشهن. (مسند امام اعظم کتاب النکاح ص ۱۳۷)

Marfat.com

ابوحنیفہ نے معن بن عبدالرحمٰن سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد کے ہاتھ سے لکھا ہوا پایا جس کو میں پہچانتا ہوں وہ اپنے والد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا: ہمیں عورتوں کی دبر میں وطی کرنے سے منع کیا گیا)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا تقابلی جائزہ پیش خدمت ہے۔

اس حدیث کو اکثر ائمہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے حضرت ابن عباس، ابن مسعود، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم سے روایت کیا ہے۔

حدثنا ابوسعید الاشج فا ابوخالد الاحمر عن الضحاك عن عثمان عن محزمه بن سلیمان عن کریب عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لاینظر اللّٰه الی رجل اتی رجلا او امراة فی الدبر هذا حدیث حسن غریب. (ترمذی شریف کتاب النکاح ابواب الرضاع ص ۱۹۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے مرد کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو کسی مرد یا عورت کے دبر سے آئے (دبر میں وطی کرے) یہ حدیث حسن اور غریب ہے۔

اس حدیث مبارکہ کو ائمہ محدثین نے اپنی اپنی اسناد سے روایت کیا ہے۔

(مصنف ابن شیبہ ج ۴ ص ۲۵۳، فتح الباری ج اول ص ۱۹۲، ابن عدی فی الکامل ج ۳ حدیث نمبر ۱۱۳۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۹۲۳، مسند احمد ج دوم ص ۳۴۴)

امام احمد، ابوداؤد، نسائی نے اپنے اپنے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ حدیث تخریج کی ہے۔

"ملعون من اتی امراته فی دبرها"

جو شخص اپنی عورت سے دبر سے آئے وہ ملعون ہے۔

حدیث کے بعض طرق ضعیف ہیں اور بعض غریب اور ان سے بعض طرق حسن اور جو حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اس کے متعلق حافظ عسقلانی نے فرمایا:

رجاله ثقات لکن اعله بالارسال. (بلوغ المرام باب عشرۃ النساء ص ۷۶)

اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں لیکن ارسال سے معلوم کیا۔

اور حدیث مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے۔

(ابوداؤد کتاب النکاح باب ۴۶، مسند احمد ج دوم ص ۴۴۴، ۲۷۹، ترغیب ج ۳ ص ۲۹۰، شرح السنہ للبغوی ج ۹ ص ۱۰۶)

تمام ائمہ محدثین نے اس حدیث کو بکثرت وسائط تخریج کیا ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطوں سے اس حدیث کی روایت کی ہے۔

لہٰذا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حدیث کے صحیح ہونے میں کسی کو کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی تحریم مروی ہے وہ یہ ہیں۔

Marfat.com

حضرت علی، عمر، خزیمہ، علی بن طلق، طلق بن علی، ابن مسعود، جابر، ابن عباس، ابن عمر، براء بن عازب، عقبہ بن عامر، انس بن مالک، ابوذر، ابو ہریرہ، ابودرداء رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے سعید بن جبیر، مجاہد، عکرمہ، ابراہیم نخعی، سعید بن مسیّب اور طاؤس۔ یہی قول حضرت امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ رحمہم اللہ اجمعین کا اور دوسرے اہل علم کا ہے۔

مقیم بن بجرہ

(۵۳) مقسم بن بجرہ (ویقال) ابن بجرہ شجرہ کی مثل پر۔ ابوالقاسم آزاد کردہ غلام عبداللہ بن حارث بن نوفل متوفی ۱۰۱ سوائے مسلم کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اپنے مولیٰ عبداللہ بن حارث بن نوفل (شیخ الشیخ امام صاحب) عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن عاص، معاویہ بن ابوسفیان، ام المومنین عائشہ وام سلمہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۸۵)

حافظ مزی فرماتے ہیں:

ابوحاتم نے کہا: وہ صالح الحدیث ہیں "لاباس به"

امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے شیخ مقسم بن بجرہ سے جو حدیث روایت کرتے ہیں وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن مقسم عن ابن عباس رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ادروا الحدود با الشبهات۔ (مسند امام اعظم کتاب الحدود ص ۱۵۷)

ابوحنیفہ نے مقسم بن بجرہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شبہاب کے باعث حدود کو معطل کرو۔ اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی دیگر ائمہ محدثین کی احادیث سے موازنہ فرمائیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابن ابی شیبہ نے کتاب الحدود میں جو باب باندھا ہے وہ یہ ہے۔

۱۴۵۹۔فی درا الحدود با الشبهات.

اس کے ماتحت جو وہ حدیث لائے ہیں وہ یہ ہے۔

حدثنا ابوبكر قال حدثنا هشيم عن منصور عن الحارث عن ابراهيم قال قال عمر بن الخطاب لان اعطل الحدود با الشهات احب الى من ان اقيمها با الشبهات.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۵۶۶)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شبہات کی وجہ سے حدود کو معطل کرنا مجھے شبہات کے باعث حدود قائم کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

خطیب بغدادی نے صالح بن عبدالقدوس کے ترجمہ کے ماتحت لکھا ہے کہ امیر المومنین مہدی نے جب انہیں قتل کرنے کا

Marfat.com

حکم دیا تو اس وقت اس نے یہ کہا۔

فاتق اللّٰہ ولا تسفك دمی علی الشبهة وقد قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ادرو الحدود با الشبهات۔ (تاریخ بغدادی ج۹ص۳۰۴)

صالح بن عبدالقدوس شاعر نے کہا: اے امیر المومنین! اللہ سے ڈرو اور شبہ کی بناء پر میرا خون نہ بہاؤ۔ تحقیق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ادرو الحدود با الشبهات۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے یہ حدیث اس طرح روایت کی ہے۔

حدثنا عبدالرحمن با الاسود وابوعمرو البصری، حدثنا محمد بن ربیعه ثنا یزید بن زیاد دمشقی عن الزهری عن عروة عن عائشه قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ادرو الحدود عن المسلمین ما اسطعتم۔ الخ۔ (ترمذی شریف کتاب الحدود ص۲۴۴)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بحسب طاقت مسلمانوں سے حدود کو معطل کرو۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں ام المومنین سے حدیث مرفوع اس وجہ سے ہے۔

اور وکیع نے یزید بن زیاد سے اس کی مثل روایت کی ہے اور اسے موضوع نہیں کہا اور وکیع کی روایت اصح ہے اور نبی اکرم ﷺ کے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس طرح روایت کیا ہے اور یزید بن زیاد دمشقی حدیث میں ضعیف ہی ہیں اور یزید بن ابی زیاد کوفی ان سے اثبت واقدم ہیں۔

اور وکیع کی اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا وکیع عن یزید بن زیاد والبصری عن الزهری عن عروه عن عائشه قالت ادرو الحدود عن المسلمین ما اسطعتم (مصنف ابن ابی شیبہ ج۹ص۵۶۹)

ان جملہ روایات سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مقسم بن بجرہ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ صحیح ہے۔

آپ دیکھیں کہ ابن ابی شیبہ اور ابوعیسیٰ ترمذی نے جو احادیث تخریج کیں ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک کتنے وسائط ہیں۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو اس باب میں حدیث روایت کی ہے اس میں صرف نبی اکرم ﷺ تک صرف دو واسطے ہیں ایک مقسم بن بجرہ جس کی حدیث کو امام مزی نے صالح قرار دیا اور دوسرے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ چنانچہ با اعتبار وسائط اور رواۃ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث قابل عمل ہے۔

Marfat.com

منصور بن معمر رحمۃ اللہ علیہ

(۵۴) منصور بن معتمر بن عبداللہ بن ربیعہ ابوعتاب کوفی متوفی ۱۳۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود نخعی، سعد بن عبیدہ آزاد کردہ غلام عبدالرحمٰن بن ازھر ابوعبیدہ، حکم بن عتبہ ابومحمد کندی، ربعی بن حرامش، ابومریم عبسی کوفی، سالم بن ابوالجحد عطفانی سعید بن جبیر، ابووائل شقیق بن سلمہ، مجاہد بن جبر مکی، ابوالضحیٰ مسلم بن صبیح وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۱۱۹)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ منصور بن معتمر سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن منصور عن سالم بن ابو الجحد عن عبيد بن فسطاس عن ابن مسعود رضى الله عنها قال من السفه ان تحمل بجوانب السرير فما زاد على ذٰلك فهو نافلة.

(مسند امام اعظم کتاب الصلوٰۃ احکام الجنائز ص ۱۰۰)

ابوحنیفہ نے منصور بن معتمر سے انہوں نے سالم بن ابی الجحد سے انہوں نے عبید بن فسطاس سے انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا سنت میں سے ہے کہ تم میت کی چارپائی کو چاروں اطراف سے اٹھاؤ جس نے اس پر اضافہ کیا وہ اس کے لیے نفل ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ میت کی چارپائی کو صرف آگے اور پیچھے سے اٹھایا جائے اس کی تفصیل درکار ہو تو کتب فقہ سے رجوع فرمائیں۔

کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو حدیث روایت کی ہے کیا محدثین میں سے کسی اور نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ ہاں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ استاذ ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کی روایت کی ہے وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا جوير بن عبدالحميد عن منصور عن عبيد بن بسطام قال كنا مع ابوعبيد بن عبدالله فى جنازه فقال قال عبدالله اذا كان احدكم فى جنازة فليحمل بجوانب السرير كله فانه من السنة له ليتطوع ثم ليدع. (مصنف ابن شیبہ ج سوم ص ۲۸۳)

عبید بن بسطام سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم ابوعبید بن عبداللہ کے ہمراہ ایک جنازہ میں تھے ابوعبید بن عبداللہ نے کہا: جب تم میں سے کوئی جنازہ میں ہو تو اسے چاہیے کہ میت کی چارپائی کو چاروں اطراف سے اٹھائے کیونکہ یہ سنت سے ہے اس کے بعد بطور نفل اٹھائے یا اٹھان چھوڑ دے۔

حدثنا هشيم عن يعلى عن عطاء عن على الازدى قال رايت ابن عمر فى جنازة فحملوا بجوانب السرير الا ربع فبدا ابا لميا من ثم تنحى عنها. (حوالہ مذکور)

علی الازدی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک جنازہ میں دیکھا لوگوں نے میت

Marfat.com

کی چار پائی کو چاوں اطراف سے اٹھایا ہوا تھا چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دائیں جانب سے شروع کیا پھر اس سے ہٹ گئے (یعنی اس طرح بار بار میت کی چار پائی کو چار اطراف سے اٹھایا)

ابن ماجہ نے بھی کتاب الجنائز میں من طریق حمید بن مسعدہ حدیث تخریج کی ہے۔

حدثنا حمید بن مسعدہ عن حماد بن زید عن منصور عن عبید بن فسطاس عن ابی عبیدہ قال قال عبداللہ بن مسعود من اتبع الجنازۃ فلیحمل بجوانب السریر کلها فانه من السنة.

اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حافظ الکبیر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی نے مصنف میں ایک حدیث تخریج کی وہ یہ ہے۔

عبدالرزاق عن الثوری ومعمر عن منصور عن عبید ابن فسطاس عن ابی عبیدہ عن ابن مسعود قال اذا اتبع احدکم جنازۃ فلیا خذ بجوانبها کلها فانه من السنه. لیتطوع بعد او یترك.

(مصنف عبدالرزاق ج سوم ص ۵۱۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: جب تم میں سے کوئی جنازہ کی اتباع کرے تو اسے چاہیے کہ وہ میت کی چار پائی کو تمام جانب سے پکڑے کیونکہ یہ سنت میں سے ہے اس کے بعد چاہے تو بطور نفل (جو سنت کے اکمال میں سے ہے) کوئی جانب پکڑے یا چھوڑ دے۔

برادران اسلام! امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ائمہ محدثین کی احادیث سب آپ کے سامنے ہیں۔ دیکھیں ان میں فرق کیا ہے جو حدیث دیگر ائمہ محدثین چار پانچ واسطوں سے روایت فرما رہے ہیں وہی حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ ایک یا دو واسطے سے روایت کر رہے ہیں پھر قوت سند کا یہ عالم کہ ایک ثقہ تابعی اور ایک صحابی ہے۔ اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف گردانی جاتی ہے۔ خدا کے لیے انصاف کریں۔ محض حسد وعناد کی بناء پر اپنا دین وایمان تباہ و برباد نہ کریں۔

موسیٰ بن ابی عائشہ رحمۃ اللہ علیہ

(۵۵) موسیٰ بن ابی عائشہ ہمدانی ابوالحسن کوفی آزاد کردہ غلام آل جعدہ بن ہبیرہ مخزومی طبقہ خامسہ سے ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ سعید بن جبیر، عبداللہ بن شداد بن ہاد ابوالولید مدنی لیثی سے اور ان سے سفیان بن عیینہ، شعبہ بن حجاج وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

حافظ مزی لکھتے ہیں۔ علی بن مدینی نے کہا: میں نے یحییٰ بن سعید قطان کو کہتے ہوئے سنا کہ سفیان ثوری موسیٰ بن ابی عائشہ کی اچھی تعریف کرتے تھے: حمیدی نے سفیان بن عیینہ سے روایت کی انہوں نے (حدثنا موسیٰ بن ابی عائشه) اور وہ ثقات میں سے تھے۔ یحییٰ بن معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۱۷۷)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ موسیٰ بن ابی عائشہ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

Marfat.com

ابو حنيفة عن موسیٰ عن عبدالله بن شداد عن جابر بن عبدالله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من كان له امام فقرأت الامام له قراءة۔ (مسند امام اعظم کتاب الصلوٰۃ ص ۵۸)

ابوحنیفہ نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے انہوں نے عبداللہ بن شداد سے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا امام ہوتو امام کی قرات مقتدی کی قرات ہے۔

اس حدیث کے متعلق اگر آپ تفصیل چاہیں تو بندہ ناچیز کی کتاب ''قراۃ خلف الامام'' مطالعہ فرمائیں میں نے اس حدیث مبارکہ کے جملہ طرق اس میں بیان کیے ہیں اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس حدیث کے طرق اتنے زیادہ ہیں کہ قریب ہے کہ یہ حدیث حدتواتر یا شہرت تک پہنچ جائے۔ اس لیے اس حدیث کے متعلق مذکورہ بالا کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

ناصح بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۵۶) ناصح بن عبداللہ (ویقال) ابن عبدالرحمٰن تیمی المعروف بالمحلمی طبقہ کبار سابعہ سے ہیں۔ ترمذی کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ سماک بن حرب، عطاء بن سائب، یحییٰ بن ابی کثیر، ابواسحاق سبیعی سے روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان نے کہا: وہ ایک صالح بزرگ تھے جن پر صلاح غالب تھی۔ احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے کہا: میں نے عبداللہ بن موسیٰ اور ابونعیم دونوں کو حسن بن صالح سے کہتے ہوئے سنا کہ ناصح بن عبداللہ ایک اچھے آدمی تھے۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۲۴۴، ۲۴۵)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ناصح بن عبداللہ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ناصح عن يحيى (بن ابى كثير) عن ابى سلمه (بن عبدالرحمن) عن ابى هريره رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب العلم فريضتة على كل مسلم.

(مسند امام اعظم کتاب العلم ص ۲۰)

ابوحنیفہ نے ناصح بن عبداللہ سے انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے انہوں نے ابوسلم بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض (عین یا کفایہ) ہے۔

اقول وبالله التوفيق وهو نعم الرفيق.

صاحب تنسیق النظام علامہ محمد حسن سنبھلی فرماتے ہیں:

اقول فى جواب التضيعف. جنہوں نے ناصح بن عبداللہ کو ضعیف قرار دیا ہے اس کے جواب میں کہتا ہوں۔

اوّلاً

تو نے جان لیا کہ یہ مختلف فیہ ہیں شاید کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان کی توثیق کو اختیار کیا ہے جیسے احمد وغیرہ نے ان کی توثیق کی۔ لہٰذا ان سے روایت لینے اور ان کی روایت سے استدلال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

Marfat.com

ثانیاً

بعض علماء نے ان کے حفظ کی جہت سے جرح وتضعیف کی اور بعض سے تشدد یا تعصب کی بناء پر جیسا کہ انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ ان کے بیٹے حماد اور ان کے پوتے اسماعیل تینوں کو ضعیف کہا۔ اس لیے ہم جرح میں ان کے قول کو قبول نہیں کریں گے اور اس عصبیت کے ظاہر ہونے کے بعد ہم جرح کو تعدیل پر مقدم نہیں سمجھیں گے۔

ثالثاً

اس قدر ضعف تو ان کے نزدیک صحاح میں بھی معاف ہے مثلاً ابن ابی لیلیٰ، عبداللہ بن عمر عمری، ابن لہیعہ مسلم میں ان سے تخریج کیا ہے۔ اسی طرح فلیح بن سلیمان بخاری میں ان سے حدیث تخریج کی گئی ہے۔

رابعاً

احادیث ضعیفہ صحاح میں محض متابعات یا شواہد کے طور پر شمار کی گئی ہیں۔ اس طرح یہاں ہے کہ اس باب میں صحاح بھی آئی ہیں۔

علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری فرماتے ہیں:

یہ حدیث متعدد طرق سے روایت کی گئی ہے اور ان کا متعدد طرق سے مروی ہونا حدیث حسن کے قول کو واجب کرتا ہے (یعنی یہ حدیث حسن ہے) ابن ابی داؤد نے کہا: میں نے اپنے والد ابوداؤد کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ "طلب العلم فريضة" میں اس سند سے اصح کوئی سند نہیں جس سے انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔

بعض نے اس حدیث کے بعض طرق کو صحیح کہا ہے اور وہ صحیح کی پہلی قسم (یعنی صحیح لذاتہ) سے ہے۔ بعینہ ان الفاظ سے ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے۔ طبرانی نے صغیر میں اور خطیب نے اپنی تاریخ میں حسین بن علی سے تخریج کیا ہے۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کو تخریج کیا ہے اور تمام نے فوائد میں ابن عمر سے، طبرانی نے اوسط میں ابن مسعود سے خطیب نے تاریخ میں علی المرتضیٰ سے طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوسعید خدری سے تخریج کیا ہے۔ یہ سب کے سب طرق مرفوع ہیں۔

چنانچہ یہ سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے تو طرق متعدد ہوئے تو پھر کیسے یہ حدیث درجہ حسن تک نہ پہنچے گی۔

ابن مبارک سے مروی ہے کہ ان سے اس حدیث کی تفسیر کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا یہ وہ نہیں جیسا کہ تم گمان کرتے ہو بلکہ "طلب العلم فريضة" کا معنی یہ ہے کہ کس آدمی کو امر دین میں کوئی اشتباہ وغیرہ واقع ہو جائے اور وہ اس کے متعلق پوچھے یہاں تک کہ اس کو معلوم ہو جائے۔

اس ساری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث درجہ حسن رکھتی ہے اور یہ حدیث متعددہ طرق سے روایت کی گئی ہے۔ اس لیے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف کہنا انصاف نہیں اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

نافع مولی عبداللہ بن ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۵۷) نافع آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن ابوعبداللہ مدنی متوفی ۱۱۷ھ اصحاب صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔
یہ حضرت عبداللہ بن عمر، ابوسعید خدری، ابوسلم بن عبدالرحمٰن، ابولبابہ بن عبدالمنذر، ابوہریرہ، ربیع بنت معوذ بن عفرا، صفیہ بنت ابوعبید زوجہ عبداللہ بن عمر، ام المومنین حضرت عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔
حافظ مزی نے لکھا ہے محمد بن سعد نے ان کو اہل مدینہ میں سے طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے اور کہا وہ کثیر الحدیث ثقہ تھے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اصح اسانید مالک عن نافع عن ابن عمر ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۲۵۹، ۲۶۲)
حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ نافع سے حدیث یہ ہے۔

ابوحنيفة والمنصور ومحمد بن بشر كلهم عن نافع عن ابن عمر رضى الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الغسل يوم الجمعة على من اتى الجمعة. (مسند امام اعظم کتاب الصلوٰۃ ص ۸۳)

ابوحنیفہ منصور بن معتمر اور محمد بن بشر سب نے نافع سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعۃ المبارک کا غسل اس شخص پر (ثابت) ہے جو جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے آئے۔
امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے دو واسطوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا اور واسطے بھی وہ جن کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام مالک کی صحیح ترین اسناد میں سے یہ سند ہے (عن مالک، عن نافع عن عبداللہ بن عمر) اب بطور تقابلی جائزہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم کی احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدثنا عبدالله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن نافع عن عبدالله بن عمر رضى الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اذا جاء احدكم الجمعة فليغتسل

(بخاری شریف کتاب الجمعہ باب فضل الغسل یوم الجمعۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آئے تو چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

حدثنا قتيبة قالنا ليث عن نافع عن عبدالله قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا اراد احدكم ان ياتى الجمعة فليغتسل. (مسلم شریف کتاب الجنائز ج اول ص ۲۷۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جب تم میں سے کوئی جمعہ کے لیے آنے کا ارادہ کرے تو چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

حدثنا ابن رمح قالنا ليث عن بن شهاب عن عبدالله بن عبدالله بن عمر عن عبدالله بن عمر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال وهو قائم على المنبر من جاء منكم الجمعة

Marfat.com

فلیغتسل۔ (حوالہ مذکور)

عبداللہ بن عبداللہ بن عمر (ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن ہے) نے عبداللہ بن عمر سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی آپ نے فرمایا: حالانکہ آپ منبر شریف پر جلوہ افروز تھے تم میں سے جو بھی جمعہ کے لیے آئے چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

آپ مذکورہ بالا احادیث کو سامنے رکھ کر خود فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کتنی قوی ہے کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف ایک واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کر رہے ہیں اور وہ بھی نافع ہیں جن کی جلالت نشانی کے سب معترف ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تین واسطہ سے اور مسلم تین اور چار واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کر رہے ہیں۔

اب انصاف کا ترازو آپ کے ہاتھ میں ہے خواہ کم تول کر خاسرین کی صف میں شامل ہو جائیں یا پورا تول کر مقسطین کے زمرہ میں داخل ہو جائیں۔

ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ

(۵۸) ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام قرشی اسدی ابوالمنذر متوفی ۱۴۵ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔

یہ بکر بن وائل، ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان اپنے بھائی عبداللہ بن عروہ بن زبیر، اپنے چچا عبداللہ بن زبیر، اپنے باپ عروہ بن زبیر، محمد بن مسلم بن شہاب زہری، ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی، محمد بن منکدر، وہب بن کیسانی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

حافظ مزی نے کہا: انہوں نے حضرت انس بن مالک، جابر بن عبداللہ، سہل بن سعد اور حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب کو دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ اور حدیث میں امام تھے۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۴۳۵، ۴۳۸)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ہشام بن عروہ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن هشام بن عروه عن ابيه عن عائشة رضى الله عنها. ان فاطمة بنت ابى حبيش قالت يارسول الله صلى الله عليه وسلم انى احيض الشهر والشهرين فقال لها عرق هو فاذا اقبلت حيضتك فدعى الصلوٰة واذا ادبرت فاغتسلى لطهرك ثم توضى لكل صلوٰة وصلى.

(جامع المسانید ج اول ص ۵۶۷)

ابوحنیفہ نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے باپ عروہ بن زبیر بن عوام سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نے عرض کیا: مارسول اللہ ﷺ! مجھے ایک ماہ اور دو ماہ حیض آتا ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ خون کی ایک رگ ہے (اسے عاذل کہتے ہیں) جب تجھے حیض آئے تو نماز چھوڑ دو

Marfat.com

جب ختم ہو جائے تو پاک ہونے کا غسل کرو پھر اس کے بعد ہر نماز کے لیے وضو کر اور نماز پڑھ۔
اب شیخین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا عبداللّٰه بن یوسف قال اخبرنا مالك عن هشام بن عروه عن ابیه عن عائشه انها قالت قالت فاطمه بنت ابی جیش لرسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یارسول اللّٰه انی لا اطهر افادع الصلوٰة فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انما ذٰلك عرق ولیس با الحیضة فاذا اقبلت الحیضه فا التر کی الصلوٰة فاذا ذهب قدرها فاغسلی عنك الدم وصلی۔

(بخاری شریف کتاب الحیض باب الاستحاضہ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: فاطمہ بنت ابی حبیش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حیض سے پاک نہیں ہوتی کیا میں نماز چھوڑ دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک خون کی رگ ہے، حیض کا خون نہیں۔ جب حیض کا خون آئے تو نماز کو چھوڑ دے اور جب ایام حیض گزر جائیں تو اپنے جسم سے خون کو دھو کر نماز پڑھ لے۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شعیبة وابو کریب قالا ناوکیع عن هشام بن عروه عن ابیه عن عائشة قالت جاء ت فاطمة بنت ابی حبیش الی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فقالت یارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انی امراة استحاض، فلا اطهر، افادع الصلوٰة فقال لا انما ذٰلك عرق ولیس با الحیضة فاذا اقبلت الحیضة فدعی الصلوٰة فاذا ادبرت فاغسلی عنك الدم وصلی۔

(مسلم شریف ج اول ص ۱۵۱)

اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ اس سے قبل بخاری شریف کی حدیث کے ماتحت گزر چکا ہے۔ ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی سند ہناد اناوکیع، عبدہ اور ابومعاویہ کے طریق سے یہ حدیث اسی طرح روایت کی ہے۔ پھر امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں:

قال ابومعاویه فی حدیثه وقال توضی لکل صلوٰة یجیء ذٰلك الوقت۔

(ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۲۵)

ابومعاویہ نے کہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی نماز کا وقت آئے ہر نماز کے لیے وضو کر۔

یہ تینوں احادیث مبارکہ آپ کے سامنے ہیں آپ ان کا تقابلی جائزہ لیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اس حدیث کو صرف دو واسطوں سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر رہے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چار واسطوں سے اسی طرح ابوالحجاج مسلم قشیری بھی چار واسطوں سے اسی طرح ابوعیسیٰ ترمذی بھی چار واسطوں سے اس حدیث کی روایت کر رہے ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے تو پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث جو صرف دو واسطوں سے مروی ہے وہ کیوں صحیح نہ ہوگی۔ ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا: جو حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حسن اور صحیح ہے۔

Marfat.com

ہشیم بن حبیب رحمۃ اللہ علیہ

(۵۹) ہشم بن حبیب اور وہ ہشم بن ابوالھیشم صیرفی کوفی، عبدالخالق بن حبیب کے بھائی ہیں۔ یہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ یہ حکم بن عتبہ، حماد بن ابی سلیمان، عاصم بن حمزہ، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عون بن ابی جحیفہ اور محارب بن دثار سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے شعبہ بن حجاج، ابوعوانہ بن عبداللہ اور ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے روایت کیا۔

ابوداؤد طیالسی نے ابوعوانہ سے روایت کی کہ میں نے شعبہ بن حجاج سے کہا: جب میں کوفہ جانے کا ارادہ کروں تو کس کے پاس جاؤں شعبہ بن حجاج نے کہا: ہیشم صیرفی کی صحبت کو لازم پکڑو۔ ابوبکر اثرم نے کہا: میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو ہیشم بن حبیب کی ثناء کرتے ہوئے سنا۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ان کی احادیث کتنی اچھی ہیں اور بہت ہی مستقیم ہیں اور یہ ایسی احادیث نہیں جیسا کہ ان سے اصحاب رائے روایت کرتے ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا ہیشم بن حبیب ثقہ ہیں۔ ابوذرع، ابوحاتم دونوں نے کہا: وہ حدیث ثقہ وصدوق ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ص ۴۹۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ہیشم بن حبیب سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن الهيثم عن عامر الشعبى عن مسروق عن عائشه رضى الله عنها كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصيب من وجهها وهو صائم يعنى القبلة. (مسند امام اعظم کتاب الصوم ص ۱۰۹)

ابوحنیفہ نے ہیشم سے انہوں نے عامر شعبی سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں ان کا بوسہ لیتے تھے۔

یہ حدیث مبارکہ ائمہ صحاح ستہ نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔

بخاری شریف میں یہ حدیث اس طرح مروی ہے۔

حدثنا محمد بن المثنى حدثنا يحيى عن هشام قال اخبرنى ابى عن عائشة عن النبى صلى الله عليه وسلم (تحویل اسناد) حدثنا عبدالله بن مسلمة عن مالك عن هشام عن ابيه عن عائشة رضى الله عنها قالت ان كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليقبل بعض ازواجه وهو صائم ثم ضحكت. (بخاری شریف کتاب الصوم باب القبلة للصائم)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواجِ مطہرات کا بوسہ لیتے حالانکہ آپ روزہ دار تھے یہ بات کہہ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں۔

حدثنا على بن حجر السعدى ثنا سفيان عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشه رضى الله عنها، قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقبل احدى نسائه وهو صائم ثم تضحك.

(مسلم شریف ج اول ص ۳۵۲)

Marfat.com

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو بخاری شریف کی حدیث کا ترجمہ ہے۔
شیخین کی روایت سے ثابت ہوا وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں جیسا کہ دوسری احادیث میں صراحتاً ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ذکر ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی حدیث روایت کی ہے اس کے بعد فرماتے ہیں:

وفی الباب عن عمر بن الخطاب وحفصة وابی سعید، وام سلمة وابن عباس وانس وابی هريرة قال ابوعیسیٰ حدیث عائشة حدیث حسن صحیح۔ (ترمذی شریف ص ۱۲۷)

اس باب میں حضرت عمر بن خطاب، ام المومنین حضرت حفصہ، ابوسعید خدری، ام المومنین حضرت ام سلمہ، ابن عباس، انس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہ حدیث مروی ہے ابوعیسیٰ نے کہا: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث حسن صحیح ہے۔

اسی طرح ابن ماجہ، نسائی، ابوداؤد نے بھی ام المومنین سے یہ حدیث روایت کی ہے اور ابوداؤد نے کتاب الصوم میں اپنی جید اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔

عن ابی هريرة انه عليه السلام ساله رجل عن المباشرة للصائم فرخص له وأتاه اخر فنهاه فاذا الذی رخص له شیخ ولذی نهاه شاب.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روزہ دار کے لیے عورت سے مباشرت کے متعلق پوچھا تو آپ نے اس کو رخصت عطا فرمائی پھر آپ کے حضور دوسرے شخص نے حاضر خدمت ہو کر یہی سوال کیا تو آپ نے ان کو منع فرما دیا۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں آپ نے جس کو رخصت دی وہ بوڑھا آدمی تھا اور جسے منع فرمایا وہ نوجوان آدمی تھا۔

ابن ہمام نے فرمایا: یہ حدیث اس تفصیل کا فائدہ دیتی ہے جس کا ہم نے اعتبار کیا کہ جب روزہ دار اپنے آپ پر قابو نہ پا سکتا ہو اس کے لیے بوسہ لینا جائز نہیں۔

ائمہ صحاح ستہ کی احادیث آپ کے سامنے ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی آپ کے سامنے ہے خود موازنہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی اسناد کتنی جید ہے پھر یہ کہ ام المومنین سے صرف تین واسطوں سے مروی ہے اور شیخین واصحاب اربعہ کی احادیث چار سے پانچ واسطوں سے مروی ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تضعیف کی گردان کرتا ہے تو اس کی مرضی لیکن اس گردان سے اس کو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

ولید بن سریع کوفی رحمۃ اللہ علیہ

(۶۰) ولید بن سریع کوفی آزاد کردہ غلام آل عمرو بن حریث مخزومی۔ یہ صدوق طبقہ رابعہ سے ہیں۔ مسلم اور نسائی کے رواۃ

Marfat.com

میں سے ہیں۔ یہ عبداللہ بن اوفی، عمرو بن حریث سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسماعیل بن ابوخالد، مسعر بن کدام، ہشام بن مغیرہ وغیرہم نے روایت کیا۔ ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۵۴۶)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ولید بن سریع سے جو حدیث روایت کی ہے۔

ابوحنيفة عن الوليد بن سريع مولى عمرو بن حديث عن انس بن مالك رضى الله عنه انه كان يشرب الطلاء على النصف. (جامع المسانید ج دوم ص ۱۹۱)

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ولید بن سریع آزاد کردہ غلام عمرو بن حریث سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ طلاء نصف پر پیتے تھے۔

''طلا'' انگور کا رس جو اتنا پکایا جائے کہ نصف باقی رہ جائے اسے طلاء منصف کہتے ہیں یہ حنیفہ کے نزدیک حرام ہے۔

اس حدیث کی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ''آثار'' میں تخریج کی اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اس کی روایت کی۔ پھر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارا تمسک اس حدیث سے نہیں ہمارا مذہب یہ ہے کہ اس طلاء کے دو حصے جاتے رہیں اور ایک حصہ باقی رہ جائے تو اس کا پینا جائز ہے۔ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ اس طلاء کو مثلث کہتے ہیں۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے۔

حدثنا ابوبكر قال حدثنا عبدالرحيم بن سليمان ووكيع عن عبيد عن حيثمه عن انس، انه كان يشر به على النصف. (مصنف ابن ابی شیبہ مجلد ۷ ج ۸ ص ۱۸۵)

حیثمہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ طلاء منصف پیا کرتے تھے۔

آپ دونوں حدیثوں کے درمیان موازنہ فرمائیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ اس حدیث کی صحابی تک صرف ایک واسطہ سے روایت کر رہے ہیں اور ابن ابی شیبہ پانچ واسطوں سے اس کو روایت کر رہے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا واسطہ بھی ہے جس کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے پھر یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کتنی ناانصافی ہے کہ آپ کی حدیث کو ضعیف قرار دیا جاتا ہے۔ اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مذہب کے توثیق کی کے متعلق سماعت فرمائیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ انگور کا رس اتنا پکایا جائے کہ سوکھ کر صرف ایک تہائی باقی رہ جائے تو اس کا پینا جائز ہے۔ علامہ عینی فرماتے ہیں:

وقالت الحنيفة العصير المسمى با الطلاء اذا طبخ فذهب اقل من ثلثيه يحرم شربه.

(عمدۃ القاری ج ۲۱، ص ۱۸۱)

یعنی حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ انگور کا رس جسے طلاء سے موسوم کیا گیا ہے جب اسے پکایا جائے اور دو تہائی سے کم باقی نہ رہ جائے اس کا پینا حرام ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کا دو تہائی سے زائد جاتے رہنا ضروری ہے پھر اگر ایک تہائی باقی رہ جائے تو اس کا پینا جائز ہے۔

Marfat.com

امام مالک نے مؤطا میں محمود بن لبید انصاری کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شام تشریف لائے تو اہل ہشام نے آپ کے حضور شام کی زمین کی وباء کی شکایت کی اور کہا ہمیں صرف یہ شراب صحت وتندرست رکھ سکتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شہد پیو۔ انہوں نے کہا: شہد ہمیں اچھا نہیں لگتا تو ایک شامی آدمی نے عرض کیا: ہم آپ کے لیے ایک ایسی شراب بنائیں جو مسکر نہ ہو۔

آپ نے فرمایا: جی ہاں تو انہوں نے انگور کے رس کو اتنا پکایا کہ دو حصے جاتا رہا اور ایک تہائی باقی رہ گیا پھر انہوں نے یہ طلاء مثلث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس میں انگلی ڈالی پھر اس کو نکالا تو وہ بوجہ گھنا ہونے کے آپ کی انگلی سے چمٹ گیا۔ آپ نے فرمایا: یہ طلاء مع ہے تو آپ نے ان کو اس کے پینے کا حکم دیا۔

(مؤطا امام مالک ج ۴ ص ۱۷۳، ۱۷۴)

حدثنا ابوبكر عبدالله بن محمد بن ابی شيبة قال حدثنا علی بن مسهر عن سعيد بن ابی عروبة عن قتادة عن انس ان عبيدة ومعاذ بن جبل وابا طلحة كانوا يشون من الطلاء ما ذهب ثلثاة وبعتی ثلثة. (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ ص ۱۷۰)

حضرت قتادہ حضرت انس سے راوی ہیں کہ حضرت عبیدہ، معاذ بن جبل اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہم جو طلاء مثلث پیتے تھے جس کے دو حصے پکانے میں جاتے رہے اور ایک تہائی باقی رہ گیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کے آثار کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ (کتاب الاشربہ باب البازق)

ورائی عمرو ابوعبيدة ومعاذ شرب اطلاء علی الثلث.

یعنی عمر فاروق، ابوعبیدہ بن جراح اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کے نزدیک طلاء مثلث کا پینا جائز ہے۔

احمد بن شعیب نسائی نے انس بن سیرین کے طریق سے ایک حدیث روایت کی انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے انگور کی لکڑی میں جھگڑا کیا اور کہا یہ میرا حصہ ہے، یہ میرا حصہ ہے اور ان دونوں کا اس بات پر اتفاق ہوگیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے لیے اس کا ایک ثلث اور شیطان کے لیے دو ثلث یعنی دو تہائی شیطان کا حصہ ہے اور ایک تہائی حضرت نوح علیہ السلام کا (نسائی شریف ج دوم ص ۳۳۶ مکتبہ سلفیہ لاہور)

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ

(۶۱) یحییٰ بن سعید بن قیس بن عمرو بن سہل ابوسعید مدنی قاضی مدینہ متوفی ۱۴۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، ذکوان ابوصالح اسمان، سعید بن مسیّب، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ عنبری، عدی بن ثابت، عروہ بن زبیر، علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، محمد بن سلم بن شہاب زہری، محمد بن منکدر، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

امام مزی نے فرمایا: ابن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ، حجت وثبت ہیں۔ یحییٰ بن معین، ابوزرعہ اور ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ مدنی تابعی ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۶۸۸، ۶۹۱، ۷۹۳)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ یحییٰ بن سعید انصاری سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن يحيى عن عمرة عن عائشة قالت كانوا يروحون الى الجمعة وقد عرقوا وتلطخوا بالطين فقيل لهم من راح الى اجمعة فليغتسل۔ (مسند امام اعظم کتاب الصلوٰۃ ص ۸۲)

ابوحنیفہ نے یحییٰ بن سعید انصاری سے انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاری سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ام المومنین نے فرمایا: لوگ سورج ڈھل جانے کے بعد جمعہ پڑھنے کے لیے جاتے تھے اور اوساخ کی وجہ سے ان کے پسینے بدبودار ہوتے اور مٹی سے آلودہ ہوتے ان سے (شرع کی طرف سے) کہا گیا جو جمعہ پڑھنے کے لیے جائے اسے چاہیے کہ وہ غسل کرے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور شیخین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث سن کر خود موازنہ فرمائیں کہ اگر صحیحین کی حدیث صحیح ہے تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف کیوں۔ الجامع الصحیح بخاری میں ہے۔

حدثنا عبدان قال اخبرنا عبدالله قال اخبرنا يحيى بن سعيد انه سال عمرة عن الغسل يوم الجمعة فقالت، قالت عائشه رضى الله عنها كان الناس مهنة انفسهم وكانوا اذا راحوا الى الجمعة راحوا فى هيتهم فقيل لهم لو اعتسلتم (بخاری شریف کتاب الجمعہ باب وقت الجمعۃ اذا زالت الشمس)

یحییٰ بن سعید انصاری نے کہا: انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاری سے جمعۃ المبارک کے دن غسل کے متعلق پوچھا۔ تو عمرہ نے کہا: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ اپنا کام کاج خود کر لیتے تھے (یعنی محنت کرنے والے تھے) اور جب سورج ڈھلنے کے بعد جمعہ کے لیے جاتے تو اسی (کام کاج) کی حالت میں جاتے ان سے کہا گیا اگر تم غسل کر کے آتے تو اچھا ہوتا۔

ابوالحجاج مسلم قشیری کی حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا محمد بن رمح قالنا الليث عن يحيى بن سعيد عن عمره عن عائشه رضى الله عنها انها قالت كان الناس اهل عمل ولم تكن لهم كفاة فكانوا يكون لهم تفل فقيل لهم لو اغتسلتم يوم الجمعه۔ (مسلم شریف ج اول ص ۲۸۰)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: لوگ اہل عمل تھے اور ان کے کوئی نوکر وغیرہ نہیں تھے جو ان کو کفایت کرتے تو عملی کی وجہ سے ان کے وجود میں بدبو ہوتی تھی ان سے کہا گیا اگر تم جمعہ کے دن غسل کر کے آتے تو اچھا ہوتا۔

آپ غور فرمائیں شیخین نے یحییٰ بن سعید انصاری کے طریق سے جو حدیث روایت کی ان تک شیخین کے دو واسطے ہیں

Marfat.com

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ بلاواسطہ یحییٰ بن سعید انصاری سے روایت کر رہے ہیں آپ کے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں کہ ایک شخص بلاواسطہ ایک آدمی سے روایت کرتا اور ایک دو واسطہ سے اس آدمی سے روایت کرتا ہے ظاہر ہے فرق تو ضرور ہوگا تو پھر اگر شیخین کی حدیث کو صحیح قرار دیتے ہو تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو کیوں ضعیف کہتے ہیں۔ اس کا جواب آپ کے ذمہ ہے۔

ابوجحیہ یحییٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۶۲) ابوجحیہ یحییٰ بن عبداللہ بن معاویہ کندی کوفی۔ امام مزی نے فرمایا: اجلح بن عبداللہ بن جحیہ، والد عبداللہ بن اجلح اور اس کا نام یحییٰ ہے اور اجلح لقب ہے۔ متوفی ۱۴۵ھ اصحاب سنن اربعہ اور الادب المفرد للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حبیب بن ابی ثابت، حکم بن عتیبہ، سلمہ بن کھیل، عامر شعبی، عبداللہ بن بریدہ، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، ابواسحاق عمرو بن عبداللہ سبعی، قیس بن مسلم، نافع مولی ابن عمر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

علی بن مدینی نے یحییٰ بن سعید قطان سے روایت میں کہا میرے دل میں ان کے متعلق کوئی چیز ہے۔ عباس دوری نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ ثقہ ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ صالح ہیں۔ عثمان بن سعید دارمی نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ کوفی اور ثقہ ہیں۔ ابواحمد بن عدی نے کہا: وہ میرے نزدیک مستقیم الحدیث صدوق ہیں۔ (تہذیب الکمال ج اول ص ۳۲۳، ۳۲۴)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ یحییٰ بن عبداللہ ابوجحیہ کوفی سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابو حنيفة عن يحيى بن عبدالله الكندى عن ابى الاسود عن ابى ذر (جندب بن جناده) عن النبى صلى الله عليه وسلم قال احسن ما غيرتم به الشيب الحناء والكتم.

(مسند امام اعظم کتاب العباس والزینۃ ص ۲۰۴)

ابوحنیفہ نے یحییٰ بن عبداللہ کندی سے انہوں نے اسود دیلی (ظالم بن عمرو بن سفیان ترمذی) سے انہوں نے ۱۰ حضرت ابوذر (جندب بن جنادہ) سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: بہت اچھی وہ چیز جس سے تم اپنے بڑھاپے کو تبدیل کرو (یعنی بالوں کو رنگو) مہندی اور وسمہ (جس سے خضاب بناتے) ہیں۔

اس حدیث کو اصحاب سنن اربعہ نے بھی یحییٰ بن عبداللہ کندی کے طریق سے روایت کیا ہے فرق صرف یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو مقطوع روایت کیا ہے کیونکہ یحییٰ بن عبداللہ کندی اور اسود دیلی کے درمیان ایک واسطہ ہے اور وہ عبداللہ بن بریدہ ہیں۔

ابوعیسیٰ ترمذی کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا سويد بن المبارك عن الاجلح عن عبدالله بن بريدة عن الاسود عن ابى ذرعن النبى صلى

Marfat.com

اللّٰہ علیہ وسلم قال ان احسن ماغیرتم الشیب الحناء والکتم (ترمذی شریف ص ۲۹۸)
ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔
احمد بن شعیب نسائی کی حدیث یہ ہے۔

اخبرنا یعقوب بن ابراھیم قال ثنا یحیی بن عبداللّٰہ عن عبداللّٰہ بن بریدۃ عن ابی ذر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان احسن ما غیرتم بہ الشیب الحناء والکتم.

(نسائی شریف ج دوم کتاب الزینۃ ص ۲۷۲)

حدیث کا ترجمہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ماتحت گزر چکا ہے۔
اسی طرح ابوداؤد نے بھی ابوالاسود دیلی کے طریق سے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اب تینوں احادیث مبارکہ آپ کے سامنے ہیں غور فرمائیں اور موازنہ کریں۔

یحییٰ بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۶۳) یحییٰ بن عبداللہ بن حارث جابر (ویقال) مجبر تیمی بکری ابوالحارث کوفی امام مسجد بنی تیم اللہ ان کو جابر یا مجبر ٹوٹی ہوئی ہڈیاں باندھنے کی وجہ سے کہا: جاتا ہے یہ طبقہ سادسہ سے ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ روایت کرتے ہیں ان سے جریر بن عبدالحمید، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ اور شعبہ بن حجاج وغیرہ نے روایت کیا۔ علی بن مدینی نے کہا: وہ معروف ہیں احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "لیس بہ باس" (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۷۱۳)
امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ یحییٰ بن عبداللہ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفۃ عن یحیی بن عبداللّٰہ عن ابی ماجد عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہا ان رجلا اتی بابن اخ لہ سکران فقال ترتروہ رمز مزوہ واستنکھوہ فترتروہ ومزمزوہ واستنکھو. فوجد ومنہ رائحۃ شراب فأمر بحبسہ فلما صحا وعابہ ودعا لسبوط فامر بہ. الخ (جامع المسانید ج دوم ص ۲۰۴)

ابوحنیفہ نے یحییٰ بن عبداللہ سے انہوں نے ابوماجد سے انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ایک شخص اپنے بھتیجے کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے پاس لایا جس نے شراب پی ہوئی تھی۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا: اسے خوب ضرور سے حرکت دو ہلاؤ اور اس کے منہ سے بوسونگھو۔ لوگوں نے اسے خوب زور سے حرکت دی ہلایا اور اس کے منہ کی بو سونگھی تو انہوں نے اس سے شراب کی بو پائی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس کو بند کرنے کا حکم دیا اور جب وہ ہوش میں آیا آپ نے اس کو بلایا اور کوڑہ منگوایا اور جلاد کو حکم دیا کہ وہ اس کو کوڑے لگائے۔

Marfat.com

اب بطور تقابلی جائزہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبدالرزاق بن صمام کی تخریج کردہ حدیث بھی سماعت فرمائیں۔

عبدالرزاق عن الثوری عن یحیی بن عبداللّٰہ التیمی عن ابی ماجد الحنفی ان ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہا اتاہ رجل باین اخیہ وھو سکران فقال ابی وجدت عذا سکران یا ابا عبدالرحمن فقال توتودہ ومزمروہ واستنکھوہ فترتووہ مزمزوہ واستنکھوہ فوجدوا منہ ریح شراب. الخ

(مصنف عبدالرزاق ج ۷ ص ۳۷۰ حدیث ۱۳۵۱۹)

اس کا ترجمہ نے سماعت فرمایا۔

اب دونوں حدیثوں کے درمیان موازنہ کر کے بتائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے وہی حدیث جو الحافظ الکبیر عبدالرزاق بن ہمام تین واسطوں سے روایت کر رہے ہیں اس حدیث کو امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف دو واسطوں سے روایت کر رہے ہیں۔

یزید بن صہیب رحمۃ اللہ علیہ

(۶۴) یزید بن صہیب الفقیر ابوعثمان کوفی، طبقہ ثانیہ سے ثقہ ہیں۔ یہ سوائے ترمذی کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن عمر بن خطاب، ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے حکم بن عتیبہ، سلیمان الاعمش، مسعر بن کدام، منصور بن دینار، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت نے روایت کیا۔

محمد بن سعد نے ان کا ذکر اہل کوفہ کے طبقہ ثانیہ سے ذکر کیا ہے۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین، ابوزرعہ، نسائی سے روایت کی انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ صدوق ہیں ابن خرامش نے کہا: وہ عزیز الحدیث صدوق اور جلیل ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۱ ص ۴۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن یزید بن صھیب عن جابر بن عبداللہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انہ قال یخرج اللہ من النار من اھل الایمان بشفاعة محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال یزید فقلت ان اللہ تعالی یقول وماھم بخارجین منھا قال جابر اقراء ما قبلھا ان الذین کفروا انما ھی فی الکفر. الخ (مسند امام اعظم ص ۱۴)

ابوحنیفہ نے یزید بن صہیب سے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں سے (جو گناہ کے مرتکب ہوئے) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے جہنم سے نکالے گا۔

یزید بن صہیب نے کہا: میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ اس سے نہیں نکلیں گے

Marfat.com

حضرت جابر نے کہا: اس آیت کا ماقبل پڑھو۔ "ان الذین کفروا" یہ تو صرف کفار کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے۔ اہل ایمان میں سے اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کی وجہ سے جہنم سے نکالے گا۔ یزید بن صہیب نے کہا: میں نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وماھم بخارجین منھا" حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کا ماقبل بھی پڑھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ان الذین کفروا" یہ کفار کے لیے ہے۔ ایک روایت یزید صہیب سے ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے شفاعت کے متعلق پوچھا۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں سے کچھ لوگوں کو ان کے گناہوں کے سبب عذاب دے گا پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت سے ان کو جہنم سے نکال دے گا۔ یزید بن صہیب نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہا: اللہ عز وجل کا فرمان "وما ھم بخارجین من النار" کہاں ہے اور حدیث کو آخر تک ذکر کیا۔

بطور تقابلی جائزہ اب مسلم شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا حجاج بن الشاعد قالنا ابواحمد الزبیری قالنا قیس بن سلیم العنبوی قال حدثنی یزید الفقیر قالنا جابر بن عبد اللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان قوما یخرجون من النار یحترقون فیھا الا دارت وجوھھم حتی یدخلون الجنۃ.

(مسلم شریف ج اول ص ۱۰۷)

یزید بن صہیب فقیر نے کہا: ہم سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ عز وجل کچھ لوگوں کو (نبی اکرم ﷺ کی شفاعت سے) جہنم سے نکالے گا جو اس میں جل گئے ہوں گے مگر ان کے منہ کا دائرہ (کیونکہ جہنم کی آگ چہرہ کو نہیں جلائے گی اس لیے کہ وہ محل سجود ہے) حتیٰ کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ اس حدیث مبارکہ کے بعد مسلم نے یزید بن صہیب کے طریق سے ایک حدیث تخریج کی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کا صراحتاً ذکر کیا گیا ہے یہ حدیث طویل تھی اس لیے میں نے اس کو نقل نہیں کیا۔ اگر چاہیں تو یہ حدیث مسلم سے مذکورہ بالا حدیث کے متصل ہی دیکھ سکتے ہیں۔

آپ نے دونوں احادیث کو مع اسناد ملاحظہ فرمایا کہ جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ دو واسطہ سے نبی اکرم ﷺ سے روایت کر رہے ہیں وہی حدیث مسلم میں پانچ واسطہ سے روایت کی گئی ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی سند بھی سند متصل ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اللہ عز وجل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

یزید بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۶۵) یزید بن عبدالرحمٰن بن اسود اودی زعافری ابوداؤد کوفی طبقہ ثالثہ سے مقبول ہیں۔ ترمذی، ابن ماجہ، الادب المفرد

Marfat.com

للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ جابر بن سمرہ، حجدہ بن ہبیرہ اشمعی کوفی، عدی بن حاتم، علی بن ابی طالب اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔

صاحب تنسیق انظام نے لکھا ہے یزید بن عبدالرحمٰن ابوکثیر یاتی فی الکنی۔

اقول

حافظ جمال الدین مزی نے ترجمہ نعمان بن ثابت میں لکھا ہے یزید بن عبدالرحمٰن کوفی۔ یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں اور صاحب تنسیق النظام نے "الکنی" میں ان کو شک کے ساتھ نقل کیا ہے کہ بعض کے نزدیک یہ یزید بن عبدالرحمٰن ابوکثیر سمیمی عنبری یمامی اعمی ہیں اور بعض کے نزدیک اس کا نام یزید بن عبدالرحمٰن اذنیہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی صاحب تنسیق النظام نے احتمالا دو تین یزید بن عبدالرحمٰن نقل کیے ہیں لیکن حافظ مزی نے بلاشک کوفی لکھا ہے اور یہی معتمد ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ یزید بن عبدالرحمٰن ابوداؤد سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے یہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات اور فضیلت حضرت ابوبکر میں نہایت طویل ہے اس کا ایک حصہ پیش خدمت ہے۔

ابوحنیفة عن یزید عن انس ان ابابکر رای عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خفة (الی ان قال) ثم خرج ابوبکر فقال ایها الناس من کان یعبد محمدًا فان محمدًا قدمات ومن کان یعبد رب محمد فان رب محمد لایموت ثم قراء وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل الایة. (مسند امام اعظم ص ۱۸۰، ۱۸۱، جامع المسانید ج اول ص ۲۱۲)

ابوحنیفہ نے یزید بن عبدالرحمٰن سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خفت دیکھی (اس کے بعد حدیث میں اس طرح ہے) پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ شریف سے باہر نکلے اور فرمایا: اے لوگو! جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو جان لو محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے اور جو رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو بلا ریب رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہمیشہ زندہ ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وما محمد الارسول قد خلت من قبله الرسل" الایہ (سورہ آل عمران ۱۴۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس سے قبل یہ آیت نہیں پڑھی اور لوگوں نے بھی اسی طرح کہا جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ الی آخر الحدیث

اب آپ کے سامنے بطور تقابلی جائزہ بخاری شریف کی حدیث پیش خدمت ہے۔

وقال الزهری وحدثنی ابوسلمة عن عبداله بن عباس ان ابابکر خرج وعمر بن الخطاب

Marfat.com

یکلم الناس فقال اجلسی یا عمر فابی عمر ان یجلس۔ الخ

(بخاری شریف کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاتہ)

زہری نے کہا: مجھ سے ابوسلمہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کردیا تو لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے "اما بعد" تم میں سے جو کوئی بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا بلاشبہ محمد وصال فرما چکے اور تم میں سے جو کوئی اللہ عزوجل کی عبادت کرتا تھا تو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اس کو موت نہیں اللہ عزوجل نے فرمایا: اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ دے گا۔ (آل عمران ۱۴۴) آخر حدیث تک۔

اس حدیث مبارکہ کو مطولاً و مختصراً ائمہ صحاح ستہ نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ آپ دونوں احادیث کو سامنے رکھ کر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے یا صحیح ہے۔

یونس بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۶۶) یونس بن عبداللہ بن ابوفردہ شامی اسحاق کے بھائی۔ یہ طبقہ خامسہ میں سے ہیں۔ یہ ربیع بن سبرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے مردان فزازی نے روایت کیا۔ امام ذہبی فرماتے ہیں یونس بن عبداللہ بن ابوخروہ اسحاق کے بھائی "ما به باس" ابن عدی نے ان کا مختصراً ذکر کیا اور کہا "لیس به باس" ان کی حدیث لکھی جائے۔

(میزان الاعتدال ج ۴ ص ۴۸۱ ترجمہ نمبر ۹۹۰۸، تاریخ الکبیر ج ۸ ص ۴۰۸، ترجمہ نمبر ۳۵۰۳)

صاحب تنسیق النظام علامہ محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ کو کتب اسماء الرجال کی عدم دستیابی کی وجہ سے یہاں کچھ غلط فہمی واقع ہوئی ہے جس کی تصحیح بہت ضروری ہے۔

اقول وباللہ الوصول الی ما ھو المقبول عند علماء الفحول

علامہ موصوف فرماتے ہیں مسند امام اعظم کے حاشیہ میں علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ الباری عبداللہ بن یونس بن ابوفردہ کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں: امام اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی سند میں فتح مکہ کے سال حرمت متعہ کے متعلق "من طریقه عن ابیه عن ربیع بن سبرة بن معبد الجهنی عن ابیه" مرفوعاً ان سے روایت کیا ہے۔ علامہ محمد حسن سنبھلی فرماتے ہیں میں نے یونس بن عبداللہ اور ان کے باپ کا ترجمہ تقریب میں نہیں پایا اور نہ ہی علامہ ملا

Marfat.com

علی قاری نے ان کا اس سند میں ترجمہ کیا ہے بہرحال جامع المسانید کے اس نسخہ میں جو ہمارے پاس موجود ہے اس میں یہ حدیث اس طرح مروی ہے۔

"عن یونس بن عبیدالله بن فرده عن الربیع بن سبرة عن ابیه"

چنانچہ میں نے تقریب میں صرف یونس بن عبید عمیری لیثی ابوعبدالرحمٰن بصری کا ہی ترجمہ پایا ہے لیکن وہ طبقہ عشرہ کے کبار میں سے ہیں اور اس پر ''مسند مالک'' میں علامت نسائی مرقوم ہے۔ اس بناء پر ان کی ملاقات میں اشکال ہے کیونکہ امام تابعین میں سے ہیں اور طبقہ عاشرہ وہ ہے جن کی تابعین سے ملاقات نہیں۔ علامہ سنبھلی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں یونس بن عبداللہ بن ابی فروہ کا ابن حبان نے ثقات تابعین سے ذکر کیا ہے اور کہا یونس بن عبداللہ بن ابوفروہ شامی شرجیل بن سعد اور ربیع بن سبرہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے مردان بن معاویہ نے روایت کیا اور ظاہر یہی ہے کہ یونس بن عبداللہ نے ربیع بن سبرہ سے روایت کی ہے اور یونس بن عبداللہ کی اپنے باپ سے روایت نساخ کی غلطی سے واقع ہوئی ہے اور یہ مسند میں بہت زیادہ ہے۔ انتہی کلامہ۔

اوّلاً

صاحب تنسیق النظام کو ترجمہ یونس بن عبداللہ بن ابی فردہ کا نہ ملنا صرف کتب کی عدم دستیابی کی وجہ سے ہے ورنہ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں ان کا ذکر کیا ہے جیسا کہ حوالہ گزر چکا۔

ثانیاً

جامع المسانید کے اس نسخہ میں جو ان کے پاس موجود ہے اس میں "عن یونس بن عبیدالله بن فروه" یہ بھی غلط ہے جامع المسانید مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ میں یہ روایت اس طرح ہے۔

ابوحنیفة عن یونس بن عبدالله بن ابی فرده عن الربیع بن سبرة عن ابیه قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن متعة النساء عام فتح مکة. (جامع المسانید ج دوم ص ۸۷)

چنانچہ علامہ موصوف کا "یونس بن عبیداللہ" یعنی ''عبداللہ'' کی جگہ عبید اللہ غلط ہے۔

ثالثاً

مسند حسن بن زیاد لولوی میں ہے۔ عن ابی حنیفة عن یونس بن عبدالله عن ابیه عن ربیع بن سبرة الجهنی الخ۔

اس روایت میں ''یونس بن عبداللہ عن ابیہ'' ہے۔

لہٰذا یہ کہنا کہ یونس بن عبداللہ کا اپنے باپ سے اور ان کا ربیع بن سبرہ سے روایت میں لفظ ''عن'' کا ادخال نساخ کی غلطی ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ ایک دفعہ یونس بن عبداللہ بن ابوفردہ بلاواسطہ اپنے باپ ربیع بن بسرہ سے روایت کرتے ہیں اور

Marfat.com

ایک دفعہ باالواسطہ باپ ان سے روایت کرتے ہیں۔ دیکھو جامع المسانید ج دوم ص ۸۶، ۹۸، ۱۳۰)

اس طرح تاریخ الکبیر کے ذیل میں منقول ہے کہ صاحب ''تعجیل المنفعۃ'' نے (ص ۴۶۰) میں لکھا ہے کہ اس کتاب میں یونس بن عبداللہ عن ابی فردہ ہے۔ پھر کہا ابن حبان نے ''ثقات'' میں حرف بحرف اس کی اتباع کی ہے۔

میں کہتا ہوں ابن حبان کی ''کتاب الثقات'' کے نسخہ میں جو ہمارے پاس موجود ہے ''یونس بن عبداللہ بن ابی فردہ'' ہے پھر حافظ نے کہا: لفظ ''عن'' تصحیف ہے اور صواب بلا کلمہ ''عن'' ہے۔ (تاریخ الکبیر ج ۸ ص ۴۰۷)

حافظ جمال الدین مزی نے ترجمہ اسحاق بن عبداللہ بن ابوفردہ میں لکھا ہے ابوفردہ کا نام عبدالرحمٰن بن اسود بن سوادہ ہے اور یہ اسحاق، اسماعیل، صالح، عبدالاعلی، عبدالحکیم، عمار اور یونس کے بھائی ہیں اور اسحاق اپنے بھائی یونس بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان کو پایا ہے اور محمد بن سعد کے مطابق ان کا اہل مدینہ سے طبقہ خامسہ میں شمار ہوتا ہے۔ اس بناء پر حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی یونس بن عبداللہ سے روایت درست ہے۔ (تہذیب الکمال ج اول ص ۳۹۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ یونس بن عبداللہ بن ابوفردہ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن يونس بن عبدالله عن ابيه عن ربيع بن سبرة الجهنى عن ابيه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن متعه النساء يوم فتح مكه وفى رواية نهى عن المتعة عام الحج. وفى رواية نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن متعة النساء يوم الفتح.

(مسند امام اعظم کتاب النکاح ص ۱۳۴، جامع المسانید ج دوم ص ۸۶، ۸۷، ۹۸، ۱۳۰)

ابوحنیفہ نے یونس بن عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ ابوفردہ (عبدالرحمٰن یا سود بن سوادہ) سے انہوں نے ربیع بن سبرہ سے انہوں نے اپنے باپ سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن عورتوں سے متعہ سے منع فرمایا۔ ایک روایت میں ہے عام الحج عورتوں سے متعہ سے منع فرمایا۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح (مکہ) کے دن عورتوں سے متعہ سے منع فرمایا۔

اب بطور تقابلی جائزہ مسلم شریف کی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا ابوبكر بن ابى شيبة قالنا ابن عيينه عن معمر عن الزهدى عن ربيع بن سبرة عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى يوم الفتح عن متعة النساء

(مسلم شریف ج اول کتاب النکاح ص ۴۵۲)

حضرت سبرہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مدہ کے دن عورتوں سے نکاح متعہ سے منع فرمایا۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی زہری کے طریق سے آل سبرہ کے ایک شخص سے یہی روایت کیا ہے اور اس ایک شخص کو ابوداؤد نے بیان کیا۔

Marfat.com

ابوداؤد عن الزهری (بقوله) فقال رجل یقال له ربیع بن سبرة۔
یعنی ابوداؤد نے زہری کے طریق سے روایت کیا انہوں نے ایک شخص سے کہا: اس کو ربیع بن سبرہ کہا جاتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن عورتوں سے نکاح متعہ سے منع فرمایا۔

دونوں احادیث آپ کے سامنے ہیں ایک حدیث کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور ایک حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے اور دونوں احادیث صحیح ہیں ان میں سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث چار واسطہ سے اور مسلم کی حدیث چھ واسطہ سے مروی ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی زہری سے حدیث صرف دو واسطہ سے مرسلاً مروی ہے۔

ابواسحاق سبعی رحمۃ اللہ علیہ

(۶۷) ابواسحاق سبعی کوفی یعنی عمرو بن عبداللہ بن عبید، متوفی ۱۲۹ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اسامہ بن زید بن حارثہ (قیل لم یسمع منه وقد راه) اسود بن یزید بن قیس نخعی ابوعمرو محضری، انس بن مالک، براء بن عازب، حارث بن عبداللہ الاعور ہمدانی ابوزہیر کوفی صاحب علی رضی اللہ عنہ، دکوان ابوصالح السمان الزیات، سعید بن جبیر، سائب بن مالک، عاصم بن ھمزہ سلومی، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو غیرہم ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔
علی بن مدینی شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے تین سو کے قریب ان کے مشائخ شمار کیے ہیں اور دوسری جگہ ایک سو شیخ کہا ہے۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ کوفی اور تابعی ثقہ ہیں انہوں نے اڑتیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا ہے اور امام شعبی ان سے دو سال بڑے تھے۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۴۲۳، ۴۲۷)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابواسحاق سبعی سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن ابی اسحاق عن عبدالله بن یزید خطمی عن ابی ایوب ان رسول الله صلی الله علیه وسلم صلی المغرب والعشاء بجمع باذان واقامة واحدة۔ (مسند امام اعظم کتاب الحج ص ۱۱۹)

ابوحنیفہ نے ابواسحاق سبعی سے انہوں نے عبداللہ بن یزید خطمی (یہ صغار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں) سے انہوں نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں ایک اذان واقامت کے ساتھ نماز مغرب اور عشاء ادا فرمائی۔

اب آپ کے سامنے ایک تقابلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

حدثنا خالد بن مخلد حدثنا سلیمان بن جلال حدثنا یحیی بن سعید قال اخبرنی عدی بن ثابت قال حدثنی عبدالله بن یزید الخطمی قال حدثنی ابوایوب الانصاری ان رسول الله صلی الله علیه وسلم جمع فی حجة الوداع المغرب والعشاء بالمزدلفة۔

(بخاری شریف کتاب الحج باب من جمع بینهما ولم یتطوع)

Marfat.com

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو جمع کر کے ادا فرمایا۔

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے اپنی کتاب ''المعجم الکبیر'' میں جابر جعفی اور ابن ابی لیلیٰ کے طریق سے عدی بن ثابت سے اس اسناد کے ساتھ یہ حدیث روایت کی اور آخر میں یہ اضافہ کیا "باقامة واحدة" یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں نماز مغرب وعشاء کو ایک اقامت کے ساتھ جمع فرما کر ادا فرمائی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۴ ص ۱۲۳، ۱۲۴)

اس حدیث کو مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے یحییٰ بن سعید کے طریق سے عدی بن ثابت سے اس اسناد کے ساتھ تخریج کیا ہے۔

پھر لطف کی بات یہ ہے کہ یحییٰ بن سعید بن قیس اور عدی بن ثابت دونوں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں۔

ابوالحجاج مسلم قشیری کی حدیث سماعت فرمائیں جو ابواسحاق سبیعی سے مروی ہے۔

حدثنا ابوبكر بن ابی شيبة حدثنا عبدالله بن نمير حدثنا اسماعيل بن ابی خالد عن ابی اسحاق قال قال سعيد بن جبير افضنا مع ابن عمر حتی اتينا جمعا فصلی بنا المغرب والعشاء باقامة واحدة ثم انصرف فقال هكذا صلی بنا رسول الله صلی الله عليه وسلم فی هذا المكان.

(مسلم شریف کتاب الحج اول ص ۴۱۷)

اسماعیل بن ابی خالد نے ابواسحاق سبیعی سے روایت کی انہوں نے کہا: سعید بن جبیر نے کہا: ہم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ لوٹے حتیٰ کہ ہم مزدلفہ آئے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ہمیں مغرب اور عشاء ایک اقامت کے ساتھ پڑھائیں جب فارغ ہوئے تو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نے اسی جگہ ہمیں اس طرح نماز پڑھائی۔

مسلم شریف کی حدیث میں بھی اسماعیل بن ابی خالد اور ابواسحاق سبیعی دونوں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ اور دیگر محدثین کرام کی احادیث مبارکہ آپ کے سامنے ہیں اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث صحیح ہیں محض حسد وتعصب کی بناء پر تضعیف کی رٹ غیر معقول و بے سود ہے۔

احناف کے نزدیک صرف حج کے ایام میں مقام مخصوص پر ہی دو نمازیں جمع کی جاسکتی ہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں ہمارا مذہب یہ ہے کہ مسافر اور مقیم کے لیے جس دن بارش وغیرہ ہو دونوں نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے۔

غیر مقلدین کے مقتداء وپیشوا قاضی شوکانی نے اپنی کتاب ''نیل الاوطار'' میں اس کے متعلق نہایت جامع اور مدلل جواب دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جن احادیث میں جمع کا ذکر ہے وہاں جمع صوری مراد ہے کہ مثلاً ظہر کی نماز آخر وقت میں ادا کرے اور نماز عصر اول میں لہٰذا یہ بظاہر دو نمازوں کا جمع کرنا ہے حقیقتاً وہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں ادا کی گئی ہیں اس کو جمع صوری کہتے ہیں۔ پھر انہوں نے جمع صوری کی مویدات احادیث نقل کی ہیں اگر ذوق چاہیے تو اصل کتاب کا مطالعہ کریں۔

(نیل الاوطار مجلد سوم ص ۱۴۵ تا ۱۴۸)

Marfat.com

ابوبکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۶۸) ابوبکر بن عبداللہ بن ابوالجھم (اور ابوالجھم کا نام صخیر ہے) قرشی عدوی طبقہ رابعہ سے فقیہ اور ثقہ ہیں۔ مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ''قرات خلف الامام'' للبخاری کے رواۃ میں سے ہیں۔

یہ عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن نیار بن مکرم، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، اپنے چچا محمد بن ابوالجھم حذیفہ، یوسف بن عبداللہ بن سلام، ابوبکر بن سلیمان بن ابی حیثمہ عدوی، فاطمہ بنت قیس فھریہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے حجاج بن ارطاۃ، سفیان ثوری، شریک بن عبداللہ نخعی وغیرہم نے روایت کیا۔

اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں اور ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ ابوبکر بن عبداللہ ابوالجھم سے حدیث یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ابی بكر بن ابی الجهم عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قدمت على غزوة فی العراق فاذا سعد بن مالك يمسح على الخفين فقلت ماهذا فقال يا ابن عمر اذا قدمت على ابيك فسله عن ذٰلك. الخ (مسند امام اعظم کتاب الطھارۃ ص ۳۴)

ابوحنیفہ نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی الجھم سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا: میں عراق میں ایک غزوہ کے لیے آیا تو کیا دیکھا کہ حضرت سعد بن مالک (عشرہ مبشرہ میں سے ایک) موزوں پر مسح کر رہے ہیں میں نے کہا: یہ کیا ہے۔ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن عمر رضی اللہ عنہما! جب تو اپنے باپ کے پاس آئے تو ان سے اس کے متعلق دریافت کرنا۔ ابن عمر نے کہا: میں اپنے باپ کے پاس اور آیا اور ان سے دریافت کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا چنانچہ ہم بھی موزوں پر مسح کرتے ہیں (ہم اس کی وجہ کو نہیں پہچانتے اور نہ ہی ہمیں کسی دلیل کی ضرورت ہے) ایک روایت میں یہ ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ایک غزوہ کے لیے عراق آیا تو کیا دیکھا کہ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ موزوں پر مسح کر رہے ہیں میں نے کہا: یہ کیا ہے انہوں نے کہا: جب تم حضرت عمر کے پاس جاؤ تو ان سے پوچھو۔ ابن عمر فرماتے ہیں میں اپنے باپ حضرت عمر فاروق کے پاس آیا اور ان سے اس کے متعلق پوچھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسح کرتے دیکھا تو ہم بھی موزوں پر مسح کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں غزوہ جلولا (بغداد میں ایک معروف جگہ کا نام ہے) کے لیے آیا تو میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے کہا: اے سعد! یہ کیا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم امیر المومنین سے ملاقات کرو تو ان

Marfat.com

سے یہ دریافت کرنا۔ ابن عمر کہتے ہیں میں اپنے باپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان کو اس کے متعلق خبر دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت سعد بن ابی وقاص اپنے فعل یا قول میں سچے ہیں۔ یا حضرت سعد نے سچ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کرتا دیکھا ہے اور ہم بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے حضرت ابن عمر نے فرمایا: ہم ایک غزوہ کے لیے عراق آئے تو میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا میں نے ان کے اس فعل کا انکار کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا: جب تم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آؤ تو ان سے اس کے متعلق دریافت کرو ابن عمر نے کہا: جب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو ان سے پوچھا اور جو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کیا اس کا میں نے ذکر کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارے چچا تم سے افقہ ہیں۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے اور ہم بھی موزوں پر مسح کرتے ہیں۔

بطور تقابلی جائزہ دو احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدثنا اصبغ بن الفرج عن ابن وهب قال حدثني عمرو بن الحارث حدثني ابوالنضر عن ابی سلمة بن عبدالرحمن عن عبدالله بن عمر عن سعد بن ابی وقاص عن النبی صلی الله علیه وسلم انه مسح علی الخفین ان عبدالله بن عمر سال عمر عن ذٰلك فقال نعم اذا حدثك سعد شیاء عن النبی صلی الله علیه وسلم فلا تسل عنه غیره۔ (بخاری شریف کتاب الوضو باب المسح علی الخفین)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے موزوں پر مسح فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزوں پر مسح کرنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: جی ہاں جب تمہیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث بیان کریں تو اس کے متعلق حضرت سعد بن ابی وقاص کے علاوہ دوسرے سے مت پوچھو۔

دوسری حدیث جس کو امام مالک نے مؤطا میں تخریج کیا۔

وحدثنی عن مالك عن نافع وعبدالله بن دینار انهما اخبراه ان عبدالله بن عمر قدم الكوفة علی سعد بن ابی وقاص وهو امیرها فراه عبدالله بن عمر یمسح علی الحفین فانكر ذٰلك علیه. الخ (مؤطا امام مالک ج اول ص ۷۹)

امام مالک نے نافع اور عبداللہ بن دینار دونوں سے روایت کی کہ ان دونوں نے ان کو خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس کوفہ آئے اور وہ اس وقت امیر کوفہ تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اس پر انکار کر دیا تو حضرت سعد نے کہا: اپنے باپ سے پوچھنا جب تم ان کے پاس جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے لیکن اپنے باپ

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھنا بھول گئے حتیٰ کہ حضرت سعد بھی آ گئے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا: کیا تم نے اپنے باپ سے پوچھا ہے انہوں نے کہا: نہیں۔ چنانچہ حضرت ابن عمر نے اپنے والد حضرت عمر فاروق سے اس کے متعلق پوچھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم ایسے حال میں اپنے پاؤں موزوں میں داخل کرو کہ وہ پاک ہیں تو ان پر مسح کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر کوئی ہم میں سے حاجت ضروریہ سے واپس آئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں اگرچہ تم میں سے کوئی قضائے حاجت کر کے آئے۔

آپ تینوں احادیث مبارکہ کا موازنہ فرمائیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن عبداللہ ابی الجھم اپنے شیخ سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک نے ابوبکر بن ابی الجھم کے غیر سے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صحابی تک صرف ایک ہی واسطہ ہے وہ بھی ثقہ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں چھ وسائط ہیں اور امام مالک کی حدیث میں صرف دو واسطے۔

اب انصاف آپ ہی کے ذمہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا ضعیف۔

ابوخباب کلبی رحمۃ اللہ علیہ

(۶۹) ابوخباب کلبی، یحییٰ بن ابی حیہ کوفی (اور ابی حیہ کا نام حی ہے) متوفی ۱۵۰ھ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حسن بصری، سلمان ابوحازم اشجعی، طاوس بن کیسان، ضحہ بن مصرف، عامر شعبی، عبداللہ بن بریدہ، عبداللہ بن حارث بن نوفل، عدی بن ثابت، عطاء بن ابی رباح، عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، ابی اسحاق سبعی، ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعیب بن میمون، وکیع بن جراح، شریک بن عبداللہ نخعی وغیرہم نے روایت کیا۔

محمد بن یحییٰ ذھلی نے کہا: میں نے یزید بن ہارون سے سنا کہ ابوخباب ''صدوق'' ہیں لیکن تدلیس کرتے ہیں۔ ابونعیم نے کہا: "ما کان به باس" وہ تدلیس کرتے ہیں اور ایک دفعہ ابونعیم نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن ابراہیم دروقی نے کہا: یحییٰ بن معین نے کہا: "لیس به باس" عثمان بن سعید دارمی نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ ابوخباب ''صدوق'' ہیں۔ ابوزرعہ نے کہا: وہ ''صدوق'' ہیں لیکن تدلیس کرتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۲۶۲، ۲۶۳)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابوخباب سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے:

ابوحنيفة عن يحيى (بن ابى حيه) عن حميد عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سل السيف على امتى فان لجهنم سبعة ابواب باب منها لمن سل السيف.

(مسند امام اعظم کتاب الفتن ص ۲۲۴)

Marfat.com

ابوحنیفہ نے یحییٰ بن ابی حیہ ابوخباب سے انہوں نے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف دواسی سے انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری امت پر تلوار کو سونتا بلاریب جہنم کے سات دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ اس شخص کے لیے ہے جس نے میری امت پر تلوار سونتی۔

اب آپ ایک تقابلی جائزہ سماعت فرمائیں۔

حدثنا عبد بن حمید فاعثمان بن عمر عن مالك بن مغول عن جنید عن ابن عمر عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لجهنم سبعة ابواب باب منها لمن سل السیف علی امتی او قال علی امة محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ (ترمذی شریف کتاب تفسیر القرآن ص ۵۱۲، تہذیب الکمال ج دوم ص ۳۰۹)

جنید نے ابن عمر سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا: دوزخ کے سات دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ اس شخص کے لیے ہے جس نے میری امت پر یا فرمایا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سونتی۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے سورۂ منافقین میں ایک حدیث ابوخباب کلبی سے روایت کرنے کے بعد فرمایا ابوخباب کلبی ان کا نام یحییٰ بن ابی حیہ ہے وہ حدیث میں قوی نہیں۔ (ترمذی شریف ص ۵۵۰)

اور امام ابوعیسیٰ ترمذی کا یہ قول "لیس هو بالقوی فی الحدیث" حدیث حسن ہونے کے منافی نہیں اور یہ حدیث ضعیف ہونے تک نہیں پہنچی۔ خود امام ترمذی نے سورہ مدثر کے آخر میں سہیل بن عبداللہ قطعی عن ثابت عن انس مرفوعاً حدیث روایت کی اور فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔ امام ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا: "وسهیل لیس با القوی فی الحدیث وقد تفسرو سهیل بهذا الحدیث عن ثابت" (ترمذی شریف ص ۵۵۳)

چنانچہ ابوعیسیٰ ترمذی کا یہ قول کہ وہ حدیث میں قوی نہیں خود ابوعیسیٰ ترمذی کے قول سے ثابت ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

معلوم ہوا ابوخباب یحییٰ بن ابی امیہ کی حدیث حسن ہے ضعیف نہیں۔ امام نووی نے شرح مسلم کے مقدمہ میں لکھا ہے یہ تدلیس صحیحین اور ان کے علاوہ دیگر کتب اصول میں بھی پائی جاتی ہے جس کا احصار ممکن نہیں۔ مثلاً اس قسم کی تدلیس قتادہ، اعمش، سفیانین اور ہیثم وغیرہم سے بھی پائی گئی ہے اور ابوخباب کو فن رجال کے علماء نے ثقہ وصدوق لکھا ہے اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ وہ تدلیس کرتا ہے اور اپنے ہمعصر سے اس وہم میں کہ اس نے سنا ہے حالانکہ اس نے اس سے نہیں سنا۔ یہ تدلیس کذب نہیں اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ مجرم نہیں جبکہ راوی عادل وضابط ہو۔ ایسی تدلیس کا حکم حدیث کے صحیح ہونے کو واجب کرتی ہے اور فی نفسہ تدلیس کوئی علت وجرح نہیں۔

اس سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن اور صحیح ہے جس کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطہ سے ابن عمر سے روایت کیا اور ابوعیسیٰ ترمذی نے اس کو ابن عمر سے چار واسطہ سے روایت کیا۔

عثمان بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ

(۷۰) عثمان بن عاصم بن حصین ابوحصین اسدی کوفی متوفی ۱۲۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم نخعی،

Marfat.com

انس بن مالک، حبیب بن ابی ثابت، زید بن ارقم، سعد بن عبیدہ، سعید بن جبیر، عامر شعبی، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عمران بن حصین، ابوسعید خدری وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شریک بن عبداللہ، شعبہ بن حجاج، مسعر بن کدام، وضاح ابوعوانہ نے روایت کیا۔

احمد بن سنان قطان نے عبدالرحمٰن بن مھدی سے روایت کی انہوں نے کہا: کوفہ میں چار محدثین ہیں جن کی حدیث میں کوئی اختلاف نہیں اور جس نے اختلاف کیا وہ خطا کار ہے ان میں سے ابوحصین اسدی بھی ہیں۔

احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ایک عالی شیخ ہیں۔ قیس بن ربیع نے کہا: ابوحصین اسدی کوفی ثقہ ہیں اور ایک دفعہ اس طرح کہا وہ حدیث میں ثقہ وثبت ہیں۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحیٰی بن معین، ابوحاتم، یعقوب بن شیبہ، نسائی، ابن خرامش سے روایت میں کہا کہ ان سب نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے کہا: ابوحصین سے جب کسی مسئلہ کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ فرماتے مجھے اس کا علم نہیں۔ واللہ اعلم۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۴۳، ۴۴، ۴۵)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابوحصین عثمان بن عاصم اسدی کوفی سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن ابی حصین عن وافع بن خدیج عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه مر لجائط فاعجبه فقال لمن هذا فقلت لی فقال من این هولك قلت استاجرته قال فلاتساجره بشئی منه.

(مسند امام اعظم کتاب المزارعت ص ۱۷۶، جامع المسانید ج دوم ص ۴۵، ۷۹)

ابوحنیفہ نے ابوحصین سے انہوں نے رافع بن خدیج سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ کا ایک باغ کے پاس سے گزر ہوا تو آپ کو وہ باغ بہت پسند آیا۔ آپ نے فرمایا: یہ باغ کس کا ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ باغ میرا ہے آپ نے فرمایا: تم نے یہ باغ کہاں سے حاصل کیا ہے میں نے عرض کیا: میں نے یہ باغ اجرت پر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس سے کچھ بھی اجرت پر مت لو۔

اس کو بیع مخابرت اور مزارعت کہتے ہیں یہ دونوں متقارب ہیں یہ جو زمین سے نکلتا ہے اس کے تہائی یا چوتھائی پر معاملت ہے۔ مخابرت اور مزارعت میں فرق اتنا ہے کہ مزارعت میں بیج مالک زمین کا ہوتا ہے اور مخابرت میں بیج عامل کا ہوتا ہے اور یہ محاقلت کے معنی میں ہے اور محاقلت کا معنی ہے کھیتی کو خوشہ میں ہی فروخت کرنا۔ اس بناء پر بخاری و مسلم کی محاقلت کی مخالفت میں کثیر احادیث وارد ہوئی ہیں۔

حدثنا مسد وحدثنا ابو معاویه عن الشیبانی عن عکرمة عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال نص رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن المحاقلة والمزابنة.

(بخاری شریف کتاب البیوع باب بیع المزابنۃ)

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة ومحمد بن عبداللّٰه بن نمیرو زهیر بن حرب قالوا جمیعا فاسفیان بن عینة عن ابن جریج عن عطاء عن جابر بن عبد الله قال نص رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه

Marfat.com

وسلم عن المحاقلة والمزابنة والمخابرة۔ الخ (مسلم شریف ج دوم کتاب البیوع ص ۱۰)

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا بیع مخابرت ومزارعت سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث جو رافع بن خدیج سے مروی ہے اس حدیث کی اسانید اور الفاظ بہت مختلف ہیں اگر جملہ اسانید والفاظ پر معرفت چاہیے تو مسلم شریف کتاب البیوع ص ۱۳، ۱۴ ملاحظہ فرمائیے۔

اس سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث کو ضعیف قرار دینا محض تعصب ہے۔ اللہ تعالیٰ تعصب سے محفوظ فرمائے۔

باقی اس مسئلہ میں بہت اختلاف ہے اس کے لیے شرح اور کتب فقہ کی طرف رجوع کریں یہ میرے موضوع کے متعلق نہیں۔

محمد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ

(۱۷) محمد بن مسلم بن تدرس قرشی اسدی ابوالزبیر مکی آزاد کردہ غلام حکیم بن حزام متوفی ۱۲۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔

یہ جابر بن عبداللہ، ذکوان بن ابی صالح السمان، سعید بن جبیر، ابوالطفیل عامر بن واثلہ، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عطاء بن ابی رباح، عمرو بن شعیب، عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، محمد بن علی ابن الحنفیہ، ابن کعب بن مالک، ام المومنین حضرت عائشہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ایک جم غفیر نے روایت کیا ہے۔

عباس بن محمد دوری نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ ابوالزبیر مجھے ابوسفیان سے زیادہ پسند ہیں۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: وہ ثقہ وصدوق ہیں۔ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے کہا: میں نے اپنے باپ ابوحاتم سے ابوالزبیر کے متعلق پوچھا انہوں نے کہا ان کی احادیث لکھی جائیں۔ عبدالرحمٰن نے کہا: میں نے ابوزرعہ سے ابوالزبیر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ان سے لوگوں نے روایت کیا ہے میں کہتا ہوں ان کی حدیث سے استدلال کیا جائے۔ انہوں نے کہا: احتجاج صرف ثقات کی حدیث میں کیا جاسکتا ہے اور ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا اور یہ بیان نہیں کیا کہ اس میں قدح کیا ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۹ ص ۳۱۹ تا ۳۲۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابوالزبیر مکی سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ابى الزبير عن جابر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انى امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فاذا قالوها عصموا منى دماء هم واموالهم الا بحقها وحسابهم على الله تبارك وتعالى (مسند امام اعظم کتاب الایمان ص ۸)

Marfat.com

ابوحنیفہ نے ابوالزبیر محمد بن مسلم بن قدوس سے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ یہ نہ کہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں (اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جو توحید کو مستلزم ہے) جب انہوں نے کہہ لیا تو مجھ سے ان کے خون اور اموال محفوظ ہو جائیں گے مگر وہ خون جس پر اسلام کا حق ہے (یعنی قصاص وغیرہ کا خون) اور ان کا حساب اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمہ ہے۔

اب ایک تقابلی جائزہ پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا عبدالله بن محمد المسندی قال حدثنا ابوروح الحرمی بن عمارة قال حدثنا شعبة عن واقد بن محمد قال سمعت ابی یحدث عن بن عمر ابن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انی امرت ان اقاتل الناس حتی یشهدوا ان لا اله الا الله وان محمد الرسول الله ویقیمو الصلوٰة ویوتی الزکوة فاذافعلوا ذلك عصموا منی دمائهم واموالهم الا بحق الاسلام وحسابهم علی الله.

(بخاری شریف کتاب الایمان باب فان تابوا واقام الصلوٰۃ)

اس حدیث کا ترجمہ آپ نے اس سے قبل امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں سماعت فرمایا ہے۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبه قال ثناء وکیع (تحویل اسناد) وحدثنی محمد بن مثنی قال فا عبدالرحمن یعنی ابن مهدی قال جمیعا فاسفیان عن ابی الزبیر عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله فاذا قالوا لا اله الا الله عصموا منی دماء هم واموالهم الا بحقها وحسابهم علی الله ثم قراء انما انت مذکر لست علیهم بمصیطر۔ (مسلم شریف ج اول کتاب الایمان ص ۳۷)

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔

نسائی نے اس حدیث کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (نسائی ج دوم ص ۲۶۵)

ترمذی نے اس حدیث کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا۔ (ترمذی ص ۴۲۸)

ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا۔ فی الباب عن جابر وابی وسعید وابن عمر هذا حدیث حسن صحیح۔

اس باب میں حضرت جابر، ابوسعید خدری اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی نے اپنی سند کے ساتھ اس حدیث کو اس طرح تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابن مرزوق قال ثنا ابوعاصم عن ابن جریح عن ابوالزبیر عن جابر عن رسول الله صلی الله علیه وسلم مثله. (طحاوی شریف ج دوم ص ۱۳۸)

اور امام طحاوی نے اس حدیث کی طرق کثیرہ سے تخریج کی ہے۔

Marfat.com

اسی طرح ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قریب ہے کہ یہ حدیث متواتر ہو۔

آپ نے جملہ احادیث مبارکہ سماعت فرمائیں وہی حدیث جو چند وسائط سے ائمہ محدثین نے تخریج کی ہے اس کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا نہیں اور پھر یہ وہ حدیث ہے جس کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے متواتر کہا ہے۔

ابوالسوار عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۷۲) ابوالسوار عبداللہ بن قدامہ عنبری والد سوار بن عبداللہ، طبقہ رابعہ سے ثقہ ہیں۔ نسائی کے رواۃ سے ہیں۔ یہ ابو برزہ عنبری سے روایت کرتے ہیں لیکن صحیح ابوالسوداء سلمی ہے جیسا کہ حافظ جمال الدین مزی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ترجمہ میں آپ کے شیوخ میں سے لکھا ہے "ولفظه" ابوالسوار ویقال ابوالسودا السلمی، اس کے صحیح ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ابوالسوداء نے جن سے روایت کیا ہے وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیوخ ہیں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وغیرہ کے درمیان واسطہ ہیں۔ حافظ مزی نے ترجمہ ابوالسوداء سلمی کے ماتحت یوں ارقام فرمایا ہے۔

ابوالسوداء یعنی عمرو بن عمران نہدی کوفی یہ طبقہ سادسہ سے ثقہ ہیں۔ ابوداؤد اور "مسند علی" للنسائی کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ضحاک بن مزاحم ہلالی، ابوالقاسم خراسانی، عبد خیر بن زید ہمدانی، ابوعمارہ کوفی، عبدالرحمٰن بن سابط جمحی مکی، قیس بن ابوحازم بجلی، ابوعبداللہ کوفی۔ یہ سب امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ الشیوخ میں سے ہیں چنانچہ ابوالسوداء عمرو بن عمران نہدی جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں صحیح اور درست ہیں۔

بہر تقدیر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ اثبات میں سے ثقہ اور ثقات میں سے ثبت ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے اور ابوبکر بن اخیتمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا ابوالسوداء ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: "ما بحدیثه باس" ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا۔ ابوداؤد نے کہا: وہ ایام قطبہ میں شہید ہوئے۔ (تہذیب الکمال ج ۷ ص ۶۴۹، ۶۵۰)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابوالسوداء سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ابى السوار ويقال له ابوالسوداء السلمى عن ابن حاضر عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم أحتجم با القاحة وهو صائم، وفى رواية قال احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم با القامة وهو محرم صائم وفى رواية ان النبى صلى الله عليه وسلم احتجم واعطى الحجام اجره ولو كان خبيثا ما اعطاه. (مسند امام اعظم کتاب الصوم ص ۱۰۸، جامع المسانید ج اول ص ۵۳۸)

ابوحنیفہ نے ابوالسوار اور ان کو ابوالسوداء سلمی کہا جاتا ہے۔ سے انہوں نے ابن حاضر (عثمان) سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام قاحہ حضرت ابن عباس سے روایت کی رسول

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام قاحہ (جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے) میں پچھنا لگوایا حالانکہ آپ روزہ دار تھے۔ درانحالیکہ آپ احرام کی حالت میں اور روزہ دار تھے۔ ایک روایت میں ہے نبی اکرم ﷺ نے پچھنا لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو اس کی مزدوری (اور حجام کا نام ابوطیبہ ہے) اگر اس کی مزدوری حرام ہوتی آپ حجام کو اس کی مزدوری نہ دیتے۔

اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین کی احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدثنا ابومعمر حدثنا وهيب عن ايوب عن عكرمه عن ابن عباس رضى الله عنهما قال احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو محرم واحتجم وهو صائم.

(بخاری شریف کتاب الصوم باب الحجامۃ والقیی للصائم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ احرام کی حالت میں تھے آپ نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ روزہ کی حالت میں تھے۔

یہ حدیث مبارکہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث کی ناسخ ہے جن میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پچھنے لگانے والا اور پچھنے لگوانے والا دونوں روزہ افطار کریں ان کے نزدیک اس فعل سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

حدثنا ابوبكر بن ابى شيبة قالنا عفان بن مسلم (تحويل اسناد) قال وحدثنى اسحاق بن ابراهيم قالنا المخزومى كلاهما عن وهيب قالنا ابن طاؤس عن ابيه عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم احتجم واعطى الحجام اجره واستعط.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنے لگوائے اور ناک میں دوائی چڑھائی اور پچھنے لگانے والے کو مزدوری عطا فرمائی۔

اس حدیث کے بعد والی حدیث جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے اس کے آخر میں ہے۔ "ولو كان سحقا لم يعطه النبى صلى الله عليه وسلم" (مسلم شریف کتاب البیوع ج دوم ص ۲۲)

یعنی اگر اس کی مزدوری حرام ہوتی تو نبی اکرم ﷺ ابوطیبہ حجام کو مزدوری نہ دیتے۔

اخبرنا قتيبة قال حدثنا الليث عن ابى الزبير عن عطاء عن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم احتجم وهو محرم. (نسائی شریف کتاب الحج ج دوم ص ۲۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے حالانکہ آپ احرام کی حالت میں تھے۔

حدثنا بشر بن هلال البصرى فاعبدالوارث بن سعيدنا ايوب عن عكرمه عن ابن عباس رضى الله عنهما قال احتجم رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو محرم صائم.

(ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۱۳۵)

Marfat.com

اس حدیث کا ترجمہ مذکور ہو چکا۔

اس حدیث کو امام طحاوی نے بھی اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے تخریج کیا ہے پھر فرمایا۔

اما وجهه من طريق النظر فانا راينا خروج الدم .الخ

بہر حال نظر کے طریق سے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ خون کا نکلنا ناقص طہارت ہے اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ غائط وبول کا نکلنا باعث نقص وضو ہے اور اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اس پر نظر رکھتے ہوئے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ خون کا نکلنا بھی ایسے ہی ہو اور ہم دیکھتے ہیں کہ فصد عرق روزہ دار کے روزہ کے لیے باعث افطار نہیں اور ظاہر نظر میں پچھنے لگوانا بھی ایسا ہی ہے اور یہی قول امام اعظم ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا ہے کہ پچھنے لگوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (طحاوی شریف ج اول کتاب الصیام ص ۴۰۸)

اور اسی طرح دیگر ائمہ محدثین اپنی اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث تخریج کی ہے۔

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین کی احادیث مبارکہ آپ کے سامنے ہیں آپ بغور ان کا جائزہ لیں اور موازنہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا دیگر ائمہ محدثین کے مقابلہ میں کیا مقام ومرتبہ ہے۔ اگر آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بوجہ قلت وسائط ان سے صحیح ترین قرار نہ دیں تو کم از کم اس کو دیگر ائمہ محدثین کی احادیث کے مساوی وہم پلہ ضرور سمجھیں۔

محمد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۷۳) محمد بن عبید اللہ بن سعید ابوعون ثقفی کوفی الاعور۔ یہ طبقہ رابعہ سے ہیں محمد بن سعد نے کہا: یہ خالد بن عبداللہ کی ولایت میں فوت ہوئے ۱۱۶ھ سوا ابن ماجہ کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ جابر بن سمرہ، سعید بن جبیر، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن شداد بن ہاد، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود، ابی الضحیٰ مسلم بن صبیح، ابوصالح حنفی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے حصین بن عبدالرحمٰن، سفیان ثوری، سلیمان الاعمش، شعبہ بن حجاج، مسعر بن کدام، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت وغیرہم نے روایت کیا۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین، ابوزرعہ، نسائی سے روایت میں کہا کہ ان تینوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۱۶۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابوعون ثقفی سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ابى عون محمد الثقفى عن عبدالله بن شداد عن ابن عباس انه قال حرمت الخمر قليلها وكثيرها والسكر من كل شراب. (مسند امام اعظم کتاب الاشربہ ص ۲۰۲، جامع المسانید ج دوم ص ۲۰۷)

ابوحنیفہ نے ابوعون (محمد بن عبید اللہ بن سعید) ثقفی سے انہوں نے عبداللہ بن شداد (بن ہاد) سے انہوں نے

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا: شراب قلیل ہو یا کثیر حرام کی گئی ہے اور ہر شراب جو نشہ آور ہو وہ حرام ہے (یہ موقوف حدیث حکم مرفوع میں ہے)

اب بطور تقابلی جائزہ چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

طبرانی میں معجم کبیر میں اس بطریق ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تخریج کیا۔

(۱) حدثنا عبداللّٰه بن احمد بن حنبل حدثنی ابی ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن مسلعر (بن کدام) عن ابی عون عن عبداللّٰه بن شداد عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال حرمت الخمر بعینها والمسکر من کل شراب.

حدثنا علی بن عبدالعزیز ثناء ابونعیم قالا ثنا مسحر عن ابی عون عن عبداللّٰه بن شداد عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال حرمت الخمر بعینها القلیل منها والکثیر والسکر من کل شراب. (معجم کبیر للطبرانی ج ۱۰ ص ۳۳۸)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شراب بعینہا اس کا قلیل اور کثیر حرام کیا گیا ہے اور ہر شراب نشہ آور حرام ہے۔

حافظ ابونعیم نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

حدثنا محمد بن احمد بن الحسن ثنا بشر بن موسیٰ ثنا خلاد بن یحیی (تحویل اسناد) وحدثنا عبداللّٰه بن جعفر ثنا اسماعیل بن عبداللّٰه ثنا ابونعیم قال ثنا مسعر عن ابی عون عن عبداللّٰه بن شداد عن ابن عباس رضی للّٰه عنها قال حرمت الخمر بعینها القلیل منها والکثیر والمسکر من کل شراب. (حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۲۴)

اس کا ترجمہ مذکور ہو چکا ہے۔

حافظ ابونعیم فرماتے ہیں سفیان بن عیینہ نے مسعر بن کدام سے اس کو موفوعاً روایت کیا ہے۔

فقال عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم.

نسائی نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

اخبرنا الحسین بن منصور قال حدثنا احمد بن حنبل قال حدثنا محمد بن جعفر قال ثنا شعبه عن مسعر عن ابی عون عن عبداللّٰه بن سداد عن ابن عباس مثله. (نسائی شریف ج دوم ص ۳۳۱)

ابوعبدالرحمٰن فرماتے ہیں:

وروایة ابی عون اشبه بما رواه الثقات عن ابن عباس.

نسائی فرماتے ہیں ابوعون کی روایت جو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثقات نے روایت کیا اس کے بہت مشابہ ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے جو حدیث تخریج کی وہ بھی پیش خدمت ہے۔

Marfat.com

حدثنا قتیبة ثنا اسماعیل بن جعفر وحدثنا علی بن حجر ثنا اسماعیل بن جعفر عن داؤد بن بکر بن ابی الفرات عن محمد بن منکدر عن جابر بن عبداللہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔ (ترمذی شریف ص ۳۱۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا کثیر نشہ آور ہے اس کا قلیل بھی حرام ہے۔

یہ جملہ احادیث مبارکہ آپ کے سامنے ہیں انہیں پر نظر رکھتے ہوئے جو حدیث امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابوعون سے روایت کی ہے اس کا دیگر احادیث سے موازنہ فرمائیں اور نسائی نے تو یہ کہہ دیا کہ ابوعون کی روایت ثقات کے مشابہ ہے اس کے بعد بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف قرار دینا خلاف انصاف اور اعلیٰ ترین بددیانتی کے مترادف ہے۔

مسلم بن سالم نہدی رحمۃ اللہ علیہ

(۷۴) مسلم بن سالم نہدی ابوفردہ کوفی اصغر اور یہ جہنی سے معروف ہیں یہ طبقہ سادسہ سے صدوق ہیں اور ظاہر ہے طبقہ ساوسہ تابعین میں سے ہے۔ سوائے ترمذی کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

ابوبکر بن ابی حیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ ''صالح الحدیث'' ہیں۔ ''لاباس بہ'' ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا۔

یہ حسن بصری، عبداللہ بن حکیم جہنی، عبداللہ بن ابی ہذیل، عبداللہ بن یسار جہنی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، ابوالاحوص جشمی سے روایت کرتے ہیں ان سے سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عمرو بن ابی قیس رازی، عمران بن عیینہ، قیس بن ربیع، مسعر بن کدام، ابوعوانہ، ابومالک نخعی وغیرہم نے روایت کیا۔ (تہذیب الکمال ج ۹ ص ۶۱۰، ۶۱۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مسلم بن سالم نہدی ابوفردہ اصغر سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابو حنیفة عن مسلم عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال نزلنا مع حذیفة علی دھقان بالمدائن فاتی ابطعام فطعمنا ثم دعا حذیفة بشراب فی انا فضة فضرب به وجهه فساء نا ما صنع، فقال اتدرون لما صنعت به هذا فقلنا لا فقال انی نزلت علیه فی العام الماضی فدعوت بشراب فاتانی بشراب فیه فاخبرته ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم نهانا ان تاکل فی افیة الذهب والفضة وان تشرب فیها وان نلبس الحریر والدیباج فانها للمشرکین فی الدنیا وهی لنا فی الاخرة۔

(مسند امام اعظم کتاب الاشربۃ ص ۲۰۰)

ابوحنیفہ نے مسلم (بن سالم ابوفردہ) سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت حذیفہ بن یمان کے ہمراہ مدائن (بغداد کے قریب ایک شہر) میں ایک رئیس، چودھری کے ہاں قیام پذیر

Marfat.com

ہوئے وہ کھانا لایا اور ہم نے کھانا کھایا پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پانی مانگا وہ چاندی کے ایک برتن میں پانی لایا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ برتن اس دھقان کے منہ پر دے مارا۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کیا یہ ہم پر ناگوار گزرا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو میں نے اس کے ساتھ یہ کیوں کیا ہے ہم نے کہا: ہم نہیں جانتے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں گزشتہ سال بھی اس کے ہاں قیام کیا اور میں نے پانی مانگا تو اس نے چاندی کے برتن میں مجھے پانی دیا چنانچہ میں نے اس کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے اور پینے سے منع فرمایا ہے اور اس طرح حریر و دیباج زیب تن کرنے سے بھی منع فرمایا ہے کیونکہ یہ دنیا میں مشرکین کے لیے ہے اور یہ آخرت میں ہمارے لیے ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے شیخ سے مروی حدیث آپ نے سماعت فرمائی چنانچہ بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین کی احادیث بھی سماعت فرمائیں۔

ائمہ صحاح ستہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی روایت کی ہے ان کے علاوہ دیگر ائمہ محدثین نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔ سب سے پہلے بخاری شریف کی حدیث پیش خدمت ہے۔

حدثنا حفص بن عمر حدثنا شعبة عن الحكم عن ابن ابى ليلى قال كان حذيفة فى المدائن فاستسقى فاتاه دهقان بقدح فضة فرماه به فقال انى لم ارمه الا انى نهيته فلم ينته وان النبى صلى الله عليه وسلم نهانا عن الحرير والديباج والشرب فى انية الذهب والفضة وقال هن لهم فى الدنيا وهو لكم فى الاخرة. (بخاری شریف کتاب الاشربۃ باب الشرب فی آیۃ الذھب)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے پانی طلب کیا تو ایک رئیس، چودھری سونے کے پیالہ میں پانی لایا انہوں نے اس برتن کو پھینک دیا (اور حاضرین سے اعتزار کرتے ہوئے) کہا میں نے اس پیالہ کو صرف اس لیے پھینکا ہے کہ میں نے اس کو اس سے منع کیا تھا لیکن وہ باز نہیں آیا نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حریر و دیباج کے استعمال سے منع فرمایا ہے اور سونے اور چاندی کے برتنوں میں پینے سے بھی منع فرمایا اور فرمایا: یہ مذکور چیزیں دنیا میں کافروں کے لیے ہیں اور اے مومنین کی جماعت! تم ان کو آخرت میں استعمال کرو گے۔

مسلم شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا سعيد بن عمرو بن سهل بن اسحاق بن محمد بن اشعث بن قيس قالنا سفيان ابن عينية سمعته يذكره عن ابى فروه سمع عبدالله بن حكيم قال كنا مع حذيفة بالمدائن فاستسقى الى آخر الحديث.

اور مسلم شریف کی دوسری اسناد یہ ہے۔

Marfat.com

حدثنا عبید الله بن معاذ العنبری قالنا ابی شعبة عن الحکم انه سمع عبدالرحمن یعنی ابن ابی لیلی قال شهدت المدینة استسقی باالمدائن الی آخر الحدیث.

(مسلم شریف کتاب الزینۃ واللباس ج دوم ص ۱۸۹)

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو بخاری شریف کی حدیث کا ترجمہ ہے۔

شیخین کی حدیث میں حکم بن عتیبہ کے طریق سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے جو حدیث روایت کی گئی ہے اس میں حکم بن عتیبہ اور عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ دونوں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں۔ترمذی شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا نبدار ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبه عن الحکم (بن عتبیته) قال سمعت ابن ابی لیلی یحدث ان حذیفة استسقی۔الی آخر الحدیث.(ترمذی شریف کتاب الاشربہ ص ۳۱۶)

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا، براء بن عازب رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی روایت ہے اور یہ حدیث صحیح اور احسن ہے۔

امام قسطلانی نے بخاری شریف کی حدیث کے ماتحت فرمایا۔

زاد الا سماعیلی الی بعض السواد فاستسقی فاتاه دهقان باناء من فضة فرماه به فی وجهه. الی آخر الحدیث.(ارشاد الساری ج ۱۲ ص ۴۲۴)

یعنی اسماعیل نے اس حدیث میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کسی آبادی میں تشریف لائے اور پانی طلب کیا تو ایک چودھری چاندی کے پیالہ میں پانی لایا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس پیالہ کو اس کے منہ پر پھینکا۔ہم نے کہا: خاموش ہو جاؤ اگر ہم نے اب ان سے پوچھا تو وہ بیان نہیں کریں گے چنانچہ ہم خاموش ہو گئے جب دوسرا دن آیا تو انہوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو میں نے اس برتن کو اس کے منہ پر کیوں پھینکا ہم نے کہا: نہیں انہوں نے کہا: میں نے اس سے اس کو منع کیا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی ذکر کیا کہ آپ نے فرمایا: سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی مت پیو۔

نسائی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث تخریج کی وہ بھی سنیں۔

اخبرنا محمد بن عبدالله بن یزید قال ثنا سفیان قال ثنا ابن ابی نجیح عن مجاهد عن ابن ابی لیلی ویزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلی وابوفرده عن عبدالله بن حکیم قالا استسقی حذیفة.الی آخر الحدیث.(نسائی ج دوم ص ۲۹۱)

عبدالرزاق بن ہمام نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

اخبرنا عبدالرزاق عن معمر عن قتاده ان حذیفة استسقی فجاء ه دهقان باناء من فضة. الی آخر الحدیث (مصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۶۷)

Marfat.com

ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا عبدالرحیم بن سلیمان عن یزید بن ابی زیاد عن عبدالرحمن بن ابی لیلی قال استسقی حذیفة بالمدائن۔ الی آخر الحدیث۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۲۲)

ابن ماجہ نے بھی اسے مختصراً تخریج کیا ہے۔ (ابن ماجہ ص ۲۵۲)

دارمی نے بھی اپنی سند میں ابوحنیفہ کے طریق سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

(مسند دارمی ص ۵۴۸)

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث جو کہ صرف دو واسطوں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سماعت فرمائی اور دیگر ائمہ محدثین کی احادیث بھی جو کہ بچند وسائط حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرویات ہیں وہ بھی ملاحظہ فرمائیں اور اس حدیث کو ابوعیسیٰ ترمذی نے صحیح حسن کہا ہے۔

اب انصاف آپ کے ذمہ ہے خواہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف کہہ لیں اس لیے کہ وہ حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور دیگر ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی احادیث کو صحیح قرار دے دیں یا جس طرح دیگر ائمہ محدثین کی تخریج کردہ حدیث صحیح ہے اسی طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی صحیح ہے۔ یہ فیصلہ اب آپ کے ذمہ ہے۔

نافذ ابومعبد رحمۃ اللہ علیہ

(۷۵) نافذ ابومعبد آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، حجازی متوفی ۱۰۴ھ یہ اپنے مولیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور ان سے سلیمان الاحول، عمرو بن دینار، فرات القزاز، قاسم بن ابی بزہ، یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی، ابوالزبیر مکی۔

ابوبکر بن ابی خیثمہ نے احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور ابوزرعہ سے روایت کی ان تینوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوداؤد طیالسی نے کہا: ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ہم سے ابومعبد نے بیان کیا۔ عمرو بن دینار نے کہا: وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے خیار آزاد کردہ غلاموں میں سے ہیں اور دوسری روایت میں عمرو بن دینار نے کہا: وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اصدق مولیٰ میں سے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۲۴۷)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابومعبد سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن ابومعبد مولی ابن عباس عن ابن عباس رضی اللہ عنهما ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال لا تسافر المراة الا مع محرم او زوج۔ (جامع المسانید ج اول ص ۵۱۵)

ابوحنیفہ نے ابومعبد آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے اپنے مولیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت صرف اپنے محرم یا خاوند کے ساتھ ہی سفر کرے۔

Marfat.com

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے تخریج کیا ہے۔ بخاری شریف کی حدیث یہ ہے۔

حدثنا ابو النعمان حدثنا حماد بن زید عن عمرو عن ابی معبد مولی ابن عباس عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لاتسافر المراۃ الا مع ذی محرم۔ الخ

(بخاری شریف کتاب الحج ابواب العمرۃ باب حج النساء)

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے حماد بن زید نے عمرو بن دینار (شیخ امام صاحب) سے انہوں نے ابومعبد (شیخ امام صاحب) آزاد کردہ غلام حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا انہوں نے کہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت صرف اپنے دومحرم کے ساتھ ہی سفر کرے۔

مسلم شریف کی حدیث بھی سماعت فرمائیں۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبۃ وزھیر بن حرب کلاھما عن سفیان قال ابوبکر فاسفیان بن عیینہ قال فاعمرو بن دینار عن ابی معبد سمعت ابن عباس یقول سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخطب یقول ولا تسافر المراۃ الا مع ذی محرم۔ (مسلم شریف کتاب الحج جلد اول ص ۴۳۶)

عمرو بن دینار نے ابومعبد سے روایت کی کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے ہوئے سنا۔۔انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے تھے عورت صرف اپنے دونر ا کے ساتھ ہی سفر کرے۔

المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے۔

حدثنا علی بن عبدالعزیز ثنا عارم ابوالنعمان ثنا حماد بن زید عن عمرو بن دینار عن ابی معبد مولی ابن عباس عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تسافر المراۃ الا مع ذی محرم۔ (معجم کبیر للطبرانی ج ۱۱ ص ۳۳۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت صرف اپنے دومحرم کے ساتھ ہی سفر کرے۔

مصنف ابن شیبہ میں ہے۔

حدثنا ابوبکر قالنا ابن عیینہ عن عمرو عن ابی معبد قال سمعت ابن عباس رضی اللہ عنہما یقول سمعت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یخطب یقول لا تسافر المراۃ الا مع ذی محرم۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۱)

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو اس سے قبل حدیث کا ہے۔

Marfat.com

یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو جیسا کہ مصنف عبدالرزاق ج ۶ ص ۲۶۰ میں ہے۔ ابوسعید خدری، عبداللہ بن عمر، ابوہریرہ کے طریق سے بھی مروی ہے۔ آپ امام اعظم کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین مع شیخین کی مروی حدیث کو سامنے رکھ کر ان کا باہم جائزہ لیں کہ جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مسند اعظم میں تخریج کی ہے وہی حدیث دیگر ائمہ محدثین نے بھی تخریج کی ہے۔

اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ پر تضعیف کا الزام سراسر غلط اور دیانت وانصاف کے خلاف ہے یا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو صحیح تسلیم کریں یا پھر مع شیخین دیگر ائمہ محدثین کی حدیث کو ضعیف قرار دیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف دو واسطوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی روایت کر رہے ہیں اور دیگر محدثین چند وسائط سے اس کو روایت کر رہے ہیں اور کتنا افسوس ہے کہ جو حدیث صرف دو واسطوں سے مروی ہے وہ ضعیف اور جو حدیث چند وسائط سے مروی ہے وہ صحیح۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ اسناد بھی تقریباً جو بطریق ابن عباس رضی اللہ عنہما حدیث مروی ہے ایک ہی ہے جس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ بھی ہیں۔ اگر دیگر ائمہ محدثین ان سے روایت میں تو حدیث صحیح اور ان ہی شیوخ سے اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ روایت لیں تو حدیث ضعیف کیا اس عجیب وغریب اور انوکھی منطق کا بھی کوئی حل ہے۔

(۷۶) وقدا ابویعفور اکبر عبدی کوفی یونس بن ابویعفور کے والد (ویقال) اس کا نام واقد ہے اور اوّل مشہور ہے۔ انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو پایا ہے۔ متوفی ۱۲۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن ابی اوفیٰ، عبداللہ بن عمر بن خطاب، مصعب بن سعد بن ابی وقاص، یزید بن حارث عبدی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسرائیل بن یونس، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، ابوالاحوص سلام بن سلیم، شریک بن عبداللہ، شعبہ بن حجاج وغیرہم نے روایت کیا۔

ابوطالب نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی کہ ابویعفور کبیر ان کا نام وقدان سے (ویقال) واقد کوفی ثقہ ہیں۔ اسحاق بن منصور یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ وہ ثقہ ہیں اور علی بن مدینی نے بھی ان کو ثقہ کہا ہے۔ ابوحاتم نے کہا: "لا باس به" ابن حبان نے ان کا ذکر کتاب الثقات میں کیا ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۵۲۹)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابویعفور عبدی سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ابى ويعفور عن حدثه عن ابن عمر رضى الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله زادكم صلوٰة وهو وتر وفى رواية ان الله افترض عليكم وزادكم الوتر. وفى رواية ان الله زادكم صلوٰة الوتر وفى رواية ان الله زادكم صلوٰة وهى الوتر فحافظوا عليها

(مسند امام اعظم ص ۸۶)

ابوحنیفہ نے ابویعفور کبیر وقدان سے انہوں نے ان سے جنہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے (اور مبہم سے مراد مجاہد بن جبر ہیں) روایت کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے مکتوبات

Marfat.com

پر ایک نماز تمہارے لیے زیادہ کی ہے اور وہ نماز وتر ہے۔ ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نماز واجب فرمائی اور تمہارے لیے مکتوبات پر وتر زیادہ کیے۔ ایک روایت میں ہے اللہ عز وجل نے تم پر نماز وتر زیادہ کی۔ ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک نماز زیادہ فرمائی اور وہ نماز وتر ہے اس پر محافظت کرو، بطور تقابلی جائزہ دیگر جن محدثین نے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابراهيم بن احمد الوكيعي حدثني ابي ثنا عبدالحميد الحماني عن النصر ابي عمر عن عكرمة قال خرج النبي صلى الله عليه وسلم مستبشرا فقال ان الله عز وجل زادكم صلوٰة وهي الوتر۔ (معجم کبیر للطبرانی ج ۱۱ ص ۲۰۲ حدیث نمبر ۱۱۵۲)

عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا: اللہ عز وجل نے مکتوبات پر تمہارے لیے ایک نماز زیادہ فرمائی ہے اور یہ نماز وتر ہے۔

دار قطنی نے ج دوم ص ۳۰ پر اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا اس میں فضر ابوعمر خزاز ہیں جو ضعیف ہیں۔

حدثنا قتيبه ثنا الليث بن سعيد عن يزيد بن ابي حبيب عن عبدالله بن راشد زوقي عن عبدالله بن ابي مرة الزرقي عن خارجة بن حذافة انه قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ان الله امركم بصلوٰة هو خيرلكم من حمر النعم ۔تر جعله الله فيما بين العشاء الى ان يطلع الفجر۔ (ترمذی ص ۸۳، ۸۴، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۴۱۸، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۸ ... دار قطنی ج دوم ص ۳۰، ۳۱، حاکم جلد اول ص ۳۰۶ اور حاکم نے کہا: یہ حدیث صحیح ہے۔ معجم کبیر للطبرانی ج ۴ ص ۲۰۰، سنن الکبریٰ للبیہقی ج دوم ص ۴۷۸)

خارجہ بن حذافہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک نماز کا حکم دیا ہے جو تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے یہ نماز وتر ہے اور اللہ عز وجل نے نماز عشاء سے طلوع فجر صادق کے درمیان اس کا وقت مقرر فرمایا ہے اور یہ حدیث چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

(۱) خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ ان کی حدیث کو ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی، حاکم فی مستدرک والطبرانی فی معجمہ نے تخریج کیا ہے۔ (۲) عمرو بن عاص (۳) عقبہ بن عامر۔ ان دونوں کی حدیث کو اسحاق بن راھویہ نے اپنی سند اور طبرانی نے اپنی معجم میں مرفوعاً تخریج کیا۔ "ان الله زادكم صلوٰة" (۴) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصی کی حدیث کو دار قطنی نے تخریج کیا ہے۔ (۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو دار قطنی نے اپنی سنن اور طبرانی نے اپنی معجم میں تخریج کیا ہے۔ (۶) ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ ان کی حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں تخریج کیا ہے۔ (۷) ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کی حدیث کو دار قطنی نے غرائب مالک میں تخریج کیا ہے۔ (۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان کی حدیث کو طبرانی نے اپنی کتاب "مسند الشامین" میں تخریج کیا ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔

اب آپ خود غور وفکر کر کے بتائیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جو حدیث صرف دو واسطوں سے روایت کی وہی

Marfat.com

حدیث دیگر محدثین کرام نے بچند وسائط روایت کی ہے اور امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اگر چہ بعض طرق ضعیف قرار دیے گئے ہیں لیکن بعض طرق جید ہیں۔ اگر قبول بعض جملہ طرق کو ضعیف سمجھ لیا جائے تو ایک حدیث ضعیف دوسری سے مل کر قوی ہو جاتی ہے اور احادیث ضعاف بوجہ کثرت طرق درجہ حسن یا صحیح لغیرہ تک پہنچ جاتی ہیں۔

معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اگر چہ انقطاع ہے (اور روایت میں ثقہ کا انقطاع مضر نہیں) یہ حدیث حسن اور صحیح ہے (واللہ اعلم بالصواب)

معزز سامعین گرامی! میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے وہ شیوخ گرامی نقل کیے ہیں جن کو فن رجال کے ایک بلند پایہ امام حافظ جمال الدین مزی نے اپنی کتاب ''تہذیب الکمال'' میں نقل کیے ہیں اور ان کے تراجم اور ان سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایات کا تذکرہ اور بطور نمونہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایات اور ائمہ صحاح ستہ اور انِ کے علاوہ دیگر ائمہ محدثین کی روایات کا ایک تقابلی جائزہ بھی پیش کیا گیا ہے جس سے آپ بخوبی یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات کا حدیث میں کتنا اعلیٰ مقام ہے۔

اس کے بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ان شیوخ گرامی کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں ان سے روایت کو لیا ہے اور حافظ مزی نے ان کو نقل نہیں فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی مسند میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جملہ مشائخ گرامی کا اختتام ہوگا۔

یہاں بھی پہلے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ گرامی کے تراجم پیش کیے جائیں گے پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو ان سے روایت کو لیا ہے اس کا بھی تذکرہ ہوگا اور ساتھ ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مرویات اور ائمہ صحاح ستہ اور دیگر ائمہ محدثین گرامی کی مرویات کا ایک تقابلی جائزہ بھی پیش کیا جائے گا۔

بندۂ ناچیز عرض کرتا ہے میں ایک طالب علم ہوں حضرات علماء گرامی القدر کی خدمت میں بصد اعتذار عرض گزار ہوں کہ اگر کہیں مجھ سے لغزش وکوتاہی ہوئی ہو معاف کرتے ہوئے اس سے آگاہ فرمائیں تا کہ میں اس سے استفادہ کر سکوں اور اس غلطی کا ازالہ ہو سکے۔ اللہ عزوجل حضرات علماء کرام کا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے اور ان کے علوم سے بہرہ مند ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

ابراہیم بن یزید

(۷۷) ابراہیم بن یزید بن قیس بن اسود ابوعمران کوفی متوفی ۹۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں یہ علقمہ بن قیس نخعی، مسروق بن اجدع، ابوزرعہ بن عمرو بن جریر بن عبداللہ بجلی، ابوعبداللہ جدلی، ابوعبدالرحمٰن سلمی، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ان کے پاس گئے اور ان سے روایت کیا ہے۔ حافظ مزی فرماتے ہیں ان کا ام المومنین سے سماع ثابت نہیں ان سے حکم بن عتیبہ، حماد بن ابی سلیمان، زبید یامی، سلیمان الاعمش، سماک بن حرب، ابواسحاق عمرو بن عبداللہ سبعی، منصور بن

Marfat.com

معتمر وغیرہم نے روایت کیا۔

عباس دوری نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا ابراہیم کی مراسیل مجھے شعبی کی مراسیل سے زیادہ پسند ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: ابراہیم بن یزید نے نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے کسی سے حدیث بیان نہیں کی اور ان میں سے ایک جماعت کو پایا ہے اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہے۔

(تہذیب الکمال ج اول ص ۳۰۷، ۳۰۸، تاریخ الکبیر ج اول ترجمہ ۱۴۴، تہذیب التہذیب ج اول ص ۱۷۸)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابراہیم نخعی سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة رضى الله عنها قالت ما شبعنا ثلثة ايام وليا ليها من خبز متتابعا حتى فارق النبى صلى الله عليه وسلم وفى رواية ما شبع آل محمد صلى الله عليه وسلم ثلثة ايام متوالية من خبز البر۔ (مسند امام اعظم کتاب الرقاق ص ۲۱۶)

ابوحنیفہ نے ابراہیم بن یزید بن قیس نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید بن قیس نخعی سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ام المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تین دن اور رات پے در پے روٹی سے سیر نہیں ہوئے حتیٰ کہ محمد ﷺ کا وصال مبارک ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے ام المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آل محمد ﷺ متواتر تین دن گندم کی روٹی سے سیر نہیں ہوئیں۔

اب دیگر ائمہ محدثین سے اس حدیث کی تخریج سماعت فرمائیں۔

حدثنى عثمان حدثنا جرير عن منصور عن ابراهيم عن الاسود عن عائشة قالت ما شبع آل محمد صلى الله عليه وسلم منن قدم المدينة ثلاث ليال تباعا حتى قبض۔

(بخاری شریف کتاب الرقاق باب کیف کان عیش النبی ﷺ)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب سے آل محمد مدینہ منورہ تشریف لائی ہیں گندم کی روٹی سے تین راتیں پے در پے سیر نہیں ہوئیں۔

آپ موازنہ فرمائیں امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے شیخ ابراہیم نخعی سے یہ روایت کر رہے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ تین واسطہ سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ ابراہیم نخعی کے طریق سے یہ حدیث روایت کر رہے ہیں جس سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے متعلق آپ کو علم ہوگا۔

حدثنا زهير بن حرب واسحاق بن ابراهيم قال اسحاق قال زهير قال جرير عن منصور عن ابراهيم عن الاسود عن عائشه رضى الله عنها مثله. يعنى مثل البخارى.

(مسلم شریف کتاب الزہد ج دوم ص ۴۰۹)

یعنی زہیر بن حرب اور اسحاق بن ابراہیم دونوں نے کہا کہ ہم سے جریر نے منصور بن معتمر سے انہوں نے ابراہیم

Marfat.com

نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید نخعی سے انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری کی مثل ہی روایت کیا ہے۔

حدثنا محمد بن غیلان فا ابوداؤد انبانا شعبة عن ابی اسحاق قال سمعتْ عبدالرحمن بن یزید یحدث عن الاسود عن عائشه رضی اللّٰه عنها قالت ما شبع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من خبز شعیر یومین متتابعین حتی قبض۔ (ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۳۹۰)

ابواسحاق نے کہا: میں نے عبدالرحمٰن بن یزید کو اسود سے اور انہوں کو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کرتے ہوئے سنا۔ ام المومنین نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کی روٹی سے پے در پے دو دن سیر نہیں ہوئے حتیٰ کہ آپ وصال فرما گئے۔

اس حدیث کی اسناد کی طرف دیکھیں کہ ام المومنین تک چھ وسائط ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ام المومنین تک صرف دو واسطے ہیں۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے اور وہ روایت امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت کے مثل ہے۔ فرماتے ہیں یہ حدیث ''حسن صحیح'' ہے اور کبھی کبھی امام ترمذی اس طرح بھی فرماتے ہیں "هذا حدیث حسن صحیح غریب" معلوم ہوا حدیث غریب بھی صحیح کے منافی نہیں۔

یہ حدیث ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۳۴۴، ۳۳۴۶ میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے علاوہ مصنف ابن شیبہ ج ۱۳ ص ۲۴۹ میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین کی تخریج کردہ حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے یا صحیح۔

اسماعیل بن حماد

(۷۸) اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان اشعری کوفی طبقہ ثامنہ سے ''صدوق'' ان سے جریر بن عبدالحمید، ابواسامہ حماد بن اسامہ، سعید بن سوید کوفی، عمر بن علی مقدمی، معتمر بن سلیمان وغیرہم نے روایت کیا یہ اکیل ابی حکیم موذن مسجد ابراہیم نخعی، اپنے باپ حماد بن ابی سلیمان، طلحہ بن مصرف، عباد بن عباد بن علقمہ مازنی، ابواسحاق سبعی اور ابوخالد دالبی سے روایت کرتے ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی اور ''الیوم واللیلة'' للنسائی کے رواۃ میں سے ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ شیخ ہیں ان کی حدیث لکھی جائے۔

(تہذیب الکمال ج اول ص ۴۵۷، ۴۵۸، تہذیب التہذیب ج اول ص ۲۹۰، تاریخ الکبیر ج اول ترجمہ ۳۵۱)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ اسماعیل بن حماد سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن اسماعیل بن حماد وابیه والقاسم بن معن وعبدالملك عن عطیة القرظی قال

Marfat.com

عرضنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم قريظة قام فامر بقتل كبارهم وسبى صغارهم فمن انبت قتل ومن لم ينبت استحيٰى وفى رواية قال عرضت على النبى صلى الله عليه وسلم فقال انظر دفاف كان انبت فاضربوه عنقه فوجد فى لم انبت فخلى سبيلى وفى رواية قال كنت من سبى قريظة فعرصنت على النبى صلى الله عليه وسلم فنظروانى عافتى فوجدونى لم انبت فالحقونى با السبى۔ (مسند امام اعظم کتاب الجہاد ص ۱۶۲)

ابوحنیفہ نے اسماعیل بن حماد ان کے باپ حماد بن ابی سلیمان اور قاسم بن معن اور عبدالملک بن عمیر سے روایت کی انہوں نے حضرت عطیہ قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: قریظہ کے دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ کھڑے ہوئے اور ان کے بڑوں کو قتل کرنے اور ان کے چھوٹوں کو قیدی بنانے کا حکم دیا چنانچہ جس کے موئے عانہ (بغل کے بال) اگے ہوئے تھے اسے قتل کیا گیا (اس لیے کہ وہ جنگ کرنے والوں میں سے تھا) اور جس کے موئے عانہ نہیں اگے تھے انہیں چھوڑ دیا گیا۔ حضرت عطیہ قرظی کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: دیکھو اگر اس کے موئے بغل اگے ہیں تو اس کی گردن اڑا دو چنانچہ انہوں نے مجھے موئے بغل نہ اگے ہوئے پایا تو مجھے چھوڑ دیا اور ایک روایت میں ہے عطیہ قرظی نے کہا: میں قریظہ کے قیدیوں میں سے تھا تو مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے میرے موئے بغل دیکھے وہ ابھی اگے ہوئے نہیں تھے تو انہوں نے مجھے قیدیوں کے ساتھ لاحق کر دیا۔

اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین کی احادیث کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے جو حدیث تخریج کی ہے وہ یہ ہے۔

حدثنا هناد ثنا وكيع عن سفيان عن عبدالملك بن عمير عن عطية القرظى قال عرضنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم قريظة فكان من انبت قتل ومن لم ينبت خلى سبيله فكنت فخلى سبيلى، هذا حديث حسن صحيح۔ (ترمذی شریف مطبوعہ نول کشور ص ۲۷۵)

عبدالملک بن عمیر نے عطیہ قرظی سے روایت کی انہوں نے کہا: قریظہ کے دن ہمیں رسول اللہ کے حضور پیش کیا گیا اور جس شخص کے موئے بغل اگے تھے اس کو قتل کر دیا گیا اور جس کے موئے بغل ابھی نہیں اگے تھے انہیں چھوڑ دیا گیا۔ عطیہ قرظی نے کہا: میں ان میں سے تھا جن کے موئے بغل ابھی نہیں آگے تھے تو مجھے چھوڑ دیا گیا۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بعض اہل کا اس پر عمل ہے۔

اسی طرح اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے بالفاظ مختلف تخریج کیا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔

حدثنا وكيع قال ثنا سفيان عن عبدالملك بن عمير قال سمعت عطية القرظى يقول عرضنا على

Marfat.com

النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم قریظة فکان من انبت قتل ومن لم ینبت خلی سبیله.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ص ۳۸۴، ۵۳۹)

اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

ابن حبان نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

اخبرنا محمد بن عبداللہ بن الجنید قال حدثنا قتیبة بن سعید قال حدثنا هشیم عن عبدالملك بن عمیر عن عطیة القرظی قال عرضت علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یوم قریظة فشکوا فی فقیل لی هل انبت فغتشونی فوجد وفی لم انبت فخلا سبیلی.

(صحیح ابن حبان ج ۷، ص ۱۳۷، حدیث نمبر ۴۷۶۰، ۴۷۶۱، ۴۷۶۲، ۴۷۶۳، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۶۳)

عبدالملک بن عمیر نے عطیہ قرظی سے روایت کیا انہوں نے کہا: قریظہ کے دن مجھے رسول اللہ ﷺ کے حضور پیش کیا گیا مسلمانوں نے میرے متعلق شک کیا اور مجھ سے کہا گیا کیا تمہارے موئے بغل اگے ہیں اور انہوں نے میری تفتیش کی اور انہوں نے مجھے اس حال میں پایا کہ ابھی میری بغل کے بال نہیں اگے تھے تو مجھے چھوڑ دیا۔

برائے کرم ملاحظہ فرمائیں کہ ائمہ محدثین نے اپنی کتب میں اس حدیث کی تخریج کی ہے اور یہ وہی حدیث ہے جس کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ اسماعیل بن حماد اور دوسرے مشائخ سے عطیہ قرظی کے طریق سے روایت کیا ہے اور بعض ائمہ محدثین نے بلفظ ''القاسم بن معن'' تخریج کیا ہے۔ اب انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ یا تو اکابر محدثین کرام کی تخریج کردہ حدیث کو جس کے متعلق ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے کو ضعیف قرار دیں یا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی صحیح تسلیم کریں۔

اسماعیل بن ابی خالد رحمۃ اللہ علیہ

(۷۹) اسماعیل بن ابی خالد (ابوخالد کا نام ہرمز یا سعد یا کثیر ہے) بجلی احمس ابوعبداللہ کوفی متوفی ۱۴۶ اور یہ طبقہ رابعہ سے ثقہ ہیں۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک اور سلمہ بن اکوع کو دیکھا ہے۔ یہ اسماعیل بن عبدالرحمٰن سدی، ذکوان ابی صالح السمان، زر بن حبیش اسدی، مسلم بن کھیل، طلحہ بن مصرف، عامر شعبی، عبداللہ بن ابی اوفیٰ، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عمرو بن حریث مخزومی (لہ صحبتہ) ولید بن سریع وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے جریر بن عبدالحمید، حفص بن غیاث، حکم بن عتیبہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شعبہ بن حجاج، معتمر بن سلیمان، ہشیم بن بشر وغیرہم نے روایت کیا۔

عبداللہ بن مبارک نے سفیان ثوری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: لوگوں میں سے حفاظ صرف تین ہیں۔ اسماعیل بن ابی خالد، عبدالملک بن ابی سلیمان اور یحییٰ بن سعید انصاری۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ میں نے اس سے سنا جس نے عبدالرحمٰن بن علوی سے اسماعیل بن ابی خالد کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ یحییٰ بن

Marfat.com

معین نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ کوفی تابعی اور ثقہ ہیں۔ وہ ایک صالح آدمی ہیں انہوں نے پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا ہے۔ نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: وہ ثقہ وثبت ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج اول ص ۴۵۸، ۴۶۰، تاریخ الکبیر ج اول ترجمہ ۳۵۱، تہذیب التہذیب ج اول ص ۲۹۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ اسماعیل بن ابی خالد سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن اسماعيل بن ابى خالد وبيان بن بشر عن قيس بن ابى حازم قال سمعت جرير بن عبدالله يقول قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر ليلة البدر لا تضامون فى رؤية فانظروا ان لا تغلبوا فى صلوٰة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها۔ (مسند امام اعظم کتاب الایمان والاسلام ص ۱۹، ۲۰، جماع المسانید ج اول ص ۱۶۴)

ابوحنیفہ نے اسماعیل بن ابی خالد اور بیان بن بشر سے روایت کی۔ انہوں نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جیسا کہ تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھ رہے ہو اور اس کے دیکھنے میں کوئی مزاحمت نہیں ہوگی اگر تم سے ہو سکے تو طلوع شمس سے قبل نماز (فجر) اور غروب شمس سے پہلے نماز (عصر) کو ادا کرو (غلبہ قوم اور ان امور سے بچتے ہوئے جو مانع صلوٰۃ ہیں)

اب بخاری شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا الحميدى قال حدثنا مردان بن معاوية قال حدثنا اسماعيل عن قيس عن جديد بن عبدالله قال كنا عند النبى صلى الله عليه وسلم فنظر الى القمر ليلة يعنى البدر فقال انكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر لا تضامون فى رؤية فان استطعتم ان لا تغلبوا على صلوٰة قبل طلوع الشمس وقبل غروبها فافعلوا ثم قرأ فسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب تنكم۔ (بخاری شریف کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب فضل صلوٰۃ العصر)

اس حدیث کا ترجمہ اس سے قبل امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ماتحت آپ نے سماعت فرمایا۔

بخاری شریف کی حدیث میں یہ اضافہ ہے "ثم قرا" بظاہر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی لیکن مسلم اور ابوعوانہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے یہ کلام حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کا ہے جو مدرج ہے۔

اس طرح اسماعیل بن ابی خالد نے "افعلوا" کی تفسیر میں کہا کہ تم ہرگز ان نمازوں کو فوت نہ کرو اور اسماعیل کا قول بھی مدرج ہے۔

حافظ عسقلانی نے فرمایا: شعبہ کی روایت میں "ان لا تغلبوا على صلوٰة" کی جگہ "ان لا تغفلوا عن صلوٰة" ہے۔

(فتح الباری ج دوم ص ۳۳)

Marfat.com

مسلم شریف کی حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا زهير بن حرب قالنا مردان بن معاوية الغزازی قال انا اسماعيل بن ابی خالد قالنا قيس بن ابی حازم قال سمعت جرير بن عبدالله وهو يقول كنا جلوسًا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ نظر الى القمر ليلة البدر فقال أما انكم سترون ربكم كما ترون هذا القمر. الى آخر الحديث. ثم قرأ جرير فسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب"

(مسلم شریف کتاب المساجد ج اوّل ص ۲۲۸)

اس حدیث کا ترجمہ آپ نے سماعت فرمایا مسلم شریف کی اس حدیث میں "قراء" کا فاعل جو بخاری شریف میں مبہم تھا وہ ظاہر ہے کہ یہ آیت مبارکہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ نے تلاوت فرمائی۔ طبرانی شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا موسیٰ بن هارون ثنا خلف بن هشام البزار ثنا ابوشهاب الخياط عن اسماعيل بن ابی خالد عن قيس بن ابی حازم عن جرير بن عبدالله قال كنا مع النبی صلى الله عليه وسلم فی سفر فنظر الى القمر ليلة البدر فقال انكم سترون ربكم يوم القيامة عيانا كما ترون هذا. الى آخر الحديث. (معجم الکبیر للطبرانی ج دوم ص ۲۹۶، حدیث نمبر ۲۲۲۴ تا ۲۲۳۷ ملاحظہ فرمائیں۔

اس حدیث کا ترجمہ مذکور ہو چکا اس کے علاوہ بھی کبرائے محدثین نے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔ (ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۴۷۲۹، ترمذی شریف حدیث نمبر ۲۵۵۴، ابن ماجہ شریف حدیث نمبر ۱۷۷، مسند احمد ج ۴ ص ۳۶۰، سنن الکبریٰ للبیہقی ج اول ص ۳۵۹، بغوی ج دوم ص ۱۶۷، حمیدی حدیث نمبر ۷۹۹، ابوعوانہ ج اول ص ۳۷۶، عقیلی ج اول ص ۱۹۷)

اب آپ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین سے تخریج کردہ حدیث کو سامنے رکھ کر بنظر عمیق جائزہ لیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ اسماعیل بن ابی خالد کے طریق سے جملہ محدثین کرام نے دو یا تین واسطوں سے حدیث تخریج کی ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف اپنے شیخ سے صرف تین واسطوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور دیگر محدثین کرام نے پانچ یا چھ واسطوں سے اس کی روایت کی چاہیے تو یہ تھا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقابلہ میں دیگر ائمہ محدثین کی حدیث میں خطا زیادہ ہو کیونکہ ان کے وسائط بکثرت ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں خطا کم ہو کیونکہ ان کے وسائط بہت کم ہیں لیکن یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے آخر کیوں۔

ایوب بن ابی تمیمہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۰) ایوب بن ابی تمیمہ (ابی تمیمہ کا نام کیسان ہے) سختیانی ابوبکر بصری مولیٰ عنزہ متوفی ۱۳۱ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔

یہ ابوالشعثاء جابر بن زید ازدی، حسن بصری، ذکوان ابوصالح السمان، ابوقلابہ عبداللہ بن زید جری، عبدالرحمٰن بن قاسم،

Marfat.com

عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج، عطاء بن ابی رباح، عمرو بن دینار، قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق، قتادہ بن دماعہ، مجاہد بن جبر، محمد بن سیرین، محمد بن سلم بن شہاب زہری، ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی، محمد بن منکدر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے ابراہیم بن طھمان، جریر بن حازم، حماد بن زید، سعید بن ابی عروبہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، سلیمان الاعمش، شعبہ بن حجاج، مالک بن انس وغیرہم نے روایت کیا۔

ابوالولید نے شعبہ بن حجاج سے روایت کی کہ مجھ سے ایوب نے بیان کیا اور وہ ''سید الفقہاء'' ہیں ابوبکر حمیدی نے کہا: سفیان بن عیینہ نے چھیاسی تابعین سے ملاقات کی سفیان بن عیینہ کہتے تھے میں نے ان میں سے ایوب سختیانی کی مثل نہیں دیکھا۔ ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحیٰی بن معین سے روایت میں کہا ایوب ثقہ ہیں اور وہ ابن عون سے اثبت ہیں۔

(تہذیب الکمال ج اول ص ۶۲۱، ۶۲۳، تاریخ الکبیر ج اول ترجمہ ۴۱۰، تہذیب التہذیب ج اول ص ۳۹۷)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ایوب سختیانی سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابو حنيفة عن ابی بكر ايوب بن ابی تميمه كيسان البصری ان امراة ثابت ابن قيس بن شماس اقت النبی صلی اللّٰه عليه وسلم فقالت لا يجمعنی وثابتا سقف ابداً فقال اتخلعين منه بحديقة التی اصدقك قالت اجل وزياده قال صلی اللّٰه عليه وسلم اما الزياده فلا ثم اشار الی ثابت فضعل.

(جامع المسانید ج دوم ص ۱۴۴، مسند امام اعظم ص ۱۵۰)

ابوحنیفہ نے ابوبکر ایوب بن ابی تمیمہ کیسان بصری سے روایت کی کہ ثابت بن قیس بن شماس کی عورت (جمیلہ بنت ابی بن سطول عبداللہ بن ابی کی ہمشیرہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئی اور عرض کیا: مجھے اور ثابت کو ایک چھت جمع نہیں کرسکتی (یعنی میں اور ثابت ایک جگہ نہیں رہ سکتے) آپ نے فرمایا: کیا تو اس باغ کے عوض جو اس نے تجھے حق مہر دیا خلع کرتی ہے اس عورت نے کہا: جی ہاں بلکہ اس سے بھی زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن زیادہ تو نہیں پھر ثابت کو اشارہ فرمایا کہ اس کو طلاق دے دے تو ثابت بن قیس نے طلاق دے دی (یعنی طلاق خلع)

اب دیگر محدثین نے جو حدیث تخریج کی وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا محمد بن عبدالله المبارك المخزومی حدثنا قراد ابونوح حدثنا جوير بن حازم عن ايوب عن عكرمه عن ابن عباس رضی اللّٰه عنهما قال جاء ت امراة ثابت بن قيس بن شماس الی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم فقالت يارسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ما أخقم علی ثابت فی دين ولا خلق الا انی اخاف الكفر فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فتر دين عليه حديقة فقالت نعم فردت عليه وامر ففارقها۔ (بخاری شریف کتاب الاطلاق باب الخلع وکیف الطلاق)

ایوب سختیانی نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ثابت بن قیس بن شماس کی عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ثابت (بن قیس) پر اس کے دین

Marfat.com

اور خلق میں عیب نہیں لگاتی مگر مجھے کفر کا اندیشہ ہے رسول اللہ نے فرمایا: اس کا باغ اس کو واپس کردو اس نے عرض کیا: جی ہاں واپس کردیتی ہوں تو اس نے اس کا باغ واپس کردیا آپ نے ثابت بن قیس کو حکم دیا اور انہوں نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا۔

اسی طرح بخاری نے "فالدا لحذاء کے طریق سے عکرمہ سے مرسلاً روایت کیا کہ عبداللہ بن ابی کی بہن نبی اکرم ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا: تم اس کا باغ واپس کردو اس نے عرض کیا: جی ہاں واپس کردیتی ہوں اور اس نے اس کا باغ واپس کردیا آپ نے ثابت بن قیس کو اس کو طلاق دینے کا حکم دیا۔

بہرحال یہ حدیث مرسلاً وموصولاً مروی ہے اور دارقطنی وغیرہ کے نزدیک اس واقع کے متعلق مراسیل اصح ہیں اور حدیث مرسل ہمارے نزدیک اور جمہور کے نزدیک حجت ہے اور بخاری شریف میں لفظ ''زیادہ'' کا ذکر نہیں۔ ابوداؤد نے اپنی کتاب مراسیل میں اور عبدالرزاق نے اپنی کتاب ''مصنف'' میں عطاء سے اس کا ذکر کیا ہے اور اس طرح ابن ابی شیبہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ کی حدیث یہ ہے۔

حدثنا ابوبکر قالنا حفص عن ابن جریح عن عطاء ان امراۃ اقت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم تشکور زوجھا قال قردین علیہ ما اخدت منہ قالت نعم وازیدہ قال اما زیادہ فلا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۱۲۲)

ابن جریح نے عطاء بن ابی رباح سے مرسلاً روایت کی کہ ایک عورت اپنے شوہر کی شکایت لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے فرمایا: باغ تو نے اس سے لیا ہے وہ واپس کردو۔ اس عورت نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ بھی دیتی ہوں آپ نے فرمایا: لیکن زیادہ نہیں (صرف باغ ہی واپس کرو)

عبدالرزاق کی حدیث یہ ہے۔

عبدالرزاق عن ابن جریح قال قال لی عطاء اتت امراۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالت (الی آخر الحدیث) (مصنف عبدالرزاق ج ۶ ص ۵۰۲)

عبدالرزاق نے ابن جریح سے روایت کی انہوں نے کہا: مجھ سے عطاء نے کہا: نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی اس نے کہا: میں اپنے خاوند کو ناپسند کرتی ہوں اور اس سے فراق کو پسند کرتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: جو باغ اس نے تجھے مہر میں دیا ہے وہ اس کو واپس کردو اس عورت نے عرض کیا: جی ہاں بلکہ میں اپنے مال سے زیادہ بھی دیتی ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: زیادہ مال نہیں لیکن صرف اس کا باغ ہی واپس کرو اس نے کہا: جی ہاں واپس کرتی ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فیصلہ فرمادیا اس شخص کو نبی اکرم ﷺ کے فیصلہ کے متعلق بتایا گیا تو اس نے کہا: مجھے نبی اکرم ﷺ کا فیصلہ قبول ہے۔

اور اس طلاح خلع کا ذکر ترمذی نے بھی کیا ہے۔

Marfat.com

[۳۶۲]

حدثنا محمد بن عبدالرحیم البغدادی ثنا علی بن بحدثنا هشام بن یوسف عن معمر عن عمرو بن مسلم عن عکرمه عن ابن عباس ان امراة ثابت بن قیس اختلعت من زوجها علی عهد النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فامرها النبی صلی اللّٰه علیه وسلم ان تعقد بحیضة هذا حدیث غریب۔ (ترمذی شریف ص۲۰۲)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیس کی عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اپنے خاوند سے خلع کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا یہ حدیث غریب ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں خلع کرنے والی عورت کی عدت کے متعلق اہل علم کا اختلاف ہے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل علم اصحاب میں سے اکثرین کا یہ قول ہے کہ مختلعہ کی عدت وہی ہے جو مطلقہ کی عدت ہے اور یہ قول سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا ہے اور احمد واسحاق بھی یہی کہتے ہیں ابوعیسیٰ ترمذی کے قول کے مطابق مختلعہ کا ایک حیض عدت جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے کے مخالف ہے۔

میں نے بطور تقابلی جائزہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین کی مروی حدیث آپ کے سامنے پیش کردی ہے آپ اس پر غور فرمائیں پھر فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے یا صحیح ہے۔ (اللہ عزوجل انصاف کی توفیق عطا فرمائے)۔

بیان بن بشر احمسی رحمۃ اللہ علیہ

(۸۱) بیان بن بشر احمسی بجلی ابوبشر کوفی معلم طبقہ خامسہ سے ثقہ وثبت ہیں اور ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم تیمی، انس بن مالک، حصین بن صفوان، طلحہ بن مصرف، عامر بن شراجیل شعبی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، قیس بن ابوحازم احمسی، ابوعمر شیبانی، ابوصالح حنفی وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے اسرائیل بن یونس بن ابواسحاق، اسماعیل بن ابی خالد احمس، جریر بن عبدالحمید، زہیر بن معاویہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شریک بن عبداللہ، شعبہ بن حجاج، مسعر بن کدام، معتمر بن سلیمان وغیرہم نے روایت کیا۔

بخاری نے علی بن مدینی سے روایت کرتے ہوئے کہا ان کی صرف ۷۰ احادیث ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہا وہ ثقات میں سے ثقہ ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم اور نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ کوفی ہیں اور ثقہ ہیں اور وہ کثیر الحدیث نہیں انہوں نے ایک سو سے کم حدیث روایت کی ہے۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: وہ ثقہ، ثبت ہیں اور ان سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔

(تہذیب الکمال ج دوم ص ۱۲۹، ۱۳۰، تہذیب التہذیب ج اول ص ۵۰۶، تاریخ الکبیر ج دوم ترجمہ ۱۳۳، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج اول ص ۴۲۴)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ بیان بن بشر سے جو حدیث روایت کی وہ آپ کے شیخ اسماعیل بن ابی خالد کے ترجمہ ۷۹

Marfat.com

کے ماتحت گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ یہ حدیث جو رویت باری تعالیٰ کے متعلق ہے مسند امام اعظم میں حماد عن ابیہ عن اسماعیل بن ابی خالد و بیان بن بشر سے مروی ہے اور جامع المسانید میں یہ حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(مسند امام اعظم کتاب الایمان ص ۲۰، ۱۹، جامع المسانید ج اول ص ۱۶۴)

حسن بن ابوالحسن

(۸۲) حسن بن ابوالحسن (ابوالحسن کا نام یسار ہے) ابوسعید آزاد کردہ غلام زید بن ثابت اور ان کی والد کا نام ''خیرہ'' آزاد کردہ باندی ام المومنین حضرت ام سلمہ زوجہ محترمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم متوفی ۱۱۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابی بن کعب، ''ولم یدرکه'' اسامہ بن زید، ''علی خلاف فیه'' انس بن مالک، ثوبان، ''ولم یلقه'' جابر بن عبداللہ انصاری، جندب بن عبداللہ بجلی، زبیر بن عوام، سعد بن عبادہ ''مرسل'' سمرہ بن جندب فزازی، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو، ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری، عبداللہ بن مغفل متوفی، عثمان بن عفان، عقبہ بن عامر جھنی، علی بن ابی طالب، معاویہ بن سفیان، معقل بن سنانی، مغیرہ بن شعبہ، ابو بردہ فضلہ بن عبید اسلمی، نعمان بن بشر، نفیع ابی رافع صائغ، اپنی والد ام الحسن حیرہ اور ان کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ایک جمع غفیر نے روایت کیا ہے ان میں سے سماک بن حرب، ظریف ابوسفیان سعدی، عطاء بن سائب، قتادہ بن دماعہ، ابوفردہ مسلم بن سالم ہیں۔ حافظ عسقلانی نے لکھا ہے (روی عن خلق کثیر من الصحابة والتابعین) یعنی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے صحابہ و تابعین میں سے خلق کثیر سے روایت کیا ہے۔

محمد بن سلام جمحی نے کہا: ہم سے ابوعمرو شعاب نے اپنی سند سے بیان کیا کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو کسی کام کے لیے بھیجتیں تو وہ رو پڑتے حالانکہ وہ بچہ تھے تو ام المومنین اپنی چھاتی سے لگا کر انہیں چپ کراتیں ابوعمرو شعاب نے کہا: ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرف ان کو بھیجتیں درانحالیکہ وہ ابھی چھوٹے تھے اور ان کی والدہ انکے ساتھ نہ ہوتی تھیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے لیے دعا کرتے تھے آپ نے ان کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو آپ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی۔ "اللهم فقهه فی الدین وحببه الی الناس"

محمد بن سلام جمحی نے ھمام سے انہوں نے قتادہ سے روایت کی کہ کہا گیا ہے کہ زمین سات افراد سے خالی نہیں رہے گی جن کی وجہ سے زمین والوں پر بارش نازل ہوگی اور انہیں کے ذریعہ ان سے مصائب دور ہوں گے۔ قتادہ نے کہا: مجھے امید ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ان سات میں سے ایک ہیں۔

عبداللہ بن محمد بن جعفر نے کہا: ہم سے عبداللہ بن محمد بن ابی کامل نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے ھوذہ بن خلیفہ نے عوف بن جمیلہ اعرابی سے بیان کیا انہوں نے کہا: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کے بیٹے تھے۔ ایک دفعہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو کسی ضروری کام کے لیے بھیجا تو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بہت سخت رو پڑے۔

Marfat.com

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ان پر رحم آیا اور ان کو اپنی گود میں لیا اور ان کے منہ کو اپنی چھاتی سے لگایا دودھ اتر آیا اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کا دودھ نوش فرمایا اور کہا جاتا ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حکمت کے جس مقام تک پہنچے ہیں یہ اس دودھ کی وجہ سے ہے جو انہوں نے زوجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا یہی وجہ ہے کہ سلیمان الاعمش نے کہا: جب ابو جعفر محمد بن علی بن حسین کے پاس ان کا ذکر ہوتا تو وہ فرماتے یہ وہ ہیں جن کا کلام انبیاء کرام کے کلام کے مشابہ ہے۔

حافظ عسقلانی لکھتے ہیں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے صفین کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا ہے اور انہوں نے ایک سو بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے حافظ مزی لکھتے ہیں محمد بن احمد بن محمد بن ابوبکر مقدمی نے کہا: میں نے علی بن مدینی شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر کی مرسلات ہوا کی مثل ہیں اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مرسلات جو انہوں نے ثقات سے روایت کی ہیں وہ سب صحیح ہیں۔

(تہذیب الکمال ج دوم ص ۵۳۰ تا ۵۴۵، تہذیب التہذیب ج دوم ص ۲۶۳ تا ۲۷۰، تاریخ الکبیر ج دوم ترجمہ ۲۵۰۳، الکاشف ج اول ترجمہ ۱۰۲۹ ص ۱۶۰)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن الحسن عن الشعبی قال سمعت النعمان یقول علی المنبر سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول الحلال بین والحرام بین وبین ذٰلك مشتهات لایعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات استبرا لدینه وعرضه.

(مسند امام اعظم کتاب البیوع ۱۶۳، جامع المسانید ج اول ص ۱۱۴)

ابوحنیفہ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے شعبی سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے نعمان بن بشیر کو منبر شریف پر کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور اس کے درمیان بعض لوگوں پر مشتبہات ہیں کہ اکثر لوگ ان کو نہیں جانتے اور جو شبہات سے بچا اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کی برأت حاصل کر لی۔

ایک ضروری بات ذہن نشین رکھیں محدثین کی اصطلاح میں جب بلا نسب مطلقاً حسن بولا جاتا ہے تو اس سے مراد حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہی کو لیا جاتا ہے اور اس طرح جب مطلقاً عبداللہ بولا جاتا ہے تو مراد حضرت عبداللہ بن مسعود ہی ہوتے ہیں۔

اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین کی احادیث بھی پیش خدمت ہیں۔

حدثنا محمد بن کثیر اخبرنا سفیان عن ابی فروه عن الشعبی عن النعمان بن بشیر رضی اللّٰه عنه قال قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم الحلال بین والحرام بین وبینهما امور مشتبهة فمن ترك ما شبه علیه من الاثم. الی آخر الحدیث.

(بخاری شریف کتاب البیوع باب الحلال بین والحرام بین)

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور

Marfat.com

ان دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہیں اور جس نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس کا گناہ ہونا مشتبہ ہے وہ ہر اس چیز کو چھوڑ دے گا جس کا گناہ ہونا ظاہر و واضح ہے اور جس نے ایسا کام کرنے کی جرأت کی جس کا گناہ مشکوک ہے وہ قریب ہے کہ ایسے کام میں واقع ہو جائے جس کا گناہ واضح ہے اور معاصی اللہ عزوجل کی چراگاہیں ہیں اور جو کوئی چراگاہ کے اردگرد جانور چرے عین ممکن ہے کہ وہ اس چراگاہ میں داخل ہو جائے۔

حدثنا محمد بن عبدالله بن نمير الهمدانی قالنا ابی قالنا زكريا عن الشعبی عن النعمان بن بشير قال سمعة يقول سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول واهوی النعمان باصبعيه الی اذنيه. ان الحلال بين وان الحرام بين وبينهما مشتبهات لا يعلمهن كثير من الناس فمن اتقی الشبهات استبرا لدينه وعرضه الی آخر الحديث.

(مسلم شریف کتاب المساقاۃ والمزارعۃ ج دوم ص ۲۸)

اس حدیث کا ترجمہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ماتحت مذکور ہو چکا ہے۔

حدثنا قتيبة بن سعيد ثنا حماد بن زيد عن مجالد عن الشعبی عن النعمان بن بشير قال سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول الحلال بين والحرام بين وبين ذٰلك امور مشتبهات لايدری كثير من الناس امن حلال هن ام من حرام فمن تركها استبرا لدينه وعرضه فقد سلم. الی آخر الحديث

قال ابوعيسٰی ترمذی هٰذا حديث حسن صحيح وقد رواه غير واحد عن الشعبی عن النعمان بن بشير. (ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۲۰۶)

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ترجمہ مذکور ہو چکا۔

اس میں صرف یہ اضافہ ہے کہ اکثر لوگ امور مشتبہات کو نہیں جانتے کہ وہ حلال سے ہیں یا حرام سے اور جس نے امور مشتبہات کو ترک کر دیا اس نے اپنے دین و عزت کی برات طلب کی وہ بلاشبہ سلامت رہا۔

ابوعیسٰی ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اس کو کئی لوگوں نے شعبی سے اور انہوں نے نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ امام شعبی سے کئی محدثین نے یہ حدیث روایت کی ہے۔

حدثنا محمد بن الاعلی الصنعانی قال ثنا خالد وهو ابن الحارث قال ثنا ابن عون عن الشعبی قال سمعت النعمان بن بشير قال سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم فو الله اسمع بعده احدا يقول سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول الحلال بين وان الحرام بين وان بين ذٰلك امور مشتبهات. الی آخر الحديث. (نسائی شریف ج دوم کتاب البیوع ص ۲۰۳، ۲۰۴)

Marfat.com

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ہے۔

ان محدثین کرام کے علاوہ بھی کئی محدثین کرام نے انہی الفاظ کے ساتھ جن سے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اس حدیث کو تخریج کیا ہے ان میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(مشکل الاثار للطحاوی جلد اول ص ۳۲۴، فتح الباری ج اول ص ۱۲۶، الترغیب والترہیب للمنذری ج دوم ص ۵۵۴، الفقہ والمتفقہ للخطیب البغدادی ج اول ص ۶۳، الہدایہ والنہایہ للحافظ ابن کثیر، تمہید لابن عبدالبر ج ۹ ص ۲۰۱، حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۲۷۰، تہذیب تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۳ ص ۲۷۳، الضعفاء للعقیلی ج دوم ص ۲۵۳، الکامل فی الضعفاء للعدی ج ۴ حدیث نمبر ۱۶۲۹)

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین سے تخریج شدہ حدیث کا باہم موازنہ فرمائیں اور دیکھیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا نہیں جس حدیث کو ابوعیسیٰ ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث کو ضعیف کہتا ہے تو وہ خود اپنی عقل و دانش کا دشمن اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے تعصب رکھنے والا ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ جامع المسانید میں حسن بن عبیدہ ہے نہ کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مسند امام اعظم میں مطلقاً حسن ہے اور اصطلاح محدثین میں بلانسب مطلقاً حسن بولا جانا مراد حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اگر معترض کے قول کے مطابق ان کو حسن بن عبید اللہ ہی تسلیم کرلیا جائے تو حسن بن عبید اللہ بن عروہ نخعی ابوعروہ کوفی متوفی ۱۳۹ بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں۔ مقصد صرف امام صاحب رضی اللہ عنہ نے شیوخ سے جو احادیث روایت کی ہیں ان کا بیان کرنا ہے تاکہ آپ کی مروی حدیث کا دیگر ائمہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ ایک موازنہ پیش کیا جائے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے۔

اور حسن بن ابوالحسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ نے روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن الحسن بن ابو الحسن عن عمران بن حصین رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لانذر فی معصیة الله ولا فیما لایملك وکفارة کل واحد منها کفارة یمین۔

(جامع المسانید ج دوم ص ۲۶۲)

ابوحنیفہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی معصیت میں نذر نہیں ہے اور نہ ہی اس چیز میں جس کا وہ مالک ہی نہیں اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا کفارہ، کفارۂ یمین ہے۔

اس حدیث کا دیگر ائمہ محدثین کی احادیث سے اگر آپ تقابلی جائزہ دیکھنا چاہتے ہیں تو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ محمد بن زبیر تمیمی حنظلی بصری کا ترجمہ نمبر ۴۳ ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے اور آپ کی احادیث کو ضعیف کہنے والا جاہل اور علم حدیث سے ناواقف ہے اور صرف تعصب کی بناء پر امام صاحب رضی اللہ عنہ پر تضعیف کا الزام عائد کرتا ہے اللہ تعالیٰ تعصب کی آگ سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

حمید بن قیس اعرج رحمۃ اللہ علیہ

(۸۳) حمید بن قیس اعرج مکی (عمر بن قیس مکی سندل کے بھائی) ابوصفوان القاری الاسدی، مولیٰ بنی اسد بن عبدالعزی، متوفی ۱۳۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔

یہ سلیمان بن عتیق، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عمر بن عبدالعزیز، عمرو بن شعیب، مجاہد بن جبر مکی، محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی، محمد بن مسلم بن شہاب زہری، محمد بن منکدر، صفیہ بنت ابی عبید وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے جعفر بن محمد صادق، حبیب بن ابی ثابت، خالد بن عبداللہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عبدالوارث بن سعید، قزعہ بن سوید باہلی، مالک بن انس، معمر بن راشد، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، ہشام بن حسان وغیرہم نے روایت کیا۔

محمد بن سعد نے کہا: یہ اہل مکہ سے تابعی ہیں اور کہا وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں۔ ابوطالب نے کہا: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے حمید اعرج کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں۔ عباس دوری اور احمد بن سعد بن ابی مریم نے یحییٰ بن معین سے روایت کی کہ حمید بن قیس اعرج ثقہ ہیں۔ ابراہیم بن عبداللہ بن جنید نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے حمید اعرج کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ مکی ثقہ ہیں عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے کہا: میں نے ابوزرع کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ حمید الاعرج ثقہ ہیں۔ ابوداؤد نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ نسائی نے کہا: "لیس به باسٍ" ابن خراش نے کہا: وہ ثقہ وصدوق ہیں۔

(تہذیب الکمال ج سوم ص ۱۶۷، ۱۶۸، تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۴۶، ۴۶، تاریخ الکبیر ج سوم ترجمہ ۲۷۱۹، میزان الاعتدال ج اول ترجمہ ۲۳۴۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ حمید بن قیس اعرج سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن حميد بن قيس الاعرج المكي عن رجل يقال له عباد بن عبدالله المجيد عن ابى ذر (غفارى) رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن اتيان النساء فى اعجازهن۔ (جامع المسانید ج دوم ص ۱۲۵)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حمید بن قیس اعرج مکی سے انہوں نے ایک شخص جسے عباد بن عبدالمجید کہا جاتا ہے ان سے انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے پیچھے سے آنے سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث کی مکمل تفصیل مع تقابلی جائزہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیخ معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کے ترجمہ نمبر ۵۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس ترجمہ کے ماتحت میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا دیگر ائمہ محدثین کی احادیث کے ساتھ ایک تقابلی جائزہ پیش کیا ہے اور اس کے ساتھ میں نے اس کے متعلق جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی تخریج مروی ہے ان کے اسماء گرامی بھی نقل کیے ہیں اس لیے آپ ترجمہ نمبر ۵۲ ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

ذر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۴) ذر بن عبداللہ بن زرارہ ہمدانی مرہبی، ابوعمر کوفی والد عمر بن ذر متوفی ۱۰۱ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ سے ہیں۔

یہ حسان، سعید بن جبیر، سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزی، عبداللہ بن شداد بن ہاد، مسیب بن نجبہ، وائل بن مھانہ اور یسیع حضرمی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حبیب بن ابی ثابت، معین بن عبدالرحمٰن سلمی، حکم بن عتیبہ زبید یمامی، سلمہ بن کھیل، سلیمان الاعمش، طلحہ بن مصرف، عطاء بن سائب، منصور بن معتمر اور ان کے بیٹے عمر بن ذر نے روایت کیا۔

ابوبکر اثرم نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ وہ ثقہ ہیں۔ اس طرح نسائی اور عبدالرحمٰن بن یوسف بن خرامش نے کہا۔ ابوحاتم نے کہا: وہ صدوق ہیں۔

(تہذیب الکمال ج سوم ص ۴۲۴، تاریخ الکبیر ج سوم ترجمہ ۹۱۳، میزان الاعتدال ج دوم ترجمہ ۲۶۹۷، تہذیب التہذیب ج سوم ص ۲۱۸)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ذر بن عبداللہ ہمدانی سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن ذر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لجبریل مالك تزورنا اکثر ما تزورنا قال فانزلت بعد لیال وما نتنزل الا بامر ربك له ما بین ایدینا وما خلفنا الایه۔ (مسند امام اعظم ص ۲۲۶، جامع المسانید ج اول ص ۱۴۵)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ذر بن عبداللہ ہمدانی سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے' آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: جتنی تم ہماری زیارت کو آتے ہو اس سے زیادہ ہماری ملاقات کے لیے آیا کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: چند دن بعد یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی (اور جبرئیل نے محبوب سے عرض کی) ہم فرشتے نہیں اترتے مگر حضور کے رب کے حکم سے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے درمیان ہے اور حضور کا رب بھولنے والا نہیں۔

(سورۂ مریم آیت نمبر ۶۴)

اس حدیث میں علامہ ملا علی قاری الباری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک مغالطہ لگا ہے وہ یہ کہ انہوں نے "ذر" کی جگہ زا سے "زدبن حبیش" لکھا ہے حالانکہ کتب فن رجال میں زر بن حبیش کا سعید بن جبیر سے روایت کرنا ثابت نہیں اسی طرح ترجمہ سعید بن جبیر میں کہ ان سے ذر بن عبداللہ ہمدانی نے روایت کیا اور ذر بن عبداللہ ہمدانی کے ترجمہ میں ہے کہ یہ سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں۔ ان دونوں تراجم میں زر بن حبیش نہیں۔ (جامع المسانید ج دوم ص ۴۵۰ میں ہے)

ذر العمرانی القاص کان اذا اسئل. الخ

اس حدیث کے ذیل میں المصحح لکھتا ہے تقریب اور خلاصہ میں ذر بن عبداللہ مرہبی ہے جو چھٹے طبقہ سے ہیں اور میزان الاعتدال میں ذر بن عبداللہ ہمدانی تابعی ثقہ مرقوم ہے اور ظاہر ہے صاحب ترجمہ وہی ہیں۔

Marfat.com

اس کے علاوہ بھی اس طریق سے یہ حدیث کئی ائمہ محدثین نے تخریج کی ہے لہٰذا "زربن حبیش" کہنا غلطی ہے۔ واللہ اعلم باالصواب۔

اب ملاحظہ فرمائیں کہ جن ائمہ محدثین نے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

محمد بن اسماعیل بخاری نے اپنی صحیح میں اس حدیث کی تخریج کی۔

حدثنا ابونعیم حدثنا عمر بن ذرقال سمعت ابی عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لجبریل ما یمنعك ان تزورنا اکثر مما تزورنا فنزلت وما نتنزل الا بامر ربك له ما بین ایدینا وما خلفنا۔ الایة۔

(بخاری شریف کتاب التفسیر، تفسیر سورۂ مریم باب وما نتنزل الا بامر ربك۔ الخ)

ہم سے ابونعیم نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے اپنے والد (ذربن عبداللہ ہمدانی) کو سعید بن جبیر سے اور ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: تمہیں کس نے منع کیا کہ جتنی دفعہ تم ہماری زیارت کو آتے ہو اس سے زیادہ ہماری ملاقات کے لیے آؤ۔ تو یہ آیت مبارکہ وما نتنزل الا بامر ربك۔ الایہ نازل ہوئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سعید بن جبیر سے روایت کرنے والے ذربن عبداللہ ہمدانی ہیں نہ زر بن حبیش ہیں۔

اس حدیث کو ابوعیسیٰ ترمذی نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا عبد بن حمید نا یعلی بن حمید ناعمر بن ذرعن ابیه عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لجبرئیل ما یمنعك ان تزورنا اکثر مما تزورنا قال فنزلت هذه الایه۔ وما نتنزل الا بامر ربك۔ الایه۔ (ترمذی شریف ص ۵۱۹)

اس کا ترجمہ اس سے قبل حدیث بخاری میں مذکور ہو چکا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

اس حدیث کو حافظ طبرانی نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا علی بن عبدالعزیز ثناء ابونعیم ثنا عمر بن ذر الهمدانی قال سمعت ابی یحدث عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لبجرئیل علیه السلام ما یمنعك ان تزورنا اکثر مما تزورنا فنزلت هذه۔ الایه۔ (معجم کبیر للطبرانی ج ۱۲، ص ۲۷)

اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا یعلی ثنا عمر بن ذرعن ابیه عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لجبرئیل الی آخر الحدیث۔ (مسند احمد ج اول ص ۲۳۱)

Marfat.com

اس حدیث کا ترجمہ گزر چکا وہاں ملاحظہ فرمائیں۔
اور اس حدیث کو اپنی سند سے اس طریق سے ابن جریر نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے دیکھیں۔

(تفسیر طبری ج ۱۶، ص ۱۰۳)

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین کی تخریج کردہ احادیث آپ کے سامنے ہیں آپ باہم موازنہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند کتنی اعلیٰ ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ جو حدیث اپنے شیخ ذر بن عبداللہ ہمدانی سے تین وسائط سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں وہی حدیث دیگر ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم پانچ چھ واسطوں سے روایت کر رہے ہیں پھر کتنی نا انصافی ہے کہ دیگر ائمہ محدثین کی احادیث صحیح اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف۔ اس تقابلی جائزہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی صحت میں دیگر کبرائے محدثین کی احادیث سے کم نہیں۔

سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

(۸۵) سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب قرشی عدی ابوعمر (ویقال) ابوعبداللہ متوفی ۱۰۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ رافع بن خدیج اپنے باپ کے چچا زید بن خطاب (علی خلاف فیہ) سعید بن مسیّب (علی خلاف فیہ) اپنے باپ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن محمد بن ابوبکر صدیق اور ان کے بھائی قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق (اور یہ دونوں سالم بن عبداللہ کے ہمعصر ہیں) ابوایوب انصاری، ابولبابہ بن عبدالمنذر (علی خلاف فیہ) ابوہریرہ، ام المومنین حضرت عائشہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ابراہیم بن ابی حنیفہ یمامی، بکیر بن عتیق، حمید الطّویل، خالد بن ابی عمران، ابوقلابہ عبداللہ بن زید جرمی، عمرو بن دینار مکی، عمرو بن دینار بصری قہرمان آل زبیر، محمد بن سلم بن شہاب زہری، نافع مولیٰ ابن عمر وغیرہم نے روایت کیا۔

علی بن زید بن جدعان نے سعید بن مسیّب سے روایت کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر نے کہا: کیا تم جانتے ہو میں نے اپنے بیٹے کا نام سالم کیوں رکھا میں نے عرض کیا: نہیں جانتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم کے نام پر میں نے اس کا نام رکھا ہے۔

صالح بن احمد بن عبداللہ عجلی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ سالم بن عبداللہ مدنی تابعی اور ثقہ ہیں۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق بن راہویہ دونوں نے کہا: زہری کی اصح اسانید عن سالم عن ابیہ ہے۔ عباس دوری نے کہا: یحییٰ بن معین نے کہا: سالم بن عبداللہ اور قاسم بن محمد دونوں کی حدیث قریب قریب برابر ہے۔ محمد بن سعد نے کہا: وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں اور رجال میں سے عالی ہیں۔ عباس دوری نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے کہا: کیا سالم اپنے باپ کی حدیث کے زیادہ اعلم یا نافع۔ انہوں نے کہا: لوگ کہتے ہیں نافع نے سالم بن عبداللہ کی وفات حدیث بیان نہیں کی۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۱۱ تا ۱۵، تہذیب التہذیب ج سوم ص ۴۳۶، تاریخ الکبیر ج ۴ ترجمہ ۲۱۵۵)

Marfat.com

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن سالم عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعن الله القدريه وقال ما من نبى بعثه الله تعالى قبلى الاحذر امته منهم ولعنهم.

(مسند امام اعظم ص ۱۴ جامع المسانید ج اول ص ۱۴۵)

ابوحنیفہ نے سالم سے انہوں نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قدریہ پر لعنت کی ہے اور فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھ سے پہلے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو ان سے ڈرایا اور ان پر لعنت کی۔

اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین نے یہ حدیث یا اس کے مثل حدیث جو اس معنی میں وارد ہوئی تخریج کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر درمنثور میں ابن مردویہ کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع حدیث تخریج کی۔

اخرج ابن مردوية عن ابن عباس مرفوعا لعن الله القدريه. (تفسیر درمنثور ج ۶ ص ۳۰۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے قدریہ پر لعنت فرمائی ہے۔

دارقطنی نے ''عدل'' میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا۔

"لعنت القدريه على لسان سبعين نبيا"

یعنی قدریہ ستر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی زبان پر لعنت کیے گئے ہیں۔

اور اسی معنی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم القدرية مجوس هذه الامة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قدریہ اس امت کے مجوسی ہیں اور امت سے مراد امت اجابت ہے کیونکہ ان کا کہنا ہے بندوں کے افعال ان کے قدر کے مطابق مخلوقہ ہیں اور مجوسیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ عالم کے دو خدا ہیں ایک خالق الخیر ہے اور وہ ''یزدان'' ہے یعنی اللہ تعالیٰ اور ایک خالق الشر ہے اور وہ ''اہرمن'' یعنی شیطان ہے اور قدریہ بھی اس طرح کہتے ہیں کہ خیر اللہ عزوجل کی طرف سے ہے اور شر شیطان و نفس کی طرف سے۔ اس حدیث کو جن ائمہ محدثین نے تخریج کیا وہ یہ ہیں۔ (تاریخ الکبیر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ج دوم ص ۳۴۱ ترجمہ ۲۶۸۱، جامع المسانید ج اول ص ۱۴۳، مشکوٰۃ شریف مطبوعہ مجتبائی دہلی ص ۱۳ باب الایمان بالقدر فصل دوم)، ابوعبداللہ حاکم نے مستدرک ج اول ص ۸۵) حاکم نے کہا: اگر ابوحازم کا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سماع صحیح ہے تو یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔

(الترہیب والترغیب للمنذری جلد اول ص ۲۰۳)

اس کے علاوہ بھی اکثر ائمہ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث کو تخریج کیا ہے صاحبِ مشکوٰۃ نے اس

Marfat.com

حدیث کو اس طرح تخریج کیا ہے۔

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم القدريه مجوس هذه الامة ان موضوا فلا تعودوهم وان ماتو فلا تشهدوهم۔ (رواہ احمد وابوداؤد، مشکوٰۃ شریف ص ۱۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قدریہ اس امت (اجابت) کے مجوسی ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ میں حاضر نہ ہو۔

صاحب مشکوٰۃ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔

عن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجالسوا اهل القدر ولا تفاتحوهم

(رواہ ابوداؤد حوالہ مذکور)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قدریہ کے پاس مت بیٹھو اور ان کے پاس اپنے فیصلے مت لے کر جاؤ یا اس کا معنی یہ ہے ان سے سلام وکلام میں ابتداء مت کرو۔

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین کی تخریج کردہ احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث میں ضعیف ہیں یا ثقہ اور آپ کی ثقات میں کوئی شک نہیں اگر آپ ثقہ اور حافظ الحدیث نہ ہوتے تو علامہ وہبی اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں ان کا ذکر نہ کرتے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ حافظ حدیث اور ثقہ ہیں اور آپ کی مرویات صحیح ہیں۔

سلمہ بن نبیط رحمۃ اللہ علیہ

(۸۶) سلمہ بن نبیط بن شریط بن انس اشجعی ابوفراس کوفی طبقہ خاسہ سے ثقہ ہیں۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ''الشمائل'' للترمذی کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ زبیر بن عدی، ضحاک بن مزاحم، عبید بن ابی حجد، اپنے والد نبیط بن شریط (له صحبته) اور بعض کے نزدیک وہ اپنے قبیلہ کے ایک شخص سے اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ نعیم بن ابی ہند سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسحاق بن یوسف ارزق، حمید بن عبدالرحمٰن رواسی، خلف بن خلیفہ، سفیان ثوری، عبداللہ بن داؤد خریبی، عبداللہ بن مبارک، ابونعیم فضل بن دکین اور وکیع بن جراح نے روایت کیا۔

ابوطالب نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں اور وکیع بن جراح ان پر فخر کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم سے سلمہ بن نبیط نے بیان کیا اور وہ ثقہ ہیں۔ ابوعبید اجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے سلمہ بن نبیط کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: ابوفراس ثقہ ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں اور اسی طرح احمد بن عبداللہ عجلی اور نسائی نے کہا۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر نے کہا: وہ ثقات میں سے ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۴ ص ۳۲۹، ۳۳۰)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سلمہ بن نبیط سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

Marfat.com

حماد عن ابيه عن سلمة بن نبيط قال كنت عند الضحاك بن مزاحم فيسأله رجل عن هذه الاية. انا نراك من المحسنين ما كان احسانه قال كان اذا رجلا مضيقا عليه وسع عليه واذارای مريضا قام عليه اذا رای محتاجا سال لقضاء حاجة. (مسند امام اعظم کتاب التفسیر ص ۲۲۵)

حماد نے اپنے والد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سلمہ بن نبیط سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں ضحاک بن مزاحم کے پاس موجود تھا تو ان سے ایک شخص نے اس آیہ مبارکہ "انا نراك من المحسنين" (سورہ یوسف ۳۶) کے متعلق سوال کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانہ میں کیا احسان تھا۔ ضحاک بن مزاحم نے فرمایا: آپ جب کسی قیدی شخص کو دیکھتے کہ اس پر جگہ تنگ ہے اس کی جگہ فراخ فرماتے جب کسی کو مریض دیکھتے اس کی نگہبانی فرماتے اور جب کسی کو محتاج دیکھتے تو اس کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس سے پوچھتے۔

اب آپ اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے دیگر ائمہ محدثین ومفسرین کی احادیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ نے اس آیت مبارکہ کے ماتحت اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

حدثنا الحسن بن محمد قال ثنا سعيد بن منصور قال ثنا خلف بن خليفة عن سلمة بن نبيط عن الضحاك بن مزاحم قال كنت جالسا معه ببلخ فسئل عن قوله نبنا بتاويله انا نراك من المحسنين قال قيل له ما كان احسان يوسف قال اذا مرض انسان قام عليه واذا احتاج جمع له واذا احناق اوسع له. (تفسیر طبری جز ۱۲ ص ۱۲۸)

اس کا ترجمہ بھی وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ماتحت مذکور ہے۔

اس حدیث کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر درمنثور میں تخریج کیا ہے۔

اخرج سعيد بن منصور ابن جرير وابن المنذر وابن حاتم وابو الشيخ والبيهقي في شعب الايمان عن الضحاك رضي الله عنه انه سئل عن قوله انا نراك من المحسنين ما كان احسان يوسف عليه السلام قال اذا مرض انسان في السجن قام عليه واذاضاق عليه المكان اوسع له واذا احتاج جمع له. (تفسیر درمنثور ج ۴ ص ۱۹)

اس کا ترجمہ بھی وہی ہے جو پہلے مذکور ہے۔

اس حدیث کو ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی نے بھی نقل کیا ہے۔

قال الضحاك كان اذا مرض الرجل من اهل السجن قام به واذا ضاق وسع له واذا احتاج جمع له وسائل له. (تفسیر قرطبی ج ۹ ص ۱۲۵)

یعنی ضحاک بن مزاحم نے کہا: جب قیدیوں میں سے کوئی شخص بیمار ہو جاتا حضرت یوسف علیہ السلام اس کی دیکھ بھال ونگہبانی فرماتے اور جب کسی کی جگہ تنگ ہو جاتی اس کے لیے جگہ فراخ فرماتے اور جب کسی کو کوئی ضرورت

Marfat.com

ہوتی آپ اس کی حاجت کو پورا کرتے اور اس سے دریافت کرتے۔

اس حدیث کو بیہقی نے بھی تخریج کیا ہے۔

اخبرنا ابوعبدالله الحافظ قال انا ابوعبدالله محمد بن هبة الله الصفار قالنا احمد بن مهران الاصبهانی قالنا سعید بن سلیمان قالناخلف بن خلیفة قالنا سلمة بن نبیط قال کنت عند الضحاك بخراسان فاتاه رجل فساله عن قول الله عز وجل "انا نراك من المحسنین" ما کان احسانه قال کان اذا مرض انسان قام به واذا ضاق علیه المکان یعنی فی السجن وسع علیه واذا احتاج جمع له۔ (شعب الایمان للبیہقی ج ۷ ص ۸۸)

اس کا ترجمہ اس سے قبل مذکور ہو چکا ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث موصول ہے مقطوع نہیں جیسا کہ صاحب تنسیق النظام نے لکھا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ سلمہ بن نبیط کا ضحاک سے سماع قبل از اختلاط ہے اور اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ اختلاط کے بعد ہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ حدیث مقطوع ہے اور اس کا حلال وحرام اور عقائد سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اس کا تعلق تفسیر اور فضائل سے ہے۔ لیکن احادیث کے یہ الفاظ کہ "کنت جالسا معه" حدیث کے موصول پر دلالت کرتے ہیں۔

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی ملاحظہ فرمائی اور دیگر ائمہ محدثین کی احادیث بھی سماعت فرمائیں اب انصاف آپ کے ہاتھ میں ہے۔

سلیمان بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ

(۸۷) سلیمان بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ (ان کو سلیمان بن یسار بن عبدالرحمٰن اور سلیمان بن انہان بن عبدالرحمٰن بھی کہا جاتا ہے) دمشقی الکبیر ابوعمرو آزاد کردہ غلام بنی اسد بن خزیمہ طبقہ سادسہ سے ثقہ ہیں۔ سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

یہ عبید بن فیروز، قاسم ابی عبدالرحمٰن، نافع بن کیسان قرشی سے روایت کرتے ہیں ان سے زید بن ابی انیسہ، شعبہ بن حجاج، عبداللہ بن لھیعہ، عمرو بن حارث، لیث بن سعد، معاویہ بن صالح حضرمی (فیما قیل) یزید بن ابی حبیب نے روایت کیا۔

اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں ابوحاتم ونسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور ابوحاتم نے ثقہ کے ساتھ صدوق کا اضافہ بھی کیا ہے (یعنی صفت میں تکرار ہے) اور کہا وہ مستقیم الحدیث ہیں اور ان کی حدیث لینے میں کوئی حرج نہیں۔

یہاں ایک اشکال کا ازالہ بھی ضروری ہے وہ یہ کہ محمد حسن سنبھلی علاقہ نے تنسیق النظام میں لکھا ہے یہ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ تیمی دمشقی ابن نبت شرجیل ابوایوب ہیں جو دسویں طبقہ سے ہیں جو متوفی ۲۳۳ھ ہیں۔ پھر لکھتے ہیں میں نے علامہ ملا علی قاری کی شرح کے ایک نسخہ میں اس کے حاشیہ پر علماء میں سے کسی ایک سے یہ مذکور پایا کہ سلیمان مذکور ۱۵۳ھ میں

Marfat.com

پیدا ہوئے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی تو ایسی صورت میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ان سے روایت کیسے متصور ہوسکتی ہے۔

اس کے جواب میں علامہ سنبھلی فرماتے ہیں غلطی یا تو سلیمان کی ولادت میں ہے اور اول الاسناد لفظ ابوحنیفہ میں ہے اور درست اسناد یہ ہے حماد بن ابوحنیفہ عن سلیمان اس اعتبار سے یہ روایت مسند حماد سے ہے نہ کہ مسندات امام صاحب رضی اللہ عنہ سے۔ یا غلطی لفظ دمشقی میں ہے اور درست یہ ہو کہ وہ مدنی ہیں یا بصری چنانچہ مدنی وہ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن ثوبان عامری مولاھم المدنی ہیں جو چھٹے طبقہ سے مقبول ہیں اور بصری وہ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ بصری ہیں جن کا اصل خراسان ہے اور وہ چھٹے طبقہ سے ثقہ ہیں اور سنن اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ (اقول الجواب الصحیح وبید ازمة التوضیح والتنقیح)

صاحب تنسیق النظام نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جو شیخ نقل کیے ہیں وہ غلط ہے اور لفظ دمشقی بھی صحیح ہے کیونکہ جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ انہوں نے نقل کیے ہیں وہ دمشقی ہی ہیں لیکن وہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ نہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ وہ ہیں جو انہوں نے بصری سے موسوم کیا ہے۔ یعنی وہ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کبیر دمشقی ابوعمرو مولیٰ بن اسد بن خزیمہ ہیں جو چھٹے طبقہ سے ثقہ ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تاریخ الکبیر میں ان کو دمشقی لکھا ہے اور حافظ مزی ان کو ''خراسانی الاصل'' لکھا ہے اور صاحب تنسیق النظام نے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ تیمی دمشقی ابن بنت شرجیل ابوایوب لکھا ہے وہ غلط ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۴۰۰، تاریخ الکبیر ج ۴ ترجمہ ۱۸۳۹، الکاشف للذہبی ج اول ص ۳۱۷، ترجمہ ۲۱۳۳، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۰۸)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن سلیمان بن عبدالرحمٰن الدمشقی عن محمد بن عبدالرحمٰن تستری عن یحیی بن سعید (بن قیس) عن عبدالله ابن عامر عن ابیه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا مات العبد والله یعلم منه شرا ویقول الناس فی حقه خیرا قال الله تعالیٰ لملٰئکة قد قبلت شهادات عبادی علی عبدی وغفرت علمی۔ (مسند امام اعظم کتاب الصلوٰۃ ابواب الجنائز ص ۱۰۰)

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن عبدالرحمٰن دمشقی سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن تستری سے انہوں نے یحییٰ بن سعید بن قیس انصاری سے انہوں نے عبداللہ بن عامر سے انہوں نے اپنے باپ عامر بن ربیعہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی بندہ فوت ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے شر کو جانتا ہے اور لوگ اس کے حق میں خیر ہی کہتے ہیں (کہ وہ بہت اچھا آدمی تھا) اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: (اے میرے فرشتو) میں نے اپنے بندہ کے حق میں اپنے بندوں کی شہادتوں کو قبول فرما لیا ہے اور میں نے اپنے علم کو مستور کرلیا ہے (لہٰذا میں باوجود اس کے شر کو جانتے ہوئے بھی اسے عذاب نہیں دوں گا)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی عامر بن ربیعہ سے مروی حدیث اللہ تعالیٰ کے فرمان

Marfat.com

"وکذٰلك جعلناکم امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس" کے معنی کی طرف مشیر ہے۔

اور طبرانی نے معجم کبیر حضرت سلمہ بن اکوع کی حدیث روایت کی۔

فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انتم شهداء الله فی الارض والملئکة شهداء الله فی السماء (معجم کبیر للطبرانی ج ۷ ص ۲۲ حدیث نمبر ۶۲۵۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو اور فرشتے آسمان میں اللہ عزوجل کے گواہ ہیں۔

اس باب میں اخبار کثیرہ ہیں جو ایک دوسری کی موید ہیں اور احادیث عزیزہ بکثرت ہیں جو اس شہادت کی موید ہیں اور صحاح اور سنن میں مذکور ہیں جو چاہے ان کی طرف رجوع کرے۔

علی بن اقمر رحمۃ اللہ علیہ

(۸۸) علی بن اقمر بن عمرو بن حارث بن معاویہ ہمدانی وداعی ابوالوازع کوفی طبقہ رابعہ سے ثقہ ہیں اور حافظ عسقلانی نے ان کو تیسرے طبقہ سے شمار کیا ہے یہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اسامہ بن شریک، اَعز ابومسلم، ابوحذیفہ سلمہ بن صھیلبہ، عبداللہ بن زبیر سلمی، عبداللہ بن عمر بن خطاب (فیما قیل) عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عون بن ابی جحیفہ، مصعب بن سعد بن ابی وقاص، معاویہ بن ابی سفیان، ابوجحیفہ، ابوعطیہ وداعی، ام عطیہ انصاریہ (فیما قیل)

ان سے حسن بن صالح بن حی، رقبہ بن مصقلہ، سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج، مسعر بن کدام، منصور بن معتمر وغیرہم نے روایت کیا۔ محمد بن سعد نے ان کو اہل کوفہ سے چوتھے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ اسحاق بن منصور اور احمد بن سعد بن ابی مریح دونوں نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ علی بن اقمر ثقہ ہیں اسی طرح ان دونوں نے ابوحاتم، عجلی، یعقوب بن شیبہ، نسائی، ابن خراش اور دارقطنی سے روایت کیا کہ ان سب نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور ابن ابی مریح نے یحییٰ بن معین سے روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ حجت ہیں۔ ابوحاتم نے یہ اضافہ کیا کہ وہ "صدوق" ہیں اور ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا۔

(تہذیب الکمال ج ۷ ص ۲۴۷، ۲۴۸، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۸۳، تاریخ الکبیر ج ۶ ص ۲۶۱ ترجمہ ۲۳۴۵، الکاشف ج دوم ص ۲۴۳۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

صاحب تنسیق النظام نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جو شیخ نقل کیے ہیں وہ عبداللہ بن اقمر ہیں اور عبداللہ بن اقمر کا فن رجال کی کتابوں میں کوئی ذکر نہیں اور ایک صحابی ہیں جن کی احادیث بہت کم ہیں۔ فرماتے ہیں تقریب میں عبداللہ بن اقرم ہیں اور مغنی میں بھی عبداللہ بن اقرم ہیں اور نساخ کی غلطی سے "اقرم" کی جگہ "اقمر" لکھا گیا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنی سند میں علقمہ بن مرثد کے طریق ابن اقمر سے انہوں نے حمران سے انہوں نے ابن عمر سے فجر کی دو رکعتوں کے متعلق حدیث روایت کی ہے پھر فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ شاید وہ علی بن اقمر ہیں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ ہیں۔

راقم الحروف کہتا ہے یہ محض خیال نہیں بلکہ درحقیقت یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ علی بن اقمر ہی ہیں۔ علامہ خوارزمی نے

Marfat.com

جامع المسانید جلد دوم ص ۴۹۷ پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے علی بن اقمر کو آپ کا شیخ لکھا ہے وہ لکھتے ہیں۔

علی بن اقمر وداعی کوفی بخاری نے اپنی تاریخ میں کہا انہوں نے ابو جحیفہ ابوعطیہ اور عکرمہ سے سنا ہے اور ان سے منصور بن معتمر نے روایت کیا اور ثوری اور شعبہ نے ان سے سنا ہے۔

یقول اضعف عباد الله، ویردی عنه الامام ابوحنیفه رحمه الله فی هذه المسانید.

یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس مسانید میں ان سے روایت کرتے ہیں معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ علی بن اقمر وداعی ہیں نہ عبداللہ بن اقمر یا اقرم۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ علی بن اقمر سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن علی بن الاقمر عن الاغر (ابو مسلم) عن النبی صلی الله علیه وسلم انه مر بقوم یذکرون الله تعالٰی فقال انتم من الذین امرت ان اصبر نفسی معهم وما حلبس عدتکم من الناس یذکرون الله تعالی الا حفتهم الملئکة باجنحتها وغشیتهم الرحمة وذکرهم الله فیمن عنده. (جامع المسانید ج اول ص ۱۰۲، مسند امام اعظم ص ۲۱)

حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے علی بن اقمر سے انہوں نے اغر ابومسلم (یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ ہیں) سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا (اور یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ ابومسلم تیسرا طبقہ سے کبار تابعین میں سے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جو اللہ تعالٰی کا ذکر کر رہے تھے آپ نے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے ہو جن کے متعلق مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنی جان ان سے مانوس رکھوں جب تک یہ لوگ اللہ عزوجل کا ذکر کر رہے ہیں فرشتے اپنے پروں سے ان کو احاطہ کیے ہوئے ہیں اور ان کو رحمت نے ڈھانک رکھا ہے اور اللہ عزوجل ان کا ذکر ان میں کرتا ہے جو اس کے پاس (یعنی ملاالاعلی کے فرشتوں کے پاس ان کا ذکر کرتا ہے)

اب بطور تقابلی جائزہ چند احادیث پیش خدمت ہیں۔

حدثنا محمد بن مثنی وابن بشار قالنا محمد بن جعفر نا شعبة قال سمعت ابا اسحاق یحدث عن الاغر ابی مسلم قال اشهد علی ابی هریره وابی سعید الخدری انها شهدا علی النبی صلی الله علیه وسلم انه قال لا یقعد قوم یذکرون الله عز وجل الاحفتهم الملائکة وغشیتهم الرحمة ونزلت علیهم السکینة وذکرهم الله فیمن عنده. (مسلم شریف کتاب الذکر والدعاج دوم ص ۳۴۵)

ابوسلمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ بھی اللہ عزوجل کے ذکر کے لیے بیٹھتے ہیں ان کو فرشتے پروں سے احاطہ کر لیتے ہیں اور ان کو رحمت ڈھانک لیتی ہے اور ان پر سکون واطمینان نازل ہوتا ہے اور اللہ عزوجل ان کا فرشتوں میں ذکر کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں۔

Marfat.com

اس حدیث کو بطریق شعبہ ابواسحاق سے انہوں نے اعز ابوسلم سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے اپنی اپنی اسناد کے ساتھ کئی ائمہ محدثین نے روایت کیا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی ج اول ص ۳۹۷ ترجمہ ۵۳۰، تفسیر درمنثور للسیوطی رحمۃ اللہ علیہ ج اول ص ۱۵۰، الترغیب والترہیب للمنذری ج دوم ص ۴۰۶، فتح الباری شرح صحیح بخاری للعسقلانی ج ۱۱ ص ۲۰۹)

اور علامہ عبدالحی لکھنوی نے اپنے رسالہ ''سباحة النكو فى الجهر با الذكر'' میں اس کو نقل کیا ہے، مسند احمد ج ۳ ص ۹۲، حلیۃ الاولیاء ج ۷ ص ۲۰۵۔ اس کے علاوہ ترمذی، ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور ابن الدنیا نے ان دونوں سے مرفوعاً یہ روایت کیا ہے۔

ان لاهل الذكر اربعا تنزل عليهم السكينة وتغيشهم الرحمة تحف لهم الملئكة ويذكرهم الله فى ملا عنده۔

یعنی ذاکرین کے لیے چار چیزیں ہیں۔

اوّل: ان پر سکون واطمینان نازل ہوتا ہے۔

دوم: ان کو خدا کی رحمت ڈھانک لیتی ہے۔

سوم: ان کو فرشتے اپنی آغوش میں لے لیتے ہیں۔

چہارم: اللہ عزوجل ان کا ذکر اس جماعت میں کرتا ہے جو اس کے پاس ہے۔

سباحة النكو فى الجهر باالذكر مجموعه لست الرسائل (ص ۵۳، تفسیر درمنثور ج اول ص ۱۵۰)

طبرانی نے معجم صغیر میں باسناد حسن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث روایت کی ہے جس کو حافظ منذری اور علامہ عبدالحیؒ نے نقل فرمایا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

عن ابن عباس رضى الله عنهما قال مر النبى صلى الله عليه وسلم بعبدالله بن رواحة وهو يذكر اصحابه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما انكم الملا الذين امرنى الله ان اصبر نفسى معكم ثم تلا هذه الاية. واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم با العذاة والعشى. الايه.

(ترغیب للمنذری ج دوم ص ۴۰۴، سباحۃ الفکر فی الجہر باالذکر ص ۶۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن رواحہ کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے ساتھیوں کو اللہ عزوجل کا ذکر کرا رہے تھے (یہ دیکھ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری وہ جماعت ہے جس کے متعلق اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے کہ میں اپنی جان کو تم سے مانوس رکھوں۔ پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی ''اور اپنی جان ان سے مانوس رکھیں جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں''۔ (سورۂ کہف آیت ۲۸)

قارئین کرام: آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کو ملاحظہ فرمایا پھر جن ائمہ محدثین نے اپنی اپنی سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا وہ بھی آپ نے سماعت فرمایا اس کے بعد فیصلہ آپ لوگوں پر ہے کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ ضعیف ہیں اور

Marfat.com

ان کی احادیث بھی ضعیف ہیں یا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی دوسرے کبرائے محدثین کی تخریج کردہ حدیث کی طرح صحیح ہے۔ واللہ انصاف کیجئے۔ اس کے بعد امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ علی بن اقمر کے متعلق چند شواہد کہ یہی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ ہیں نہ کہ عبداللہ بن اُقمر یا عبداللہ بن اقرم وغیرہ۔

(۱) حافظ خوارزمی نے اُمام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ علی بن اقمر سے بطریقه عن مسروق عن عائشة رضی الله عنها ایک حدیث تخریج کی ہے وہ یہ ہے۔

قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رام جاء ان يضع خشبة على جدار احدكم فلا يمنعه. (جامع المسانید ج اول ص ۱۰۲، مسند امام اعظم ص ۱۷۶)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب پڑوسی تم میں سے کسی ایک کی دیوار پر اپنی لکڑی رکھنا چاہے تو وہ اس کو منع نہ کرے۔

اور پڑوسی کے حقوق کے متعلق کتاب الادب باب الوصاة بالجار بخاری شریف میں احادیث کا مطالعہ فرمائیں جس سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی توثیق ہوتی ہے۔

(۲) ابوحنيفة عن على بن الاقمر عن ابوجحيفة رضى الله عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم مر برجل ساول ثوبه فعطفه عليه. (جامع المسانید ج اول ص ۴۱۸، مسند امام اعظم ص ۲۰۴)

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اپنے کپڑے کو لٹکائے ہوئے تھا آپ نے وہ کپڑا اس پر اوڑھ دیا۔

یہ مسئلہ مشہور اور کتب فقہ میں سطور ہے۔

(۳) ابوحنيفة عن على بن الاقمر عن ابوعطية الوداعى رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج فى جنازة فراى امراة فامر بها فطردت فلم يكبر حتى لم يرها.

(جامع المسانید ج اول مسند امام اعظم ص ۱۰۲)

ابوعطیہ وداعی (مالک بن عامر کما فی الاستیعاب لابن عبدالبر) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں تشریف لے گئے آپ نے ایک عورت کو دیکھا اور اس کو واپس جانے کا کہا وہ واپس ہوگئی جب تک وہ عورت آپ کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوگئی آپ نے نماز جنازہ کی تکبیر نہیں کہی۔

حافظ خوارزمی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ علی بن اقمر سے جو احادیث روایت کی ہیں ان سے ثابت وواضح ہوگیا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ علی بن اقمر ہی ہیں نہ کہ عبداللہ بن اقمر یا عبداللہ بن اقرم۔ ان شواہد کے ہوتے ہوئے تکلیف کی ضرورت ہی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

Marfat.com

عاصم بن سلیمان الاحول رحمۃ اللہ علیہ

(۸۹) عاصم بن سلیمان الاحول ابوعبدالرحمٰن بصری آزاد کردہ غلام بنی قیم متوفی ۱۴۲ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، حسن بصری، حماد بن ابی سلیمان، عامر شعبی، ابوقلابہ عبداللہ بن زید جرمی، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عمرو بن شعیب، محمد بن سیرین، موسیٰ ونضر دونوں بھائیوں یہ حضرت انس بن مالک کے بیٹے ہیں۔ حفصہ بن سیرین اور معاذہ عدویہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے اسرائیل بن یونس، اسماعیل بن علیہ، جریر بن عبدالمجید، حماد بن زید، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، شریک بن عبداللہ، شعبہ بن حجاج وغیرہم ایک جماعت نے روایت کیا۔

عبدالعزیز بن ابی رزمہ نے ابن مبارک سے انہوں نے سفیان ثوری سے روایت کیا۔ سفیان ثوری نے کہا: میں نے لوگوں میں سے چار حفاظ کو پایا ہے ان میں سے ایک عاصم الاحول علی ہیں۔ ابراہیم بن محمد بن عرعرہ نے کہا: میں نے عبدالرحمٰن بن مخلول کو کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے عاصم الاحول کا ذکر کیا اور کہا وہ ان کے حفاظ اصحاب میں سے ہیں۔ ابوداؤد نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ عاصم الاحول شیخ اور ثقہ ہیں۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عاصم الاحول حدیث کے حفاظ میں سے ثقہ ہیں۔

ابوبکر مروزی نے کہا: میں نے ابوعبداللہ سے عاصم الاحول کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں میں نے کہا: یحییٰ بن معین نے ان کے متعلق کچھ کلام کیا ہے انہوں نے تعجب کا اظہار کیا اور کہا وہ ثقہ ہیں۔ اسحاق بن منصور اور عثمان بن سعید دارمی نے یحییٰ بن معین، ابوزرعہ، محمد بن عبداللہ بن عمار، احمد بن عبداللہ عجلی سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ وہ ثقہ ہیں۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے علی بن مدینی سے روایت میں کہا وہ ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۵ ص ۱۰۱ تا ۱۰۳، تاریخ الکبیر ۶۲ ترجمہ ۳۰۵۸، میزان الاعتدال ج دوم ترجم ۴۰۴۶، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۴۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ عاصم بن سلیمان الاحول سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن عاصم الاحول عن ابن سیرین قال سالت سالم بن عبدالله بن عمر رضی الله عنهم انجعل المسك فی حنوط المیت قال الیس هو من اطیب طیبکم۔ (جامع المسانید ج اول ص ۴۱۳)

ابوحنیفہ نے عاصم الاحول سے انہوں نے محمد بن سیرین سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ کیا ہم میت کے حنوط (میت کے لیے ایک مرکب خوشبو جو اس کے جسم اور کفن پر لگاتے ہیں) میں کستوری ملا لیں۔ حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا کستوری تمہاری خوشبوؤں میں سے اچھی خوشبو نہیں (یعنی حنوط میں کستوری ملاؤ)

اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین نے جو اس حدیث کو تخریج کیا ہے وہ بھی پیش خدمت ہے۔

Marfat.com

ابن ابی شیبہ نے جو حدیث تخریج کی وہ یہ ہے۔

حدثنا عبدالرحیم بن سلیمان عن عاصم عن ابن سیرین قال سلی ابن عمر عن المسك یجعل فی الحنوط، قال الیس من اطیب طیبکم۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۵۶)

عاصم الاحول نے محمد بن سیرین سے روایت کیا انہوں نے کہا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کستوری کے متعلق پوچھا گیا کہ حنوط میں اس کو ملالیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تمہاری خوشبوؤں سے وہ اچھی خوشبو نہیں مراد یہ ہے کہ حنوط میں کستوری کو بھی ملا لو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ خوشبوؤں میں سے یہ ایک اچھی خوشبو ہے۔

حافظ احمد بن شعیب نسائی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

اخبرنا محمود بن غیلان قال حدثنا ابوداؤد وشبابة قالا حدثنا شعبه عن خلید بن جعفر سمع ابا نضرة عن ابی سعید قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اطیب الطیب المسك.

(نسائی شریف ج اول ص ۲۱۹)

خلید بن جعفر سے روایت ہے کہ انہوں نے ابونضرہ کو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوشبوؤں میں سے اچھی خوشبو کستوری ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

باب ما جاء فی المسك المیت

حدثنا سفیان بن وکیع نا ابی عن شعبه عن خلید بن جعفر عن ابی نضرة عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی الله علیه وسلم سئل عن المسك فقال هوا طیب طیبکم.

(ترمذی شریف ص ۱۶۷)

اس کا ترجمہ گزر چکا ہے۔

"قال ابوعیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح والعمل علی هذا بعض اهل العلم"

ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بعض اہل علم کا اس پر عمل ہے۔

عبدالرزاق بن ہمام نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

عبدالرزاق عن الثوری عن سلیمان التیمی وخالد الحذاء عن ابن سیرین قال سئل ابن عمر عن المسك للمیت فقال اولیس من اطیب طیبکم۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۴۱۲)

اس حدیث کا ترجمہ اس سے قبل مذکور ہو چکا ہے۔

حافظ بیہقی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

Marfat.com

حدثنا ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل ثنا ابن ابی مریم حدثنی یحیی بن ایوب حدثنی حمید قال لما توفی انس بن مالك رضی الله عنه جعل فی حنوطه مسك فیه من عرقِ رسول الله صلی الله علیه وسلم۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۴۰۶)

حمید نے کہا: جب حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو ان کے حنوط میں کستوری بھی ملائی گئی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک تھا۔

آپ نے ائمہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم کی اس حدیث مبارکہ کی روایت کو ملاحظہ فرمایا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی سماعت فرمایا وہی حدیث، جس کو ائمہ محدثین نے بچند وسائط تخریج کیا اس حدیث کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطہ سے روایت کیا اور اس حدیث کو امام ابوعیسیٰ ترمذی نے حسن صحیح کہا۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہ حدیث دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے تخریج کی ہے اس لیے وہ صحیح ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے۔ عقل وانصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ دوسرے ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی حدیث میں کچھ علت واقع ہوتی کیونکہ ان کے وسائط زیادہ ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہوتی کیونکہ اس میں وسائط کم ہیں۔ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے تعصب کے آئینہ میں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہی نظر آتی ہے ورنہ جس طرح دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی حدیث صحیح ہے اسی طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی صحیح شمار کی جاتی۔

اور بخاری شریف کی حدیث جس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص کھڑا تھا اچانک وہ اپنی سواری سے گرا اس نے اس کی گردن توڑ دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کو دو کپڑوں میں کفن دو اور اس کو خوشبو نہ لگاؤ اور اس کے سر کو نہ ڈھانپو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ تلبیہ کہہ رہا ہوگا۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز باب الحنوط للمیت)

علامہ بیہقی نے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا۔

فیه دلیل علی ان غیر المحرم یحنط کما یخمر و ان النهی وقع لاجل الاحرام۔ (سنن الکبریٰ ج ۳ ص ۴۰۴)

یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ غیر محرم (نہ احرام باندھنے والا) کو جیسے ڈھانپا جاتا ہے ایسے ہی اس کو حنوط بھی کیا جائے اور ممانعت صرف احرام کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔

علامہ ابن ترکمانی جواہر النقی میں اس حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں۔

وحدیث ابن عباس لیس بعام بل هو داقعة عین اطلع علیه السلام علی بقاء احرام ذلك الرجل۔ الخ (جوہر النقی فی ذیل سنن الکبریٰ ج ۳ ص ۳۹۳)

یعنی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما عام نہیں بلکہ وہ ایک معین واقع ہے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مطلع ہوئے کہ یہ شخص اس احرام پر باقی ہے چنانچہ یہ حدیث اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے اور غیر کی طرف متعدی نہیں اگر اس کا احرام باقی رہتا تو مع طواف دیگر مناسک حج بھی اس کے پورے کرانے چاہیے تھے کیونکہ آپ نے اس کو پانی اور بیری کے

Marfat.com

پتوں سے غسل کا حکم دیا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی محرم کو بیری کے پتوں سے غسل کرنا جائز نہیں اور اس کی ابن منذر نے اس سے حکایت کی ہے۔ ابن قصار نے کہا: یہ حدیث اس پر دلیل ہے کہ یہ حکم خاص اس شخص کے لیے تھا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فانه يبعث ملبيا" اور آپ نے اس طرح نہیں فرمایا۔ "فان المحرم يبعث ملبيا" چنانچہ اس حدیث سے میت کے لیے حنوط کے عدم جواز کا استدلال باطل ہے۔
اسی طرح علامہ بدرالدین عینی نے صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں لکھا ہے۔ (عمدۃ القاری)

سلیمان بن یسار ہلالی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۰) سلیمان بن یسار ہلالی ابوایوب آزاد کردہ غلام ام المومنین حضرت میمونہ زوجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ عطاء بن یسار کے بھائی ہیں۔ متوفی ۱۰۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ جابر بن عبداللہ، حسان بن ثابت، رافع بن خدیج، زید بن ثابت، سلمہ بن صخر بیاضی (وقيل لم يسمع منع) عبداللہ بن حارث بن نوفل، عبداللہ بن حذافہ (قیل مرسل) عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عروہ بن زبیر، فضل بن عباس (ولم يسمع منه) کریب مولیٰ ابن عباس، ابوسعید خدری، مولاتہ ام المومنین میمونہ، ام المومنین حضرت سلمہ زوجہ محترمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسامہ بن زید لیثی، خالد بن ابی عمران، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، زید بن اسلم، صالح بن کیسان، عبداللہ بن دینار، عمرو بن دینار، قتادہ (قیل لم يسمع منه) محمد بن مسلم بن شہاب زہری وغیرہم نے روایت کیا۔ عباس دوری نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور مامون ہیں۔ فاضل اور عابد ہیں۔ نسائی نے کہا: وہ ائمہ میں سے ایک ہیں۔
(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۴۲۷، ۴۲۸، تاریخ الکبیر ج ۴ ترجمہ ۱۹۰۱، تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۲۸)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ سلیمان بن یسار ہلال سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن سليمان بن يسار عن ام سلمة زوج النبى صلى الله عليه وسلم يخرج الى الفجر وراسه يقطر من جماع غير احتلام ويصلى صائما۔ (جامع المسانید ج اول ص ۴۸۰)

ابوحنیفہ نے سلیمان یسار سے انہوں نے اپنی (مولاۃ) ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے لیے تشریف لاتے حالانکہ جماع کی وجہ سے نہ کہ احتلام کی وجہ سے آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے گر رہے ہوتے (یعنی آپ جماع کا غسل فرماتے) اور روزہ کی حالت میں نماز ادا فرماتے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنی ازواج مطہرات سے شب باشی فرمائی اور صبح حالت جنابت میں بیدار ہوئے آپ نے غسل فرمایا نماز فجر ادا فرمائی اور روزہ رکھا۔
اس سے ثابت ہوا اگر کسی شخص پر غسل جنابت فرض ہو گیا اور اسے سحری کے وقت جاگ نہیں آئی اور وہ نماز فجر کے وقت

Marfat.com

بیدار ہوا اسے چاہیے کہ وہ غسل جنابت کرے نماز فجر ادا کرے اور روزہ رکھے۔ یہی احناف کا مذہب ہے۔

اب بطور تقابلی جائزہ کہ اس حدیث کو کبرائے محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں ام المومنین حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے تخریج کیا ہے۔

بخاری شریف

حدثنا احمد بن صالح حدثنا ابن وهب حدثنا يونس عن ابن شهاب عن عروه وابوبكر قالت عائشة رضى الله عنها كان النبى صلى الله عليه وسلم يدركه الفجر فى رمضان من غير حلم فيغتسل ويصوم۔ (بخاری شریف کتاب الصوم باب اغتسالی الصائم)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں حالت جنابت میں بغیر اختلام کے صبح کرتے تو آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔

مسلم شریف

حدثنى يحيى بن يحيى قال قرات على مالك عن عبد ربه بن سعيد عن ابى بكر بن عبدالرحمن بن الحارث بن هشام عن عائشه وام سلمة زوجه النبى صلى الله عليه وسلم انهما قالتا ان كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ليصبح جنبا من جماع غير احتلام فى رمضان ثم يصوم۔ (مسلم شریف کتاب الصوم جلد اول ص ۳۵۴)

ترجمہ وہی ہے جو اس سے قبل بخاری شریف کی حدیث کا ہے فرق صرف اتنا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صرف ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخریج کیا ہے اور مسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما دونوں سے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وفيه دليل لمن يقول يجوز الاحتلام على الانبياء" (مسلم مع نووی ج اول ص ۳۵۳)

یعنی اس حدیث میں اس کے لیے دلیل ہے جو کہتا ہے حضرات انبیاء کرام علیہم التسلیمات پر اختلام جائز ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں اس میں اختلاف ہے اور اشہر یہی ہے کہ حضرات انبیاء کرام احتلام سے منزہ ہیں اور ان کے حق میں احتلام ممنوع ہے اس کے لیے کہ احتلام تلدعب (کھیلنا) شیطان سے ہے اور حضرات انبیاء کرام اس سے منزہ ہیں اور وہ اس حدیث کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ "يصبح جنبا" سے مراد جماع سے جنبی ہونا ہے نہ کہ احتلام سے جنبی ہونا مراد ہے۔

ابن ابی شیبہ

حدثنا وكيع عن اسمة بن زيد عن سليمان بن يسار عن ام سلمة رضى الله عنها قالت كان النبى

Marfat.com

صلی اللّٰہ علیہ وسلم یصبح جنبا من غیر احتلام ثم یغتسل ویصبح صائما.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۸۰)

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ترجمہ اور وہ اس سے قبل مذکور ہے۔

صحیح ابن خزیمہ

حدثنا یوسف بن موسیٰ حدثنا جریر عن یحیی بن سعید انصاری عن عراك بن مالك عن عبدالملك بن ابوبکر عن ابیه عن امه ام سلمة زوج النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قالت. کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یصبح جنبا من النساء من غیر حلم ثم یظل صائما.

(صحیح ابن خزیمہ ج سوم ص ۲۵۲ ترجمہ ۲۰۱۳)

اس کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اس سے قبل گزر چکا ہے۔

محمد مصطفیٰ اعظمی صاحب تعلیق فرماتے ہیں اس کی اسناد صحیح ہے۔

ترمذی شریف

حدثنا قتیبة نا اللیث عن ابن شهاب عن ابوبکر بن عبدالرحمن بن الحارث بن هشام قال اخبرتنی عائشة وام سلمه وجاء النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یدرکه الفجر وهو جنب من اهله ثم یغتسل ویصوم. (ترمذی شریف ص ۱۳۵)

ام المومنین حضرت عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح اس حالت میں فرماتے کہ وہ اپنی اہل سے جنبی ہوتے (یعنی ازواج مطہرات سے شب باشی سے جنبی ہوتے) پھر آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے۔

عبدالرزاق ابن ہمام

عبدالرزاق عن ابن جریح قال حدثنی ابن شهاب عن ابوبکر بن عبدالرحمن عن ابیه عن ام سلمة وعائشة ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یدرکه الفجر وهو جنب من اهله ثم یغتسل فیصوم. (مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۱۸۰ ترجمہ ۷۳۹۷)

اس حدیث کا ترجمہ بعینہ وہی ہے جو ترمذی شریف کی حدیث کا ہے۔

شرح معانی الاثار

حدثنا ابوبکر قال ثنا ابوعاصم قال ثنا ابن جریح قال اخبرنی ابن شهاب عن ابوبکر بن عبدالرحمن عن عائشة وام سلمة زوجه النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یدرکه الفجر وهو جنب ثم یصوم. (شرح معانی الاثار للطحاوی ج اول ص ۳۹۹، ۴۰۰)

ام المومنین حضرت عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں فجر پاتے کہ آپ جنبی ہوتے پھر

Marfat.com

روزہ رکھتے۔

ام طحاوی فرماتے ہیں یہ قول امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے جو یہ حدیث تخریج کی ہے ملاحظہ فرمایا۔ آپ بغور دیکھیں دیگر ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے بچند وسائط ام المومنین حضرت ام سلمہ وعائشہ رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث تخریج فرمائی اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صرف ایک واسطہ سے وہ بھی کبار تابعین اور ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہے اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا آزاد کردہ غلام ہے۔

باعتبار علو اسناد امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اصح ہے لیکن تعصب وحسد کا کوئی علاج نہیں۔ اللہ عزوجل اس سے اجتناب کی توفیق عطا فرمائے۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں حدیث عائشہ وام سلمہ رضی اللہ عنہما حدیث حسن صحیح ہے اور اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اکثر اہل علم وغیرہم من التابعین کا اس پر عمل ہے۔

عبدالرحمٰن بن حزم رحمۃ اللہ علیہ

(۹۱) عبدالرحمٰن بن حزم یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بلاواسطہ شیوخ میں سے ہیں ان کا ترجمہ جو کتب اسمال میرے پاس ہیں ان میں نہیں ہے۔ ہاں امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی نے ان کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ یہ ہے۔

عبدالرحمن بن حزم من جملة التابعين يروى عنه الامام ابوحنيفة رضى الله عنه فى هذه المسانيد. (جامع المسانید ج دوم ص ۵۰۰)

یعنی عبدالرحمٰن بن جزم تابعین میں سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اس مسانید میں ان مسانید سے روایت کیا گیا ہے۔

صاحب تنسیق النظام نے لکھا ہے علامہ ملا علی قاری الباری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے حاشیہ میں لکھا ہے وہ تابعی ہیں "لم يعرف حاله"

اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کے طریق سے حضرت انس بن مالک سے جو مرفوعاً حدیث روایت کی ہے وہ حدیث صحیح ہے اور صحیحین وغیرہما میں طرق صحیحہ سے مذکور ہے اور وہ حدیث یہ ہے:

ابوحنيفة عن عبدالرحمن بن حزم عن انس بن مالك رضى الله عنه انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما زال جبريل يوصينى بالجار حتى ظننت انه سيورثه وما زال جبرئيل يوصينى بقيام الليل حتى ظننت ان خيار امتى لال ينامون الا قليلا. (جامع المسانید ج اول ص ۱۰۰)

اور مسند امام اعظم میں حماد عن ابیہ بطریقہ عن انس یہ حدیث مروی ہے۔ (مسند امام اعظم کتاب الادب ص ۲۱۵)

اس حدیث کا جملہ اول یعنی "مازال جبرئيل يوصينى بالجار" کو شیخین ابوداؤد، ترمذی امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ام

Marfat.com

المومنین حضرت عائشہ اور عبداللہ بن عمر سے تخریج کیا ہے اور ابن ماجہ صرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخریج کیا ہے۔ اور جملہ ثانی یعنی "مازال جبریل یوصینی بقیام اللیل" کو ویلمی نے مسند الفردوس میں حضرت انس بن مالک سے تخریج کیا ہے۔

اب بطور جائزہ ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے جو اس حدیث کو تخریج کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدثنا اسماعیل بن ابی اویس قال حدثنی مالك عن یحیی بن سعید قال اخبرنی ابوبکر بن محمد عن عمرة عن عائشة رضی اللّٰه عنها عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال مازال یوصینی جبرئیل باالجار حتی ظننت انه سیورثه. (بخاری شریف کتاب الادب باب الوصاة باالجار)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا: مجھے ہمیشہ جبریل علیہ السلام پڑوسی سے حسن سلوک کی وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ وہ ہمسائے کو وارث بنا دیں گے۔

اور اسی بسند دیگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے۔

حدثنا قتیبة بن سعید عن مالك بن انس (تحویل اسناد) مسلم نے چار اسناد سے اس حدیث کو روایت کیا ہے آخری سند یہ ہے۔

حدثنا محمد بن المثنی واللفظ له حدثنا عبدالوهاب یعنی الثقفی قال سمعت یحیی بن سعید قال اخبرنی ابوبکر وهو ابن محمد بن عمر وبن حزم ان عمرة حدثته انها سمعت عائشة تقول سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول مازال جبریل یوصینی باالجار حتی ظننت انه لیورثنه. (مسلم شریف کتاب البر والصلہ ج دوم ص ۳۲۹)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوئے سنا حضرت جبریل علیہ السلام مجھے ہمیشہ پڑوسی سے حسن سلوک کی وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے گمان کیا وہ ہمسائے کو وارث بنا دیں گے۔

اور مسلم نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کیا فرق یہ ہے کہ پہلی حدیث میں "لیورثنه" ہے اور دوسری حدیث میں "سیورثنه" ہے۔

حدثنا قتیبة ثنا اللیث بن سعد عن یحیی بن سعید عن ابی بکر بن محمد وهو ابن عمرو بن حزم عن عمرة عن عائشة ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال مازال جبرئیل صلوات اللّٰه علیهما یوصینی باالجار حتی ظننت انه سیورثه. (ترمذی شریف ص ۳۱۵)

اس حدیث کا ترجمہ اس سے قبل احادیث سے آپ نے سماعت فرمایا۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، ابن عباس، عقبہ بن عامر، ابوہریرہ، انس بن مالک، عبداللہ بن عمرو، مقداد بن اسود، ابوشریح، ابوامامہ رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث مروی ہے اور یہ حدیث اس وجہ سے حسن غریب ہے یعنی وہ حدیث ابوعیسیٰ ترمذی بطریق مجاہد عبداللہ بن عمرو سے روایت کی اور یہ حدیث عن مجاهد عن عائشة وابی

Marfat.com

هریرة بھی نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔ ان کے علاوہ جن محدثین کرام نے اس حدیث کو تخریج کیا وہ یہ ہیں۔ شعب الایمان للبیقی ج ۷ ص ۷۳، ترجمہ نمبر ۹۵۲۷، ۹۵۲۸، ۹۵۲۹، ابوداؤد شریف ترجمہ نمبر ۵۱۵۱، ۵۱۵۲، ابن ماجہ شریف حدیث نمبر ۳۶۷۳، ۳۶۷۴، مسند احمد ج دوم ص ۸۵، ۱۶۰، ۲۵۹، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۳۵۷، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۲۷۵، معجم الکبیر للطبرانی ج ۱۲، ص ۲۷۶، حدیث نمبر ۱۳۳۴۰، ۱۳۳۴۲، ۱۳۵۳۱، ابن حبان حدیث نمبر ۲۰۵۲۔

اس کے علاوہ بھی بیشمار ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا دوسرا جملہ ما زال جبرئیل یوصینی بقیام اللیل حتی ظننت ان خیار امتی لاینامون الا قلیلا۔ یعنی حضرت جبریل علیہ السلام مجھے ہمیشہ رات کے قیام کے متعلق وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ میری امت میں سے افضل، رات کو تھوڑا ہی سویا کریں گے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور جملہ ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم جنہوں نے اس حدیث کو اپنی اپنی سند کے ساتھ تخریج کیا وہ بھی آپ کے سامنے ہے خود فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف قرار دیا جائے یا صحیح۔ اب میزان عدل وانصاف آپ کے ہاتھ میں ہے خواہ کم تول کر عدل وانصاف کا خون کریں یا پورا تول کر عدل وانصاف کرنے والوں کی جماعت میں داخل ہو جائیں۔

عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج رحمۃ اللہ علیہ

(۹۲) عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج ابوداؤد مدنی آزاد کردہ غلام ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب متوفی ۱۱۷ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، سائب بن یزید، سلیمان بن یسار، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن کعب بن مالک، علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، مروان بن حکم، معاویہ بن ابی سفیان، ابوسعید خدری، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف، ابوہریرہ وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے ابوایوب سختیانی، زید بن اسلم، سلیمان الاعمش، صالح بن کیسان، محمد بن اسحاق بن یسار، محمد بن مسلم بن شہاب زہری، ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی، موسیٰ بن عقبہ، یحییٰ بن سعید انصاری، یعقوب بن ابی سلمہ ماجشون وغیرہم نے روایت کیا۔ محمد بن سعد نے ان کو اہل مدینہ میں سے طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے اور کہا وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں۔ علی بن مدینی سے کہا گیا اعرج کیا ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں اور وہ سعید بن مسیب، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن، ابوصالح اسمان، ابن سیرین سے کم درجہ ہیں۔ احمد بن عبداللہ بجلی نے کہا: عبدالرحمٰن بن ہرمز مدنی تابعی ثقہ ہیں ابوزرعہ ابن خوامش نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۲۹۶، تاریخ الکبیر ج ۵ ترجمہ ۱۱۴۴، تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۲۹۰)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن عبدالرحمن بن هرمز الاعرج عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال کل مولود یولد علی الفطرة فابواه یهودانه .ینصرانه قیل فمن مات

Marfat.com

صغیرا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ اعلم بما کانوا عاملین۔

(مسند امام اعظم ص ۸ جامع المسانید ج اول ص ۱۸۸)

ابوحنیفہ نے عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اس کو یہودی یا نصرانی بنا لیتے ہیں (یعنی ضلالت ذات مولود سے نہیں اور اس کی طبع کے مقتضی نہیں بلکہ اس کی ذات سے کسی خارجی سبب کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے) عرض کیا: گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو بچہ صغرسنی میں فوت ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو وہی بہتر جانتا ہے کہ وہ جو کچھ عمل کرنے والے ہیں۔

آپ نے امام صاحب کی حدیث کو سماعت فرمایا اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ نے جو اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا عبدان اخبرنا عبداللہ اخبرنا یونس عن الذھری اجنونی ابوسلمۃ بن عبدالرحمن ان اباھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرۃ فابواہ یھود انہ ولینصر انہ او یمجسانہ کما تنتج البھیمۃ بھیمۃ جمعاء ھل تحسون فیھا من الجدعا ثم یقول ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لاتبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں جس طرح جانور صحیح وسالم بچہ جنتا ہے کیا تم اس میں کان کٹا دیکھتے ہو۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیہ مقدسہ کی تلاوت فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی ڈالی ہوئی بنا پر جس پر لوگوں کو پیدا کیا گیا اللہ تعالیٰ کی بنائی چیز نہ بدلنا یہی دین قیم ہے (یعنی مضبوط دین)

سورۂ روم آیت ۳۰

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے دوسرے جملہ کے متعلق حدیث پیش خدمت ہے۔

حدثنی حسان بن موسیٰ اخبرنا عبداللہ اخبرنا شعبۃ عن ابی بشر عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اولاد المشرکین فقال اللہ اذ خلقھم اعلم بما کانوا عاملین۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز باب ما قیل فی اولاد المشرکین (ابتداء چھٹا پارہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے متعلق سوال کیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے جس وقت ان کو پیدا فرمایا تو وہی بہتر جانتا ہے کہ وہ جو کچھ عمل کرنے والے ہیں۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث مکمل ہوگئی آپ دیکھیں امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک کتنے

Marfat.com

واسطے ہیں اور وہ صرف دو ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک چھ وسائط ہیں۔ للہ انصاف کیجئے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو واسطے ہیں ان میں ایک ثقہ تابعی ہے جو بذات خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں سے ہے اور ایک صحابی اس کے باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ضعیف قرار دینا محض تعصب نہیں تو اور کیا ہے۔

اب مسلم شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا حاجب بن ولید نا محمد بن حرب عن الزبید عن الزهری اخبرنی سعید بن المسیب عن ابی هریرة انه کان یقول قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من مولود الا یولد علی الفطرة فابواه یهود انه وینصر انه ویمجسانه. الی آخر الحدیث. (مسلم شریف کتاب القدر ج دوم ص ۳۳۶)

اس حدیث کا ترجمہ بعینہ وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث کا ہے جو اس سے قبل مذکور ہو چکا ہے۔

اب دیکھیں مسلم شریف کی حدیث میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک چھ وسائط ہیں۔

طبرانی شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا بشر بن موسیٰ ثنا یعلی بن عباد بن یعلی حدثنا مبارك بن فضالة عن الحسن عن الا سود بن سریع ان النبی صلی الله علیه وسلم بعث سریة (الی ان قال) والذی نفسی بیده ما مولود یولد الا علی الفطرة حتی یکون ابواه یهود انه وینصرانه.

(معجم کبیر للطبرانی ج اول ص ۲۸۳ حدیث نمبر ۸۲۶)

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے مختلف اسناد سے بطریق حسن حضرت اسود بن سریع سے مرفوعاً پانچ احادیث تخریج کی ہیں۔ (حدیث نمبر ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱)

اس کے بعد جن ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی اپنی کتب میں اپنی اپنی سند کے ساتھ یہ حدیث تخریج کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۴۷۱۴، ۴۷۱۶، مسند امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ج دوم ص ۲۳۳، ۲۷۵، ۲۸۲، مسند حمیدی حدیث نمبر ۱۱۱۳، درمنثور ج ۵ ص ۱۵۵، تفسیر قرطبی ج ۵ ص ۳۹۵، حلیۃ الاولیاء ج ۹ ص ۲۲۸، ترمذی شریف ص ۳۵۶ حدیث نمبر ۲۱۳۸، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۲۰۲، ۲۰۳، مشکل الاثار ج دوم ص ۱۶۲، فتح الباری ج ۱۱ ص ۴۹۳۔ واللہ اعلم بالصواب۔

عبدالعزیز بن رفیع اسدی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۳) عبدالعزیز بن رفیع اسدی ابوعبداللہ مکی طائفی، متوفی ۱۳۰ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم نخعی، انس بن مالک، حبیب بن ابی ثابت، ذکوان ابوصالح السمان، ابوالطفیل عامر بن واثلہ، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عباس،

Marfat.com

عبداللہ بن عمر، عبید بن عمیر، عطاء بن ابی رباح، عکرمی مولیٰ ابن عباس، عمرو بن دینار، انہوں ۔نے حضرت ابومحذورہ کی آواز سنی ہے اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا ہے اور ان کے علاوہ بھی اکثر سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسرائیل بن یونس، جریر بن عبدالحمید، حسن بن صالح بن حی، زہیر بن معاویہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، سلیمان الاعمش، شریک بن عبداللہ، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت وغیرہم نے روایت کیا۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین ابوحاتم اورنسائی سے روایت کیا کہ وہ ثقہ ہیں۔عجلی نے کہا: وہ تابعی ثقہ ہیں۔ یعقوب بن شیبہ نے کہا: ان کی حدیث حجت کے قائم مقام ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۶ ص ۳۵۶، تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۳۷، ۳۳۸، تاریخ الکبیر ج ۶ ترجمہ ۱۵۳۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ عبدالعزیز بن رفیع اسدی سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن عبدالعزيز بن رفيع عن مصعب بن سعد بن ابى وقاص عن ابيه رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من نفس الا وقد كتب الله مخرجها ومدخلها وما هى لاقية فقال رجل من الانصار ففيم العمل يارسول الله قال اعملوا وكل ميسر لما خلق له وأما اهل الشقاء فيسروا العلمل اهل الشقاء واما اهل السعادة فليسروا الحمل اهل السعادة فقال الانصارى الان حق العمل. (جامع المسانید ج اول ص ۱۸۳، مسند امام اعظم ص ۱۳)

ابوحنیفہ نے عبدالعزیز بن رفیع سے انہوں نے مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نفس کا اللہ تعالیٰ نے (طاعت ومعصیت اور طلب رزق وغیرہ میں) مدخل ومخرج لکھ دیا ہے اور دنیا وعقبی میں جس سے وہ ملاقات کرنے والا ہے آپ سے عرض کیا: گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عمل کس میں ہے (کیونکہ ازل میں وہ امور سے فراغت پاچکا ہے) آپ نے فرمایا: عمل کرو ہر شخص جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لیے آسان کیا گیا ہے چنانچہ جو اہل جنت سے ہے اس کے لیے اہل جنت کا عمل آسان کردیا گیا ہے اور جو شخص اہل نار سے ہے اس کے لیے اہل نار کا عمل آسان کردیا گیا ہے۔ انصاری نے کہا: اب پتہ بلا عمل حق ہے۔ اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث کا دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے مروی حدیث کے ساتھ موازنہ پیش خدمت ہے۔

حدثنا بشر بن خالد اخبرنا محمد بن جعفر حدثنا شعبه عن سليمان عن سعد بن عبيدة عن ابى عبدالرحمن السلمى عن على رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم انه كان فى جنازة فاخذ عودا فيكث فى الارض فقال ما منكم من احد الا وقد كتب مقعده من النار اومن الجنة قالوا يارسول الله افلا نتكل قال اعملوا فكل ميسر فاما من اعطى واتقى وصدق بالحسنى الايه. (بخاری شریف کتاب القدر باب وکان امر اللہ قدرا مقدور، کتاب التفسیر باب فسنیسرہ للیسری)

Marfat.com

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ ایک جنازہ میں شریک تھے آپ نے ایک لکڑی لی اور اس کو زمین پر مارنا شروع کر دیا (یہ کسی غمناک کرنے والی چیز میں تفکر کا فعل ہے) آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اس کے رہنے کی جگہ دوزخ یا جنت لکھی ہوئی ہے لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لکھے ہوئے پر اعتماد کرلیں آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو عمل کرو جس کے لیے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لیے آسان کر دیا گیا ہے پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ "فاما من اعطی واتقی وصدق با الحسنی" الایہ۔

حدثنا آدم حدثنا شعبة عن الاعمش قال سمعت سعد بن عبيدة يحدث عن ابی عبدالرحمن السلمی عن علی رضی اللّٰه عنه قال كان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی جنازة فاخذ شيا فجعل فيكث به الارض فقال ما منكم من احد الا وقد كتب مقعده من النار ومقعده من الجنة قالوا يارسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم افلا فتكل علی كتابنا وندع العمل قال اعملوا فكل ميسو لما خلق له اما من كان من اهل السعادة فيسر لعمل اهل السعادة واما من كان من اهل الشقاء فيسر يعمل اهل الشقاء ثم قرا "فاما من اعطی واتقی وصدق با الحسنی" الایہ۔

(بخاری شریف کتاب التفسیر باب قولہ فسنیسرہ للعسری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں شریک تھے آپ نے کوئی چیز لی اور اس سے زمین کو کر بدنا شروع کر دیا آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اس کے رہنے کی جگہ جہنم یا جنت لکھی گئی ہے لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پر اعتماد نہ کرلیں اور عمل کرنا چھوڑ دیں آپ نے فرمایا: عمل کرو انسان جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لیے آسان کر دیا گیا ہے اور جو اہل سعادت سے ہے اس کے لیے اہل سعادت کے عمل آسان کر دیے گئے ہیں اور جو اہل شقاوت میں سے ہے اس کے لیے بدبختوں کے عمل آسان کر دیے گئے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔ "فاما من اعطی واتقی وصدق با الحسنی" اور مسلم نے بطریق ابوعبدالرحمٰن سلمی عن علی رضی اللہ عنہ اس طرح روایت کیا ہے۔

(مسلم شریف کتاب القدر ج دوم ص ۳۳۴)

اور ابوعیسیٰ ترمذی نے بھی بطریق ابوعبدالرحمٰن سلمی عن علی رضی اللہ عنہ اس طرح روایت کیا ہے۔ (ترمذی شریف ص ۳۵۵)

عبدالرزاق نے مصنف میں اس کی روایت کی ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۱۱ ص ۱۱۵)

اور ابن ماجہ نے بھی کتاب السنہ میں اس طرح روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے بھی کتاب السنۃ میں اس طرح روایت کیا ہے۔

چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین رحمہم اللہ کی مروی حدیث آپ کے سامنے پیش کر دی ہے آپ

Marfat.com

اس میں تدبر وتفکر فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا نہیں۔ اس تقابلی جائزہ سے آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی طرح صحیح ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے یہ حدیث تخریج کرنے کے بعد لکھا ہے۔

"هذا حديث حسن صحيح" یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عطا بن یسار ہلالی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۴) عطاء بن یسار ہلالی، ابومحمد مدنی آزاد کردہ غلام ام المومنین حضرت میمونہ زوجہ محترمہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ سلیمان بن یسار، عبداللہ بن یسار اور عبدالملک بن یسار کے بھائی ہیں۔ متوفی ۹۷ھ ائمہ اربعہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابی بن کعب، اسامہ بن زید، جابر بن عبداللہ، زید بن ثابت، زید بن خالد جھنی، عامر بن سعد بن ابی وقاص، عبادہ بن صامت، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن مسعود، کعب الاحبار معاذ بن جبل (فی سماعہ منہ نظر) ابوایوب انصاری، ابوسعید خدری، ابوقتادہ انصاری وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے حبیب بن ابی ثابت، شریک بن عبداللہ، عمرو بن دینار، محمد بن ابی حرملہ، محمد بن یوسف کندی، ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہم نے روایت کیا۔

محمد بن سعید اور بخاری نے کہا: انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے سنا ہے اور ابوحاتم نے کہا: انہوں نے ان سے نہیں سنا ہے۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین، ابوزرعہ اور نسائی سے روایت کیا ان سب نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ محمد بن سعد نے کہا: انہوں نے ابوعبداللہ صنابحی سے سنا ہے اور امام مالک بن انس نے فرمایا: عطاء بن یسار نے عبداللہ صنابحی سے روایت کیا ہے اور وہ کثیر الحدیث ثقہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۷ ص ۱۶۱، ۱۶۲، تاریخ الکبیر ج ۶ ترجمہ ۲۹۹۲، میزان الاعتدال ج سوم ترجمہ ۵۶۵۳، تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۲۱۷)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ عطاء بن یسار سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن عطاء بن يسار عن ابى سعيد الحذرى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله وملئكته يصلون على الدين يصلون الصفوف (مسند امام اعظم کتاب الصلوۃ ص ۸۰)

ابوحنیفہ نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں (اگر صلوٰۃ کی نسبت خدا کی طرف ہو تو اس کا معنی رحمت ہے اور فرشتوں کی طرف ہو تو اس کا دعا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان پر رحمتیں نازل فرماتا ہے اور فرشتے ان کے لیے دعا کرتے ہیں۔) جو صفوں کو برابر کرتے ہیں۔

یہی حدیث مبارکہ اکثر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تخریج فرمائی ہے۔

انا ابوطاهرنا ابوبكر، نايوسف بن موسىٰ ناجرير عن منصور عن طلحة عن عبدالرحمن

Marfat.com

عوسجة النهدی عن البراء بن عازب رضی اللّٰہ عنہ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یاتی الصف (الی ان قال) وکان یقول ان اللہ وملئکتہ یصلون علی الذین یصلون الصفوف الاول۔ (صحیح ابن خزیمہ ج سوم ص ۲۶ حدیث نمبر ۱۵۵۶)

تو ابن خزیمہ نے اس حدیث کو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے۔

درداہ الحسین بن حفص عن سفیان عن اسامۃ ابن زید عن عبداللّٰہ بن عروۃ عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا۔ قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللہ وملئکتہ یصلون علی الذین یصلون الصفوف۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی ج سوم ص ۱۰۳)

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ماتحت منقول ہے۔

اسی طرح دیگر محدثین کرام نے بھی ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر ۹۹۵، مستدرک للحاکم ج اول ص ۲۱۳، ترغیب الترہیب للمنذری ج اول ص ۳۲۱، ابوداؤد باب ۴۶)

میں نے بطور تقابلی جائزہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے بطریق ام المومنین حضرت عائشہ اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث آپ کی خدمت میں پیش کردی ہے آپ ان کو بغور پڑھ کر خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا کیا مقام ہے جو حدیث باقی ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے بچند وسائط روایت کی ہے وہ حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطہ سے روایت کی ہے۔

قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ

(۹۵) قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق قرشی تیمی ابومحمد (ویقال) ابوعبدالرحمٰن مدنی متوفی ۱۰۶ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اسلم مولیٰ عمر بن خطاب، رافع بن خدیج، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر بن خطاب، عبداللہ بن عمرو بن عاص، عبداللہ بن مسعود مرسلاً، معاویہ بن ابی سفیان، ابوہریرہ، اسماء بنت عمیس، زینب بنت جحش، ام المومنین حضرت عائشہ اور فاطمہ بنت قیس وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے اسامہ بن زید بن اسلم مولیٰ عمر بن خطاب، افلح بن حمید، انس بن سیرین، ایوب سختیانی، حمید الطویل، خالد بن ابی عمران، سالم بن عبداللہ بن عمر (یہ ان کے ہمعصر ہیں) سعد بن سعید انصاری، صالح بن کیسان، عامر شعبی (یہ بھی ان کے ہمعصر ہیں) عمارہ بن غزیہ، وغیرہم نے روایت کیا۔ محمد بن سعد نے ان کو طبقہ ثانیہ میں ذکر کیا ہے اور کہا وہ ثقہ ہیں۔ وہ رفیع، عالم، فقیہ، امام، ورع کثیر الحدیث ہیں۔ عبدالرحمٰن بن ابوالزناد نے اپنے باپ سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے سنت کا اعلم قاسم بن محمد سے کسی کو نہیں دیکھا۔ سفیان بن عیینہ نے کہا: حدیث ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اعلم تین آدمی ہیں۔ قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن۔ عبداللہ بن وھب نے کہا: امام مالک نے قاسم بن محمد کا ذکر کیا اور کہا وہ اس امت کے فقہاء میں سے ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ تابعین فقہاء میں سے افضل

Marfat.com

ہیں او دوسری جگہ فرمایا قاسم بن محمد مدنی، تابعی ثقہ اور ایک صالح مرد ہیں۔ ابن حبان نے ان کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے ابن حبان نے کہا: وہ سادات تابعین میں سے علم وادب اور فقہ میں اپنے زمانہ والوں سے افضل ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۸ص ۲۹۹ تا ۳۰۱، تہذیب التہذیب ج ۸ص ۳۳۳ تا ۳۳۵)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن الحكم عن القاسم بن محمد عن شريح بن هانى عن على عن النبى صلى الله عليه وسلم يمسح المسافر على الخفين ثلثة ايام ولياليهن والمقيم يوما وليلة.

(مسند امام اعظم کتاب الطھارت ص ۳۵)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حکم بن عتیبہ سے انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے شریح بن معافی سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا: مسافر تین دن اور تین راتیں موزوں پر مسح کرے اور مقیم ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کرے۔

مسند امام اعظم میں یہ حدیث حکم بن عتیبہ عن قاسم بن محمد عن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے خصوصاً جامع المسانید میں بھی یہ حدیث حکم بن عتیبہ عن قاسم بن مخیمرہ سے مروی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ نقشی مخیمرہ نقشی محمد کے قریب قریب ہے چنانچہ نساخ سے قاسم بن مخیمرہ کی جگہ قاسم بن محمد لکھا گیا ہو۔ مسلم، طحاوی، مسند احمد، صحیح بن خزیمہ، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق، ابن حبان میں یہ حدیث حکم بن عتیبہ عن قاسم بن مخیمرہ سے مروی ہے۔

تمام ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی اپنی سند کے ساتھ اس کو بطریق حکم بن عتیبہ عن قاسم بن مخیمرہ تخریج کیا ہے۔

حدثنا اسحاق بن ابراهيم الحنظلى قالنا عبدالرزاق انا الثورى عن عمرو بن قيس الملاء ى عن حكم بن عتيبه عن القاسم بن المخيمرة عن شرح بن هانى قال اتيت عائشة اسالها عن المسح على الخفين. الى آخر الحديث. (مسلم شریف ج اول ص ۱۳۵)

حکم بن عتیبہ نے قاسم بن مخیمرہ سے انہوں نے شریح بن ہانی سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ان سے موزوں پر مسح کرنے کے متعلق پوچھوں۔ ام المومنین نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں موزوں پر مسح کرنا بتایا ہے اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات اور سفیان ثوری جب عمرو بن قیس ملاء ی کا ذکر کرتے تو ان کی تعریف کرتے۔

یہ وہ حدیث ہے جس کو ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے بطریق حکم بن عتیبہ عن القاسم بن مخیمرہ تخریج کیا ہے۔ تمام ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے کتاب الطہارت میں ''المسح على الحفين'' میں اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔ ابن حبان نے اس حدیث کو

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرنے کے بعد لکھا ہے۔

"قال ابوحاتم ما رفعه عن شعبة الا يحيى القطان وابو الوليد الطيالسي" (صحیح ابن حبان ج دوم ص ۳۱۲)

ابوحاتم نے کہا: شعبہ بن حجاج سے اس حدیث کو صرف یحییٰ بن سعید قطان اور ابوالولید طیالسی نے رفع کیا ہے۔

ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی نے احناف کے مذہب کی موید تمام احادیث روایت کرنے کے بعد فرمایا۔

فهذه الاثار قد تواترت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالتوقيت في المسح على الخفيس. الخ (طحاوی شریف ج اول ص ۶۲)

امام طحاوی فرماتے ہیں چنانچہ یہ جملہ آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواترہ ہیں اس بات پر کہ مسافر کے لیے تین دن اور تین رات مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کرنے میں فوقیت ہے کسی کو لائق ومناسب نہیں کہ وہ ان آثار متواترہ کی مثل چھوڑ کر ابی بن عمارہ کی حدیث کی مثل عمل کریں اور حدیث ابی بن عمارہ میں توقیت نہیں بلکہ وہ جتنی مدت چاہیں موزوں پر مسح کر سکتے ہیں اور یہ امام مالک کا مذہب ہے۔ اور احناف کے مذہب میں توقیت ہے یعنی مسافر تین دن اور تین راتیں اور مقیم ایک دن اور ایک رات موزوں پر مسح کر سکتا ہے اس سے زیادہ نہیں۔

باقی رہا یہ کہ اس حدیث میں حکم بن عتیبہ بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے ہیں اور قاسم بن مخیمرہ آپ کے شیخ الشیوخ ہیں۔ چنانچہ اس حدیث مبارکہ کو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ حکم بن عتیبہ کا ترجمہ تصور کرلو اور حکم بن عتیبہ کا ترجمہ نمبر ۶ میں گزر چکا ہے۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے شیخ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق سے حدیث کی روایت مجھے نہیں ملی نہ ہی مسند امام اعظم میں اور نہ ہی جامع المسانید میں۔ اگر کسی کو اس کے متعلق علم ہو تو وہ ضرور مطلع فرمائے۔

قاسم بن معن رحمۃ اللہ علیہ

(۹۶) قاسم بن معن، بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود ھذلی مسعودی ابوعبداللہ کوفی اور یہ کوفہ کی قاضی ابوعبیدہ بن معن کے بھائی اور قاسم بن عبدالرحمٰن کے بھتیجے ہیں۔ متوفی ۱۷۵ھ ابوداؤد اور نسائی کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابان بن تغلب، ابراہیم بن محمد بن منتشر، اسماعیل بن ابی خالد، حصین بن عبدالرحمٰن، حمید الطویل، سلیمان اعمش، سلیمان تیمی، عبدالملک بن جریج، مسعر بن کدام، منصور بن معتمر، موسیٰ بن عقبہ، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، یحییٰ بن سعید انصاری وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے اسماعیل بن حماد بن ابوحنیفہ، سعد بن صلت بجلی، عبداللہ بن ادریس، عبدالرحمٰن بن مہدی، ابونعیم فضل بن دکین، قاسم بن حکم عرنی، ابوغسان مالک بن اسماعیل نعدی، منجاب بن حارث تمیمی وغیرہم نے روایت کیا۔ عباس دوری نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ وہ ایک نبیل آدمی ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ صدوق ثقہ ہیں۔ ابوعبید آجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے قاسم بن معن کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: وہ ثقہ ہیں لیکن کچھ ارجاء کی طرف مائل تھے اور ابن حبان نے ان کا ذکر

Marfat.com

کتاب الثقات میں کیا ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۸ص ۳۰۷، تاریخ الکبیر ج ۷ ترجمہ ۷۶۵، تہذیب التہذیب ج ۸ص ۳۳۸)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ قاسم بن معن سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن اسماعيل بن حماد وابيه والقاسم بن معن وعبدالملك عن عطية القرظى قال عرضنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم قريظة قام فامر بقتل كبارهم وسبى صغارهم فمن انبت قتل ومن لم ينبت استحى وفى رواية قال عرضت على النبى صلى الله عليه وسلم فقال انظروا فان كان انبت فاضربوا عنقه فوجدونى لم انبت فخلى سبيلى. وفى رواية قال كنت من سبى قريظة فعرضت على النبى صلى الله عليه وسلم فنظروا فى عافتى فوجدونى لم انبت فالحقونى بالسبئى. (مسند امام اعظم کتاب الجہاد ص ۱۶۲)

ابوحنیفہ نے اسماعیل بن حماد اور ان کے والد حماد بن ابی سلیمان اور قاسم بن معن اور عبدالملک بن عمیر سے اور ان سب نے عطیہ قرظی سے روایت کیا۔ عطیہ قرظی نے کہا: ہم قریظہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیے گئے آپ کھڑے ہوئے اور ان کے بڑوں کو قتل کرنے اور ان کے بچوں کو قیدی بنانے کا حکم دیا چنانچہ جس کے موئے بغل اگے ہوئے تھے انہیں قتل کر دیا گیا اور جس کے موئے بغل نہیں اگے ہوئے تھے انہیں زندہ رہنے دیا۔ عطیہ قرظی کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا آپ نے فرمایا: دیکھو اگر اس کے موئے بغل اگے ہوئے ہیں تو ان کی گردن اڑا دو تو انہوں نے مجھے موئے بغل نہ اگے ہوئے پایا تو مجھے چھوڑ دیا گیا۔ عطیہ قرظی کی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا: میں قریظہ کے قیدیوں میں سے تھا تو مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میرے بغل کے بال دیکھے تو انہوں نے مجھے موئے بغل نہ اگے ہوئے پایا تو انہوں نے مجھے قیدیوں کے ساتھ ملا دیا۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث مبارکہ کا بالتفصیل تقابلی جائزہ ترجمہ اسماعیل بن حماد نمبر ۸۷ میں مذکور ہو چکا ہے اس ترجمہ کے ماتحت اس حدیث کا مطالعہ فرمائیں جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ جس طرح دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی تخریج کردہ یہ حدیث صحیح ہے اسی طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

محمد بن عیسیٰ بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ

(۹۷) محمد بن عیسیٰ بن قاسم بن سمیع قرشی اموی ابوسفیان دمشقی آزاد کردہ غلام معاویہ بن ابی سفیان، متوفی ۲۰۶ھ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم بن سلیمان افطسی، حمید الطویل، زہیر بن محمد تمیمی، عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی، عبیداللہ بن عمر عمری، محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی ذئب، محمد بن ولید زبیدی، معاویہ بن سلمہ بصری، ہشام بن عروہ وغیرہم سے ایتا[illegible] ہیں۔ ان [illegible] عباس بن ولید بن صبح خلال، عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن اسماعیل بن عبیداللہ بن ابومہاجر،

Marfat.com

عبدالرزاق بن عمر بن مسلم عابد، ہارون بن محمد بن بکار بن بلال، ہشام بن عمار، ہیثم بن مروان بن ہیثم بن عمران عنسی نے روایت کیا۔ ابوحاتم نے کہا: وہ شیخ دمشقی ہیں ان کی حدیث لکھی جائے اور اس سے احتجاج نہ لیا جائے۔ ابوعبید آجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے محمد بن عیسیٰ بن سمیع کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: "لیس به باس" اور وہ متھم بالقدر ہیں۔ ابوداؤد نے کہا: میں نے ہشام بن عمار سے سنا انہوں نے کہا: ہم سے محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا وہ ثقہ مامون ہیں۔ ابوالقاسم نے کہا: مجھے یزید بن محمد بن عبدالصمد سے خبر پہنچی کہ انہوں نے کہا: وہ شیخ اور ثبت ہیں۔ ابوحفص بن شاہین نے کہا: محمد بن عیسیٰ بن سمیع اہل شام سے شیخ اور ثقہ ہیں۔ ابوحاتم بن حبان نے کہا: وہ مستقیم الحدیث ہیں جب کہ ان کی خبر میں سماع بین ہو۔ حاکم ابواحمد نے کہا: وہ مستقیم الحدیث ہیں۔ ابواحمد بن عدی نے کہا: "لاباس به" اور ان کی عبیداللہ، روح اور ثقات کی ایک جماعت سے احادیث حسان ہیں اور وہ حسن الحدیث ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۹ ص ۲۵۸، تاریخ الکبیر ج اول ترجمہ ۶۳۱، ۶۳۵، تاریخ بغداد ج سوم ص ۲۰۱ ترجمہ ۱۲۳۳، تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۳۹۰)

حافظ جمال الدین مزی نے لکھا ہے کہ محمد بن عیسیٰ بن سمیع ۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور ان کی وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی۔ چنانچہ امام مزی کے قول کے مطابق امام صاحب رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات صحیح ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن محمد بن منصور بن ابی سلیمان البلخی ومحمد بن عیسیٰ ویزید الطوسی عن القاسم بن امیة الحذاء العدوی عن نوح بن قیس عن یزید الرقاشی عن انس بن مالك قال قلنا یارسول الله صلی الله علیه وسلم لمن تشفع یوم القیمة قال لاهل الكبائر واهل العظام واهل الدماء (مسند امام اعظم کتاب الایمان والشفاء ص ۱۹)

ابوحنیفہ نے محمد بن منصور بن ابی سلیمان بلخی اور محمد بن عیسیٰ اور یزید طوسی سے انہوں نے قاسم بن امیہ حذاء عدوی سے انہوں نے نوح بن قیس سے انہوں نے یزید رقاشی سے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن آپ کی شفاعت کس کے لیے ہوگی۔ آپ نے فرمایا: قیامت کے دن میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہوگی۔

صاحب تنسیق النظام نے لکھا ہے اس حدیث کے جملہ رجال وہ رجال ہیں جنہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے بعد آپ سے روایت کیا ہے اور ظاہر ہے یہ تمام اسناد مجہول ہے۔ چنانچہ صحیح یہ ہے کہ اس حدیث کی امام صاحب رضی اللہ عنہ یزید رقاشی سے روایت کی ہے۔ آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث جو انہوں نے شیخ سے روایت کی سماعت فرمائی اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ کرام رحمہم اللہ اس حدیث کو تخریج کیا ہے وہ پیش خدمت ہے۔

حافظ طبرانی نے اس حدیث کو حضرت انس تخریج کیا ہے۔

حدثنا خیر بن عرفة المصوی ثناء عروة المردان السرقی ثنا ابن المبارك عن عاصم الاحول عن

Marfat.com

انس رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔

(معجم کبیر للطبرانی ج اول ص ۲۵۸ حدیث نمبر ۷۴۹)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہے۔ ابوعیسیٰ ترمذی نے اس حدیث کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کی۔

حدثنا العباس الخبری نا عبدالرزاق عن معمر عن ثابت عن انس رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔

(ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۴۰۱، ۴۰۲)

اس کا ترجمہ آپ نے گزشتہ حدیث میں سماعت فرمایا۔

ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں:

وفی الباب عن جابر هذا حدیث حسن صحیح۔

اس باب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اسکے بعد ابوعیسیٰ ترمذی نے حضرت جابر کی حدیث روایت کی ہے۔

حافظ بیہقی نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابومحمد عبداللہ بن یوسف الاصبهانی املاء انباء ابوبکر محمد بن حسین القطان ثنا احمد بن یوسف السلمی حدثنا عبدالرزاق انبا محمد عن ثابت البنانی عن انس بن مالك ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔

(سنن الکبریٰ للبیقہی ج ۸ ص ۱۷)

ترجمہ وہی ہے جو پہلے گزر چکا۔

امام احمد نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا سلیمان بن حرب ثنا بسطام بن حدیث عن اشعث الحرانی عن انس بن مالك رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم شفاعتی لاهل الکبار من امتی۔ (مسند احمد ج سوم ص ۲۱۳)

اس حدیث کو حافظ منذری نے بھی نقل کیا ہے۔

عن انس رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔ (الترغیب والترہیب للمنذری ج ۴ ص ۴۴۶)

اس کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اس سے قبل مذکور ہو چکا ہے۔

Marfat.com

اس حدیث کوابن حبان نے بھی تخریج کیا ہے۔

اخبرنا احمد بن محمد بن الشرقی وکان من الحفاظ المتقین واهل الفقه فی الدین قال حدثنا احمد بن الازهر واحمد بن یوسف السلمی قال حدثنا عبدالرزاق قال اخبرنا معمر عن ثابت عن انس بن مالك ان النبی صلی الله علیه وسلم قال شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔

(صحیح ابن حبان، جز ۸ ص ۱۳۱، حدیث نمبر ۶۴۳۴)

ابوداؤد نے بھی اس حدیث کوتخریج کیا ہے۔ (دیکھو حدیث نمبر ۴۷۳۹)

اس کے علاوہ اس حدیث کو اکثر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی اپنی سند کے ساتھ حضرت انس اور جابر رضی اللہ عنہما سے تخریج کیا ہے۔

صاحب تنسیق النظام فرماتے ہیں حدیث شفاعت قریب ہے کہ متواتر ہو کیونکہ اس کی روایت کرنے والے بہت زیادہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لہٰذا آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی حدیث کو ملاحظہ فرمایا جس سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کو ضعیف کہنے والے ذرا سوچیں کیا ہمارا یہ فیصلہ انصاف پر مبنی ہے یا نہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی تضعیف ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کی گ ہے کیا وجہ ہے وہی حدیث جو امام صاحب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اگر دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم روایت کریں تو صحیح ہے اور اگر ا حب رضی اللہ عنہ اس کو روایت کریں تو ضعیف بلکہ تعصب کا یہ حال ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے جس کا بھی کوئی تعلق یا واسطہ ہے خواہ نسبی یا کوئی اور وہ بھی ضعیف ہے۔ یہ سراسر زیادتی نہیں تو اور کیا ہے۔

محمد بن منصور رحمۃ اللہ علیہ

(۹۸) محمد بن منصور بن ابی سلیمان بلخی، کتب اسماء الرجال جو میرے پاس ہیں ان میں محمد بن منصور کا ترجمہ نہیں ہے اور جیسا کہ صاحب تنسیق النظام نے گزشتہ ترجمہ محمد بن عیسیٰ کے ماتحت ارقام فرمایا کہ یہ تمام کی تمام اسناد مجہول ہے اور ظاہر یہی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث یزید بن ابان رقاشی سے روایت کی ہے او ریہ جملہ رجال وہ رجال ہوں جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت کے بعد ہوں اور انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی روایت کی ہو محمد بن منصور بن ابی سلیمان بلخی سے بھی وہی حدیث مروی ہے جو کہ محمد بن عیسیٰ سے مروی ہے اور اس کے متعلق اس کے مابعد ترجمہ محمد بن عیسیٰ میں تفصیلاً عرض کیا جاچکا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مکحول شامی رحمۃ اللہ علیہ

(۹۹) مکحول شامی ابوعبداللہ (ویقال) ابوایوب (ویقال) ابومسلم اور محفوظ ابوعبداللہ دمشقی فقیہ ہیں ان کا گھر دمشق میں

Marfat.com

احد کے بازار کی ایک طرف کے نزدیک ہے۔ متوفی ۱۱۲ھ تا ۱۱۸ھ کے درمیان سوائے بخاری کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''قراۃ خلف الامام'' کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ ابی بن کعب (ولم یدرکه) انس بن مالک، ثوبان آزاد کردہ غلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (یقال مرسلا) جبیر بن نفیر حضرمی، سعید بن مسیّب، سلیمان بن یسار، ابوامامہ صدی بن عجلان باھلی، طاؤس بن کیسان، عبادہ بن صامت (مرسلا) عراک بن مالک، عروہ بن زبیر، مسروق بن اجدع، واثلہ بن اسقع، وراد کاتب مغیرہ بن شعبہ، ابوثعلبہ خشنی، (یقال مرسلا) وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے ابراہیم بن سلیمان افطسی، اسامہ بن زید لیثی، حجاج بن ارطاق، سالم بن عبداللہ محاربی، عبداللہ بن عون، عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی، محمد بن اسحاق بن یسار، محمد بن راشد مکحول، محمد بن مسلم بن شھاب زہری، محمد بن ولید زبیدی، نعمان بن منذر، یحییٰ بن سعید انصاری وغیرہم نے روایت کیا۔ ان کی ولاء میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ ہذیل کی ایک عورت کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ بعض کے نزدیک آل سعید بن عاص اموی کی ایک عورت کے آزاد کردہ غلام ہیں بعض کے نزدیک یہ سعید بن عاص کے غلام تھے۔ انہوں نے ان کو ہذیل کی ایک عورت کے لیے ہبہ کردیا اور اس عورت نے ان کو آزاد کیا۔ اور ان کے باپ کا نام ابومسلم شھراب بن شاذل بن سند بن شردان بن بزدل بن یغوث بن کسری ہیں۔ محمد بن سعد نے ان کو اہل شام کے تابعی سے طبقہ ثالثہ میں ذکر کیا ہے۔ ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا: انہوں نے واثلہ، انس، ابی ہند داری سے سنا ہے (ویقال) اصحاب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں سے سوائے ان تینوں کے انہوں نے اور کسی سے نہیں سنا۔

ابراہیم بن عبداللہ بن علاء بن زبد نے اپنے باپ سے انہوں نے امام زہری سے روایت کیا کہ علماء چار ہیں۔ مدینہ منورہ میں سعید بن مسیّب، کوفہ میں عامر شعبی، بصرہ میں حسن بن ابی الحسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور شام میں مکحول۔

احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ تابعی ثقہ ہیں۔ ابن خراش نے کہا: مکحول شامی ''صدوق'' ہیں۔ مردان بن محمد نے اوزاعی سے روایت کیا کہ ہمیں یہ خبر نہیں پہنچی کہ سوائے ان دونوں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور مکحول کے تابعین میں سے کسی نے قدر میں کلام کیا ہو۔ ابوسعید بن یونس نے کہا: ان اہل مصر سے ذکر کیا ہے حافظ مزی نے لکھا ہے ان کے باپ کا نام شھراب اور مکحول ابوسلم ان کی کنیت ہے وہ فقیہ اور عالم تھے انہوں نے ابوامامہ باھلی کو دیکھا ہے اور واثلہ بن اسقع سے سنا ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۲۸۶ تا ۲۹۰، تاریخ الکبیر ج ۸ ترجمہ ۲۰۰۸، میزان الاعتدال ج ۴ ترجمہ ۸۷۴۹، تہذیب التہذیب ج ۱۰، ص ۲۸۹)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مکحول شامی ابوعبداللہ سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن مکحول الشامی عن ابی ثعلبة (خشنی) رضی اللّٰه عنه عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم انه نهی عن اکل کل ذی ناب من السباع وذی مخلب من الطیر۔

(جامع المسانید ج دوم ص ۲۳۳، ۲۳۸)

ابوحنیفہ نے مکحول شامی سے انہوں نے ابوثعلبہ خشنی (جرثوم) رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

روایت کیا کہ آپ ﷺ نے ہر ذی ناب (داڑھ والے) درندے اور ہر ذی مخلب (چنگل والے) پرندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

بطور تقابلی جائزہ اب کبرائے محدثین جنہوں نے اس حدیث کو اپنی اپنی کتابوں میں تخریج کیا ہے سماعت فرمائیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا عبداللّٰه بن يوسف اخبرنا مالك عن ابن شهاب عن ابى ادريس الخولانى عن ابى ثعلبة رضى اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن أكل كل ذى ناب من السباع، تابعه يونس، معمر، ابن عيينه والماجشون عن الزهرى (بخاری شریف کتاب الذبائح باب اکل کل ذی ناب من السبائع)

ابن شہاب (محمد بن مسلم زہری) نے ابوادریس (عائذ اللہ) خولانی سے انہوں نے ابوثعلبہ (جرثوم) رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر ذی ناب درندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔ یونس (بن یزید ایلی) معمر (بن راشد) ابن عیینہ (سفیان) اور ماجشون (یوسف بن یعقوب بن عبداللہ) ان چاروں نے زہری سے روایت کرنے میں امام مالک کی متابعت کی ہے۔

مسلم نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابوبكر بن ابى شيبه واسحاق بن ابراهيم وابن ابى عمر قال اسحاق انا وقال الاخوان فاسفيان بن عيينه عن الزهرى عن ابى ادريس عن ابى ثعلبه قال نهى النبى صلى اللّٰه عليه وسلم عن اكل كل ذى ناب من السبع (مسلم شریف کتاب الصید والذبائح ج دوم ص ۱۴۷)

اور مسلم شریف کی دوسری حدیث جو بطریق ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے۔

حدثنا عبيداللّٰه بن معاذ العنبرى قالنا ابى قال فاشعبة عن الحكم عن ميمون بن مهران عن ابن عباس قال نهى رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن كل ذى ناب من السباع، وكل ذى مخلب من الطير۔ (حوالہ مذکور)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ نے ہر ذی ناب درندے اور ہر ذی مخلب پرندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

اور بطریق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سوائے بخاری اور ترمذی کے ایک جماعت نے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

امام طحاوی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

حدثنا على بن عبدالرحمن قال ثنا عبدالوهاب بن نجدة قال ثنا بقية قال اخبرنا الزبيدى عن الزهرى عن ابى ادريس الخولانى عن ابى ثعلبة الخشنى ان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم نهى عن اكل ذى ناب من السباع (شرح معانی الآثار للطحاوی ج دوم ص ۳۵۱)

Marfat.com

اس کا ترجمہ اس سے قبل کئی بار مذکور ہو چکا ہے۔

احمد بن شعیب نسائی نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

اخبرنا اسحاق بن منصور ومحمد بن مثنی عن سفیان عن الزهری عن ابی ادریس عن ابی ثعلبة الخشنی ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم نهی عن اکل کل ذی ناب من السباع۔

(نسائی کتاب الصید والذبائح ج دوم ص ۱۹۱)

اس حدیث کا ترجمہ بھی مثل پہلے کے گزر چکا ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا احمد بن الحسن ثنا عبداللّٰه بن مسلمه عن مالك بن انس عن ابن شهاب عن ابی ادریس الخولانی عن ابی ثعلبة الخشنی قال نص رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن کل ذی ناب من السباع (ترمذی شریف ص ۲۵۶)

قال ابوعیسیٰ هذا حدیث صحیح حسن، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور اس باب میں حضرت ابوہریرۃ، عرباض بن ساریہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے اور حدیث جابر، حدیث حسن غریب ہے۔ اس طرح ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔ اب ابی شیبہ نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابن عینیة عن الزهری عن ابی ثعلبة قال نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم عن اکل کل ذی ناب من السباع (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۳۹۸)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ذی ناب درندے کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

حدثنا ابواسامة عن عبدالرحمن بن زید بن جابر قالنا قاسم ومکحول عن ابی امامة (صدی بن الحجلان الباهلی) ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم نهی یوم خیبر عن کل ذی ناب من السباع۔ (حوالہ مذکور)

ابن ابی شیبہ نے بطریق قاسم ومکحول شامی حضرت ابوامامۃ باھلی سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن ہر ذی ناب کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

حافظ کبیر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی نے بھی اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

عبدالرزاق عن معمر عن الزهری عن ابی ادریس الخولانی عن ابی ثعلبة الخشنی قال نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اکل کل ذی ناب من السباع۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد عبدالرزاق بن ہمام نے اس کو حدیث مکحول سے مرسلاً بھی تخریج کیا ہے۔

Marfat.com

عبدالرزاق عن محمد بن راشد انه سمع مکحول یقول. نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یوم خیبر عن اکل کل ذی ناب من السباع وعن اکل کل ذی مخلب من الطیبر۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۵۱۹، ۵۲۰، حدیث نمبر ۸۷۰۴، ۸۷۰۶)

اس حدیث مبارکہ کا ترجمہ اس سے قبل کئی بار گزر چکا ہے۔

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی حدیث جو انہوں نے اپنی اپنی سند کے ساتھ اپنی کتب میں تخریج کی، سماعت فرمائی۔ اسکے بعد آپ خود انصاف فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا نہیں کیونکہ کبرائے محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ پھر یہ بھی ملحوظ رکھیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو واسطہ سے اس حدیث کو مرفوعاً تخریج کیا ہے اور دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے بچند وسائط اس حدیث کو تخریج کیا ہے پھر یہ بھی خیال رکھیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے مکحول سے اس کی روایت کی ہے اور وہ ثقہ ہیں اور مکحول نے صحابی سے اور صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو روایت کیا اور دیگر محدثین نے ابوادریس خولانی عن ابی ثعلبہ الخشنی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ عبدالرزاق بن ہمام نے مکحول سے مرسلا اس حدیث کی روایت کی۔

مکی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۰) مکی بن ابراہیم بن بشیر بن فرقد (ویقال) مکی بن ابراہیم بن فرقد بن بشیر تمیمی حنظلی برجمی ابوالسکن بلخمی متوفی ۲۱۵ھ نصف شعبان۔ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ ابراہیم بن ادھم، جعفر بن محمد صادق، داؤد بن یزید اودی، سری بن اسماعیل، عبداللہ بن سعید بن ابی ہند، عبد ربہ بن ابی راشد بصری، عبدالعزیز بن ابی رداد، عبدالملک بن جریج، مالک بن انس، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، ہشام بن حسان، ہشام دستوائی، یزید بن ابی عبید آزاد کردہ غلام سلمہ بن اکوع، یعقوب بن عطاء بن ابی رباح وغیرہم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے بخاری، ابراہیم بن مرزوق بصری، احمد بن حنبل، عباس بن محمد دوری، عبداللہ بن محمد بلخی، عبداللہ بن مخلد تمیمی، محمد بن اسماعیل بن علیہ، محمد بن بشار بندار، محمد بن عمرو ہروی، محمد بن دضاح، ہارون بن عبداللہ حمال، یحییٰ بن معین، یعقوب بن سفیان، یعقوب بن شیبہ وغیرہم نے روایت کیا۔

خلیفہ بن خیاط نے ان کو اہل خراسان میں سے طبقہ خامسہ میں ذکر کیا ہے۔ اسحاق بن منصور مروزی نے کہا: میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے مکی بن ابراہیم کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ احمد بن ابی خیثمہ نے یحییٰ بن معین سے روایت میں کہا وہ صالح ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: ان کا محل صدق ہے۔ نسائی نے کہا: "لیس به باس"، علی بن فضل بلخی نے کہا: میں نے عبدالصمد بن فضل کو کہتے ہوئے سنا کہ مکی بن ابراہیم نے گیارہ تابعین سے روایت کیا ہے۔ دارقطنی نے کہا: مکی بن ابراہیم "ثقہ مامون" ہیں۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۹۱، ۹۲، ۹۳، تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۲۹۳، تاریخ الکبیر ج ۸ ترجمہ ۲۱۹۹)

Marfat.com

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مکی بن ابراہیم سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن مكى بن ابراهيم عن ابن لهيعه عن ابى قبيل (حى بن هانى) قال سمعت ابا عبدالرحمن مزنى يقول سمعت ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما احب ان لى الدنيا وما فيها بهذه الايه. قل يا عبادى الذين اسرفوا على انفسهم لاتقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا. فقال رجل ومن اشرك فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ومن اشرك فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال ومن اشرك فسكت رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال الا ومن اشرك. (مسند امام اعظم کتاب التفسیر ص ۲۲۳)

ابوحنیفہ نے مکی بن ابراہیم سے انہوں نے ابن لھیعہ سے انہوں نے ابوقبیل (حی بن ھانی) سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے ابوعبدالرحمٰن مزنی کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے کہا: میں نے ثوبان مولیٰ رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مجھے اس آیت مبارکہ کے عوض دنیا ومافیھا کی کوئی چیز محبوب نہیں۔ وہ آیت مبارکہ یہ ہے:

"قل يا عبادى الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا"

(سورۂ زمر آیت ۵۳)

ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ جس نے شرک کیا اس کا کیا حکم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ پھر اس شخص نے عرض کیا: جس نے شرک کیا اس کا کیا حکم ہے تو رسول اللہ ﷺ خاموش رہے پھر اس شخص نے تیسری بار عرض کیا: جس نے شرک کیا اس کا کیا حکم ہے پھر نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا: خبردار اور جس نے شرک کیا (اور وہ اسلام لے آیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ) اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف فرمادے گا۔

آپ نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث سماعت فرمائی اب دیگر محدثین کرام جنہوں نے اس حدیث کو تخریج کیا ہے ان کی تخریج کردہ حدیث بھی سماعت فرمائیں تاکہ آپ موازنہ کرسکیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور انکی حدیث میں کوئی فرق ہے یا نہیں۔

امام بیہقی نے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

اخبرنا ابوعبدالله الحافظ نا ابوالعباس محمد بن يعقوب نا محمد بن اسحاق الصنعانى نا الحجاج نا ابن لهيعه عن ارفد قال سمعت ابا عبد الرحمن المزفى يقول، حدثنى ابو عبدالرحمٰن الحيلى انه سمع ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سمعت النبى

Marfat.com

صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول "ما احب ان لی الدنیا وما فیھا بھذہ الایۃ" یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ. الی آخرھا. فقال رجل یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ومن اشرك فسکت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم قال. الا ومن اشرك الا ومن اشرك الا ومن اشرك.

اس کا ترجمہ وہی ہے جو اس سے قبل امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ماتحت کیا گیا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مسائل کا تین دفعہ تکرار ہے اور اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا تین دفعہ تکرار ہے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس آیہ مقدسہ کا شان نزول یہ ہے۔ حافظ بیہقی فرماتے ہیں ہم نے اپنی کتاب "دلائل النبوہ" میں اس کا ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ آیت مبارکہ بعض ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو ہجرت سے لوٹے اور دین سے گمراہ ہوگئے۔ جس کے سبب وہ فتنہ میں مبتلا ہوگئے پھر جب ان کے سامنے یہ آیت مبارکہ پیش کی گئی تو وہ اس سے بہت خوش ہوئے اور جان لیا کہ ان کے لیے توبہ ہے چنانچہ وہ دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آئے۔

(شعب الایمان للبیہقی ج ۵ ص ۴۲۳ حدیث نمبر ۷۱۳۷)

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی حدثنا حسن وحجاج قالا حدثنا ابن لھیعہ حدثنا ابوقبیل قال سمعت ابا عبدالرحمن المزنی یقول قال حجاج عن ابی قبیل حدثنی ابوعبدالرحمن الحبلی انہ سمع ثوبان مولد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ما احب ان لی الدنیا وما فیھا بھذہ الایہ. قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم. الی آخرھا. فقال رجل یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فمن اشرك فسکت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم قال الا ومن اشرك ثلاث مرات. (مسند احمد ج ۵ ص ۱۷۰)

ترجمہ وہی ہے جو اس سے قبل مذکور ہو چکا ہے۔

اس حدیث کو طبری نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنی زکریا بن یحیی بن ابی زائدہ قال ثنا حجاج قال ثنا ابن لھیعہ عن ابی قبیل قال سمعت ابا عبدالرحمن المزنی یقول ثنی ابوعبدالرحمن الجلائی انہ سمع ثوبان مولی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول. ما احب ان لی الدنیا وما فیھا بھذہ الایہ. یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ. الیٰ آخرھا. فقال

Marfat.com

رجل یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ومن اشرك فسکت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ثم قال. الا ومن اشرك الا ومن اشرك ثلاث مرات. (تفسیر طبری جز ۲۴ ص ۱۱، ۱۲)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس آیہ مقدسہ کے عوض دنیا و مافیھا کی کوئی چیز محبوب نہیں وہ آیت مبارکہ یہ ہے۔ "قل یاعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم" الخ۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اور جس نے شرک کیا اس کا کیا حکم ہے تو نبی اکرم ﷺ نے سکوت فرمایا پھر اس کے بعد فرمایا۔ خبردار اور جس نے شرک کیا، خبردار اور جس نے شرک کیا، آپ نے یہ تین دفعہ فرمایا۔

اس حدیث کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔

قل یا عبادی الذین اسرفوا علٰی انفسھم لا تقنطوا من رحمہ اللّٰہ. الی آخرھا. فقال رجل یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فمن اشرك فسکت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال الا ومن اشرك ثلاث مرات. (تفسیر درمنثور للسیوطی رحمۃ اللہ علیہ جز ۴ ص ۳۳۱)

اس کا ترجمہ بھی وہی ہے جو اس سے قبل حدیث کا ہے۔

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ اور دیگر محدثین کرام کی احادیث کو ملاحظہ فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ مکی بن ابراہیم سے جو حدیث روایت کی وہی حدیث کبرائے محدثین ومفسرین نے بھی اسی طرح روایت کی دونوں حدیثوں میں سر بمو بھی فرق نہیں اور مکی بن ابراہیم کے بعد اسناد بھی تقریباً وہی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی ہے۔ اس میں بھی کچھ فرق نہیں اب بتائیں کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف ہے یا صحیح یا تو جملہ محدثین کرام کی حدیث کو بھی ضعیف قرار دیں یا پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی صحیح تسلیم کرلیں انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے۔

یہاں ایک اور بات بھی ذہن نشین رہے وہ یہ کہ مکی بن ابراہیم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اکبر تلامذہ میں سے ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ان سے روایت کرنا یہ "روایۃ الاکابر عن الاصاغر" کے قبیل میں سے ہے یعنی کبھی اکابر بھی اصغار سے روایت کرتے ہیں۔

اور یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے جس طرح مکی بن ابراہیم بلاواسطہ شیوخ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ہیں اسی طرح مکی بن ابراہیم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بلاواسطہ شیوخ میں سے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی احادیث ثلاثیات مرویات سوائے ایک کے سب کی سب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ یا تلامذہ کے تلامذہ سے مرویات ہیں جن میں سے صرف گیارہ احادیث ثلاثیات امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اکبر تلمیذ مکی بن ابراہیم سے مرویات ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

منہال بن خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۱) منہال بن خلیفہ عجلی ابوقدامہ کوفی طبقہ سابعہ سے ضعیف ہیں۔ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

Marfat.com

ان سے اشعث بن شعبہ، عبداللہ بن مبارک، عبید اللہ بن موسیٰ، عثمان بن سعید الاحول، ابومعاویہ محمد بن خازم ضریر، محمد بن سابق، ابواحمد محمد بن عبداللہ بن زبیر زبیری، معاویہ بن ہشام، وکیع بن جراح وغیرہم نے روایت کیا۔ اور یہ ازرق بن قیس، ثابت بنانی، حجاج بن ارطاۃ، خالد بن سلمہ مخزومی، سماک بن حرب، عطاء بن ابی رباح، علی بن زید بن جدعان، مطر الوراق، میسرہ بن حبیب نھدی، ابوعبداللہ شقری، ابوالملیح بن اسامہ ھذلی سے روایت کرتے ہیں۔

عباس دوری اور معاویہ بن صالح نے یحیٰی بن معین سے روایت کیا ان دونوں نے کہا: منھال بن خلیفہ ضعیف ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: صالح ہیں ان کی حدیث لکھی جائے۔ ابوبشر دولدبی نے کہا: "لیس بالقوی" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "فیہ نظر" اور دوسری جگہ کہا اس کی حدیث منکر ہے۔ ابوداؤد نے ان کو جائز الحدیث کہا ہے اور سنائی نے کہا: وہ ضعیف ہیں۔ ایک بار کہا "لیس بالقوی" (تہذیب الکمال ج ۱۰، ص ۱۲۶، تہذیب التہذیب ج ۱۰، ص ۳۱۸) حافظ عسقلانی نے کہا: ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اس سے حدیث تخریج کی ہے اور بزار نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ منھال بن خلیفہ ابوقدامہ سے جو حدیث روایت کی ہے۔

ابوحنیفة عن ابی قدامة المنهال بن خليفة عن سلمة بن تمام عن أبی القعقاع الجرمی عن ابن مسعود رضی الله عنهما انه قال حرام ان توتی النساء فی محاشهن۔ (جامع المسانید ج دوم ص ۹۹، ۱۲۵)

ابوحنیفہ نے ابوقدامہ منھال بن خلیفہ سے انہوں نے سلمہ بن تمام سے انہوں نے ابوالقعقاع عبداللہ بن خالد جرمی سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا: عورتوں کو دبر (پیچھے) سے آنا حرام ہے (اور یہ حدیث موقوف ہے)

اور سند امام اعظم میں یہ حدیث اس طرح ہے۔

حماد عن ابیه عن ابی المنهال عن ابی القعقاع الخشنی عن ابن مسعود رضی الله عنها (موقوفا) الی آخر الحدیث۔

اس میں ابوالمنھال ہے جو کہ نساخ کی غلطی سے ہے کیونکہ ابوالمنھال تیس ہیں ان میں سے کوئی بھی ابوالقعقاع سے روایت نہیں کرتا۔

اہل حدیث وہ ہے جو جامع المسانید میں مروی ہے کیونکہ سلمہ بن تمام سے منھال بن خلیفہ روایت کرتے ہیں اور سلمہ بن تمام نے ابوالقعقاع سے روایت کیا ہے۔ حافظ مزی نے ترجمہ سلمہ بن تمام میں اس طرح لکھا ہے۔

باقی رہا یہ امر کہ ابوقدامہ منھال بن خلیفہ ضعیف ہے تو پھر یہ حدیث اس باب میں جو صحاح میں آیا ہے ان کی شاہد کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس حدیث کی تفصیل مع تقابلی جائزہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شیخ معن بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود کے ترجمہ نمبر ۵۲ میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

یزید طوسی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۲) یزید طوسی۔ اس کا ترجمہ کتب اسماء الرجال جو میرے پاس ہیں ان میں نہیں ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اہل کبائر کی شفاعت میں ان سے روایت کیا ہے وہ حدیث یہ ہے:

ابوحنيفة عن محمد بن منصور بن ابی سليمان البلخی ومحمد بن عيسىٰ ويزيد الطوسی عن القاسم ابن امية الحذاء العلاوی عن نوح بن قيس عن يزيد الرقاشی عن انس بن مالك قال قلنا يارسول الله صلى الله عليه وسلم عن تشفع يوم القيمة قال لاهل الكبائر واهل العظائم واهل الدماء۔ (مسند امام اعظم کتاب الشفاعۃ ص ۱۹)

یزید بن ابان رقاشی نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا انہوں نے کہا: ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قیامت کے دن آپ کن کی شفاعت فرمائیں گے آپ نے فرمایا: کبیرہ گناہ کرنے والوں اور ناحق خون بہانے والوں کی شفاعت کروں گا۔

صاحب تنسیق النظام نے لکھا ہے اس اسناد کے عامہ رجال وہ ہیں جو غیر معروف اور مجہول ہیں۔ فرماتے ہیں کہ اس روایت واسناد کی امثال میرا گمان یہ ہے کہ یہ رواۃ کے اسماء وہ ہیں جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے بعد جامعین تک ہیں اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو صرف یزید بن ابان رقاشی سے روایت کیا ہے اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور یہی ظاہر ہے اور اس طرح مخول بن راشد اور اس کی امثال کے متعلق میرا یہی گمان ہے کہ یہ اسانید مجہولہ سے مروی ہیں اور اس کی تصدیق عقود الجواہر سے بھی ہوتی ہے۔

اس حدیث کی تفصیل مع تقابلی جائزہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ محمد بن عیسیٰ کے ترجمہ ۹۷ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ابوغسان رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۳) ابوغسان کنیت کے سب اسماء جو امام حافظ مزی نے تہذیب الکمال میں ان کے تراجم نقل کیے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی امام صاحب رضی اللہ عنہ کا شیخ نہیں ہے۔ بعض نے اس سے مراد محمد بن مطرف بن داؤد لیثی ابوغسان مدنی لیا ہے جو کہ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں ہیں اور یہ ساتویں طبقہ سے ہیں اور بعض نے یحییٰ بن کثیر بن درھم عنبری مراد لیا ہے یہ بھی ابوغسان کہلاتے ہیں۔ یہ طبقہ نانویں سے ہیں جو متوفی ۲۰۶ ہیں۔ یہ بھی ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ حافظ مزی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں ابوغسان ہیثم بن حبیب لکھا ہے اور ان کے ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے یہی ہیثم بن حبیب ابوغسان امام مالک کے شیخ ہیں۔

حافظ شیخ قاسم بن قطلو بغا نے اس حدیث کی سند میں ابوحنیفہ عن ابی غسان روایت کیا ہے۔ شیخ قاسم بن قطلو بغا فرماتے ہیں میرے خیال میں وہ ہیثم بن حبیب ہیں کیونکہ ان کی کنیت ابوغسان ہے اس لیے کہ حافظ مزی نے ترجمہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

میں اس کا ذکر کیا ہے۔

شیخ الاسلام حافظ نے اس حدیث کے متعلق کہا وہ ہیثم بن حبیب صیرفی کوفی ہیں ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ثقات تبع تابعین سے ذکر کیا ہے اور حافظ عبدالغنی نے بھی ان کا ذکر کیا لیکن یہ ذکر نہیں کیا کس نے ان سے تخریج کیا ہے۔ حافظ مزی نے کہا: شبہ پڑتا ہے کہ ان کی حدیث ابوداؤد "من" یعنی مراسیل میں ہے۔ صاحب تنسیق النظام نے "من" لکھا ہے اور حافظ عسقلانی نے ہیثم بن حبیب صیرفی کوفی کے ترجمہ کے ذیل میں لکھا ہے۔

ذکرہ عبدالغنی ولم یذکر من اخرج له قال المزی یشبه ان یکون فی المراسل ویرقم له "من"

(تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۹۲)

یعنی حافظ عبدالغنی نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ ذکر نہیں کیا کس نے ان سے تخریج کیا ہے حافظ مزی نے کہا: شبہ ہے کہ یہ حدیث مراسیل ابوداؤد میں ہو اور اس کے لیے یہ مرقوم "من"

اس تقریر سے اس میں جو جہل تھا وہ ظاہر ہو گیا اور جو مبہم تھا وہ منکشف ہو گیا اور اعضال واشکال زائل ہو گیا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ ابوغسان وہی ہیں جن کا نام حافظ مزی نے ہیثم بن حبیب صیرفی کوفی لکھا ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ان شیخ کا ترجمہ نمبر ۵۹ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس ترجمہ کے ماتحت امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کے طریق سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو حدیث روایت کی گئی ہے وہ "القبلة للصائم" کے متعلق ہے یہ حدیث اور اس کی تفصیل مع تقابلی جائزہ اس ترجمہ کے ماتحت ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ بطور ابہام امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کا ترجمہ پیش خدمت ہے وہ یہ ہے۔

ہیثم بن حبیب اور وہ ہیثم بن الوالہیثم صیرفی کوفی عبدالخالق بن حبیب کے بھائی۔ حکم بن عتیبہ، حماد بن ابی سلیمان، عاصم بن ضمرہ، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، عون بن ابی حیفہ، محارب بن وثار سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے حفص بن ابوداؤد، زید بن ابی انیسہ، شعبہ بن حجاج، عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، ابوعوانہ وضاح بن عبداللہ نے روایت کیا ہے۔

ابوداؤد طیالسی نے ابوعوانہ سے روایت کیا کہ میں نے شعبہ بن حجاج سے کہا: جب میں کوفہ میں جانے کا ارادہ کروں تو کس کے ہاں قیام کروں۔ شعبہ بن حجاج نے کہا: ہیثم صیرفی کے ہاں قیام کرو۔ ابوبکر اثرم نے کہا: میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو ہیثم بن حبیب کی اچھی تعریف کرتے ہوئے سنا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان کی احادیث بہت مستقیم اور اچھی ہیں۔ ایسا نہیں جیسا کہ اصحاب رائے ان سے روایت کرتے ہیں۔ اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا کہ ہیثم بن حبیب صراف ثقہ ہیں۔ ابوزرعہ اور ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ اور حدیث میں صدوق ہیں۔

معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ وہ ہیں جن کی ثقاہت مصدقہ ہے۔ (تہذیب الکمال ج ۱۰ ص ۴۹۱)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ہیثم بن حبیب سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

ابوحنیفة عن الهیثم عن الحسن عن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا اباذر

Marfat.com

الامارة امانة وهي يوم القيمه خزى وندامة. الا من اخذها من حقها. وادى الذى عليه وانى ذٰلك وفي رواية عن ابى حنيفة عن ابى عسال (يعنى ابوغسان) عن الحسن عن ابى ذرعن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال الامارة امانة. وهي يوم القيمة خزى وندامة الا من اخذها من حقها وادى الذى عليه وانى ذٰلك يا اباذر۔ (مسند امام اعظم کتاب الاحکام ص ۲۱۷، ۲۱۹، جامع المسانید ج اول ص ۹۲)

ابوحنیفہ نے ہیثم بن حبیب صیرفی کوفی سے انہوں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! امارت امانت ہے اور یہ قیامت کے دن رسوائی اور ندامت ہے۔ ہاں جس نے امارت میں عدل وانصاف قائم کیا اور امارت میں جو اس پر حق ہے ادا کیا۔

اب بطور تقابلی جائزہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے سب سے پہلے امارت پر حرمت کی کراہت کے متعلق حدیث پیش خدمت ہے۔

حدثنا احمد بن يونس حدثنا ابن ابى ذئب عن سعيد المقبرى عن ابى هريرة عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال انكم ستحرصون على الامارة وستكون ندامة يوم القيمة فنعم المرضعة وبئست الفاطمة. (بخاری شریف کتاب احکام باب ما یکرہ علی الحرص علی الامارۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: تم عنقریب طلب امارت پر حرص کرو گے اور وہ قیامت کے دن ندامت ہوگی اور دودھ پلانے والی بہتر ہے (یعنی خلافت وامارت کا اولی بہتر ہے) اور دودھ چھڑانے والی بری ہے۔ (یعنی اس کا اختتام اچھا نہیں)

مسلم نے بھی وہ حدیث تخریج کی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

حدثنا عبدالملك بن شعيب بن الليث قال حدثنى ابى شعيب بن الليث قال حدثنى ليث بن سعد قال حدثنى يزيد بن ابى حبيب عن بكر بن عمرو عن الحارث بن يزيد الحضرى عن بن حجيرة الاكبر عن ابى ذر قال قلت يارسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم الاتستعملنى قال قال فضرب بيده على منكبى ثم قال يا ابا ذرانك ضعيف وانها امانة والفا يوم القيمة خزى وندامة الا من اخذها بحقها وادى الذى عليه فيها۔ (مسلم شریف کتاب الامارت ج دوم ص ۱۲۱)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ مجھے امیر نہیں بنا دیتے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے مونڈھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے ابوذر! تم کمزور ہو یہ امارت امانت ہے اور قیامت کے دن یہ امارت رسوائی اور ندامت ہوگی۔ ہاں جس نے امارت میں عدل وانصاف قائم کیا اور امارت میں جو اس پر حق ہے ادا کیا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ! یہ کہاں ہوسکتا ہے (اور یہ

Marfat.com

استفہام استبعاد ہے)

حافظ بیہقی نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

عبدالملك بن شعيب عن ابيه عن الليث حدثنى يزيد بن ابى حبيب عن بكر بن عمرو عن الحارث بن يزيد الحضرمى عن ابن حجيرة الاكبر عن ابى ذر رضى الله عنه قال قلت يارسول الله صلى الله عليه وسلم استعملنى قال فضرب بيده على منكبى ثم قال يا ابا ذر رضى الله عنه انك ضعيف وانها امانة وانها يوم القيمة خزى وندامة الامز اخذها بحقها وادلى الذى عليه فيها۔ (سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۹۵)

اس حدیث کا ترجمہ بعینہ وہی ہے جو مسلم شریف کی حدیث کا ترجمہ ہے اور یہ اس سے قبل حدث میں مذکور ہو چکا ہے۔

اس حدیث کو حافظ منذری نے بھی نقل کیا ہے۔

وعن ابى ذر رضى الله عنه قال قلت يارسول الله صلى الله عليه وسلم الاتستعملنى قال فضرب بيده على منكبى ثم قال يا اباذر انك ضعيف وانها امانة وانها يوم القيمة خزى وندامة الامن اخذها بحقها وادى الذى عليه فيها۔ (الترغیب والترہیب للمنذری ج سوم ص ۱۶۰)

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو پہلے گزر چکا ہے۔

اب آپ ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو سامنے رکھ کر فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے یا نہیں۔ قرین انصاف تو یہی ہے کہ جس طرح دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی حدیث صحیح ہے اسی طرح امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی صحیح ہے لیکن اس کے لیے تعصب وبغض کی عینک اتارنا بہت ضروری ہے۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ مسلم شریف کی حدیث میں آٹھ وسائط ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صرف تین واسطے اور وہ بھی ثقہ۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف کیسے ہوگئی۔ یہ صرف تعصب ہی تو ہے۔

سعد بن طارق بن اشیم رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰۴) سعد بن طارق بن اشیم ابو مالک اشجعی کوفی متوفی فی حدود ۱۴۰ھ سوائے بخاری کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں ہیں اور تعلیقات امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ انس بن مالک، ربعی بن حراش، سعد بن عبیدہ اپنے والد طارق بن اشیم اشجعی (له صحبته) عبداللہ بن ابی اوفیٰ، موسیٰ بن طلحہ بن عبیداللہ، نبیط بن شریط، نعیم بن ابی ھند، ابوحازم اشجعی، ابی حبیبہ مولیٰ طلحہ بن عبید، ابی حصین اسدی، ابن حدیر وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے حفص بن غیاث، سفیان ثوری، شعبہ بن حجاج، عباد بن عوام، عبداللہ بن ادریس، علی بن مسعر، فضیل بن سلیمان، محمد بن اسحاق بن یسار، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ،

Marfat.com

یزید بن ہارون، ابوعوانہ وغیرہم نے روایت کیا۔ ابوبکر اثرم نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا اور اسحاق بن منصور نے یحییٰ بن معین اور احمد بن عبداللہ عجلی سے روایت کیا کہ وہ ثقہ ہیں۔ ابوحاتم نے کہا: وہ صالح الحدیث ہیں اور ان کی حدیث لکھی جائے اور نسائی نے کہا: "لیس به باس" اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کا ذکر کیا اور یہ طبقہ رابعہ سے ثقہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج ۴ ص ۶۲، تاریخ الکبیر ج ۴ ترجمہ ۱۹۵۳، میزان الاعتدال ج ذوم ترجمہ ۳۱۱۶، تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۴۷۲)

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابو مالک اشجعی کوفی سے جو حدیث روایت کی ہے وہ یہ ہے۔

ابوحنيفة عن ابى مالك الاشجعى عن ربعى بن حراش عن حذيفة بن اليمان رضى الله عنه انه قال يوتى العبد الى الله تعالى يوم القيمة فيقول اى رب ما عملت الا خيرا ما اردت به الا اياك رزقتنى مالا فكنت اوسع على المرسرو انظر المعسر فيقول الله عز وجل انا احق بذلك منك فتجازوا عن عبدى قال فقال ابن مسعود رضى الله عنه واشهد على رسول الله صلى الله عليه وسلم انى سمعة منه. (جامع المسانید ج دوم ص ۷۲، مسند امام اعظم کتاب البیوع ص ۷۲)

ابوحنیفہ نے ابو مالک اشجعی سے انہوں نے ربعی بن حراش سے انہوں نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور ایک بندہ لایا جائے گا اور وہ بندہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! میں نے جو عمل خیر کیا اس عمل خیر کے ساتھ تیری رضا وخوشنودی کا ارادہ کیا اے اللہ! تو نے مجھے مال عطا فرمایا۔ میں مالدار پر وسعت کرتا تھا اور تنگ دست سے درگذر کرتا تھا اور اسے مہلت دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تجھ سے اس درگذر کرنے میں زیادہ لائق و مستحق ہوں۔ اے فرشتو! میرے بندہ سے درگزر کرو (تائید و شہادۃ) حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

آپ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث سماعت فرمائی اب اس کے متعلق دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم جنہوں نے اس حدیث کو تخریج کیا بطور تقابلی جائزہ وہ بھی سماعت فرمائیں۔

مسلم شریف نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابوسعيد الاشج قالنا ابوخالد الاحمر عن سعد بن طارق عن ربعى بن حراش عن حذيفة قال اتى الله تعالى بعبد من عباده اتاه الله مالا فقال له ماذا عملت فى الدنيا قال ولا يكتمون الله حديثا قال يا رب اتيتنى مالك فكنت ابابع الناس وكان من خلقى الجواز فكنت اتيسر على الموسر وانظر عن المعسر فقال الله تعالى انا احق بذامتك تجاوز وا عن عبدى، فقال عقبة بن عامر الجهنى وابومسعود الانصارى هكذا اسمعناه من فى رسول الله صلى الله عليه وسلم. (مسلم شریف کتاب البیوع ص ۱۸)

Marfat.com

سعد بن طارق ابو مالک اشجعی نے ربعی بن خراش سے انہوں نے حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: قیامت کے دن اللہ عز وجل کے بندوں میں سے ایک بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور لایا جائے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو دنیا میں کیا عمل کیا اور اللہ عز وجل سے کوئی بات نہ چھپاؤ۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اپنے مال سے نوازا میں لوگوں سے باہم بیع، شراء کرتا اور میری عادت میں درگزر تھا تو میں مالدار پر آسانی کرتا اور تنگ دست سے درگزر کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ عز وجل فرمائے گا میں تجھ سے اس درگزر کرنے میں زیادہ مستحق ہوں۔ اے فرشتو! میرے بندہ سے درگذر کرو۔

مسلم شریف کی دوسری حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا احمد بن عبداللّٰه بن یونس قالنا زهیر قالنا منصور عن ربعی بن حراش ان حذیفة حدثهم، قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم تلقت الملئکة روح رجل ممن قبلکم فقالوا اعملت من الخیر شیا قال لا قالوا تذکر قال کنت او این الناس فامر فتیانی ان ینظروا المعسر ویتجوز وعن الموسر قال قال الله عز وجل تجوزوا عنه. (مسلم شریف ج دوم ص ۱۷)

حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو پہلے لوگ تھے ان میں سے ایک شخص کو (روح قبض کرنے کے وقت) فرشتے ملے انہوں نے کہا: کیا تو نے کوئی اچھا کام کیا ہے اس نے کہا: نہیں میں نے اپنے خادموں کو حکم دے رکھا تھا کہ وہ تنگ دست کو مہلت دیں اور مالدار سے درگزر کریں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے فرشتو! تم بھی اس سے درگزر کرو۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

آپ مسلم شریف کی پہلی حدیث کو دیکھیں کہ اس کی وہی سند ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی ہے اور مسلم شریف کی اسناد میں اضافہ بھی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند تک دو واسطے ہیں۔ یعنی امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو حدیث تین وسائط سے روایت کی ہے وہی حدیث مسلم نے پانچ وسائط سے روایت کی ہے۔

اب بخاری شریف کی حدیث سماعت فرمائیں۔

حدثنا احمد بن یونس حدثنا زهیر حدثنا منصور ان ربعی بن حراش حدثه ان حذیفة رضی اللّٰه عنه حدثه قال قال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم تلقت الملئکة روح رجل ممن قبلکم قالوا اعملت من الخیر شیاء قال کنت امر فتیانی ان ینظروا ویتجازوا عن المرسر قال قال الله فتجاوزوا عنه. (بخاری شریف کتاب البیوع باب من انظر موسرا)

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو مسلم شریف کی حدیث کا ہے جو اس سے قبل متصل گزر چکا ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے بھی اس حدیث کو حضرت ابو ہریرۃ اور ابو مسعود انصاری سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

حدثنا هناد ثنا ابومعاوية عن الاعمش عن شقيق عن ابی مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم حوسب رجل عن کان قبلکم فلم یوجد له من الخیر. الا انه کان رجلا موسرا فکان یخالط الناس فکان یامر غلمانه ان یتجاوزوا عن المعسر فقال الله تعالی نحن احق بذلك منه تجاوزوا عنه. (ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص ۲۲۳)

حضرت ابومسعود انصاری سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے پہلے کسی ایک شخص کا حساب لیا گیا تو اسکے ہاں کوئی نیک عمل نہ پایا گیا مگر وہ آدمی مالدار تھا اور لوگوں کو اپنے ساتھ ملاتا تھا (یعنی ان کو قرض وغیرہ دیتا تھا) اور وہ اپنے غلاموں کو حکم دیتا تھا کہ وہ تنگ دست سے درگزر کریں (یعنی ان کو مہلت دیں یا کچھ یا پورا معاف کردیں)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم اس سے درگزر کرنے میں زیادہ مستحق ہیں۔ اے فرشتو! اس سے درگزر کرو۔

امام نووی فرماتے ہیں:

وفی هذه الاحادیث فضل انظار المعسر والوضع عنه اما کل الدین اما بعضه من قلیل او کثیر.

(مسلم مع نووی ج دوم ص ۱۷)

یعنی ان احادیث مبارکہ میں تنگ دست کو مہلت دینے اور اس کو معاف کردینے کی فضیلت ہے خواہ وہ سارا قرضہ معاف کردے یا کچھ وہ قرضہ قلیل ہو یا کثیر چنانچہ لفظ "تجاوزوا عنه" میں اس کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

اس حدیث کو حافظ بیہقی نے بھی تخریج کیا ہے۔

اخبرنا ابوعبدالله الحافظ وابونصر محمد بن علی بن محمد الفقیه الشیرازی قال حدثنا ابوعبدالله محمد بن یعقوب ثنا یحیی بن محمد بن یحیی ثنا احمد بن یونس ثنا زهیر ثنا منصور بن المعتمر عن ربعی بن حراش ان حذیفة حدثهم قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تلقت الملئکة الی آخر الحدیث مثل حدیث البخاری والمسلم. (سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۳۵۶)

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو بخاری و مسلم کی حدیث کا ترجمہ ہے۔

ابن ابی شیبہ نے بھی اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابوبکر قال حدثنا حسین بن علی عن زائدة عن عبدالملك بن عمیر عن ربعی قال قال عقبة بن عمرو لحذیفة حدثنی بشی سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم قال سمعته یقول کان رجل فیمن قبلکم اتاه الملك لیقبض روحه فقال هل عملت خیرا. قال ما اعلمه قال انظر قال ما اعلمه الا فی کنت رجلا اجازف الناس واخالطهم فکنت انظر المعسر واتجاوز عن الموسر فادخله الله الجنة قال عقبة وانا سمعته یقول ذلك. (مصنف بن ابی شیبہ ج ۷ ص ۱۳)

Marfat.com

ربعی بن حراش سے روایت ہے انہوں نے کہا: عقبہ بن عمرو نے حضرت حذیفہ بن یمان سے کہا: مجھے کوئی حدیث بیان کرو جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو لوگ تم سے پہلے گزر گئے اس میں سے ایک شخص اس کے پاس فرشتہ آیا تا کہ اس کی روح قبض کرے تو اس فرشتہ نے کہا: کیا تم نے کوئی نیک کام بھی کیا ہے۔ اس شخص نے کہا: مجھے معلوم نہیں فرشتہ نے کہا: دیکھو۔ اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ ہاں میں ایک مالدار شخص تھا اور لوگوں سے خرید وفروخت کرتا تھا اور میں تنگ دست کو مہلت دیتا اور مالدار سے درگزر کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو جنت میں داخل فرما دیا۔ عقبہ بن عمرو نے کہا: میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اس حدیث کو ابو حاتم ابن حبان نے بھی حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔

أخبرنا اسماعيل بن داؤد بن وردان بالفسطاط قال حدثنا عيسىٰ بن حماد قال اخبرنا الليث عن ابن عجلان عن زيد بن اسلم عن ابى صالح عن ابى هريرة عن رسول الله صلى الله قال أن رجل لم يعمل خير أقط دكان يداين الناس فيقول لرسوله خذ ما تيسر واترك ماتعسر وتجاوز معل الله تيجاوزعنا فلما هلك وكنت اواين الناس فاذا بعثة ليتقامنه, قلت له خذ ما تيسر واتوك ما تعسر وتجاوز معل الله يتجاوز عنا.

قال الله تعالىٰ حق تجاوزت عنك. (صحيح ابن حبان ج 7 ص 250 حديث نمبر 5021)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: ایک آدمی جس نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا وہ صرف لوگوں سے قرض کا معاملہ کرتا تھا (یعنی لوگوں کو قرضہ وغیرہ دیتا تھا) وہ اپنے خادم وغلام سے کہتا تھا جو آسان ہو وہ لو اور جو مشکل ودشوار ہے اس چھوڑ دو اور درگزر کرو۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے۔ جب وہ مر گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تو نے کبھی کوئی نیک عمل کیا ہے اس نے کہا: نہیں۔ ہاں اس کا ایک غلام تھا اور میں لوگوں کو قرضہ وغیرہ دیا کرتا تھا جب میں اس غلام کو قرض خواہی کے لیے بھیجتا تو اس سے کہتا جو آسان ہے لو اور جو مشکل ودشوار ہے چھوڑ دو اور درگزر کرو شاید کہ اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر فرمائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تجھ سے درگزر فرمایا۔

یہ جملہ احادیث مبارکہ آپ کے سامنے ہیں۔ اکثر محدثین نے اپنی اپنی سند کے ساتھ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ کے طریق سے یا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیخ الشیخ کے طریق سے ان کو روایت کیا ہے یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ نے صرف دو وسائط سے روایت کی وہی حدیث دیگر کبرائے محدثین نے اپنی اپنی سند کے ساتھ بطریق شیخ امام صاحب رضی اللہ عنہ روایت کیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی حدیث صحیح اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف اور دوسرے محدثین کرام عالم بالحدیث اور امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث سے نابلد ویتیم۔ للہ انصاف کرو انصاف ہی آخروی نجات کا ضامن ہے۔

Marfat.com

ابو بردہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

105- ابو بردہ بن ابوموسیٰ (عبداللہ بن قیس) اشعری۔ ابو بردہ کا نام حارث ریقال عامر ویقال ان کی کیفیت ہی ان کا نام ہے تابعی اہل کوفہ سے فقیہ متوفی 103ھ ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

یہ اسود بن یزید نخعی' اخرالمزنی (وکانت له صبحة) براء بن عازب' حذیفہ بن یمان' ربیع بن خثیم' زبیر بن عوام' زر بن حبیش اسدی' عبداللہ بن سلام' عبداللہ بن عمر' عبداللہ بن عمرہ' عبداللہ بن یزید انصاری خطمی' عروہ بن زبیر' (اور وہ ان کے ہمعصر ہیں)۔ علی بن ابی طالب' عوف بن مالک اشجعی' محمد بن مسلمہ انصاری' معاویہ بن ابی سفیان' مغیرہ بن شعبہ' اپنے والد ابوموسیٰ اشعری' ابوہریرہ' اسماء بنت عمیس' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

ان سے اسماعیل بن ابی خالد' اشعث بن ابوالشعثاء' ابو بردہ بزید بن عبداللہ بن ابی بردہ بن ابوموسیٰ اشعری' ثابت بن اسلم بنانی' حمید بن ہلال' سالم ابوالنصر' شعبہ بن دینار کوفی' طلحہ بن مصدف' عاصم بن بہدلہ' عاصم بن کلیب (خت) عامر شعبی' عبدالعزیز بن رفیع' عبدالمالک بن عمیر' ابوحصین عثمان بن عاصم اسدی' عدی بن ثابت' عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود' قاسم بن مخیمرہ' قتادہ' مکحول شامی' ابواسحاق' سبعی' ابوجناب کلبی وغیرہم نے روایت کیا۔

محمد بن سعد نے اہل کوفہ سے ان کو طبقہ ثانیہ سے ذکر کیا ہے اور کہا وہ ثقہ اور کثیر الحدیث ہیں۔ احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا: وہ کوفی تابعی ثقہ ہیں عبدالرحمٰن بن یوسف بن خواش نے کہا: وہ صدق ہیں اور دوسرے مقام پر کہا وہ ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے ان کا کتاب الثقاب میں ذکر کیا ہے۔ تہذیب الکمال ج 11 ص 235 تہذیب التہذیب ج 12 ص 18 تاریخ الکبیر ج 6 ترجمہ 2949

امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ ابو بردہ بن ابوموسیٰ اشعری سے جو حدیث روایت کی وہ یہ ہے:

ابوحنیفة عن ابی برده عن أبیه' قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان یوم القیٰمة یعطی کل رجل من المسلمین رجلا من الیهود والنصاری فیقال هذا فداء ك من النار' وفی روایة اذا کان یوم القیمة اعطی الله تعالیٰ کل رجل من هذا الامة رجلا من الکفار فیقال هذا فدائك من النار. وفی روایة اذا کان یوم القیٰمة وفع ای کل رجل من هذا الامة رجل من اهل الکتاب فقیل له هذافداء ك من النار.

مسند امام اعظم کتاب فضل امتہ صلی اللہ علیہ وسلم ص 190 جامع المسانید ج اوّل ص 146

ابوحنیفہ نے ابو بردہ (عامر یا حارث) بن ابوموسیٰ اشعری سے انہوں نے اپنے باپ حضرت ابوموسیٰ (عبداللہ بن قیس) اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا مسلمانوں میں سے ہر آدمی کو یہود ونصاری میں سے ایک ایک آدمی دیا جائے گا اور اس مسلمان شخص سے کہا جائے گا یہ آگ سے تیرا فدیہ (بدل) ہے۔ ایک روایت میں ہے جب قیامت کا دن ہوگا اللہ عزوجل اس امت میں سے ہر آدمی کو کفار میں سے ایک آدمی دیا جائے گا اور اس

Marfat.com

سے کہا جائے گا یہ جہنم کی آگ سے تیرا فدیہ ہے۔ ایک روایت میں ہے جب قیامت کا دن ہوگا اس امت میں سے ہر آدمی کو اہل کتاب میں سے ایک آدمی سپرد کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا یہ جہنم کی آگ سے تیرا فدیہ ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سماعت کے بعد اب بطور تقابلی جائزہ دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے اس حدیث کو جو روایت کیا ہے وہ بھی سماعت فرمائیں۔

مسلم شریف نے بھی اس حدیث کی روایت کی ہے۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة نا ابواسامه عن طلحة بن یحییٰ عن ابی بردة عن ابی موسیٰ قال، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان یوم القیمة دفع الله الی کل مسلم یهودیا اونصرانیاء فیقول هٰذا فکاکك من النار۔ (مسلم شریف کتاب التوبه ج دوم ص 360)

ابو بردہ نے اپنے باپ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہو نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اللہ عزوجل ہر مسلمان کو ایک ایک یہودی یا نصرانی سپرد کرے گا اور فرمائے گا یہ تیرا جہنم سے خلاصی ہے۔ (یعنی فدیہ ہے بدل ہے)

مسلم نے جو باب باندھا ہے وہ یہ ہے۔

فی سعة رحمة الله تعالیٰ المؤمنین وفداء کل مسلم بکا فرمن النار

یعنی یہ باب اللہ عزوجل کی مومنوں پر وسعت رحمت اور دوزخ سے ہر مسلمان کے عوض کافر کا فدیہ دینے میں ہے۔

مسلم بن حجاج قشیری نے اس باب کے تحت جو دوسری حدیث روایت کی وہ یہ ہے۔

حدثنا ابوبکر بن ابی شیبة ناعفان بن مسلم ناهمام عن قتادہ ان عونا وسعید بن ابی برده حدثناه انهما شهدا ابابردة یحدث عمر بن عبد العزیز عن ابیه عن النبی صلی الله علیه وسلم ای آخر الحدیث

حوالہ مذکور

قتادہ بن دعامہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: عون وسعید بن ابو بردہ دونوں نے ان سے بیان کیا کہ وہ دونوں گواہ ہیں کہ ابو بردہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو اپنے باپ (حضرت ابوموسیٰ اشعری) سے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بھی مسلمان آدمی نہیں مرتا مگر اللہ عزوجل اس کی جگہ جہنم میں یہودی یا نصرانی کو داخل کرتا ہے۔ قتادہ نے کہا: حضرت عمر بن عبدالعزیز نے تین دفعہ ان سے اللہ عزوجل کی قسم لی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ان کے باپ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے بیان کیا ہے تو ابو بردہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کو اس کی کی قسم دی۔ جو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے قسم لی عون بن عقبہ پر سعید بن ابو بردہ نے اس کا انکار نہیں کیا۔

یہ حدیث مسند احمد ج 4 ص 241 میں بھی موجود ہے۔ شعب الایمان ج اوّل ص 341 حدیث نمبر 376۔

Marfat.com

امام نووی اس حدیث کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو جب سب مسلمانوں کے لیے اس بشارت عظیم کی وجہ سے سرور حاصل ہوا تو انہوں نے طمانیت واشتیاق کے زیادہ ہونے کے لیے یہ قسم لی۔ اس نے کہ اگر ان کے نزدیک اس میں شک یا غلط ہونے کا خوف یا نسیان یا اشتباہ وغیرہ ہوگا تو وہ قسم نہیں دیں گے اور جب ابو بردہ نے قسم دی تو ان امور کے منتفی ہونے کا تحقق ہو گیا اور حدیث کا صحیح ہونا مصروف ہو گیا۔

امام نووی فرماتے ہیں: عمرو بن عبدالعزیز اور شافعی رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ ان دونوں نے فرمایا: یہ حدیث مسلمان کے لیے اوجی (بہت پرامید) ہے کہ اس میں تصریح ہے کہ ہر مسلمان کے لیے بدل ہے (یعنی جہنم کی آگ سے اس کا فدیہ ہے) مسلم شریف مع نووی ج دوم ص360

اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے

حدثنا عبداللّٰہ حدثنی عبدالصمد ثنا ھمام ثنا قتادہ عن سعید بن ابی بردۃ عن ابیہ عن ابی موسٰی اشعری رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لایموت مسلم الا ادخل اللّٰہ عزوجل مکانہ النار یھودیا او نصرانیاء۔

مسند احمد ج 4 ص 241

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مسلمان نہیں مرتا مگر اللہ عزوجل اس کی جگہ جہنم میں یہودی یا نصرانی داخل کرے گا۔

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

حدثنا عبداللہ حدثنی ابی ثنا خلف بن الولید ثنا ابومعشر عن مصعب بن ثابت عن محمد بن المنکد رعن ابی بردۃ عن ابی موسیٰ رضی اللّٰہ عنہ قال، قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مامن مومن یوم القیمۃ یاقی بیھودی اور نصرانی یقول ھذا فدائی من النار۔

مسند احمد ج 4 ص 257

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ عزوجل ہر مومن کو ایک یہودی یا نصرانی دے گا اور کہے گا یہ جہنم کی آگ سے تیرا فدیہ ہے۔

اس حدیث کو حافظ ابونعیم نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابی ثنا عبداللہ بن محمد بن عمران ثنا عبداللہ بن عمرو ثنا رباح بن عمرو ثنا صالح المری عن زیاد النمیری عن انس عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال اذا کان یوم القیمۃ مثل

Marfat.com

الله لکل قوم (الی ان قال)
فیفدی کل واحد بکافر من الکفار فید خلهم الجنة
حلیۃ الاولیاء ج6 ص197
یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہر ایک موحد کا کفار میں سے ایک کافر فدیہ دے گا اور ان کو جنت میں داخل فرمائے۔
اس حدیث کو حافظ بیہقی نے بھی تخریج کیا ہے۔

اخبرنا ابوطاهر الفقه انا حامد بن بلال ثنا ابوالا زهر ثنا ابواسامه عن طلحة بن یحییٰ عن ابی بردة بن ابی موسیٰ عن ابیه قال. قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا کان یوم القبمة دفع الی کل مومن رجل من اهل الملل فقیل له هذا فدائك من النار

(شعب الایمان للبیہقی ج اولی ص340)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا ہر مومن کو اہل ملل (یہود ونصاری وغیرہ) میں سے ایک کافر آدمی سپرد کیا جائے گا اور اس مومن سے کہا جائے گا۔ یہ جہنم کی آگ سے تیرا فدیہ ہے۔ تفسیر درمنثور ج 6 ص 292 میں بھی اس طرح منقول ہے۔

اب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث اور دیگر محدثین کرام کی تخریج کردہ حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ فیصلہ فرمائیں کہ جملہ محدثین کرام نے جو حدیث روایت کی ہے وہ ضعیف ہے یا صحیح ہے اگر وہ حدیث صحیح ملے تو پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث ضعیف کیوں یا پھر ان کبرائے محدثین کی حدیث کو بھی مجروح قرار دیں یا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی صحیح تسلیم کر لیں۔

برادران اسلام! بندہ ناچیز نے مسند امام اعظم کے جملہ شیوخ کرام کے تراجم اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی اپنے مشائخ کے طریق سے روایات احادیث بھی تقابلی جائزہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے جس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو حدیث امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک یا دو وسائط سے روایت کی ہے وہی احادیث دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم عظام نے بچند وسائط اس کو روایت کیا ہے۔ پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو وسائط ہیں وہ اکثر صحیحین کے اَجل رجال میں سے ہیں یا صرف مسلم کے رجال میں سے ہیں یا وہ صحیح بخاری کے رجال میں سے ہیں۔ یا وہ سنن اربعہ کے رجال میں سے ہیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مذکورہ جملہ مشائخ کرام میں سے تقریباً پچاس شیوخ گرامی وہ ہیں جو ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور جو صحیحین کے اجل رجال میں سے ہیں وہ یہ ہیں منصور بن معتمر، مجاہدین جبر، حکم بن عتیبہ، محمد بن مسلم بن شہاب زہری، نافع، طاؤس، شیبان بن عبدالرحمٰن، یحی بن سعید انصاری، زیاد بن علاقہ، عبداللہ بن دینار، شعبی، ابراہیم نخعی، عطاء بن ابی رباح، ابن یسار، محارب بن دثار، ابی اسحاق سبیعی، محمد بن باقر، ربیعہ بن عبدالرحمٰن، مخول بن راشد، ابراہیم بن محمد بن منتشر، حسن بصری، صالم بن عبداللہ، مکحول شامی، ایوب سختیانی، کلی بن ابراہیم، یزید الفقیر بن صہیب، زر بن عبداللہ، عبدالرحمٰن بن ہرمز اعرج، عدی بن

Marfat.com

ثابت، مسلم بن عمران البطین، قاسم بن محمد بن ابوبکر، قتادہ بن دعامہ، مقسم مولیٰ ابن عباس، سلیمان بن یسار، محمد بن منکدر، عبدالمالک بن عمیر، علی بن اقمر، ابوبردہ بن ابوموسیٰ، موسیٰ بن عائشہ، عبدالعزیز بن رفیع، قیس بن مسلم، ابوحصین، عثمان بن عاصم اسدی، سعید بن مسروق ثوری، مسلم بن کھیل، ابویعفور عبدی، اسماعیل بن ابی خالد وغیرہم اور عمر دین دینار۔

ان میں سے بعض صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے رجال میں سے ہیں۔

عکرمہ بن عبداللہ

اور بعض صرف مسلم کے رجال میں سے ہیں۔

عطاء بن سائب، ابی زبیر مکی، عاصم بن کلیب، حماد بن ابی سلیمان اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ عامہ اور آپکی سند کے رجال وہ نہیں جن کے کذب ووضع پر یا ضعف پر اتفاق ہو۔

اگرچہ بعض نقاد نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے شیوخ میں سے چند کو ضعیف قرار دیا ہے جیسے ابن لھیعہ، محمد بن سائب کلبی، مسلم بن کیسان الاعور، عبدالکریم بن ابی المخارق، یونس بن عبداللہ، تمام، یزید رقاش، یحییٰ بن ابی حیہ اور محمد بن زبیر حنظلی۔

تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ان کی احادیث دیگر احادیث صحاح پر متابعات وشواہد میں شمار کی جائیں گی۔

چنانچہ مسند امام اعظم بھی صحت میں مثل صحیحین ہے اور اس کو صحیحین کے بعد صحیح میں شمار کیا جانا چاہیے اس سے مسند امام اعظم کا درجہ کم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مسند مسائل علمیہ کا مخزن، دلائل عملیہ کا معدن، جداول ونیہ کا منبع، منابع حنیفہ پر چلنے والے کے لیے مراد مطلوب ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ پر قلت روایت اور تصنعیف کا الزام لگانے والے یہ نہیں جانتے کہ جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی ثنائیات پر فخر کرتے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی ثلد ثیات پر فخر کرتے ہیں۔ وہ درجہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے کوسوں دور ہیں۔ اس لیے کہ علو اسناد۔ قرب عہد، فضل تقدم اور قلت وسائط ورجال میں جو مقام امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ہے وہ ان کا نہیں۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایات اس اعتبار سے بھی صحیحین سے کم نہیں کہ آپ روایت بالمعنی کو جائز نہیں سمجھتے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی شرائط حدیث میں سے یہ بھی ایک شرط ہے حافظ عسقلانی نے ترجمہ نعمان میں ثابت امام اعظم کے ماتحت لکھا ہے۔

وقال محمد بن سعد العونی سمعت ابن معین یقول کان ابوحنیفة ثقة لا یحدث بالحدیث الابما یحفظه ولایحدث بمالا یحفظ۔

تہذیب التہذیب ج10 ص449، 450 سیر أعلام النبلاء للذہبی ج5 ص533

محمد بن سعد عونی نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ثقہ ہیں۔ آپ وہی حدیث بیان کرتے جو آپ کو یاد ہوتی اور جو حدیث یاد نہ ہوتی وہ بیان نہ کرتے۔

علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر أرقام فرماتے ہیں:

Marfat.com

ومن اعذار ابی حنیفة ایضا ما یفید قوله

لا ینبغی للرجل ان یحدث من الحدیث الابما حفظه یوم سمعه الیٰ یوم یحدث به۔

(الخیرات الحسان ص143 سیر اعلام النبلاء للذہبی 52 ص537)

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قلت روایت کے اعذار (محبت جس کی بناء پر عذر کیا جائے)

میں سے یہ عذر بھی ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قولی فائدہ دیتا ہے وہ یہ کہ۔

کسی آدمی کے لائق ومناسب نہیں کہ وہ کوئی حدیث بیان کرے مگر وہ حدیث بیان کرے جو اس کو سننے کے دن سے لے کر اس کے بیان کرنے کے دن تک اس کو اچھی طرح یاد ہو۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے اس قول کی تائید حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللّٰه عنهما قال سمعت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول نضر اللّٰه امرا سمع مناشیا فبلغه کما سمعه الی آخر الحدیث

رواہ' ترمذی وابن ماجه درواه الدارمی عن ابی الدرداء

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اللہ عزوجل اس شخص کو قدر ومنزلت میں علو اور رفعت عطا فرمائے اور دنیا وآخرت میں اس کے بہجت وسرور میں اضافہ فرمائے جس نے مجھ سے کچھ سنا اور دوسروں تک اس کو ایسے ہی پہنچایا جیسا کہ اس نے سنا ہے۔

مختص علی الاطلاق علامہ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

این حدیث دلالت دارد بر آنکه نقل حدیث باالفظ باید' ودر نقل بالمعنی علماء را اختلاف اُست الخ۔

(اشعۃ اللعمات ج اوّل ص176)

فرماتے ہیں یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ نقل حدیث باللفظ ہونا چاہیے اور نقل بالمعنی میں علماء کا اختلاف ہے۔ مختار یہی ہے کہ جائز ہے۔ پھر اس کے بعد فرماتے ہیں: نقل باللفظ اولیٰ وافضل واحوط ہے۔ جیسا کہ عبارت ''نضر اللّٰه'' کا اشارہ اس طرف ہے۔

معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قلت روایت میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ روایت بالمعنی کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ کی روایات' احادیث منقولہ باللفظ ہیں اور صحیح ہیں اور نقل بالمعنی سے مراد وہ احادیث نہیں جن کا وقوع ہی نقل بالمعنی ہوا ہے کیونکہ کتب احادیث خصوصاً کتب صحاح ستہ وغیرہا میں آپ دیکھیں گے کہ وہ ایک حدیث پر متفق ہیں اور ان کے الفاظ مختلف ہیں۔ دوسری اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ نقل بالمعنی میں کثرت وسائط ورجال کا بھی بہت زیادہ عمل دخل ہے کیونکہ جب حدیث کی اسناد طویل ہوگی اور اس کے رواۃ بکثرت ہوئے تو نقل بالمعنی کا احتمال باقی رہے گا یہ

Marfat.com

اس لیے کہ بعد زمال سے بسا اوقات راوی کے نسیان وغیرہ کا پایا جانا ممکنات میں سے جس نقل باللفظ، نقل بالمعنی سے تبدیل ہوسکتا ہے۔

اس لیے حافظ عسقلانی نے شرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے کہ اسناد جتنی طویل ہوگی اس میں گمان خطا بھی زیادہ ہوگا اور اسناد جتنی کم ہوگی اس میں گمان خطا بھی بہت کم ہوگا۔ آپ تراجم شیوخ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی بغور مطالعہ فرما کر دیکھیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے شیخ کے طریق سے جو حدیث تخریج کی ہے اس کی اسناد بہت کم ہے۔ یعنی آپ کو صرف ایک یا دو واسطہ بکثرت نظر آئیں گے اور تین وسائط بہت کم۔ جب امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث کے وسائط ورجال بہت کم ہیں تو اس میں نقلی بالمعنی کا احتمال بھی بہت کم ہے۔ اگر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی احادیث کو اس اعتبار سے دیکھا جائے تو امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث کا درجہ حدیث صحیحین سے بھی زیادہ ارفع واعلیٰ ہے۔ اس لیے میں نے یہ پوری کوشش کی ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جو روایت اپنے شیخ کے طریق سے روایت کی بطور تقابلی جائزہ دیگر کبرائے محدثین سے میں نے جو حدیث روایت کی ہے اس کو مع اسناد نقل کیا ہے تاکہ قارئین کرام یہ اسناد دیکھ کر خود اندازہ کرسکیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کتنے وسائط ہیں اور دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے جو حدیث تخریج کی ہے ان کی حدیث کے کتنے وسائط ہیں۔ انشاء اللہ العزیز روز روشن کی طرح آپ پر عیاں اور ظاہر ہو جائے گا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے وسائط بہت کمی ہیں اور جو ایک یا دو واسطہ ہیں وہ بھی تابع، یا تبع تابعی کا ہے۔

اور دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے تخریج کردہ اس حدیث کے بکثرت وسائط ورجال ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے مسند امام اعظم کا درجہ بھی صحیحین سے کم نہیں۔

اللہ عزوجل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے: آمین

Marfat.com

ساتویں قسم

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور قیاس

امام الائمہ شمس الامہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر سب سے بڑا الزام اور بہتان یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے احادیث کو چھوڑ کر قیاس اور رائے پر عمل کیا ہے حالانکہ ایسا نہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ نے قیاس اس وقت فرماتے تھے جب قرآن وسنت اور اقوال صحابہ سے کچھ نہ ملتا تھا اور یہ اعتراض امام صاحب رضی اللہ عنہ پر بہت بڑا اعتراض ہے۔ اس وجہ سے اکثر محدثین کرام امام صاحب رضی اللہ عنہ کو امام اہل الرائے کہتے ہیں۔

قیاس سے مراد اگر علل مستنبطہ کی روشنی میں اشیائے غیر منصوصہ پر حکم نافذ کرنا مراد ہے تو یہ قیاس مستحسن ہے۔ مامور بہ ہے کتاب وسنت میں اس کے شواہد موجود ہیں اور اگر قیاس سے مراد ترک نصوص ہے تو پھر یہ امام صاحب رضی اللہ عنہ پر تہمت ہے۔ بہت بڑا بہتان ہے کیونکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لعن اللہ من یخالف الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اللہ عزوجل کی اس پر لعنت ہے۔

اس تصریح کے باوجود بھی اگر اعتراض بدستور باقی رہتا ہے تو معترفین اس کے ذمہ دار اور جواب دہ ہیں۔

عارف باللہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد روی الامام ابوجعفر الشیزاماری' نسبة الیٰ قریة من قریٰ بلغ سنده المتصل الی الامام ابی حنیفة رضی اللہ عنه انه کان یقول کذب واللہ وافتری علینا من یقول عنا اننا نقدم القیاس علی النص۔الخ

(میزان الکبریٰ للشعرانی ص 61)

امام ابوجعفر شیزاماوی نے روایت کیا اور یہ بلخ کے گاؤں میں سے ایک گاؤں کی طرف منسوب ہے۔ یعنی شیزاماری نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تک اپنی سند متصل کے ساتھ روایت کیا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے تھے بخدا! ہم پر وہ جھوٹ اور بہتان باندھتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم سمجھتے ہیں اور کیا نص کے بعد قیاس کی طرف احتیاج باقی رہ جاتی ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے ہم صرف ضرورت شدیدہ کے وقت قیاس کرتے ہیں یہ اس طرح کہ ہم اولاً اس

Marfat.com

مسئلہ کی دلیل میں کتاب وسنت کو دیکھتے ہیں یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فیصلوں کو دیکھتے ہیں اگر ان میں سے ہم اس مسئلہ کی دلیل نہ پائیں تو اس وقت ہم سکوت عنہ کو ایسے منطوق پر قیاس کرتے ہیں جو ان دونوں کے درمیان اتحاد علت کا جامع ہے۔

اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں اس طرح ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم اولاً کتاب وسنت سے اُخذ کرتے ہیں پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اَقضیہ سے اور ہم اس پر عمل کرتے جس پر وہ متفق ہوں۔ اگر انہوں نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے تو ہم حکم کو دوسرے حکم پر اس طرح قیاس کرتے ہیں کہ وہ دوستوں کے درمیان علت جامع ہو حتیٰ کہ معنی واضح ہو جائے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یوں ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم اولاً کتاب کے ساتھ عمل کرتے ہیں۔ پھر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ' پھر حضرت ابوبکر' عمر عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی احادیث کے ساتھ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یوں ہے۔

امام صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آیا ہے وہ ہماری سر آنکھوں پر ان پر میرے والدین فدا ہوں اور ہمارے لیے ان کی مخالفت جائز نہیں اور جو ہمیں آپ کے اصحاب سے آیا ہے ہم اس میں بااختیار ہیں اور جو ان کے غیر سے آیا ہے وہ بھی رجال ہیں اور ہم بھی رجال ہیں۔ سیر اعلام النبلاء ج 5 ص 537

امام بیہقی نے مدخل ص 111 اور ابو عصم نے الانتصاء ص 144

میں لکھا ہے ابو جعفر شیزاماری کی روایت' اس قول کو عبداللہ بن مبارک نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

ان اقوال سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کسی بھی مسئلہ کی دلیل میں کتاب اللہ کو مقدم سمجھتے تھے۔ پھر اس کے بعد سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس کے بعد آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اگر آپ کو ان میں مسئلہ کی دلیل نہ ملتی تو پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ قیاس فرماتے۔

اور یہ کتنا عظیم بہتان ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ پر لگایا جاتا ہے کہ وہ قیاس کو احادیث پر مقدم سمجھتے تھے۔ اس کی تفصیل بھی امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سماعت فرمائیں۔

وقد تتبعت بحمده تعالیٰ اقواله واقوال اصحابه كما الفت كتاب "ادلة المذاهب' فلم اجد قولا من اقواله واقوال ائباعه الاهو مستند الى آية. اوحديث او اثر او مفهوم ذٰلك او حديث صغيف كثرت طرقه او الى قياس صحيح على اصل صحيح فمن ارادالوقوف على ذٰلك فليطالع كتابى المذكور.

میزان الکبریٰ ج اوّل ص 60

عارف باللہ حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب میں نے کتاب "ادلة المذاهب" کو تالیف کیا تو میں نے حضرت

Marfat.com

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اقوال اور آپ کے اصحاب کے اقوال میں سے کوئی قول ایسا نہیں پایا جو آیت مبارکہ یا حدیث شریف یا اثر صحابہ یا اس کے مفہوم یا حدیث ضعیف جس کے طرق بکثرت ہیں کی طرف مستند نہ ہو یا قیاس صحیح کی طرف جو اصل صحیح پر ہے اور جو شخص اس پر واقفیت چاہتا ہو وہ میری کتاب ''ادلة المذاهب'' کا مطالعہ کرے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کا قول مستند ہے جو کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آثار صحابہ اور احادیث ضعیف سے ثابت ہے ورنہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کا قیاس ہے جو اصل صحیح کے مطابق وموافق ہے۔

معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ قیاس اس وقت فرماتے تھے جب آپ کو قرآن وحدیث اور اثر صحابہ سے مسئلہ کی دلیل نہ ملتی ہو اور پھر جو آپ قیاس فرماتے وہ اصل صحیح کے مطابق وموافق صحیح قیاس فرماتے۔

آپ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو بغور پڑھیں پھر آپ فیصلہ فرمائیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کہ آپ قیاس کو احادیث پر مقدم سمجھتے تھے کتنا بڑا بہتان ہے۔

الامام المحدث فقیہ قاضی ابی عبداللہ حسین بن علی صمیری متوفی 436 لکھتے ہیں۔

حدثنا ابو الحسن علی بن الحسن الرازی قال ثنا ابوعبدالله الزعفرانی قال ثنا احمد بن ابی خیثمه قال سمعت یحی بن معین یقول حدثنی عبید بن ابی قرة قال سمعت یحیی بن الضریس قال شهدت سفیان الثوری واتاه رجل له مقدار فی العلم والعبادة فقال له یا ابا عبدالله ما تنقم علی ابی حنیفة الی آخر الحدیث' (اخبار ابوحنیفه واصحابه للصیری ص 10)

احمد بن ابی خیثمہ نے کہا: میں نے یحی بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے عبید بن قرہ نے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن ضریس سے سنا انہوں نے کہا: میں سفیان ثوری کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا جس کی علم وعبادت میں بہت قدر ومنزلت تھی۔ اس شخص نے سفیان سے کہا: اے ابوعبداللہ! حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر عیب کیوں لگاتے ہو۔ سفیان نے کہا: انہیں کیا ہے اس شخص نے کہا: میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو ایک قول کہتے ہوئے سنا ہے جس قول میں انصاف ومحبت ہے، وہ قول یہ ہے کہ

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں قرآن میں کوئی مسئلہ پاتا ہوں تو اس کو لیتا ہوں (یعنی اس پر عمل کرتا ہوں) اگر میں قرآن میں وہ مسئلہ نہ پاؤں تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آثار صحاح جو ثقات سے ثقات کے ہاتھوں منتشر ہوئیں اس پر عمل کرتا ہوں اور جب میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہ مسئلہ نہیں پاتا ہوں تو میں پھر آپ کے اصحاب کے قول پر عمل کرتا ہوں اور ان کے اقوال میں سے جسے چاہتا ہوں لیتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں۔ پھر میں ان کے قول سے غیر کے قول کی طرف نہیں جاتا۔ اور جب امر ابراہیم، شعبی، حسن، ابن سیرین اور سعید بن مسیب تک پہنچتا ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے بہت سارے رجال کو شمار کیا جنہوں نے اجتہاد کیا تو میں بھی ایسے ہی اجتہاد کرتا ہوں جیسے انہوں نے اجتہاد کیا

Marfat.com

یہ سن کر سفیان خاموش ہو گئے۔

حافظ جمال الدین مزی نے اس کو یحی بن معین کے طریق سے روایت کیا ہے۔

(تہذیب الکمال ج10 ص321)

اس حدیث سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث وآثار کو قیاس پر ترجیح دیتے اور قیاس پر ان کو مقدم سمجھتے تھے اور ترجیح دیتے تھے یہ آپ پر بہتان ہے بلکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث تو احادیث ہیں آثار صحابہ کو بھی قیاس پر مقدم سمجھتے تھے بلکہ حدیث ضعیف کو بھی قیاس پر ترجیح دیتے تھے۔

محدث جلیل سعید محمد مرتضٰی زبیدی متوفی 1205ھ نے اپنی کتاب مستطاب ''عقود الجواهر المنيفه'' کے مقدمہ میں ارقام نے فرمایا ہے مقدمہ الخیرات الحسان کے ساتھ مطبوعہ ہے۔

وہ لکھتے ہیں۔

وروی عسن ابی مطیع البلخی قال دخل سفیان الثوری و حماد بن سلمة ومقاتل بن حیان وجعفر بن محمد وغیرهم علی الامام ابی حنیفة فقالوا بلغنا عنك انك تكثر القیاس فی الدین واول من قاس ابلیس. الخ

الخیرات الحسان ص183

ابو مطیع بلخی سے روایت ہے کہ سفیان ثوری' ضماد بن مسلمہ' مقاتل بن حیان' جعفر بن محمد وغیرہم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے کہا: ہمیں تمہارے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ تم دین میں قیاس بہت زیادہ کرتے ہو اور جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ ابلیس تھا تو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن جامع مسجد کوفہ میں ان سے مناظرہ کیا اور ان پر اپنا مذہب پیش کیا۔ اور ان سے فرمایا: میں کتاب اللہ کے ساتھ عمل کو مقدم سمجھتا ہوں پھر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس کے بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فیصلوں میں نظر کرتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ وہ کسی شی پر متفق نہیں اور ان میں اختلاف ہے تو میں اس وقت قیاس کرتا ہوں۔ تو یہ سن کر ان سب نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو چوم لیا اور کہا تم ''سید العلماء'' ہو اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے انہوں نے عرض کیا: جو ہم سے ہو چکا معاف فرمائیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہم سے اور تم سے معاف فرمائے۔

چنانچہ یہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے تصریح ہے کہ اثر کو قیاس پر مقدم سمجھتے تھے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ہی بہت ہے۔ آپ صرف اس وقت قیاس کرتے تھے جب اس امر کو کتاب وسنت اور اقضیہ صحابہ میں نہ پاتے تھے۔ پھر اس کے بعد لکھتے ہیں۔

Marfat.com

وکان الامام الشافعی رَضی اللّٰہ عنہ یقول اذا لم نجد دلیلًا قسناھا علی الاصول.الخ (الخیرات الحسان ص185)
حضرت امام شافی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے جب ہم کوئی دلیل نہیں پاتے تو ہم اس سند کو اصول پر قیاس کرتے' فرماتے ہیں:

اس سے معلوم ہوا نصوص کے مفقود ہونے کے وقت قیاس کے ساتھ عمل میں ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے درمیان حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ دیگر ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم بھی قیاس کرتے تھے۔

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

افرط اضحاب الحدیث فی ذم ابی حنیفة وتجاوزوالحدفی ذٰلك لتقدیھه القیاس علی الاثر۔ الخ
(جامع بیان العلم وفضلہ ج دوم ص148)

فرماتے ہیں قیاس کو اثر پر تقدیم کی بنا پر اصحاب حدیث نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ذم میں تفریط کی ہے اور اس میں وہ حد سے تجاوز کر گئے ہیں اور اکثر اہل علم کہتے ہیں جب حدیث صحیح ہو تو رائے اور قیاس باطل ہو جاتا ہے۔ علامہ ابن عبدالبر کے جملہ کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ قیاس میں تنہا نہیں۔ بلکہ ان کے شہر کے اہل علم مثل ابراہیم نخعی اور اصحاب عبداللہ بن مسعود بھی قیاس کرتے تھے۔ ہاں امام صاحب رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب نے ان سے زیادہ قیاس کیا اور انہوں نے ان سے کم لیکن قیاس کرنے میں وہ سب برابر ہیں۔

اس لیے جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کیا وجہ ہے کہ تم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر عیب لگاتے ہو۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا رائے کی وجہ سے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کیا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے رائے کے ساتھ کلام نہیں کیا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہاں وہ بھی رائے کے ساتھ کلام کرتے تھے لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ رائے میں ان سے زیادہ تھے۔ ان سے کہا گیا تم نے امام مالک کے متعلق کیوں کلام نہیں کیا۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حصہ کے مطابق رائے کے ساتھ عمل کیا اور امام مالک نے اپنے حصہ کے مطابق رائے کے ساتھ عمل کیا۔ یہ سن کر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے۔

حافظ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

ہم نے علماء کرام میں سے کوئی ایسا عالم نہیں پایا جو حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کرتا ہو اور پھر اس کا رد کرتا ہوں۔ ہاں رد کی ایک ہی وجہ ہے کہ اس کے پاس دلیل ہو کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا اس کی مثل اثر یا اجماع سے یا اس کی سند مطعون ہے۔ اور اگر کوئی بلا حجت حدیث کو رد کرے اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے پھر جانے کہ اس کی امامت ہو۔ اور اس پر فسق کے اسم کا اطلاق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ان کو معاف فرمائے۔

پھر لکھتے ہیں۔

تحقیق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اجتہاد رائے اور اصول پر قیاس کے ساتھ قول مروی ہے اور اس طرح تابعین پھر انہوں نے

Marfat.com

ان میں سے ایک خلق کثیر کو شمار کیا۔ انتھی کلام ابن عبدالبر۔

چنانچہ علامہ ابن عبدالبر کے اس قول میں اس قدح کے متعلق جواب شافی ہے۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

حاصل یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قیاس کے ساتھ قول میں منفرد نہیں بلکہ اس پر فقہاء امصار کا عمل ہے جیسا کہ ابن عبدالبر نے کہا: اور یہ اس شخص پر رد ہے جو جاہل ہے اور اس کو عیب سمجھتا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی شافعی فرماتے ہیں:

وقد قال المحققون لا يستقيم العمل بالحديث بدون استعمال الراى فيه اذهو المدرك لمعانيه التى هى مناط الاحكام.

الخیرات الحسان ص172 اور امام خطابی کی معالم السنن کے دیباچہ میں بھی اس طرح منقول ہے۔

یعنی محققین کا قول ہے کہ حدیث میں رائے کے استعمال کے بغیر حدیث کے ساتھ عمل، عمل مستقیم نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ حدیث کے ان معانی کا مدرک ہے جس پر احکام کا دارومدار ہے۔

اس سے معلوم ہوا یہ رائے مذموم نہیں بلکہ مستحسن ہے جس رائے کو معاندین ذمہ دار قرار دے رہے ہیں اور یہ صرف تعصب کی بنا پر ہے ورنہ تمام ائمہ کرام رحمہم اللہ رائے کا استعمال کرتے ہیں لیکن ان کے متعلق کوئی آدمی کچھ نہیں کہتا۔ صرف حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے رائے وقیاس پر اعتراض کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اس تفریق کے پیچھے کچھ عوامل کارفرما ہیں ورنہ تفریق کی گنجائش نہیں اس لیے بعض محدثین جن کو رضاعت میں تحریج کے لیے مدرک کا تامل نہیں۔ انہوں نے یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ بکری کے دودھ پینے والوں کے درمیان حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب

ابن حزم نے اس کے متعلق جو کہا وہ بھی پیش خدمت ہے۔ لیکن ابن حزم کے قول سے قبل ابن حزم کے متعلق مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتے ہیں۔

آزاد روش اور ابن حزم

ابن حزم 384 میں پیدا ہوا یہ پہلے شافعی تھے پھر بعد میں داؤد ظاہری کے مقلد ہو گئے۔ ویسے بہت بڑے محدث اور عالم ہیں۔ غرور علم نے ان کو تقلید سے باہر نکال دیا اور خود صاحب مسلک بن بیٹھے اور ائمہ مجتہدین پر سخت تنقیدیں کرنے لگے علامہ ذہبی نے تحریر فرمایا ہے۔

ولم يتادب مع الائمه فى الخطاب کلام میں ائمہ کرام کا ادب ملحوظ نہیں رکھتے تھے۔

لیکن مصر اور مشرق وسطی کے ممالک میں اور آزاد روش حضرات کے درمیان ان کی مقبولیت بڑھ رہی ہے کیونکہ یہ ائمہ کرام رحمہم اللہ پر سخت تنقید کرتے ہیں اور یہی چیز آج کل کے مزاج کے مطابق ہے اور اس پر خوشی ہوتی ہے۔

Marfat.com

مورخ ابن خلکان لکھتا ہے۔

اسلام میں حجاج بن یوسف کی تلوار اور ابن حزم کی سی تیز زبانی کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔

میری رائے یہ ہے کہ لوگوں کو محض آزاد روش کی وجہ سے ابن حزم کے بارے میں ضرورت سے زیادہ خوش فہمی ہوئی ہے حالانکہ خود ابن حزم کی اپنے بارے میں رائے یہ ہے۔

ولقد اصابتنی علہ شدیدۃ علی ریوفی الطحال شدیدا فولد ذٰلك علی ضیق الخلق وقلة الصبر والتزق امراً حاسبت نفسی فیه فانکرت تبدل خلقی واشتد عجبی من مفارقتی لطبعی

(ترجمان السنہ ص 28)

میں ایک بار شدید بیمار ہوا جس کی وجہ سے میری طحال بہت بڑھ گئی تھی اس لیے میری مزاج میں تنگی' تیزی' بداخلاقی' جلد بازی پیدا ہوگئی تھی۔ جب میں پہلی زندگی پر غور کرتا ہوں تو مجھے تعجب ہوتا ہے کہ میرے اخلاق وعادات کس قدر تبدیل ہو گئے ہیں اور میں اپنی اصلی طبیعت سے کس قدر دور ہو گیا ہوں۔

اس پر ایک لطیفہ معلوم ہو' حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں ابن حزم اپنی جلدلت قدر کے باوجود امام ترمذی جیسے شخص سے بالکل نا آشنا ہیں۔ جب ان کے سامنے امام ترمذی کا تذکرہ ہوا تو کہنے لگے وہ کون ہیں' ایک مجہول شخص ہے چنانچہ حافظ ذہبی نے اس پر گرفت کی غرضیکہ 400 ہجری کے اجماع کو ابن حزم نے پامال کرنے کی کوشش کی لیکن یہ کوشش بارآور ثابت نہ ہوئی۔ ابن حزم کے بعد انہیں کے نقش قدم پر چلنے والے ابن تیمیہ ہیں۔

ابوحنیفہ 197-

یہ ابن حزم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں۔

قال ابن حزم جمیع الحنیفه مجمعون علی ان مذهب ابی حنیفة ان ضعیف الحدیث عنده اولیٰ من الرای.

مناقب ابی حنیفہ وصاحبیہ للذہبی ص 21

ابن حزم نے کہا: تمام حنفیہ اس پر متفق ہیں کہ مذہب حنفیہ یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک حدیث صفیف رائے سے اولیٰ ہے۔

ایک آزاد روش اور بے سہارا شخص کا یہ قول معاندین امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ ابن حزم جیسا آدمی بھی یہ کہہ رہا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک ضعیف حدیث بھی رائے سے اولیٰ وبہتر ہے۔

پھر امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیوں کہ وہ قیاس کو احادیث پر مقدم سمجھتے تھے۔

شیخ ابن قیم نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق جو لکھا ہے وہ یہ ہے۔

واصحاب ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ مجمعون علی ان مذهب ابی حنیفة ان ضعیف الحدیث عنده

Marfat.com

اولٰی من القیاس والرای.(اعلام الموقعین ج اوّل ص 77)

یعنی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب اس پر متفق ہیں کہ مذہب ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس اور رائے سے اولیٰ ہے۔

موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أنبا عبداللّٰه بن علی کرمانی سمعت علی بن الحسن بن شقیق سمعت أبا حمزہ السکری یقول سمعت أبا حنیفة یقول اذا جاء الحدیث عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لم خلی عنه الی غیرہ واخذنا به واذا جاء عن الصحابة تخیرنا واذا جاء عن التابعین زاحمناهم. (الموفق ج اوّل ص ۷۷)

ابوحمزہ سکری نے کہا: میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث آئے اس کو چھوڑ کر غیر کی طرف جانا جائز نہیں اور ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آئے تو ہم اختیار کرتے ہیں اور جب تابعین سے آئے تو ہم مزاحمت کرتے ہیں۔

موفق بن احمد مکی فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث مسند ابی حنیفہ میں بروایت عبداللہ بن مبارک عن ابی حنیفہ سُنی ہے جس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اذاجاء الحدیث عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فعلی علی الراس والین والباقی سواء

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث آئے تو میرے سر آنکھوں پر (علامہ موفق فرماتے ہیں) باقی حدیث وہی ہے۔

عن عبدالعزیز ابی رزمه سمعت نعیم بن عمرو سمعت ابا حنیفة رحمه اللّٰه یقول' عجبا للناس یقولون افتحی بالرای' ما افتی الا بالاثر.

حوالہ مذکور' مناقب کردری ج اوّل ص 144

عبدالعزیز بن ابی رزمہ سے روایت ہے کہ میں نے نعیم بن عمرو سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کہتے ہیں میں رائے سے فتویٰ دیتا ہوں (فرماتے ہیں) میں تو صرف اثر (حدیث) کے ساتھ ہی فتویٰ دیتا ہوں۔

عن بشر بن یحی سمعت خالد بن صبیح سمعت زفر یقول لا قلتفتوا الی کلام المخالفین فان اباحنیفة واصحابنا لم یقولوا فی مسئلة الا من الکتاب واسنة والا قاویل الصحیحة ثم قاس بعد علیها.

الموفق ج اوّل ص 83

امام زفر فرماتے ہیں: مخالفین کے کلام کی طرف التفات نہ کرو کیونکہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ہمارے اصحاب کسی مسئلہ

Marfat.com

میں صرف کتاب وسنت اور اقاویل صحیحہ سے کلام کرتے ہیں اگر کوئی مسئلہ ان سے نہ پائیں تو پھر اس کے بعد وہ قیاس کرتے ہیں۔

عن عبد الله بن مالك بن سليمان الهروى ابنا فى ابى سمعت زهير بن معاوية كنت عند ابى حنيفة والا بيض بن الاغريقائسه فى سبيلة الى آخر الحديث.

(الموفق ج اوّل ص 81 مناقب کردری ج اوّل ص 144)

زہیر بن معاویہ فرماتے ہیں میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا اور ابیض بن اعز کسی مسئلہ کے متعلق امام سے قیاس کررہے تھے اور اس کے متعلق باہم ایک دوسرے سے بحث کررہے تھے' مسجد کی ایک طرف ایک شخص چیخا۔

زہیر بن معاویہ فرماتے ہیں میرا گمان ہے وہ اہل مدینہ سے تھا۔

اس شخص نے کہا: یہ مقایسات کیا ہیں ان کو چھوڑو کیونکہ سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے اللہ کے بندے! تو نے کلام کو اس کے غیر کی جگہ رکھا ہے (یعنی تو نے کلام اپنے محل پر نہیں رکھا) ابلیس نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کو رد کیا' اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

"واذ قلنا للملئكة اسجدوا لأدم فسجدوا الا ابليس كان من الجن ففسق عن امر ربه"

اور ہم ایک مسئلہ کو دوسرے مسئلہ پر قیاس کرتے ہیں تا کہ ہم اس مسئلہ کو اصول کتاب وسنت اور اجماع امت کے اصل کی طرف لوٹائیں اور ہم اجتہاد کرتے ہیں۔ یہ قیاس ابلیس سے کہاں ہے۔

وہ شخص پکار اٹھا اور کیا میں اپنی کلام سے توبہ کرتا ہوں اللہ عزوجل آپ کے قلب کو منور فرمائے جیسا کہ آپ نے میرے دل کو منور کیا۔

تو ان روایات سے ثابت ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض محض تہمت اور بہتان ہے کہ وہ قیاس کو احادیث پر مقدم سمجھتے تھے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس سے اولیٰ تھی۔ چہ جائیکہ احادیث صحیحہ پر آپ قیاس کو مقدم سمجھیں۔ یہ صرف تعصب ہے اللہ اس سے محفوظ فرمائے۔

ابوعبداللہ صمیری لکھتے ہیں۔

عن مكرم قال ثنا احمد بن عطية قال ثنا ابن سماعة عن ابى يوسف قال سمعت ابا حنيفة يقول اذا جاء الحديث عن النبى صلى الله عليه وسلم عن الثقات اخذنا به.فاذا جاء عن اصحابه لم يخرج عن اقاويلهم' فاذا جاء عن التابعين زاحمتهم.اخبار ابى حنيفه واصحابه ص 10

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا جب حدیث ثقات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آئے تو ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور جب حدیث آپ کے اصحاب سے آئے وہ ان کے اقاویل سے باہر نہیں نکلتے اور جب حدیث تابعین سے آئے ہیں ان سے مزاحمت کرتا ہوں۔

Marfat.com

ابوعبداللہ صمیری ہی فرماتے ہیں:

عن مکرم قال ثنا احمد قال سمعت المزفی یقول سمعت الشافعی یقول الناس عیال علی ابی حنیفة فی القیاس والا ستحسان

(اخبار ابی حنیفہ اصحابہ ص 11)

امام مزنی نے کہا: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے ہوئے سنا کہ قیاس اور فقہ میں لوگ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا عیال ہیں۔

ابن جزاز کردری نے اس حدیث کے ضمن میں لکھا ہے۔

هذا دلیل علی ابطلان قول اصحاب الشافعی ببطلان القول بالا ستحسان فان الشافعی ذکرہ فی مقام المدح ولایمدح الا بالحسن مع ان الشافعی رحمة اللّٰه علیه قال فی کتابه انی استحسن کذا.

(مناقب کردری ج اوّل ص 90)

فرماتے ہیں یہ اصحاب شافعی کے قول کے بطلان کی دلیل ہے جو ''القول باستحسان'' کو باطل قرار دیتے ہیں کیونکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مدح میں ذکر کیا ہے اور مدح کسی اچھی چیز کی ہی کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ میں نے فلاں استحسان کیا ہے۔

فرماتے ہیں قیاس دو قسم پر ہے قوی، اقوی، جلی، خفی، تو قوی اور جلی کا نام قیاس رکھ دیا گیا اور اقوی اور خفی کا نام استحسان۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قیاس دوائے مذموم نہیں سب ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم نے قیاس دوائے کا استعمال کیا ہے اور خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کا اقرار فرما رہے ہیں۔ چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کرنا کہ انہوں نے احادیث پر قیاس کو مقدم سمجھا ہے یہ ان پر بہت بڑا بہتان ہے اس قسم میں مذکورہ سب اقوال وروایات اس بات پر مونہہ بولتا ثبوت ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احدیث وآثار کے بعد قیاس فرماتے تھے اور صحیح قیاس فرماتے تھے جب کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور پھر ابن حزم جیسا آزاد روش بھی یہ اعتراف کر رہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس ورائے سے اولیٰ تھی۔

اتنی معتبر شہادات کے باوجود بھی اگر کوئی کور باطن امام صاحب رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتا ہے کہ وہ قیاس ورائے کو احادیث پر مقدم سمجھتے تھے تو یہ ان پر تہمت ہے۔ ایک عظیم بہتان ہے اور یہ سب کچھ حسد اور تعصب پر مبنی ہے۔

امام ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی متوفی 665ھ خطیب بغدادی کے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مطاعن ومصائب اور نقائص ومثالب کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

والجواب الخامس من حیث التفصیل عما ذکرہ الخطیب. الخ

یعنی خطیب بغدادی نے جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مطاعن ومصائب ذکر کیے اور حرمت قلم کو تار تار کیا ان کے متعلق من حیث التفصیل پانچواں جواب۔

Marfat.com

جامع المسانید ج اوّل ص 41

ان مثالب ومطاعن میں سے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر خطیب بغدادی وغیرہ کی طرف سے اعتراض یہ ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے وہ صرف اپنے رائے پر عمل کرتے تھے۔

امام خوارزمی فرماتے ہیں یہ قول اس شخص کا ہے جو فقہ کو بالکل جانتا ہی نہیں اور جس شخص نے فقہ کی بو سونگھی اور انصاف کیا اس نے یہ اعتراف کیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اخبار اور آثار کی اتباع میں تمام لوگوں سے اعلم تھے اور جو معترضین نے کہا: ان کے بطلان کی دلیل تین وجوہ سے ہے۔

ایک یہ کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ احادیث مراسیل کو حجت خیال کرتے تھے اور ان کو قیاس پر مقدم سمجھتے تھے۔ دوم یہ کہ قیاس کی اقسام چار ہیں۔

اوّل: قیاس موثر:

اور وہ یہ ہے کہ اصل اور فرع کے درمیان معنی مشترکہ مؤثر ہو۔

دوم: قیاس مناسب:

اور وہ یہ کہ اصل اور فرع کے درمیان معنی مناسب ہو۔

سوم: قیاس شبہ:

وہ یہ کہ اصل اور فرع کے درمیان احکام شرعیہ میں صورتاً مشابہت ہو۔

چہارم: قیاس طرد:

وہ یہ کہ اصل اور فرع کے درمیان معنی مطرد ہو۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کہتے ہیں قیاس شبہ اور قیاس مناسب دونوں باطل ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا اور آپ کے اصحاب کا قیاس طرد میں اختلاف ہے۔

ابوزید کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: صرف قیاس مؤثر حجت ہے اور باقی سب قیاس قابل حجت نہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سب قیاس قابل حجت ہیں اور اس کی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔

پھر تعجب اس بات پر ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ صرف ایک قیاس کو استعمال کرتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ تمام انواع قیاس کو استعمال کرتے ہیں اور ان کو حجت خیال کرتے ہیں اور قیاس کا اعتراض صرف امام پر ہی کیا جاتا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر نہیں کیا جاتا اس کی وجہ کیا ہے۔ خطیب بغدادی اور ان کے امثال کہتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اخبار کو چھوڑ کر صرف قیاس استعمال کرتے تھے۔ امام خوارزمی فرماتے ہیں یہ فقہ پر قلت وقوف اور غلبہ خواہش نفس کی وجہ سے ہے۔

Marfat.com

اور جو یہ خطیب بغدادی نے کہا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ اخبار کی اتباع نہیں کرتے تھے اس کے ابطال کی دلیل یہ ہے کہ جو شخص حضرت امام ابوحنیفہ اور آپ کے اصحابہ کے مآخذ کو پہچانتا ہے وہ خطیب بغدادی کے قول کے بطلان کو پہچان جائے گا۔

اس کا بیان من حیث التفصیل یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رکوع وسجود والی نماز میں قہقہہ ناقص وضو ہے۔

اور قیاس چاہتا ہے کہ وہ ناقص وضو نہیں اور یہ قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کیونکہ ان کے نزدیک قہقہہ نماز سے باہر نجس نہیں لہٰذا وہ ناقص وضو نہیں۔

لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حدیث ضعیف کے مقابلہ میں قیاس کو ترک کیا اور حدیث ضعیف پر عمل کیا۔

ابن ھمام شارح ہدایہ فرماتے ہیں اس باب میں اسلم حدیث وہ ہے جس کو ابن عدی نے کامل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔

ایک نابینا آدمی کنواں میں گر گیا تو بعض لوگ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا:

"من ضحك فی الصلوٰة قهقهة فليعد الوضوء والصلٰوة"

(الکامل فی الضعفاء لابن عدی ج3 حدیث نمبر1027)

یعنی جو شخص نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسا چاہیے کہ وہ وضو اور نماز لوٹائے۔

ابن ھمام فرماتے ہیں حدیث قہقہہ مرسلا ومسندا مروی ہے۔

فتح القدیر ج اوّل ص46

امام خوارزمی فرماتے ہیں یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا اور اس حدیث کی وجہ سے قیاس کو ترک کیا یعنی نماز میں قہقہہ کا غیر نماز پر قیاس کرنا' برخلاف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ انہوں نے قیاس پر عمل کیا اور فرمایا نماز میں قہقہہ ناقص وضو نہیں۔

شیخ ابراہیم حلبی نے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی المعروف بہ کبیری میں فرمایا۔

"وحد القهقهة قال بعضهم ما يظهر فيه القاف والهاء سكورتين"

قہقہہ کی حد کے متعلق بعض نے کہا: یہ ہے کہ جس میں قاف اور ہا دو دو بار ظاہر ہوں اور علامہ ابن العابدین شامی نے "ردالمحتار فی شرح درمختار" میں کہا لغت میں معروف یہ ہے کہ وہ کہتے قہ' قہ اور اصطلاح میں یہ ہے کہ جو اس کو خود بھی سنائی دے اور اپنے پاس والوں کو بھی سنائی دے۔

اس کے بعد فرمایا: حلیہ میں کہا میں اظہار قاف اور ھاء کی شرط لگانے کی تصریح پر واقف نہیں ہوسکتا۔

کبیری ص140 ردالمحتار ج اوّل ص107

اس سے معلوم ہوا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قیاس پر احادیث ضعیفہ کو مقدم سمجھتے تھے لیکن خطیب بغدادی اور اس کے

Marfat.com

ساتھیوں کی یہ رائے ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بعض احادیث پر عمل نہیں کیا جن پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کیا اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قیاس کے مقالہ میں ان احادیث کو ترک کیا ہے اور انہیں یہ معلوم نہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کو ان سے اصح احادیث کی وجہ سے چھوڑا ہے نہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے قیاس کی وجہ سے ان احادیث کو ترک فرمایا ہے۔

یہ بندۂ ناچیز چند احادیث بمتعلقہ نماز بطور نمونہ تحریر کرتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کو چھوڑا جس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کیا اور ان احادیث پر عمل کیا جو ان احادیث سے اصح ہیں جن پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کیا۔

امام ابوالموید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً تیس احادیث نقل فرمائی ہیں۔ میں صرف وہ احادیث مبارکہ آپ کی خدمت میں عرض کروں گا جن کا تعلق نماز سے ہے اگر تمام احادیث کو ملاحظہ کرنا چاہو تو اصل کتاب ''جامع المسانید'' (ج اوّل ص 43 تا 53 مطالعہ فرماؤ)

حدیثِ قلتین

1- ان میں سے ایک حدیث قلتین ہے وہ یہ ہے۔

حدثناهنادناعبدة عن محمد بن اسحاق عن محمدبن جعفر بن الزبير عن عبيد الله بن عبدالله بن عمر وعن بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يسال عن الماء يكون فى الفلاة من الارض وما ينوبه من السباع والدوآب قال اذا كان الماء قلتين يحمل الخبث.(ترمذی شریف ص 14)

اس حدیث کو ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ' دارمی' امام احمد' ابن خزیمہ اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ سے صحرا میں پانی کے متعلق پوچھا کہ اس پانی پر باری باری درندے اور چوپائے آتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب پانی دو قلہ ہو تو وہ نجاست کو قبول نہیں کرتا (یعنی اس پانی کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی جب تک کہ ان کا رنگ بو اور مزہ متغیر نہ ہو)

ابن ھمام نے فرمایا: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قلہ اڑھائی مشکیزہ اور دو قلعہ پانچ مشکیزہ کا اندازہ لگایا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ کے اصحاب نے پانچ صد رطل بغدادی کا وزناً اندازہ لگایا ہے۔ ار علامہ حلبی صاحب کبیری نے بھی پانچ سو رطل بغدادی لکھا ہے۔

علامہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

قلہ: بڑے مٹکہ کو کہتے ہیں جس میں اڑھائی مشکیزہ پانی کے مقدار ہو اور اس کو ''قریہ'' کہتے ہیں اور قربہ کی مقدار بڑے مٹکہ کی ہے اور ہمارے دیار میں جو متعارف ہے وہ یہ کہ اس میں پچاس من پانی آتا ہے اور ''قلتین'' پانچ مشکیزہ ہوا۔ چنانچہ

Marfat.com

''قلتین'' پانی کی کل تعداد دوسو پچاس من ہوئی۔ فتح القدیر ج اول ص67 کبیری ص92 اشعۃ اللمعات ج اوّل ص263

اور یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند اور متن میں اضطراب ہے۔

اس لیے علی بن مدینی جو ائمہ حدیث کے امام اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ میں سے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زمانہ ہیں وہ کہتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یابت ہی نہیں ہے۔ علامہ علی بن مدنیں فرماتے ہیں یہ اجماع صحابہ کے خلاف ہے کہ ایک حبشی چاہ زمزمہ میں گر کرمر گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے چاہ زمزم کا پورا پانی نکالنے کا حکم دیا اور یہ حکم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کی موجودگی میں دیا اور ان میں سے کسی نے انکار نہیں کیا۔

اشعۃ اللمعات ج اوّل ص263

حدیث زنگی (حبشی) کو ابن ابی شیبہ استاذ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو امام طحاوی نے شرح معانی الاثار میں بھی روایت کیا ہے۔

شرح معانی الاثار المطاوی ج اوّل ص19

علامہ حلبی نے لکھا ہے:

و فی البدائع عن ابن المدینی لا یثبت حدیث القلتین' فبطل الاستدلال به علی المراد.

کبیری ص94

یعنی بدائع میں علی بن مدینی سے مروی ہے کہ حدیث قلتین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی نہیں چنانچہ مراد پر اس سے استدلال باطل ہوا۔

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

"اوهو یضعف عن احتمال النجاسة"

یعنی حدیث میں ''لم یحمل الخبث '' سے مراد یہ ہے کہ تھوڑا پانی نجاست کے اٹھانے سے عاجز ہے۔ یعنی وہ نجس وناپاک ہے اسی طرح شروح ہدایہ میں ہے۔

فتح القدیر ج اوّل ص67

خلاصہ مقصود یہ ہے محدثین کرام کی یہ روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ آب ''قلتین'' نجاست کے اٹھانے سے عاجز ہے اور وہ ناپاک ہے اور یہ توجیہ ان احادیث صحیحہ کے ساتھ موافقت کے لیے ہے۔

الموفق بن احمد مکی نے ارقام فرمایا۔

عن محمد بن یزید سمعت المختاربن سابق الحنظلی سمعت ابا یوسف یقول سألنی ابی حنیفة عن قول رسول الله صلی الله علیه وسلم."اذاکان الماء قلتین لم یحمل خبثاً"

الموافق ج اوّل ص123

Marfat.com

مامعناہ فجعلت اقول فیه اقاویل لا یرضاها۔ الخ

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ''اذا کان الماء قلتین لم یحمل خبثا''

کے متعلق پوچھا' کہ اس کا معنی کیا ہے چنانچہ میں نے اس کے متعلق چند اقوال پیش کیے جن کو امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ناپسند فرمایا۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے۔آپ کے نزدیک اس کا معنی کیا ہے۔امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ جب جاری پانی ''قلتین'' ہو۔امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کھڑا ہوا اور آپ کے سر کو بوسہ دیا اور اس معنی کی تعریف کی اور خوشی سے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے حدیث قلتین سماعت فرمائی جس سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے۔لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ اس سے صحیح حدیث پر عمل کیا ہے جس کے اخراج پر شیخین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و سلم متفق ہیں' وہ حدیث یہ ہے:

ابوھریرۃ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لال یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لایجری ثم یغتسل فیہ بخاری شریف کتاب الوضو باب البول فی الماء الدائم 'مسلم شریف ج اوّل کتاب الطھارت ص 138

ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی رکے ہوئے پانی میں جو بہتا نہیں پیشاب نہ کرے اور پھر اس پانی سے وہ نہائے۔

امام طحاوی نے اس حدیث کو دس طرق سے تخریج کیا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں:

الاول احتج به اصحابنا ان الماء الذی لا یبلغ الغدیر العظم اذا وقعت فیه نجاسة لم یجوز الوضوء به قلیلًا کان او کثیراً۔ الخ عمدۃ القاری ج سوم ص 168

یعنی ہمارے اصحاب (احناف) نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جو پانی بہت بڑے تالاب تک نہ پہنچے جب اس میں کوئی نجاست واقع ہو جائے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر وہ پانی ناپاک ہے اس سے وضو کرنا جائز نہیں۔اس لیے کہ حدیث مطلق ہے اور یہ اپنے اطلاق کی وجہ سے کثیر وقلیل اور قلتین اور اس سے اکثر کو شامل ہے۔

اس تحقیق سے یہ واضح اور ظاہر ہو گیا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا جس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا بلکہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے زیادہ اصح حدیث پر عمل کیا جس کو شیخین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیحین میں تخریج کیا۔

خطیب بغدادی اور ان کے امثال یہ سمجھے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حدیث کو ترک کر کے قیاس پر عمل کیا ہے ان کے

Marfat.com

نزدیک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جس حدیث پر عمل کیا صحیح ہے لیکن انہیں یہ معلوم نہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے قیاس کو حدیث پر ترجیح نہیں دی بلکہ اس حدیث پر عمل کیا جو اس حدیث سے اصح ہے جس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کیا۔

نماز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کا بیان

2- وہ احادیث جو بسم اللہ الرحمٰن کے جہر میں واقع ہوئی ہیں۔ خطیب بغدادی اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قیاس کے سبب ان کی مخالفت کی (یعنی قیاس کو احادیث پر مقدم سمجھا) لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان پر عمل اس لیے نہیں کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہیں ہیں۔

اور نہایت ہی تعجب ہے علی بن عمر دار قطنی پر جنہوں نے تعصباً بسم اللہ کے جہر میں ایک کتاب لکھی اور اس میں احادیث موضوع لائے چنانچہ محدثین نے دار قطنی کی اس کتاب کا انکار کر دیا اور علماء محدثین نے اس پر اعتراض کرنا شروع کر دیا۔ جب علی بن عمر دار قطنی مصر تشریف لائے تو بعض مالکیہ نے ان سے کہا: تجھے اس اللہ عزوجل کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں کیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے جہر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح ہے۔ علی بن عمر دار قطنی نے اس بات کا اعتراف کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''الجهر باالتسمية'' میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ اس لیے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان پر عمل نہیں کیا بلکہ اس صحیح حدیث پر عمل کیا جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم نے بھی اپنی صحیحین میں باالاتفاق تخریج کیا۔ وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا حفص بن عمر قال حدثنا شعبه عن قتاده عن انس بن مالك ان النبى صلى الله عليه وسلم وابابكر وعمر رضى الله عنها كا نوا يفتتحون الصلوٰة (باالحمدلله رب العالمين)

(بخاری شریف کتاب الاذن باب ما یقراء بعدالتکبیر' مسلم شریف کتاب الصلوۃ ج اوّل ص 172

اور مسلم شریف کے لفظ یہ ہیں:

وعن قتاده انه كتب اليه يخبرهٗ عن انس بن مالك انه حدثه قال صليت خلف النبى صلى الله عليه وسلم وابى بكر وعمر وعثمان فكانوا يستفتحون باالحمد لله رب العالمين لا يذكرون بسم الله الرحمٰن الرحيم فى اوّل قراة ولا فى آخرها۔ حوالہ مذکور

یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے اور سب ''الحمدلله رب العالمين'' سے نماز کا آغاز کرتے تھے۔ اور وہ نہ اولی قرأت میں اور نہ ہی سورۂ فاتحہ کے آخر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ (یعنی الحمد کے اول و آخر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے)

مسلم شریف کی دوسری حدیث ملاحصہ فرمائیں۔

Marfat.com

حدثنا محمد بن مثنی وابن بشار کلاهما عن غفور قال ابن مثنی نا محمد بن جعفر قالنا شعبة قال سمعت قتادة یحدث عن انس قال صلیت مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وابی بکر وعمر وعثمان فلم اسمع احدا منهم یقرأ بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم.

مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ ج اوّل ص172

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر، عمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی ہے میں نے ان میں سے کسی کو بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے نہیں سنا۔

علامہ نوری اس حدیث کے ضمن ارقام فرماتے ہیں:

فی اسنادہ قتادة عن انس وفی الطریق الثانی قیل القتادة اسمعته من انس قال نعم. حوالہ مذکورہ

اس اسناد میں قتادہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں اور طریق ثانی میں ہے قتادہ سے کہا گیا کیا تم نے حضرت انس سے سنا ہے۔ قتادہ نے کہا: جی ہاں سنا ہے۔

امام نوری فرماتے ہیں یہ قتادہ کے سماعت کی تصریح ہے چنانچہ بوجہ تدلیس کے ارسال کا جو خوف تھا وہ منتفی ہوا۔

شیخ کمال الدین المعروف بابن ہمام فرماتے ہیں:

فی صحیح ابن خزیمه وابن حبان والنسائی عن نعیم المجمر صلیت وراء ابی هریرة رضی اللّٰه عنه فقراء بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم ثم قراء بام القرآن. الخ

فتح القدیر ج اوّل ص254

صحیح ابن خزیمہ، ابن حبان اور نسائی میں نعیم المجمر کے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی پھر اس کے بعد الحمد شریف پڑھی تھی کہ والا الضالین تک پہنچے۔ آخر حدیث تک۔

اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث نقل کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بآواز بلند پڑھتے تھے۔

آخر میں ابن ہمام لکھتے ہیں۔

قال بعض الحفاظ لیس حدیث صریح فی الجهر الاوفی اسناده مقال عند اهل الحدیث، حوالہ مذکور

بعض حفاظ نے فرمایا: بسم اللہ کے جہر میں کوئی حدیث صریح نہیں ہے مگر اس کی اسناد میں مقال ہے۔ اس لیے اصحاب سانید مشہورہ اربعہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں کوئی حدیث تخریج نہیں کی۔ باوجود اس کے کہ ان کی کتب احادیث ضعیفہ پر مشتمل ہیں۔ ابن تیمیہ نے کہا۔ ہم نے دار قطنی سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا: بسم اللہ کے جہر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔

Marfat.com

حازمی نے کہا: احادیث جہر اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے ماثورہ ہیں لیکن اکثر احادیث شوائب سے سالم نہیں ہیں۔

اس سے معلوم ہوا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان احادیث پر عمل کیا جو اصح ہیں اور ان کی احادیث کو چھوڑ دیا جن کی اسناد میں احتمال ہے اور وہ عیوب سے سالم نہیں ہیں۔

خطیب بغدادی اور ان کے ہمنوا کی عبارت دیکھیں کہ انہوں نے بے سوچے سمجھے امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کر دیا کہ انہوں نے احادیث باالجہر کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کیا۔ یہ کتنا عظیم بہتان اور تعصب ہے حالانکہ معاملہ اس کے سراسر خلاف ہے وہ یہ کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث پر عمل کیا جو اصح ترین ہیں۔ اور فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بآواز بلند نہ پڑھیں۔

علامہ عبدالحق محدث دہلوی نے جو ارقام فرمایا وہ بھی سماعت فرمائیں۔

و ما میگویم کہ مراد نفی جہر اُست بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ نفی قرأت قرأت آں۔

اشعۃ اللمعات ج اوّل ص 400

علامہ عبدالحق محدیث دہلوی فرماتے ہیں ہم کہتے ہیں اس سے مراد نفی جہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے نہ کہ اس کے قرأت کی نفی ہے اور یہ باالتحقیق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت شدہ ہے کہ وہ بسملہ کو بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے اگرچہ نماز جہری ہو۔

آخر میں ارقام فرماتے ہیں:

چنانچہ ظاہر شد کہ مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اصح وارجح است۔ حوالہ مذکور

چنانچہ ظاہر ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب اصح اور ارجح ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق جو محققانہ گفتگو فرمائی ہے اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ فرماتے ہیں:

ان هذاالحديث رواه عن انس رضى الله عنه جماعة منهم قتاده واسحاق بن عبدالله ومنصور بن زاذان۔ الخ

اس حدیث کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک جماعت نے روایت کیا ہے ان میں سے حضرت قتادہ، اسحاق بن عبداللہ، منصور بن زاذان، ایوب سختیانی، (علی اختلاف فیہ) ابومغامہ قیس بن عبایہ حنفی، عائذ بن شریح (بخلاف) حسن بصری، ثابت بنانی، حمید الطّویل اور محمد بن فوح ہیں۔

حدیث قتادہ کو بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے۔ حدیث اسحاق بن عبداللہ کو مسلم و بخاری نے حضرت انس سے تخریج کیا ہے۔

"صليت خلف النبى صلى الله عليه وسلم الى اخر الحديث"

حدیث منصور کو نسائی نے اور حدیث ایوب سختیانی کو شافعی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا ہے اور

Marfat.com

حدیث ابومغامہ کو بیہقی نے تخریج کیا ہے لفظہ ''لایقنرون'' یعنی وہ بالجہر تسمیہ نہیں پڑھتے تھے۔ اور حدیث عائذ بن شریح کو دارقطنی نے ورایت کیا ہے اور حدیث حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو طبرانی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے۔ ''لفظه'' ''کان یسر بها''۔

یعنی وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے اور حدیث ثابت بنانی کو بیہقی اور طحاوی نے ''من حدیث شعبة عن ثابت عن انس'' ذکر کیا ہے۔

''لفظه لم یکن رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا ابوبکر ولا عمر یجهرون بسم الله الرحمٰن الرحیم'' یعنی رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے اور حدیث حمید الطّویل کو طحاوی نے تخریج کیا ہے اور محمد بن نواح کی حدیث کو بھی طحاوی نے تخریج کیا ہے۔

امام طحاوی نے بطرق کثیرہ اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تخریج کیا اور اس کے بعد فرمایا۔

فثبت بتصحیح هٰذه الاثار ترك الجهر بسم الله الرحمٰن الرحیم وذکرها سرا۔

شرح معانی الاثار ج اوّل ص 140

فرماتے ہیں ان آثار کے صحیح ہونے سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بآواز بلند ترک کرنا اور ان کا آہستہ پڑھنا ثابت ہوا۔

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں:

النوع الثانی فی اختلاف الفاظ هٰذا الحدیث فلفظ النجاری مامرد لفظ المسلم فقد سر۔ الخ

دوسری قسم اس حدیث کے الفاظ کے اختلاف کے بیان میں لفظ بخاری اور مسلم گزر چکا ہے۔ اس حدیث کو نسائی، احمد، ابن حبان اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ان کے الفاظ یہ ہیں۔

"فکانوا لا یجهرون بسم الله الرحمٰن الرحیم"

یعنی وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے۔

ابن حبان نے یہ اضافہ کیا۔

"ویجهرون بالحمد لله رب العالمین"

یعنی وہ سورۂ فاتحہ کو بآواز بلند پڑھتے تھے۔

نسائی اور ابن حبان کے یہ لفظ بھی ہیں۔

"فلم اسمع احدا منهم یجهر بسم الله الرحمٰن الرحیم"

یعنی میں نے ان میں سے کسی کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بآواز بلند پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

اور ابویعلی کی مسند میں لفظ یہ ہیں۔

"فکانوا یفتتحون القرأة فیما یجهر به بالحمد لله رب العالمین"

Marfat.com

یعنی جن نمازوں میں قرأت بآواز بلند پڑھی جاتی ہے ان نمازوں میں وہ سورۂ فاتحہ سے آغاز کرتے تھے۔
اور طبرانی کا معجم میں، ابونعیم کا حلیہ میں، اور ابن خزیمہ کا ''مختصر المختصر'' میں لفظ یہ ہیں۔

"فكانو يسرون بسم الله الرحمن الرحيم"

یعنی وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھتے تھے۔
علامہ عینی فرماتے ہیں ان تمام روایات کے رجال ثقات ہیں صحیح ہیں ان سے روایت کر لیا گیا ہے۔
اس کے بعد فرماتے ہیں:
اصحاب صحاح نے جو حدیث حضرت انس بن مالک سے تخریج کی ہے اس کے علاوہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کے اور بھی طرق ہیں اور ان کے الفاظ ایک معنی کی طرف راجع ہیں جو ایک دوسرے کے مصدق ہیں اور یہ سات الفاظ ہیں۔

1- كانوا يستفتحون القراة بسم الله الرحمن الرحيم.
2- فلم اسمع احدا منهم يقول اويقرا بسم الله الرحمن الرحيم.
3- فلم يكونوا يقرء ون بسم الله الرحمن الرحيم.
4- فلم اسمع احد امنهم يجهر بسم الله الرحمٰن الرحيم.
5- فكانوا لايجهرون بسم الله الرحمٰن الرحيم.
6- فكانوا يستفتحون القراة بالحمد لله رب العالمين.
7- فكانوا يستفتحون القراة بالحمد لله رب العالمين.

اور اس لفظ کو خود خطیب بغدادی نے صحیح کہا ہے۔
اس کے بعد علامہ بدرالدین عیسنی فرماتے ہیں:

واحاديث الجهر وان كثرت رواتها وكلها ضعيفه واحاديث الجهر للسيت مخرجة فى الصحاح ولافى المسانيد المشهورة. الخ

احادیث جہر اگرچہ ان کے رواۃ بکثرت ہیں لیکن وہ سب کے سب ضعیف ہیں اور احادیث جہر نہ ہی صحاح میں اور نہ ہی مسانید مشہورہ سے تخریج کی گئی ہیں اور احادیث جہر کو اکثر حاکم اور دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ حاکم جن کا احادیث ضعیفہ بلکہ موضوع کو صحیح کہنا اور تساہل مصروف ہے اور دارقطنی کی کتب احادیث غریبہ، شاذہ، معللہ سے مملو ہیں اور ان کی کتب میں کتنی ایسی احادیث ہیں جو دیگر کتب میں نہیں پائی جاتیں اور ان کے رواۃ میں کذابون ضعفا اور مجاہیل ہیں۔ ان کا بخاری و مسلم نے صحیحین میں حدیث انس سے جو روایت کیا ہے کے ساتھ معارضہ کیسے جائز ہے اور یہ حدیث وہ ہے جس کو بیشمار ائمہ ثقات

Marfat.com

واثبات نے روایت کیا جن میں سے حضرت قتادہ ہیں جو اپنے زمانہ والوں سے احفظ ہیں ان سے شعبہ روایت کرتے ہیں جو امیر المومنین فی الحدیث ہیں اور اس کو امت نے قبول کیا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باوجود امام صاحب رضی اللہ عنہ کے تعصب کے اپنی صحیح میں ایک حدیث بھی مذہب امام اعظم کے خلاف نہ لا سکے۔ انہوں نے جہر میں صحیح حدیث کے حاصل کرنے میں بہت مشقت اٹھائی یہاں تک کہ وہ اپنی صحیح میں اس کو تخریج کر سکیں لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے اور اس طرح مسلم نے بھی اس باب میں کوئی حدیث تخریج نہیں کی۔ عمدۃ القاری ج 5 ص 282 تا 291

علامہ بدرالدین عینی اور دیگر ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی تصریح سے یہ بات کا الشمس الاظہر واضح اور ظاہر ہو گئی کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ قیاس کو احادیث پر مقدم نہیں سمجھتے تھے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کا انتخاب فرمایا جو اصح ترین تھیں۔

خطیب بغدادی اور ان کے ہمنواء کا یہ اعتراض کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے احادیث جہر بسملہ کو ترک کر کے قیاس پر عمل کیا ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خطیب بغدادی وغیرہ نے جن احادیث پر عمل کیا وہ احادیث عیوب سے سالم نہیں اور ان میں مقال ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ جملہ احادیث نقل فرمائیں اور ان کے عیوب وعلل کو واضح فرمایا۔ اگر ذوق طبع چاہے تو عمدۃ القاری کا مطالعہ فرمائیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے جن احادیث سے استدلال فرمایا وہ سب صحیح ہیں اور ان کے روایت کرنے والے سب ثقات واثبات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امت نے ان احادیث کو قبول کیا اور اس پر عمل کیا۔

ثابت ہوا خطیب بغدادی اور ان کے امثال وغیرہ کا یہ اعتراض سراسر بہتان ہے اور اس میں امام صاحب رضی اللہ عنہ سے حسد وتعصب کی بو آ رہی ہے۔ اللہ عزوجل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فاتحہ خلف الامام

3- ان میں سے وہ احادیث جو سورۂ فاتحہ کے متعلق وارد ہوئی ہیں مثلاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ''لا صلوٰۃ الابفاتحۃ الکتاب'' سوائے سورۂ فاتحہ کے نماز نہیں ہے (یعنی کامل نہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ''کل صلوٰۃ لم یقراء فیھا بفاتحۃ الکتاب فھو خراج غیر تمام''

یعنی ہر وہ نماز جس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ ناقصہ اور غیر تمام ہے۔ خطیب بغدادی وغیرہ نے گمان کیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل نہیں کیا اور امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بغیر سورۂ فاتحہ کی قرأت کے نماز صحیح ہے جب اس نے فاتحہ کے سوا دوسری قرأت کی۔

امام خوارزمی فرماتے ہیں: خطیب بغدادی وغیرہ کو معلوم نہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان احادیث کے ساتھ عمل کیا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے تو کل احادیث کو جمع فرمایا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز ناقصہ غیر تامہ ہے۔ اگر کسی نے اس کو عمداً ترک کیا وہ عاصی ہے اور اس کی نماز ناقصہ غیر تامہ ہے اور اگر اس نے بھول کر اس کو ترک کیا تو وہ سجدہ سہو کے ساتھ اس نقصان کو پورا کرے اور فرمایا: نماز کاملہ' فاضلہ نہیں مگر سورۂ فاتحہ کے ساتھ لیکن سورۂ فاتحہ کے ترک

Marfat.com

کے ساتھ صحیح حدیث کی وجہ سے نماز باطل نہیں ہوتی اور وہ حدیث وہ ہے جس کا امت نے قبول کے ساتھ استقبال کیا ہے۔ اور صحیحین میں بخاری و مسلم اس کے اخراج پر متفق ہیں وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا یحیٰ عن عبیداللّٰہ قال حدثنی سعید بن ابوسعید عن ابیه عن ابی هریرة ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلی ای اٰخر الحدیث.

بخاری شریف کتاب الاذان باب وجوب القرأۃ لا امام والماموم فی الصلوات کلہا' مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ ج اوّل ص 170

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے۔ ایک شخص (خلا دبن رافع) بھی مسجد میں آیا اور وہ نماز پڑھنے لگا۔ (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب ارشاد فرمایا اور فرمایا: جاؤ اور نماز (دوبارہ) پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی وہ واپس لوٹا اور نماز پڑھی جیسا کہ پہلے پڑھتی تھی۔ پھر وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور سلام عرض کیا: (آپ نے سلام کا جواب دیا) اور فرمایا: واپس جاؤ اور نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی آپ نے تین بار اس طرح فرمایا۔ اس شخص نے عرض کیا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اس سے اچھی نماز نہیں پڑھ سکتا' مجھے نماز پڑھنا سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: جب تو نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو تکبیر تحریمہ کہو پھر جو بھی قرآن آسانی سے پڑھ سکو وہ پڑھو پھر اطمینان سے رکوع کرو۔ پھر اطمینان سے رکوع سے سیدھا کھڑا ہو' پھر اطمینان سے سجدہ کرو' پھر سجدہ سے سر اٹھاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی تمام نمازوں میں (فرض ہوں خواہ نفل) اس طرح کرو۔

امام خوارزمی فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ''اقرأ ما تیسر معك من القرآن '' اس کے ساتھ عمل واجب ہے کیونکہ یہ کتاب اللہ کے موافق ہے اللہ عزوجل نے فرمایا: ''فاقرء وما تیسر من القرآن '' اس لیے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۂ فاتحہ کے ترک سے نماز باطل نہیں ہوتی اور یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف ہے۔ انتھی کلام الخوارزمی۔

اقوال نماز میں سورۂ فاتحہ کے وجوب کے اثبات اور اس کی فرضیت کی نفی کے دلائل پیش خدمت ہیں۔

عن ابی هریرة رضی اللّٰہ عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من صلی صلوٰة لم یقرأ فیها بام القرآن فهی خراج ثلثا غیر تمام.

اس حدیث کو مسلم' امام مالک' ابوداؤد' ابن ماجہ' ترمذی' نسائی اور طحاوی نے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن (سورۂ فاتحہ) نہیں پڑھی۔ آپ نے تین بار فرمایا وہ ناقصہ ہے اور غیر تمام ہے۔

عن عائشة رضی اللّٰہ عنها قالت سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول کل صلوٰة لم یقرأ فیها بام الکتاب فهی خراج.

اس حدیث کو ابن ماجہ' طحاوی نے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جس نماز میں ام الکتاب (سورۂ فاتحہ) نہ پڑھی جائے وہ نماز ناقص ہے۔

یہ بات ضروری یاد رکھنی چاہیے کہ لفظ ''غیر تمام'' اور لفظ ''خراج'' جو ان دونوں حدیث صحیحہ میں آیا ہے یہ صراحتاً دلالت کر رہے ہیں کہ نماز سوائے سورۂ فاتحہ کے بھی ادا ہو سکتی ہے لیکن ناقص اور یہ بجنسہ حکم واجب ہے اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ اگر سورۂ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا فرض ہوتا نبی اکرم ﷺ کبھی لفظ ''خراج'' یا ''غیر تمام'' نہ فرماتے جیسا کہ ظاہر ہے۔ بلکہ ''فھی باطل او مثل ذٰلك'' یعنی یہ فرماتے یہ نماز باطل ہے یا اس کی مثل اور کوئی لفظ استعمال فرماتے اور ارشاد فرماتے۔

اس لیے کہ ''خراج'' لغت میں بمعنی نقصان ہے جیسا کہ صراح وغیرہ میں مذکور ہے اور حدیث میں جو آیا ہے کہ

"کل صلٰوۃ لایقرأ فیھا بام الکتاب فھی خراج"

اس کا معنیٰ یہ ہے کہ یہ نماز ناقص ہے

اور اس سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

مخرج الید ای ناقص الید

یعنی مخرج الید کا معنی ہے' ناقص الید۔

اور کل میں نقصان پائے جانے سے کل کی نفی لازم نہیں آتی۔

اس کے علاوہ نماز میں سورۂ فاتحہ کی فرضیت کی تخصیص کا قول اللہ تعالیٰ کے فرمان اور دیگر احادیث صحیحہ کے خلاف ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ''فاقرو اماتیسر من القرآن''

یعنی جو بھی قرآن آسانی سے پڑھ سکو وہ پڑھو۔

اور احادیث مبارکہ یہ ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الصلوٰۃ لا یصلح فیھا من کلام الناس انما ھی التسبیح والتکبیر وقرأۃ القرآن۔

اس حدیث کو مسلم' ابوداؤد' نسائی نے روایت کیا اور امام طحاوی نے متعدد اسانید سے اس کو روایت کیا ہے۔

یعنی نماز میں لوگوں کا کلام درست نہیں اس لیے کہ یہ نماز صرف تسبیح اور تکبیر اور قرآن پاک کی قراۃ کا نام ہے۔

اس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو اس سے قبل امام خوارزمی کے حوالہ سے مذکور ہو چکی۔

اذاقمت الی الصلوٰۃ فکبر ثم اقرا اساتیسر مامعك من القرآن ثم ارکع' الحدیث

یعنی جب تو نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تکبیر کہہ' پھر جو بھی تیرے پاس قرآن پاک آسان ہے وہ پڑھ پھر رکوع کر' آخر حدیث تک

Marfat.com

اس حدیث کو بخاری و مسلم، نسائی، ترمذی، طحاوی، ابن ماجہ اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نادفی المدنیة انه لا صلوٰة الا بقرأة ولو بفاتحة الکتاب"

اس حدیث کو ابوداؤد اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

یعنی مدینہ میں ندا کر دو کہ نماز نہیں ہے مگر قرأت کے ساتھ اگرچہ سورہ فاتحہ ہی ہو۔

پھر حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت ہے انہوں نے کہا۔

صلیت خلف رهط من اصحاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم من الانصار فذکروا الصلوٰة وقالوا لاصلوٰة الابقرأة ولو بفاتحة الکتاب.

اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے مصنف میں روایت کیا۔

عبداللہ بن حارث کہتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انصاری اصحاب کی ایک جماعت کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ انہوں نے نماز کا ذکر کیا اور کہا نماز صرف قرأت قرآن سے ہے اگرچہ قرأت سورۂ فاتحہ ہو۔

چنانچہ یہ آیۂ مبارکہ اور احادیث صحیحہ جو بکثرت اس بات میں وارد ہوئی ہیں یہ صراحتاً اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ نماز میں مطلقاً قرأت قرآن ہی فرض ہے اور سورۂ فاتحہ کا بالتخصیص پڑھنا فرض نہیں اس لیے کہ سورۂ فاتحہ مطلق قرأت کا ایک فرد ہے۔

"فانظروا بنظر المنصفین ولاتکونن من المتزین"

اور وہ حدیث جو بخاری اور مسلم میں حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے وہ یہ ہے۔

"لاصلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب"

اور بعض روایات میں اس طرح ہے۔

"لاصلوٰة الابفاتحة الکتاب"

یعنی جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں مگر سورۂ فاتحہ کے ساتھ۔

یہ حدیث بچند وجوہ مرفوع ہے۔

1- یہ کہ یہ نفی، نفی ذات نہیں بلکہ نفی کمال ہے یعنی کمال نماز سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ہے نہ یہ کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز جائز ہی نہیں۔

جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاصلٰوة مجار المسجد الافی المسجد

یعنی مسجد کے ہمسایہ کی کامل نماز مسجد میں ہی ہے۔

Marfat.com

"ولا صلوٰة الابحضرة الطعام"
یعنی طعام کی موجودگی میں نماز کامل نہیں۔
"لاایمان لمن لا أمانة له"
یعنی اس شخص کا ایمان ہی کامل نہیں جو امان تدار نہیں
اور اگر ان کا بظاہر معنی لیا جائے جیسا کہ "لاصلوٰة الابفاتحة الکتاب" کا لیا گیا ہے تو معنی یہ ہوں گے۔ مسجد کے ہمسایہ کی مسجد کے سوا نماز جائز نہیں اور طعام کی موجودگی میں نماز جائز نہیں اور جو امین نہیں وہ صاحب ایمان نہیں یعنی وہ کافر ہے۔

جمہور علماء اہل سنت و جماعت بلکہ جملہ اہل اسلام میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں بلکہ سب مخالف ہیں کہ جو امانت میں خیانت کرتا ہے وہ اسلام سے خارج ہے اور کافر ہے۔ **واللہ یھدی الی سبیل الرشاد۔**

یہ قدر صرف تفصیلاً عرض کیا ہے اگر زیادہ کی تحقیق مقصود ہو تو پھر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جامع الصغیر مطالعہ فرمائیں۔
جس میں اس قبیل سے تقریباً دو سو اسّی احادیث مذکور ہیں کہ جن کے ابتداء میں لفظ "لا" موجود ہے۔
وہاں آپ کو معلوم ہوگا کہ کہاں نفی ذات مراد ہے اور کہاں نفی صفت کمال مراد ہے۔
لیکن مذکورہ حدیث "لاصلوٰة الابفاتة الکتاب" میں لفظ "لا" نفی صفت کمال کے لیے ہے نہ کہ نفی ذات کے لیے
اس کی دلیل احادیث صحیحہ میں کلمہ "خراج" اور لفظ "غیر تمام" ہے
چنانچہ حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے ہرگز نماز میں فرضیت سورۂ فاتحہ ثابت نہیں ہے جیسا کہ مخالفین امام صاحب رضی اللہ عنہ کا خیال ہے۔
2- ان احادیث کے لیے اللہ عزوجل کے فرمان: "فاقرء واما تیسر من القرآن" کا عموم معارض ہے یعنی جو قرآن سے آسان ہو وہ پڑھو۔
چنانچہ اگر سورۂ فاتحہ کی فرصیت کی تخصیص کو تسلیم کر لیا جائے تو وہ اس آیۂ کریمہ کے عموم سے منسوخ ہے اور فرض نہ رہی۔
3- یہ احادیث احاد ہیں جو قطعیت و فرضیت کا فائدہ نہیں دیتیں اور اگر قطعیت کی صورت میں ان کو بالفرض تسلیم کر لیا جائے تو یہ احادیث آیت مبارکہ کے عموم اور احادیث صحیحہ جو اس سے قبل ذکر کی گئی ہیں کی مخالف ہوں گی بلکہ ناسخ اور یہ جائز نہیں تو لامحالہ وہ وجوب کا فائدہ دیں گے۔
چنانچہ علامہ ملا علی قاری نے جو رسالہ امام الحرمین کے جواب میں لکھا ہے اس میں فرماتے ہیں:
واما قوله علیه السلام لاصلوٰة الابفاتحة الکتاب فمحمول علی الوجوب لانه خبر الواحد وهو الموجب للعمل دون العلم۔ الخ
یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "لاصلوٰة الابفاتحة الکتاب"

Marfat.com

یہ وجوب پر محمول ہے اس لیے کہ خبر واحد موجب عمل نہ کہ قطعی اور فرضی' تو اس سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی اور نفی سے کبھی نفی صفت کمال لی جاتی ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان: ''لا صلوٰة لجار المسجد الا فی المسجد'' اور امام اعظم رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ سورۂ فاتحہ واجب ہے۔

4- یہ کہ صرف ''لا'' جو حدیث میں مذکور ہے وہ اسم اور خبر کا مقتضی ہے۔ جیسا کہ علوم عربیہ کے ماہرین پر مخفی نہیں۔

چنانچہ اس کا اسم لفظ ''صلوٰۃ'' ہے اور اس کی خبر کو نبی اکرم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا تو اس اعتبار سے یہ حدیث پر ور موول و متحمل ہوگی اور کسی چیز کی متضمن ہوگی۔ مثل لفظ ''کاملة او جائزة''

اگر اس خبر مقدر کو لفظ ''جائزة'' مفروض کر لیا جائے تو حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز جائز ہی نہیں اور اگر خبر مقدر لفظ ''کاملة'' مفروض کر لیا جائے تو حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ بغیر سورۂ فاتحہ کے نماز کامل نہیں۔

چنانچہ آیت مبارکہ اور احادیث صحیحہ جو اس سے قبل مذکورہ ہو چکیں ان کی دلالت یہ ہے کہ خبر ''لا'' اس جگہ کلمہ ''کاملة'' ہو نہ کہ ''جائزة''

اس کا خلاصہ اس طرح ہے کہ خبر ''لا'' نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں تو لا محالہ احادیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ موول ہوئیں اور بالذات کوئی چیز اس پر دلالت کرنے والی نہیں بلکہ احادیث عبادہ بن صامت ان احادیث کے تابعہ ہوں گی جو اس باب میں اقوی ہوں گی تو بالضرور احادیث عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ آیت مبارکہ اور احادیث صحیحہ مذکوۃ الصدر کے تابع ہوں گی جو کہ اس باب میں صحیح ترین احادیث ہیں۔

5- یہ کہ بعینہٖ یہی حدیث حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اس پر دلالت کرتی ہے کہ خبر ''لا'' خاص ''کاملة'' ہے نہ کہ کوئی

اور

اس لیے کہ اس حدیث کے پورے الفاظ یہ ہیں۔

"لاصلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب فصاعداً"

اس حدیث کو مسلم' ابوداؤد' نسائی وغیرہم نے روایت کیا۔

یعنی اس آدمی کی نماز کامل نہیں کہ جس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی اور سورۂ فاتحہ سے زیادہ نہ پڑھا۔

اور حدیث حضرت ابوسعید خدری بھی اس طرح ہے۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم مفتاح الصلوٰة الطهور وتحریمها التکبیر' تحلیلها التسلیم ولا صلوٰة لمن لا یقر باالحمد وسورة فی الفریضة وغیرها۔

اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کی کنجی طہارت ہے اور نماز میں اشیاء کو حرام کرنے والی تکبیر ہے اور اس سے باہر کرنے والا سلام اور اس شخص کی نماز نہیں جس نے سورۂ فاتحہ اور ایک سورت نماز فرض وغیرہم فرض میں نہ پڑھی۔

Marfat.com

اور وجہ دلالت یہ ہے کہ ان احادیث میں خبر ''لا'' کلمہ ''کاملة'' ہے نہ کہ ''جائزة'' اس پر اکثر امت کا اجماع ہے کہ اگر اس جگہ جز ''لا'' مقدر ''جائزة'' مان لیا جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ جب تک نماز میں سورۂ فاتحہ اور کچھ قرآن پاک نہ پڑھا جائے نماز جائز ہی نہیں اور یہی معنی باالاجماع باطل ہے اس لیے کہ ضم صورت یا فاتحہ کسی مذہب میں بھی فرض نہیں۔

چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت کی حدیث اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے جمیع الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ خبر ''لا'' کاملة'' ہے نہ کہ ''جائزة'' تو احادیث صحیحہ اور آیۂ مبارکہ سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ نماز میں مطلقاً قرآن کی قرأت فرض ہے اس میں سورۂ فاتحہ کی کوئی تعیین و تخصیص نہیں۔

اور یہی مطلوب ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

منقول از سیف المقلدین علامہ عبدالجلیل پشاری حصہ دوم ص 14

اس کے علاوہ وہ حدیث سماعت فرمائیں جس سے امام کے پیچھے قرأت نہ کرنا ثابت ہے وہ حدیث یہ ہے:

ابوحنیفة عن موسیٰ بن ابی عائشه عن عبدالله بن شداد عن جابر بن عبدالله ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال من کان له امام فقراة الامام له قرأة.

مسند امام اعظم کتاب الصلوٰۃ ص 60-61 مؤطا امام مالک ص 98

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے انہوں نے عبداللہ بن شداد بن ہاد سے انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کا امام ہو (اور مؤطا کے لفظ یہ ہیں ''من صلی خلف الامام'' جس نے امام کے پیچھے نماز پڑھی) تو امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔

حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بطرق کثیرہ مروی ہے۔ تمام طرق اگر دیکھنا چاہیں تو اس فقیر کی کتاب ''قرأت خلف الامام'' مطالعہ فرمائیں وہ نہایت تحقیقی کتاب ہے۔

ابن ہمام شارح ہدایہ اور مفسر عظیم سید محمود آلوسی بغدادی نے اپنی تفسیر ''روح المعانی'' میں لکھا ہے۔

اس حدیث کے مرفوع ہونے کی تضعیف کرنے والوں مثلاً دارقطنی، بیہقی، ابن عدی وغیرہم نے بھی یہ اعتراف کیا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور صحیح ہے اس لیے کہ حفاظ محدثین کرام مثل سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، ابوالاحوص، شعبہ بن حجاج، اسرائیل، شریک، جریر، ابی الزبیر، عبد بن حمید اور دیگر کبرائے محدثین نے اس حدیث کو بطریق موسیٰ بن ابی عائشہ عبداللہ بن شداد سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کو مرسلا روایت کیا ہے۔

جبکہ یہ حدیث تمام ائمہ کے نزدیک مرسلا صحیح ہے تو مرسل بھی ہمارے نزدیک حجت ہے۔ لیکن ان ہی کبرائے محدثین سے یہ حدیث مرفوعاً بھی مروی ہے اور یہ کہنا کہ ان سے یہ حدیث صرف مرسلا مروی ہے مرفوعاً نہیں غیر صحیح ہے۔ اب ان سے مرفوعاً بھی یہ حدیث سماعت فرمائیں۔

اخرج احمد بن منیع فی مسنده اخبرنا اسحاق الارزق، حدثنا سفیان وشریك عن موسیٰ بن

Marfat.com

ابی عائشه عن عبداللّٰه بن شداد بن الهاد عن جابر عن عبدالله عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم'
من کان له امام فقراة الامام له قرأة.
یعنی جس کا امام ہوتو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔
اس حدیث کی اسناد علی شرط شیخین صحیح ہے۔
اس حدیث کی عبد بن عبدالحمید نے بھی روایت کی ہے۔
انہوں نے کہا:
حدثنا ابونعیم حدثنا الحسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فذکره.
یعنی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: امام کی قرأت مقتدی کی ہی قرأت ہے۔
اس حدیث کی اسناد علی شرط مسلم صحیح ہے۔
اس حدیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔
حدثنا مالك بن اسماعیل عن حسن بن صالح عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم' قال
"کل من کان له امام فقرأته له قرأة"
مصنف ابن ابی شیبہ ج اوّل ص 377
حافظ ماردینی نے "جوہر النقی" میں فرمایا اس حدیث کی سند صحیح ہے اور کیسے نہ ہو اس کے جملہ رجال ثقات ہیں۔
جوہر النقی فوزیل سنن الکبریٰ ج دوم ص 159
معلوم ہوا یہ حدیث مبارکہ کبرائے محدثین سے بسند صحیح مرفوعا مروی ہے۔ ابن ھمام اور سید محمود الوسی فرماتے ہیں جب یہ حدیث صحیح ہے تو واجب ہوا کہ جس طرح آیت مبارکہ "فاقرء واماتیسر من القراٰن" کے عموم اور حدیث "لاصلوٰة الا بفاتحة الکتاب" کے عموم کو مطلقاً خصم (امام شافی رحمۃ اللہ علیہ) کے نزیک خاص کرنا جائز ہے اور مقتدی سے اس کو خارج کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک بھی اس طرح ہے کہ جب اس عموم سے بعض کو خاص کرلیا گیا اور وہ اجماعاً رکوع کا پالنے والا رکعت کا پالینے والا ہے اور اس کے بعد حدیث مذکور "قرأة الامام قرأة له" کے ساتھ مقتدی کو خاص کرنا جائز ہے۔
یعنی حدیث عبادہ بن صامت "لاصلوٰة الابفاتحة الکتاب" کے عموم سے مقتدی خارج ہے۔
اب حدیث کے معنیٰ یہ ہوئے کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں مگر مقتدی۔ کیونکہ امام کی قرأت ہی مقتدی کی قرأت ہے۔
تفسیر روح المعانی جز 9 ص 151 فتح القدیر ج اوّل ص 294

Marfat.com

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

روی منع القرأة خلف الامام عن ثمانین من الصحابة الکبار منهم المرتضٰی والعبادلة الثلاثه۔ الخ

(عمدۃ القاری ج 6 ص 13)

یعنی امام کے پیچھے قرأت کی کبار اسی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ممانعت مروی ہے ان میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبادلہ ثلاثہ بھی ہیں اور باقی کے اسماء اہل حدیث کے نزدیک مرقوم ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق بمنزلہ اجماع ہے۔ اس لیے صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے۔ قرأت خلف الامام کے ترک پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور اس کا اجماع نام رکھنا باعتبار اکثر کے اتفاق کی وجہ سے ہے اور ہمارے نزدیک اس طرح کے اتفاق کو اجماع ہی سے موسوم کیا گیا ہے۔

شیخ امام عبداللہ بن یعقوب حارثی سیذمونی نے اپنی کتاب ''کشف الابرار'' میں عبداللہ بن زید بن اسلم عن ابیہ یعنی زید بن اسلم سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرأت خلف الامام سے منع کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعود، زید بن ثابت، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین۔ عمدۃ القاری ج 6 ص 13

لہٰذا جملہ کلام کا خلاصۃ المرام یہ ہے کہ خطیب بغدادی وغیرہ نے امام صاحب رضی اللہ عنہ پر جو اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے ان احادیث پر عمل نہیں کیا جن پر امام شافعی نے عمل کیا اور انہوں نے قیاس پر عمل کیا اور احادیث پر قیاس کو ترجیح دی۔ یہ ایک نہایت ہی عظیم بہتان ہے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ پر باندھا گیا ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے تو دونوں احادیث کو جمع کر کے ان پر عمل کیا ہے جیسا کہ آپ نے سماعت فرمایا اس مسئلہ کی نہایت عمدۃ تحقیق مع اعتراضات وجوبات اس ناچیز کی کتاب ''قرأت خلف الامام'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

اس کے پڑھنے کے بعد ان شاء اللہ جملہ شکوک وشبہات دور ہو جائیں گے۔

اختلافِ تشہد

4- ان میں سے تشہد ابن عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث ہے، خطیب بغدادی اور ان کے ہم مشربوں نے یہ گمان کیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو اپنی رائے اور قیاس سے چھوڑ دیا۔ انہیں معلوم نہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے اصح حدیث پر عمل کیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تشہد یہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ائمہ صحاح ستہ نے تخریج کیا ہے۔

عن سعید ابن جبیر وطاؤس عن ابن عباس رضی الله عنهما قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلمنا التشهد کما یعلمنا السورة من القرآن وکان یقول التحیات المبارکات

Marfat.com

الصلوٰت الطیبات للّٰہ السلام علیك ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین اشهد ان لا اله الا اللّٰه واشهد ان محمد أعبده ورسوله.

مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی، کتاب الصلوٰۃ باب التشہد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی اختیار ہے کہ تشہد ابن عباس ہی پڑھا جائے۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تشہد

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث کو امام مالک نے ''مؤطا'' میں تخریج کیا ہے۔

حدثنی یحییٰ عن مالك عن ابن شهاب عن عروة بن الزبیر عن عبدالرحمن القاری انه سمع عمر بن الخطاب وهو علی المنبر یعلم الناس التشهد یقول قولو ا التحیات للّٰہ الزاکیات للّٰہ الطیبات الصلوٰت للّٰہ السلام علیك ایھا النبی. الخ،

(مؤطا امام مالك ج اوّل ص 185 باب 53 التشهد فی الصلوٰة)

اور تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما یہ ہے۔

اور حدیث ابن مسعود کو صحاح ستہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی کے لفظ یہ ہیں۔

حدثنا یعقوب بن ابراهیم الدروقی عبیدالله الاشجعی عن سفیان الثوری عن ابی اسحاق عن الاسود بن یزید عن عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنه قال علمنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذقعدنا فی الرکعتین ان نقول التحیات للّٰہ والصلوٰت والطیبات السلام علیك ایھا النبی ورحمة الله وبرکاته السلام علینا وعلی عبادالله الصالحین اشهد ان لااله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله.

قال ابوعیسیٰ حدیث ابن مسعود قد روی عنه من غیروجه وهو اصح حدیث عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی التشهد والعمل علیه عند اکثر اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ومن بعد هم من التابعین وهو قول سفیان الثوری وابن المبارك واحمد واسحاق.

ترمذی شریف مطبوعہ منشی نور کشور ص 54-55

امام ابوعیسیٰ ترمذی نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا کہ یہ حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے دوسری وجہ سے بھی مروی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تشہد میں یہ اصح حدیث ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور ان کے بعد تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے اور یہی سفیان ثوری، ابن مبارک احمد اور اسحاق کا قول ہے۔

اور یہ امام ابوحنیفہ اور احمد رحمہما اللہ علیہما کا اختیار ہے کہ نماز میں تشہد ابن مسعود پڑھنا چاہیے۔

Marfat.com

اب دیکھیں کہ خطیب بغدادی اور ان کے ہمنواؤں کا پول کھل گیا کہ وہ کہتے ہیں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو ترک کیا ہے جس میں تشہد ابن عباس ہے اور اپنی رائے اور قیاس پر عمل کیا ہے

امام ابوعیسیٰ ترمذی تشہد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اصح حدیث ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے اکثر اہل علم کا اس پر عمل ہے بیان کر رہے ہیں۔

کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اصح ترین حدیث پر عمل کیا ہے یا اپنی رائے اور قیاس سے حدیث کو ترک کیا ہے اس سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے تشہد ابن مسعود کو اختیار فرمایا۔

کیونکہ یہ تشہد بنسبت دیگر کے اصح ہے' اور اس پر جمہور کا عمل ہے۔ اور الفاظ تشہد کے اختلاف کی بنا پر حدیث تشہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے۔

علامہ قسطلانی نے ان کے اسماء گرامی جو نقل فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔

حضرت ابن مسعود' ابن عباس' عمر بن خطاب' عبداللہ بن عمر' ام المومنین حضرت عائشہ' جابر بن عبداللہ' ابوسعید خدری' ابوموسیٰ اشعری' سلیمان فارسی رضی اللہ عنہم اور علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں ہی اضافہ کیا ہے۔

عبداللہ بن زبیر' معاویہ بن سفیان' سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ اور ابی حمید رضی اللہ عنہم۔

ارشاد الساری ج دوم ص 554' عمدۃ القاری ج 6 ص 112

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے تشہد ابن مسعود کے مرجع ہونے کے متعلق مختلف شروح بخاری اور کتب فقہ سے وجوہ ترجیح نقل فرمائی ہیں جو آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور اس کے بعد بخاری کی شروح اور کتب فقہ کے حوالہ جات پیش کیے جائیں گے تاکہ اصل کتاب سے وجوہ ترجیح سے استفادہ کیا جا سکے۔

وهناك وجوه آخر ترجح تشهد ابن مسعود علىٰ غيره' الخ

یہاں دیگر وجوہ ہیں جو تشہد ابن مسعود کو غیر پر ترجیح دیتی ہیں۔

1- حضرت ابن مسعود کی حدیث اصح ہے جیسا کہ امام ترمذی نے فرمایا: تشہد میں یہ حدیث اصح ہے۔

2- بزار نے کہا: میرے نزدیک تشہد میں اصح حدیث' حدیث ابن مسعود ہے جو بیس اور چند وجہ سے مروی ہے۔ جس میں سے امام طحاوی نے اپنی کتاب ''شرح معانی الآثار'' میں حدیث ابن مسعود کو بارہ طریق سے تخریج کیا ہے۔

بزار فرماتے ہیں معلوم نہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے کوئی حدیث اثبت اور باعتبار اسناد اصح اور باعتبار رجال اشہر روایت کی گئی ہو۔ مسلم نے کہا: لوگوں کا صرف تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما پر اجتماع ہے۔ اس لیے کہ اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہما میں سے کسی کا بھی ایک دوسرے سے اس میں اختلاف نہیں۔

3- محمد بن یحییٰ ذہلی نے فرمایا: تشہد میں جتنی احادیث مروی ہیں ان میں سے حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اصح ہے۔

میں نے تشہد ابن مسعود سے کوئی احسن تشہد نہیں سنا۔ اسی طرح حافظ ابن حجر نے ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

4- طبرانی نے معجم کبیر میں بریدہ بن خصیب سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا میں نے تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے احسن کوئی تشہد نہیں سنا۔

5- ائمہ ستہ لفظا ومعناً حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث کی تخریج پر متفق ہیں اور یہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ ائمہ ستہ لفظاء ومعناً کسی حدیث کی تخریج پر متفق ہوں اور تشہد ابن عباس افراد مسلم سے ہے۔

6- اس حدیث میں تعلیم کی تاکید ہے جیسا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے قاسم سے اس کی تخریج کی۔ انہوں نے کہا: علقمہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حدیث بیان کی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے ان کا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر تشہد کی تعلیم دی اور یہ دیگر تشہد میں نہیں ہے۔

7- اس میں حرف ''واؤ'' کا اضافہ ہے اور یہ تجدید کلام کا فائدہ دیتا ہے کیونکہ ''واؤ'' معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغائرت کی مقتضی ہے چنانچہ ہر جملہ مستقل ایک ثنا ہوگا۔ برخلاف حرف ''واؤ'' کے کہ ہر جملہ پہلے جملہ کی صفت ہوگا۔

8- زیلعی ابن ہمام اور ابن حجر نے ذکر کیا ہے کہ ترمذی نے اپنی سند کے ساتھ خصیف سے تخریج کیا کہ انہوں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم لوگ تشہد میں اختلاف کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما کو لازم پکڑو۔

9- تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے موافقت کی ہے۔

طحاوی شریف ج اوّل ص180 تا183 مؤطا امام محمد ص110 حاشیہ نمبر 4

عمدۃ القاری ج 6 ص114 ارشاد الساری ج دوم ص554

فتح الباری ج دوم ص315 زرقانی علی المؤطا ج اوّل ص187 فتح القدیر شرح ہدایہ ج اوّل ص273

مذکورہ تمام وجوہ ترجیح آپ ان کتب سے دیکھ سکتے ہیں۔

تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی وجہ ترجیح سے ثابت ہوا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہا کو جو اختیار فرمایا وہ صحیح ہے اور بہ نسبت دیگر تشہد کے تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہما وہ ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین کے اکثر اہل علم کا عمل ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا اس پر اجماع ہے۔

اس سے حسد خطیب بغدادی کا بھی پول کھل گیا جو کہتے ہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اپنی رائے کو ترجیح دی اور حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما پر عمل نہیں کیا۔ خطیب بغدادی کو معلوم نہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اصح ترین حدیث جس پر ائمہ ستہ متفق ہیں پر عمل کیا اور اب تک لوگ اس پر عمل پیرا ہیں اور قیامت تک اسی پر عمل کرتے رہیں گے۔

حافظ عسقلانی اور بدرالدین عینی نے لکھا ہے۔

اگر کہا جائے کہ ''قوله اسلام عليك ايها النبى'' میں غیبت سے خطاب کی طرف عدول میں کیا حکمت ہے۔

Marfat.com

اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔

ویحتمل ان یقال علی طریق اهل العرفان' ان المصلین کما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات اذن هم بالدخول فی حریم الحی الدین لایموت فقرت اعینهم بالمناجات فنبهوا علیٰ ان ذٰلك بواسطة نبی الرحمة وبرکة متابعة فالتفتوا فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلوا علیه قائلین اسلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاة۔

(فتح الباری ج دوم ص314 عمدۃ القاری ج6 ص111)

حافظ عسقلانی اور علامہ بدرالدین عینی رحمہما اللہ تعالیٰ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ اہل عرفان کے طریق پر یوں کہا جائے کہ نماز پڑھنے والے جب التحیات کے ذریعہ باب ملکوت کھولنے کی اجازت طلب کرتے ہیں تو ان کو اس ذات کے حریم (قصر شاہی کے اردگرد وسیع جگہ اور ہر وہ جگہ جس کی حفاظت واجب ہے) میں داخل ہونے کی اجازت دی جاتی ہے جو ذات ہمیشہ زندہ ہے اس کو موت نہیں۔

(جب وہ حریم میں داخل ہو جاتے ہیں) تو ان کی آنکھیں مناجات کے ساتھ ٹھنڈک حاصل کرتی ہیں تو انہیں اس بات پر تنبیہ کی جاتی ہے کہ یہ سب کچھ نبی الرحمۃ کے واسطہ اور آپ کی متابعت کی برکت کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ جب انہوں نے مونہہ پھیر کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں حبیب ﷺ میں حاضر ہے وہ یہ کہتے ہوئے آپ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ''السلام علیك ایها النبی ورحمة الله برکاته'' اے نبی! آپ پر سلام ہو اور آپ پر اللہ عزوجل کی رحمت و برکات ہوں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے نبی اکرم ﷺ ہر نمازی کے حضور حاضر ہیں اور وہ آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہتا ہے ''السلام علیك ایها النبی'' الخ

علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے ماتحت یوں ارقام فرماتے ہیں:

"التحیات لله والصلوٰت والطیبات"

مراد بتحیات عبادات قولیه میدارند' وبصلوات عبادات بدنیه' وبطیبات' عبادات مالیه

یعنی تحیات سے مراد عبادات قولیہ' اور صلوات سے مراد عبادات بدنیہ اور طیبات سے مراد عبادات مالیہ ہیں۔

"السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته"

وبعضے ازعرفا گفته الذکرایں خطاب بجهت سریان حقیقت محمدیه است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذرات مصلیاں موجود وحاضر است۔ (اشعۃ اللمعات ج اوّل ص430)

بعض عرفاء کہتے ہیں یہ خطاب حقیقت محمدیہ کے موجودات کے ذرائر اور ممکنات کے افراد میں جاری وساری ہونے کی جہت سے ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نماز پڑھنے والوں کی ذات میں موجود وحاضر ہیں۔ چنانچہ نمازی کو چاہیے کہ وہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہوتا کہ انوار قرب اور اسرار معرفت کے ساتھ متنور ہو۔

Marfat.com

اب دیکھیں کہ علامہ عبدالحق محدیث دہلوی فرماتے ہیں حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ ہر نمازی کی ذات میں موجود وحاضر ہیں۔

جب آپ ﷺ ہر نمازی کی ذات میں موجود وحاضر ہیں تو نمازی کو چاہیے کہ وہ از جہت خطاب آپ پر یوں کلام عرض کرے۔

"السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته"

اس کو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے باب التشہد میں یوں بیان فرمایا ہے۔

واحضر فی قلبك النبی صلی الله علیه وسلم وشخصه الکریم وقل سلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاة۔

احیاء العلوم ج اوّل ص 99

اے نمازی، نبی اکرم ﷺ اور آپ کی ذات کریم کو اپنے دل میں حاضر سمجھ اور کہہ اے نبی! (ﷺ) آپ پر سلام ہو اور اللہ کے رحمت اور برکات ہوں۔

صاحب درمختار فرماتے ہیں:

ویقصد بالفاظ التشهد معانیها مرادة له علی وجه الانشاء کانه یحییٰ الله ویسلم علی نبیه وعلی نفسه واولیاءٔ لا الاخبار عن ذٰلك ذکره فی المجتبیٰ وظاهره ضمیر علینا للحاضرین لاحکایة سلام الله تعالیٰ۔

یعنی الفاظ تشہد کے ساتھ علی وجہ الانشاء ان کے معانی کا ارادہ کرے جو ان کی مراد ہیں گویا کہ وہ اللہ عزوجل کی تحیت بیان کر رہا ہے اور اس کے نبی ﷺ اور اپنے آپ اور اس کے اولیاء پر سلام کا ہدیہ بھیج رہا ہے اور اس سے اخبار کا ارادہ نہ کرے اور ظاہر یہ ہے "علینا" کی ضمیر حاضری کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ کے سلام کی حکایت نہیں۔

اس کے ماتحت علامہ ابن العابدین شامی فرماتے۔

قوله لا الاخبار عن ذٰلك

ای لا یقصد الاخبار والحکایة عما وقع فی المعراج منه صلی الله علیه وسلم ومن ربه سبحانه ومن الملئکة علیهم السلام

یعنی لیلۃ المعراج حضور اقدس ﷺ سے اور اب سبحانہ وتعالیٰ سے اور فرشتوں علیہم السلام سے جو واقع ہوا ہے اس کی اخبار وحکایت کا ارادہ نہ کیا جائے۔

قوله للحاضرین ای من الامام والمأموم والملٰئکة قاله النوری واستحسنه السروجی۔

Marfat.com

یعنی حاضرین سے مراد امام، مقتدی اور فرشتے ہیں یہ قول امام نووی کا ہے اور امام سرو جی نے اس کو اچھا سمجھا ہے۔

وقوله لاحكاية سلام الله تعالىٰ'' الصواب لاحكاية سلام رسول الله ﷺ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے سلام کی حکایت نہیں۔ علامہ شامی فرماتے ہیں صواب اور درست یہ ہے رسول اللہ ﷺ کے سلام کی حکایت نہیں۔ (ردالمحتار ج اوّل ص377)

ان جملہ تصریحات سے یہ کالشمس الاظہر ثابت وواضح ہوگیا کہ حضور اقدس ﷺ غازی کی ذات میں موجود وحاضر ہیں اس لیے آپ ﷺ کے حضور اہدائے سلام کو بصیغہ خطاب بیان فرمایا کیونکہ حضور اقدس ﷺ ہر نمازی کی ذات میں حاضر وموجود ہیں اور وہ آپ کو حاضر وموجود سمجھ کر آپ کے حضور سلام کے گلہائے عقیدت پیش کر رہا ہے۔ اور کچھ علماء سوء نے مذموم جسارت اور گستاخی کرتے ہوئے لکھا ہے۔ نماز میں نبی اکرم ﷺ کا خیال، اپنی عورت سے مجامعت اور گائے وگدھے کے خیال میں ڈوبنے سے بھی بدتر ہے ''العياذ بالله من ذلك سعين مرة''

ہاں جن بدبختوں اور ناعاقبت اندیشوں کے دل اپنے محبوب کی محبت وعشق سے عاری وخالی ہیں ان کے خیال ادھر ہی جاتے ہیں۔

اور جن خوش نصیبوں اور اہل ایمان کے دل اپنے محبوب کی محبت وعشق سے سرشار ومعمور ہیں ان کے دل میں ہر وقت خیال محبوب ہی رہتا ہے۔ وہ اس خیال کو عبادت تصور کرتے ہیں جہ کہ ایمان کا جزو لاینفک ہے۔ اللہ تعالیٰ راہ ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

اخفائے تامین

5- ان میں سے اخفائے تامین (یعنی آمین آہستہ کہنا) والی حدیث ہے خطیب بغدادی وغیرہ کا کہنا ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اعلان تامین (یعنی بآواز بلند آمین کہنا) والی احادیث کو ترک کیا اور اپنی رائے اور قیاس سے اخفائے تامین کو اختیار کیا۔

خطیب بغدادی وغیرہ کو معلوم نہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث پر عمل کیا ہے جو قرآن مقدس کے مطابق ہے نہ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے احادیث پر قیاس کو ترجیح دی ہے۔

ہم سب کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ احکام دین اخذ کرنے میں قرآن شریف حدیث شریف پر مقدم ہے چنانچہ جو حدیث بھی موافق قرآن شریف ہوگی وہ حدیث مرجح ہوگی اور ہر وہ حدیث جو صحیح اور حسن ہو اور ظاہراً وہ حدیث قرآن کے مخالف ہو اس حدیث میں تاویل کی جائے گی تاکہ وہ مواقع قرآن ہو ورنہ متروک العمل شمار ہوگی۔

جب آپ نے یہ معلوم کرلیا تو جاننا چاہیے کہ مذہب حنفی میں اخفائے تامین مسنون ہے اور اس کا جہر واعلان مکروہ جیسا کہ جامع الرموز میں ہے۔

فيه اشعاربا ن امين ليس من الفاتحة ولاخلاف فه كما فى الكافى لكن فى التيير عن مجاهد

Marfat.com

انه من الفاتحة وبأن التامين واخفاءO سنةِ فيكره الجهر كما فی المحیط

جامع الرموز ج اوّل ص152

اس میں اشعار یہ ہے کہ آمین فاتحہ سے نہیں ہے اور اس میں خلاف نہیں جیسا کہ کافی میں ہے لیکن مجاہد سے تیسیر میں ہے کہ آمین فاتحہ سے ہے اور یہ کہ تامین اور اس کا اخفاء سنت ہے اور اس کا جہر مکروہ جیسا کہ محیط ہیں۔تنویر الابصار متن درمختار' کنزالدقائق' فتاویٰ عالمگیری اور دیگر کتب فقہ میں بھی اس کے قریب ہی منقول ہے۔

چنانچہ اخفائے تامین کی جملہ ادلہ کلام الٰہی عزوجل اور احادیث نبویہ ﷺ اور آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

قرآن مقدس' اللہ عزوجل نے فرمایا:

قال قد اجیبت دعوتکما سورۂ یونس آیت 89

فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔

اللہ عزوجل نے فرمایا:

ادعوا ربکم تضرعا وخفیة انه لایحب المعتدین ' سورۂ اعراف آیت 55

اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بیشک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ آمین دعا ہے اور ہر دعا کا اصل اخفاء ہے اور ان دونوں جملہ کا ثبوت کلام بلاغت نظام الٰہی سے ہے۔

اوّل: یہ کہ آمین کا دعا ہونا قرآن مقدس سے ثابت ہے۔اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وقال موسیٰ ربنا انك اتیت فرعون وملاه زنیة واموالا فی الحیوة الدنیا ربنا لیضلوا عن سبیلك ربنا اطمس علی اموالهم واشدد علی قلوبهم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الالیم.

قال قد اجیبت دعوتکما الی آخر الا یه ۔ سورۂ یونس آیت 88-89

اور موسیٰ (علیہ السلام) نے عرض کی: اے رب ہمارے! تو نے فرعون اور ان کے سرداروں کو آرائش اور مال دنیا کی زندگی میں دے۔اے ہمارے رب! اس لیے کہ تیری راہ سے بہکا دیں اے رب ہمارے! ان کے مال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے کہ ایمان نہ لائیں جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔فرمایا تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور اس کی قبولیت کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے۔

اس آیت مبارکہ کے ماتحت جو علماء مفسرین نے ارقام فرمایا وہ پیش خدمت ہے۔

1-ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ اس آیۃ مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

فان قال قائل وکیف نسبت الاجابة الی اثنین والدعاء انما کان من واحد- قیل ان الداعی ران کان واحداً فان الثانی کان مومنا وهو هارون فلذ الك نسبت الاجابة الیهما لان المومن راع.

Marfat.com

(تفسیر طبری جز11 ص110)

اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ دو کی طرف اجابت کو کیسے منسوب کیا گیا ہے حالانکہ دعا صرف ایک ہی سے تھی (یعنی موسیٰ علیہ السلام) اس کا جواب یہ ہے کہ دعا کرنے والا اگرچہ ایک ہی تھا تو بلاشبہ دوسرا آمین کہنے والا تھا اور وہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں۔ اس لیے آجابت کو ان دونوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس لیے کہ آمین کہنے والا بھی دعا کرنے والا ہے، یعنی تامین دعا ہے۔

مفسر عظیم جریر طبری اس تاویل پر سات احادیث لائے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ تامین دراصل دعا ہے۔

122- قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی حنفی پانی پتی متوفی 1225ھ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں:

قال الله تعالٰی موسٰی وهارون' قد اجیبت دعوتکما' نسبت الدعوة' الیهما لا نه روی ان موسٰی کان یدعو وهارون یومن' والتامین دعاء۔

تفسیر مظہری ج5 ص52

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہ السلام سے فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔ قاضی ثناء اللہ فرماتے ہیں: دعا کرنے کو ان دونوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے اس لیے کہ مروی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا فرماتے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے اور تامین دعا ہے۔

3- الامام العلامہ محی السنہ علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی صوفی المعروف باالخازن' اس آیۃ مبارکہ کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں۔

قال الله تعالٰی موسٰی وهارون "قداجیبت دعوتکما" آغا نسب الدعا الیها وان الداعی هو موسٰی وحده لان هارون علیه السلام کان یومن والتامین دعا لانه طلب وسوال ایضا ومعناه اللهم استجب مضار بذلك شریك موسٰی فی الدعاء فلذلك قال تعالیٰ "قد اجیبت دعوتکما"

تفسیر خازن ج دوم ص329

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام سے فرمایا: تم دنوں کی دعا قبول ہوئی۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں: دعا کو ان دونوں کی طرف منسوب کیا گیا حالانکہ دعا کرنے والے تنہا حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے اس لیے کہ حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے اور تامین دعا ہے کیونکہ یہ بھی طلب وسوال ہے اور اس کا معنی ہے اے ہمارے اللہ! قبول فرما اور حضرت ہارون علیہ السلام اس تامین کے سبب دعا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے شریک ہو گئے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تم دونوں کی دعا قبول ہوئی۔

4- امام فخر الدین رازی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"قد اجیبت دعوتکما" وفیه وجهان "اول" قال ابن عباس رضی الله عنهما ان موسٰی کان یدعو

Marfat.com

وھارون کان یومن فلذلك قال۔ "قد اجیبت دعوتکما" وذلك لان من یقول عند دعاء الداعی آمین فھو ایضاداع' لان قولہ امین تاویلہ استجب فھو سائل کما ان الداعی سائل ایضًا۔

تفسیر کبیر ج 17 ص 152

فرماتے ہیں اللہ عزوجل کے فرمان "قداجیبت دعوتکما" میں دو وجہیں ہیں۔ "اوّل" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ اسلام دعا فرماتے ہیں اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول ہوئی اور یہ اس لیے کہ اس کا قول "آمین" اس کی تاویل ہے۔ اے اللہ قبول فرما' چنانچہ وہ بھی ایسے ہی سائل ہیں جیسے دعا کرنے والا سائل ہے۔ معلوم ہوا تامین دعا ہے۔

5- (الامام الجلیل علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:)

"قال قد اجیبت دعوتکم" قیل کان موسیٰ علیہ السلام یدعو وھارون علیہ السلام یومن فثبت ان التامین دعاء فکان اخفاء ہ اولیٰ والمعنی آن دعا ء کما مستجاب وما طلبتما کائن ولکن فی وقتہ۔ (تفسیر مدارك دوم ص 174)

کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا فرماتے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے تو ثابت ہوا تامین دعا ہے چنانچہ تامین کا اخفاء (آہستہ کہنا) اُولی ہے۔

اور معنی یہ ہوئے کہ تم دونوں کی دعا مستجاب ہے اور تم دونوں نے جو طلب کیا وہ ضرور ہوگا لیکن اپنے وقت میں۔

6- حضرت علامہ السید محمود آلوسی بغدادی متوفی 1270ھ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

والذی تضٰنرت بہ الاثار انہ علیہ السلام کان یومن لدعاء اخیہ' والتامین دعاء' فان معنی آمین استجب ولیس اسما من اسمائہ تعالیٰ کما یرونہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قیل ولکونہ دعاء استجب الحنیفۃ الاسرار بہ۔ (تفسیر روح المعانی جز 11 ص 174)

تامین کے دعا ہونے کے جو آثار ایک دوسرے کی نوید ہیں کہ حضرت ہارون علیہ السلام اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی دعا پر آمین کہتے تھے اور تامین دعا ہے اور آمین کا معنی ہے قبول فرما اور آمین اللہ کے اسماء میں سے اسم نہیں جیسا کہ اس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور اس کے دعا ہونے کی وجہ سے فیصلہ اس کے اسرار (آہستہ کہنے) کو مستحب سمجھتے ہیں۔ اور علامہ سید محمود آلوسی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جس روایت کا اشارہ کیا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو عبدالرزاق نے تخریج کیا ہے۔

عبدالرزاق عن بشر بن رافع عن ابی عبداللہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ یقول کان موسیٰ بن عمران اذا دخل امن ھارون علی دعاۂ قال وسمعت ابا ھریرۃ رضی اللہ عنہ آمین اسم من

Marfat.com

اسماء الله عزوجل.مصنف عبدالرزاق ج دوم ص 99

ابوعبداللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام جب دعا فرماتے (محدث کبیر حبیب الرحمٰن اعظمی فرماتے ہیں صواب یہ ہے کہ ''دخل'' کہ جگہ ''دعا'' ہے) حضرت ہارون علیہ السلام آپ کی دعا پر آمین کہتے۔ ابوعبداللہ نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ آمین اللہ عزوجل کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔

7- ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی اس آیت مبارکہ کے ماتحت لکھتے ہیں۔

قوله تعالیٰ قال قد اجیبت دعوتکما قال ابو العالیه دعا موسیٰ وامن هارون۔ الخ

(تفسیر قرطبی ج4 جز8 ص240)

ابوالعالیہ نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور حضرت ہارون علیہ السلام نے آمین کہی اور حضرت ہارون علیہ السلام کو دعا سے اس لیے موسوم کیا گیا کہ دعا پر آمین کہنے والا بھی داعی ہی ہوتا ہے اور دعا پر تامین یہ ہے۔ وہ کہے آمین اور تیرا آمین کہنا دعا ہے یعنی اے میرے رب! میری دعا قبول فرما اس سے ثابت ہوا تامین دعا ہے۔

8- علامہ اثیر الدین ابوعبداللہ محمد بن یوسف اندلسی، غرناطی المشہور بابن حیان نحوی متوفی 754ھ اس آیۂ مقدسہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

وقال ابن عباس قال محمد بن کعب کان موسیٰ یدعو وهارون یومن فنسبت الدعوة آلیهما. الخ (تفسیر بحرالمحیط ج5 ص187)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: محمد بن کعب نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا فرماتے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ چنانچہ ان دونوں کی طرف دعا کرنے کو منسوب کیا گیا (کیونکہ تامین دعا ہے۔)

9- امام بغوی شافعی اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں۔

قد اجیبت دعوتکما انما نسبت الیها والدعا کان من موسیٰ لانه روی ان موسیٰ کان یدعو ۰ هارون کان یومن والتامین دعاء.

اس آیۂ مبارکہ میں دعا کو ان دونوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے حالانکہ دعا صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھی کیونکہ مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا فرماتے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے اور تامین دعاء ہے۔

10- تفسیر حسینی میں ہے۔

وقد اجیبت دعوتکما۔ دعائے ہر دو آوردہ آند۔ کہ موسیٰ علیہ السلام دعائے کرد و ہارون آمین میگفت و آمین گونیدہ در دعا شریک است

یعنی اس آیت مبارکہ میں دونوں کا دعا کرنا آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی اور حضرت ہارون علیہ السلام

Marfat.com

نے آمین کہی اور آمین کہنے والا بھی دعا میں شریک ہے۔اس لیے کہ تامین دعا ہے۔

جملہ اوّل سے یہ ثابت ہوا کہ آمین کہنا دعا ہے اور اکثرین علمائے مفسرین کا اس پر اتفاق واجماع ہے جیسا کہ آپ نے معتبرہ کتب تفاسیر سے ملاحظہ فرمایا۔ جب بحکم تفاسیر قرآن مقدس سے تامین کا دعا ہونا ثابت ہے تو دعا میں اصل اخفاء ہے۔

اور خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں مستند المقصود فرمایا:

''قال عطاء آمین دعاء'' عمدۃ القاری ج 6 ص 48

یعنی عطاء بن ابی رباح نے فرمایا: آمین دعا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آمین کو دعا تسلیم کیا ہے تو جب تامین دعا ہے اور دعا میں اصل اخفاء ہے تو دوسرے جملہ کا بیان سماعت فرمائیں۔

2- جملہ ثانیہ کا بیان یہ ہے یعنی ثبوت یہ ہے ہر دعا میں اصل اخفاء ہے جو قرآن حکیم سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ادعوا ربکم تضرعا وخفیة انه لایحب المعتدین (سورۂ اعراف آیت 55)

یعنی اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان سے ثابت ہوا اللہ عزوجل سے دعا وہی اچھی ہے جو آہستہ ہو۔

جملہ مفسرین کرام نے اس آیۃ کریمہ کے ماتحت حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے نقل فرمایا ہے کہ

''بین دعوة السر والعلانیه سبعون ضعفًا''

یعنی آہستہ و پوشیدہ دعا کرنے اور اعلانیہ دعا کرنے کے درمیان ستر گنا ہے یعنی اعلانیہ دعا کرنے سے آہستہ دعا کرنا ستر گنا بہتر ہے۔

اور اللہ عزوجل کے فرمان ''انه لایحب المعتدین'' کے ماتحت جملہ مفسرین کرام نے ابن جریج سے بالفاظ مختلف یہ روایت کیا ہے کہ

الرافعین اصواتهم بالدعاء اور ایک لفظ میں' قال ابن جریج من الاعتداء رفع الصوت والنداء بالدعاء۔

یعنی اللہ عزوجل دعا کے ساتھ اپنی آوازوں کے بلند کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ اور ایک لفظ میں اس طرح ابن جریج نے فرمایا: اعتداء (حد سے گزرنے والا) میں سے ہے دعا کے وقت آواز بلند کرنا۔

معلوم ہوا ہر دعا میں اصل اخفاء ہے اور اخفاء کا تارک حد سے تجاوز کرنے والا ہے یعنی اعلانیہ دعا کرنے والا اور آواز بلند سے دعا کرنے والا حد سے تجاوز کرنے والوں میں سے ہے۔

اب امام فخر الدین رازی شافعی نے اس آیت مبارکہ کے ماتحت جو ارقام فرمایا ہے وہ سماعت فرمائیں۔

المسئلة الثالثه: التضرع' التذلل والتخشع' وهو اظهار ذل النفس' والخفیة ضدالعلانیة' یقال

Marfat.com

اخفیت الشیی اذا سترته.

یعنی تضرع ذل نفس کا اظہار ہے اور خفیہ اعلانیہ کی ضد ہے۔

جس وقت تو کوئی چیز چھپائے تو کہا جاتا ہے ''اخفیت الشیء'' یعنی تو نے یہ چیز چھپائی ہے۔

اس کے بعد امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ علیہ فرماتے ہیں:

واعلم ان الاخفاء معتبر فی الدعاء ویدل علیه وجوہ'

جان لو دعا میں اخفاء معتبر ہے اور اس پر کئی وجوہ دلالت کرتی ہیں۔

وجہ اوّل

یہ آیت مبارکہ دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کا حکم فرمایا ہے جو اخفاء کے ساتھ مقرون ہو اور بظاہر امر وجوب کے لیے ہے اور اگر وجوب حاصل نہ ہو تو کم از کم اس کو مستحب ہونا چاہیے۔

پھر اللہ عزوجل نے اس کے بعد فرمایا:

"انه لایحب المعتدین"

اظہر یہی ہے کہ اس سے مراد دونوں مذکور امر کا ترک ہے اور وہ دونوں تضرع اور خفیہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس میں اعتداء پسند نہیں فرماتا اور اللہ عزوجل کی محبت ثواب سے عبارت ہے۔ تو معنی یہ ہوئے جس نے دعا میں تضرع اور اخفاء کو ترک کیا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب عطا نہیں فرمائے گا اور جو شخص ایسا ہو (یعنی تضرع اور اخفاء کو ترک کرے) وہ لامحالہ اہل عقاب سے ہے تو ظاہر ہوا اللہ تعالیٰ کا فرمان ''انه لایحب المعتدین'' دعا میں ترک تضرع اور اخفاء پر سخت تہدید کی مثل ہے۔

وجہ دوم

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی ثنا فرمائی اور فرمایا:

"اذ نادٰی ربه نداء خفیا" سورۂ مریم آیت 3

جس اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔

(یعنی خدا کو بندوں سے پوشیدہ رکھا' اور اس کو اللہ عزوجل کے لیے خالص کیا اور تمام سے منقطع ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف میلان کیا۔)

وجہ سوم

جو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی کہ وہ ایک غزوہ میں تھے وہ ایک وادی پر چڑھے اور انہوں نے اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہوئے تکبیر و تہلیل کہنا شروع کر دی۔ تو یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے جانوں پر نرمی کرو کیونکہ تم نے کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارا ہے بلکہ تم اس ذات کو پکار رہے ہو جو سننے والا' بہت قریب اور تمہارے ساتھ ہے۔

Marfat.com

وجہ چہارم

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خفیہ میں دعا کرنا ظاہر میں ستر دعا کے برابر ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بالتحقیق سلمان دعا میں کوشش کرتے اور ان کی آوازیں نہ سنائی دیتیں مگر بہت نرم آواز کہ جس کا مفہوم نہ سمجھا جا سکے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اپنے رب سے گڑگڑاتے اور آہستہ دعا کرو اور اللہ عزوجل نے اپنے بندہ حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر کیا اور فرمایا: جب اس نے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔

وجہ پنجم

اور یہ معقولی ہے کہ نفس سمعہ وریاء میں بہت سخت میلان اور رغبت کرنے والا ہے۔ چنانچہ جس وقت کوئی آدمی اپنی دعا میں آواز بلند کرتا ہے وہ دعا ریا کے ساتھ مل جاتی ہے اور ریا اس کے ساتھ مل جاتا ہے۔ چنانچہ اس دعا میں کوئی فائدہ باقی نہ رہا۔ پس دعا میں اخفاء بہتر ہے تاکہ وہ ریا سے محفوظ رہے۔

المسئلة الرابعه

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تامین کا اخفاء افضل ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تامین کا اعلان افضل ہے۔
حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قول کے صحیح ہونے پر استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ آمین کے قول میں دو وجہیں ہیں۔
ایک یہ کہ وہ دعا ہے دوم یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اگر آمین دعا ہے تو اس کا اخفاء واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ادعوا ربکم تضرعا وخفية"
اور اگر آمین اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے تو پھر بھی اس کا اخفاء واجب ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے فرمایا:
"واذكر ربك فی نفسك تضرعاً وخفية" سورۂ اعراف آیت 205
اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کر وزاری اور ڈر سے۔
اور اگر وجوب ثابت نہ بھی ہو تو یہ استحباب کے درجہ سے کم نہیں۔ یعنی نماز میں آمین کا اخفاء مستحب ہے اور ہمارا بھی یہی قول ہے، انتھی کلام الرازی
تفسیر کبیر ج 14 ص 130-131

برادران اسلام! صاحب تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی شافعی المذہب کا یہ حال ہے کہ انہوں نے تامین کے باب میں مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مطابق اخفاء تامین کے متعلق قرآن مقدس سے وہ دلائل بیان فرمائے جو اس مرتبہ کو پہنچے ہوئے ہیں کہ ان کے مقابلہ میں دیگر احادیث وآثار کے دلائل کی کوئی حاجت باقی نہیں رہ جاتی۔
امام قسطلانی فرماتے ہیں:

Marfat.com

وقال الحنفية والكوفيون ومالك فی روایة عنه باالاسرارلانه دعا وسبیله الاخفاء لقوله تعالیٰ "ادعوا ربکم تضرعا وخفیة" وحملوا ماروی من الجهره علیه السلام به علی التعلیم. الخ

ارشادالساری ج دوم ص 438

حنفیہ اور کوفیوں اور امام مالک سے ایک روایت میں آمین آہستہ کہنے کا قول ہے اس لیے کہ آمین دعا ہے اور اس کا اصل اخفاء ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ اپنے رب کو گڑگڑاتے اور آہستہ پکارو۔

اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے جو آمین بالجہر مروی ہے اس کو تعلیم پر محمول کیا ہے اور مستحب سورۂ فاتحہ کے بعد تامین کہنا ہے۔

الحاصل

یہ کہ اثبات اخفائے تامین کے باب میں تنہا دلائل قرانیہ ہی کافی ہیں اور احادیث وآثار سے دیگر دلائل کی حنفیہ کو احتیاج باقی نہیں رہی۔ لیکن پھر بھی ہم اپنے مدعا کے ثبوت کے لیے باالاستقلال احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں۔ اس سے قبل یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ ہر وہ حدیث جو حکم قرآن کے موافق ومطابق ہے اس حدیث پر مقدم ہوگی جو حدیث حکم قرآن کے مخالف ہے۔ چنانچہ ہر وہ حدیث جو حسن یا صحیح ہو اور وہ اس حدیث کے مخالف ہو جو حدیث قرآن کے حکم کے موافق ہے اگر اس کی تاویل ممکن ہو تو اس کی تاویل کی جائے ورنہ وہ متروک العمل سمجھی جائے جیسا کہ اصول حدیث سے ظاہر ہے۔۔

مجملاً اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ بعض احادیث کی بعض احادیث پر وجوہ ترجیح معلوم کرنا بہت ضروری ہیں یہ اس وقت ہے جب دو حدیث متعارض ہوں۔

کبھی بعض احادیث کو بعض دیگر احادیث پر بنسبت موافقت قرآن ترجیح دی جاتی ہے اور کبھی اس کو حدیث متواتر یا مشہور کے موافق ہونے کے سبب ترجیح دی جاتی ہے اور کبھی اس جہت کے اعتبار سے ایک حدیث کو ترجیح دی جاتی ہے کہ وہ دوسری حدیث کے مقابلہ میں اکثر اوقات وارد ہوئی اور کبھی اس جہت کے اعتبار سے اس حدیث کو ترجیح دی جاتی ہے کہ اس حدیث کے راوی فقیہ ومجتہد ہیں اور دوسری کے راوی فقیہ ومجتہد نہیں۔ یا نبی اکرم ﷺ کی مجلس اقدس میں وہ راوی بنسبت دوسروں کے زیادہ حاضری دیتا تھا۔

اور کبھی کبھی از جہت تقدم وتاخیر ترجیح دی جاتی ہے یعنی حدیث مؤخر راجح ہے کیونکہ حدیث مؤخر کا حکم حکم مقدم کے ناسخ کا ہے۔

جیسا کہ نماز میں مسئلہ تامین کہ اس میں احادیث متعارض وارد ہوئی ہیں بعض مثبت اخفاء ہیں اور بعض مثبت جہر، مگر احادیث اخفائے تامین بچند وجوہ مرجح ہیں۔

وجہ اوّل

یہ کہ احادیث اخفاء نصوص قرآنی کے موافق ہیں جیسا کہ اس سے قبل علماء مفسرین سے بیان کیا جا چکا ہے۔

Marfat.com

وجہ دوم

یہ حدیث آمین بالجہر بعض اوقات میں محض تعلیم امت کے لیے وارد ہوئی ہے تا کہ یہ جان سکیں آمین کہنا سورۂ فاتحہ کے اختتام پر ہے جیسا کہ مشکوٰۃ میں صحاح سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کبھی کبھی نماز سریہ میں بآواز بلند تلاوت فرماتے تا کہ لوگوں کو حال قرآت اور اس کے مقدار سے آگاہ فرمائیں۔

جیسا کہ تیسر الوصول در فصل صلوٰۃ الظہر والعصر' میں یہ حدیث لائے ہیں۔

عن ابی قتادہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرا فی الظھر فی الاولین بام الکتاب وسورتین وفی الرکعتین الاحذیین بام الکتاب ویسمحنا الایۃ احیاناً

طحاوی شریف ج اوّل ص 142

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں تلاوت فرماتے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے اور کبھی کبھی ہمیں آیت سناتے۔

وعن البراء قال کنا نصلی خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الظھر فاسمع منہ الایۃ من سورۃ لقمان والذاریات۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز ظہر پڑھی۔ تو میں نے آپ سے سورۂ لقمان اور والذاریات کی آیت مبارکہ سنی اور اس کی مثل ابن ماجہ فی باب الحجر با الایۃ احیانا فی صلوٰۃ الظھر والعصر میں بھی ہے۔ اور اس طرح دیگر کتب حدیث میں بھی ہے۔ بخلاف حدیث اخفاء کے کہ اکثر اوقات مطلقاً اس طرح ہوتی لہٰذا حدیث اخفاء کو حدیث جہر پر ترجیح ہے۔

علامہ ملا علی قاری مختصر الوقایہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

فھذ ایدل علی ان الجھر ابھا فی بعض الاحیان کان لتعلیم فعلا کما ورد وکان یسمعنا احیانا لا لیکون سنۃ مستعمرۃ وألالماترکہ عمرو علی۔

شرح النقایہ ج اوّل ص 169

حدیث میں جو آیا ہے کہ امام پانچ چیزوں میں اخفاء کرے۔ اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بعض اوقات ان کا جہر ہوتا تھا اور یہ فعلاً تعلیم امت کے لیے تھا جیسا کہ وادر ہوا ہے اور کبھی کبھی ہمیں کوئی آیت سناتے یہ اس لیے نہیں کہ سنت متمرہ ہو جائے اگر اس لیے ہوتا تو اس کو حضرت عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کبھی ترک نہ فرماتے۔

اور کافی میں ہے۔

والجہر المروی محمول علی انہ کان اتفاقاً لاقصداً اوکان تعلیم الناس ان الامام یومن کما

Marfat.com

یومن القوم۔

نبی اکرم ﷺ سے مروی جہر اس بات پر محمول ہے کہ وہ اتفاقی تھا قصداً نہیں تھا یا لوگوں کی تعلیم کے لیے تھا کہ امام ایسے ہی آمین کہے جیسے لوگ کہتے ہیں۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ سے جو فعل بعض اوقات حدیث سے ثابت ہے وہ راجح نہیں بلکہ وہ فعل جو اکثر اوقات آپ سے ثابت ہے وہ حدیث واجح ہے کیونکہ بعض اوقات آپ کا فعل تعلیم امت یا کسی اور غرض سے ہوتا تھا اور جس حدیث سے آپ کا فعل اکثر اوقات ثابت ہے وہ حدیث راجح ہے۔

اس بناء پر مسئلہ آمین بالجہر بھی ہے کہ آپ اکثر اوقات اخفائے تامین فرماتے اور کبھی کبھی تعلیم امت کے لیے اعلان تامعین بھی فرماتے۔ لہٰذا ہمیں اخفائے تامین پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ یہ واضح ہے۔ واللہ علم بالصواب۔

اور نسائی وغیرہ میں جو حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس سے بھی اخفائے تامین ثابت ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال الامام غير المغضوب عليهم والاالضالين فقولو آمين فان الملئكة تقول آمين وان الامام يقول آمين فمن وافق تامينه تامين الملئكة غفرله ماتقدم من ذنبه.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام ''غیر المغضوب علیهم ولا الضالین'' کہے تو تم آمین کہو کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی آمین کہتا ہے اور جس کی تامین فرشتوں کی تامین سے موافق ہوگئی اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو گئے۔ (اس سے صغیرہ گناہ مراد ہیں)

اس حدیث صحیح سے صریح معلوم اور ظاہر ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا فرشتوں کی آمین کے ساتھ لوگوں کو تعلیم دینا ہے اور تمام کا آمین کہنا یہ فرشتوں اور امام کی تامین پر ان کے عدم علم پر دلالت کرتا ہے اور مقتدیوں کا تامین امام پر عدم علم یہ امام کے تامین کے اخفاء پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ فرشتوں کی تامین کی تعلیم میں بھی یہی علت ہے۔

لہٰذا یہی حدیث مبارک بسبب موافقت ہونے کتاب اللہ کے اس باب میں وہ جملہ احادیث جو کتاب اللہ کے مخالف ہیں ان سب سے یہ حدیث قوی تر ہے اور یہی حکم ان دیگر احادیث میں ہے جو اس حدیث کی مثل ہوں گی۔

اس لیے حضرت علامہ عبدالحی لکھنوی ہدایہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

قوله فان الامام يقولها قلت فيه حجتان لنا احد هما على مالك بان الامام يقولها' والثانية على الشافعي بان يخفيها الامام. الخ

نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان کہ ''فان الامام یقول آمین''

میں کہتا ہوں اس میں ہمارے لیے دو حجتیں ہیں ان میں سے امام مالک پر (وہ کہتے ہیں امام آمین نہ کہے) یہ کہ امام بھی آمین کہے۔ دوسری حجت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر (وہ کہتے ہیں آمین بآواز بلند کہے) یہ کہ امام اس کو آہستہ کہے۔ اس لیے کہ اگر امام

Marfat.com

باواز بلند کہتا تو وہ مسموع ہوتا تو اس وقت نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان ''فان الامام یقولها'' سے مستغنی ہوتا۔

یعنی اگر امام باواز بلند آمین کہتا تو وہ مسموع ہوتا اور وہ اس قول سے مستغنی ہوتا کہ امام بھی آمین کہے۔ اور یہ اخفائے تامین پر دلالت کرتا ہے۔

اور وہ حدیث جس کو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں اور بخاری نے اپنی صحیح میں اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ وہ یہ ہے۔

قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولاالضالين فقولوا آمين فانه من وافق قوله قول الملئكة غفرله ماتقدم من ذنبه.

اس حدیث کا معنیٰ بھی وہی ہے جو گزشتہ حدیث کا ہے۔

یہ حدیث صحیح بھی اخفائے تامین پر صریح الدلالت ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے مقتدیوں کی تامین کو امام کے ''غیر المغضوب علیهم ولاالضالین''۔

جیسا کہ حدیث ''فان الملئكة تقول آمين وان الامام يقول آمين'' الحدیث۔ سے معلوم ہے۔

اس طرح نہیں جیسا کہ بعض اس کو سماع پر محمل کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں حدیث میں یہ فقرہ ''آن الامام یقول آمین'' لغو و بے فائدہ ہوگا۔ اس لیے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا۔

وبهذا ناخذ ينبغى اذا فرغ الامام من ام الكتاب يومن الامام ويومن من خلفه ولايجهرون.

انتهى

مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ص105

یعنی اس پر ہمارا عمل ہے چاہیے کہ جب امام سورۂ فاتحہ سے فارغ ہو امام بھی آمین کہے اور جو اس کے پیچھے ہیں وہ بھی آمین کہیں اور تامین کے وقت آواز بلند نہ کریں بلکہ آہستہ آمین کہیں۔

اور حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اخفائے تامین پر دوسری دلیل ابن حبان نے اپنی صحیح میں یہ حدیث تخریج کرنے کے بعد لکھا ہے۔

قال ابوحاتم رضى الله عنه: معنى قوله صلى الله عليه وسلم "فمن وافق تامينه تامين الملئكة" ان الملئكة تقول آمين من غير علة ان يكون فيه علة من اعجاب اور رياء اوسمعة بل تامينها يكون خالصاً لله. فاذا امن القارئ لله من غير ان يكون فيه علة من اعجاب او رياء اوسمعة كان تامينه فى الاخلاص تامين الملئكة غفر له حنيذ ماتقدم من ذنبه.

صحیح ابن حبان ج سوم ص146

ابوحاتم نے کہا: نبی اکرم ﷺ کے فرمان ''جس کی تامین فرشوں کی تامین کے موافق ہوگئی'' کا معین یہ ہے کہ فرشتے بغیر

Marfat.com

کسی علت کے آمین کہتے ہیں جس میں عجب ریا یا سمعہ وغیرہ نہیں ہوتا بلکہ ان کی تامین خالص اللہ کے لیے ہوتی ہے۔ جب قاری نے اللہ عزوجل کے لیے خاص تامین کہی جس میں عجب یا ریا یا سمعہ وغیرہ میں سے کوئی علت نہیں ہے۔ تو اخلاص میں اس قاری کی تامین فرشتوں کی تامین کے موافق ہوگی اور اس وقت (جبکہ اس میں کوئی علت نہ ہو) اس کے پچھلے گناہ معاف ہوں گے۔

اس میں اخفائے تامین پر دلیل ہے کہ یہ علت عجب یا ریا اور سمعہ وغیرہ اس وقت ممکن ہے جب وہ بآواز بلند آمین کہے گا۔ اور جب وہ آمین آہستہ کہے گا تو وہ اس علت سے محفوظ رہے گا کیونکہ بآواز بلند آمین کہنے میں یہ علت پائی جائے گی اور آمین آہستہ کہنے میں اس کا امکان بہت کم ہے۔ لہٰذا یہ حدیث اخفائے تامین پر دلالت کرتی ہے نہ کہ آمین بالجہر پر جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "باب جهر الماسوم با التامين"

وجہ سوم

یہ کہ راویان اخفائے تامین حضرت عمر فاروق، علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔ عموماً یہ تینوں راویان بالتخصیص بہ نسبت راویان جہر کے افقہ واعلم ہیں اور قاعدہ اصول یہ ہے افقہ اور افضل کی روایت دوسری کی روایت کے مقابلے جو اس طرح نہ ہوں مقدم واولیٰ ہے اور رفع الیدین کے باب میں بھی یہی قاعدہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے۔

وجہ چہارم

یہ کہ حدیث جہر حدیث اخفاء پر مقدم ہے پس حدیث اخفائے تامین راجح ہے اس لیے کہ یہ حدیث اعلان تامین کی حدیث کے لیے ناسخ ہے جیسا کہ ہدایہ کی شروح کفایہ، عنایہ اور نہایہ میں ہے۔

قال عبدالله بن مسعود ترك الناس الجهر با التامين وما تركوا الا لعلمهم با انسخ.

(فتح القدیر ج اوّل ص 258)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوگوں نے تامین بالجہر کو ترک کر دیا اور انہوں نے صرف اس لیے اس کو ترک کیا کہ انہیں اس کے منسوخ ہونے کا علم تھا۔

اگرچہ صدر اوّل میں اس کے منسوخ ہونے کا عموماً ہر شخص کو معلوم نہ تھا مثل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

چنانچہ ابن ماجہ نے بشر بن رافع سے انہوں نے ابوعبداللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا کے بیٹے سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

قال ترك الناس التامين وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قال "غير المغضوب عليهم ولاالضالين" قال آمين حتى يسمعها اهل الصف الاول فيرتج بها المسجد.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں نے تامین ترک کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب "غير المغضوب عليهم ولا

Marfat.com

الضالین'' کہتے تو آمین کہتے حتیٰ کہ اس کو اول صف والے سنتے۔ پس اس سے مسجد نبوی بھی جنبش کھاتی۔ اس لیے ابن ماجہ کی شرح انجاح الحاجہ میں اس حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں۔

هذا انكار من ابى هريرة رضى الله عنه على ترك الجهر بالتامين فلعل حديث الاخفاء لم يبلغه

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تامین کے جہر کے ترک پر انکار اس جہت سے ہے کہ شاید انہیں اخفائے تامین کی حدیث نہ پہنچی ہو۔

چنانچہ صحابہ وتابعین کا زمانہ حضرت ابو ہریرہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما میں آمین بالجہر کے مخالف تھے۔ لہٰذا تنہا حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا کیا قصور ہے کہ وہ عامل بالحدیث نہیں بلکہ اس طرح کا عمل بالحدیث کہ جو علمائے خیر القرون سے ایک جم غفیر کے مخالف ہو کسی کو بھی سزاوار ولائق نہیں۔ مزید برآں کہ یہ حدیث بہ چہار وجوہ قابل عمل نہیں۔

وجہ اوّل

یہ حدیث کتاب اللہ وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہے اس وجہ سے ضعیف ہے۔

وجہ دوم

یہ ابوعبداللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا چچا زاد جو اس حدیث کا راوی ہے وہ وہ مجہول شخص ہے اور بعض کی توثیق سے پوری توثیق حاصل نہیں ہوتی تا کہ ان کی حدیث خصم کے لیے موجب اسکات ہو۔

وجہ سوم

یہ کہ اس حدیث کا راوی بشر بن رافع ہے جو مجروح ہے۔

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں: یہ حدیث ضعیف ہے اس کی اسناد میں بشر بن رافع ہے جس کو امام بخاری، ترمذی، نسائی، احمد اور ابن معین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور ابن قطان نے اپنی کتاب میں کہا بشر بن رافع ابوالاسباط حارثی ضعیف ہے۔ اور وہ اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد ابوعبداللہ سے روایت کر رہا ہے اور یہ ابوعبداللہ اس کا حال معروف نہیں۔ اور نہ ہی سوائے بشر بن حارث کے اس سے کسی نے روایت کیا ہے۔ اس وجہ سے یہ حدیث صحیح نہیں اور اس کے ساتھ حاکم کا یہ قول بھی ساقط ہو گیا کہ یہ حدیث علی شرط شیخین صحیح ہے اور دار قطنی کا اس کی تحسین کرنا بھی ساقط ہو گیا۔ (عمدۃ القاری ج 6 ص 51)

وجہ چہارم

یہ کہ حدیث بشر بن رافع جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں محدثین کے قاعدہ کے حکم کے مطابق موضوع ہے اگر آپ یہ قاعدہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ابن حجر کی شرح نخبۃ الفکر ''فی بیان قرائن الوضع'' کا مطالعہ

Marfat.com

فرمائیں۔ان قرائن میں سے یہ بھی ہے کہ مروی کا حال نہ ملتا ہو گویا کہ وہ معنی قرآنی یا سنت متواترہ یا اجماع قطعی یا صریح عقل کے مناقض ہو۔ یہاں تک کہ وہ تاویل کو قبول نہ کرتی ہو۔

اس حدیث میں ارتجاج مسجد رسول ﷺ صریح عقل کے خلاف ہے۔لہٰذا یہ حدیث موضوع ہے۔

آمین آہستہ کہنے کے متعلق چند احادیث۔

1- حدثنا معاذ بن المثنى ثنا ابو الوليد ثنا شعبة عن سلمة بن كهيل قال سمعت اباعنبس يحدث عن وائل الحضرى انه صلى خلف النبى صلى الله عليه وسلم فلما قال "ولاالضالين" قال آمين فاخفى بها صوته (معجم كبير للطبرانى ج22 ص43-44 حاكم فى المستدرک ج دوم ص232 ابوداؤد فى المسند حديث نمبر401 سنن الكبرىٰ للبيهقى ج دوم ص57' مسند احمد ج4 ص316 دارقطنى ج اوّل ص334۔ابو مسلم كشى فى سننه كمافى التلخيص ج اوّل ص237)

وائل بن حجر حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب آپ نے ''ولاالضالین'' کہا۔تو آپ نے آمین کہا اور اپنی آواز کو آہستہ رکھا۔یعنی آپ نے آہستہ آمین کہا۔

علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اور ابن ھمام شارح ہدایہ نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ امام حاکم نے کہا: شیخین کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے۔عمدۃ القاری ج6 ص51

2- حدثنا عبيد بن غنام ثنا ابوبكر بن ابى شيبة قال حدثنا وكيع عن شعبة عن سلمة بن كهيل عن ابى العنبس عن علقمه بن وائل عن ابيه قال صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعته حين قال "ولاالضالين" قال آمين ويحفض بها صوته.

(معجم کبیر للطبرانی ج22 ص45 ترمذی شریف ص46)

اس حدیث کا معنی بھی وہی ہے جو اس سے قبل حدیث کا ہے۔

3 -حدثنا ابومسلم الكشى ثنا حجاج بن نصير ثنا شعبه عن سلمة بن كهيل قال سمعت حجر أبا العنبسى يحدث عن وائل الحضرمى انه صلى مع رسول الله' صلى الله عليه وسلم حين قال "ولاالضالين" قال آمين. واخفى بها صوته.(معجم كبير للطبرانى ج22ص 44)

اس معنی کا معنی بھی وہی ہے جو گزشتہ حدیث کا معنی ہے۔

4- حدثنا احمد بن محمد السيوطى رحمۃ اللہ علیہ ثنا عفان ثنا شعبة عن سلمة بن كهيل عن حجر ابى العنبسى عن علقمه بن وائل عن ابيه انه صلى مع النبى صلى الله عليه وسلم فلما قال "غير المغضوب عليهم ولاالضالين" قال آمين' حفض بها صوته.

معجم کبیر للطبرانی ج22 ص9

Marfat.com

اس حدیث کا ترجمہ بھی وہی ہے جو ان سے ماقبل احادیث کا ہے۔ ابوالولید' وکیع بن جراح' حجاج بن نصیر اور عفان ان چاروں نے شعبہ بن حجاج سے جو حدیث روایت کی ہے اس میں یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے اخفاء تامین ثابت ہے۔

ابوعیسیٰ ترمذی نے یہ حدیث روایت کرنے کے بعد لکھا ہے۔

قال ابوعیسیٰ: سمعت محمدا یقول حدیث سفیان اصح من حدیث شعبة فی هذا' واخطا شعبة فی مواضع من هذا الحدیث فقال حجر ابی العنبس وانما هو حجر بن عنبس ویکنی ابا السکن وزاد فیه علقمة بن وائل ولیس فیه عن علقمه وانما هو عن حجر بن عنبس وقال خفض بها صوته وانما هو مدبها صوته.

ترمذی شریف ص49

ابوعیسیٰ ترمذی نے کہا: میں نے محمد بن اسماعیل (بخاری) کو کہتے ہوئے سنا کہ حدیث سفیان اس باب میں حدیث شعبہ سے اصح ہے اور شعبہ بن حجاج نے اس حدیث میں کئی جگہ خطا کی ہے اور کہا حجر ابوالعنبس اور وہ حجر بن عنبس ہیں اور ابوالسکن کی کنیت سے مشہور ہیں اور اس حدیث میں علقمہ بن وائل کا اضافہ کیا ہے اور اس بات میں علقمہ بن وائل سے روایت نہیں ہے وہ صرف حجر بن عنبس سے ہے اور کہا ''خفض بها صوته'' اصل میں یہ مدبها صوته ہے۔

اور حدیث سفیان یہ ہے۔

حدثنا بندارنا یحی بن سعید وعبدالرحمن بن مهدی قالنا سفیان عن سلمة بن کهیل' عن حجر بن عنبس عن وائل بن حجرقال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم قرأ "غیر المغضوب علیهم ولاالضالین" وقال آمین ومدبها صوته.

ترمذی شریف ص48 مصنف ابن ابی شیبہ ج دوم ص425

یعنی نبی اکرم ﷺ ''غیر المغضوب علیهم ولاالضالین'' پڑھتے تو آمین کہتے اور اپنی آواز کو کھینچتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شعبہ بن حجاج نے کہا: حجر ابوالعنبس یہ خطا نہیں ہے حافظ جمال الدین مزی نے حجر بن عنبس کے ترجمہ کے ماتحت لکھا ہے۔

حجر بن عنبس حضرمی ابو العنبس ویقال ابو السکن.

تہذیب الکمال ج دوم ص443

یعنی حجر بن عنبس حضرمی ان کی کنیت ابوالعنبس ہے اور کہا گیا ہے (اور یہ بصیغہ تمریض ہے) ان کی کنیت ابواسکن ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

حجر بن العنبس الحضرمی ابوالعنبس ویقال ابواسکن الکوفی' حجر بن عنبس ابوالعنبس

Marfat.com

من اهل الكوفة روى عن علقمة بن وائل روى عنه سلمة بن كهيل. تهذیب التهذیب ج دوم ص 214

یعنی حجر بن عنبس کی کنیت ابوالعنبس ہے اور کہا گیا ہے کہ ان کی کنیت ابواسکن ہے۔ وہ اہل کوفہ سے ہیں علقمہ بن وائل سے روایت کرتے ہیں اور ان سے سلمۃ بن کھیل نے روایت کیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے۔

قال ابوعبداللّٰه وخولف فيه ثلاثة اشياء.

یعنی اس حدیث میں تین چیزوں میں اختلاف کیا گیا ہے جیسا کہ ابوعیسیٰ ترمذی نے لکھا ہے تاریخ الکبیر کے ذیل میں یوں لکھا ہے۔

وبها مشن الاصل ابو العنبس صوابه كذٰلك قال فيه الشعبة.

یعنی حاشیہ میں اصل ابوالعنبس ہے اور اس طرح درست ہے اور شعبہ نے اس حدیث کے متعلق اس طرح کہا ہے۔

(تاریخ الکبیر ج سوم ص 73 ترجمہ 259)

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

جزم به ابن حبان فی الثقات فقال كنية كاسم ابيه وقول محمد يكنى ابواسكن لا ينافی ان تكون كنيته ايضا ابا السكٰن لانه لاما نع ان يكون شخص كنيتان.

عمدۃ القاری ج 6 ص 51

یعنی ابن حبان ''کتاب الثقات'' میں جزم کے ساتھ کہا ہے کہ ان کی کنیت ابوالعنبس ہے اور کہا حجر بن عنبس کی کنیت ان کے باپ کے نام کی مثل ہے اور وہ ابوالعنبس ہی ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ ان کی کنیت الوالسکن ہے یہ اس کے منافی نہیں کہ ان کی کنیت ابوالسکن بھی ہو۔

کیونکہ ایک شخص کی دو کنیت ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں۔

اس کی دلیل کہ ابن حبان نے باالجزم ان کی کنیت ابوالعنبس لکھی ہے۔ ان کی کتاب صحیح ابن حبان کی یہ حدیث ہے جو قرآت سورۂ فاتحہ فراغت کے بعد آمین کہنے کے متعلق ہے۔

حدثنا شعبة عن سلمة بن كهيل قال سمعت حجرًا أبا العنبس يقول حدثنی علقمة بن وائل.

ابن حبان ج سوم ص 146

اس سند میں حجر ابوالعنبس ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حجر بن عنبس کی کنیت ابوالعنبس صحیح اور درست ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا شعبہ کی طرف خطا کا اشارہ بذات ایک خطا ہے۔

حمدی عبدالمجید سلفی جنہوں نے معجم کبیر کی احادیث کی تخریج کی ہے وہ اس حدیث کے ماتحت ارقام فرماتے ہیں:

وقد اعل هذاالحديث بالاضطراب فی الاسناد والمتن اما فی الاسناد فان شعبة ادخل علقمه بن

Marfat.com

وائل بین وائل وحجر. الخ معجم کبیر للطبرانی ج 22ص 43

یعنی متن واسناد میں اضطراب کے باعث اس حدیث کو معمول سمجھا گیا ہے اور اسناد میں علت یہ ہے کہ شعبہ بن حجاج نے علقمہ کو وائل اور حجر بن عنبس نے درمیان داخل کیا ہے اور یہ اعلال ابوداؤد طیالسی اور ابو مسلم کش کی روایت کے باعث زائل ہو گیا ہے۔ کیوں مجر بن عنبس نے اس حدیث کو ان دونوں (یعنی علقمہ اور وائل) سے سنا ہے۔ اور یہ اعلال کو حجر بن عنبس وہ ابوالسکن ہیں اور ابوالعنبس نہیں اور یہ بالتحقیق ثابت ہوا ہے کہ ان کی کنیت ابوالعنبس بھی تھی اور ان کی دو کنیت ہونے میں کوئی مانع بھی نہیں اور متن میں اعلال یہ ہے کہ اس حدیث میں شعبہ بن حجاج نے نبی اکرم ﷺ کے اس قول ''یخفض بها صوته ''میں سفیان ثوری کی مخالفت کی ہے اور سفیان ثوری کی روایت میں ''یجهر بها او یمدبها صوته '' ہے اور محدثین نے علاء کی متابعت کے باعث روایت سفیان کو ترجیح دی ہے انتھی کلامہ۔

اس ثابت ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس حدیث میں تین خطائیں شعبہ بن حجاج کی طرف منسوب کی ہیں ان میں سے دو صحیح نہیں باقی رہا یہ مسئلہ کہ حدیث سفیان کو بمقابلہ حدیث شعبہ ترجیح ہے کہ شعبہ بن حجاج نے ''حفض بها صوته ''میں خطا کی ہے اور صحیح یہ ہے کہ ''یمدبها صوته''

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں شعبہ بن حجاج کی طرف خطا کی نسبت بذات خود خطا ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ سفیان ثوری کی حدیث بنسبت حدیث شعبہ اصح یہ بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی خطا ہے۔ نقد الرجال کے بلند پایہ امام حافظ جمال الدین مزی فرماتے ہیں:

وشعبه احسن حدیثا من الثوری لم یکن فی زمن شعبه مثله فی الحدیث.

یعنی شعبہ بن حجاج حدیث میں سفیان ثوری سے احسن ہیں اور شعبہ کے زمانہ میں حدیث میں ان کی مثل کوئی نہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

قال ابوبکر بن ابی الاسود عن خاله عبدالرحمن بن مهدی کان سفیان یقول' شعبة امیر المومنین فی الحدیث.

ابوبکر بن ابوالاسود نے اپنے ماموں عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت کی کہ سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے شعبہ بن حجاج حدیث میں امیر المومنین ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

وقال محمد بن یحییٰ الذهلی عن مسلم بن قتیبة قدمت من البصرة فاتیت الکوفة. الخ

محمد بن یحییٰ ذھلی نے مسلم بن قتیبہ سے روایت کیا کہ میں بصرہ سے کوفہ آیا اور میں حضرت سفیان ثوری کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: تم کہاں کے رہنے والے ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا: بصرہ سے آیا ہوں۔

''قال ما فعل استاذنا شعبه''

Marfat.com

سفیان ثوری نے فرمایا: بتاؤ ہمارے استاذ شعبہ بن حجاج کا کیا حال ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

وقال عفان بن مسلم عن یحیٰی بن سعید القطان' مارأیت احداقط احسن حدیثا من شعبة

عفان بن مسلم نے یحیٰی بن سعید قطان سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں شعبہ بن حجاج سے حدیث میں احسن ہرگز کسی کو نہیں دیکھا۔

پھر فرماتے ہیں:

قال حنبل بن اسحاق عن علی بن المدینی سألت یحیٰی بن سعید ایما کان احفظ للا حادیث الطوالات سفیان اؤ شعبة. فقال کان شعبه امر فیها.

حنبلی بن اسحاق نے (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ) علی بن مدینی سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے یحیٰی بن سعید قطان سے دریافت کیا احادیث طوالات کا سفیان اور شعبہ میں سے کون زیادہ احفظ ہے۔

یحیٰی بن سعید قطان نے فرمایا: شعبہ بن حجاج ان میں امیر وحاکم ہے۔ یعنی ان احادیث میں شعبہ' سفیان ثوری سے زیادہ قوی ہے۔

علی بن مدینی نے کہا: میں نے یحیٰی بن سعید کو کہتے ہوئے سنا کہ علم رجال ''فلاں عن فلاں'' ایسا اور ایسا میں شعبہ بن حجاج سب سے اعلم تھے۔ اور سفیان صاحب ابواب یعنی مجتہد۔ تہذیب الکمال ج 4 ص 589 تا 591

اس سے صاف ظاہر ہے کہ امام شعبہ بن حجاج علم رجال میں سفیان ثوری سے زیادہ اعلم تھے اور احادیث طوالات میں بھی سفیان ثوری پر سبقت رکھتے تھے۔

تو پھر ایسے عظیم حافظ الحدیث اور اعلم علم رجال کی طرف خطاء کی نسبت کرنا کتنی بڑی خطاء ہے۔ معلوم ہوتا ہے اس کے پیچھے کچھ خفیہ عوامل کارفرما ہیں۔

ورنہ شعبہ جیسے امیر المومنین فی الحدیث کی نسبت خطا کرنا تو کجا ان کے متعلق ایسا خیال کرنا بھی متصور نہیں ہوسکتا۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ آمین بالجہر میں خصم کے نزدیک حدیث سفیان ثوری منقطع ہے جو قابل احتجاج نہیں اور جو لوگ حدیث سفیان کو ترجیح دیتے ہیں یہ محض فرقہ اور مذہب کی طرف سے تعصب ہے۔

اور شعبہ حجاج کی حدیث صحیح ہے جس کے متعلق حاکم نے کہا: یہ شیخین کی شرط پر صحیح ہے لہٰذا ان احادیث مقدس سے ثابت ہوا کہ اخفائے تامین سنت ومستحب ہے اور شعبہ بن خجاج کی حدیث بحکم تفاسیر قرآن مقدس کے موافق ومطابق بھی ہے کہ یہ ایک دعا ہے اور دعا میں اصل اخفاء ہے۔

اور سفیان ثوری کی حدیث جو اس سے قبل مذکور ہو چکی جس میں یہ ہے کہ وائل بن حجر حضرمی نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے جب ''غیر المغضوب علیهم والا الضالین'' پڑھا تو آپ نے آمین کہا اور اپنی آواز کو لمبا

Marfat.com

کیا۔

لفظ یہ ہیں۔''ومدبها صوته''

حضرت امام سفیان ثوری کی حدیث کے یہ الفاظ اعلان تامین پر دلالت نہیں کرتے۔ ترمذی شریف کے حاشیہ پر اس حدیث کے ماتحت یہ مرقوم ہے۔ قوله مدبها صوته:-ای باالکلمة یعنی آخرها والمدعارضی حتی یجوز فیه الطول والتوسط والقصر۔

یعنی اس کا معنی ہے اس کلمہ کو آپ نے لمبی آواز سے پڑھا یعنی ''آمین'' کے آخر کو اور یہ مد مد عارضی ہے جو بمقابلہ حذف ہے۔

حتیٰ کہ اس میں طول، توسط اور قصر تینوں جائز ہیں۔

بعض محدثین اس کا معنی یہ لکھتے ہیں ''اطال بها صوته''یعنی آمین کے ہمزہ کو کھینچ کر پڑھا اور مد پڑھا۔

ترمذی شریف ص 49 حاشیہ نمبر 1

بہر حال یہ ''مد'' مثبت جہر نہیں ورنہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ باوجود اس حدیث کا علم ہونے کے اس کو نہ چھوڑتے اور بالضرور اپنی صحیح میں اس کو درج فرماتے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو احادیث ان کے مطلب کی مفید نہیں ان کے پیچھے نہیں پڑتے۔ یا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو کسی دوسری علت قادحہ کے سبب ترک کیا ہو۔

اور جن بعض روایات میں ''رفع بها صوته'' آیا ہے اس کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے۔

یا یہ کہ یہ روایت بالمعنی ہے کہ بعض راویانِ حدیث نے مد کو بمعنی ''رفع'' بیان کیا حالانکہ اس ''مد'' کا معین اطالت ہے یا بمعنی مد عارضی ہے تا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آثار صحابہ کے مخالف نہ ہو۔

اور اگر بالفرض ''مد'' بمعنی ''رفع'' ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اتنی آواز بلند فرماتے تھے کہ وہ لوگ جو صف اول میں آپ کے نزدیک ہوتے ہیں سن سکتے تھے۔ جیسا کہ ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے۔

''حتیٰ یسمع من یلیه من الصف الاول''

یعنی آپ جو آمین کہتے تو وہی سنتا تھا جو پہلی صف میں آپ کے قریب ہوتا تھا اور یہ امر اخفائے تامین کے منافی نہیں۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے ہے کہ نماز سری میں بھی وہ مقتدی جو امام کے قریب ہوتے ہیں امام کی قرآت کو سنتے ہیں۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ وائل بن حجر سے آمین باالجہر بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ نسائی میں ہے۔

عن عبدالجبار بن وائل عن ابیه قال صلیت خلف رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فلما فراء ''غیر المغضوب علیهم ولاالضالین'' فسمعنا ها منه.

یعنی وائل بن حجر نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ نے ''غیر المغضوب علیهم ولاالضالین'' پڑھا تو ہم نے آپ سے آمین سنی۔

Marfat.com

اور اسی طرح ابن ماجہ میں ہے۔

اور ابوداؤد شریف کی حدیث میں ''فجھر بآمین'' ہے یعنی بآواز بلند آمین کہا۔

ترمذی اور ابوداؤد میں سفیان ثوری کی حدیث جو وائل بن حجر سے مروی ہے اس میں ''قال آمین ومدبھا صوتہ ورفع بھا صوتہ'' ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ احادیث قرآن اور احادیث صحیح کے مخالف ہیں۔ احکام دین کے اخذ میں اصلی قرآن مقدم ہے اور بحکم تفاسیر قرآن سے یہ ثابت ہے کہ آمین' دعا ہے اور دعا میں اصل اخفاء ہے۔ لہٰذا قرآن مقدس کے مقابلہ میں یہ احادیث متروک العمل ہوں گی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اعلان تامین والی احادیث مقدم ہیں اور اخفائے تامین والی احادیث مؤخر اور مؤخر احادیث' احادیث مقدم کے لیے ناسخ ہیں۔ یعنی نبی اکرم ﷺ سے ابتداء میں آمین بالجہر ثابت ہے اور پھر آپ نے اس کو ترک فرمایا جیسے ابن ماجہ کی شرح انجاح الحاجہ سے ثابت ہے جس کا ذکر اس سے پہلے گزر چکا ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ عبدالجبار کا اپنے والد سے سننا ثابت ہی نہیں لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الکبیر میں لکھا ہے۔

قال محمد بن حجر ولد بعد ابیه ستة اشهر (تاریخ الکبیر ج 6 ص 106 ترجمہ 1855)

محمد بن حجر نے کہا: عبدالجبار بن وائل بن حجر اپنے والد کی وفات سے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے حافظ مزی نے لکھا ہے۔

قال ابوعبید الاجری قلت لابی داؤد سمع من ابیه قال سمعت یحیی بن معین یقول مات وهو حمل وقال غیره ولد بعد موت ابیه بستة اشهر وهذا القول ضعیف جدًا فانه صح عنه قال' کنت غلاما لااعقل صلوٰة ابی ولومات ابوه وهو حمل لم یقل هذا القول.

تہذیب الکمال ج 6 ص 21-22 ترجمہ 3724

ابوعبید اجری نے کہا: میں نے ابوداؤد سے کہا: کیا عبدالجبار نے اپنے باپ سے سنا ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین کہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ان کے والد فوت ہوئے اور وہ ابھی حمل میں تھے۔ یحییٰ بن معین کے علاوہ دوسروں نے کہا: وہ اپنے باپ کی وفات سے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے اور یہ قول نہایت ہی ضعیف ہے کیونکہ عبدالجبار سے صحیح قول یہ ہے انہوں نے کہا: میں ابھی بچہ تھا اور اپنے باپ کی نماز کو نہ سمجھ سکتا تھا۔ اگر وہ حمل میں ہوتے اور ان کے باپ فوت ہوتے تو وہ یہ بات نہ کہتے۔

بہر حال عبدالجبار کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں۔

حافظ عسقلانی نے لکھا ہے۔

قال ابن حبان فی الثقات من زعم انه سمع ابا ه فقد وهم لان ابا ه مات وامه حامل به.

تہذیب التہذیب ج 6 ص 105

Marfat.com

ابن حبان نے کتاب الثقات میں کہا جس کا یہ گمان ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے سنا ہے یہ وہم ہے اس لیے کہ ان کے والد جب فوت ہوئے وہ اپنی والدہ کے حمل میں تھے۔

علماء نقد الرجال سے ثابت ہوا کہ عبدالجبار کی اپنے والد وائل بن حجر سے سماعت ثابت نہیں۔ لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے جو ان کے نزدیک بھی قابل عمل نہیں اور علقمہ بن وائل بن حجر کے سماع میں کسی کو کوئی شک نہیں۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ علم اصول میں جانبین کے دلائل کے تساقط کے لیے کچھ شروط ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ کسی ایک حدیث کو دوسری پر ترجیح نہ ہو۔ پھر ان میں موافقت ومطابقت ممکن نہ ہو نیز قوت وضعف میں وہ دونوں یکساں ہوں لیکن یہاں یہ تینوں شرائط مفقود ہیں کیونکہ احادیث اخفائے تامین مرجح ہیں اور یہ کہ یہ احادیث بحکم تفاسیر قرآنی مقدس کے موافق ہیں۔ تیسرا یہ کہ قوت میں یہ احادیث' احادیث اعلان تامین سے مافوق ہیں لیکن اگر قاعدہ ''اذا تعارضا تساقط'' جب دلائل جانبین متعارض ہوں تو ساقط ہو جاتے ہیں۔

تو بوجہ تعارض جانبین کے دلائل ساقط ہو گئے تو پھر ان کے پاس جہر تامین پر کوئی دلیل باقی نہ رہ گئی اور ہمارے نزدیک اخفائے تامین پر اور بھی دلائل ہیں جو احادیث مرویہ شیخین وغیرہ اور آثار صحابہ سے دلیل قرانی کو چھوڑ کر بھی ثابت ومتحقق ہیں۔

وہ احادیث یہ ہیں:

1- استاد بخاری ومسلم ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں یہ حدیث تخریج کی ہے۔

حدثنا ابوبكر قال ثنا هشيم عن مغيرة عن ابراهيم انه كان اذكبر سكت هنيهة واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين سكت هنيهة واذا القيام فى الركعة الثانية لم يسكت وقال الحمد لله رب العالمين.

مغیرہ نے ابراہم نخعی سے روایت کی کہ وہ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو تھوڑی دیر خاموش رہتے اور جب ''غیر المغضوب علیھم والاالضالین'' کہتے تو تھوڑی دیر خاموش رہتے اور جب دوسری رکعت میں کھڑے ہوتے تو چپ نہ رہتے اور الحمدللہ رب العالمین پڑھتے۔

2- حدثنا ابوبكر قالنا عفان قالنا حماد بن سلمة عن حميد عن الحسن عن سمرة بن جندب رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم كان يسكت سكتقين اذا دخل فى الصلوٰة واذا فرغ من القرأة فانكر ذٰلك عمران بن حصين فكتبو الىٰ ابى بن كعب فكتب اليهم ان صدق سمرة.

مصنف ابن ابی شیبہ ج اوّل ص276

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ دو سکتہ فرماتے تھے۔ ایک جب نماز میں داخل ہوتے (یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد) اور دوسرا جب والاالضالین پڑھنے سے فارغ ہوتے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا تو انہوں نے ابی بن کعب کی طرف لکھ بھیجا (کیا یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں) تو حضرت ابی بن کعب نے ان کی طرف

Marfat.com

لکھا کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں۔

3- حدثنا محمد بن مثنی ناعبد الاعلی عن سعید عن قتادة عن الحسن عن سمرة قال سکتتان حفظهما عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فانکر ذٰلك عمران بن حصین قال حفظنا سکتة فکتبنا الی ابی بن کعب باالمدنیة فکتب الی ان حفظ سمرة قال سعید فقلنا لقتادة ماها تان السکتتان قال اذا دخل فی صلوته واذا فُرخ من القراة ثم قال بعد ذٰلك واذا قرء ولا الضالین۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد رکھے ہیں۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار کیا تو ہم نے مدینہ منوروہ میں حضرت ابی بن کعب کو اس کے متعلق لکھا۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابی بن کعب نے مجھے لکھ کر بھیجا کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کو وہ یاد ہیں۔ سعید نے کہا: ہم نے حضرت قتادہ سے کہا: وہ دو سکتے کیا ہیں۔قتادہ نے کہا: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں داخل ہوتے (تکبیر تحریمہ کے بعد) سکتہ فرماتے اور قرآن سے فارغ ہوتے پھر اس کے بعد کہا جب ''ولاالضالین'' پڑھ لیتے تو سکتہ فرماتے۔

قال ابوعیسٰی: حدیث سمرة حسن وهو قول غیر واحد من اهل العلم یستعحبون للامام ان یسکت بعد مایفتح الصلٰوة وبعد الفراغ من القراة وبه یقول احمد' اسحاق واصحابنا۔

ترمذی شریف ص 49

ابوعیسٰی ترمذی فرماتے ہیں:

حدیث سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ حسن ہے اور کئی اہل علم کا یہی قول ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کے بعد اور قرأت فاتحہ کے بعد امام کے لیے چپ رہنا مستحب سمجھتے ہیں۔ یہ امام احمد' اسحاق اور ہمارے اصحاب کا قول ہے۔

4- ابن حبان نے اپنی صحیح میں سنداً ومتناً ابوعیسٰی ترمذی کی مثل یہ حدیث تخریج کی ہے۔

قال ابوحاتم رضی اللّٰه عنه الحسن لم یسمع من سمرة شیاً وسمع من عمران بن حصین هذا الخبر واعتمادنا فیه عن عمران بن حصین۔ (صحیح ابن حبان ج سوم ص 147)

ابو حاتم نے فرمایا: حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی نہیں سنا ہے اور انہوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو سنا ہے اور اس حدیث میں ہمارا اعتماد عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت پر ہے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ او ابوداؤد شریف نے بھی تخریج کیا ہے۔

چنانچہ ثقات اسانید کے ساتھ مرویات یہ احادیث مبارکہ اس بات میں صریح ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں دو سکتے ماتے تھے۔ ان میں سے ایک سکتہ باالاتفاق تکبیر تحریمہ کے بعد ہے اور وہ ثنا پڑھنے کے لیے ہے اور دوسرا سکتہ غیر المغضوب علیهم ولاالضالین'' کے اتمام کے بعد ہے اور یہ سکتہ تامین کے لیے تھا۔

کیونکہ بحکم متفق علیہ حدیث ''قال علیه السلام اذا قال الامام غیر المغضوب علیهم والاالضالین فقولو

Marfat.com

آمین ''الحدیث کمامد تامین کامحل ''ولا الضالین '' کے بعد ہے۔ چنانچہ اس متفق علیہ حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ''ولا الضالین '' کے بعد متصل تامین کامحل ہے۔

اور جب اس حدیث سے یہ معلوم ہوگیا کہ تامین کامحل ''ولا الضالین '' کے بعد ہے تو ان جملہ احادیث سکتہ سے ثابت ہوا کہ ''ولاالضالین '' کے بعد سکتہ ثانیہ تامین کے لیے خاص ہے۔

چنانچہ بحکم حدیث متفق علیہ احادیث سکتہ سے ثابت ہوگیا کہ آمین کہنے میں سنت اخفائے تامین ہے جو قرآن شریف کے حکم کے موافق ہے۔

اس لیے علامہ ملاعلی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے ماتحت طیبی سے ایک قول نقل فرمایا ہے۔

ولاظهر ان اسكتة الاولٰى للثناء والسكتته الثانية للتامين

اور اظہر میں ہے کہ پہلا سکتہ ثنا کے لیے ہے اور دوسرا سکتہ تامین کے لیے۔

5-ابوبکر بن ابی شیبہ اور عبدالرزاق بن ھمام صنعانی استاد امام بخاری و مسلم اپنی اپنی مصنف میں اپنی اپنی اسناد کے ساتھ یہ احادیث تخریج کی ہیں۔

حدثنا ابوبكر قال ثنا وكيع عن ابن ابى ليلٰى عن الحكم عن ابراهيم قال اربع لايجهر بهن الامام بسم الله الرحمٰن الرحيم' والاستعاذه وآمين. وربنا لك الحمد

ابرہیم نخعی سے روایت ہے انہوں نے کہا: چار چیزیں امام انہیں بآواز بلند نہ کہے۔ اول بسم الرحمن الرحیم دوم استعاذہ (اعوذ بالله من الشيطان الرجيم) سوم ۔ آمین' چہارم' ربنا لك الحمد ۔

6- حدثنا وكيع عن سفيان عن منصور عن ابراهيم قال خمس يخفيهن الامام الاستعادة وسبحانك اللهم وبحمدك. بسم الله الرحمن الرحيم وآمين' واللهم ربنا لك الحمد.

ابراہیم نخعی سے روایت ہے انہوں نے کہا: پانچ چیزیں ہیں جن کو امام آہستہ کہے استعاذہ ثناء سبحانك اللهم وبحمدك بسم الله الرحمن الرحيم آمين ۔ اللهم ربنا لك الحمد ۔

7- حدثنا هشيم قال ثنا حصين ومغيره عن ابراهيم قال يخفى الامام بسم الله الرحمن الرحيم' والاستعاذه وآمين وربنا لك الحمد.

مصنف ابن ابی شیبہ ج دوم ص 536 مصنف عبدالرزاق ج دوم ص 87

ابراہیم نخعی سے روایت ہے انہوں نے کہا: امام بسم الله الرحمن اعوذ بالله من الشيطان الرحمن آمین اور ربنا لك الحمد ان سب کو آہستہ کہے۔

8- صاحب ہدایہ نے لکھا ہے۔

Marfat.com

ویسرهما لقول ابن مسعود رضی اللّٰہ عنها اربع بخفیهن الامام وذکر منها التعوذ والتسمیة وآمین۔

یعنی ان دونوں (تعوذ وتسمیہ) کو آہستہ کہے کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے چار چیزیں جن کو امام آہستہ کہے اور ان میں سے تعوذ، تسمیہ اور آمین کا ذکر کیا۔

ابن ھمام شارح ہدایہ فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔

قوله (لقول ابن مسعود رضی اللّٰہ عنها اربع الخ) والرابع التحمید، والاربعة رواها ابن ابی شیبة عن ابراهیم النخعی۔

فتح القدیر ج اوّل ص253

ابن ھمام فرماتے ہیں مؤلف کا یہ قول کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا فرمان چار چیزیں اور چوتھی تحمید ہے (یعنی ربنا لك الحمد) ان چاروں کو ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور ابراہیم نخعی کی روایت اس سے قبل آپ نے سماعت فرمائی۔

9- شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے صراط مستقیم اور شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے۔

روی عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنه انه قال یخفی الامام اربعة اشیاء التعوذ والبسملة وآمین وسبحانك اللهم وعن ابن مسعود مثله۔

سیف المقلدین ج دوم ص65

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: امام چار اشیاء کو آہستہ کہے تعوذ، بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم، آمین سبحانك اللهم اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے، وہ یہ ہے۔

10- حدثنا محمد بن عبدالله الحضرمی ثنا احمد بن یونس ثنا ابوبکر بن عیاش عن ابی سعد البقال عن ابی وائل قال کان علی وابن مسعود لایجهران بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بآمین۔

معجم کبیر للطبرانی ج9 ص262 حدیث نمبر9404

ابووائل (شقیق بن سلمہ) سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضرت علی المرتضیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔ تعوذ اور آمین کو بآواز بلند نہیں پڑھتے تھے۔

11- حدثنا ابوبکر بن عیاش عن ابی سعید عن ابی وائل قال کان عمر وعلی لایجهران بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ولا بالتعوذ ولا بالتامین۔

Marfat.com

طحاوی شریف ج اوّل ص140 جوہرالنقی ج دوم ص12

ابووائل سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضرت عمر فاروق اور علی المرتضٰی رضی اللہ عنما بسم الله الرحمن الرحيم اور اعوذ باالله من الشيطان الرجيم اور آمین۔ بآواز بلند نہیں کہتے تھے۔

آخر میں سیدی محمد زرقانی کا ایک قول فیصل پیش خدمت ہے۔

قال بعضهم انما كان صلى الله عليه وسلم يجهر التأمين فى ابتداء الاسلام ليعلمهم فاؤما الىٰ نسخه' وردبان آباداؤد وابن حبان رؤيا عن وائل بن حجر صليت خلف النبى صلى الله عليه وسلم فجهر بآمين۔ ووائل متاخر الاسلام۔ الجواب انه جهر لبيان الجواز۔

(زرقانی علی المؤطا ج اوّل ص181)

بعض نے کہا: نبی کریم ﷺ ابتدائے اسلام میں آمین بالجہر کہتے تھے تا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم دیں۔ چنانچہ بعض نے اس کے منسوخ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور بعض نے اس کا رد اس طرح کیا کہ ابوداؤد اور ابن حبان دونوں نے وائل بن حجر سے روایت کیا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ نے با آواز بلند آمین کہا اور وائل متاخر الاسلام ہے۔

سیدی محمد زرقانی اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

آپ نے صرف بیان جواز کے لیے آمین بالجہر فرمایا ہے۔

اس سے ثابت ہوا اعلان تامین منسوخ ہے اور کبھی کبھی اعلان تامین جو تھا وہ صرف بیان جواز کے لیے تھا۔ نہ کہ آپ ﷺ ہمیشہ آمین بالجہر کرتے رہے۔

چنانچہ خطیب بغدادی اور ان کے پیروکاروں کا یہ اعتراض کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ قیاس ورائے کو احادیث پر ترجیح دیتے تھے یہ محض افترا و بہتان ہے۔ اور یہ صرف حسد وتعصب ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے حسد وتعصب سے ہر مسلمان کو محفوظ فرمائے جس سے انسان کا شرم وحیا بھی جاتا رہے اور عقلاً اتنا مخبوط الحواس ہو جائے کہ اس کو اچھے اور برے کی تمیز بھی جاتی رہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے اس باب میں امام الائمہ' سراج الامۃ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنا درحقیقت شارع پر اعتراض ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے اخفائے دعا کے لیے حکم فرمایا جس سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے تمسک فرمایا۔

اور نیز یہ اعتراض نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہے کہ انہوں نے اخفائے تامین میں کلام ربانی کی موافقت کیوں فرمائی کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اس سے تقویت حاصل ہوئی۔

شاید کہ فرقہ نجدیہ کے اذہان میں یہ امر مرکوز ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بلکہ نبی اکرم ﷺ کو قرآن مقدس کی آیۂ مبارکہ کے معانی نہ پہنچے ہوں۔ لہٰذا وہ اس میں اخفاء کرتے رہے چنانچہ ان میں اور فرقہ روافض میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ روافض کا یہ عقیدہ ہے کہ جبریل علیہ السلام نے وحی پہنچانے میں خطا کی ہے۔ اللہ عزوجل ایسے عقیدہ باطلہ واہیہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

الحمد لله الذى هدانا سنن سيد المرسلين واقمنا على سبيل السوى للمسلمين وحفظنا من

Marfat.com

الفرق العادين الضالين' وسود وجوه المعترضين على آئمة الدين۔

رفع الیدین

6- خطیب بغدادی نے حضرت عبداللہ بن مبارک کے قول کی حکایت کرتے ہوئے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے رفع یدین کی تضحیک کی ہے۔ عبداللہ بن مبارک کا قول یہ ہے۔

انه قال لابی حنیفة رضی اللّٰه عنه فی رفع الیدین عندالرکوع حدیث براء فقال ابوحنیفة رضی اللّٰه عنه کانه یرید ان یطیر۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے رکوع کے وقت رفع یدین کے متعلق حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذکر کیا۔ تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: گویا کہ وہ اڑنا چاہتا تھا۔ امام خوارزمی فرماتے ہیں اس کا جواب تین وجوہ سے ہے۔

اوّل:

یہ کہ حدیث حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رفع یدین کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ہی نہیں ہے۔ یحی بن معین نے اپنی تاریخ میں کہا رفع یدین کے متعلق حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے صحیح ہی نہیں ہے۔ جب حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو حدیث کا معلوم ہونا معلوم ہوا تو آپ نے حضرت عبداللہ بن مبارک کا احترام کرتے ہوئے ازروئے مزاح (خوش طبعی) اور نرمی کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ وہ اڑنا چاہتا ہے۔ آپ نے ان کو چپ کرانے کے لیے اس کا ارادہ نہیں فرمایا جیسا کہ آپ نے امام اوزاعی کے حق میں کہا جبکہ انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے رفع یدین کے متعلق پوچھا۔

دوم:

یہ کہ مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کالی اراکم ترفعوف ایدیکم فی الصلوٰة کانها اذناب خیل شمسین اسکنوا فی الصلوٰة۔

کیا ہے میں تمہیں نماز میں رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ گویا کہ یہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ نماز میں سکون اختیار کرو۔

سوم:

یہ کہ انشاء اللہ ''باب الصلوٰة'' میں آئے گا جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے مسنداً احادیث وآثار روایت کیے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رفع یدین بدعت ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ حدیث رفع یدین کے جملہ رواۃ مدنی ہیں اور امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو نہیں لیا اور نہ ہی اس پر عمل کیا۔ حالانکہ وہ دوسروں سے اپنے شہر کی روایت کے زیادہ اعلم تھے۔

جام المسانید ج اوّل ص 59

Marfat.com

امام خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جواب اجمالی ہے۔
اب اس کا ذرا تفصیلی جواب سماعت فرمائیں۔
سب سے پہلے وہ احادیث وآثار پیش خدمت ہیں جو عدم رفع یدین پر دلالت کرتے ہیں۔

حدثنا هناد نا وكيع عن سفيان عن عاصم بن كليب عن عبدالرحمن بن الاسود عن علقه قال قال عبد اللّٰه بن مسعود رضى اللّٰه عنهما الااصلى بكم صلٰوة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم فصلى فلم يرفع يديه الافى اول مرة.(مصنف ابن شيبه ج اوّل ص 236 ترمذى شريف ص 50)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھادوں۔ (یعنی جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے) چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے نماز پڑھی اور پہلی بار کے سوا آپ نے ہاتھ نہ اٹھائے (یعنی صرف تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھائے اور پھر انہوں نے رفع یدین نہ فرمایا) اور اس باب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔

قال ابوعيسٰى حديث ابن مسعود حديث حسن وبه يقول غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبى صلى اللّٰه عليه وسلم والتابعين وهو قول سفيان واهل الكوفة.

(ترمذی شریف مطبوعہ منشی نول کشور ص 50)

ابوعیسٰی ترمذی نے فرمایا: حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہما حدیث حسن ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں سے اکثرین اہل علم کا اس پر عمل ہے اور سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے۔

سنن ابوداؤد میں ایک باب منعقد کیا گیا۔

"رفع اليدين فى الصلوٰة اوّل مرة"

پھر حضرت علقمہ سے یہی حدیث روایت کی جو ترمذی نے روایت کی۔ پھر اس کے بعد حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو روایت کیا۔

وہ حدیث یہ ہے:

عبدالرزاق عن الثورى عن يزيدبن ابى زياد عن عبدالرحمن بن ابى ليلى عن البراء بن عازب قال.كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اذا كبر رفع يديه حتى يدى ابهامه قريباً من اذنيه.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر تحریمہ کہتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھے مبارکہ کو آپ کے دونوں کانوں کے قریب دیکھا جاتا تھا۔

عبدالرزاق بن ہمام نے اس کے بعد ابن عیینہ کے طریق سے حدیث تخریج کی۔

Marfat.com

عبدالرزاق عن ابن عينية عن يزيد عن عبدالرحمن بن ابى ليلٰى عن البراء بن عازب مثله وزاد قال مرة واحدة ثم لاتعد لرفعها فى تلك الصلٰوة.

مصنف عبدالرزاق ج دوم ص70-71 سنن الکبریٰ للبیہقی ج دوم ص76

عبدالرزاق نے سفیان بن عیینہ سے انہوں نے یزید بن ابی زیاد سے انہوں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے انہوں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل (یعنی سفیان ثوری) حدیث روایت کی اور سفیان بن عیینہ نے یہ اضافہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ہی ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر اس نماز میں دوسری بار رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں یہ کلمہ (یعنی مرة واحدة ثم لاتعد) سفیان ثوری۔ زہیر بن معاویہ اور ہشیم وغیرہم سے مروی نہیں بلکہ یہ کلمہ صرف سفیان بن عیینہ سے مسموع ہے۔

علامہ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

قلت' يعارض هذا قول ابن عدى فى الكامل رواه هشيم وشريك وجماعة معهما عن يزيد بآسناده وقالوا فيه ثم لم تعد(جواهر النقى فى ذيل سنن الكبرىٰ ج دوم ص 76)

فرماتے ہیں امام بیہقی کا یہ قول کہ اس کلمہ کو سوائے سفیان بن عیینہ کے سفیان ثوری' زہیر بن معاویہ اور ہشیم وغیرہم نے روایت نہیں کیا۔

یہ قول کامل میں ابن عدی کے قول کے معارض ہے اس کو ہشیم اور شریک اور ان دونوں کے ساتھ ایک جماعت سے اپنی سند کے ساتھ ابن عدی نے اس کو روایت کیا ہے اور انہوں نے اس حدیث میں کہا۔

"ثم لم يعد"

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

اور دارقطنی نے "اسماعیل بن زکریا عن یزید" سے روایت میں اس طرح اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

اور خود امام بیہقی نے "خلافیات" میں نضر بن شمیل کے طریق سے اسرائیلی (یونس بن ابی اسحاق) سے انہوں نے یزید بن ابی زیاد سے اس حدیث کو اسی طرح تخریج کیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابوبكر قالنا وكيع عن ابن ابى ليلى عن الحكم وعيسٰى عن عبدالرحمٰن بن ابى ليلٰى عن البراء بن عازب ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا فتح الصلٰوة رفع يديه ثم لايرفعها حتى يفرغ.مصنف ابن شیبہ ج اوّل ص 236 ' شرح معانی الآثار للطحاوی ج اوّل ص154

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے رفع یدین فرماتے (یعنی تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھاتے) پھر رفع یدین نہ فرماتے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہوتے۔

Marfat.com

ابوبکر بن ابی شیبہ نے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں انہوں نے (وکیع عن ابن ابی لیلٰی عن الحکم وعیسٰی) کے طریق سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی عن براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث میں یہ کلمہ ''مرة واحدةثم لایعد'' صحیح ہے۔

اور امام بیہقی کا کہنا کہ یہ کلمہ صرف سفیان بن عیینہ سے مسموع ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ کلمہ وکیع سے بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ مصنف ابن شیبہ کی روایت سے ثابت ہے۔

خود امام بیہقی نے ''خلافیات'' میں محمد بن ابی یحیٰی سے روایت کیا ہے۔

قال محمد بن ابی یحیٰی صلیت الٰی جنب عبداللّٰه بن الزبیر فجعلت ارفع یدیه فی کل رفع وخفض وان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان اذا فتح الصلٰوة رفع یدیه ثم لایرفع فی شیء حتّٰی فرغ۔

محمد بن ابن یحیٰی نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز پڑھی تو میں رفع وخفض (یعنی رکوع سے اٹھتے اور رکوع کرتے وقت) رفع یدین کرتا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے کہا: اے میرے بھائی زادہ! میں نے تجھے دیکھا ہے کہ تو ہر خفض ورفع میں رفع یدین کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر تحریمہ کہتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر نماز سے فارغ ہونے تک نماز میں رفع یدین نہ فرماتے تھے۔

الشیخ المحدث حبیب الرحمٰن اعظمی مصنف عبدالرزاق کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ابوداؤد' دارقطنی اور بیہقی نے تخریج کی ہے۔ فرماتے ہیں جو لوگ رفع یدین کی طرف گئے ہیں وہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں اور اس طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو بھی ضعیف قرار دیتے ہیں جس کو ابوداؤد اور ترمذی نے تخریج کیا ہے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں۔

وکانهم یحاولون ان یثبتوا ان ترك الرفع محدیث لم یثبت عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم اصلا' وعبثا یحاولون الخ (مصنف عبدالرزاق ج دوم ص 71)

گویا کہ وہ یہ ثابت کرنے کا حیل بہانہ تلاش کرتے ہیں کہ رفع یدین کا ترک محدث ہے اور یہ (ترک رفع یدین) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اصلاً ثابت نہیں۔ فرماتے ہیں ان کا یہ حیلہ وغیرہ تلاش کرنا بھی عبث ہے اس لیے کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اوقات میں رفع یدین نہ کیا ہوتا اور بعض اوقات اس کو ترک نہ کیا ہوتا تو عملاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے اختلاف نہ کرتے اور نہ ہی بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رفع یدین کرتے اور نہ بعض اس کو ترک کرتے۔ پھر فرماتے۔

رحم اللّٰه منهم الامام الترمذی فانه لم یحمله التعصب لشیخه الامام البخاری ان یحید عن الحق ویداهن فقد صرح بتحسین حدیث ابن مسعود اولا ثم اعلن قائلا بانه ذهب الیه وقال به غیر واحد من اهل العلم من اصحاب النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کما ذهب بعض اهل العلم

Marfat.com

منهم الیٰ الرفع الخ۔ حوالہ مذکور

ان میں سے اللہ عزوجل امام ترمذی پر رحم فرمائے کیونکہ ان کو اپنے شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تعصب نے برانگیختہ نہیں کیا کہ وہ حق سے ہٹ جائیں اور مداہنت (باطن کے خلاف ظاہر کرنا) کریں۔ امام ترمذی نے سب سے پہلے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہا کی حدیث کی تحسین فرمائی۔ پھر یہ کہتے ہوئے اعلان کیا وہ اس طرف گئے ہیں۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے اکثرین کا بھی یہی قول ہے جیسے کہ ان میں بعض اہل علم رفع یدین کی طرف گئے ہیں۔

شیخ موصوف کی تصریح سے ثابت ہوا کہ رفع یدین کو ثابت کرنے کے لیے حیلہ وغیرہ تلاش کرنا یہ سب تعصب کی بنا پر ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس میں زیادہ متعصب ہیں اس سے یہ ثابت ہوا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکثر اہل علم کا اس پر عمل تھا اور رفع یدین کے قائلین بہت کم تھے۔

اور علامہ موصوف کے قول سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام ترمذی نے اپنے شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم سے ہٹ کر بلا تعصب یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ حدیث ابن مسعود حسن ہے اور اکثرین کا اس پر عمل ہے۔ عبدالرزاق بن ہمام نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے عدم رفع یدین کی احادیث کو مختلف اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے۔

1- عبدالرزاق عن الثوری عن حصین عن ابراھیم عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنھما کان یرفع یدیہ فی اوّل شیء ثم لایرفع بعدہ۔

ابراہیم بن یزید نخعی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ نماز میں صرف تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر اس کے بعد نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

2- عبدالرزاق عن ابن عیینہ عن حصین عن ابراھیم عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنھما مثلہ۔

یعنی سفیان بن عیینہ کی حدیث بھی سفیان ثوری کی حدیث کے مثل ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سوائے تکبیر تحریمہ کے نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

3- عبدالرزاق عن الثوری عن حماد قال سالت ابراھیم عن ذٰلک فقال یرفع یدیہ اول مرۃ۔

مصنف عبدالرزاق ج دوم ص 71

حماد سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے ابراہیم سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما صرف پہلی بار ہی دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے (اور اس کے بعد نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے)

طبرانی نے معجم کبیر میں اس حدیث کو اس طرح تخریج کیا ہے۔

1- حدثنا اسحاق بن ابراھیم عن عبدالرزاق عن حصین عن ابراھیم ان ابن مسعود کان یرفع یدیہ فی اوّل شئ ثم لا یرفع بعدہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اوّل چیز میں (تکبیر تحریمہ) دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر اس کے بعد نماز میں رفع یدین

Marfat.com

نہیں کرتے تھے۔

2- حدثنا محمد بن عبداللّٰه حضرمی ثنا احمد بن یونس ثنا ابوالاحوص عن حصین عن ابراهیم قال کان عبداللّٰه لا یرفع یدیه فی شیء من الصلٰوة الا فی التکبیرة الاولٰی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سوائے تکبیر اولیٰ (تحریمہ) کے سوا نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

3- حدثنا علی بن عبدالعزیز ثنا حجاج بن المنهال ثنا حماد بن سلمة عن حماد (ابن ابی سلیمان) عن ابراهیم عن عبداللّٰه بن مسعود انه کان اذا داخل فی الصلوٰة رفع یدیه ثم لایرفع بعد ذٰلك۔ معجم کبیر للطبرانی ج 9 ص 261

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جب نماز میں داخل ہوتے تو (تکبیر اولیٰ کے لیے) دونوں ہاتھ اٹھاتے پھر اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے مختلف اسانید کے ساتھ حضرت ابراہیم نخعی کی حدیث کو روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما صرف تکبیر تحریمہ کے لیے ہی ہاتھ اٹھاتے تھے اور اس کے بعد نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اور یہ عدم رفع یدین پر نہایت قوی دلیل ہے۔

اس حدیث پر ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ حدیث ابراہیم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے متصل نہیں کیونکہ ابراہیم نخعی نے ان سے نہیں سنا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اسماء الرجال کے امام حافظ مزی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ ابراہیم نخعی کے ماتحت لکھتے ہیں۔

وقال عباس الدوری عن یحییٰ بن معین مراسیل ابراهیم احب الی من مراسیل الشعبی۔

تہذیب الکمال ج اوّل ص308

عباس دوری نے یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ ابراہیم نخعی کی مراسیل مجھے شعبی کی مراسیل سے زیادہ پسند ہیں۔

حدثنا سعید بن عامر عن شعبة عن سلیمان الاعمش قال قلت ابراهیم النخعی اسند لی عن عبداللّٰه بن مسعود، فقال ابراهیم اذا حدثتکم عن رجل عن عبداللّٰه فهو الذی سمعت واذا قلت قال عبداللّٰه فهو عن غیر واحد عن عبداللّٰه۔ (تهذیب الکمال ج اوّل ص 309)

سعید بن عامر نے شعبہ سے انہوں نے سلیمان الاعمش سے بیان کیا انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے کہا: تم مجھ سے حضرت عبداللہ بن مسعود سے سند کرتے ہو۔ ابراہیم نخعی نے جواب دیا۔ جب میں تمہیں کسی شخص سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کر دی تو یہ وہ حدیث ہے جو میں نے سنی ہے۔ اور جب میں یہ کہوں ''قال عبداللہ'' حضرت

Marfat.com

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تو یہ حدیث اکثر نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

فان قلت خبر ابراهيم غير متصل لانه لم يدرك عبدالله لانه مات سنة اثنتين وثلاثين بالمدينه وقيل بالكوفة. الخ (عمدة القاری ج 5 ص 274)

اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت ابراہیم نخعی کی خبر غیر متصل ہے کیونکہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو نہیں پایا اس لیے کہ وہ 32ھ میں مدینہ منورہ اور بعض کے نزدیک کوفہ میں فوت ہوئے اور ابراہیم نخعی 50ھ میں پیدا ہوئے جیسا کہ ابن حبان نے تصریح کی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ابراہیم نخعی کی عادت یہ ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے حدیث کو اس وقت ارسال کرتے ہیں جب ان کے نزدیک ان سے حدیث کے رواۃ بکثرت ہوں اور ان سے تکاثر روایات کے بعد اس میں شک نہیں کہ جماعت کی خبر، خبر واحد سے اقوی اور اولیٰ ہے۔

لہٰذا یہ اعتراض ختم ہوا کیونکہ حافظ مزی کے نزدیک بھی ان کی حضرت عبداللہ بن مسعود سے مرسل حدیث صحیح ہے۔ جب امام مزی جیسے امام الائمہ نقد الرجال نے تصدیق کر دی تو پھر دوسروں کی کیا مجال ہے کہ وہ اس پر اعتراض کریں۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ''موطا'' میں فرماتے ہیں:

فاما رفع اليدين فى الصلوٰة فانه يرفع اليدين حذوالاذنين فى ابتداء الصلوٰة مرة واحدة ثم لا يرفع فى شى من الصلوٰة بعد ذٰلك وهذا كله قول ابى حنيفة رحمه الله وفى ذٰلك آثار كثيرة.

موطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ص 90

نماز میں رفع یدین وابتدائے نماز میں دونوں کانوں کے برابر ایک بار دونوں ہاتھوں کا اٹھانا ہے۔ (یعنی تکبیر تحریمہ کے لیے) پھر وہ اس کے بعد دوبارہ ہاتھ نہ اٹھائے یہ جملہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور اس کے متعلق آثار کثیرہ ہیں۔

1- قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن عاصم بن كليب الجرمى عن ابيه قال رايت على بن ابى طالب رفع يديه فى التكبيرة الاولىٰ من الصلوٰة المكتوبة ولم يرفعهما فيما سوىٰ ذٰلك.

عاصم بن کلیب جرمی نے اپنے والد سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ آپ فرض نماز میں صرف تکبیرۂ اولیٰ (تحریمہ) میں دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اس کے سوا نماز میں بالکل رفع یدین نہ فرماتے۔

2- قال محمد اخبرنا محمدبن ابان بن صالح عن حماد عن ابراهيم النخعى قال لاترفع يديك فى شئ من الصلوٰة بعد التكبيرة الاولىٰ.

Marfat.com

یعنی ابراہیم نخعی نے فرمایا: تکبیرہ اولیٰ کے بعد نماز میں کسی چیز میں ہاتھ نہ اٹھاؤ۔

3-قال محمد اخبرنا یعقوب بن ابراھیم اخبرنا حصین بن عبدالرحمن قال دخلت انا و عمرو بن مرة علی ابراھیم النخعی. الخ

حصین بن عبدالرحمٰن نے کہا: میں اور عمرو بن مرہ حضرت ابراہیم نخعی کے پاس گئے۔ عمرو بن مرہ نے سے کہا: مجھ سے علقمہ بن وائل حضری نے اپنے باپ وائل بن حجر سے بیان کیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو جب تکبیر کہی اور جب رکوع کیا اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھا رفع یدین کرتے دیکھا۔ ابراہیم نخعی نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں شاید کہ اس نے صرف اسی دن آپ کو رفع یدین کرتے دیکھا ہو اور نبی اکرم ﷺ سے یہ یاد کر لیا ہو اور حضرت ابن مسعود اور آپ کے اصحاب کو یاد نہ رہا ہو۔ میں نے ان میں سے سب کو دیکھا ہے کہ وہ صرف ابتدائے نماز میں تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھاتے تھے۔

4- قال محمد اخبرنا محمد ابان بن صالح عبدالعزیز بن حکیم قال رایت ابن عمر یرفع یدیه حذاء أذنیه فی تکبیرة افتتاح الصلوٰة ولم یرفها فیما سویٰ ذٰلك.

عبدالعزیز حکیم نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے کہ وہ نماز کی شروع کی تکبیر میں اپنے کانوں کے برابر دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور اس کے سوا نماز میں رفع یدین نہ کرتے تھے۔

5-قال محمد اخبرنا ابوبکر بن عبدالله النهثلی عن عاصم بن کلیب الجرمی عن ابیه وکان من اصحاب علی. ان علی بن ابی طالب کرم الله وجهه کان یرفع یدیه فی التکبیرة الاولیٰ التی یفتتح بها الصلوٰة ثملایرفهما فی شئی من الصلوٰة.

عاصم بن کلیب جرمی اپنے باپ سے راوی اور وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے تھے کہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ صرف تکبیرۂ اولیٰ میں جس سے وہ نماز شروع کرتے ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر وہ نماز میں کسی ارکان میں ہاتھ نہ اٹھاتے تھے۔

6- قال محمد اخبرنا الثوری حدثنا حصین عن ابراھیم عن ابن مسعود انه کان یرفع یدیه اذا افتح الصلوٰة. (مؤطا امام محمد رحمہ اللہ ص 91تا 94)

ابراہیم نخعی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ صرف جب نماز کا آغاز کرتے تو دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے۔

یہ جملہ آثار اس پر دلالت کرتے ہیں کہ سوائے تکبیرہ اولیٰ کے نماز میں رفع یدین کرنا مکروہ ہے کیونکہ اگر نبی اکرم ﷺ سے رفع یدین کا منسوخ ہونا ثابت نہ ہوتا تو یہ حضرات گرامی کبھی رفع یدین کو ترک نہ کرتے۔ ان کا رفع یدین کو ترک کرنا اس کے منسوخ کی دلیل ہے۔

Marfat.com

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اپنی مسند میں فرماتے ہیں:

ابوحنيفة عن حماد عن ابراهيم انه قال فى وائل بن حجرأ عرابى لم يصل مع النبى صلى الله عليه وسلم صلٰوة قبلها قط اهو اعلم من عبدالله واصحابه حفظ ولم يحفظوا يعنى رفع اليدين وفى رواية عن ابراهيم انه ذكر حديث وائل بن حجر. الخ مسند امام اعظم ص 47

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا انہوں نے وائل بن حجر کے متعلق کہا وہ ایک اعرابی ہے اس نے (اس نماز جس میں آپ نے رفع یدین فرمایا) اس سے قبل کوئی نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں پڑھی۔ کیا وہ (وائل بن حجر) حضرت عبداللہ بن مسعود اور آپ کے اصحاب سے زیادہ اعلم ہے۔ کہ وائل بن حجر نے اس کو یاد رکھا اور انہوں نے اس کو یاد نہ رکھا۔ یعنی رفع یدین کو۔ ابراہیم نخعی سے ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے حجر بن وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ذکر کیا اور کہا وہ ایک اعرابی ہے اس نے اس سے قبل آپ کے ساتھ کوئی نماز نہیں پڑھی کیا وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے زیادہ اعلم ہے۔ ایک روایت میں ہے ابراہیم نخعی کے پاس وائل بن حجر کی حدیث کا ذکر کیا گیا کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رکوع اور سجود کے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ابراہیم نخعی نے فرمایا: وہ اعرابی ہے وہ اسلام کو نہیں پہچانتا (یعنی شرائع اسلام) ''جیسے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس کو پہچانتے ہیں''۔ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف ایک نماز پڑھی ہے۔ (یا اس سے زیادہ لیکن بہت کم) اور مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس قدر رواۃ نے بیان کیا کہ میں ان کو شمار نہیں کر سکتا کہ انہوں نے صرف ابتدائے نماز میں ہی رفع یدین کیا ہے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی حکایت کی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما شرائع اسلام اور اس کی حدود کے عالم ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کے متلاشی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر میں ملازم تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اتنی بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جس کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث جس کو طبرانی نے معجم میں اور ابوبکر بن شیبہ نے اپنے مصنف میں تخریج کیا' وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا محمد بن عثمان بن ابى شيبةثنا محمد بن عمران ابن ابى ليلى حدثنى ابى ثنا ابن ابى ليلى عن الحكم عن مقسم عن ابن عباس رضى الله عنهما عن النبى صلى الله عليه وسلم' قال. لاترفع اليدين الا فى سبع مواطن حين يفتتح الصلوٰة وحين يدخل المسجد الحرام فلينظر الى البيت وحين يقوم على الصفار حين يقوم على المروة وحين يقف مع الناس عشية عرفة وجمع والمقامين حين يرى الحجرة. المعجم الكبير للطبرانى ج 11 ص 305

آپ نے فرمایا: ہاتھ صرف سات مقامات میں اٹھائے جائیں جب نماز شروع کرے۔ جب بیت اللہ شریف کو دیکھے۔ جب صفا و مروہ پر کھڑا ہو۔ جب لوگوں کے ساتھ عرفات میں کھڑا ہو۔ مزدلفہ میں اور جب وہ کنکریاں مارے۔ طبرانی نے اس دوسری سند کے ساتھ بھی تخریج کیا ہے۔

Marfat.com

حدثنا احمد بن شعیب ابوعبدالرحمن النسائی انا عمرو ابن یزید ابوبریدالجرمی ثنا سیف بن عبیدالله ثنا ورقاء عن عطاء بن سائب عن سعید بن جبیر عن ابن عباس ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال السجود علی سبعة اعضاء الیدین والقدمین والرکبتین والجبهة. ورفع الیدین اذا رایت البیت وعلی الصفا والمروة وبحرفة وبجمع وعند رمی الحجار واذا اقمت الصلٰوة.

المعجم الکبیر للطبرانی ج11 ص357-358 حدیث نمبر12282

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سجدہ کرنا سات اعضاء پر ہے۔ دونوں ہاتھ' دونوں قدم' دونوں گھٹنے اور پیشانی۔ اور ہاتھوں کا اٹھانا بھی سات مقامات میں ہے۔ جب تو بیت اللہ شریف کو دیکھے۔ صفا اور مروہ پر' عرفات میں' مزدلفہ میں' کنکریاں مارنے کے وقت اور جب نماز قائم کی جائے (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت)

- ابوبکر بن ابی شیبہ کی تخریج کردہ حدیث یہ ہے۔

حدثنا ابن فضیل عن عطاء عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لاترفع الیدین الا فی سبع مواطن اذا قام الیٰ الصلوٰة واذا رای البیت اللّٰه وعلی الصفا والمروة وفی عرفات وفی جمع وعند الجمار.(مصنف ابن ابی شیبه ج اوّل ص 237)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاتھ صرف سات مقامات میں اٹھائے جائیں جب وہ نماز کے لیے کھڑا ہو۔ جب وہ بیت اللہ شریف کو دیکھے' صفا و مروہ پر عرفات میں مزدلفہ میں اور کنکریاں مارنے کے وقت۔

کنز العمال للمتقی ہندی حدیث نمبر3369 مجمع الزوائد ج دوم ص102 ج سوم ص238 شرح السنہ للبغوی حدیث نمبر493-494

اتحاف السادہ المتقین للزبیدی ج 3 ص58 اسرار المرفوعہ لعلی القاری ص493

امام الائمہ' سراج الامہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے۔

جامع المسانید ج اول ص353

یہ حدیث مبارکہ ہدایہ اور اس کی شروح میں بالفاظ مختلف مروی ہے۔ مولانا جلال الدین خوارزمی کفایہ شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

لانه لما تعارضت روایتا فعله وجب المصیر الیٰ قوله. وهوالحدیث المشهور لاترفع الیدی الافی سبع مواطن عند افتتاح الصلوٰة وقنوت الوتر وتکبیرات العیدین وعند استلام الحجر وعند الصفا والمروة وعند الموقفین وعندالحجرتین ای الاولٰی والوسطٰی.

(فتح القدیر مع الکفایہ ج اوّل ص271)

یعنی جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی دونوں روایتیں متعارض ہوں تو آپ کی قول کی طرف رجوع واجب ہو گیا اور وہ

Marfat.com

حدیث مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا: صرف سات مقامات میں ہاتھ اٹھائے جائیں۔ نماز کے شروع کرنے کے وقت اور قنوت وتر کے وقت۔ عیدین کی تکبیرات کے وقت۔ استلام حجر اسود کے وقت' صفا اور مروہ میں اور موقفین یعنی عرفات ومزدلفہ میں اور دہ جمروں کے کنکریاں مارنے کے وقت اور وہ جمرہ اولیٰ اور وسطی ہیں۔

اور وہ احادیث مبارکہ جو رفع یدین پر دلالت کرتی ہیں وہ یہ ہیں۔

حدثنا یحیی بن یحیی التمیمی وسعید بن منصور وابوبکر بن ابی شیبة وعمرو الناقد وزهیربن حرب وابن نمیر کلهم عن سفیان ابن عیینه واللفظ لیحیی نا سفیان ابن عیینه عن الزهری عن السالم عن ابیه قال رایت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا افتتح الصلوٰة رفع یدیه حتی یحاذی منکبیه وقبل ان یرکع واذا رفع من الرکوع ولایوفهما بین السجدتین۔

(مسلم شریف کتاب الصلوٰۃ ج اول ص168)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ جب نماز شروع فرماتے اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے حتیٰ کہ ان دونوں کو اپنے بازوؤں کے برابر کرتے اور رکوع کرنے سے قبل رفع یدین فرماتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین فرماتے اور دونوں ہاتھوں کو دو سجدوں کے درمیان نہ اٹھاتے۔

حدثنا زهیر بن مرب قالناعفان قالنا همام قالنا محمد بن حجادہ قال حدثنی عبدالجبار بن وائل عن علقمه بن وائل ومولیٰ لهم۔ انهما حد ثاہ عن ابیه وائل بن حجر انه رای النبی صلی اللّٰه علیه وسلم رفع یدیه حین دخل فی الصلوٰة کبر وصف همام حیال اذنیه ثم التحف ثبوبه ثم وضع یدہ الیمنی علی الیسری فلما اراد ان یرکع اخرج یدیه من الثوب ثم رفعهما ثم کبر رکع فلما قال سمع الله لمن حمدہ رفع یدیه فلما سجد' سجد هیں کفیه۔

(مسلم شریف ج اوّل ص173)

وائل بن حجر سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ جب نماز میں داخل ہوئے دونوں ہاتھ اٹھائے اور تکبیر کہی۔ ہمام نے اس کی صفت یہ بیان کی کہ آپ نے اپنے دونوں کانوں کے برابر ہاتھ اٹھائے۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھوں کو کپڑے میں ڈھانپ لیا پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔ جب آپ نے رکوع کرنے کا ارادہ فرمایا اپنے ہاتھوں کو کپڑے سے باہر نکالا پھر رفع یدین فرمایا۔ پھر تکبیر کہی اور رکوع فرمایا جب آپ نے "سمع اللّٰه لمن حمدہ" کہا رفع یدین فرمایا اور جب سجدہ فرمایا تو دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ فرمایا۔

حدثنا عبداللّٰه بن مسلمه عن مالك عن ابن شهاب عن سالم بن عبداللّٰه عن ابیه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا افتتح الصلوٰة واذا کبر للرکوع واذا

Marfat.com

رفع راسه من الركوع رفعهما ايضاً كذٰلك وقال سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد' وكان لايفعل ذٰلك فی السجود "بخاری شریف کتاب الاذان باب رفع الیدین فی التکبیرة الاولیٰ"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں بازوؤں کے برابر فرماتے اور رکوع کی تکبیر کہتے تو رفع یدین فرماتے اور جب رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو اس طرح ہی رفع یدین فرماتے اور "سمع الله لمن حمده ربنا ولك الحمد" کہتے اور سجدہ میں اس طرح نہ کرتے۔ (یعنی رفع یدین نہ کرتے)

حدثنا یحیٰی بن یحیٰی قال انا خالد بن عبدالله عن خالد عن ابی قلابة انه رای مالك بن الحویرث اذا صلی کبر ثم رفع یدیه واذا اراد ان یرکع رفع یدیه واذا رفع راسه من الرکوع رفع یدیه وحدث ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یفعل هکذا. متفق علیه

(مسلم شریف ج اول ص168 بخاری شریف کتاب اذان باب رفع الیدین اذ کبر)

ابوقلابہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت مالک بن حویرث کو دیکھا جب وہ نماز پڑھتے تکبیر کہتے پھر رفع یدین کرتے اور رکوع کرنے کا ارادہ کرتے۔ رفع یدین کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے اور مالک بن حویرث نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح کرتے تھے۔

یہ احادیث مبارکہ اور ان کے علاوہ دیگر احادیث جن میں رفع یدین کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ سب کی سب منسوخ ہیں۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والذی یحتج به الخصم من الرفع محمول علی انه کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ والدلیل علیه ان عبدالله بن الزبیر رای رجلا یرفع یدیه فی الصلوٰة عند الرکوع وعند رفع راسه من الرکوع فقال له لاتفعل فان هذا شیء فعله رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم ترکه.

العنایہ والکفایہ شرح ہدایہ مع الفتح القدیر ج اوّل ص269-271

یعنی مخالف رفع یدین کے متعلق جس سے دلیل پکڑتا ہے وہ اس بات پر محمول ہے کہ رفع یدین ابتدائے اسلام میں تھا پھر منسوخ ہو گیا جس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو نماز میں رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھنے کے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا۔ تو اس شخص سے فرمایا: ایسا مت کرو یہ وہ چیز تھی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا پھر اس کو ترک فرما دیا۔

اور اس نسخ کی وہ حدیث بھی مؤید ہے جس کو امام طحاوی نے سند صحیح روایت کیا ہے۔

حدثنا ابن داؤد قال حدثنا احمد بن یونس قال حدثنا ابوبکر ابن عیاش عن حصین عن

Marfat.com

مجاهد قال صليت خلف ابن عمر فلم يكن يرفع يديه الا فى التكبيرة الاولىٰ من الصلوٰة.

شرح معانی الاثار للطحاوی ج اوّل ص155

مجاہد سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی تو انہوں نے سوائے تکبیر تحریمہ کے نماز میں رفع یدین نہیں کیا۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا ابوبكر بن عياش عن حصين عن مجاهد قال مارايت ابن عمر يرفع يديه الافى اول ما يفتتح.

مصنف ابن ابی شیبہ ج اوّل ص237

مجاہد سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سوائے تکبیر تحریمہ کے ہاتھ اٹھائے ہوئے (رفع یدین) نہیں دیکھا۔

امام طحاوی فرماتے ہیں:

فهذا ابن عمر قدراى النبى صلى الله عليه وسلم يرفع ثم قد ترك هو الرفع بعد النبى صلى الله عليه وسلم فلا يكون ذٰلك الاوقد ثبت عنده نسخ ما قد راى النبى صلى الله عليه وسلم فعله وقامت الحجة عليه بذٰلك.شرح معانی الاثار ج اوّل ص 155

چنانچہ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد رفع یدین کو ترک کر دیا اور یہ اس وقت ہی ہوسکتا ہے کہ ان کے نزدیک جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین کیا اس کا منسوخ ہونا ثابت ہو گیا ہو۔عمدۃ القاری ج 5 ص 273

علامہ جلال الدین خوارزمی فرماتے ہیں:

والراوى اذا عمل بخلاف ماورى سقطت روايته كما عرف فى اصول الفقه.(فتح القدیر ج اوّل ص271)

راوی جب اپنے روایت کے خلاف عمل کرے تو اس سے روایت ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ اصول فقہ میں مصروف ہے۔

لہٰذا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رفع یدین کرنا۔ اس نے ان کی اس روایت کو ساقط کر دیا جو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رفع یدین نہ کرنا اس بات کی دلیل نہے کہ ان کے نزدیک یہ منسوخ ہے ورنہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نہ کرتے۔

صاحب کفایہ فرماتے ہیں:

قال ابن مسعود رضى الله عنهما وفع النبى صلى الله عليه وسلم فرفعنا وترك فتركنا. حواله

Marfat.com

مذکور

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے رفع یدین فرمایا تو ہم نے بھی رفع یدین کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے رفع یدین کا ترک فرمایا تو ہم نے بھی رفع یدین کو چھوڑ دیا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے رفع یدین منسوخ ہے اور اس قول کو ابن ھمام شارع فتح القدیر نے بھی ترجیح دی ہے۔

فتح القدیر ج اوّل ص270

نہایہ کتاب الصلوٰۃ میں ہے۔

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرفع یدیہ کلما رکع وکلما رفع ثم صار الیٰ افتتاح الصلوٰۃ وترک ماسوی ذٰلک۔سیف المقلدین ج دوم ص 69

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جتنی بار رکوع فرماتے اور جتنی بار رکوع سے سر مبارک اٹھاتے رفع یدین فرماتے تھے۔ پھر یہ صرف نماز کے افتتاح تک محدود ہو گیا اور اس کے سوا رفع یدین کرنا چھوڑ دیا۔ یہ بھی رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔

عنایہ اور کفایہ میں ہے اور علامہ عینی نے بدائع کے حوالہ سے اس کو نقل کیا ہے۔

راوی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال ان العشرۃ الذین شھد لھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالجنۃ لم یکونو یرفعون ایدیھم الاعند افتتاح الصلوٰۃ۔

فتح القدیر ج اوّل ص269-271 عمدۃ القاری ج 5 ص272

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: وہ دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کو نبی اکرم ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے وہ بھی سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

مالکیہ کے نزدیک بھی رفع یدین منسوخ ہے۔

امام قسطلانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بخاری شریف کی مروی حدیث کے ماتحت لکھا ہے۔

ھذا مذھب الشافعی واحمد وقال الحنفیۃ لا یرفع الا فی تکبیرۃ الاحرام وھو روایۃ ابن القاسم عن المالک قال ابن دقیق العید وھو المشھور عند اصحاب مالک والمعمول بہ عند المتاخرین منھم واجابو اعن ھذا الحدیث بانہ منسوخ۔ارشاد الساری ج دوم ص 429

یعنی رفع یدین کرنا یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمہما اللہ کا مذہب ہے اور حنفیہ نے کہا: تکبیر تحریمہ کے سوا رفع یدین نہ کیا جائے اور ابن قاسم مالکیہ کی امام مالک سے یہی روایت ہے۔ ابن دقیق العید نے کہا: اصحاب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی مشہور ہے کہ رفع یدین نہ کیا جائے اور ان میں سے متاخریں کے نزدیک یہی معمول بہ ہے اور اصحاب امام مالک نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا یہ جواب دیا کہ یہ منسوخ ہے۔

Marfat.com

اس سے ثابت ہوا صرف احناف ہی رفع یدین کے منسوخ کی طرف نہیں گئے بلکہ مالکیہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے اور متاخرین مالکیہ کا اس پر عمل ہے کہ وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے کیونکہ یہ عمل نبی اکرم ﷺ سے ثابت تھا پھر آپ نے اس کو ترک فرمایا جو دلیل منسوخ ہے۔

سیدی محمد زرقانی شرح مؤطا امام مالک میں فرماتے ہیں:

واختلف فی مشروعیته فروی ابن القاسم عن مالك لا یرفع فی غیر الاحرام وبه قال ابوحنیفة وغیره من الکوفیین۔زرقانی علی المؤطا ج اوّل ص 157

رفع یدین کی مشروعیت میں علماء کا اختلاف ہے۔ چنانچہ ابن قاسم نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ سوائے تکبیر تحریمہ کے رفع یدین نہ کیا جائے۔ یہی قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور کوفیوں کا ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں:

اما ماروی فی ذٰلك عن علی عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم فی حدیث ابن ابی الزناد الذی بدأنا بذکره فی اول هذا الباب فان ابابکرة قد حد ثنا قال حدثنا ابوبکر النهشلی قال عاصم بن کلیب عن ابیه ان علیا رضی اللّٰه عنه کان یرفع یدیه فی اول تکبیرة من الصلوٰة ثم لا یرفع بعد۔ (شرح معانی الاثار للطحاوی ج اول ص 154)

عاصم بن کلیب نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نماز کی تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر اس کے بعد نماز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اور امام طحاوی نے جو اس کے باب اول میں ابن ابی الزناد کی حدیث کا ذکر کیا وہ یہ ہے۔

حدثنا ربیع المؤذن قال ثنا ابن وهب قال اخبر نی عبد الرحمن بن ابی الزناد عن موسیٰ بن عقبةعن عبداللّٰه بن رافع عن علی بن ابی طالب رضی اللّٰه عنه عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انه کان اذا قام الی الصلوٰة المکتوبة کبرو رفع یدیه حذو منکبیه ویصنع مثل ذٰلك اذاقضی قراته اذا اراد ان یرکع الی آخر الحدیث۔ شرح معانی الاثار للطحاوی ج اول ص152

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے راوی کہ آپ نماز فرض کے لیے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھاتے اور جب قرات سے فارغ ہوتے اور رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے تو اسی طرح کرتے (یعنی رفع یدین فرماتے) اور جب رکوع سے فارغ ہوتے اور رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو رفع یدین فرماتے۔ اور نماز میں کسی چیز میں رفع یدین نہ کرتے درانحالیکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوتے۔ اور دو سجدوں سے کھڑے ہوتے تو اسی طرح رفع یدین کرتے اور تکبیر کہتے۔

Marfat.com

یہ ہے وہ حدیث جس کی طرف امام طحاوی نے اشارہ فرمایا کہ عبدالرحمٰن بن ابی الزناد کی حدیث میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا۔ اور اس کے بعد امام طحاوی وہ حدیث لائے جس سے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا رفع یدین نہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔

اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے عدم رفع یدین کی حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ نے بھی تخریج کیا ہے۔

حدثنا وکیع عن ابی بکر ابن عبد اللہ بن قطاف النھشلی عن عاصم بن کلیب عن ابیہ ان علیا رضی اللہ عنہ کان یرفع یدیہ اذا افتتح الصلوۃ ثم لا یعدد (مصنف ابن ابی شیبہ ج اول ص 236)

عاصم بن کلیب نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو (تکبیر تحریمہ کے لیے) ہاتھ اٹھاتے پھر اس کے بعد وہ دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

معلوم ہوا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے اور جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ وہ رفع یدین فرماتے تھے وہ منسوخ ہے۔ اگر رفع یدین منسوخ نہ ہوتا تا تو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کبھی رفع یدین کو ترک نہ کرتے۔

امام طحاوی نے بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

فحدیث عاصم بن کلیب ھذا قدل ان حدیث ابن ابی الزناد علی احد وجھین. اما ان یکون فی نفسہٖ سقیما اولا یکون فیہ ذکر الرفع اصلہ.الخ.

عاصم بن کلیب کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد دو وجہ میں سے ایک وجہ پر ہے۔ یا تو یہ حدیث فی نفسہ سقیم (معنوی) ہوگی۔ یا اس حدیث میں رفع یدین کا اصلاء ذکر نہیں۔

جیسا کہ نمیر نے اس کو روایت کیا ہے۔ صحیح بن خزیمہ میں یہ حدیث سنداً ومتناً اس طرح ہے۔

اخبر نا ابوطا ھر نا ابوبکر نا ربیع بن سلیمان وبحر بن نصر بن سابق الخولانی قال حدثنا ابن وھب. اخبر نی ابن ابی الزناد عن موسیٰ بن عقبۃ عن عبداللہ بن الفضل عن عبدالرحمن الاعرج عن عبید اللہ بن ابی رافع عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ اذا قام الی الصلوٰۃ المکتوبۃ کبر ویقول حین یفتتح الصلوٰۃ بعدا لتکبیر وجھت وجھی للذی فطر السموات ولارض فذکر الحدیث بطولہ وقال وانا من المسلمین.

صحیح ابن خزیمہ ج اول ص 236

آپ ابن خزیمہ کی اس حدیث میں غور فرمائیں کہ سنداً ومتناً وہی حدیث ہے جس کو امام طحاوی نے نقل کیا ہے۔ لیکن ابن

Marfat.com

خزیمہ کی حدیث میں رفع یدین کا ذکر نہیں۔

امام طحاوی فرماتے ہیں اگر یہ حدیث محفوظ ہے تو حدیث عبدالرحمٰن بن ابی الزناد جو پہلے گذر چکی ہے خطاء ہے۔ اور تم پر واجب ہے کہ حدیث خطاء کو حجت تسلیم کرلو۔ اور اگر حدیث ابن ابی الزناد جو نمیر سے مروی ہے اس پر اضافہ کیا ہے۔ تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا۔ اور پھر نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رفع یدین کو ترک کیا جو اس بات کی دلیل ہے۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک رفع یدین منسوخ تھا۔ ورنہ حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے جب آپ ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا تو پھر انہوں نے اس کو ترک کیوں کیا جس سے لازم آتا ہے کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فعل رسول ﷺ کی مخالفت کی۔ اور یہ ناممکن ہے تو لامحالہ یہ ثابت ہوا کہ حضرت رضی اللہ عنہ کا رفع یدین نہ کرنا رفع یدین کے منسوخ ہونے کی قوی دلیل ہے۔

تو جب حدیث علی المرتضی صحیح ہے تو اس میں زیادہ ترجحت ان کے قول کے لیے ہے جو رفع یدین جائز نہیں سمجھتے۔

شرح معانی الاثار للطحاوی ج اول ص 154-155

علامہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

یا رفع یدین در ابتدا بود ہ است ودر آخرش منسوخ گشة است وازانکه عظمائے صحابه مثل ابن مسعود رضی اللّٰه عنه که بود بشر ائع اسلام دا حکام آں۔الخ۔

(اشعۃ اللمعات ج اول ص383)

یا رفع یدین ابتدائے اسلام میں تھا اور آخر اسلام وہ منسوخ ہوگیا۔ اس لیے کہ عظمائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے مثل حضرت عبداللہ بن مسعود کہ جو شرائع اسلام اور اس کے احکام کے عالم تھے۔ اور احوال رسول خدا ﷺ کے متلاشی اور آنحضرت ﷺ کے حضر و سفر میں ملازم تھے۔ وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور ظاہر احتمالی ثانی ہے کہ رفع یدین منسوخ ہے۔ اور امیر المومنین حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے بھی عدم رفع یدین مروی ہے اگر فرضاً وہ دونوں تھے (یعنی رفع یدین اور عدم رفع یدین) تو عدم رفع یدین راجح ہے اس لیے کہ وہ جنس سکون سے ہے جو نماز کے حال کے مناسب تر ہے کہ نماز خشوع وخضوع کا نام ہے۔ واللّٰه اعلم بحقیقه الحال.

علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی مذہب یہی ہے۔ کہ رفع یدین منسوخ ہے۔ وہ فرماتے اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ وہ دونوں تھے یعنی رفع یدین اور عدم رفع یدین یعنی جنہوں نے آپ کو رفع یدین کرتے دیکھا انہوں نے کہا: رفع یدین درست ہے اور جنہوں نے آپ کو رفع یدین نہ کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے کہا: یہ درست نہیں۔ تو ایسی صورت میں عدم رفع یدین کو ترجیح ہوگی جو کہ نماز کے مناسب حال ہے اور وہ سکون واطمینان ہے اور عدم رفع یدین بھی اس کی جنس سے ہے۔ اور رفع یدین جنس سکون سے نہیں لہٰذا وہ نماز کے مناسب حال نہیں ہے۔

امام طحاوی حدیث وائل بن حجر کے متعلق فرماتے ہیں:

Marfat.com

حدثنا ابوبکر ۃ قال ثنا مؤمل قال ثنا سفیان عن المغیرۃ قال قلت لا براھیم حدیث وائل انه رای النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰۃ واذا رکع واذا رفع راسه من الرکوع. فقال ان کان وائل راہ مرۃ یفعل ذٰلك فقدراہ عبداللّٰہ خمسین مرۃ لا یفعل ذٰلك۔

شرح معانی الاثار ج اول ص 154

مغیرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں ابراہیم نخعی سے کہا: وائل بن حجر کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو افتتاح نماز اور جب رکوع فرماتے اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

ابراہیم نخعی نے فرمایا: اگر وائل بن حجر نے آپ کو ایک بار یہ کرتے ہوئے دیکھا ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ کو پچاس مرتبہ دیکھا ہے کہ آپ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حدثنا احمد بن داودقال ثنا مسدو قال ثنا خالد بن عبداللّٰہ قال ثنا حصین عن عمرو بن مرہ قال دخلت مسجد حضرموت فاذا علقمة بن وائل یحدث عن ابیه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم کان یرفع یدیه قبل الرکوع وبعدہ. فذکرت ذٰلك لا براھیم فغضب وقال راہ ھو ولم یدہ ابن مسعود واصحابه. حوالہ مذکور.معجم کبیر للطرانی ج-22. ص12

عمرو بن مرہ نے کہا: میں حضرموت کی مسجد میں گیا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت علقمہ بن وائل اپنے والد وائل بن حجر سے حدیث بیان کر رہے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے اور رکوع سے بعد رفع یدین کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے اس کا ذکر کیا۔ تو وہ ناراض ہوئے اور کہا حضرت وائل بن حجر نے آپ ﷺ کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے اور حضرت ابن مسعود اور آپ کے اصحاب نے اسول اللہ ﷺ کو رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

مراد یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور آپ کے اصحاب نے نبی اکرم ﷺ کو رفع یدین کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

پھر اس کے بعد امام طحاوی فرماتے ہیں:

فجھد اللّٰہ رضی اللّٰہ عنه اقدم صحبة لرسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم وافھم بافعاله من وائل قد کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یحب ان یلیه المھا جرون لیحفظوا عنه.

شرح معانی الاثار للطحاوی ج اول ص 155

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت کے اعتبار سے اور آپ کے افعال کے اعتبار سے حضرت وائل بن حجر سے اقدم وافھم تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ یہ محبوب سمجھتے تھے کہ مہاجرین ان کے متصل کھڑے ہوں تا کہ وہ آپ ﷺ سے کچھ یاد کر لیں۔ ابوجعفر امام طحاوی فرماتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو نماز میں نبی اکرم ﷺ کے قریب صف اول میں کھڑے ہوتے تھے تا کہ نماز میں آپ کے افعال کو معلوم کریں کہ آپ

Marfat.com

کے یہ افعال کیسے تھے۔ اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیں۔

لہٰذا ان کا حکم بہ نسبت ان لوگوں کے اولیٰ ہے جو نماز میں آپ سے بہت دور کھڑے ہوتے تھے۔

اس سے ثابت ہوا حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث وائل بن حجر کی حدیث سے ارجح ہے۔ کیونکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ چنانچہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ ارجح ہے۔

اب مسلم۔ ابن حبان۔ ابوداؤد اور نسائی کی حدیث سماعت فرمائیں جس سے رفع یدین کا منسوخ ہونا ثابت و متحقق ہے۔

اخبر نا ابوعروبة الحسين بن محمد بن مودور بحران قال حدثنا عبدالرحمن بن عمرو البجلي قال حدثنا زهير بن معاوية قال حدثنا الاعمش عن المسيب ابن رافع عن تميم بن طرفة.

عن جابر بن سمرة قال دخل علينا رسول الله صلى الله واذالناس رافعي ايد يهم فى الصلوٰة فقال مالى اراكم رافعي ايديكم كا نها اذناب خيل شمس اسكنوا فى الصلوٰة.

ابن حبان ج سوم ص 178

تمیم بن طرفہ نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ نماز میں رفع یدین کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ نماز میں سکون و اطمینان کو لازم پکڑو۔

ابن حبان نے اس کے بعد دوسری حدیث میں دوسری سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے اور یہ باور کرایا ہے کہ سلیمان الاعمش نے مسیّب بن رافع سے سنا ہے۔

مسلم نے اپنی سند کے ساتھ تمیم بن طرفہ کے طریق سے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث روایت کی ہے اس میں یہ اضافہ ہے۔

قال ثم خرج علينا فرأنا حلقا فقال مالى اراكم عزين قال ثم خرج علينا فقال الاتصفون كما تصف الملائكة عند ربه فقلنا يارسول الله صلى الله عليه وسلم وكيف تصف الملئكة عند ربها قال يتمون الصفوف الاول ويقراصون فى الصف. مسلم شریف ج اوّل ص 181

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں ایک دائرہ بنا کر بیٹھے ہوئے دیکھا آپ نے فرمایا: کیا ہے میں تمہیں متفرق ایک' ایک جماعت دیکھ رہا ہوں۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ پھر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم ایسے صفیں کیوں نہیں باندھتے جیسے فرشتے اللہ عزوجل کے حضور صف بستہ ہوتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے کیسے اللہ عزوجل کے حضور صف بستہ ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ پہلی صفوں کو مکمل کرتے

Marfat.com

ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے رفع یدین منسوخ ہے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے رفع یدین کرنے والوں کو جو سخت عتاب فرمایا ہے یہ رفع یدین کے منسوخ ہونے پر دلالت ہے۔ اور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ کبھی بھی فعل جائز پر اس قدر سرزنش ممکن نہیں جیسا کہ کسی پر یہ امر مخفی نہیں ہے۔

دار قطنی کی حدیث میں ہے۔

عن علقمه عن عبدالله قال صليت مع النبى صلى الله عليه وسلم ومع ابى بكر وعمر فلم يرفعوا ايدهم الا عند التكبيرة الاولٰى فى افتتاح الصلٰوة

علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ وہ صرف نماز کے شروع میں تکبیرہ اولی (تکبیر تحریمہ) کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے (اس کے علاوہ وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے)

ان شاء اللہ عنقریب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوبکر بن شیبہ کے چند آثار آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔ جس سے یہ بخوبی واضح ہو جائے گا کہ حضرت عمر و علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ مسلم نے اس کے بعد دو احادیث تخریج کی ہیں جس میں یہ صاف اور واضح ہے کہ یہ سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنے کے متعلق ہے نہ کہ رفع یدین کے متعلق

سب سے پہلے وہ دو احادیث ملاحظہ فرمائیں پھر اس کے بعد اس کا جواب بھی سماعت فرمائیں

(1) حدثنا ابو كريب واللفظ له قال انا ابن ابى زائده عن مسعر قال حدثنى عبيدالله بن القبطيه عن جابر بن سمرة قال كنا اذا صلينا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم قلنا السلام عليكم ورحمة الله. السلام عليكم ورحمة الله واشار بيده الى الجانبين فقال رسول اله صلى اله عليه وسلم علام تومنون بايديكم كانها اذناب خيل شمس انما يكفى احدكم ان يضع يده على فخده ثم يسلم على اخيه من على يمينه وشماله.

عبید اللہ بن قبطیہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: جب ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم کہتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور ہم میں سے ہر ایک اپنے ہاتھ سے جانبین کی طرف اشارہ کرتا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے ہاتھوں کو کیوں اٹھاتے ہو۔ گویا کہ یہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ تم میں سے ہر ایک کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنا ہاتھ اپنی ران پر بائیں پھر اپنے ان بھائی کو جو اس کے دائیں اور بائیں ہیں سلام دے۔

(2) حدثنى القاسم بن زكريا قالنا عبيد الله بن موسٰى عن اسرائيل عن فرات يعنى القزاز عن

Marfat.com

عبید اللہ عن جابر بن سمرۃ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنا اذا سلمنا قلنا بایدینا السلام علیکم۔السلام علیکم۔ فنظر الینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما شانکم تشیروف بایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اذا سلم احدکم فلیلتفت الی صاحبہ ولا یومی بیدہ۔ مسلم شریف ج اول ص 181

عبید اللہ بن قبطیہ نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ہم جب سلام پھیرتے تو اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہتے السلام علیکم۔السلام علیکم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف نظر فرمائی اور فرمایا: تمہارا کیا حال ہے تم اپنے ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو۔ گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ جب تم میں سے کوئی سلام پھیرے تو وہ اپنے ساتھی کی طرف دیکھے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔

یہ ہیں وہ دو احادیث جن سے مخالف نے استدلال کیا ہے کہ اس سے مراد وقت سلام ہاتھ کا اشارہ کرنا ہے۔نماز میں رفع یدین مراد نہیں ہے۔

معترض کے اعتراض کے جواب سے قبل یہ بات ذہن نشین کرنا بہت ضروری کہ محدثین کے انعقاد ابواب سے تعمیم الفاظ مخصوص نہیں ہو جاتے جیسا کہ مسلم نے باب یہ باندھا ہے۔

باب الامر بالسکون فی الصلوۃ والنھی عن الاشارۃ بالیدورفعھا عندالسلام واتمام الصفوف الاولی والتراص فیھا والامربا الاجتماع۔

یہاں معترض نے عام الفاظ کو مخصوص کرتے ہوئے کہا کہ مراد سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنا ہے۔اس سے رفع یدین کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں احادیث۔حدیث سابق جو تمیم بن طرفہ سے مروی ہے ان کا غیر اور مخالف ہے اور بچند وجوہ حوادث میں جداگانہ وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ ایک کا دوسرے پر محل ممکن اور متصور نہیں۔

وجہ اوّل

یہ کہ نماز میں سکون۔اتمام صفوف اور ایک دوسرے کے ساتھ متصل کھڑا ہونا یہ تمیم بن طرفہ کی روایت میں ہے۔ اور عبیداللہ بن قبطیہ کی روایت میں نہیں۔

وجہ دوم

یہ کہ حدیث تمیم بن طرفہ اس بات پر صریح دلالت کر رہی ہے کہ جس نماز میں وہ رفع یدین کر رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز میں نہیں تھے بلکہ آپ باہر سے تشریف لائے جیسا کہ لفظ ''خرج علینا'' سے واضح اور روشن ہے اور حدیث عبیداللہ میں یہ تصریح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ اس نماز میں شامل تھے چنانچہ لفظ ''کنا اذا صلینا'' وصلیت مع

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ سے واضح ہے۔

وجہ سوم

یہ کہ تمیم بن طرفہ کی حدیث رفع یدین پر دلالت کرتی ہے چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مالی اراکم رافعی ایدیکم'' اور حدیث عبید اللہ بن قبطیہ اشارہ پر دلالت کرتی ہے چنانچہ یہ الفاظ ''اشاربیدہ۔ وما شانکم تشیرون ولا یومن بیدہ'' اس پر دلالت ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ دونوں احادیث میں واضح فرق ہے۔

وجہ چہارم

یہ کہ حدیث تمیم بن طریہ اس بات پر دال ہے کہ رفع یدین مظروف اور نماز کے اندر ہے۔ چنانچہ فرمایا ''اسکنو افی الصلوٰۃ'' اور عبید اللہ کی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اشارہ مظروف نماز نہیں۔ چنانچہ لفظ ''فکنا آا سلمنا قلنا بایدینا'' سے ظاہر وواضح ہے بلکہ اشارہ نماز کے اختتام اور آخر میں ہے۔

وجہ پنجم

یہ کہ تمیم بن طرفہ کی حدیث اس پر دال ہے کہ سکون جو مامور ہے وہ بھی مظروف ہے چنانچہ لفظ ''فی الصلوٰۃ'' سے ظاہر ہے اور حدیث عبیداللہ کی دلالت اس پر ہے کہ یہ اشارہ عین وقت سلام میں ہے۔ جیسا کہ لفظ ''ثم یسلم علی اخیہ۔ واذا سلم احد کم فلیلتفت'' سے ظاہر ہے اور سلام مظروف نماز نہیں۔ پس یہ اشارہ بھی مظروف نماز نہیں زچنانچہ اس سے منع کرنا بھی مظروف نماز میں سے نہیں۔

لہٰذا ان پانچ وجوہ سے ظاہر واضح ہوگیا کہ حدیث ''اسکنو افی الصلوٰۃ'' کا محل اور مقام الگ ہے اور حدیث عبید اللہ بن قبطیہ کا مقام ومحل الگ ہے۔

جب آپ کو یہ معلوم ہوگیا کہ تمیم بن طرفہ کی حدیث محل اور موقع کے اعتبار سے حدیث عبید اللہ بن قبطیہ کا غیر ہے۔

تو میں بتوفیق اللہ عزوجل یہ کہتا ہوں جیسا کہ وقت سلام ہاتھ سے اشارہ بالاتفاق حدیث عبید اللہ سے منسوخ ہے۔ اس طرح حدیث تمیم بن طرفہ سے رفع دیدن بھی بالاتفاق منسوخ ہے۔ جو مظروف نماز ہے وہ حالت رکوع میں ہو یا حالت سجود میں رفع یدین ہر قسم کا منسوخ ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطا میں یعقوب بن ابراہیم یعنی امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حصین بن عبدالرحمٰن سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا۔

دخلت انا وعمر وبن مرہ علی ابراھیم قال عمر وحدثنی علقمۃ بن وائل الحضرمی عن ابیہ انہ صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فراہ یرفع یدیہ اذا کبر واذا رکع واذا رفع۔ قال ابراھیم ما ادری لعلہ لم ید النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ذٰلک الیوم فحفظ ھذا منہ ولم یحفظ ابن

Marfat.com

مسعود رضی اللہ عنه ولا اصحابه ما سمعته من احد منهم انما کانوا یرفعون فی بدء الصلوٰة حین یکبرون.(مؤطا امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ص 92.معجم کبیر للطبرانی ج.22.ص 12)

حصین بن عبدالرحمٰن نے کہا: میں اور عمرو بن مرہ حضرت ابراہیم نخعی کے پاس آئے۔عمرو بن مرہ سے کہا: مجھ سے علقمہ بن وائل نے اپنے باپ وائل بن حجر سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ جب تکبیر تحریمہ کہتے اور جب رکوع فرماتے اور جب رکوع سے سر مبارک اٹھاتے میں نے رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ابراہیم نخعی نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ شاید کہ وائل بن حجر نے صرف اسی دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو چنانچہ وائل نے آپ سے یہ یاد رکھا اور ابن مسعود اور آپ کے اصحاب نے یاد نہ رکھا ہو۔ حالانکہ میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی سے رفع یدین نہیں سنا سوائے اس کے کہ وہ نماز کے شروع میں جس وقت تکبیر کہتے تھے ہاتھ اٹھاتے تھے اور بس۔

لہٰذا یہ حدیث جو اسانید صحیح سے مروی ہے نماز میں عدم رفع یدین پر اثبات اجماع صحابہ پر دلالت کرتی ہے جو حضرت ابراہیم کے زمانہ میں تھا۔اور اس پر علامہ ملا علی قاری نے شرح مؤطا میں اس عبارت سے تصریح کی ہے۔

ولا اصحابه ای ولا سائر اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم.ما سمعته ای هذا الرفع الزائد من احد منهم ای اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم انما کانوا ای الصحابة یرفعون ایدیهم فی بدء الصلوٰة حین یکبرون ای فقط.وهذا بمنزلة الاجماع.

''ولا اصحابه'' ۔یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اصحاب ''ما سمعته'' یعنی یہ زائد رفع یدین ''من احدهم ''یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے۔

انما کانو.یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صرف ابتدائے نماز میں جب تکبیر (تحریمہ) کہتے تو رفع یدین فرماتے تھے اور بس۔اور یہ بمزلہ اجماع ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ فعل جو بالتصریح اس بات پر دلالت کرتا ہے وہ یہ ہے کہ نماز میں رفع یدین منسوخ ہے۔

اب اس کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابوبکر بن ابی شیبہ سے کچھ آثار صحابہ اور اقوال تابعین ملاحظہ فرمائیں۔اور کچھ آثار کتب احادیث سے اس سے قبل آپ سماعت فرما چکے ہیں۔

حدثنا وکیع عن مسعر عن ابی معشر عن ابراهیم عن عبداللہ انه کان یرفع یدیه فی اول ما یستفتح ثم لا یرفعهما.

ابراہیم نخعی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ اول نماز میں جو شروع کرتے ہاتھ اٹھاتے تھے پھر اس کے بعد نماز میں رفع یدین نہ کرتے۔

حدثنا ابن المبارك عن اشعث عن الشعبی انه کان یرفع یدیه فی اول التکبیر ثم لا یر فعهما.

Marfat.com

اشعث نے امام شعبی سے روایت کیا کہ وہ اول تکبیر (تکبیر تحریمہ) میں ہاتھ اٹھاتے تھے پھر اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حدثنا هسيم قال اخبرنا حصين ومغيره عن ابراهيم انه كان يقول اذا كبرت في فاتحة الكتاب فار فع يديك ثم لا ترفعهما فيما بقى.

حصین بن عبدالرحمٰن اور مغیرہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا کہ وہ فرماتے تھے جب تو فاتحۃ الکتاب میں تکبیر کہے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا پھر باقی نماز میں رفع یدین نہ کر۔

حدثنا وكيع وابواسامة عن شعبة عن ابى اسحاق قال كان اصحاب عبدالله واصحاب على لا يرفعون ايديهم الا فى افتتاح الصلوة قال وكيع ثم لا يعودون.

شعبہ نے ابواسحاق سے روایت کی انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اصحاب صرف نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھاتے تھے۔ وکیع بن جراح نے کہا: پھر اس کے بعد دوباہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ اس حدیث کی سند کتنی جید اور صحیح ہے۔

حدثنا ابوبكر بن عياش عن حصين ومغيرة عن ابراهيم قال لا ترفع يديك فى شى من الصلوٰة الا فى الافتتاحة الاولى.

حصین اور مغیرہ نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا: سوائے تکبیرہ تحریمہ کے نماز میں کسی چیز میں ہاتھ نہ اٹھاؤ۔

حد ثنا ابوبكر عن الحجاج عن طلحة عن خيثمه وابراهيم قال كانا لا يرفعان ايديهما الا فى بدء الصلوة

طلحہ نے خیثمہ اور ابراہیم نخعی سے روایت کیا انہوں نے کہا: وہ دونوں (خیثمہ اور ابراہیم) صرف ابتداء نماز میں (یعنی تکبیر تحریمہ کے لیے) ہاتھ اٹھاتے تھے۔

حدثنا يحى بن سعيد عن اسماعيل قال كان قيس يرفع يديه اول ما يد خل فى الصلوة ثم لا يرفعهما.

اسماعیل بن ابی خالد سے روایت ہے انہوں نے کہا: قیس بن ابوحازم نماز میں اول داخل ہونے کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے پھر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

حدثنا معاوية بن هشيم عن سفيا ن بن مسلم الجهنى قال كان ابن ابى ليلى يرفع يديه اول شىء اذا كبر.

سفیان بن مسلم جھنی نے کہا: ابن ابی لیلیٰ جب تکبیر کہتے اول شیء (تکبیر تحریمہ) میں ہاتھ اٹھاتے۔

Marfat.com

حدثنا وكيع عن شريك عن جابر عن الا سودو علقمه انهما كانا يرفعان ايديهما اذا فتنحا ثم لا يعودان.

جابر سے روایت ہے کہ اسود اور علقمہ بن قیس جب نماز شروع کرتے تو ہاتھ اٹھاتے پھر اس کے بعد دوبارہ ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

حدثنا يحي بن آدم عن حسن بن عياش عن عبدالمالك بن الجبر عن الزبير بن بحدى عن ابراهيم عن اسود قال صليت مع عمر فلم يرفع يديه فى شى من صلاته الا حين افتتح الصلوٰة. قال عبدالملك روايت الشعبى وابراهيم وابا اسحاق لا يرفعون ايديهم الا حين يفتحون الصلوٰة.

مصنف ابن ابی شیبہ ج اول ص 236۔237

اسود بن یزید بن قیس سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی۔ وہ اپنی نماز میں سوائے نماز کے افتتاح کے وقت کسی چیز میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

(یعنی تکبیر تحریمہ کے علاوہ وہ رفع یدین نہیں کرتے تھے)۔

زیلعی نے شرح کنز میں فرمایا۔

قال ابن مسعود صليت خلف النبى صلى الله عليه وسلم وابى بكر وعمر وعثمان فلم ير فعو ا ايديهم الا عند افتتاح الصلوٰة.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی وہ سوائے افتتاح نماز کے اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے۔ (یعنی صرف تکبیر تحریمہ کے وقت ہی ہاتھ اٹھاتے پھر بعد نماز میں کسی چیز میں رفع یدین نہ کرتے)۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے انہوں نے اسود بن یزید نخعی سے روایت کیا کہ

ان عبد الله بن مسعود كا ن يرفع يديه فى اول تكبيرة ثم لا يعود الى شى من ذٰلك وبأثر ذٰلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

یہ حدیث نہایت صحیح ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے اس کے بعد نماز سے کسی چیز میں اعادہ نہ کرتے اور انہوں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

وقال الزيلعى روى عن مجاهد قال خدمت ابن عمر عشر سنين فما رايته يرفع يديه الا فى اول ما يفتتح الصلوٰة.

مجاہد بن جبر سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی دس سال خدمت کی میں نے ان کو

Marfat.com

سوائے نماز کے اوّل میں (یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت) ہاتھ اٹھاتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ سیف المقلدین ج دوم ص 77

ابو حنیفه عن حماد وعن ابراهیم انه قال لا ترفع الایدی فی شی من صلاتك بعد مرة الاولی۔ اخرجه الامام محمد بن الحسن فی الاثار فرواه عن ابی حنیفة ثم قال محمد وبه فاخذ وهو قول ابی حنیفه رضی الله عنه۔ جامع المسانید ج اول ص 353

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا انہوں نے کہا: پہلی بار کے بعد اپنی نماز میں کسی چیز میں رفع یدین نہ کرو۔

اس کو امام محمد بن حسن شیبانی نے آثار میں تخریج کیا اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کو روایت کیا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمارا اسی پر عمل ہے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔

روی الحارثی فی مسنده عن محمد بن ابراهیم الرازی انبا سلیمان بن الشاذ کوفی سمعت سفیان بن عینة یقول اجتمع ابوحنیفه والاوزاعی فی دار الحناطین بمکة. وقال الاوزاعی لابی حنیفة مالکم لا ترفعون ایدیکم فی الصلوٰة عند الرکوع وعند الرفع منه فقال ابوحنیفة لا حل انه لم یصح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فی ذلك شی. فقال کیف لم یصح وقد حدثنی الزهری عن سالم عن ابیه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه کان یرفع یدیه اذا افتتح الصلوٰة وعند الرکوع وعند الرفع منه.فقال له ابوحنیفة وثنا حماد عن ابراهیم عن علقمة والاسود عن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یرفع یدیه الا عند افتتاح الصلوٰة ولا یعود شی من ذلك. فقال الا وزاعی احدثك عن الزهری حماد عن ابراهیم عن علقمه والاسود عن ابن مسعود عن النبی صلی الله علیه وسلم. فقال له ابوحنیفة کان حماد بن ابی سلیمان افقه من الزهری. وکا ن ابراهیم افقه من سالم. وعلقمه لیس بدون ابن عمر رضی الله عنهما فی الفقه وان کانت لا بن عمر رضی الله عنها صحبة فله فضل الصحبة. والاسود له فضل کثیر وعبد الله. عبدالله افسکت الاوزاعی۔

اتموفق ج اول ص 131۔ جامع المسانید ج اول ص 352

مناقب ابن بزاز کردری ج اول ص 174 مسند امام اعظم ص 50۔

سفیان بن عیینہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عمر واوزاعی رحمہا اللہ مکہ مکرمہ میں دار حناطین میں اکٹھے ہوئے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: تمہارا کیا حال ہے تم نماز میں رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھنے کے وقت رفع یدین نہیں کرتے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس لیے کہ یہ رفع یدین کرنا

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ کی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کیسے صحیح نہیں حالانکہ تحقیق مجھ سے زھری نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا کہ آپ جب نماز شروع فرماتے اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر مبارک اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے امام اوزاعی سے کہا: ہمیں حماد نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ اور اسود سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ صرف نماز کے شروع میں (یعنی تکبیر تحریمہ کے لیے) ہاتھ اٹھاتے تھے پھر نماز میں کسی چیز میں رفع یدین نہ کرتے۔

امام اوزاعی نے کہا: میں نے تجھ کو زھری نے انہوں نے سالم سے انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا۔

اور تم کہتے ہو ہمیں حماد نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ اور اسود سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے بیان کیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: حماد بن ابی سلیمان امام زھری سے افقہ ہیں۔

اور ابراہیم نخعی سالم سے افقہ تھے اور علقمہ بن قیس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فقہ میں کم نہیں اگر چہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو فضل وشرف صحبت حاصل ہے۔ اور اسود بن یزید کا بہت بڑا فضل ہے اور عبداللہ تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔ اور ان کو فقہ میں بہت زیادہ فضل ہے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قلت واورد هذا الحكاية الامام ابو المحاسن المرغيناني مرسلة فذكر عمر بن الخطاب فكان عبدالله بن مسعود رضي الله عنه وله وجه فان عمر رضي الله عنه روى هذالحديث ايضا لكن مداره على عبدالله بن مسعود رضي الله عنه.الخ.الموفق ج اول ص 131

میں کہتا ہوں یہ حکایت امام ابوالمحاسن مرعینانی مرسلۃ لائے ہیں۔ اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی جگہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کی وجہ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے لیکن اس کا مدار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث پر ہے۔

اور یہ حکایت ابن جریج سے بھی وارد ہوئی ہے کہ انہوں نے رفع یدین کے متعلق حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مناظرہ کیا۔

فرماتے ہیں وجہ توفیق یہ ہو سکتی ہے کہ جائز ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ان دونوں کے ساتھ اس باب میں مناظرہ ہوا ہو۔

علامہ ابراہیم حلبی اس حکایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

نرجح بفقه الرواة كما رجح الاوزاعي بعلو الاسناد والترجيح بفقه الرواة هو المرجح المنصور عندنا. كبيري شرح منية المصلي ص 317.

Marfat.com

یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے رواۃ کے فقیہ ہونے کو ترجیح دی جیسا کہ امام اوزاعی نے علو اسناد کو ترجیح دی۔ اور ترجیح رواۃ کے فقیہ ہونے کے ساتھ ہے اور یہی ہمارے نزدیک مرجح ومنصور ہے۔

یعنی جس اسناد میں رواۃ افقہ ہوں گے وہ حدیث ہمارے نزدیک مرجح ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عند ابی حنیفه واصحابه لا یرفع یدیه الا فی تکبیرة الاولی الخ (عمدۃالقاری ج 5 ص 272)

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب کے نزدیک رفع یدین صرف تکبیر اولی میں ہے اور یہ قول امام ثوری۔ نخعی۔ ابن ابی لیلی۔ علقمہ بن قیس۔ اسود بن یزید۔ عامر شعبی۔ ابواسحاق سبیعی۔ مغیرہ۔ وکیع۔ عاصم بن کلیب۔ زفر۔ اور یہ روایت ابن قاسم کی امام مالک سے ہے اور امام مالک کے مذہب میں یہی مشہور ہے اور ان کے اصحاب کا اس پر عمل ہے۔ اور امام ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین میں نے اکثرین کا اسی پر عمل ہے اور یہی قول سفیان اور اہل کوفہ کا ہے۔

رفع یدین کے جواز وعدم جواز میں علماء کرام کا اختلاف

علامہ قہستانی فرماتے ہیں:

فان ذلك مکوده عندنا وعنه انه مفسد کما فی المحیط وغیره وهو الاصح کما فی الجواهر.

(جامع الرموز ج اوّل ص 158)

رفع یدین مکروہ ہے۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں وہ مفسد ہے جیسا کہ محیط وغیرہ میں ہے اور یہی اصح ہے جیسا کہ جواہر میں ہے۔

یعنی رفع یدین مفسد صلوٰۃ ہے۔ اور بعض علماء کا اسی پر فتویٰ ہے اور اس کو اصح سے تعبیر کرتے ہے۔ لیکن رفع یدین مفسد نماز نہیں۔

علامہ ابراہیم حلبی فرماتے ہیں:

ویکره ایضا ان یرفع یدیه عند الرکوع وعند رفع الراس من الرکوع لا نه فعل زائد لیس من تتمات الصلوٰة علی مامر ولا یفسد الصلوٰة خلافا لما روی مکحول عن ابی حنیفة انه یفسدها. کان المفسد انما هوا لعمل الکثیر وهو ما یظن فاعله لیس فی الصلوٰة وهذا الرفع لیس کذلك ذکره فی الکافی. کبیری شرح مفیر ص 336

یعنی رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت رفع یدین کرنا مکروہ ہے۔ اس لیے کہ رفع یدین وہ فعل ہے جو زائد ہے اور نماز کے تتمات میں سے نہیں۔ اور رفع یدین کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی یہ اس کے خلاف ہے جو مکحول نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رفع یدین مفسد صلوٰۃ ہے۔

علاہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ اس کے مفسد نہ ہونے کے متعلق لکھتے ہیں۔ کیونکہ مفسد صرف وہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر یہ ہے کہ کرنے والا

Marfat.com

یہ گمان کرے کہ وہ نماز میں نہیں ہے۔ اور یہ رفع یدین ایسا نہیں ہے۔ صاحب کافی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

معلوم ہوا نماز میں رفع یدین کرنا مکروہ ہے فاسد نماز نہیں جیسا کہ بعض کا خیال ہے۔ واللہ اعلم باالصواب۔

آپ نے مسئلہ رفع یدین کے متعلق عمدہ تحقیق سماعت فرمائی۔ جس سے یہ روز روشن کی طرح ظاہر وعیاں ہے کہ رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔ اور ہر دور کے علماء کا اس پر عمل رہا ہے۔ اور تا قیام قیامت علماء ربانین کا یہی معمول رہے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خطیب بغدادی اور ان کے پیروکاروں نے محض تعصب اور حسد کی بناء پر امام صاحب رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر یہ طعن کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے اس مسئلہ میں احادیث صحیح کو ترک کر کے صرف قیاس پر عمل کیا ہے۔ حالانکہ معاملہ اس کے باالکل باالعکس ہے۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث پر عمل کیا ہے جو صحیح ہیں۔ اسی لیے علماء محدثین کبار نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو جتنی ناسخ ومنسوخ کی پہچان ہے کسی اور کو نہیں ہے۔

قاضی ابی عبداللہ حسین بن علی صیمری متوفی 436ء ہجری اپنی کتاب ''اخبار ابی حنیفه واصحابه'' میں لکھتے ہیں ایک مرتبہ سفیان ثوری نے عبداللہ بن مبارک کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

لا یستحل ان یاخذ الا ماصح عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم شدید المعرفة بناسخ الحدیث ومنسوخه وکان یطلب احادیث الثقات ولاخر من فعل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم۔ (اخبار ابی حنیفه وصحابه ص 66)

سوائے صحیح حدیث کے دوسری قسم کی حدیث لینا حلال نہیں جانتے تھے حدیث کی ناسخ ومنسوخ کو خوب پہچانتے تھے۔ احادیث ثقہ کو طلب کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیتے۔

سفیان ثوری جن کی ثقاہت شک وشبہ سے بالاتر ہے وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ وصف بیان کرتے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث کی ناسخ ومنسوخ کو خوب پہچانتے تھے۔ اس لیے امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث وآثار کو اپنایا جو رفع یدین کے لیے ناسخ تھیں اور منسوخ حدیث پر عمل نہیں کیا۔

الموفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال الحسن بن صالح کان ابوحنیفة شدید الفحص عن الناسخ، من الحدیث والمنسوخ فیعمل باالحدیث اذا اثبت عنده عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم واصحابه۔ (الموفق ج اول ص 89)

حسن بن صالح نے کہا: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ حدیث ناسخ ومنسوخ کی بہت سخت چھان بین کرنے والے تھے۔ جب ان کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے حدیث صحیح ثابت ہوتی اس پر عمل کرنے والے تھے۔

حسن بن صالح بن حی کے متعلق حافظ مزی نے لکھا ہے۔

قال الحمیدی عن سفیان بن عینیه حدثنا صالح بن حی۔

یعنی سفیان بن عیینہ بھی حسن بن صالح بن سے حدیث بیان کرتے تھے۔

Marfat.com

"عبداللّٰہ بن احمد عن ابیہ سمعت ابی یقول الحسن بن صالح اثبت فی الحدیث من شریك."
عبداللہ نے کہا: میں نے اپنے باپ احمد بن خلیل کو کہتے ہوئے سنا کہ حسن بن صالح، شریک سے حدیث میں اثبت تھے۔

"قال ابوبکر بن ابی خیثمہ عن یحی بن معین الحسن بن صالح ثقہ"
ابوبکر بن ابی خیثمہ نے یحی بن معین سے روایت کی کہ حسن بن صالح ثقہ ہیں۔

"قال ابراھیم بن عبداللّٰہ بن الجنید عن یحیٰی ثقة مامون"
ابراہیم بن عبداللہ بن جنید نے یحیٰی بن معین سے روایت کیا کہ حسن بن صالح ثقہ و مامون ہیں۔

"قال ابوحاتم ثقة. حافظ. متقن."
ابوحاتم نے کہا: وہ ثقہ۔ حافظ اور متقن تھے۔

"قال النسائی ثقة."
نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

یہ سوائے بخاری کے صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الادب المفرد" میں ان سے روایت کیا ہے۔ تہذیب الکمال ج دوم ص 570

یہ حسن بن صالح بن حی جن کو ائمہ نقد الرجال نے ثقہ۔ حافظ۔ متقن۔ مامون وغیرہ لکھا ہے وہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق شہادت پیش کر رہے ہیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ حدیث کی ناسخ و منسوخ کی بہت سخت چھان بین کرتے تھے۔

لہٰذا ان شہادتوں کے بعد یہ بات واضح و ظاہر ہوگئی کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ناسخ و منسوخ حدیث کی صحیح پہچان رکھتے تھے۔ اور ہمیشہ ایسی حدیث کے طالب رہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل پر دلالت کرتی ہو۔

چنانچہ عدم رفع یدین کے متعلق امام صاحب رضی اللہ عنہ کا مذہب حق اور درست ہے اس لیے کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ رفع یدین منسوخ ہو چکا ہے چنانچہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث آثار پر عمل کیا جو عدم رفع یدین پر دلالت کرتی تھیں کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین میں سے اہل علم کا رفع یدین نہ کرنا رفع یدین کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔

لہٰذا خطیب بغدادی اور اس کے پیروکاروں نے از روئے حسد و تعصب یہ کہہ دیا کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ احادیث پر قیاس کو ترجیح دیتے تھے۔ آپ مسائل مختلف فیہا کو بغور پڑھ کر خود فیصلہ فرمائیں کیا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے احادیث پر قیاس کو ترجیح دی ہے یا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے احادیث و آثار صحیح پر عمل کیا ہے۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں تعصب حسد کی بیماری سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

(7) ان میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے۔

اخبرنا ابوطاھر. اخبر نا ابوبکر. اخبرنا موسی. اخبر نا مؤمل. اخبر نا سفیان عن عاصم بن

Marfat.com

كليب عن ابيه عن وائل بن حجر قال. صليت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ووضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره۔(صحيح ابن خزيمه ج اول ص 243. مطبوعه المكتب الاسلامی)

وائل بن حجر سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی اور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارکہ بائیں ہاتھ مبارکہ پر رکھ کر سینہ پر ہاتھ باندھے۔

خطیب بغدادی اور اس کے حواریوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے صحیح حدیث کو چھوڑ کر قیاس پر عمل کیا ہے۔ وہ یہ کہ نماز میں ہاتھ زیر ناف باندھیں جائیں۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے احادیث صحیحہ پر رائے اور قیاس کو ترجیح دی ہے۔ لیکن خطیب بغدادی اور ان کے حواریوں کو معلوم نہیں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے اصح حدیث پر عمل کیا ہے۔ اور حکم فرمایا کہ ہاتھ سینہ پر نہیں بلکہ زیر ناف باندھنے چاہیے۔

راقم الحروف نے اسی کے متعلق ایک عربی میں رسالہ ''هلا ل العزه فی وضع اليدين تحت السرة فی الصلوة'' تحریر کیا۔

مترجم کتب کثیرہ محقق وادیب علامۃ العصر حضرت مولانا ظفر اقبال کلیار صاحب فاضل بھیروی نے اس کا ترجمہ فرمایا۔ اس کے علاوہ آپ نے اس پر ایک تقریظ سعید بھی ارقام فرمائی۔ بندہ ناچیز اس رسالہ کو مع تقریظ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے تا کہ قارئین کرام فیصلہ فرما سکیں کہ امام صاحب رضی اللہ عنہ نے احادیث صحیح پر قیاس اور رائے کو ترجیح نہیں دی بلکہ آپ نے اس سے اصح ترین حدیث پر عمل کیا ہے اس رسالہ کا نام ہے۔

''نماز میں ہاتھ کہاں باندھے''

سب سے پہلے اس رسالہ پر حضرت علامہ موصوف دامت برکاتہم العالیہ نے جو تقریظ لکھی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

عرضِ مترجم

فروعی اختلافات کو ہوا دینا قرین دانشمندی نہیں اس طرح عامۃ الناس کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا ہو سکتے ہیں اور حجیتِ حدیث کے انکار کا رجحان عام ہوسکتا ہے۔ آمین یا الجہر ۔قراۃ الفاتحہ خلف الا مام۔ وضع الیدین تحت السرہ ام علی الصدر میں اختلاف اولویت کا مع ایسے مسائل ہمیشہ علماء کے درمیان موضوع بحث رہے ہیں۔ انہوں نے باوجود اختلاف کے نہ تو باہمی تکفیر کی اور نہ ہی اتحاد امت کو پارہ پارہ ہونے دیا بجا طور پر یہ اختلاف علم کی ترقی اور تحقیق کا موجب بنا اور امت کے لیے رحمت ثابت ہوا ہے۔

مگر ہمارے غیر مقلدین دوستوں نے نہ جانے کس مصلحت کے تحت عوام کی سطح پر آکر انہیں موضوع سخن بنایا اور پوری امت پر شرک۔ بت پرستی۔ سنت سے انحراف اور بدعتی ہونے کا فتویٰ صادر کیا۔ علماء اہل سنت نے پھر بھی مناسب نہ سمجھا کہ ان کی زبان میں بات کی جائے اور نہ ہی یہ کہ سوقیانہ انداز گفتگو اپنایا جائے۔ انہوں نے حتی الوسیع کوشش کی کہ ایسے فروعی اختلافات کو عام لوگوں میں عام نہ کیا جائے۔ مگر ہمارے ان دوستوں نے ائمہ اربعہ کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا شروع کردیا اور لوگوں کو باور کرانے لگے کہ علماء اہلسنّت کے پاس دلیل نام کی کوئی چیز نہیں اس لیے وہ مہر بلب ہیں۔ تب علماء اہل سنت نے مناسب سمجھا کہ انہیں جواب دیا جائے مگر پھر بھی اس انداز سے کہ سنجیدگی برقرار رہے اور تحقیق کا منہج پیش کیا جائے۔

پیش نظر رسالہ ''هلال العزة فی وضع الیدین تحت السره فی الصلوٰة'' عربی میں ہے حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ العالی نے اس میں زیر ناف ہاتھ باندھنے کے مسئلہ پر نہایت فاضلانہ گفتگو کی مع ترجمہ میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ مفہوم عربی عبارت کے قریب تر رہے فن حدیث سے پوری واقفیت نہ رکھنے والے لوگوں کا اس سے پوری طرح مستفید ہونا ممکن نہیں اس لیے کہ علمی بحث میں اصطلاحات کا آنا ایک لازمی بات ہے اور پھر فن حدیث تو ایک سمندر ہے اس لیے عام افراد اس میں کچھ دقت ضرور محسوس کریں گے مگر اس کے بغیر چارہ نہ تھا سو ان سے معذرت کے ساتھ یہ کاوش پیش کی جاتی ہے۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو انتشار وافتراق سے بچائے اور حضرت علامہ جیسے علماء کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

بجاہ طٰہٰ ویٰسٓ

خاک راہِ مدینہ

ظفر اقبال کلیار

Marfat.com

نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟

حامدًا ومصليًا امابعد!

فقال الله عزوجل فی کتابه الکریم العزیز۔

"فصل لربك وانحر" صدق اللّٰه العظیم۔

"دلیل المستدلی باالحبر فی وضع الیدین علی الصدر فی الصلٰوۃ"

نماز پڑھتے ہوئے ہاتھ کیسے باندھیں جائیں اس کا مسنون طریقہ کیا ہے۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مسنون ہے۔ غیر مقلدین ابن خزیمہ کی جس بیان کردہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سینہ پر ہاتھ باندھنا مسنون ہے اور زیر ناف ہاتھ باندھنا خلاف سنت اور بدعت ہے ابن خزیمہ کی یہ حدیث محدثین کرام کے نزدیک محل نظر ہے پہلے ابن خزیمہ کی حدیث مع سند پیش کر کے اس پر علماء کی رائے پیش کرتا ہوں اور پھر وہ احادیث پیش کروں گا جن میں زیر ناف ہاتھ باندھنا منقول ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:

اخبرنا ابوطاهر۔ اخبر نا ابوبکر۔ اخبرنا ابوموسی۔ اخبر نا موبل۔ اخبرنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیه عن وائل بن حجر قال صلیت مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ووضع ید الیمینی علی یده الیسری علی صدره۔ (صحیح ابن خزیمه جلد اول ص 243 مطبوعه المکتب الاسلامی)

اس حدیث کا ترجمہ اوائل میں گذر چکا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

یہ حدیث کئی اعتبار سے قابل استدلال نہیں۔

(اولا) اس حدیث کی سند میں ایک راوی موبل بن اسماعیل ابوعبدالرحمٰن بصری متوفی 206 ہجری ہے جس پر علماء نے جرح فرمائی ہے۔

ابوحاتم فرماتے ہیں "ھو کیثر الخطاء" وہ بہت خطاء کرنے والا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ھومنکر الحدیث" وہ منکرالحدیث ہے۔

(تہذیب التہذیب ج 10۔ ص 380)

Marfat.com

ابوذرعہ فرماتے ہیں ''فی حدیثہ خطاء کثیر'' اس کی حدیث میں خطائے کثیر ہے۔

میزان الاعتدال ج سوم ص 228۔

امام ذہبی ''الکاشف'' میں فرماتے ہیں:

"وقیل دفن کتبه وحدث حفظا فغلط"

الکاشف ج سوم ص 168۔تہذیب الکمال ج 10۔ص 211

کہا گیا ہے کہ ان کی کتب مدفوں ہوئیں اورانہوں نے حفظا حدیث بیان کی ہے اوراس میں غلطی کی ہے۔

علماء نقد کی تصریحات سے ثابت ہوا مومل بن اسماعیل کثیر الخطافی الحدیث اور منکر الحدیث ہے۔ لہٰذا یہ حدیث قابل استدلال نہیں جیسا کہ غیر مقلدین کا خیال ہے۔

(ثانیا) اس حدیث کو مسلم نے وائل بن حجر سے بلد زیادت (علی صدرہ) تخریج کیا ہے وہ حدیث یہ ہے:

حدثنا زهير بن حرب قالنا عفان قالنا همام قالنا محمد بن حجاوه قال حدثنی عبدالجبار بن وائل عن علقمة بن وائل ومولی لهم انهما حدثاه عن ابيه وائل بن حجر انه رای النبی صلی الله عليه وسلم رفع يديه حين دخل فی الصلوة كبر وصف همام حيال اذنيه ثم القحف ثبوبه ثم وضع يده اليمنی علی اليسری۔ الی آخر الحديث.

مسلم شریف مع نووی ج اول ص 173

یہ حدیث ''رفع الیدین فی الصلوٰۃ'' میں گذر چکی ہے یہاں صرف اس حدیث کا یہ جملہ مقصود ہے ''ثم وضع یدہ الیمنی الیسری''

یعنی نبی کریم ﷺ نے پھر اپنا دایاں ہاتھ مبارک بائیں ہاتھ مبارک پر رکھا۔ اس حدیث میں جو مسلم نے وائل بن حجر سے تخریج کی اس میں صرف یہی ہے کہ آپ ﷺ نے تکبیر تحریمہ کے بعد اپنے کپڑے کے نیچے دایاں ہاتھ مبارکہ بائیں ہاتھ مبارکہ پر رکھا۔

اس حدیث کے ماتحت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں:

و استحباب وضع اليمنی علی اليسری بعد تكبيرة الاحرام يجعلهما تحت صدره فوق سرته هذامذهبنا المشهور وبه قال الجمهور۔نووی شرح مسلم ج اول ص 173

تکبیر تحریمہ کے بعد دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنا اور سینہ کے نیچے اور ناف سے اوپر باندھنا مستحب ہے یہی ہمارا مشہور مذہب ہے۔ اور جمہور کا بھی یہی قول ہے۔ اب خطیب بغدادی اور ان کے حواریں غیر مقلدین سے پوچھتے کہ جو یہ کہتے ہیں امام صاحب رضی اللہ عنہ نے ان احادیث پر عمل نہیں کیا جن احادیث پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے عمل کیا۔ اس بناء پر انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ پر یہ افتراء و بہتان باندھا کہ انہوں نے احادیث پر قیاس کو ترجیح دی ہے۔

Marfat.com

امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمارہے ہیں ہمارا مشہور مذہب سینہ کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے۔ خطیب بغدادی اور اس کے حواری یہ کہہ رہے ہیں سینہ پر ہاتھ باندھنا سنت طریقہ ہے۔ اور امام نووی کا یہ قول مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مؤید ہے جیسا کہ علامہ جلال الدین خوارزمی نے الکفایہ علی الھدایہ میں فرمایا۔

اگر نحر سے مراد سینہ ہوتا تو معنی یہ ہوتے۔ سینہ کے قریب ہاتھ باندھو اور سینہ کے قریب ہاتھ باندھنا زیر ناف ہی ہاتھ باندھنا ہے۔ الکفایہ علی الہدایہ فتح القدیر ج اول ص 250

اس سے معلوم ہوا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے اس حدیث عمل کیا ہے جو حدیث۔ حدیث ابن خزیمہ سے اصح ہے۔ اور مسلم نے بھی یہی باب باندھا ہے۔

وضع یدہ الیمنی علی الیسری بعد تکبیرۃ الاحرام تحت صدرہ وفوق سرتہ.

اور مسلم کی حدیث ابن خزیمہ کی روایت کردہ حدیث سے زیادہ راجح اور اصح ہے اور مسلم کی حدیث زیادہ معتمد ہے۔

اس کی ایک وجہ بھی ہے کہ متاخرین میں سے احسن الحفاظ شیخ قاسم بن قطلو بغا نے لکھا ہے کہا ابن خزیمہ کی صحیح میں ایک شرط ہے جس سے اکثر حضرات جو ابن خزیمہ کی حدیث سے استدلال کرنے والے ہیں غفلت میں رہتے ہیں۔ گو کہ شیخ قاسم بن قطلو بغا نے اس شرط کی وضاحت نہیں کی لیکن آپ کے شیخ فی الحدیث حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب ''التحاف المھرہ'' میں فرمایا وہ شرط یہ ہے کہ ابن خزیمہ جب کسی خبر کو تعلیقا روایت کرتے ہیں تو وہ صحت میں گویا ان کی شرط پر پوری نہیں اترتی اگر چہ تعلیق کے بعد اس کی سند بھی بیان کردیں۔

(ثالثاً) حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی حدیث مبارک جس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند میں اور ابوداؤد نے سنن میں روایت کیا یہ حدیث ابن خزیمہ کی حدیث کے معارض ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"ان من السنہ وضع الکف علی الکف فی الصلوٰۃ تحت السرۃ"

(مسند احمد - ج اوّل ص ۱۳۳ - مطبوعہ ادارہ احیاء السنہ - ابوداؤد شریف کتاب الصلوٰۃ)

نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھنا سنت ہے۔ علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ معترضین کے اس اعتراض کے یہ قول صحیح نہیں اس کی نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح نہیں۔

اس اعتراض کے جواب میں علامہ عینی فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ''ان من السنۃ'' محدثین کے نزدیک حدیث کے مرفوع ہونے پر دلالت کرتا ہے ابوعمرو تفضی مؤطا کی شرح میں لکھتے ہیں جب صحابی سنت کا لفظ مطلق بولتا ہے تو اس سے مراد سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتا ہے

معترضین کہ کہتے ہیں ہم نے تسلیم کرلیا کہ یہ حدیث مرفوع ہے اس کے باوجود بھی یہ محدیث علی محل نظر ہے۔ کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن اسحاق کوفی ہیں جن کے متعلق امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"لیس بشی منکر الحدیث"

Marfat.com

علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں ابوداؤد نے اس حدیث کو روایت کیا اور اس پر سکوت فرمایا۔ اگر حدیث ضعیف ہوتی تو وہ تصریح فرماتے ہیں۔

دوسرا ابن حزم کی حدیث جو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی وہ حدیث حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی مؤید ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"من اخلاق النبوة وضع المین علی الشمال تحت السرة"

یعنی ناف کے نیچے دائیں کا بائیں پر رکھنا اخلاق نبوت میں سے ہے۔ ہم کہتے ہیں زیر ناف ہاتھ باندھنا تعظیم کے زیادہ قریب اور اہل کتاب کی مشابہت سے بہت دور ہے۔ اور تہبند کے گرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور زیر ناف ہاتھ باندھنا ایسا ہی ہے جیسے بادشاہ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا اور سینہ پر ہاتھ باندھنا عورتوں کے مشابہ ہے اور یہ طریقہ مسنون نہیں۔

عمدۃ القاری ج 5 ص 279۔ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ

علامہ مولانا وصی احمد رحمۃ اللہ علیہ شارح منیۃ المصلی فرماتے ہیں:

اگر تسلیم بھی کرلیا جائے کہ عبدالرحمٰن بن اسحاق کوفی "منکر الحدیث" ہے اور مطلق فکارت نقصان وہ ہے تو بھی اس حدیث کی کئی احادیث شاہد ہیں ان میں سے ایک حدیث جس کو رزین نے اپنی مسند میں ابوجحیفہ سے روایت کیا۔

"ان من السنة وضع الکف علی الکف فی الصلوٰة تحت السرة"

جیسا کہ صاحب جامع الاصول میں ابن اثیر نے اس حدیث کو مسند رزین کی طرف منسوب کیا ہے۔

دوسری حدیث جس کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوعا روایت کیا۔

"ان من السنة وضع الیمین علی الشمال تحت السرة"

اس حدیث کو صاحب مجمع البحرین اور صاحب محیط علامہ برہان الدین نے بھی نقل فرمایا ہے

تیسری حدیث جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرفوعا روایت کیا۔

ثلاث من سنن المرسلین وذکر منها وضع الیمین علی الشمال تحت السرة۔

یعنی تین چیزیں مرسلین کرام کی سنن میں سے ہیں ان میں سے ایک کا ذکر کیا کہ

(نماز میں) ناف کے نیچے بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا۔

اس حدیث کو زاہدی نے "مجتبیٰ" میں نقل فرمایا اور کہا اس کو ابن شاہین نے روایت کیا ہے۔

تعلیق المجلی ص 279۔ مطبوعہ یوسفی لکھنؤ۔

یہ راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کی موید اور احادیث بھی ہیں۔

اوّل

Marfat.com

ابن ابی شیبہ نے بطریق ابی جحیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے ''وہ یہ ہے''

ان من السنة ان توضع الایدی علی الایدی تحت السرة

یعنی نماز میں ناف کے نیچے ہاتھوں پر ہاتھ رکھنا سنت میں سے ہے۔

دوم

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابن ابی شیبہ نے بطریق حجاج بن حسان ابومجلز لاحق بن حمید سے ایک حدیث تخریج کی ہے ''وہ یہ ہے''

حدثنا یزید بن هارون قال اخبرنا حجاج بن حسان قال سمعت ابا مجلز او سألته قال قلت کیف یضع قال یصنع باطن کف یمینه علی ظاهر کف شماله ویجعلها اسفل من السرة.

حجاج بن حسان فرماتے ہیں: میں نے ابومجلز لاحق بن حمید سے سنا۔ یا میں نے ان سے سوال کیا۔ فرماتے ہیں میں نے کہا: نماز میں ہاتھ کیسے باندھیں۔

(ایک روایت میں ہے کہ میں ہاتھ کیسے باندھوں)

تو انہوں نے فرمایا: دائیں ہاتھ کے باطن کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر زیر ناف باندھو۔

سوم

حدثنا وکیع عن ربیع عن ابی معشر عن ابراهیم قال یضع یمینه علی شماله تحت السرة.

زیاد بن کلیب تمیمی ابومعشر ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر زیر ناف باندھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ ج اول ص 90۔ مطبوعہ ادارۃ القرآن دارالعلوم اسلامیہ کراچی

زیاد بن کلیب ابومعشر کوفی کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

امام عجلی فرماتے ہیں:

"کان ثقة فی الحدیث"

وہ حدیث ثقہ ہیں۔

ابوحاتم فرماتے ہیں:

"صالح من قدماء اصحاب ابراهیم"

یہ حضرت ابراہیم نخعی کے قدماء اصحاب میں سے صالح ہیں۔ تہذیب التہذیب ج 3 ص 382

حافظ جمال الدین مزی فرماتے ہیں:

"قال النسائی ثقة"

Marfat.com

نسائی نے کہا: وہ ثقہ ہیں۔

"قال ابن حبان۔ کان من الحفاظ المتقین"

یعنی ابن حبان نے کہا: وہ حفاظ متقین میں سے ہیں اس سے مسلم۔ ابوداؤد۔ ترمذی، اور نسائی نے روایت کیا۔

تہذیب الکمال ج سوم ص 646۔

حدیث ابومجلز لاحق بن حمید کے ماتحت علامہ ماردینی جوھرالنقی میں تحریر فرماتے ہیں:

ابومجلز لاحق بن حمید کا مذہب بھی زیر ناف ہاتھ باندھنا ہے۔ ابوعمرو نے "التمہید" میں اس طرح نقل کیا ہے۔ اور اس حدیث کو مسند جید ابومجلز لاحق بن حمید سے روایت کیا اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ابن ابی شیبہ نے بھی اپنے مصنف میں اس حدیث کو اس سند کے ساتھ روایت کیا۔

علامہ ماردینی فرماتے ہیں حجاج بن حسان یہ حجاج ثقفی ہیں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "لیس به باس" پھر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ثقۃ" اور ابن معین فرماتے ہیں "صالح"۔

باوجود اس کے امام بیہقی نے کس طرح ابومجلز کی طرف نسبت کرتے ہوئے فرمایا۔ سینہ پر ہاتھ باندھنے کے متعلق اثر ابومجلز بہت صحیح ہے۔ حالانکہ امام بیہقی نے بلا مسند ابومجلز کا قول نقل کیا اور ابوعمرد اور ابن ابی شیبہ نے مسند جید ابومجلز کا مذہب زیر ناف ہاتھ باندھنا بیان کیا ہے۔ (السنن الکبریٰ مع الجوھر النقی ج دوم ص 31 مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

چہارم

عن انس رضی اللہ عنه من اخلاق البنوة تعجیل الافطار وتاخیر السحور ووضع الیمین علی الشمال تحت السرة۔ کنز العمال ج 8 حدیث نمبر 23889۔

اور اس کو ابن حزم نے بھی روایت کیا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اخلاق نبوت سے ہے افطار میں جلدی کرنا۔ سحری میں تاخیر کرنا اور (نماز میں) بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا۔

پنجم

حدثنا وکیع عن اسماعیل بن ابی خالد عن الاعمش عن مجاهد عن مورق العجلی عن أبی الدرداء رضی اللہ عنه قال من اخلاق النبوة وضع الیمین علی الشمال فی الصلوٰة۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج اوّل ص ۳۹۰)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا اخلاق نبوت سے ہے۔ جب حضرت ابودرداء رضی اللہ کے اثر سے یہ ثابت ہوگیا کہ نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھنا اخلاقِ نبوت سے ہے تو یہ بھی ثابت ہوگیا' کہ اس کا زیر ناف ہی رکھنا اخلاقِ نبوت سے ہے۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت

Marfat.com

سے ثابت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ششم

سب دلیلوں سے اقوی واوثق۔ احکم واقوم دلیل ابوبکر بن شیبہ کی وہ حدیث ہے جس کو انہوں نے وائل بن حجر سے روایت کیا یاد رہے کہ ابوبکر بن ابی شیبہ کو ائمہ اعلام میں ایک خاص مقام حاصل ہے وہ یہ کہ ان کے سامنے ابوزرعہ۔ امام بخاری۔ امام مسلم۔ امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ اور بے شمار اہل علم وفن نے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ یہ افتخار ہی آپ کے لیے کافی ہے۔ فرماتے ہیں:

حدثنا وکیع عن موسیٰ بن عمیر عن علقمة بن وائل بن حجر عن ابیه قال. رایت النبی صلی اللّٰه علیه وسلم وضع یمینه علی شماله فی الصلوٰة تحت السرة. (مصنف ابن ابی شیبہ ج اول ص 390)

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے نماز میں زیر ناف بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھا۔

متاخرین علمائے حدیث سے حافظ الحادیث ابن ھمام ثانی شیخ قاسم بن قطلو بغا ''المختار فی تخریج احادیث الاختیار'' میں فرماتے ہیں مصنف ابن شیبہ کی اس حدیث کی سند جید ہے۔ وکیع مشہور علمائے حدیث میں سے ایک عظیم محدث ہیں۔ موسیٰ بن عمیر کی ابوحاتم نے توثیق فرمائی ہے اور نسائی نے ان سے روایت کولیا ہے۔

تیسرے علقمہ بن وائل ہیں جن سے رفع یدین کے متعلق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث روایت کی ہے۔ اس طرح مسلم نے صحیح میں ان سے حدیث تخریج کی ہے۔ اور ابن حبان نے علقمہ کی توثیق فرمائی ہے اور یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شاہد عادل ہے محدث شہیر حضرت علامہ محمد ہاشم فرماتے ہیں یہ روایت بااعتبار سند نہایت قوی ہے اور حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جس کا پہلے ذکر گزر چکا قوی سے قوی تر بنا دیتی ہے۔

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث بااعتبار سند نہایت اقوی ہے کیونکہ اس حدیث میں سوائے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے تین رواۃ ہیں ان تین زوایوں کے تراجم پیش خدمت ہیں تاکہ ان کے فہم وذکاء اور حفظ واتقان فی الحدیث آپ سب کو معلوم ہو جائے۔

اول

وکیع بن جراح بن ملیح رواسی ابوسفیان کوفی متوفی 196ء ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔

حافظ مجال الدین مزی فرماتے ہیں:

قال عبداللّٰه بن احمد بن حنبل عن ابیه. ما رایت اوعی للعلم من وکیع الا احفظ من وکیع.

عبداللہ بن احمد اپنے باپ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے علم کا جامع اور حدیث کا حافظ وکیع سے

Marfat.com

کسی کو نہیں دیکھا۔

اور دوسری جگہ فرمایا:

"کان وکیعا حافظا۔ حافظا"۔

یعنی وکیع بن جراح حافظ الحدیث۔ حافظ الحدیث تھے۔

وقال احمد بن سهل بن بحر النيسابوری دخلت علی احمد بن حنبل بعد المحنة فسمعته يقول كان وكيع بن جراح امام المسلمين فی وقته.

احمد بن سھل نے کہا میں بڑی مشکل کے بعد حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا۔ تو میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا وکیع بن جراح اپنے وقت میں امام المسلمین ہیں۔

قال علی بن الحسين بن حبان عن ابيه سمعت يحی بن معين يقول مارايت افضل من وكيع.

علی بن حسین بن حبان نے اپنے باپ حسین بن حبان سے روایت کیا کہ میں نے یحییٰ بن معین کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے وکیع سے افضل کسی کو نہیں دیکھا۔

قال العجلی۔ كوفی ثقة۔ عابد۔ صالح۔ اديب من حفاظ الحديث

عجلی نے کہا: وکیع بن جراح کوفی۔ ثقہ۔ عابد۔ صالح۔ ادیب اور حفاظ حدیث میں سے تھے۔

وقال محمد بن سعد كان ثقة۔ مامونا۔ عاليا۔ رفيعا۔ كثير الحديث حجة۔

محمد بن سعد نے کہا: وہ ثقہ۔ مامون۔ عالی۔ رفیع۔ کثیر الحدیث اور حجت تھے۔

تہذیب الکمال ج 10۔ ص 534 تا 540۔ تہذیب التہذیب ج 11۔ ص 123

امام ذہبی اپنی کتاب "میزان الاعتدال" میں فرماتے ہیں:

"هو احد الائمة الاعلام"

وکیع بن جراح ائمہ اعلام میں سے ایک تھے۔

میزان الاعتدال ج 4۔ ص 335

قال حماد بن زيد۔ لو شئت لقلت انه ارجح من سفيان الكاشف ج سوم ص 208۔

حماد بن زید نے کہا: اگر تو چاہے تو کہہ لے کہ وکیع بن جراح سفیان ثوری سے ارجح تھے۔

دوم

موسیٰ بن عمیر تمیمی ساتویں طبقہ سے کبار اور ثقہ ہیں یہ علقمہ بن وائل بن حجر سے روایت کرتے ہیں۔ نسائی کے رواۃ میں سے ہیں۔

Marfat.com

قال العباس الدوری عن یحی بن معین۔ وابوحاتم۔ ومحمد بن عبداللّٰہ بن نمیر۔ وابو بکر الخطیب۔ ثقہ۔

عباس دوری نے یحی بن معین۔ ابوحاتم۔ محمد بن عبداللہ بن نمیر اور ابوبکر خطیب بغدادی سے روایت کرتے ہوئے کہا ان چاروں نے کہا: موسیٰ بن عمیر تمیمی ثقہ تھے۔

عجلی اور دولابی فرماتے ہیں وہ ثقہ ہیں۔

(تہذیب الکمال ج 10۔ص 191۔ الکاشف ج سوم ص 165' میزان الاعتدال ج 4 ص 216 تہذیب التہذیب ج 10 ص 364)

سوم

علقمہ بن وائل بن حجر کندی کوفی۔ عبدالجبار بن وائل کے بھائی طبقہ ثالثہ سے ہیں سوائے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب ''رفع الیدین فی الصلوٰۃ'' میں ان سے روایت کولیا ہے۔

ذکر ہ ابن حبان فی کتاب الثقات۔

ابن حبان نے ان کا کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے اور فرمایا:

"ثقة قليل الحديث"

قلیل الحدیث اور ثقہ ہیں۔ ابن حبان اور ابن سعد نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔

تہذیب الکمال ج 7۔ص 242۔ تہذیب التہذیب ج 7۔ص 280 ۔ الکاشف للذہبی ج دوم ص 242۔

ائمہ اعلام کی عبارات نقل کرنے کے بعد میں (راقم الحروف) کہتا ہوں ابن خزیمہ کی حدیث وائل بن حجر ضعیف ومجروح ہے اور حدیث علی المرتضی رضی اللہ عنہ باوجود ضعیف ہونے کے درجہ حسن تک پہنچتی ہے۔ کیونکہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اتنے شواہد ومعاضد ہیں کہ حدیث وائل بن حجرہ ابن خزیمہ اس مرتبہ کو نہیں پہنچی۔

پھر حدیث کو ابن شیبہ نے سند جید وائل بن حجر سے روایت کیا ہے یہ حدیث مرفوع اور صحیح ہے اور اس کے تمام رواۃ ثقات ہیں حدیث صحیح مرفوع کے ہوتے ہوئے حدیث ضعیف مجروح پر کیسے عمل کیا جاسکتا ہے کیونکہ جس حدیث کو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں وائل بن حجر سے روایت کیا ہے یہ حدیث پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔

یہ تھا ابن خزیمہ کی حدیث کا وہ جواب جو آپ نے سماعت فرمایا۔

Marfat.com

اعتراضاتِ منکرین

اعتراضِ اول

ابوداؤد نے سنن اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو روایت تخریج کی۔

"ان من السنه وضع الكف على الكف فى الصلوٰة تحت السرة"

اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن اسحاق ہیں جو ابوشیبہ الواسطی کے نام سے مشہور ہیں ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور امام نووی نے "خلاصہ اور شرح مسلم" میں فرمایا اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے کیونکہ عبدالرحمٰن باالاتفاق ضعیف ہے اور حدیث ضعیف قابل عمل نہیں۔ نووی شرح مسلم ج اول ص 143۔ فتح القدیر ج اول ص 249

الجواب

اس حدیث کی سند پر کچھ بحث گذشتہ صفحات میں گذر چکی مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ وصی احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ "التعلیق المجلی لمافی المینة المصلی" میں فرماتے ہیں دونوں ہاتھوں کو زیر ناف باندھنا سنت ہے اس کی دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث ہے جیسا کہ اعتراض میں مذکور ہے اس حدیث کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں۔ آپ کے بیٹے عبداللہ نے "الزوائد" میں ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں دار قطنی پھر بیہقی نے اپنی سنن میں اور ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس کو روایت کی لیکن امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اکثر ابوداؤد شریف کے نسخوں میں یہ حدیث موجود نہیں ہم نے اس حدیث کو اس نسخہ میں پایا جو ابن داسہ کے طریق سے مروی ہے۔ اس لیے ابن عساکر نے "اطراف" میں اسے ابوداؤد کی طرف منسوب نہیں کیا اور نہ ہی مندوی نے اسے "مختصر" میں ذکر کیا اور نہ ہی ابن تیمیہ نے اپنی "المنتقی" میں اسے ابوداؤد کی طرف کیا بلکہ صرف مسند احمد کی طرف اس کو منسوب کیا اور نہ ہی شرح مسلم میں امام نووی نے اس کو ابوداؤد کی طرف منسوب کیا مگر دار قطنی طرف۔ کسی نے اس حدیث کی نسبت ابوداؤد کی طرف نہیں کی مگر علامہ عبدالحق نے "الاحکام" میں اس کو ابوداؤد کی منسوب کیا۔ اور نہ ہی ابن قطان نے اس کی نسبت ابوداؤد شریف کی طرف کی بلکہ اس حدیث کی سند کا تعاقب کرتے ہوئے کہا عبدالرحمٰن بن اسحاق وہ ابوشیبہ واسطی ہیں جن کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحاتم کہتے ہیں یہ منکرالحدیث ہے اور ابن معین نے کہا: یہ "لیس شیء" ہے۔ امام

Marfat.com

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''فیه نظر'' اور بیشک اس حدیث کی سند میں زیاد بن زید سوائی ہیں اور وہ مجہول ہیں۔

امام بیہقی فرماتے ہیں اس کی اسناد ثابت نہیں عبدالرحمٰن اسے روایت کرنے میں متفرد ہے۔ اور وہ متروک ہے امام نووی خلاصہ اور شرح مسلم میں فرماتے ہیں: یہ حدیث متفق علیہ ضعیف ہے اس لیے کہ عبدالرحمٰن باالاتفاق ضعیف ہے۔ تو جان لے کہ یہ حدیث ابوداؤد میں بطریق ابن داسہ۔ ابن الاعرابی اور ابن ابوداؤد وارد ہوئی ہے۔ ابوداؤد عبدالرحمٰن کے بارے میں کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ وہ اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ اور ابن معین اور عجلی نے بھی یہی کہا۔ ''صرح الحمایہ'' میں ہے کہ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ جرح مجرد اور طعن مجمل اور تضعیف مبہم ہے لہٰذا یہ غیر مسموع ہے۔ کیونکہ اسباب جرح مختلف ہیں پس راوی کبھی ایسے امور کے ساتھ مجروح کیا جاتا ہے جو بعض کے نزدیک جرح نہیں کہلاتی۔ ہمارے نزدیک اصل یہ ہے کہ قرون معدلہ جن کی عدالت کی شہادت ملت کے سردار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باالخیر کے ساتھ دی۔ ان کی عدالت وثقاہت مسلم ہے جب تک اس میں جرح اور طعن مبین ظاہر نہ ہو جائے۔ جس سے کسی باعقل وشعور انسان کو مفر نہیں۔ ورنہ اس کی عدالت وثقاہت مجروح نہیں ہوتی اس لیے روایت مستور ومجہول اور مرسل ومنقطع کو قبول کرلیا جاتا ہے باوجود یکہ مجتہد غیر کی تقلید نہیں کرتا کیوں وہ خود ارباب نقد میں سے ہے۔ اور ایسا مجتہد جب کسی حدیث سے دلیل اخذ کرتا ہے یا اس حدیث کی روایت کو قبول کرتا ہے تو گویا اس کی تعدیل وتوثیق کر دیتا ہے۔

باوجود اس کہ امام ترمذی نے صوم محرم میں عبدالرحمٰن سے حدیث روایت کی ہے۔ اور فرمایا:

''یہ حدیث حسن غریب ہے'' ابن خزیمہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا (یعنی صوم محرم میں) اور کہا اگرچہ یہ حدیث صحیح ہے پھر بھی عبدالرحمٰن کے متعلق میرے دل میں کچھ موجود رہے گا۔ پس معلوم ہو گیا حدیث عبدالرحمٰن درجہ ضعف سے ساقط ہو کر درجہ ''حسن'' تک پہنچ چکی ہے اور حدیث حسن علماء کے نزدیک قابل حجت ہے۔ (تعلیق المحلی ص 279)

اعتراض دوم

علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے نہیں سنا۔ اس لیے علقمہ بن وائل کی اپنے باپ سے روایت مرسل ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے التہذیب میں لکھا ہے۔

حکی العسکری عن ابن معین انه قال علقمة بن وائل مرسل عن ابیه وکزا قال الذهبی فی المیزان ناقلا عن ابن حجر۔ (تہذیب التہذیب ج 7 ص 280)

یعنی عسکری نے ابن معین سے حکایت کی کہ انہوں نے کہا: علقمہ بن وائل اپنے باپ سے روایت میں مرسل ہے۔ اس طرح امام ذہبی نے میزان میں ابن حجر سے نقل کرتے ہوئے کہا۔

الجواب

میں کہتا ہوں ابن حجر کا وہم ہے کیونکہ انہوں نے خود اپنی کتاب ''النکت انطراف علی الاطراف'' میں علقمہ بن

Marfat.com

وائل کا اپنے باپ سے سماعت کو ثابت کیا ہے۔ لہٰذا اس دلیل سے ارسال جاتا رہا۔

حافظ عسقلانی ''النکت انظراف علی الاطراف'' میں فرماتے ہیں:

"ومن مسند وائل بن حجر۔ علقمة بن وائل۔ عن ابیه"

اس کے بعد انہوں نے مسلم کی ایک حدیث روایت کی وہ یہ ہے

انه رای النبی صلی اللّٰه علیه وسلم رفع یدیه حین دخل فی الصلٰوة۔ الی ان قال۔ عن عبدالجبار بن وائل قال کنت غلا ما لا اعقل صلوٰة ابی فحدثنی علقمة.

(النکت انظراف علی الاطراف مع تحفۃ الاشراف ج 9 ص 88 حدیث نمبر 11774)

یعنی عبدالجبار بن وائل سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں ابھی بچہ تھا اور اپنے باپ کی نماز کو نہ سمجھ سکتا تھا تو مجھے (میرے بھائی) علقمہ نے بیان کیا۔

اس سے معلوم ہوا علقمہ بن وائل اپنے باپ سے بلا واسطہ روایت کرتے ہیں اور ان کے بھائی عبدالجبار اپنے بھائی علقمہ کے واسطہ سے اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

ثابت ہوا ''علقمه عن وائل'' مرسل نہیں بلکہ ''عبدالجبار عن وائل'' مرسل ہے۔

اسی طرح حافظ مزی نے بھی لکھا ہے۔

علقمة بن وائل بن حجر الحضرمی۔ عن ابیه وائل بن حجر

اس کے ماتحت مسلم کی مذکور بالا حدیث کو روایت کیا اور کہا۔

عن زهیر بن حرب عن عفان عن همام عن محمد بن حجاوة عن عبدالجبار ابن وائل قال کنت غلاما لا اعقل صلٰوة ابی محدثنی علقمة بن وائل ومولی لنا۔ (تحفة الاشراف ج 9 ص 88)

اس کا ترجمہ اس سے قبل گزر چکا ہے۔

اس سے ثابت ہوا علقمہ بن وائل اپنے باپ سے بلا واسطہ روایت کرتے ہیں۔ جب علقمہ کا اپنے باپ سے بلا واسطہ روایت کرنا ثابت و متحقق ہے تو پھر ان کی طرف ارسال کی نسبت کرنا محض جہالت ہے۔

اس کے علاوہ خود حافظ عسقلانی نے ترجمہ عبدالجبار بن وائل کے ماتحت لکھا ہے

قال ابن حبان فی الثقات من زعم انه سمع اباه فقد وهم لان اباه مات امه حامل به.

تہذیب التہذیب ج 6 ص 105۔

ابن حبان نے ثقات میں کہا جس نے یہ گمان کیا کہ عبدالجبار نے اپنے باپ سے سنا ہے یہ اس کا وہم ہے کیونکہ ان کے باپ جب فوت ہوئے تو وہ اپنی والدہ کے حمل میں تھے۔ معلوم ''عبدالجبار عن وائل بن حجر'' مرسل ہے۔ نہ کہ ''علقمة عن وائل بن حجر''۔ حافظ مزی کو جب شک ہوتا ہے کہ فلاں کی فلاں سے روایت صحیح نہیں تو وہ اس کے آگے یہ

Marfat.com

لکھ دیتے۔ ''لم یسمع منه'' ''لم یدرکه'' وغیرہ لیکن ترجمہ علقمہ بن وائل کے ماتحت انہوں نے بلاشک لکھا ہے۔

روی عن طارق بن سوید (ق) علی خلاف فیه. والمغیرة بن شعبة (م ت س) وابیه وائل بن حجر (ی م د ت س) (تہذیب اکمال ج 7 ص 242)

اس سے معلوم ہوا امام مزی کے علقمہ بن وائل کے اپنے باپ سے روایت کرنے میں کوئی شک اور اختلاف نہیں۔

حافظ ابن عبدالبر متوفی 363ھ اپنی کتاب ''الاستیعاب علی هاشی الاصابة'' میں فرماتے ہیں۔

لم یسمع عبدالجبار من ابیه فیما یقولون بینهما وائل بن علقمة.

الاستیاب علی الاصابہ ج سوم ص 643

یعنی عبدالجبار نے اپنے باپ وائل بن حجر سے نہیں سنا ان دونوں کے درمیان وائل بن علقمہ بن وائل بن حجر واسطہ ہیں۔

علامہ ابن اثیر ''اسدالغابہ'' میں فرماتے ہیں:

روی عنه (یعنی وائل بن حجر) ابناه علقمة وعبدالجبار وقیل ان عبدالجبار لم یسمع من ابیه. اسدالغابه ج 5 ص 81-82.

وائل بن حجر سے ان کے دونوں بیٹے علقمہ اور عبدالجبار روایت کرتے ہیں کہا گیا ہے کہ عبدالجبار نے اپنے باپ سے نہیں سنا ہے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ''تاریخ الکبیر'' میں لکھتے ہیں۔

علقمة بن وائل بن حجر الحضرمی الکندی الکوفی سمع اباه روی عنه عبدالملك بن عمیر.

تاریخ الکبیر ج 7 ص 41 ترجمہ نمبر 178

علقمہ بن وائل بن حجر حضرمی کندی کوفی نے اپنے باپ سے سنا ہے اور ان سے عبدالملک بن عمیر نے روایت کیا۔

علماء اعلام نقد الرجال کی تصریحات سے غیر مقلدین کا یہ اعتراض ''کخوط القتاد'' محض وہم وگمان ہی ثابت ہوا کہ علقمہ اپنے باپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ بلکہ علماء کی تصریح سے ثابت ہوگیا کہ علقمہ اپنے باپ سے مرسل نہیں بلکہ ان کے بھائی عبدالجبار اپنے باپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔

چنانچہ خطیب بغدادی اور ان کے حواریوں کا یہ غوغا فقط تعصب اور حسد پر مبنی ہے۔ ورنہ علقمہ کے باپ سے سماع میں کوئی شک نہیں۔

اعتراض دوم

غیر مقلدین یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ حافظ ابن خزیمہ کے علاوہ بھی دیگر محدثین سینہ پر ہاتھ باندھنے والی احادیث کو روایت کیا ہے جیسا کہ ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں بطریق عقبہ بن ظبیان ایک حدیث تخریج فرمائی اور اسی سند کے ساتھ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تاریخ الکبیر میں اس حدیث کی روایت کی ہے وہ حدیث یہ ہے:

Marfat.com

حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم احجد ری عن ابیه عن عقبة بن ظبیا ن عن علی رضی اللّٰه عنه "فصل لربك وانحر" وضع یدہ الیمنی علی وسط ساعدہ علو صدرہ۔

تاریخ الکبیر ج 6 ص 481۔ تفسیر طبری جز 30 ص 610 ۔

یعنی عقبہ بن ظبیان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت مبارکہ ''فصل لربك وانحر'' کے متعلق دریافت کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے دایاں ہاتھ بائیں بازو کے وسط میں رکھا پھر ان کو سینہ پر باندھا۔ (یعنی آپ نے تعلیم دی کہ اس سے مراد سینہ پر ہاتھ باندھنا ہے)

اسی طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں قبیصہ بن ھلب سے ایک حدیث روایت کی جو یہ ہے۔

عن سفیان حدثنی سماك عن قبیصة بن هلب عن ابیه قال رایت رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ینصرف عن یمینه وعن یسارہ وراية قال یضع یدہ علی صدرہ.مسند احمد ج 5 ص 314.

قبیصہ بن ھلب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ نماز کے بعد کبھی دائیں طرف منہ پھیرتے اور کبھی بائیں جانب فرماتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے۔

غیر مقلدین کہتے ہیں ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے نماز میں ہاتھ باندھنے کا محل سینہ ہے لہٰذا نماز میں سینہ پر ہاتھ پر ہاتھ باندھنا مسنون طریقہ ہے۔

الجواب

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ابن جریر طبری نے دو طریق سے روایت کیا ہے ان میں سے ایک طریق تو اعتراض میں مذکور ہو چکا اور دوسرا طریق بھی ملاحظہ فرمائیں۔

"عن حماد بن سلمة عن عاصم الاحول عن الشعبی مثله"

ان دونوں سندوں میں عاصم نامی دو راوی ہیں ایک عاصم بن حجاج ابو معشر جحدولی۔ اور دوسرے عاصم سلیمان الاحول۔

بعض کے نزدیک عاصم بن حجاج ابو معشر جحدری نے اپنے باپ کی وساطت سے عقبہ ظبیان سے روایت کیا ہے۔

ابو حاتم ''الجرح والتعدیل'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت صرف ''وضع الیمین علی الشمال'' تک ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ نے بھی بطریق عقبہ بن ظہیر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ صرف یہی ہیں۔

وضع الیمین علی الشمال" (مصنف ابن ابی شیبہ ج اول ص 390)

اور ''علی صدرہ'' کے الفاظ راوی کی طرف سے زیادہ کیے گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اصل روایت میں یہ الفاظ موجود نہیں۔ جس سے معلوم ہوا اصل حدیث صرف اتنی ہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو سمجھانے کے لیے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ

Marfat.com

پر رکھا۔ اور جو یہ لفظ ہے کہ انہوں نے سینہ پر ہاتھ باندھے۔ یہ راوی کی طرف سے اضافہ ہے اصل حدیث کے لفظ نہیں۔

دوم یہ کہ جب حدیث میں تعارض آجائے تو تو قیاس سے ترجیح دی جاتی ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ زیر ناف والی احادیث قابل عمل ہوں۔ کیونکہ رکوع سجدہ اور تشہد وغیرہ میں ادب ملحوظ ہے تو چاہیے کہ قیام بھی ادب ملحوظ خاطر رہے اور یہ زیر ناف ہاتھ باندھنے میں ہے کہ اس سے تعظیم ظاہر ہوتی ہے۔ نہ کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے سے۔

اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ حدیث جس میں ''تحت السرہ'' ہے یعنی زیر ناف ہاتھ باندھنا یہ مقبول ہے۔ اور جس حدیث میں ''علی صدرہ'' یعنی جس میں سینہ پر ہاتھ باندھنا مروی ہے وہ مردود۔

پھر اس حدیث کی سند علماء نقد کی نظر میں محل نظر ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں:

عاصم ابن الحجاج الجحدری قرأ علی یحی بن یعمر ونصر بن عاصم. اخذ عنه ابوالمنذر وجماعة قراة شاذة فیها ماینکر. یعنی یو جد فیه النکرة من ای وجه هی.

(میزان الاعتدال ج دوم ص 354)

اس پورے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ عاصم بن حجاج جحدری منکر الحدیث ہے اور یہ حدیث ضعیف ہے۔

ابن معین کہتے ہیں یحیٰی بن سعید قطان عاصم الاحول سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ اور ان کو ضعیف سمجھتے تھے۔ امام ذہبی نے اسی سند کے ساتھ ایک حدیث نقل کی اور اسے ضعیف قرار دیا اور وہ حدیث یہ ہے:

حدثن حماد بن سلمة عن عاصم الاحول حدثنی حمید عن انس بن مالك ان عمر رضی الله عنه نهی ان یجعل الخاتم فصد من غیره.

حماد بن سلمہ نے کہا: میں نے حمید سے پوچھا عاصم الاحول نے آپ سے ایک حدیث (مراد یہی حدیث ہے) بیان کی ہے تو حمید نے عاصم الاحول کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عاصم الاحول نے حمید سے یہ حدیث روایت نہیں کی لہٰذا عاصم متھم بالکذب ہے۔

یحیٰی بن سعید قطان کہتے ہیں۔

"لم یکن حافظا"

عبدالرحمٰن بن مالک فرماتے ہیں ابن علیہ کا قول ہے کہ وہ شخص جس کا نام عاصم ہے اس کا حافظہ درست نہیں۔ ابواحمد الحاکم فرماتے ہیں علماء محدثین کے نزدیک وہ حافظ نہیں تھے۔ ابن ادریس ان سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے کیونکہ ان کا حافظہ کمزور تھا۔ یحیٰی بن سعید قطان فرماتے ہیں میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کا نام عاصم ہو اور اس کا حافظہ کمزور نہ ہو۔

میزان الاعتدال ج دوم ص 350-357

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: علی بن مدینی یحیٰی بن قطان کے حوالے سے فرماتے ہیں

"لم یکن حافظا"

Marfat.com

ابن ادریس فرماتے ہیں میں نے عاصم کو بازار میں دیکھا اور لوگوں سے کہا: اسے مار کر سیدھا کر دو۔

وہیب نے عاصم کو چھوڑ دیا تھا اس لیے کہ ان کی بعض عادات صحیح نہ تھیں ابن حبان نے اپنی کتاب ''کتاب الثقات'' میں عاصم کا ذکر کیا اور کہا یحیٰی بن سعید قطان ان کی طرف بہت کم میلان رکھتے تھے۔ مروزی بیان فرماتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: ابن معین کہتے ہیں دنیا میں جتنے عاصم نام کے لوگ ہیں سبھی ضعیف ہیں۔ امام فرماتے ہیں سوائے عاصم بن علی کے۔ تہذیب التہذیب ج۔5۔ص 43

حافظ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب ''منتقی الاخبار من احادیث سید الاخیار'' میں بھی حدیث علی رضی اللہ عنہ کو نقل کیا ہے۔

ان من السنة فی الصلوٰة وضع الا کف علی الاکف تحت السرة۔ (رواہ احمد وابوداؤد)

یعنی نماز میں ناف کے نیچے ہتھیلیوں پر ہتھیلیاں رکھنا سنت سے ہے۔ (نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار جز دوم ص 210)

ابن تیمیہ نے جو باب باندھا ہے وہ یہ ہے۔

"باب ما جاء فی وضع الیمین علی الشمال"

اس باب کے ماتحت ابن تیمیہ نے صرف چار احادیث نقل فرمائی ہیں جن میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ''نمبر4'' ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے ابن تیمیہ کے نزدیک بھی زیر ناف ہاتھ باندھنا ہی مسنون طریقہ ہے۔ اگر ان کا مذہب سینہ پر ہاتھ باندھنا ہوتا تو وہ۔ وہ حدیث لاتے جس میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت ہے۔

غیر مقلدین سے بصد عجز و نیاز یہی گزارش ہے کہ تم کسی اور کے قول کو تسلیم نہیں کرتے تو اپنے مقتدر رہنما کے قول کو ہی تسلیم کر لو اور سینے پر ہاتھ باندھ کر جیسے عورتیں باندھتی ہیں نماز پڑھنا چھوڑ دو اور اپنی امام کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھو۔

تیسری حدیث جس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں بطریق قبیصہ بن ھلب روایت کیا جیسا کہ یہ حدیث اعتراض میں مذکور ہے۔

اس کے متعلق عطاء اللہ فوجیانی صاحب ''التعلیقات السلفیه علی سنن نسائی'' کہتے ہیں یہ حدیث سینہ پر ہاتھ باندھنے کے باب میں اس حدیث سے اصح اور احسن ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے اپنی ''مصنف'' میں علقمہ بن وائل سے روایت کیا۔ اور حدیث علی رضی اللہ عنہ جس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ابوداؤد نے تخریج کیا ہے۔

حافظ جمال الدین مزی۔ حافظ عسقلانی اور ذہبی قبیصہ بن ھلب اور ان کی روایت کردہ حدیث کے متعلق لکھتے ہیں۔

قبیصہ بن ھلب (ان کا نام) یزید بن عدی بن قنانہ طائی کوفی۔

یہ تیسرے طبقہ سے ہیں۔ ابوداؤد۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ یہ اپنے باپ ھلب (یزید بن عدی) سے روایت کرتے ہیں اور یہ صحابی ہیں۔ اور ان سے صرف سماک بن حرب نے روایت کیا۔

Marfat.com

قال المدینی والنسائی مجهول. زاد علی لم یرد عنه غیر سماك. روی له ابوداؤد ،والترمذی وابن ماجه حدیثا واحدا مقطعا (تهذیب الکمال ج 8 ص 325)

علی بن المدینی اورنسائی نے کہا: وہ مجہول ہیں۔علی بن مدینی نے یہ اضافہ کیا ان سے سوائے سماک بن حرب کے کسی نے روایت نہیں کیا۔اور ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے ان سے ایک منقطع حدیث روایت کی ہے۔

قال ابن المدینی مجهول لم یرد عنه غیر سماك. وقال النسائی مجهول. له عندهم حدیث منقطع فی الا نحراف من الصلوٰة. (تهذیب التهذیب ج 8 ص 350)

علی بن مدینی نے کہا: وہ مجہول ہے اور اس سے سوائے سماک بن حرب کے کسی نے روایت نہیں کیا۔نسائی نے کہا: وہ مجہول ہے۔ائمہ محدثین رحمۃ اللہ علیہم نے ان سے نماز سے فراغت کے بعد دائیں یا بائیں منہ پھیرنے کے متعلق ایک منقطع حدیث روایت کی ہے۔

اور وہ حدیث یہی ہے جس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند میں روایت کیا فرق صرف یہ ہے۔کہ ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ نے اپنی سند کے ساتھ بالفاظ مختافہ ان سے جو حدیث روایت کی ہے اس میں یہ لفظ ''ورایة قال یضع یده علی صدره'' نہیں ہے۔ان سے مروی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

''روایة یضع احد عایدیه علی الاخریٰ''

یعنی میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھتے۔

اس طرح حافظ ذہبی نے لکھا ہے اس کے بعد امام ذہبی فرماتے ہیں:

''قلت وذکره ابن حبان فی الثقات مع تصحیح حدیثه''میزان الاعتدال ج سوم ص 384.

میں کہتا ہوں ابن حبان نے ''کتاب الثقات'' میں ان کی حدیث صحیح ہونے کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اوران کی حدیث صحیح ہونے کی وضاحت حافظ ابن عبدالبر سے سنئے:

(هلب) الطائی والد قبیصة بن هلب یقال اسمه یزید بن عدی ابن قناعة بن عدی بن شمس ابن عدی بن ابی الاخرم الطائی. روی ابنه قبیصة بن هلب انه رای النبی صلی الله علیه وسلم واضعا یده الیمینی علی الیسر فی الصلوٰة قال رایة ینصرف عن یمینه وعن شماله فی الصلوٰة وهو حدیث صحیح.الاستیعاب علی الاصابه ج سوم ص 614.

یعنی قبیصہ بن ھلب نے ھلب (یزید بن عدی) سے روایت کیا۔ھلب نے کہا کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے دیکھا۔اور نماز میں (یعنی جب نماز سے فارغ ہوتے) دائیں اور بائیں جانب منہ کرتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

Marfat.com

اس سے ثابت ہوا کہ ان سے وہ حدیث صحیح ہے جس میں ''علی صدرہ'' کا اضافہ نہیں۔ اور فقط یہ الفاظ ''واضعا یدہ الیمین علی الیسری'' متفق علیہ ہیں۔ جن میں کوئی اختلاف نہیں لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے۔ اور مسند احمد کی قبیصہ سے حدیث منقطع ہے۔

جس کی طرف علماء نقد سے اشارہ کیا ہے اور قبیصہ بن ھلب مجہول ہے۔ صد افسوس کہ فوجیانی نے ڈھٹائی سے کام لیا اہل علم کو حق سے اعراض کر کے نفسانی خواہش کی پیروی کرنا مناسب نہیں۔ اس حدیث کے متعلق جسے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے قبیصہ بن ھلب کے طریق سے روایت کیا ہے علماء فن کا کہنا ہے قبیصہ بن ھلب مجہول ہے۔ لہٰذا ایک حدیث جس کا راوی مجہول ہے۔ اس حدیث کو صحیح کہنا تحقیق اور علمی دیانت کا منہ چڑانے کے مترادف ہے۔

اعتراض چہارم

یہی فوجیانی امرتسری کہتا ہے حنفیوں کی قوی ترین دلیل وہ حدیث ہے جس کو قاسم بن قطلو بغا نے ذکر کیا اور ہمارے عصر کے اصناف نے ان کی اس ضمن میں پیروی کی۔ ابوبکر بن شیبہ نے ''مصنف'' میں وائل بن حجر سے روایت کیا۔

''رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضع یمینہ علی شمالہ تحت السرہ''

یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں زیر ناف اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے ہوئے دیکھا ہے۔

یہ حدیث اس سے قبل مذکور ہو چکی ہے۔

فوجیانی امرتسری یہ حدیث نقل کرنے کے بعد کہتا ہے شیخ قاسم قطلو بغا کہتے ہیں اس حدیث کی سند جید ہے۔

فوجیانی اس حدیث کا جواب اس طرح دیتا ہے کہ علامہ محمد حیات سندھی متوفی 1163ھ شاگرد ابوالحسن سندھی۔ ان کے ایک رسالہ ''فتح الغفور فی تحقیق وضع الیدین علی الصدور'' کی شرح کرتے ہوئے اس حدیث کا جواب لکھتے ہیں کہ زیر ناف ہاتھ باندھنے میں نظر ہے۔ اس نے ثابت کر کے دکھایا کہ مصنف ابن ابی شیبہ کے اکثر نسخہ میں یہ حدیث نہیں ہے اور اس کی تائید یہ ہے کہ احناف وشوافع میں سے کسی نے بھی اس حدیث کو اس زیادت کے ساتھ (یعنی تحت السرۃ) اثبات یا اور نہ رداً مصنف ابن شیبہ سے ذکر نہیں کیا۔ (سنن نسائی ج اول ص 105)

فقیہ اعظم مولانا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی نے اس کا جو جواب نقل کیا ہے وہ بعینہٖ نظر قارئین کرتا ہوں۔

اس حدیث پر دو اعتراض کیے جاتے ہیں ایک یہ کہ یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ میں نہیں۔ علامہ حیات سندھی نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ میں نے مصنف کا نسخہ دیکھا ہے اس میں یہ حدیث ہے لیکن ''تحت السرۃ'' کا لفظ نہیں۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اس حدیث میں علقمہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے حالانکہ اس کو اپنے باپ (وائل بن حجر رضی اللہ عنہ) سے سماع نہیں۔

اقول۔ یہ راقم الحروف کہتا ہے۔ اس اعتراض کا جواب اس حدیث کے ماتحت گذر چکا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علقمہ کا اپنے باپ کے سماع درست ہے اور ان کے بھائی عبدالجبار کا سماع اپنے باپ سے ثابت نہیں۔

Marfat.com

علامہ موصوف فرماتے ہیں: پہلے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ۔

معترض نے صرف علامہ حیات سندھی کی شہادت وہ بھی عدم وجدان کی پیش کی ہے۔ میں کہتا ہوں ممکن ہے علامہ حیات کو یہ لفظ نہ ملا ہو۔ یا جس نسخہ میں انہوں نے دیکھا وہاں سہوا کاتب سے رہ گیا ہو ہم اس لفظ کے موجود ہونے پر دو شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ وہ بھی اثباتی پر کہ اثبات نافی پر مقدم ہوتا ہے۔

حافظ قاسم بن قطلو بغا تخریج احادیث الاحتیا شرح المختار میں اس حدیث کو بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ لکھ کر فرماتے ہیں:

هذا سند جيد. وقال العلامة محمد ابو الطيب المدنى فى شرح الترمذى هذا حديث قوى من حيث السند وقال الشيخ عابد السندى فى الطوالع الانوار رجاله ثقات.آثار السنن ص 70

یہ سند جید ہے۔ علامہ مدنی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث من حیث السند قوی ہے۔ شیخ عابد سندھی طوالع الانوار میں فرماتے ہیں اس کے راوی ثقہ ہیں۔

دیکھئے حافظ قاسم بن قطلو بغا جو کہ علامہ ابن ہمام کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ جو فن حدیث وفقہ میں معتبر تھے۔ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ کے حوالہ سے لکھ کر اس کی سند کو جید فرماتے ہیں: عابد سندھی کی شہادت بھی پیش کرتے ہیں پھر بھی معترفین کو انکار ہے۔

اور سنئے علامہ قاسم سندھی اپنے رسالہ فوز الکرام میں فرماتے ہیں:

ان القول يكون هذا الزيادة غلطا مع جزم الشيخ قاسم بفروها الى المصنف وشاهدتى أياها فى نسخة ووجودها فى خزانة الشيخ عبدالقادر المفتى فى الحديث والاثر لا يليق بالانصاف قال ورأيته بعينى فى نسخة صحيحة عليها الامارات وقال فهذا الزياده فى اكثر نسخه صحيحة.

(آثار السنن ص 71)

یہ کہنا کہ زیادت ''تحت السرۃ'' غلط مع انصاف نہیں۔ باوجود اس کے کہ شیخ قاسم نے بالیقین اس کو مصنف ابن ابی شیبہ کی طرف نسبت کیا۔ اور میں نے بھی اس زیادتی کو ایک نسخہ میں دیکھا اور شیخ عبدالقادر مفتی حدیث واثر کے خزانہ میں جو مصنف کا نسخہ ہے اس میں بھی یہ زیادت موجود ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک صحیح نسخہ میں جس میں علامات مصحہ تھیں اس زیادت کو دیکھا ہے۔ یہ زیادت یعنی لفظ ''تحت السرۃ'' اس حدیث میں مصنف کے اکثر نسخوں میں صحیح ہے۔

علامہ ظہیر احسن نیموی اپنے رسالہ ''درۃ الخرہ'' میں لکھتے ہیں۔ کہ مدینہ منورہ کے قبہ محمودیہ میں جو کتب خانہ ہے اس میں مصنف کا نسخہ اس میں بھی (تحت السرۃ) اسی حدیث میں موجود ہے۔ اب انصاف فرمائے کہ علامہ قاسم بن قطلو بغا نے مصنف میں حدیث کو بلفظ (تحت السرۃ) دیکھا ہے۔ پھر علامہ قاسم سندھی نے اپنے دیکھنے کی شہادت دی اور مصنف کا پتہ بھی دیا۔ پھر علامہ ظہیر احسن نیموی نے بھی دیکھا۔ اور قبہ محمودیہ میں پتہ بھی دیا۔ ان کی چشم دید شہادت کے بعد بھی اگر کوئی یہی کہتا ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ میں اس حدیث میں یہ لفظ نہیں تو اس ہٹ دھرمی کی کیا علاج ہے۔ علامہ حیات کا یہ کہنا کہ شاید

Marfat.com

کاتب کی نظر چوک گئی ہو اور اس نے ابراہیم نخعی کے اثر کا یہ لفظ حدیث مرفوع میں لکھ دیا ہو ہم کہتے ہیں کہ یہ ہوسکتا ہے اگر صرف ایک نسخہ ہی میں یہ لفظ ہوتا۔ جب اس لفظ کا اس حدیث میں مصنف کے اکثر نسخوں میں پایا جانا ثابت ہے تو یہ احتمال صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ سب کاتبوں کا اسی حدیث میں آکر چوک جانا۔ مانا نہیں جاسکتا۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ جس نسخہ کو علامہ حیاتی نے دیکھا ہو اس میں کاتب کا سہو سے یہ لفظ رہ گیا ہو۔ انتہی کلام محدث کوٹلوی۔

راقم الحروف عفی اللہ عنہ عرض کرتا ہے۔ میرے پاس 15 مجلد میں جو نسخہ مصنف کا موجود ہے اس میں اس حدیث میں لفظ ''تحت السرۃ'' موجود ہے۔

اور یہ نسخہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی کا مطبوعہ ہے۔ 1406-1987 کلمۃ الناشر کے ماتحت یہ منقول ہے۔

وطبعتنا هذه تمتاز على الطبعات كلها بوجوه (ہمارا اس مصنف کو طبع کرنا تمام طبعات سے بوجوہ ممتاز ہے)

الاول

استعنا لتصحيح هذاالكتاب بجماعة من العلماء الاجلاء۔

ممتاز ہے۔ اول یہ کہ ہوتے اس کتاب کی تصحیح کے لیے اجلدء علماء کی ایک جماعت سے مدد لی ہے۔

معلوم ہوا مصنف کا یہ نسخہ صحیح ہے۔

پھر حافظ قاسم بن قطلو بغا کا مصنف ابن شیبہ سے یہ حدیث نقل کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ لفظ ''تحت السرۃ'' زائد نہیں بلکہ اصل مرفوع حدیث کا حصہ ہے اور ساتھ ہی محمد حیات سندھی کے اس قول کا بھی ابطال ہو جاتا ہے کہ کسی شافعی یا حنفی نے مصنف ابن شیبہ کی حدیث کو اس زیادت ۔ سے نقل نہیں کیا۔

علامہ حیات سندھی کو احناف کے ساتھ حسد و تعصب نے اس قدر اندھا کر دیا کہ وہ بھی بھول گئے کہ شیخ قاسم بن قطلو بغا ان سے تقریباً تین صدیاں پہلے ہوئے ہیں محمد حیات سندھی کے عقل وفہم پر تعجب کہ تقریباً تین صدیاں قبل مصنف ابن ابی شیبہ کے نسخہ میں اس حدیث میں یہ لفظ ''تحت السرۃ'' موجود تھے۔ اور تین صدی بعد مصنف ابن ابی شیبہ کی اس حدیث میں یہ بفظ غائب ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے اس میں تحریف کی گئی تھی۔ جیسے کہ مصنف عبدالرزاق میں تحریف کر کے حدیث جابر کو نکال دیا تھا۔ اسی طرح مصنف ابن شیبہ میں تحریف کرتے ہوئے انہوں نے اس حدیث لفظ ''تحت السرۃ'' کو نکال دیا اور پھر اعلان کر دیا کہ مصنف کے نسخہ میں اس حدیث میں یہ زیادت ہے حیرت اس بات پر ہے تین سو سال قبل یہ لفظ مصنف کے نسخہ میں اس حدیث میں موجود تھے وہ غائب کیسے ہو گئے۔ یہ بات ایک لمحہ فکر یہ ہے۔ مزید تعجب کا مقام یہ ہے کہ اس پر بطور دلیل یہ بات بھی کہہ ڈال کہ حنفیوں اور شافیوں میں سے کسی نے اُس کو نقل نہیں کیا۔ حالانکہ ان کی کتابوں میں یہ حدیث ملتی ہے۔ جیسا کہ محدث کوٹلوی کے جواب سے مصرح ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مصنف ابن شیبہ کی روایت کردہ حدیث کی سند صحیح ہے۔ اگر سند حدیث میں کوئی علت

Marfat.com

ہوتی تو علامہ حیات سندھی ضرور اس پر کلام کرتے۔ ان کا سکوت کرنا اس بات کی دلیل ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ اور ائمہ احناف وشوافع کا اپنی کتابوں میں اس حدیث کو نقل نہ کرنا حدیث کی نفی کی دلیل نہیں۔ ہوسکتا ہے ان کو کتاب دستیاب نہ ہوئی ہو۔ کسی ذی عقل وباشعور پر یہ بات مخفی نہیں کہ کسی چیز کی عدم اطلاع اس چیز کے عدم وجود پر دلیل نہیں اور نہ ہی اس کو مستلزم ہے۔ لہٰذا اگر علمائے احناف اور شوافع نے بوجہ عدم اطلاع اس حدیث کو نقل نہیں کیا۔ تو یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث اس طرح ہے ہی نہیں۔ عقلمند را اشارہ است

اس باب میں احادیث میں سے احسن حدیث وہ ہے جس کو ابوالمو ید محمد بن محمود خوارزمی نے جامع المسانید میں نقل فرمایا۔ وہ حدیث یہ ہے:

عن ابی حنیفه عن حماد عن ابراهیم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعتمد باحدی یدیه علی الا خری فی الصلوٰة. یتواضع لله. اخرجه الامام محمد بن الحسن الشیبانی فی الاثار فرواه عن ابی حنیفة قال محمد یضع بطن الکف الیمینی علی رسخة الیسری تحت السرة الرسخ وسط الکف جامع المسانید جلد اوّل ص 322.

ابوحنیفہ نے حماد سے انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھتے تھے۔ یہ صرف اللہ عزوجل کے حضور عجز وانکساری کے لیے۔ اس حدیث کو محمد بن حسن شیبانی نے آثار میں تخریج کیا۔ اور اس کو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا امام محمد بن حسن شیبانی فرماتے ہیں: کہ نماز میں زیر ناف ہاتھ یوں باندھے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی کلائیوں پر ہو اور کلائی کی گھٹیاں ہتھیلی کے وسط میں ہوں۔

ان احادیث آثار اور فتادی تابعین وتبع تابعین سے ثابت ہوا کہ نماز میں زیر ناف ہی ہاتھ باندھنا مسنون طریقہ ہے۔

اگر یہ بات تسلیم کر بھی لی جائے کہ صحیح احادیث وآثار سے زیر ناف ہاتھ باندھنا ثابت نہیں تو احادیث صحیح سے یہ تو ثابت ہے۔ کہ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ رکھا جائے۔ جیسا کہ صحیحین میں ہے۔ ''وضع الیمین علی الیسری'' تو پھر نماز میں محل وضع کو عادت معھود پر محمول کیا جائے گا۔ جیسا کہ فتح القدیر میں ہے۔

ابن ھمام فرماتے ہیں:

''وضع الیمین علی الیسرٰی'' صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں مروی ہے۔ جو امام مالک پر حجت کے لیے کافی ہے۔ کیونکہ امام مالک ارسال (ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا) کے قائل ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ''فصل لربك وانحر'' میں نحر سے مراد قربانی کا جانور ذبح کرنا ہے۔ اور سینہ پر ہاتھ باندھنا حقیقتاً نحر پر ہاتھ رکھنا نہیں ہے۔ کیونکہ نحر سے مراد مقام ذبح اور محل ذبح ہے۔ یعنی گردن۔ دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر رکھنا تو ثابت ہے لیکن زیر ناف اور سینہ پر ہاتھ باندھنا (جیسا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے) کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں جو واجب العمل ہو۔ تو پھر تعظیم کے ارادہ سے جیسے ہاتھ باندھے جاتے ہیں۔ اسی حال پر نماز میں ہاتھ باندھنے کو محمول کر لیا جائے جیسا کہ معروف ومشہور ہے۔ اور بظاہر دیکھنے میں قیام تعظیمی کی حالت میں

Marfat.com

زیر ناف ہی ہاتھ باندھے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ طریقہ تعظیم کے زیادہ قریب ہے۔ (فتح القدیر ج اول ص 249)

ابن نجیم بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں فرماتے ہیں:

ہمارے مشائخ نے زیر ناف ہاتھ باندھنا اس حدیث سے لیا ہے جو نبی اکرم ﷺ سے مروی ہے۔

"ثلاث من سنن المرسلین"

اس حدیث کو حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے مرفوعا روایت کیا۔ اس حدیث کو زاہدی نے "مجتبیٰ" میں نقل فرمایا اور کہا اس کو ابن شاھین نے روایت کیا ہے۔ ان میں ایک "وضع الیمین علی الشمال تحت السرۃ" ذکر کیا۔ لیکن مخرجین احادیث نے "تحت السرۃ" کے متعلق مرفوع ووقوف کو نہ پہچانا ممکن ہے۔ اس کی توجیہ میں یہ کہا گیا ہو "وضع الیمین علی الشمال" تو سنت سے ثابت ہے اور محل وضع (ہاتھ باندھنے کی جگہ) کا تعین حدیث سے ثابت نہیں مگر وائل بن حجر کی حدیث جو ابن خزیمہ سے ابتداء میں نقل کی گئی ہے۔ اس حدیث سے واقعہ حال تو ثابت ہے یعنی نبی اکرم ﷺ کو سینہ پر ہاتھ باندھے دیکھا گیا لیکن اس سے عموم ثابت نہیں ہوتا اور واقع حال میں بیان جواز کا احتمال بھی ہوسکتا ہے۔ تو ایسی صورت میں اس کو معھود پر محمول کیا جائے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے۔ (بحر الرائق ج اول ص 303)

علامہ عبدالحق محدث دہلوی "اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ" میں فرماتے ہیں زیر ناف یا سینہ پر ہاتھ باندھنا کسی خاص حدیث سے بالیقین ثابت نہیں تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے مشاہد میں معھود معتاد اس کو اختیار فرمایا یعنی لوگ عموما تعظیم کے وقت زیر ناف ہاتھ باندھتے ہیں۔ تو امام صاحب رضی اللہ عنہ وہی اختیار فرمایا۔ اشعۃ اللمعات ج اول ص 384۔

"صاحب مجمع الانصر ثم یعتمد بیمینه علی رسخ یساره تحت سرة فی کل قیام فیه ذکر".

کے ماتحت فرماتے ہیں:

اس لیے کہ ہاتھ باندھنا خضوع کے لیے مشروع ہے اور یہی حالت ذکر میں مطلوب ہے۔ شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں ہر وہ قیام جس میں مسنون ذکر نہیں۔ اس میں سنت ارسال (ہاتھ چھوڑ دینا) ہے اور ہر وہ طریقہ جس میں ذکر مسنون ہے اس میں ہاتھ باندھنا سنت ہے۔

شمس الائمہ سرخی اور الصدر الکبیر برہان الائمہ اور صدر شہید نے یہی فتویٰ دیا ہے۔ اور قیام سے مراد مطلق قیام ہے۔

(مجمع الانھر ج اول ص 93)

علامہ جلال الدین خوارزمی کرمانی "الکفایہ علی الھدایہ" میں فرماتے ہیں محل وضع (یعنی ہاتھ کہاں باندھے) یہ تیسرا مسئلہ ہے ہمارے نزدیک زیر ناف ہاتھ باندھنا افضل ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سینہ پر ہاتھ باندھنا۔ اللہ عزوجل کے فرمان "وانحر" میں نحر سے مراد بعض کے نزدیک دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ سینہ پر باندھنا ہے۔ اس لیے کہ سینہ محل نور ہے اور سینہ پر ہاتھ باندھنا محل نور کی حفاظت ہے بند سینہ پر ہاتھ باندھنا بہتر ہے۔

ہماری دلیل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث ہے۔

Marfat.com

"ان من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة".

اورلفظ سنت جب مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے مراد سنت نبوی ﷺ ہوتا ہے۔ پھر زیر ناف ہاتھ باندھنا اہل کتاب کے مشابہت سے ابعد اور ستر عورت کے اقرب ہے۔ پس اس اعتبار سے زیر ناف ہاتھ باندھنا اولی وافضل ہے۔ اور "وانحر" مراد عید کی نماز کے بعد قربانی کا جانور ذبح کرنا ہے۔ اگر نحر سے سینہ مراد ہوتا تو معنی یہ ہوتے کہ "سینے کے قریب ہاتھ باندھو" اور سینہ کے قریب ہاتھ باندھنا زیر ناف ہاتھ باندھنا ہے۔ (اور شوافع کا بھی یہی مذہب ہے جیسا کہ نوری کے حوالہ سے منقول ہوا)

(الکفایہ علی الہدایہ مع الفتح القدیر ج اول ص 250)

لفظ نحر کی تشریح

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں:

عامۃ المفسرین کا قول ہے کہ نحر سے مراد اونٹ کی قربانی ہے پھر اس لفظ نحر کا استعمال "نحر البدن" پر جملہ وجوہ مذکورہ سے زیادہ مشہود ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے کلام کو اس پر محمول کرنا واجب ہے۔

پھر نحر سے مراد سینہ پر ہاتھ باندھنا غیر معقول ہے کیونکہ نحر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ لہٰذا ایک قول کی تقلید کرنا اور عمل کے لیے واجب سمجھنا خلاف معنی ہے۔ صحیح قول وہی ہے۔ جس کو امام رازی نے بیان فرمایا اور جمہور کا اس پر اجماع ہے۔ اور وجوب اضحیہ یہ ایک قوی دلیل ہے۔ (تفسیر کبیر ج 34 ص 129-130)

قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی امام فخر الدین رازی کے قول کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اللہ عزوجل کے فرمان:

"فصل لربك وانحر" کے متعلق عکرمہ۔ عطا بن ابی رباح اور قتادہ بن دعامہ کا قول یہ کہ اس آیت مبارکہ میں نماز سے مراد نماز عید اور نحر سے مراد قربانی کرنا ہے۔ اس معنی پر عید کی نماز کا وجوب اور اضحیہ کا ثبوت ملتا ہے لہٰذا نحر سے مراد "نحر الاضحیۃ" ہے یعنی جانوروں کی قربانی یہ اولی اور ارجح ہے۔ (تفسیر مظہری ج 10 ص 303)

ابن حبان نحوی فرماتے ہیں:

نحر سے مراد جانور کا ذبح کرنا ہے جو قربانی کے لیے حرم میں بھیجا جائے اس کو "ھدی" یا نقصان کے جرمانہ میں ذبح کیا جائے اسے "نسک" کہتے ہیں۔ یا ایام عید میں جانور کو ذبح کیا جائے اسے "ضحایا" کہتے ہیں۔ جمہور یہی قول ہے۔

تفسیر البحر المحیط ج 8 ص 520۔

علماء مفسرین کرام کی تصریح سے ثابت ہوا کہ لفظ نحر کا معنی ذبح کرنا ہے قربانی کرنا ہے اس پر جمہور کا اجماع ہے۔ اور اجماع امت کی اتباع واجب ہے۔ لہٰذا اجماع کے خلاف صرف ایک قول قابل استدلال نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

وما علینا الا البلاغ۔

Marfat.com

آٹھویں قسم

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ علماء کی نظر میں

دنیا کے کسی بھی مہذب معاشرے میں تعصب وتنگ نظری کو بنظر تحسین نہیں دیکھا جاتا۔ جبکہ وسیع النظر اور روشن دماغ انسان کو ہر جگہ قدر ومنزلت اور عزت وتکریم کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ وسیع النظری اسلامی صفات سے پیدا ہوتی ہے جیسا کہ قرآن حکیم اس کا شاہد ہے۔

حافظ ابوبکر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے جو تاریخ بغداد لکھی ہے۔ وہ ایک جامع اور علماء کے نزدیک

متداول ہونے کے علاوہ علماء کرام کے نزدیک وجہ اختلاف بھی وہی ہے۔ کیونکہ خطیب بغدادی نے اپنی کتاب کی جلد نمبر 13 میں ترجمہ نعمان بن ثابت حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ میں مناقب کے بعد جو مثالب نقل کیے ہیں وہ خطیب بغدادی کی تنگ نظری اور تعصب پر دلالت کرتے ہیں۔

جس کو علماء کرام نے بنظر تحسین نہیں دیکھا۔ اور اس کے رد میں کتب لکھیں اس وجہ سے حضرات علماء کرام کے خطیب بغدادی کے متعلق نظریات واقوال مختلف ہیں۔ جو میں نظر قارئین کرام کر رہا ہوں۔

(1) علامہ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الالخیرات الحسان'' فصل نمبر 39 میں لکھا ہے۔

اعلم انه لم يقصد بذلك الا جمع ما قيل فى الرجل على عادة المو رخين ولم يقصد بذلك انتقاصه. الخ (الخيرات الحسان ص 162)

یعنی مؤرخین کی عادت کی بناء پر کسی شخص کے حق میں جو کہا گیا وہ جمع کرنا ہی خطیب بغدادی کا مقصد ہے۔ اس سے خطیب بغدادی کا مقصد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرنا نہیں اور نہ ہی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے قدر ومنزلت کو گھٹانا یا گرانا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ خطیب بغدادی نے ماوحین کے کلام کو پہلے بیان کیا اور آپ کی بہت زیادہ مدحت سرائی کی۔ پھر اس کے بعد مؤرخین کا کلام نقل کیا تا کہ ظاہر ہو جائے کہ جملہ اکابرین وہ ہیں جو حساد اور جاہلین سے محفوظ نہیں رہے۔

اور اس پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے۔ کہ خطیب بغدادی جن اسانید کے ساتھ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی قدح کا ذکر کیا ہے۔ ان کا غالب متکلم فیہ اور مجہول ہیں۔ اور اس طرح کسی مسلمان کی عزت وآبرو میں رخنہ ڈالنا اور خلل اندازی کرنا اجماعاً جائز نہیں۔ پھر ایسے امام جو کہ آئمۃ المسلمین ہیں۔ علماء کرام کے اس قول کے مطابق خطیب بغدادی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے جو مثالب ومعایب ونقائص ذکر کیے ہیں یہ مورخین کی عادت کے مطابق ہیں۔ خطیب بغدادی کافی نفسہ ان سے امام

Marfat.com

صاحب رضی اللہ عنہ کی تنقیص کرنا یا آپ کی قدر و منزلت گھٹانا یا کرانا مقصود و مراد نہیں۔ وہ کہتے ہیں۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ مناقب وہ ہیں جو عقل کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ جو بھی ان مناقب پر مطلع ہوا وہ یہی گمان کرے گا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد فضل و فضیلت میں حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل کوئی اور نہیں ہے۔

اور خطیب بغدادی نے اپنی اسانید کے ساتھ ائمہ کبار اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ہم عصر اخیار اور تلامیذ ابرار سے جو امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کیا ''مثلاً'' امام صاحب رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ والوں سے افضل ہیں۔ آپ سب لوگوں سے افقہ تھے۔ اور آپ سب لوگوں سے اعبد۔ اورع۔ اعقل دنیا میں ازہد اور آخرت کے احرص تھے۔ آپ کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا علم پہنچا۔ آپ خیر میں آیت تھے۔ اور آپ کی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح ثنا کی۔ امام اوزاعی نے اس طرح تعریف کی۔ امام ثوری نے اس طرح مدحت سرائی کی۔ ابن عیینہ نے یوں ان کے حضور خراج عقیدت پیش کیا۔ ابن مبارک نے اس طرح ام عقیدت پیش کیا ابن جریج نے یوں آپ کے حضور گلہائے عقیدت پیش کیے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح آپ کی توصیف فرمائی اور مسعر بن کدام نے آپ کی یہ تعریف کی۔ اور مسعر بن کدام وہ ہیں جو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حضور نہایت ہی اعتقاد رکھتے تھے اور انہوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کی مسجد میں سجدہ کی حالت میں اپنی جان۔ جان آفرین کے حضور پیش کی۔ امام صاحب رضی اللہ عنہ کے حضور دنیا پیش کی گئی لیکن اس میں وارد نہیں ہوئے۔ آپ کا کوڑوں اور اموال کے ساتھ تجربہ کیا گیا تو آپ نے اموال کو رد فرمایا اور کوڑوں کو اختیار فرمایا اور یہ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے حافظ تھے جن میں مسائل فقہ تھے اور یہ کہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں کے بعد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کریں کیونکہ آپ نے ہمارے لیے سنن و فقہ کو محفوظ فرمایا۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ پر وہی عیب لگاتا ہے جو ناقص العقل ہے۔ اور یہ کہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آمی دو طرح کے ہیں ایک جاہل جو آپ کو جانتا نہیں۔ اور دوسرا حاسد۔ الی غیر ذٰلک۔

یہ سب کچھ مذکور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خطیب بغدادی فی نفسہ امام صاحب رضی اللہ عنہ سے تعصب نہیں رکھتے تھے۔ اور جو کچھ انہوں نے اپنی اسانید مجہول جن میں بوجوہ اعتدال و اختلال ہے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مثالب ذکر کیے وہ سب مورخین کی عادت کی بناء پر ہیں۔

میں (راقم الحروف) کہتا ہوں مورخین کی عادت رطب دیابس کا جمع کرنا ہوتا ہے۔ مؤرخ فی جملہ واقعات و حوادثات کا ناقل ہوتا ہے جو پیش آتے ہیں۔

آپ دیکھیں حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب ''البدایہ والنہایہ'' میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو کچھ لکھا وہ آپ کے سامنے ہے۔ موصوف نے جہاں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب ذکر کیے وہاں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ان کے نقائص بھی ذکر کیے۔

لیکن شومئی قسمت کہ بعض علماء کرام حافظ ابن کثیر کی مرویات کے دام تزویر کا شکار ہو گئے اور انہوں نے ''البدایہ والنہایہ'' کے حوالہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر زبان طعن و تشنیع دراز کی اور کچھ علماء تو اس حد تک پہنچ گئے کہ انہوں نے حضرت امیر

Marfat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''العیاذ باللہ'' کافر کہنا شروع کر دیا۔ اللہ عزوجل انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔

ایک اور چیز ضرور ذہن نشین رکھیں کہ ''البدایہ والنہایہ'' کی اکثر روایات ابومخنف (لوط بن یحییٰ) کی طرف منسوب ہیں۔ اور ابومخنف شیعہ تھا۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''میزان الاعتدال'' میں اس کا اس طرح ذکر کیا ہے۔

لوط بن. یحیٰی ابومخنف. اخباری تالف. لایوثق به ترکه ابوحاتم وغیره. وقال الدارقطنی "ضعیف" وقال ابن معین لیس بثقة. وقال مرة لیس بشئی. وقال ابن عدی شیعی.

میزان الاعتدال ج سوم ص 419-420

یعنی لوط بن یحییٰ ابومخنف اخباری ہے موثوق نہیں اس کو ابوحاتم وغیرہ نے ترک کر دیا تھا۔ دار قطنی نے کہا: وہ ضعیف ہے۔ ابن معین نے کہا: وہ ثقہ نہیں اور ایک بار کہا وہ کچھ بھی نہیں۔ ابن عدی نے کہا: وہ شیعہ تھا۔ چنانچہ علماء کرام کو زیب نہیں دیتا تھا کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق صحیح احادیث کو ترک کر کے فقط تاریخی اور اخباری روایات اور وہ بھی جو ایک شیعہ اور ضعیف سے مروی ہیں عمل کرتے ہوئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کریں اور اپنے آپ کو ایسی جسارت سے محفوظ نہ فرمائیں۔

(2) کچھ حضرات علماء کرام کا نظریہ یہ ہے۔ کہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اس سے بری ہیں۔ اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ مثالب و معایب خفیہ سازش کے ماتحت اس کتاب میں درج کیے گئے ہیں۔

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

خطیب بغدادی نے اپنی کتاب ''تاریخ بغدادی'' میں ترجمہ نعمان بن ثابت کے ماتحت جلد نمبر 13 صفحہ 323 سے لے کر 368 تک امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مناقب جلیلہ اور محاسن جمیلہ بیان کیے ہیں۔ اور ص 369 سے لے کر 423 تک امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مثالب ذکر کیے ہیں۔ خطیب بغدادی امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مناقب جلیلہ ذکر کرنے کے بعد مثالب کو اس طرح شروع کرتے ہیں۔

"والمحفوظ عند نقلة الحدیث عن الائمة المتقدمین وهو لاء المذکورین منهم فی ابی حنیفة خلدف ذٰلك."

یعنی ائمہ متقدمین سے جو ناقل حدیث ہیں ان کے نزدیک اور ائمہ کبار میں سے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق مناقب جلیلہ مذکور ہیں ان کے نزدیک بھی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اس کے خلاف بھی مذکور ہے۔

ان مثالب و معایب کے متعلق حافظ ابوالفضل محمد بن طاہر مقدس نے احمد بن حسن المعروف بابن خیروف کے حق میں کچھ کلام کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں ابن خیرون خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے وقت ان کا وصی تھا۔ اور خطیب بغدادی نے وفات کے وقت اپنی جملہ کتب ان کے حوالہ کر دی تھیں۔ اور یہ جملہ کتب اس وصی ابن خیرون کے گھر میں جل گئی تھیں ان میں سے ایک نسخہ خطیب بغدادی کا ''تاریخ بغداد'' بھی تھا۔ حتیٰ کہ لوگوں نے تاریخ بغداد کو ابن خیرون کے نسخہ سے روایت کیا نہ کہ اس تاریخ

Marfat.com

بغداد سے جو خطیب بغدادی کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تھی۔

علماء کرام یہ کہتے ہیں یہ جو مثالب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ آپ اس کتاب میں دیکھ رہے ہیں یہ ابن خیرون کی زیادات سے ہیں اس لیے علامہ ابوالفضل مقدسی نے ابن خیرون کو ہی برا بھلا کہا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ خطیب بغدادی کی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں جو مثالب ونقائص مذکور ہیں وہ ابن خیرون کا اضافہ ہے۔ خطیب بغدادی کی اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں نہیں ہیں۔

لیکن امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو پسند نہیں فرمایا۔ انہوں نے اپنی کتاب ''میزان الاعتدال'' میں ابن جوزی سے نقل فرمایا۔ ابن جوزی نے کہا۔

قال ابن الجوزی. قد کنت اسمع من مشأ یخنا ان الخطیب امر ابن خیرون ان یلحق وریقات فی کتابه ما احبه الخطیب ان تظهر عنه.میزان الاعتدال ج اول 92

ابن جوزی نے کہا: میں نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ خطیب بغدادی نے ابن خیرون کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کی کتاب ''تاریخ بغداد'' میں چند اوراق لاحق کرے۔ اور خطیب بغدادی (اپنی زندگی میں) اس کے متعلق اظہار کرنا ناپسند سمجھتے تھے۔

اس سے ثابت ہوا اور معلوم ہو گیا اس کتاب میں یہ زیادت ہے جس میں شک نہیں۔

علامہ شیخ محمد زاہد کوثری نے اپنی کتاب ''تانیب الخطیب'' ص 31 میں جو یہ حوالہ پیش کیا ہے۔ علامہ موصوف نے اس کے بعد جو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا قول نقل فرمایا ہے۔ اس کو بیان نہیں کیا۔

امام ذہبی ابن جوزی کا یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

قلت کتابة لذٰلك کا الحاشیة وخطه معروف لا یلتبس بخط الخطیب ابد ا. ومازال الفضلاء یفعلو ن ذٰلك.(حواله مذکور)

میں کہتا ہوں۔ اس کی کتابت مثل حاشیہ تھی اور اس کا خط معروف تھا جو خطیب بغدادی کے خط سے بالکل التباس نہیں رکھتا تھا۔ اور ہمیشہ فضلاء یہ کرتے رہے ہیں۔

لیکن یہاں ایک روایت اور بھی ہے کہ یہ خطیب بغدادی کی وصیت سے ہوا تھا۔ چنانچہ یہ زیادت مولف ''خطیب بغدادی'' کے اپنے دوش پر ہے۔ یا وہ زائد ہے۔ اور یہ زیادت ابن خیرون کے اپنی طرف سے ہے تو ابن خیرون اس مرتبہ سے ابوالفضل مقدسی کی رائے کے مطابق ساقط ہوں جائے گا کہ اس کی روایت مقبول ہو۔

تو علامہ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ کی اس وضاحت سے ثابت ہو گیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو ''تاریخ بغداد'' میں مثالب ومعایب مذکور ہیں۔ وہ یا تو خطیب بغدادی کی وصیت کے مطابق لکھے گئے ہیں۔ جن کا بار گناہ بر دوش خطیب بغدادی ہے۔ یا ابن خیرون نے از خود اس میں اضافہ کیا ہے۔ اور خطیب بغدادی اس سے مبرا و پاک ہیں۔

چنانچہ ان علماء اکرام کا یہ نظریہ ظاہر کے خلاف ہے اور اس کے لیے امام ذہبی۔ ابن جوزی اور ابوالفضل کا مقدسی کا کلام

Marfat.com

ہی کافی ووافی ہے۔

(3) بعض علماء کرام کا یہ نظریہ ہے۔ کہ یہ خطیب بغدادی کی طرف سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ظلم وزیادتی اور تعصب ہے۔ اس نظریہ کے حامل علماء کرام میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے باجود علم ہونے کے کہ خطیب بغدادی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مثالب ومعایب جان بوجھ کر تعصب ذکر کیے ہیں۔ خطیب بغدادی پر سخت تنقید نہیں کی اور نہایت ہی اچھے اور احسن طریقہ سے اس کا رد کیا ان علماء کرام میں سے علامہ ابوالموید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے خطیب بغدادی کا رد نہایت ہی اچھا اور محققانہ تحریر فرمایا۔ علامہ موصوف لکھتے ہیں۔

والجواب الثانی

ان شهادة الذی لیس بعدل وروایة غیرمقبولة والمحد ثون طعنوا فی الخطیب وذکروا فیه حضالا مو جبه عدم قبول روایة. ولولا موانع ثلاث لذکرناها۔ (جامع المسانید ج اول ص 40)

اس شخص کی شہادت جو عادل نہیں اور اس کی روایت غیر مقبولہ ہو اور محدثین کرام نے خطیب بغدادی کے حق میں طعنہ زنی کی ہے اور خطیب بغدادی میں ایسی عادات کا ذکر کیا ہے جو اس کی روایت کے عدم قبول کو واجب کرتی ہیں۔ اگر تین موانع نہ ہوتے تو ہم ضرور ان عادات کا ذکر کرتے۔

مانع اوّل

ہمارے امام جس کے ہم مقلد ہیں وہ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے دشمنوں کا برائی کے ساتھ ذکر کیا ہو یا اموات میں سے کسی کو سب وشتم کیا ہو۔ بلکہ آپ کا مذہب مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن ہے۔ حتیٰ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دشمنوں کی عدالت بیان کی ہاں اگر کوئی دلیل پائی جائے اور آپ کا مذہب ہے کہ گناہ بھی دائرہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا۔ اور ہمارے اصحاب رحمہم اللہ کی کتب میں ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کی خیر ہی مذکور ہے۔

ہمارے اصحاب کہتے ہیں۔ ہم پر ان کی راہ پر چلنا واجب ہے اور ان کے راہ کی اقتداء بھی واجب ہے۔

مانع دوم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر فرمان کہ اپنے مردوں کو اچھائی سے یاد کرو۔ اور خطیب بغدادی رضی اللہ عنہ اگر چہ انہوں نے ہم پر ظلم کیا اور ہمارے امام حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی شنعت کو پسند کیا اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

"لا یحب الله الجهر با السوء من القول الامن ظلم"

لیکن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء واجب ہے جبکہ آپ نے ایک شخص کو نماز عید سے قبل نفل پڑھتے ہوئے دیکھا اور اس کو منع نہیں فرمایا۔

آپ سے کہا گیا آپ کو معلوم ہے کہ قبل از نماز عید نوافل منہی عنہا ہیں۔ تو آپ نے اس کو منع کیوں نہیں فرمایا۔ حضرت

Marfat.com

علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مجھے اس بات کا خوف دامن گیر ہوا کہ کہیں میں اللہ عزوجل کے اس فرمان ''ارایت الذی ینھی عبدا اذا صلّٰی'' کے ماتحت داخل نہ ہو جاؤں۔

مانع سوم

یہ کہ خطیب بغدادی کو سب وشتم اوران کے متعلق جو کہا گیا ہے یہ اس چیز کے ساتھ مشغول ہوتا ہے جو ہماری مراد ومقصود نہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه'' اور جو شخص خطیب بغدادی کے باطن کو پہچاننا چاہے تو وہ ''کتاب التاریخ الکبیر لدمشق'' جس کو حافظ ابوالقاسم علی بن حسن ابن ھبۃ اللہ شافعی نے جمع کیا۔ اس میں ترجمہ خطیب بغدادی کا مطالعہ فرمائے۔ اور حافظ یوسف بن سبط ابن جوزی کی کتاب ''کتاب الانتصار لامام ائمہ الامصار'' کا مطالعہ کرے وہ خطیب بغدادی کی سیرت اور باطن کو دیکھ لے گا۔ جو خطیب بغدادی سے عجب کی متقاضی ہیں کہ انہوں نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل کیسے کلام کیا۔

آپ نے ابوالموید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب ملاحظہ فرمایا کہ انہوں نے خطیب بغدادی کا برائی سے ذکر نہیں کیا اور ان کا اس طرح ذکر نہ کرنے کے تین موانع بھی بیان فرمائے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی اشارہ فرمایا کہ جو شخص خطیب بغدادی کے باطن پر مطلع ہونا چاہے تو اسے مذکور کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

اس کے بعد ابوالموید خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ نے خطیب بغدادی کا نہایت محققانہ جواب تحریر فرمایا جو پڑھنے کے قابل ہے۔

ابوالموید خوارزمی نے فرمایا: "الجواب الخامس من حیث التفصیل عما ذکرہ الخطیب"

یہ جواب جامع المسانید ج اول میں ص 41 سے 68 تک ہے۔

اس جواب کو تفصیلا پڑھ کر اپنا ایمان روشن کریں اور دیکھیں کہ ہمارے علماء نے کس قدر دامن احتیاط کو مضبوطی سے پکڑ ہے اور برائی کا جواب برائی سے نہیں بلکہ دلائل قاطعہ سے دیا ہے۔

(4) بعض علماء کرام کا نظریہ ہے کہ خطیب بغدادی نے علی الاعلان حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو امثال روایت کیے ان کا جواب خطیب بغدادی کی زبان سے دینا چاہیے۔ تاکہ لوگوں کو باور کرایا جاسکے جس کی اپنی عادات یہ ہیں ان کی مرویات کیسے قبول کی جاسکتی ہیں۔

ان علماء کرام میں سے الامام حافظ محبّ الدین ابوعبداللہ محمد بن حسن بن ھبۃ اللہ بن محاسن المعروف بابن نجار بغدادی متوفی 643ھ ہیں۔

انہوں نے ایک کتاب ''کتاب الرد علی ابی بکر الخطیب البغدادی'' تالیف فرمائی جو ذیول تاریخ بغداد کے ساتھ ہے۔

ابن نجار نے اس کتاب میں سب سے پہلے مرویات خطیب بغدادی کا نہایت مفصل جواب لکھا اور جن رواۃ سے خطیب

Marfat.com

بغدادی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مثالب روایت کیے ان رواۃ کے حالات بیان فرمائے۔ یہ کتاب پڑھنے کے قابل ہے جس میں ابن نجار نے خطیب بغدادی کی مرویات کا نہایت احسن طریقہ سے محاسبہ فرمایا۔ اور خطیب بغدادی کے ہر قول کا نہایت ہی محققانہ جواب دیا۔ اور جن رواۃ سے خطیب بغدادی نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کے مثالب ذکر کیے ان رواۃ کا خطیب بغدادی کی کتاب ''تاریخ بغداد'' کے حوالہ سے ثابت کیا کہ یہ اس کے نزدیک مجہول اور ضعیف ہیں۔ جو رواۃ خود خطیب بغدادی کے نزدیک مجہول وضعیف ہیں ان سے مثالب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرنا خطیب بغدادی کے تعصب وحسد پر دلالت کرتا ہے۔

ابن نجار نے ابوالفرج ابن جوزی کی کتاب "السهم المصيب فی الرد علی الخطيب" کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ محدث ابن جوزی نے اثنائے کتاب میں کہا:

"فصل" وجمع الخطيب كتابا فی الجهر بالبسملة فساق فيه الاحاديث التی يعلم انهالست صحيحة.الخ كتاب الرد علی ابی بكر الخطيب ص 145.

یعنی خطیب بغدادی نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے جہر میں ایک کتاب لکھی اور اس میں وہ احادیث لائے جن کو وہ جانتے تھے کہ وہ صحیح نہیں ہیں۔

جیسے حدیث عبداللہ بن زیاد بن سمعان۔ یہ وہ راوی ہے جس کی حدیث کے ترک پر علماء محدثین کا اجماع ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ کذاب ہے۔

اور مثل حدیث عبدالرحمن بن عبداللہ عمری کے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وہ کذاب ہے۔

اور مثل حدیث حفص بن سلیمان کے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ متروک الحدیث ہے۔

اور خطیب بغدادی پر تعجب ہے کہ وہ احادیث صحیح کیسے احادیث لائے جو ان کے معارض ہیں اور خطیب بغدادی نے ایک کتاب ''القنوت'' تحریر فرمائی اور اس میں بھی ایسی ہی احادیث لائے جو احادیث صحیح کے معارض ہیں۔

ابن جوزی نے فرمایا: خطیب بغدادی مبتدع اور اصحاب کلام کی مدح کرتے تھے اور حنابلہ کے ساتھ تعصب رکھتے تھے۔ محدث کا کیا کام ہے کہ وہ متکلمین کی مدح کرے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اہل کلام کے متعلق میرا حکم یہ ہے کہ ان کو خچروں پر سوار کر کے قبائل میں پھرایا جائے اور کہا جاتا ہے۔ جو شخص کتاب وسنت کو ترک کرے اور کلام پر عمل کرے اس کی یہی سزا ہے۔

ابن نجار نے محدث ابن جوزی کے حوالہ سے نقل کیا۔

کہ ہمیں ابوزرعہ طاہر بن محمد بن طاہر مقدسی نے اپنے باپ سے خبر دی۔

انہوں نے کہا: میں نے اسماعیل بن فضل قوسی (جو کہ حدیث کی معرفت رکھنے والوں میں سے ہیں) کو فرماتے ہوئے سنا۔

ثلاثة من الحفاظ لا احبهم لشدة تعصبهم وقلة انصافهم الحاكم ابوعبدالله. وابونعيم الاصبهانی. وابوبكر الخطيب. حواله مذكور.

یعنی اسماعیل بن فضل قوسی نے فرمایا: میں تین حفاظ کو ان کے سخت تعصب اور قلت انصاف کی وجہ سے پسند نہیں کرتا۔

Marfat.com

حاکم ابوعبداللہ اور ابونعیم اصفہانی کے بعد خطیب بغدادی کے متعلق لکھتے ہیں۔

وا م الخطیب فانه زاد علیهما فی التعصب وسو ء القصد

اور خطیب بغدادی تعصب اور ارادہ سوء میں ان دونوں سے زیادہ ہے۔اسی لیے خطیب بغدادی کی کتب میں برکت نہیں اور ان کی طرف التفات بھی کم بہت حالانکہ ان کی کتب اچھی ہیں۔

علامہ محمد زاہد کوثری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ومن الغریب ان المثالب الشنیعة المتعلقة بابی حنیفة فی تاریخ الخطیب لم تذع الا بعد اذ تحنف عالم الملوك الملك المعظم عیسی الایوبی۔

تانیب الخطیب بحوالہ تعلیق علی الالخیرات الحسان عاشق الٰہی برنی ص 163۔

یعنی غریب میں سے ہے کہ تاریخ بغداد میں جو مثالب شنیعہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلقہ ہیں۔ وہ عالم الملوک ملک معظم عیسیٰ بن ابوبکر ایوبی کے حنفی ہونے کے بعد مشتہر ہوئے۔اس لیے وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے اس کا رد لکھا۔ اگر یہ مثالب اس سے قبل مشتہر ہوتے تو حضرات کبھی بھی اس کے جواب میں تاخیر نہ کرتے جیسا کہ انہوں نے عبدالقادر بغدادی۔ابن جوینی اور ابوحامد طوسی وغیرہم کے ساتھ ہیں۔

چنانچہ امام الملک المعظم عیسیٰ بن ایوبی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرتے ہوئے ایک کتاب تحریر فرمائی جس نام پہ رکھا

"السهم المصیب فی کید الخطیب"۔

پھر سبط ابن جوزی نے "الانتصار لا مام ائمه الامصار" کتاب لکھ کر خطیب بغدادی کا ردّ کیا۔ اس کے علامہ ابوالمویدخوارزمی نے جامع المسانید کے مقدمہ میں خطیب بغدادی کے اعتراضات کا بہت عمدہ جواب تحریر فرمایا۔

اور ابن نجار نے "کتاب الرد علی ابی بکر الخطیب" لکھ کر خطیب بغدادی کے اعتراضات اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق مرویات کی اسانید مجہولہ کا نہایت عمدہ اور مسکت جواب تحریر فرمایا۔

اسی طرح علامہ محمد زاہد کوثری نے خطیب بغدادی کے رد میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے۔

"تانیب الخطیب علی ما ساقه علی ابی حنیفة من الا کازیب"۔

علامہ ابن العابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے درمختار کی شرح کے مقدمہ میں علامہ فقیہ یوسف بن حسن بن احمد بن عبدالھادی حنبلی کی کتاب "تنویر الصحیفہ" سے نقل فرمایا۔

لا یغتر احد بکلام الخطیب فانه عنده العصبیة الزائدة علی جماعة من العلماء کا بی حنیفه والامام احمد وبعض اصحابه۔ الخ (رد المحتار شرح در مختار ج اول ص 37)

فرماتے ہیں کوئی بھی خطیب بغدادی کے کلام سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ وہ علماء کرام کی جماعت مثل امام ابوحنیفہ۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعض اصحاب پر بہت زیادہ متعصب ہیں۔ اور ان حضرات علماء کرام پر انہوں نے ہر وجہ سے ظلم وزیادتی کی

Marfat.com

ہے۔اسی وجہ سے بعض نے خطیب بغدادی کے رد میں ایک کتاب ''السهم المصيب فی كبد الخطيب'' تحریر فرمائی۔اور ابن جوزی نے خطیب بغدادی کی متابعت کی۔اور سبط ابن جوزی اپنی کتاب ''مراۃ الجنان'' میں ابن جوزی سے تعجب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔خطیب سے تعجب نہیں کیونکہ وہ علماء کرام کی ایک جماعت میں طعن وتشنیع میں معروف ہے۔صرف تعجب حد پر ہے۔کہ انہوں نے خطیب بغدادی کے اسلوب کو کیسے اپنایا اور خطیب بغدادی سے آگے بڑھ گئے۔

اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر متعصبین میں سے دار قطنی اور ابونعیم بھی ہیں۔کیونکہ ابونعیم نے اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے کم علم ہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا۔

ابن نجار نے خطیب بغدادی کی ان عادات کا مفصل ذکر کیا ہے جن عادات کی طرف ابوالموید خوارزمی نے اشارہ فرمایا۔ اس کے علاوہ ''تاریخ بغداد'' کے مقدمہ میں ''صفات الخطیب الغدادی'' کے ماتحت مرقوم ہیں۔

لكنه لم يسلم من اتهام خصومه له وتشنيعهم عليه. وهذا مبعث قلك الروايات التى تحاول تشريه. سمعته فتو ميه مرة بالسكر وآخرى بالتغزل بالعلماء ذيل وحبه لهم. وتنسب اليه اشعار قالها فى ذٰلك. تاریخ بغداد ج اول ص 13

بندہ ناچیز نے خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ادب واحترام اور شخصیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان کی ان عادات کو ضبط تحریر میں لانے کا ارادہ ترک کیا۔کیونکہ مجھ جیسے کم علم کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ایسی ذی علم شخصیت پر قلم اٹھائے۔ علاوہ ازیں میں نے اپنے اسلاف کی اقتداء کرتے ہوئے بھی اس بحث سے گریز کیا ہے۔یہ وہ مواقع ہیں جنہوں نے مجھے خطیب بغدادی کی عادات کو صفحہ قرطاس پر لانے سے منع کیا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے آمین۔

ابن نجار نے خطیب بغدادی کے ہاتھ سے لکھے ہوئے چند اشعار نقل کیے ہیں جن کی طرف مقدمہ تاریخ بغداد میں اشارہ کیا گیا ہے۔یہ بندہ حقیر پر از تقصیر علمائے کرام کی ضیافت طبع کے لیے ان اشعار کو مع ترجمہ نقل کرتا ہے۔یہ اشعار خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ان عادات پر دال ہیں۔اور اسی کے ساتھ یہ کتاب ''امام اعظم رضی اللہ عنہ اور حدیث'' بھی اختتام پذیر ہو جائے گی۔وہ اشعار یہ ہیں:

تغيب الناس عن عينى سوى قمر — حسبى من الخلق طرا ذٰلك القمر
محله من فوادى قد تملكه — وحاز روحى فحالى عنه مصطير
اردت تقبيله يوما مخالسة — فصار من خاطرى فى حذه اثر
وكم حكيم راه ظنه ملكا — وراجع الفكر فيه انه بشر

ومنها

بات الحبيب وكم له من ليلة — فيها اقام الى الصباح معانق
ثم الصباح اتى ففرق بيننا — ولقلما يصفو سرور العاشق

Marfat.com

و منها

للخمر والورد حق لست احجده — اذ ناسبا ما بدت منه بلایا ی

فا الحمر من طیب ریق الحب قد سرقت — والورد اضحی یحاکی حذ مو لای

ومنها

با الله اقسم ایمانا مغلظة — ما مثل حبی مشی فی سائر الناس

اذبد ایتثنی خلة قمرا — من فوق غصن مدید الفرع میاس

شربت من لحظه خمر اسکرت بها — زدت علی نعت خمر الکاس و الطاس

فا ور ثت مهجتی من حبه دنفا — وعظمت حال افکاری وسواسی

و منها

یا عاذلی کف عن عذلی فلو نظرت — عیناك حبنی لعاینت الذی اجد

وقلت من فرط وجد حین تنظره — هل تملك الصبر عن هذا تری احد

جعلت فی الحب فرد الا نظیرله — کما حبیبی بحسن الوصف مغفرد

امنها

ما کان اغفلنی عما ابتلیت به — من حب ذی هیف ابهی من القمر

قد ابدع الله فیه حین صوره — کانه ملك فی صور ة البشر

سقام اجفانه قدزادفی سقمی — فصرت من ذا وذا فی اعظم الخطر

متوف ناعم لو ظلت لا حظه — لذاب من رقة فی ساعة (النظر)

یو ثو الدهم فی توريد وجنته — لکنما قلبه اقسٰی من الحجر

یہ اشعار نقل کرنے کے بعد ابن نجار فرماتے ہیں:

ومن هذا حاله لا یصلح ان یکون بمنزلة الا ئمه الذین تقبل اقوالهم فی الجرح والتعدیل وروایا تهم۔

یعنی جن کا حال یہ ہو وہ ان ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے قائم مقام ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے کہ ان کے جرح وتعدیل میں اقوال اور ان کی روایات کو قبول کیا جائے۔ الرد علی الخطیب لابن نجار ص 146-147 جز، 22

والحمد لله والصلوة والسلام علٰی سیّد المرسلین محمد النبی صلی الله علیه وسلم وآله اجمعین۔

بروز سوموار 2007، ماہ اگست 10

بمطابق 28 رجب المرجب 1428ھ

Marfat.com

مصادر ومرجع

1-صحیح بخاری شریف:	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری جعفی متوفی 256ھ
2-صحیح مسلم شریف:	ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم قشیری متوفی 261ھ
3-ترمذی شریف:	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی 279ھ
4-نسائی شریف	حافظ ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی 303ھ
5-ابوداؤد شریف:	ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن بشیر بجستانی متوفی 275ھ
6-ابن ماجہ شریف:	ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ربعی قزوینی متوفی 173ھ
7-دارقطنی:	ابوالحسن بن علی بن عمر دارقطنی متوفی 385ھ
8-فتح الباری شرح صحیح بخاری:	علامہ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ
9-عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری:	علامہ بدرالدین ابی محمد محمود بن عینی متوفی 855ھ
10-ارشاد الساری صحیح بخاری:	ابوالعباس شہاب الدین احمد قسطلانی متوفی 923ھ
11-شرح معانی الآثار:	ابی جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی 321ھ
12-مشکوٰۃ شریف:	شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب عمری تبریزی متوفی 740ھ
13-سنن الکبریٰ للبیہقی:	ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی 458ھ
14-شعب الایمان للبیہقی:	ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی 458ھ
15-مسند امام احمد ﷺ:	ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل 241ھ
16-المعجم الکبیر:	حافظ ابی القاسم سلیمان بن احمد طبرانی 360ھ
17-مسند فردوس الاخبار:	حافظ شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی 509ھ
18-مصنف عبدالرزاق:	ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی 211ھ
19-مصنف ابن شیبہ:	ابوبکر عبداللہ بن محمد ابی شیبہ عبسی متوفی 235ھ
20-مؤطا امام مالک:	ابوعبداللہ مالک بن انس بن مالک متوفی 179ھ
21-شرح الزرقانی علی المؤطا:	محمد بن عبدالباقی بن یوسف زرقانی متوفی 1122ھ

Marfat.com

22-صحیح ابن حبان:	الحافظ محمد بن حبان بن احمد بن حبان متوفی 354ھ
23-صحیح ابن خزیمہ:	ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سلمی نیشاپوری متوفی 311ھ
24-اشعۃ اللمعات:	علامہ عبدالحق بن سیف الدین دہلوی متوفی 1052ھ
25-جامع المسانید:	ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی متوفی 665ھ
26-نووی شرح مسلم:	شیخ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی 676ھ
27-مسند امام اعظم:	امام الائمہ نعمان بن ثابت ابوحنیفہ متوفی 150ھ
28-مؤطا امام محمد:	ابوعبداللہ محمد بن حسن شیبانی متوفی 189ھ
29-الجوھر النقی:	علامہ علاؤالدین بن علی بن عثمان ماردینی اشھیر بابن الترکمانی متوفی 845ھ
30-تفسیر طبری:	ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی 310ھ
32-تفسیر درمنثور:	شیخ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ
33-تفسی قرطبی:	ابوعبداللہ محمد بن احمد انصای قرطبی متوفی 671ھ
34-تفسیر خازن:	علاؤالدین علی بن محمد ابراہیم المعروف بالخازن متوفی 671ھ
35-تفسیر مظہری:	قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی حنفی۔ مظہری متوفی 1225ھ
36-تفسیر کبیر:	امام فخر الدین رازی ابوعبداللہ محمد بن عمر بن حسین قرشی، طبرستانی متوفی 606ھ
37-تفسیر البحر المحیط:	اثیر الدین ابی عبداللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان نحوی متوفی 754ھ
38-تفسیر روح المعانی:	ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی متوفی 1270ھ
39-تفسیر مدارک:	ابوالبرکات عبداللہ حافظ الدین سفی بن احمد بن محمود حنفی متوفی 710ھ
40-تفسی حسینی:	ملا حسین واعظ کاشفی ہروی متوفی 910ھ
41-تفسی معالم التنزیل:	امام محی السنہ ابی محمد حسین بن مسعود فراء بغوی شافعی متوفی 516ھ
42-تاریخ الکبیر:	ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری جعفی متوفی 256ھ
43-تہذیب الکمال	الامام جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن زکی عبدالرحمٰن بن یوسف مزی متوفی 742ھ
44-تحفۃ الاشراف:	الامام جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن زکی عبدالرحمٰن بن یوسف مزی متوفی 742ھ
45-تہذیب التہذیب:	امام شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ
46-النکت الظراف علی الاطراف:	امام شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ
47-بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام:	امام شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ
48-میزان الاعتدال:	محمد بن احمد بن عثمان ابوعبداللہ ذہبی متوفی 748ھ

Marfat.com

49 - الکاشف: محمد بن احمد بن عثمان ابوعبداللہ ذہبی متوفی 748ھ

50-اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ: شیخ علامہ عزیز الدین ابوالحسن شیبانی المعروف بابن اثیر متوفی 630ھ

51-الاستیعاب فی اسماء الاصحاب: ابی عمر سف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالنسیر بن عاصم غری۔قرطبی۔ مالکی متوفی 463ھ

52-تاریخ بغداد: حافظ ابوبکر احمد بن علی المعروف بالخطیب البغدادی متوفی 463ھ

53-البدایہ والنہایہ: حافظ عمادالدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی متوفی 774ھ

54- الفقیہ والمتفقہ: خطیب بغدادی متوفی 463ھ

55- التمہید: علامہ ابن عبدالبر قطبی مالکی متوفی 463ھ

56-جامع العلم وفضلہ: علامہ ابن عبدالبر قرطبی مالکی متوفی 463ھ

57-الخیرات الحسان: شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی مکی شافعی متوفی 973ھ

58-الموفق: ابوالموید امام موفق بن احمد مکی متوفی 484ھ

59-مناقب کروری: شیخ محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن بزاز کردری حنفی صاحب فتاوی بزازیہ متوفی 827ھ

60-اخبار ابی حنیفہ واصحابہ: قاضی ابی عبداللہ حسین بن علی صیمری متوفی 436ھ

61-تبییض الصحیفہ: علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ

62-عقود الجمان: محمد بن یوسف بن علی بن یوسف دمشقی صالحی متوفی 942ھ

63-التعلیق علی الخیرات الحسان: شیخ مفتی محمد عاشق الٰہی برنی

64-نیل الاوطار: قاضی محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی 1250ھ

65-حلیۃ الاولیاء: حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی متوفی 430ھ

66-الترغیب والترھیب: حافظ ابی محمد زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی منذری متوفی 656ھ

67-کتاب الرد علی الخطیب البغدادی: ابوعبداللہ محمد محمود بن حسن بن ہبۃ اللہ بن محاسن المعروف بابن نجار متوفی 643ھ

68-میزان الکبریٰ: عارف باللہ شیخ عبدالوہاب شعرانی

69-سباحۃ الفکر: ابوالحسنات علامہ عبدالحی لکھنوی متوفی 1304ھ

70-الکامل فی الضعفاء: ابواحمد عبداللہ بن محمد المعروف بابن عدی متوفی 365ھ

71-تہذیب تاریخ دمشق: الامام الحافظ ابی الحسن علی بن حسن المعروف بابن عساکر دمشقی متوفی 571ھ

72-مسند ابوعوانہ: یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید اسفرائینی نیشاپوری متوفی 316ھ

73-مسند حمیدی: حافظ ابوبکر عبداللہ بن زبیر متوفی 219ھ

74-تنسیق النظام: علامہ محمد حسن سنبلی حنفی متوفی

Marfat.com

75-سیف المقلدین: علامہ مولانا محمد عبدالجلیل یوسف زئی پشاور

76-فتح القدیر شرح ہدایہ: شیخ کمال الدین بن عبدالواحد المعروف بابن صمام متوفی 861ھ

77-العنایہ علی الہدایہ: امام اکمل الدین محمد بن محمد دیار برنی متوفی 786ھ

78-الکنایہ علی الہدایہ: السید جلال الدین خوارزمی کرلانی

79-عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر: الامام سید احمد بن حنفی حموی

80-ردالمحتار شرح درمختار: علامہ محمد آمین الشہیر بابن العابدین متوفی 1252ھ

82-بحرالرائق شرح کنز الدقائق: زین العابدین بن ابراہیم بن نجیم حنفی عبداللہ محمود نسفی متوفی 970ھ

83-جامع الرموز امام شمس الدین محمد خراسانی قہستانی متوفی 962ھ

84-مجمع الانصر: عبداللہ بن شیخ محمد بن سلیمان المدعو بشیخ زادہ متوفی 1078ھ

85-کبیری شرح منیۃ المصلی: الشیخ الامام ابراہیم بن محمد حلبی متوفی 956ھ

86-تعلیق المجلی شرح منیۃ المصلی: علامہ مولانا وصی احمد صاحب متوفی 1334ھ

87-مقدمہ عقود اجواہر المنیفہ: علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی 1205ھ

88-المواہب الشریفہ: مولانا محمد عاشق الٰہی برنی

89-مناقب اَبی حنیفہ وصاحبیہ محمد بن احمد بن عثمان ابوعبداللہ ذہبی متوفی 748ھ

90-موسوعہ اطراف الحدیث النبوی ابو ہاجر محمد سعید بن بسیونی زغلول

91-کشف الظنون: الفاضل الادیب مصطفیٰ بن عبداللہ الشہیر بحاجی خلیفہ وبکاتب چلپی

92-ننگی تلوار: مولانا فقیر محمد جہلمی

93-ابوحنیفہ: مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی

94-تنبیہ الغافلین: الشیخ نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی متوفی 375ھ

95-نخبۃ الفکر: امام شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ

96-لسان العرب: علامہ ابن منظور متوفی 711ھ

97-العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ: محدث بن جوزی متوفی 599ھ

98- مرآۃ الجنان امام ابوعبداللہ ابن اسعد یافعی۔یمنی متوفی 768ھ

99-ابرار الفی فی شفاء الحی ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی متوفی 1304ھ

Marfat.com

ابُوالعلاء محمد محی الدین جہانگیر کی تصانیف، ترجمہ، شرح و تخریج کی ہوئی کتب

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

جہانگیری

صحیح بخاری شریف

20 کتب سے تخریج

5 جلدیں مکمل

احادیث نبویہ کی سب سے مستند کتاب کا عام فہم، آسان، سلیس، بامحاورہ ترجمہ

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیقات علی البخاری

کا ترجمہ، دشوار الفاظ کے معانی کے ساتھ

جہانگیری

فتوحات جہانگیری فی صحیح بخاری

المعروف بہ

جمال السنہ

تقریباً 8 جلدیں مکمل

جہانگیری

صحیح مسلم شریف

متن و ترجمہ

3 جلدیں مکمل

جہانگیری

معارفِ درود و سلام

ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ

جہانگیری

احادیث و آثار کا مستند اور قدیم مجموعہ

سنن دارمی

محدث امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ

جہانگیری

تفسیر جلالین

انتخاب

جہانگیری

نحو میر

جہانگیری

اربعین نووی

جہانگیری

فتوحات جہانگیری فی سنن دارمی

المعروف بہ

تحفہ باقیہ

جہانگیری

ریاض الصالحین

جہانگیری

الموطا

امام مالک

جہانگیری

انتخاب احادیث

صحیح بخاری و صحیح مسلم

جہانگیری

شرح القدوری

امام ابوالحسن احمد بن محمد بن جعفر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

جہانگیری

انتخاب

مشکوٰۃ المصابیح

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر

۴۰، اردو بازار لاہور

فون:

042 7246006

Marfat.com